

مستور کا بیان	نازکا علی صاحبہ	قرآن کا	مکرم السبوح	الغنیات	ممدود	۴ فری	ذکر لیل	خامز میں کوئی کلام	سہولت	قرآن کی سہولت
مکرمہ اوقات	صلوات کی فضیلت	ہفت سیر کی سزا	جنگد کما	امامت	اسم کی لڑائی	عقوبت میں ہر لڑائی	حدوتہ	خامز میں کوئی کلام	سہولت	قرآن کی سہولت

الْحَمْدُ لِلَّهِ خَالِقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ

جلد دوم

از کتاب لاجواب مفید شیخ و شاب مسجہ

المجلد الحادي عشر

سنة - القمات -

3- امامت - سنت -

آپ کا نام - خواجہ -

— ۵۸. ۴، ۱۲

1.  $\vec{a} = (1, 2, 3)$

٥٧-٥٨

سہ ماہیوں - بیماری

تقریریں: ۱۰۰ -

40%

المصنف

## تاریخی نام

ذو المرات  
مصنف حضرت علامہ مولانا حاج مفتی احمد رضا صاحب نعیمی اشرفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
صاحبزادہ افتخار احمد رضا مالک قسیمی صاحب کجرات

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

[illegible]

توبه  
عیت  
حق  
وفا  
توبه  
عیت  
حق  
وفا

## بَابُ السَّتْرَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَعْدُو إِلَى الْمَصَلِّي وَالْعَزَّةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تَحْمِلُ وَتَنْصَبُ بِالْمَصَلِّي  
بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَصَلِّي إِلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ رَمَى قَالَ  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي  
قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سترہ کی بیان (آڑ) پہ پہلی فصل - روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم صبح کے وقت عید گاہ تشریف لے جاتے تھے آپ کے سامنے نیزہ لے جایا جاتا اور  
آپ کے آگے عید گاہ میں گاڑ دیا جاتا حضورؐ اس کی طرف نماز پڑھتے (بخاری، ابن حیفہ سے  
فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے ساحل مقام میں شہر جوڑے کے سرخ نیچے  
میں دیکھا اور حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضورؐ کے وضوء کا پانی لیا۔

سترہ سترہ سے نا ہے یعنی وہ اپنا سترہ کے لغوی معنی ہیں چھپانے والی چیز یعنی آڑ شریعت میں مستودہ چیز ہے جو  
غازی اپنے سامنے رکھے تاکہ اس سترہ کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں اس کی لسانی کم از کم ایک باغ (مراۃ) اور عورتی  
ایک انگل چاہیے بجز سترہ نمازی کے آگے سے حرام مگر حرم شریف کی مسجد میں جائز ہے۔ مزیات نے فرمایا کہ اگر صفت اقل  
میں لوگوں نے خالی جگہ چوڑی ہو تو بعد میں آنے والا صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا وہاں پہنچے اور جگہ پر کرے۔  
کیوں کہ اس میں قصور جماعت والوں کا ہے نہ کہ اس کا سترہ نماز عیدین کے لیے عید الاضحیٰ کے لیے بہت جلدی تاکہ بعد میں  
قریبا نیان کی جاسکیں اور یہی لفظ عربی ہے تاکہ مسلمان کچھ کھا کر اور فطرہ ادا کر کے آسانی سے پہنچ سکیں۔ اس سے  
معلوم ہو کہ عید کی نماز جگہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ شہر میں بھی جائز ہے۔ سترہ تاکہ گزرنے والوں کو سامنے سے گزرنے  
میں رکاوٹ نہ ہو اس زمانہ میں عید گاہ کی عمارت دمشق میدان میں نماز پڑھی جاتی تھی سترہ آپ کا نام دھبہ ابن عبد اللہ عمارتی  
ہے۔ آپ بہت نوعر صحابی ہیں حضورؐ کی وفات کے وقت آپ نابالغ تھے۔ سترہ کو فرمیں وصال مجرا سترہ یہ جگہ جنت  
صلی سے کہ آگے مٹی کی جانب ہے جسے دایہ تَحَنُّبُ اور بطنہ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے حضورؐ کو بطمی کے لقب  
سے بھی یاد کیا جاتا ہے بطمی کے معنی ہیں بحری والا میدان جہاں بارش میں سیلاب آجاتا تھا۔ سترہ یعنی حضورؐ نے خیبر میں وضوء  
کیا۔ مثلاً ایک گن ہیں کہ حضرت بلالؓ وہ پانی کا گن باہر صحابہ کے پاس لائے تاکہ صحابہ اس سے برکتیں حاصل کریں۔ صحابہ کرامؓ  
اس مسئلہ شریف پر ٹوٹ پڑے۔



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَذِرُونَ ذَلِكَ الْوُضُوءَ فَمَنْ  
 أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ  
 يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بَلَا لَا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَّزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشْتَمِرًا صَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ  
 رَكَعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالذَّوَابَّ يَمْشُونَ بَيْنَ يَدَيْ الْعَنَزَةِ  
 مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ، وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 كَانَ يَعْرِضُ رَأْسَهُ فِيهَا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَرَأَى الْبَحَّارِي

اور لوگوں کو دیکھا اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں جن نے اس میں سے کچھ پالیا تو اسے گل لیا اور جس نے  
 نہ پالیا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری ٹٹے لی پھر میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا۔ انہوں نے  
 ایک نیزہ لیا اور اسے گاڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع جوڑے میں دامن سمیٹے تشریف لے گئے نیزے کی طرف  
 کھڑے ہو کر لوگوں کو دو رکعتیں پڑھا ہیں اور میں نے لوگوں اور جانوروں کو نیزے کے آگے گزرتے دیکھا  
 (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت نافعؓ سے وہ حضرت ابن عمرؓ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سوار  
 کو سامنے کر لیتے پھر اس کی طرف نماز پڑھ لیتے تھے (مسلم، بخاری) بخاری نے یہ بھی زیادہ کیا میں نے کہا

۱۔ اسے مامول کرنے اور برکت لینے کے لیے کیوں کہ وہ پانی حضور کے اعضاء سے لگ کر نورانی بھی ہو گیا اور نور گر بھی پھول سے  
 لگی ہوئی موادِ مانع ہو گا دینی ہے حضور کے ہم اطہر سے لگا ہوا پانی روح و ایمان ہو گا دے گا۔ ۲۔ اسے اپنے مراد مند پر عمل  
 لیا میراثات میں، اسی جگہ ہے کہ حضرت ابو طیب نے حضور کی فسدلی اور خون بچانے میں کھینکنے کے بی لیا خیال رہے کہ ہمارا فضل و شوکا  
 پینے کے قابل نہیں کہ وہ ہمارے گناہ کے کو نکلا ہے حضور کا مالہ متبرک ہے کیوں کہ وہ نور کے کو نکلا بعض مرید اپنے مشائخ کو جھوٹا  
 پانی تقطیم سے استعمال کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ ۳۔ شرع جوڑے سے مراد خاص سرخ رنگ میں رنگا ہوا کپڑا نہیں ہے  
 کہ یہ تو عمر کے لیے منع ہے بلکہ سرخ خطوط سے غلط کپڑا مراد ہے یا شرع سوت سے بنا ہوا کپڑا۔ لہذا یہ حدیث ممانعت کی حدیث  
 کے خلاف نہیں ۴۔ یاغری یاغری کیوں کہ آپ صاف غصے غالب یا دھاتھ جیزہ اور دھاتھ یا عرقہ القضاء کا ہے۔ ۵۔ کیوں کہ امام کا سرخ  
 ساری جماعت کا مستتر ہوتا ہے۔ اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ ۶۔ اس طرح کہ بیشعہ جوئے اوٹ کے سامنے نہ  
 پڑھتے تاکہ لوگ اس طرف سے گزر سکیں معلوم ہوا کہ سنہ صرف کھڑی وغیرہ کا ہی نہیں ہوتا بلکہ جانور اور انسان کا بھی ہو جاتا ہے

قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيَعْدِلُهُ  
فَيُصَلِّي إِلَى اخْرَجَتْهُ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ مِثْلَ  
مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ أَبِي جَحْظِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ  
الْمَلَائِكَةُ يَدَيَّ الْمُصَلِّيِّ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَبِيرًا لَهُ مِنْ أَنْ  
يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَذْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ

بتاؤ تو اگر سواری چل دیتی تو فرمایا کیا دے کو دروست کر لیتے تھے پھر اس کی پشت کی طرف نماز پڑھتے  
لے روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی  
اپنے کپڑے کے پشت کی طرف رکھ لے تو نماز پڑھتا رہے اور سامنے سے گزرنے والوں کی پرواہ نہ  
کرے کہ وہ (مسلم) روایت ہے ابو جحیم سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر  
منازی کے سامنے سے گزرنے والا جان لیتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو اسے چالیس تک ٹھہرنا سامنے  
گنہگار سے بہتر ہوگا۔ ابو نصر کہتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ چالیس دن فسادے یا بیسٹیا سال یا

لے یعنی نافع سے حضرت ابن عمر سے پوچھا کہ نماز کی صورت خطرناک ہے اگر دوران نماز میں اونٹ اٹھ کر چل دے تو نماز کی کیا  
کے تو فرمایا سرکار پہلے اس کا انتظام کر لیتے تھے کہ سب اونٹ نہ جا سکے کھڑا اور موثرہ کیا دے کہ وہ کچھ ٹکڑی ہے جس سے سوا  
پنچھٹیک لپٹا ہے یہ ایک ہاتھ یعنی ڈبچہ صاف ہوتا ہے اسے ہمارے عرف میں اونٹ وارنے پشتی کہتے ہیں لے یعنی یہ سترہ دیکھتے  
گرنے اس کی پرواہ نہ کرے یہ خیال رہے کہ اگر نماز کے آگے سترہ نہ ہو تو آتی دور پر سامنے سے گزرنے والا جاننا نہ ہو جہاں کہ چھ نماز  
کو سچا گاہ پر نظر رکھتے ہوئے غصوں ہو جائے لے آپ صلی ہیں اور ابی انہ کعب کے چھانچے آپ کا نام عبد اللہ ابن حارث ابن صرہ انصاری  
ہے راجعہ معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی لے ظاہر ہے کہ چالیس سال فرمایا ہو گا جیسا کہ بعض روایات میں ہے مطلب اس کا ظاہر ہے  
چالیس کا عدد اس بیٹے ارشاد فرمایا کہ انسان کا ہر حال چالیس پر ہی تبدیل ہوتا ہے مال کے پریش میں چالیس دن تک نطفہ چھ چالیس دن تک  
خون چھ چالیس دن تک جمی ہوئی چھ پریش کے بعد چالیس دن تک مال کو نفاس چھ چالیس سال تک عمر کی۔ اسی بیٹے بعد وفات  
چالیس روز تک مسلسل فاعل کی ہوتا ہے اور چالیسوں کی فاعلہ تمام سے ہوتی ہے۔

قُلْتُ أَذَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلُ فَيَعْدِلُهُ فَيَصِلُ إِلَى أَخِيذِهِ  
وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
وَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوَخَرَّةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يَبْأَلْ  
مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي جُحَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ السَّارِبِينَ يَدَيِ الْمُصَلِّي لَكَانَ أَنْ  
يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لِمَنْ أَنْ يَمُرَّ بِنِ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّصْرِ لَا أَدْرِي  
قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ

بتاؤ تو اگر سواری چل دیتی فرمایا کچا کدے کو درست کر لیتے تھے پھر اس کی پشت کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد روایت  
سے حضرت طلحہ ابن عبد اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے کچا کدے کو  
پشت کی طرح رکھنے کو نماز پڑھتا ہے اور سامنے سے گزرنے والوں کی پردہ دکرے (مسلم) یا روایت  
سے حضرت ابو جحیم سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جان  
لینا کلاس پر کیا کہ وہ ہے تو اسے چالیس تک بھیجنا سامنے گزرنے سے بہتر ہوتا ابو نصر کہتے ہیں کہ مجھے بھڑبھڑا کر آیا ہے ۱۰ ہفتی  
فرماتے یا بیسین یا سال تک

ملے یعنی نافع نے حضرت ابن عمر سے بھی کہ نماز کی یہ صورت مخلوک سے اگر دوران نماز میں ادنیٰ اٹھ کر چل دے تو نمازی کیا کرے۔  
تو فرمایا اگر پہلے سے اس کا انتظام کر لیتے تھے جس سے ادنیٰ رہا کئے آخر وہ تو بچہ کی دے کی دوپھی کھڑی ہے جس سے سواری بچھوٹک  
لیت ہے۔ یہ ایک بات کہ یعنی ذی روح نہ ہوتی ہے۔ اسے ہمارے عرف میں ادنیٰ دہلے پشتی کہتے ہیں تلے بیسے یہ سترہ کے چھ  
سے گورے اس کی پرواہ نہ کرے خیال دے کہ اگر نمازی کے آگے سترہ نہ ہو تو آٹھ در پر سامنے سے گزرتا ہوا سترہ پہن کر  
بیرون نماز کو مسجد پہنچا وہ نظر نہ رکھتے ہوئے غمگسٹ ہو جانے تلے آپ صحابی ہیں ابی بن کعبؓ کے جھانے آپ کا نام ابو عبد اللہ ابن عباسؓ  
ابن عمرؓ انصاری ہے امیر معاویہؓ کے عہد میں وہ فتیان تلے ظاہر ہے کہ کپڑا کپڑا دیا ہو گا مگر بعض روایات میں ہے مطلب اس کا یہ ہے  
چالیس کا عدد اس سے ارشاد فرمایا کہ انسان کا ہر حال چالیس پر ہی تبدیل ہوتا ہے اس کے پرست میں چالیس دن تک، نطفہ پھر چالیس دن  
تک، خون پھر چالیس دن تک، بھی بوٹی پھر پیدائش کے بعد چالیس دن تک، ماں کو لٹا سس، پھر چالیس سال تک عمر کی بھنگی۔ اسی سے بعد  
وفات چالیس روز تک مسلسل فاعمر کی جاتی ہے اور چالیسویں کا فاعمر انجام سے ہوتی ہے۔

شَهْرًا أَوْ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتَرْهُ مِنَ السَّائِسِ فَأَرَادَ أَحَدًا أَنْ يَجْتَازِيَن يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعُهُ فَإِنْ أَمَى فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَطَّعَ الصَّلَاةُ الْمَرْأَةُ وَ

(مسلم بخاری) روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے عرصہ جو اسے لوگوں سے چھپانے کے لئے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرتا چاہے تو نمازی اسے دفع کرے تلہ پھر اگر نہ مانے تو اس سے جنگ کرے کہ وہ شیطان ہے تلہ یہ بخاری کے لفظ ہیں مسلم میں اس کے معنی میں روایت ہے حضرت ابن ہریرہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز کو عورت اور گدھا

تلہ یعنی اس کے اور لوگوں کے درمیان آڑیں مٹانے پورا چھپانا مراد نہیں کیونکہ ایک ہاتھ کا ستر پورے جسم کو نہیں چھپا سکتا تلہ یعنی مثل قبیل سے ہاتھ کے ساتھ لے جتا دے گزرنے دے ظاہر ہے کہ اگر میں پھر اور دیوانہ جی داخل ہے ان کو بھی گزرنے سے روکا جائے یہاں سامنے گزرنے سے مراد ہے ستر اور نمازی کے درمیان گزرتا کہ یہی ممنوع ہے تلہ یعنی سختی سے اسے روکے یہاں لڑنا پھرتا اور قتل کرنا مراد نہیں مرقعات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی سہاگ نمازی اسے قتل کر دے تو قتل میں قصاص واجب ہوگا اور خطا میں دیت۔ تخمیل رہے کہ اگر نمازی بغیر ستر راستہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اسے گزرنے والے کو روکنے کا حق نہ ہوگا کہ اس میں قصور نمازی کا ہے اسی لیے یہاں ستر کے قید لفظی شیطان سے مراد تو اصطلاحی شیطان ہے یعنی جنات کا مورثا اعلیٰ نسب تو یہ مطلب ہوگا کہ اسے شیطان پرہیزگار اور صمد نہ ہونے اور اس پر شیطان سوار ہے اور یا شیطانوں سے انسانوں کا شیطان مراد ہے جو شیطان کا کام کرے وہ شیطان ہی ہوتا ہے قرآن کریم نے بھی شیطان کا کام کرنے والے انسانوں کو خناس قرار دیا ہے کہ ارشاد فرمایا اَلَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ بدی کاموں میں خلل ڈالنے والا سخت مجرم ہے لہذا جو لوگ مسجدوں کے پاس شور مچاتے۔ ریڈیو کے گانے لگاتے وہ اس سے عجزت پرکھیں کہ نمازی سے آگے گزرنے والا اس لیے مجرم ہے کہ نمازی کا درمیان بائٹا ہے دوسرے یہ کہ اگر کوئی مجرم نرمی سے مانے تو اسی سختی سے روکا جائے یہ سختی بھی تنبیہ کی ایک قسم ہے۔

عقلہ۔ یہ چھپانے والی چیز دیوار ہو یا ستون یا کھڑی بوخیر یا کوئی سامنے بیٹھا ہو آدمی یا اونٹ وغیرہ جانور کہ سب ستر ہی داخل ہیں۔

الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقْبِي ذَلِكَ مِثْلُ مُوَحَّرَةِ الرَّحْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَزَّةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَمَا عَزَّ وَاجْرُ الْحَنَازِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَفْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا أَبُو مَرْثَدٍ  
فَدَنَا هَزْمُ الْإِحْتِلَامِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَالْتِمَاسِ  
بَعْضِي إِلَى غَيْرِ جَدِّهِ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَانْزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ

اور کتا توڑ دیتے ہیں لہ اور کچا وے کی کشتی کی مثل اسے بچا لیتی ہے تھہ روایت ہے  
حضرت عائشہ سے فہاتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز پڑھتے تھے حلالہ کہیں آپ  
درمیان ایسے لیٹے ہوتی تھی جیسے جنازہ کا رکھا ہونا تھہ (مسلم بخاری) ہہ روایت ہے ابن عباس سے فہاتی  
ہیں کہ میں گدھی پر سوار آیاں لاکر میں اس دن تو سب بطور جمعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں لوگوں کو  
بیڑیوں کی آڑ کے نماز پڑھتا ہے تھے تھہ میں بعض صف کے آگے سے گزرا مچھرا تر پڑا گدھی کو

لہ یعنی اگر نماز کے سامنے سے ان میں سے کوئی گزرے تو خیال سے گا اور نماز کا شروع حضور جاتا رہے گا یہاں  
نماز توڑنے سے مراد نماز کا باطل ہونا نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے آگے گزرنے کا وبال دو لوگوں پر پڑتا ہے گزرنے  
والا سخت گنہگار ہوتا ہے اور نمازی کا دل حاضر نہیں رہتا ان میں سے ذکر کی سمکت اللہ اور اللہ کی تعظیم ہی جاتے ہیں  
تھہ یعنی سترے کی برکت سے اس کی نماز محفوظ رہے گی اور گزرنے والا گنہگار نہ ہوگا دو فوں کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔  
تھہ ہجرت شریف چھوٹا تھا جس میں نواخل کے لیے علیحدہ جگہ تھہ بن سکتی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد  
کی کیفیت یہ ہوتی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا نماز کے آگے سے گزرنے کا اور ہے اور آگے ہونا کچھ اور گزرنے  
ممنوع ہے آگے ہونا ممنوع نہیں اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے گزرنے سے بھی نماز ٹوٹے گی نہیں یہ حدیث  
پچھلی حدیث کی گویا تفسیر ہے۔

تھہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیوار تھی میدان میں نماز پڑھتا ہے تھہ لاشعری وغیرہ کا سترہ ضرور عقب  
ہوگا کہ امام کا سترہ تمام مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہاں سب کے سامنے سے  
گزرے گئے لہذا یہ حدیث سترہ کے خلاف نہیں اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث اس باب میں لائے کہ امام کا  
سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور کے آگے دیوار کے سوا کوئی اور سترہ ضروری تھا دیوار  
کی فقی و مانی ہے کہ سترہ کی۔

اِلَّا تَانِ تَزَرَّعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّغَفِ فَلَمْ يُبَكِّرْ ذَلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
 الْقَصْلُ الشَّانِي عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اِذَا صَلَّيْ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ يُلْقَاءُ وَجْهَهُ شَيْئًا اِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصَبْ  
 عَصَاهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَحْطُطْ خَطَا ثُمَّ لَا يَضْرِبْهَا بِأَمْرًا مِمَّا لَهُ  
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْ اَحَدُكُمْ اِلَى سِتْرَةٍ

چھوڑ دیا کہ جتنی بھی اور تود صف میں داخل ہو گیا اس کا بھر پر کسی نے اعتراض نہ کیا (مسلم بخاری)  
 دوسری فصل پر روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے کچھ رکھ لے مگر نہ پائے تو اپنی لائٹھی کا رند  
 لے اگر اس کے پاس لائٹھی نہ ہو تو نوخط عینے لے پھر چوہرہ سامنے سے گزرنے تو اسے نقصان نہ دے  
 گی نہ (ابوداؤد وابن ماجہ) روایت ہے حضرت سہل بن ابی حشمہ سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سترے کی طرف نماز پڑھے تو اس سے قریب

لے یہ حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے کہ نماز کو کتنا گدھا عورت توڑ دیتے ہیں یعنی وہ حکم جب ہے کہ سترے کے بغیر سامنے سے گزریں۔  
 تھ یعنی ایک ہاتھ لپی اور ایک انگلی موٹی کوئی چیز جیسا کہ کبھی احادیث میں صراحتاً گزر گیا۔ بعض نمازی اپنے آگے ہاتھ بٹھا لیا کہ  
 وہ چیز رکھ لیتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں وہ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے۔  
 تھ خط یعنی جس حدیث مضطرب ہے ضعیف بھی اور کچھ وفات لمعات وغیرہ اس لیے اکثر علماء نے اس پر عمل نہ کیا وہ خط  
 کو محض بے کار سمجھتے ہیں بعض نے فرمایا کہ اس خط کی وجہ سے سامنے گزرنے کا اثر نماز پر نہ ہوگا اس کی نماز خراب نہ ہوگی۔ مگر  
 سے گزرنے کا اثر نہ ہوگا اور گزرنے والا گناہ بھی ہوگا اسی لیے یہاں لا یضربہا فرمایا یعنی نمازی کو مضرب نہیں کہ گزرنے والے  
 کو۔ یہ صحیح قول چھوڑ دیا کہ ہے کیونکہ خط نہ تو آؤ نہ بنتا ہے۔ کہ کسی کو مضرب ہی آتا ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا یا کسان  
 ہے۔

تھ آپ انصاری ہیں اُسی میں سترے میں پیدا ہوئے آپ کی کنیت ابو محمد ابو حمزہ ہے کو فرمایا تم نکھالو میرا دیر رضی اللہ عنہ  
 کے زمانہ میں وہیں وفات پائی بہت صحابہ نے آپ سے روایتیں ہیں۔  
 تھ بعض نے فرمایا کہ سترے سے نہیں ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو مگر صحیح ہے کہ بقدر سجدہ دور رہے اس کے لیے  
 حد ضروری نہیں کی جاسکتی کیونکہ بعض لوگ دماغ قدر ہونے میں بعض پست قدر



فَلْيَكُنْ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنِ  
 الْفَقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ  
 إِلَى عُودٍ وَلَا عُمُودٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْيَمِينِ أَوْ الْيَسِيرِ وَلَا  
 يَصُمُّ لَهُ صَمَدًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَا نَا رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَحْنُ فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَخْرَةٍ  
 لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُرَّةٌ وَحَارَةٌ لَنَا وَكَلْبُهُ تَعَبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِنَارٍ

یہ شیطان اس کی نماز نہ توڑ سکے گا (ابوداؤد)۔ روایت حسنہ بخاری اسو سے فرماتے ہیں میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبویہ میں بائیں طرف نماز پڑھتے نہ دیکھا مگر آپ اسے اپنی  
 داہنی یا بائیں جھوٹوں کے سامنے رکھتے تھے مثلاً اور بالکل اس کے سامنے نہ ہونے کے لئے (ابوداؤد)  
 روایت سے حضرت فضل ابن عباس سے فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 لائے ہم اپنے جنگل میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس تھے آپ نے جنگل میں نماز پڑھی  
 آپ کے سامنے سترہ نہ تھا ہماری ایک گدھی اور کتیا آپ کے سامنے تھیلے رہے تھے آپ کے

لے یعنی اس سترے یا قریب کی برکت یہ ہوگی کہ شیطان نمازیں دوسو سو نہ ڈال سکے گا معلوم ہوا کہ جیسے بسم اللہ کی برکت سے  
 شیطان کھانے سے دور رہتا ہے اور کھلے کھڑے پر کھڑی کھڑی کر دینے سے بلا میں دور رہتی ہیں ایسے ہی سترے کی برکت سے  
 نمازی سے شیطان دور رہتا ہے۔ یہ قدرتی چیز ہے۔

مثلاً فقہاء فرماتے ہیں کہ سترہ نمازی کے سامنے نہ ہو۔ بلکہ قدرے دائیں یا بائیں ہٹا ہوا اس مسئلے کا مغذیہ حدیث ہے۔

مثلاً یعنی سترے کو ناک کے مقابل نہ رکھتے تاکہ بت پرستوں کی مشابہت نہ ہو جائے کیونکہ وہ بوجھ کے وقت بت بالکل سامنے  
 رکھتے ہیں اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن چونکہ فضائل کی ہے لہذا قبول ہے لہذا اس میں ہے کہ سترہ بائیں یا بائیں پر رکھا جائے۔ اسی  
 لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ دائیں سے بائیں پاک پر رکھنا افضل ہے سترہ چونکہ شیطان کو دفع کرنے کے لیے اور شیطان بائیں  
 سمت ہی سے آتا ہے اسی لیے اگر نماز میں تھوکتا پڑ جائے تو بائیں طرف تھوکے۔

مثلاً چونکہ اس جنگل میں کسی کے گزرنے کا احتمال نہ تھا اس لیے سترہ نہ گاڑا گیا یہ کتیا اور گدھی زیادہ فاصلے پر تھیں اس لیے اس  
 کی پرواہ نہ کی گئی چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جنگل میں نمازی کے آگے اتنی دور پر گدڑ یا جانور نہ رکھے کہ جب نمازی سجدہ کا گاہ پر مشط

رکھے تو وہاں کی چیز محسوس نہ ہو لہذا یہ حدیث

گدڑ سترہ ادا کر کے خلاف نہیں ہے

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَأَدْرَعُ وَأَمَّا اسْتَطْعَمُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا مَبِينٌ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَايَ فِي قُبُلَيْنِ وَإِذَا سَجَدَ عَمَرَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلِي وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهَا قَالَتْ لَيْسَ يَمُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

اس کی برواہ ترمذی (ابوداؤد) شانی اس کی مثل ہے، روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کوئی چیز نہیں توڑتی لہٰذا جہاں تک ہو سکے دفع کرو اس لیے کہ وہ گذرنے والا شیطان ہے (ابوداؤد)؛ تیسری فصل: روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبضے کی جانب ہوتے تھے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے زیادہ دینے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی اگلے اور جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی اور اس زمانے میں کھروں میں چراغ نہ تھے تھے (مسلم بخاری)؛ روایت ہے حضرت ابوسہیرہ سے فرماتے ہیں فرمایا

لہٰذا یعنی نمازی کے آگے سے کسی چیز کا گزر جانا نماز کو باطل نہیں کرتا لہٰذا یہ حدیث توڑنے کی روایت کے خلاف نہیں کہ وہاں حضور قلبی کا توڑ نامزد ہے دیکھا اصل نماز کا اور یہاں اصل نماز توڑنے کی قطع ہے۔

تھ آپ قبلہ کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتے تھیں کہ وہ منع ہے بلکہ آپ کے پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قبلہ کی طرف ہوتے تھے اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو چیزیں توڑنا جائز ہے اور دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کو نہ کہاں آؤں قید نہیں آئی تیسرے یہ کہ کھڑے نماز کا نمازی کے آگے ہونا نماز خراب نہیں کرتا لہٰذا یہ حدیث جنہوں کی دلیل ہے۔

سے یہ بالکل ابتدائی حالت کا ہے جب کہ ضرورت کے وقت مکان بھلا کر روشنی کی جالی بھی بعد میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چراغ رائج ہو گئے تھے جہاں کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک چوڑا چراغ کی جلتی جلی کھینچ کر لے گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چراغ اٹھ کر کے سویا کر دو۔ کیونکہ چراغ اس کے ذریعے گھر میں آگ لگا دیتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث چراغ والی احادیث کے خلاف نہیں۔

علاقہ - یعنی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قیام و مکور فرماتے ہیں اطمینان سے پاؤں پھیلائے سوئی رہتی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کا وقت ہوتا تو مجھ کو بلا اشارہ کر دیتے تھے جب میں پاؤں سمیٹتی تب سجدہ کے لیے جگہ خالی ادا آپ سجدہ کرتے۔



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَوْ فِي أَنْ يَمُرَّ يَنْ يَدِي  
أَحِبُّهُ مَعْتَزِلًا صَافِي الصَّلَافِي كَانَ لَا تَقِيْمُهُ مِائَةً عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الْفَوْخِطَةِ  
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ. وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَازِنِيُّ يَدِي الْمَصْلِي  
مَا دَأَّ عَلَيْهِ لَكَ أَنْ يُخْصَفَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ يَنْ يَدِيهِ وَفِي رَوَايَةٍ  
أَهْوَنَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ الشَّيْءِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ  
الْحِصَارُ وَالْخَزِيرُ وَالْبُهْودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَتُجْزَى عَنْهُ إِذَا أَمَرُوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم میں سے کوئی جان لے کر لے اپنے بھائی کے سامنے گزرنے میں نماز  
کا راستہ کاٹتے ہوئے کیا گناہ ہے تو سو سال چھپرے پہننا اس کے لیے اس ایک قدم ڈالنے سے بہتر ہوتا  
ہے (ابن ماجہ) اور روایت ہے حضرت کعب احبار سے فرماتے ہیں اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا  
لیتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو اس کا زمین میں دفن کیا جاتا ہے گناہ سے گزرنے سے بہتر ہوتا اور ایک روایت میں ہے  
کہ آسان ہوتا ہے (مالک) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے جب تم میں سے کوئی بغیر سرسبز نماز پڑھے تو اس کی نماز کو گدھا اور سور اور یہودی اور ہامسی  
اور کورت اور دیتے ہیں

یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے جہاں صرف چالیس کا ذکر تھا سال یا مہینے کا ذکر تھا معلوم ہوا کہ وہاں بھی سال ہی مراد تھے  
اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے سامنے بیٹھا رہتا یا اگر بیٹھ جانا یا بیٹھنے سے اٹھ جانا یا سیدھا سامنے چل جانا منع نہیں بلکہ سامنے  
کی سمت کاٹ کر گزرنے سے منع ہے یعنی ہمارے ملک میں تو بابت نماز آٹھ جانب سے منع معلوم ہوا۔ البتہ اگر کوئی شخص نمازی کے  
آگے اگر بیٹھ جائے چھ کچھ مگر دو سرور یا جانب آٹھ جانبے تو مکروہ ہے بلکہ دوسری کو جانے جو حد سے آیا تھا۔ حدیث کا مطلب  
بالکل ظاہر ہے انسان کو جائے نمازی کے آگے سے برگزیدہ گزرنے۔

تو یہ ساری وعیدیں آگے گزرنے سے روکنے کیلئے ہیں یعنی اگر اس کے عذاب سے پوری واقفیت ہو تو ہر شخص یہ چاہتا کہ  
زمین چھٹ جائے میں سما جاؤں مگر نمازی کے آگے سے نہ گزروں یہاں گزرنے کی وہی صورت مراد ہے جو ناجائز ہے  
جہاں صورتوں میں مشروعیت نے گزرنے کی اجازت دی ہے وہ اس سے علیحدہ ہیں۔

تو اس کی شرح اچھی گزرنے کی نماز کا حضور فرمادے۔ وہاں عین کا ذکر تھا یہاں پانچ کا مطلب ہے کہ اگر کسی پر ایک کا گدھا نامضر ہے  
لیکن نہ پانچ کا گدھا زیادہ مضر کیونکہ ان میں درمیان زیادہ پٹنا ہے۔ واللہ اعلم۔

بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَدِّ قَائِمٍ يَحْجِرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

## بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ فَقَالَ فِي ثَالِثَةٍ أَوْ فِي الْآخِرَةِ بَعْدَهَا عَلِمْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اور یہ لوگ نمازی کے لئے پتھر پھینکنے کی مسافت سے گزریں تو متر سے سے گنات کر لیں گے (ابوداؤد)

### نماز پڑھنے کا طریقہ

پہلے فصل در روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص مسجد میں آیا تاکہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک کو بیٹھیں جو وہ گھر سے اس کے نماز پڑھنے کے پتھر آجھنوں کو سلام کیا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک السلام لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی تھ وہ لوٹ گیا نماز پڑھی پھر آیا سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی اس نے تیسری بار یا اس کے بھی بعد عرض کیا یا رسول اللہ

اگر جو کسی بھی انسان میں مگر مسلموں کو ان سے نفرت بہت ہوئی ہے اس لیے ان کا سامنے سے گزرنے کا زیادہ شاق گزرے گا لہٰذا یعنی اگر نمازی کے آگے متر نہ ہو اور ان میں سے کوئی اتنی دور سے گزر جائے کہ نمازی مسجد کے گمہ کو دیکھتے ہوئے ان کا احساس نہ کر سکے تو کوئی مضائقہ نہیں اور وہ پتھر پھینکنے کی قدر ہے یعنی اگر یہ نمازی درمیان پتھر پھینکے تو وہاں پتھر سے اتنے فاصلہ پر گزرنے کا ہمارے پتھر سے دور رہنا ہی چھوڑ دے اور پھینکنے سے درمیان طاقت سے پھینکنا مراد۔

ثالث اس باب میں نماز کے فرائض و اجابت اور مستحبات کا ذکر ہو گا یعنی اول سے آخر تک نماز کی ساری کیفیت کا ذکر۔  
 ثانیہ اس کے واسطے حضرت خلداد بن رافع انصاری ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ کسی صحابی نے سن کر بیان فرمایا ہے میں کیونکہ حضرت خلداد بدر میں شہید ہو گئے اور حضرت ابو ہریرہ مشہور ہیں اسلام لائے مگر جو کچھ ان صحابہ عادل ہیں اس لیے دیکھنے سے ان کا نام مذکور نہ ہونا مقرر نہیں۔

ثالث غالباً یہ نماز افضل نسبتاً ہے جو جلدی جلدی تعدیل ارکان کے تیار کر لے گئے تھے یا اس کوئی اور نقصان نہ گیا تھا۔  
 ثانیہ اس مضمون سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسجد نبوی میں آنے والا نمازیوں کو غوی سلام الگ کرے اور حضور انور کو علیہ السلام اب بھی تاثر میں حاضری شریف کے وقت دو رکعتیں پڑھ کر مواجہہ القدس میں حاضری دے کر سلام عرض کرے۔ ثانیہ امام سب

مجھے لکھا کہ مجھے لے دیا جا جب نہ نمازی طرف اٹھو تو وضو پورا کرو پھر کہنے کو منہ کرو پھر کہنے کو پھر جس قدر قرآن شان ہو پڑھ لو گے پھر کہہ کر کوئی کہہ کر میں مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو حتی کہ سید سے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کر دو حتی کہ سید سے میں مطمئن ہو جاؤ تلے پھر اٹھو جتنے گرا طینان سے

کو نصیب کرے دوسرے پر کہ سلام میں علیک بھی کر سکتے ہیں علیک بھی نہیں ہے یہ کہ واجب رہ جانے سے نماز کو ناپاک یعنی واجب ہے جہاں رہے کہ کھول کر واجب بچھوٹا جانے پر مسجد و سہو واجب ہے اور خدا بچھوٹے سے نماز کو ناپاک واجب چوتھے یہ کہ نماز میں تعدیل ارکان یعنی اطمینان سے لوگ اکرنا واجب ہے کیونکہ یہ بزرگ ہمدی سے لوگ اکر کے اگتے تھے اسلئے نماز دو بار پڑھو لائی۔

سہ یعنی ہر وضو نماز پڑھ کر اترنے سلام عرض کرے اور لوٹا دینے جاتے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی وضو انہیں نماز کا طریقہ نہ سکھایا بلکہ کئی بار پڑھو اگر کچھ بتا کہ یہ واقعہ انہیں یاد ہے اور مسئلہ خوب حفظ ہوا جائے کہ جو کچھ شفقت و انتظار سے ملتی ہے۔ وہ دل میں پڑھ جاتی ہے جیسے ایک صحابی بغیر سلام کیے حاضر ہوئے تو فرمایا پھر لوٹ کر جاؤ اور سلام کر کے آؤ۔ لہذا اس میں علما کو طریقہ شیعہ کی تعلیم بھی ہے۔

اس میں حماد بن عمار نے بیعت کیا۔ یہی ہے۔  
تک یعنی جو سورت یا آیت نہیں ہو اور پھر وہ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہوئی ہے۔ فَأَقْرَأُوا مَائِكَتَهُنَّ الْفُرْقَانِ  
اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق تلاوت فرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضور قبل کو متراویز کر دیا اور فقرہ الفرض کے سلسلے میں مطلق قرأت کا ذکر کیا نہ کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کا۔ گنیمت آمادیت میں  
آتا ہے کہ تقریباً سورۃ فاتحہ نماز میں ہوتی وہ اس راوی سے کہ نماز کا مکمل نہیں ہوتی لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں ہے حدیث امام اعظم علی  
بہت قوی دلیل ہے خیال رہے کہ بڑی آیت یا میں چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کو قرأت قرآن بالما و ست قرآن نہیں کہا جاتا۔ لہذا اس  
مورعہ ارض نہیں کہ قرآن کا ایک لفظ بھی پڑھنا نماز کے لئے کافی ہو جائے جیسے حالانکہ حکم قرآن کے قائل نہیں۔

مذہب اس کا نام ہے تعذیل ارکان یعنی نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر گن میں تین نحر کی بقدر تقہر ناپا تعذیل امام  
صافھی اور انامہ لوسف کے ہاں فرض ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعذیل دے دینے پر فرمایا لَوْ تَقَصَّنِ  
تَمَّ نَمَازُكُمْ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ شَيْءٌ تَنْبِيْهُنَّ جَسَدُكُمْ عَنْ تَعَذُّلِ فَرْصِ الْفَرْصِ بَلْ كُنْتُمْ تَعَذُّلُكُمْ عَنْ تَعَذُّلِ الْفَرْصِ  
کہ جس کے رو جائے سے نماز ناقص واجب اعادہ ہوتی ہے لیکن فرض ادا ہو جائے سے امام صاحب فرماتے ہیں کہ لَوْ تَقَصَّنِ  
میں کمال نماز کی نفی آتی ہے یعنی تم نے کمال نماز نہیں پڑھی کیونکہ او وافر اور عذری، انسانی میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کاموں کو پورا کر دو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر ان میں سے کچھ کم کر دو گے تو  
تمہاری نماز ناقص ہوگی معلوم ہوا کہ تعذیل کے بغیر نماز ناقص ہوگی باطل نہیں لہذا واجب ہے فرض نہیں۔ نیز تعذیل فرض

جَاسَا ثُمَّ اسْجَدَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ اَرْفَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِي  
رَوَايَةٍ ثُمَّ اَرْفَعُ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقُرْآنَ بِالحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ

پہلے جاؤ۔ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اور  
ایک روایت میں ہے پھر اٹھو حتیٰ کہ بید سے کھڑے ہو جاؤ پھر اپنی ماری نماز میں بھی کرو (مسلم)  
بخاری اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرأت الحمد بشد  
رب العالمین سے شروع کرتے تھے اے اللہ

ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اول ہی سے بتا دیتے انہیں بغیر فرض ادا کیے نماز بار بار پڑھنے کی اجازت نہ دیتے  
کیونکہ اس کے بغیر وہ نمازیں بالکل بے کار تھیں اور فعلی عبت تھا اور واجب کے بغیر ان نمازوں میں کچھ ثواب ملے  
گیا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں تلاوت قرآن فرض ہے مگر یہ حکم فرض نماز کے علاوہ میں ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں  
تلاوت فرض باقی میں نفل ہو کر ان بزرگ نے تحبیب السجد نفل ادا کیے تھے۔ لہذا انہیں جو حکم دیا گیا۔

۲۔ یعنی بحالت امامت تلاوت قرآن بلند آواز سے اَلْحَمْدُ سے شروع کرتے تھے یعنی ہیسو اللہ آواز سے نہ پڑھتے  
تھے معلوم ہوا کہ ہیسو اللہ ہر سورت کا جز نہیں نہ اسے امام آواز سے پڑھے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو مسلم  
بخاری وغیرہ تمام کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم برسلی وحی یہ آئی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي  
خَلَقَ۔ اس کے اول ہیسو اللہ نہیں آئی۔ لہذا یہ حدیث امام اعظمی کی قوی دلیل ہے نیز اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہیسو  
اللہ پڑھتے ہی نہ تھے پڑھتے تھے مگر آہستہ یہاں بلند آواز سے پڑھنے کی نفی ہے۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف  
نہیں جن میں ہیسو اللہ پڑھنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ آہستہ پڑھنا مراد ہے خیال رہے کہ اصطلاح شریعت میں بحث نماز  
میں جہاں کہیں قرأت ہوئی جائے گی وہاں تلاوت قرآن مراد ہوتی ہے نہ کہ مطلق پڑھنا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نماز میں قیام  
قرأت، رکوع، سجدہ فرض ہیں۔ لہذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے  
اللہ نہ نہیں پڑھتے تھے لہذا یہ حدیث شیعہ انکشاف

پڑھنے کی احادیث کے

خلاف نہیں



۱۰ آپ کا ہم عبد الرحمن یا کچھ اور ہے قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں انصاری، میں اپنے گاؤں میں رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت کے لیے آنے رہتے تھے اسی لیے اس موقع پر صحابہ نے بطور تحفہ پوچھا کہ اسے ابو حمزہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَحْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَتَبَ جَعَلَ يَدَيْهِ وَجَدَاءً مُتَكَبِّبَةً وَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَتَوَدَّ كُلُّ قَفَّارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفَارِشٍ وَلَا قَابِضَةٍ مِمَّا وَاسْتَقْبَلَ بِأُظْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ انْقِبَلَ فَإِذَا اجْلَسَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلَيْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت میں فرمایا کہ میں حضور النور کی نماز کا تو سب سے زیادہ حافظ ہوں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے مقابل کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے گھٹے مضبوط پکڑتے تھے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر اپنے بچھڑے ہاتھوں کو اپنے پیچھے رکھتے تھے پھر اپنے سر کو ہاتھوں کے درمیان میں جگہ پکڑ لیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پیچھے رکھتے تھے کہ دیکھتے تھے کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ کرتے تھے پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے

کی صحبت زیادہ بیشتر نہ ہوتی نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ واقف کیسے ہو گئے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے لہٰذا اس طرح کہ ہاتھ کے گھٹے کندھوں کے مقابل ہونے اور اٹھ کھٹے کانوں کے مقابل لہٰذا یہ حدیث مسلم بخاری کی اس روایت کے خلاف نہیں جو ابھی آ رہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے کیونکہ وہاں انگوٹھے مراد ہیں جو لوگ کندھوں سے انگوٹھے لگاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے حنفیوں کا عمل اس پر بھی ہے اور اس پر بھی لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں۔ بلکہ موافق ہے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی پوری بحث ہماری کتاب جوارالحق حصہ دوم میں دیکھو جہاں اس پر بیس حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیثوں کو صحیح کو ماضی وری ہے نہ کہ کسی حدیث کو چھوڑنا۔ لہٰذا اس طرح کہ انگلیاں پھیل کر گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے اور ہاتھوں کو سیدھا رکھتے اور اس پر پیٹھ کا پورا بوجھ دے دیتے دونوں ہاتھ شریف کمان کی طرح پکڑے دیتے۔

تک یعنی نہ تو سجدے میں زمین پر گنبدیاں لگاتے اور نہ بازو پسیلیوں سے ملا دیتے بلکہ ہاتھوں کو الگ رکھتے۔ لہٰذا اس طرح کہ سجدے میں پاؤں کے پورے پیچھے جما کر زمین پر رکھتے جس سے پاؤں کی ہر انگلی کا کنارہ قبلہ رخ ہو جائے خیال یہ ہے کہ پاؤں کی ایک انگلی کا پیریت زمین سے گنا فرض ہے اور زمین انگلیوں کا پیریت گنا واجب دسوں کا سنگی سنت۔ آج عام نمازی اس سے بے خبر ہیں باتو دونوں

پاؤں سجدے میں اٹھائے رکھتے ہیں یا انگلیوں کی

نوک لگاتے ہیں اس سے سنت اذ

قطعاً نہیں ہوتی۔

الْبُسْرَى وَتَصَبَّيْتُ عَلَى مَا أَجْلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى قَدَّمَ رِجْلَهُ الْبُسْرَى وَ  
تَصَبَّيْتُ الْأُخْرَى وَقَعَدْتُ عَلَى مَقْعَدِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ بَدَنَهُ حَتَّى وَمُكِبِّيهِ إِذَا أَقْتَحَمَ الصَّلَاةَ وَ  
إِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَا إِلَيْكَ وَقَالَ سَمِعْتُ اللَّهَ  
لَمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ

ہائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا کرتے پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنا بائیں پاؤں آگے نکالتے اور  
دوسرا پاؤں کھڑا کرنے اور کولے پر بیٹھتے (بخاری) : روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے مقابل اٹھاتے تھے اور  
جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی یوں ہی ہاتھ اٹھاتے اور کہتے سمع اللہ  
لمن حمدہ ربنا لک الحمد اور سجدے میں یہ نہ کرتے تھے۔

لہ یہ جملہ امام شافعی کی دلیل ہے وہ دوسری تعلیمات میں یوں ہی بیٹھتے ہیں اس کا جواب ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ یہ بیٹھنا بوزع ہے  
شریف یا کسی چماری وغیرہ صفحہ کی حالت میں تھا عام حالات میں سرائفیات میں بائیں پاؤں پر ہی بیٹھتے تھے ہم نے اس طرح  
بیٹھنے کا اٹھارہ حدیثیں اپنی کتاب جارا لعی حصہ دوم میں جمع کی ہیں جن میں سے سب شریف کی روایت ابھی گذر گئی۔ اس مسئلہ کا وہاں  
مطالعہ کرو جس کی بخاری ابو داؤد و نسائی، مالک نے عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ ذیلیاں  
پاؤں کھڑا کر دو بائیں پاؤں پر بیٹھو تو میں نے کہا آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے تو فرمایا میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں  
اٹھاتے۔

تھ اس کی شرح ابھی گذر چکی کہ گئے کندھوں تک رہتے اور انگوٹھے کانوں تک۔

تھ۔ اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جلتے آئے رفیع بدین کیا مگر ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک  
کیا حتیٰ کہ بے کہ رفیع بدین منسوخ ہے چنانچہ یہی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں سے  
جالتے آئے رفیع بدین کرنے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا عجب بڑا  
پیسیدنا بن مسعود، ابن خطاب، علی مرتضیٰ، ہار بن عازب، حضرت علقمہ وغیرہ بہت صحابہ سے کہ وہ رفیع بدین نہ کرتے  
تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت جابر سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر  
کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا انچہ اوڑھی کہ کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفیع بدین نے  
منسوخ ہے نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں میں منقول ہے جس میں سے ایک  
روایت میں یونس ہے جو تھ ضعیف ہے دوسری اسناد میں ابو قتادہ ہے جو صحابی اللہ مذمب تھا (دیکھو تہذیب) تیسری

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ عَجَّازٍ وَعَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُجَاوِزَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَّ فِثْلَ ذَلِكَ وَفِي رَوَايَةٍ حَتَّى يُجَاوِزَ بِهِمَا فَرُوعَ أُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مسلم بخاری) روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز میں داخل ہوتے تو بکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب تسبیح اللہ من حمدہ کہتے تو ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حضرت ابن عمرؓ نے اس کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک فرمایا کہ (بخاری) روایت ہے حضرت مالک ابن حویرثؓ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں اپنے کانوں کے مقابل کر دیتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے تسبیح اللہ من حمدہ ایسے ہی کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھوں کو کانوں کے مقابل کرتے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے

اسلام میں جمید اثر ہے۔ یہ بیکار افضی تھیں تو حتیٰ السلاسل شیبہ ابن السخنی سے جو متجدد مذہب کا تھا غرض کہ رفع یدین کی عادیث کی اکثر السلاسل میں بد مذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے ہو سکتا ہے کہ روافض کے تغیر کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو۔ لہذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا بکبیر تحریر کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب جہار الحق حصہ دوم میں دیکھو۔

۱۷۔ ابھی ہم عرض کر چکے کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہاں حضرت نافعؓ سے روایت میں آیا کہ کرتے تھے ان دونوں روایتوں کو جمع کر لو کہ یہ کرتے تھے بعد میں نہ کرتے تھے یعنی کعب کے پڑنے کے بعد رفع یدین بھوڑ دیا اور طحاوی۔ فقیر نے جہار الحق حصہ دوم میں رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں جمع کی ہیں ذرا مطالعہ کرو۔ لطیف کہ معظم میں امام اعظمؒ اور امام اوزاعیؒ کا مسئلہ رفع یدین میں مناظرہ ہوا امام اوزاعیؒ نے رفع یدین کے لیے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث پیش کی امام اعظمؒ نے جواب دیا کہ مجھ سے حماد سے روایت کی انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے عقیقہ اور اسود سے انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے بکیر اولیٰ کے کبھی رفع یدین نہ کرتے اور فرما کہ میری حدیث کے





لَمِنْ حَمْدِهِ كَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجْدَ بَيْنَ كَعْبَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ  
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى  
ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَبْكِي تَرْجُلِينَ يَقُومُ ثُمَّ  
يَبْكِي تَرْجُلِينَ يَزْكُمُهُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرَفَعُ صَلْبَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ

انہیں اٹھایا اور نیچے کی پھر رکوع کیا جب کہ اسمع اللہ من حمدہ تو آپ نے ہاتھ اٹھائے نہ پھر جب سجدہ  
کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کیا تھ (مسلم) روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے کہ فرماتے  
ہیں لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھے تھ (بخاری) روایت ہے حضرت  
ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اٹھتے تو کھڑے ہوتے وقت بکیر کہتے  
پھر رکوع کے وقت بکیر کہتے۔

رکھے یا نیچے ہمارے ہاں نیچے رکھنا سنت ہے۔ فقیر نے جابر الحنفی حصہ دوم میں اس پر خود حدیثیں پیش کیں جس میں لفظ تحت  
السرور یعنی ناف کے نیچے صراحتاً مذکور ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں ابی ہاشم  
سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں  
رکھا۔ دارقطنی بیہقی، رزین، کتاب الآثار صفحہ امام محمد ابن حزم وغیرہم نے مختلف صحابہ سے مرفوع و موقوف حدیثیں نقل  
کیں جن سب میں تحت السرور موجود ہے نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں ادب کا اظہار ہے غلام مولیٰ کے سامنے ایسے ہی  
کھڑے ہوتے ہیں کہ نبی پر ناف سے اوپر ہاتھ رکھنا پہلوانوں کا طریقہ ہے جو کشتی لڑتے وقت حمّ کھونک کے مقابل کے سامنے آتا  
ہے اس کی پوری تحقیق جابر الحنفی حصہ دوم میں دیکھو۔

لہذا ابھی کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ رفع یدین کی تمام حدیثیں منسوخ ہیں ماس کا نسخ ذکر کیا جا چکا۔ واقعی اولاً حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن آخر حیات تک نہ کیا یہاں بھی ایک بار دیکھئے گا ذکر ہے۔  
تھ اس طرح کہ سر مبارک ہاتھوں کے بیچ میں نہ باہر حدیث تنقیصوں کی بڑی دلیل ہے کہ سجدہ میں ہاتھ کندھوں کے سامنے نہ  
رہے بلکہ سر کے آس پاس ایسے رہیں کہ اگر کان کی گدیاسے قطرہ گرے تو ہاتھ کے انگوٹھے پر گرے  
تھ آپ انصاری میں تذکرہ جی میں قید ہے بنی ساعدہ سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ہندہ برس کے تھے۔  
مدینہ میں آخری صحابی آپ ہی ہیں یعنی سب سے آخر میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔

تھ۔ ذرا دعا کلائی سے لے کر کہ نبی تک کہتے ہیں یہاں ناف کے نیچے کلائی پر ہاتھ رکھنا مراد ہے اگر سینہ پر ہاتھ رکھنا مراد ہو  
تو مرد کی قید نہ ہو تو کیونکہ عورتیں سینہ پر ہاتھ رکھتی ہیں۔

ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يَكْبِتُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يَكْبِتُ حِينَ  
يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَكْبِتُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يَكْبِتُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ  
فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا وَيَكْبِتُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الشَّائِئِينَ بَعْدَ الْجُلُوسِ  
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ  
الصَّلَاةِ طَوْلُ الْقُؤُوتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَبِي حَبِيبٍ سَاعِدَةَ  
قَالَ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا

پھر جب رکوع سے بیٹھا اٹھانے تو کہتے سمیع اللہ لمن حمدہ پھر کھڑے کھڑے کہتے ربنا لک الحمد پھر جب  
جھکتے تو کہتے کہتے پھر جب سر اٹھانے تو کہتے کہتے پھر جب سجدہ کرنے تو کہتے کہتے پھر جب سر اٹھانے تو  
کہتے کہتے پھر ساری نماز میں ہونے کرتے کہتے کہتے اور دو رکعتوں میں بیٹھنے کے بعد جب  
اٹھتے تو بھی کہتے کہتے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بہترین نماز لمبا قیام ہے (مسلم) دومری فصل: روایت ہے حضرت ابو حبیہ ساعدی سے آپ  
نے حضور کے دس صحابہ کی جماعت میں فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم

لے جب اکیلے نماز پڑھتے تھے کہ جماعت میں کیونکہ جماعت میں امام صرف سبوح اللہ یعنی حیدہ کہتا ہے اور مقتدی صرف  
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دونوں کے صرف اکیلا نماز ہی جمع کرتا ہے اگرچہ اکیلا نماز یہ کلمات آہستہ کہتا ہے لیکن حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم تعبدات کے لیے آہستہ کلمات بھی کبھی آواز سے فرماتے تھے اسی لیے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ظہر میں فلاں سوڑیں  
پڑھتے تھے اور عصر میں فلاں۔

تو ظاہر یہ کہ سوائے رکوع سے اٹھنے کے باقی نماز کی ہر حرکت میں تکرار نہایت ہے۔

تو قنوت کے چند معنی ہیں۔ اطاعت، خاموشی، دعا، نماز کا قیام، یہاں آخری معنی (قیام) مراد ہیں یعنی بہترین نماز وہ ہے جس میں  
قیام دراز ہو بیشیال رہے کہ بعض علماء دراز قیام کو بہتر کہتے ہیں کیونکہ اس میں شقت زیادہ ہے اسی میں تلاوت قرآن ہوتی ہے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم بھی میں اتنا دراز قیام فرماتے تھے کہ پاؤں شریف پر دم آجاتا تھا بعض کے نزدیک زیادہ سجدے افضل کیونکہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا کہ اگر جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو زیادہ سجدے کرو، نیز فرمایا کہ انسان  
سجدے میں رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے نیز رب فرماتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ بعض کے نزدیک تجزیہ میں دراز قیام  
افضل اور دوسری میں زیادہ سجدے افضل۔ رب فرماتا ہے قُورِ الْفَیْلِ اِذْ قَدَّیْدًا بعض نے فرمایا کہ بعض اعتبار سے لمبا قیام  
افضل اور دوسرے اعتبار سے زیادہ سجدے افضل ہمارے امام صاحب اپنے قول کو ترجیح دیتے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے۔

أَعْلَمَكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا قَا عُرْضُ قَالَ كَانَ  
التَّيْمِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَ  
بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَكْبِتُ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَكْبِتُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَ بِهِمَا  
مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَتَعَدَّلُ فَلَا يُصَيِّرُ رَأْسَهُ  
لَا يَقْنَعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى  
يُحَادِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا

سے زیادہ جانتا ہوں وہ لوے پیش کرو یا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہونے تو  
اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ انہیں کندھوں کے مقابل کر دیتے تھے پھر نیچے کئے پھر قرائت کرتے  
پھر نیچے کئے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے کہ انہیں کندھوں کے مقابل کر دیتے پھر رکوع  
کرتے اور اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ دیتے پھر کبیرہ کرتے تو نہ سر اٹھاتے نہ جھکاتے پھر چنانہ  
اٹھاتے تو کھتے سمع اللہ لمن حمد تھے پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ انہیں اپنے کندھوں کے مقابل کر  
دیتے سیدھے ہوتے ہوئے پھر کئے اللہ اکبر پھر حمد کرتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے تھے

تھ غالباً آپ نے یہ گفتگو ان صحابہ سے کی ہوگی جو کبھی ایک آدھ بار بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ہوں ذکر صدیق اکبر اور فاروق  
اعظم وغیرہ ان حضرات سے جنہیں ہر آن اس شہنشاہ دور جہاں کی خدمت میں حاضری کا موقع نصیب تھا حضرت ابو حمزہ ان سے زیادہ  
کیسے جان سکتے ہیں بلکہ ابو داؤد کی ایک روایت میں تو یہ بھی ہے کہ ان حضرات نے بھی ابوجہم کے اس قول پر خوب کیا۔

تھ اس طرح کہ کلامیاں کندھوں کے سامنے رہتیں اور انگوٹھے کانوں کے مقابل بیٹھے کہ پیٹے ذکر کیا گیا اور بعد میں ہی صورت  
اگلی روایت میں آرہی ہے۔

تھ یعنی رُفَعَا لَكَ الْحَمْدُ نہ کہتے کیونکہ آپ امام ہوتے تھے یہاں امامت ہی کی حالت بیان ہو رہی ہے لہذا یہ حدیث کچھ عمل شد  
کے خلاف نہیں کیونکہ وہ ان تہا نماز کا ذکر تھا۔

تھ اس طرح کہ جھکنے کی حالت میں اللہ اکبر اس طرح کہتے کہ اللہ کا اللہ بحالت قیام ادا ہوتا اور اکبر کی "ر" سجدے میں پہنچ  
کر اس طرح نہیں کہ پہلے اللہ اکبر کہیں پھر سجدے میں جائیں جیسا کہ تھو سے دوسرے پڑھتا ہے کیونکہ یہ تھو  
ترتیب ذکر کی ہے سجدے نہ کر ترتیب واقعی کے

یے رب فرماتا ہے تَسُبُّوتُ تَلُو بَلَّو

اور فرماتا ہے تَوَافُّوتُ

تَسُبُّوتُ

فِي جَانِبِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَتَّعِدُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُتَعَدِّلاً ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَتَّعِدُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ يَتَّعِدُ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ كَثُرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ كَمَا كُنَّا بَرَعْنَدَا فَنَتَأَمَّرُ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَتَّعِدُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتْ السَّجْدَةُ الْآخِرَى فِيهَا التَّسْلِيمُ أَحْدَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَفَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقْلِهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا أَكَانَ يُصَلِّي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا

تو اپنے ہاتھ پہلوؤں سے دو رکعت اور پاؤں کی انگلیاں موز دیتے ہے پھر براٹھانے اور اپنا الٹا پاؤں سمجھائے پھر اس پر بیٹھ جائے پھر سیدھے ہوتے حتیٰ کہ ہر ہڈی سیدھے ہونے کی حالت میں اپنی جگہ ٹوٹ جاتی پھر سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور اٹھتے اور اپنا بائیں پاؤں ٹوٹنے اس پر بیٹھ جاتے پھر سیدھے ہوتے حتیٰ کہ ہڈی اپنی جگہ ٹوٹ جاتی تھ پھر کھڑے ہوتے تو دوسری رکعت میں یونہی کرتے پھر جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو نمیز کہتے اور ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں کندھوں کے مقابل کر دیتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت کبیر کی خمی پھر اپنی باقی نماز میں یونہی کرتے حتیٰ کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس میں سلام سے نو اپنا بائیں پاؤں باہر نکال دیتے اور بائیں کو لیے پر بیٹھتے پھر سلام پھیر دیتے وہ بوسے نہ لے سچ کہا ایسے ہی نماز پڑھتے تھے (ابوداؤد و دارمی) ائمہ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کی منہی کی روایت کی ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے لکھ اور ابوداؤد کی ابو حمید والی حدیث کی دوسری روایت میں۔

لے اس طرح کہ دوسوں انگلیوں کا کنارہ قبکہ کی طرف ہو جائے اور پتھوں کے پیٹ زمین پر لگ جاتے یہی چاہیے فَتَحَ ثُمَّ رَفَعَ یعنی موز ناؤں اور شہ کو اس لیے لکھن کو فتح کہتے ہیں۔

لکھ معلوم ہوا کہ کوع کے بعد پورا کھڑا ہو جائے اور دوسروں کے درمیان پورا اٹھنا ضروری ہے بعض لوگ اس میں سہی کرتے ہیں۔

لکھ یہ حدیث رفع یدین کرنے والوں کی انتہائی دلیل ہے جو ان کے نیچے کوٹیاؤں کو لے اس کے متعلق چند معروضات میں ایک یہ کہ یہ حدیث السنائے کی ظر سے ضعیف۔ مدرس۔ بلکہ قریباً موضوع ہے اس لیے کہ اس میں ایک راوی عبد الحمید ابن جعفر بھی

حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَحْبُهُمْ وَفِي رَوَايَةٍ لَنَا ابْنُ دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَكَعَ  
فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَائِمٌ عَلَيْهِمَا وَوَضَعَ يَدَيْهِ فَنَحَاهُمَا عَنْ  
جَنْبَيْهِ وَقَالَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَكَنَ أَنْفَهُ وَجْهَهُ الْأَرْضَ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ

سے لہ کر پھر رکوع کرتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے گویا آپ انہیں بچھتے ہوئے ہیں اور اپنے  
ہاتھوں کو کمان کے چبھنے کی طرح میڑھا کرتے اور انہیں ہلوؤں سے دور رکھتے تھے ورنہ کیا کعبہ  
کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر رکھتے اور اپنے ہاتھ ہلوؤں سے

ہو سخت مجروح اور ضعیف ہے (طحاوی اور سر سے کہ اس کا ایک راوی محمد بن عمرو ابن عطاء ہے جس کی ملاقات ابو حمید ساعی سے  
نہیں۔ مگر وہ کہیں کہتا ہے کہ میں نے ابو حمید سے سنا اور کہیں کہتا ہے کہ ابو حمید سے روایت ہے۔ لہذا یہ جھوٹا ہے درمیان میں  
کوئی راوی چھوڑ گیا ہے وہ جھوٹ ہے۔ میرے یہ کہ ابھی ابو حمید کی روایت ابھی بخاری کی گذر گئی مگر وہاں دفعہ بدین کا بالکل  
ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ بدین والی عبارت الہیاتی ہے ورنہ امام بخاری ضرور لیتے چوتھے یہ کہ حضرت ابو حمید نے بھی  
یہ ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل آخر تک رہا۔ بلکہ اس فعل منسوخ کا ذکر کیا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کرتے تھے بعد  
میں چھوڑ دیا۔ یا پھر یہ کہ یہ حدیث قیاس کے بھی خلاف ہے کیونکہ رکوع کی گہرے سجدے کی گہرے کے مشابہ ہے نہ کہ اخیر تحریر کے  
کیونکہ گہرے تحریر فرض ہے۔ بہت وہ نمازیں ایک بار یہ بار بار تو چاہیے کہ مجھے سجدے کی گہرے میں دفعہ بدین نہیں ہوتا ایسے ہی  
اس میں بھی نہ ہو۔ چھٹے یہ کہ نقہار و صحابہ جیسے حضرت ابن مسعود، حضرت علقمہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ  
ابن زبیر، ابراہم ابن عازب وغیرہم اس کے خلاف روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف تین گہرے پر ہاتھ اٹھاتے  
پھر نہ اٹھاتے وہ حضرت منذر بن ابی الحنفیہ، حضرت علی بن ابی حمزہ وغیرہم کے پیچھے رہتے تھے اس لیے ان کی روایت اس روایت سے قوی  
تر ہے۔ اس کی بہت تحقیق ہماری کتاب جارا کئی حصہ دوم میں دیکھو۔

لہ یعنی ترمذی نے اس حدیث کو حسن صیح نہیں کہا۔ بخاری میں مذکور ہوئی اس میں تو یہ حدیث ہے ہی نہیں بلکہ اس کے ہم عمر کوئی  
اور حدیث ہے جسے حسن صیح کہا ہے یہ حدیث توبہ ضعیف اور ناقابل عمل ہے۔ چنانچہ فقہ نے ترمذی باب دفعہ بدین سے  
دیکھا وہاں ابن عمر کی روایت نقل کی۔ حدیث ابو حمید کو فی الباب کہہ کر بیان فرمایا اور پھر آخر میں فرمایا ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت  
ابن عمر کی حدیث حسن صیح ہے ناظرین اس عبارت سے دھوکہ نہ کھائیں اگر ترمذی کے نزدیک یہ حدیث ابو حمید صیح ہوتی تو اس  
ذکر فرماتے باقی روایتوں کی طرف "فی الباب" کہہ کر اشارہ فرماتے جیسا کہ ان کا فائدہ ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک  
بھی یہ حدیث بالکل ضعیف ہے۔

لہ ابوداؤد میں یہ حدیث ابو حمید بہت روایتوں سے مروی ہے مگر سب میں عبدالحمید ابن جعفر یا محمد بن عمرو عطا ہیں۔ یہ  
یہ دونوں ضعیف ہیں۔ امام راوی نے جو ہر نفع میں فرمایا کہ عبدالحمید مکرر حدیث ہے لہذا یہ ساری اسنادیں جھوٹ۔ مضطرب  
مدرس قرآن موضوع میں دیکھو حاشیہ ابوداؤد وہی مقام اور ہمارے کتاب جارا کئی حصہ دوم۔

وَوَضَعَ كَفْيَهُ حَذًّا وَمَنْكَبِيَّهِ وَفَرَجَ بَيْنَ فَحْدَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ  
مَنْ فَحْدَيْهِ حَتَّى فَرَعَهُ ثُمَّ جَلَسَ فَأَقْرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ الْيُمْنَى  
عَلَى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ الْيُمْنَى وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ  
الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبُعِهِ يَمِينِي السَّبَابَةِ وَفِي أُخْرَى لَهُ وَإِذَا اقْعَدَ فِي  
الزَّائِعَاتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنٍ قُدَّ مِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا كَانَ فِي  
الزَّائِعَاتَيْنِ أَكْضَى يُوَكِّهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ تَأْجِيزَةٍ وَاحِدَةٍ  
وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ أَبَا بَصْرَةَ النَّخَعِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئَ قَامَ إِلَى

دور رکھتے اور اپنی ہتھیلیاں کندھوں کے مقابل رکھتے تھے اپنی رانوں کے درمیان کشدگی کرتے کہ اپنا  
پیٹ رانوں سے کسی شخص سے نہ لگتا حتیٰ کہ نذرغ ہو جانے سے بچتے تھے تو اپنا بائیں بچھانے اور اپنے  
بائیں پاؤں کا سینہ قبیلے کی طرف کر دیتے تھے اور اپنا دایاں ہاتھ داییں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے  
اور گھٹنے کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور بالو دلوؤں کی دوسری روایت میں ہے کہ جب دور کھتوں پر  
بیٹھتے تو بائیں پاؤں پیٹ پر بیٹھتے اور بائیں کو کھڑا کر دیتے اور جب چوتھی میں ہوتے تو اپنے سر سے زمین  
سے لگے اور اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال دیتے تھے روایت ہے حضرت واصل ابن حجر سے  
کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کو

تھے یعنی بحالت رکوع میں سات کمان کی سی ہوتی کہ ہاں تھ سیدھے قدرے خم دار اور پیٹھ میں خمی ہاں تھ کہ یہ خم اس لیے ہوتا تھا کہ  
سپلوؤں سے دور رہیں۔

تھے یہ حدیث روایت مسلم کے خلاف ہے جو ابھی لفظ کی جس میں تھا کہ آپ سجدہ دو ہتھیلیوں کے چپ میں کرتے ہو کہ یہ حدیث ہی  
ضعیف اور ناقابل عمل ہے اس لیے مسلم کی وہ حدیث قابل عمل ہوگی۔

تھے یعنی دوسری القیات میں نہ تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے نہ دایاں پاؤں کھڑا کرتے بلکہ دونوں پاؤں ایسے بچھاتے تھے کہ دایاں پاؤں کا سینہ  
قبیلہ کی طرف ہو جاتا۔ لہذا یہ حدیث شواہد کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ دایاں پاؤں کھڑا کرتے ہیں۔

تھے اس طرح کہ القیات میں دایاں پاؤں کھڑے کی انگلی لالہ لالہ پر اٹھانے اور اللہ تعالیٰ پر کرتے جیسا کہ اجماع عام عمل ہے۔

تھے یعنی دونوں پاؤں دایاں جانب بچھانے اور زمین پر بیٹھتے۔ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ یہ حدیث نہ ہمارے  
موافق ہے نہ شواہد کے نہ یہی وہ حضرات اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسلم کی  
روایت میں گذر چکا۔



فہم کیونکہ بالکل انہیں پر مہی بالکل نہیں پر مہی خیال ہے کہ فرض رہ جانے سے نماز قطعاً نہیں ہوتی اس کا لوٹا مفروض ہے اور واجب رہ جانے سے نماز سخت ناقص ہوتی ہے اس کا لوٹنا واجب ہے یہ فرض شریف دونوں معنی کا احتمال رکھتا ہے۔



صَلَوَاتِكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصَلَّى قَالَ إِذَا  
تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَيِّ الْقُرْآنِ وَمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ فَإِذَا رَكَعْتَ  
فَأَجْعَلْ رَأْحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَإِذَا أَرَفَعْتَ يَدَيْكَ  
صَلِّ بِكَ وَرَفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَرُجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَقَاصِلِهَا فَإِذَا اسْبَحَدْتَ فَمَكِّنْ  
لِلسَّجُودِ فَإِذَا أَرَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلَى فَخْذِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ أَصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ  
رَكَعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتَّى تَطْمَئِنَّ هَذِهِ الْفُطَى الْمَصَابِيحُ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مَعَ تَفْصِيلٍ

تم نے نماز میں پڑھی ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز کیسے پڑھوں۔ فرمایا جب تم قبلہ کو منہ کر دو تو  
قبلہ کی طرف پھر سورۃ فاتحہ اور پھر مٹھا اللہ کا ہے وہ پڑھ لو گھبرا کر نہ پڑھو اور پھر جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں  
اس کے ٹھنڈوں پر رکھو اور اپنے دو بازو کو مضبوطی سے کرو تلو اور اپنی پشت دراز کرو جب اپنے سر کو اٹھاؤ  
تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھو کہ جس کی ہتھیلیاں اپنے بازوؤں تک لو گھبرا جائیں گے پھر جب سجدہ کرو تو بوجہ مضبوطی سے  
کرو جب اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو گھبرا کر نہ پڑھو اور سجدے میں بوجہ کہ جس کی ہتھیلیاں بوجہ مضبوطی سے  
کے لفظ ہیں اور ابوداؤد نے تھوڑے فرق سے

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلہ رہنا شرط ہے اور اگر کسی کی ران کوئی کیلے کے لئے قبلہ رخ بعد میں تو نماز نہیں ہوگی۔  
تہ یعنی سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن کی کوئی اور سورت بھی پڑھ لو یہ حدیث حلیوں کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی واجب  
ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں بھی واجب۔ امام شافعی کے ہاں سورۃ فاتحہ ہر سجدہ اور  
دوسری سورت عدا نہ سنت ہے حدیث ان کے خلاف ہے کہ کوئی دو دنوں چاروں کیلے ایک آیت اور شاذ جماعتیں اس کے علاوہ  
سورت کا پڑھنا واجب مگر اس کے منکر کرنے میں کہ کوئی کسی پڑھے نماز کی کو اختیار ہے سورۃ فاتحہ میں نماز کی کو کوئی اختیار نہیں اس  
لیے حدیث شاذہ کو شافعی اس لئے مٹا دیا کہ سورۃ کا سنت ہونا ثابت نہیں کر سکتے حلیوں نے اس کا بھی علی خلاف  
ہے اور لکن اللہ کا بھی مطلقاً سورت کو واجب مانا اور تعین میں اختیار دیا۔

تہ یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرو خیال رہے کہ رکوع میں ہتھیلیاں ٹھنڈوں پر رکھنا سنت ہے اور اطمینان واجب۔  
تہ یعنی پورے کھڑے ہو جائے جو کھڑے کام بنائے اس میں ایسے پڑھنے کے کلمات ارشاد نہ دے۔  
تہ یعنی اطمینان سے اور اگر وہ چاہے پھر بعد وہ سجود سے اٹھو یا زمین پر گنا ہمارے ہاں سنت ہے شوافع کے ہاں فرض اس عبادت  
سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کہ کوئی کہیں سے مراد اطمینان ہے۔  
تہ یعنی نماز میں جب بیٹھو تو بائیں ران پر اس طرح کرو اور اپنا قدم کھڑے ہو معلوم ہوا کہ نماز کے دونوں قصدوں کی  
نشت یکساں ہے یعنی بائیں ران پر بیٹھنا یہی حقیقی ہے۔

يَسِيرُ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَفِي رَوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ دَأْبَتْ  
إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ بِهِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَأَقْرَأَ قَدْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنُ  
قَافِرًا وَإِلَّا فَاحْمَدُ اللَّهُ وَكَثِيرُهُ وَهَلِيلُهُ ثُمَّ أَرَكَمَ وَرَجَعَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ شُغْلِي مُدْنِي تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ  
وَتَشْتَعِرُ وَتَضَرَّعُ وَتَسْكُنُ ثُمَّ تَقْتَمُ بِدَيْكَ يَقُولُ تَرَفَعُهَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَفِيلاً

روایت کیا اور ترمذی و نسائی نے اس کے معنی روایت کیے ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب تم نماز کیلئے  
اٹھو تو یونہی وضو کرو جیسے تم اس کے لئے اٹھ کر دیا پھر کھڑے ہو کر تہجد پڑھو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو  
پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو  
ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دو دو رکعتیں ہے کہ ہر دو رکعتوں میں اٹھنا  
ہے پھر بڑے نیاز بندگی ہے اور اظہار غریبی کہ پھر ہاتھ اٹھاؤ لیکن اپنے رب کی طرف پھیلنا اور وہ جن کی پھیلیا

لہ یعنی وضو کے بعد کھڑے پڑھنا سنت ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ اِنَّا اَشْكُرُكَ بِرُكْعَتَيْنِ ہر دو رکعتوں پر پڑھو۔  
تہ یعنی اگر قرآن شریف بالکل یاد نہ ہو تو اس کی بجائے یہ پڑھو۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، فقصد  
فرماتے ہیں کہ وہ نو مسلم خواجہ بھی قرآن یاد نہ کر سکا ہوا وہ نمازیں بجائے قرآن ہی پڑھے ہمارے ہاں صرف ایک دفعہ اور امانت لکھی کے  
ہاں سات دفعہ غالباً یہ صاحب اس وقت نو مسلم تھے اس لیے یہ اجازت دی گئی ورنہ تلاوت نمازیں فرض ہے۔

تہ یعنی نفل نمازیں دو دو رکعتیں افضل ہے خیال رہے کہ امام اعظم کے ہاں نفل چار چار افضل۔ امام شافعی کے ہاں دو دو صاحبین  
کے ہاں رات میں دو دو اور دن میں چار چار افضل یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے رضی اللہ عنہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم عثمان کے بعد اور چار رکعت میں چار چار رکعتیں پڑھتے تھے یہ حدیث نفل کی مقدار معلوم کرنے کیلئے ہے مگر رکعت کی افضلیت  
یعنی نفل ایک یا تین رکعت نہیں ہو سکتے لہذا یہ حدیث امام اعظم کے خلاف نہیں۔

تہ یعنی اگر چار یا چھ رکعت نفل کی نیت بھی پانچ رکعتیں پڑھیں ہر دو رکعت پر انقیات واجب ہے خیال رہے کہ بدن سے  
عاسری ظاہر کرنے کو خصوصاً اور نگاہیں پھی رکھنے کو مستحضر کہا جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہری بجز  
خضوع ہے اور دل کا بجز خشوع۔

۴۔ اس میں دعا مانگنے کے آداب سکھائے گئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر نماز نفل کے بعد بھی دعا مانگنا سنت ہے  
اور ہر دعا میں ہاتھ اٹھنا سنت اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھیں وہ رب کی خاص تجلی گاہ ہے اور بندوں کے  
رزق کا خزانہ ہے رب فرماتا ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ہاں عام دعاؤں میں سید تک ہاتھ اٹھائے اور  
نماز استسقاء میں سر سے اوپر۔

يَبْطُلُهُمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ كَذَّابٌ  
كَذَّابٌ فِي رِوَايَةٍ فَهُوَ حَدَّثَنَا عَنْ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ سَعِيدِ  
بْنِ الْحَارِثِ بْنِ النَّمْعَلِيِّ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ  
حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ مِنْ التَّرْكَعَتَيْنِ وَ قَالَ  
لَهُ كُنْ أَرَأَيْتَ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ قَالَ  
صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَثَّرَ تَسْتَبِيحَيْنِ وَعَشْرَيْنِ تَكْبِيرَةً قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ  
إِنَّكَ أَحَقُّ فَقَالَ تَحْلُكُ أَنتَ سُئِلْتُ ابْنَ الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ

تمہاں ہے چہرے کی طرف ہوں اٹھ اور کہو اے مولا اے مولا اور یہ نہ کرے تو وہ ایسا ایسا ہے اور ایک  
روایت میں ہے کہ وہ ناٹھ سے لے کر ترمذی تک میری فصل بہ روایت ہے حضرت سعید بن حارث  
بن عقیق سے ملے فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو سعید خدری نے نماز پڑھائی تو جب سجدہ سے سر اٹھا اور جب  
سجدہ کیا اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو اذان کی آواز سے تکبیر کی گھڑی گھڑی اور فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کو بونہی دیکھا (بخاری) یہ روایت سے حضرت عکرمہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے  
مکہ مکرمہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں لگے ہیں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ یہ خوف  
میں تو فرمایا تمہیں ہماری ماں رو سے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

لے یعنی اگر نماز کے بعد وہ مانگی تو نماز مکمل نہ ہوگی۔ وہ نماز کا ٹکڑا ہے اس کی تفسیر وہ احادیث ہیں جن میں ارشاد ہوا کہ وہ عبادات  
کا مغز ہے یا دماغ ہے پہلے عبادات متعلق رہتی ہیں وغیرہ -

تھا آپ انصاری ہیں مشہور تابعین میں سے ہیں موصوفہ دراز تک عزیز منورہ کے قاضی رہے  
تھا یعنی نماز کی تمام تکبیریں بلند آواز سے کہیں معلوم ہوا کہ ان کو تکبیرات نماز کی کہنی پا میں ہفتہ یوں کی اطلاع کے لیے منگھڑوت  
سے زیادہ آواز نہ نکالے خصوصاً جب کہ اس میں تکلیف بھی ہو لہذا جس کے پیچھے وہ تین مقتدی ہوں وہ بہت چرخ کر تکبیریں  
نہ کیے۔

تھا نماز کا رکعت تھی اس میں تکبیر تحریر اور سب القیام سے اٹھتے وقت کی تکبیریں بھی شامل ہیں یہ بزرگ ابو ہریرہ رحمہ اللہ  
حضرت عبداللہ ابن عباس سے فہم میں ان کا ذکر کیا آچکا ہے۔

تھا یعنی یہ رکعت والی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا بھی سنت ہے اور ان کو تکبیر بونہی آواز سے کہنا بھی سنت ہے نہ اپنی بے وقوفی سے  
سنت پڑھنے والے کو بے وقوف بتا رہے ہو۔ شاید حضرت عکرمہ نے چرخ کر تکبیر کہنے کو غلط سمجھا ہوگا مگر تو سب کو آپ پیشہ با

ابُخَارِیٌّ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مُرْسَلًا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبِتُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفِضَ رَأْفَةً فَلَمْ يَزَلْ تِلْكَ صَلَواتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْ وَلَمْ يَرْفَعْ بَدْيَهُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرِ الْإِفْتِتَاحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدُ

(بخاری، بروایت علی بن حسین سے (مرسل) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب تکبیر اور اٹھتے تو تکبیر کرتے حضور کی ہی نماز رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے (مالک) روایت ہے حضرت علقمہ سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کیا میں تمہارے سامنے حضور کی نماز پڑھوں تو نماز پڑھی تو اپنے ہاتھ صرف ایک بار یعنی یعنی شریعت کی تکبیر کے ساتھ اٹھائے (ترمذی، نسائی، ابوداؤد) ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس معنی پر صحیح نہیں ہے۔

جماعت نماز پڑھتے تھے چہرہ پر یہ سلسلہ کیسے مخفی رہا یہ بات تو یہ نماز ہی جانتا ہے کہ ہر رکعت میں تکبیریں بائیس ہوتی ہیں اور امام ہر تکبیر پر آواز بلند کرتے ہیں خیال رہے کہ حضرت مکرر نے تو تکبیر کے خوش میں یہ الفاظ بول دیئے وہ کہتے کہ اے اللہ تعالیٰ اس حق کلمہ غیبت ہے صی پر کی شان تو کبریت بلند ہے اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سخت تنبیہ کی۔

آپ کا لقب زین العابدین ہے کینت ابوالحسن اہل بیت اگلا رہے ہیں۔ ۵۸ سال کی عمر میں ۱۱ سالہ میں وفات چو کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دیکھ لے اس لیے تابعین میں سے ہیں اور یہ روایت مرسل ہے۔

یہ یعنی یہ علی شریف مسوخ نہیں۔

۱۱ علقمہ چند اہل بہاں علقمہ ان قیس ابن مالک مراد ہیں جو مشہور تابعی ہیں اور حضرت ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے آپ کی ملاقات خلفاء راشدین سے بھی ہے۔

۱۲ یہ حدیث امام اعظمؒ کی قوی دلیل ہے کہ رکوع میں جاتے آتے رفع یدین نہیں حضرت ابن مسعودؓ بڑے فقیہ صحابی اور آخر دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر کے ساتھی ہیں حضورؐ کی نماز پر مجھے آپ مطلع ہونگے ہیں ایسے دوسرے صحابہ جو کبھی کبھی حاضر بارگاہ ہوتے تھے مطلع نہیں ہو سکتے تھے۔ واقعہ یہی ہے اور ابن عدی نے اپنی حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی۔

۱۳ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بھی نماز میں پڑھی ہیں اور حضرت صدیق و فاروقؓ کی اقتداء میں بھی جن میں سے کوئی بزرگ سوائے تکبیر تکبیر کے اور کسی وقت نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے نیز بہت صحابہ کرامؓ سے اسی طرح روایتیں ہیں۔

۱۴ ہم نے رفع یدین نہ کرنے کی چھ حدیثیں اپنی کتاب جارا میں حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابن مسعودؓ صحابہ اور تابعین کے مجمع میں یہ نماز پڑھ کر دکھاتے اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات رفع یدین نہ

وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ كَيْسٌ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا فِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَاسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

لہ: روایت ہے حضرت ابو حمید ساعدی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو منہ کعبہ کو کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور اللہ اکبر کہتے (ابن ماجہ) روایت ہے حدیث ابن ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور آخری صف میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی تھی کہ جب سلام پھیرا تو اسے حضور نے آواز دی۔

کمر لے رہے تھے۔

لہ یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی جن میں سے ایک اسناد تو وہ ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام اوزاعی کے مقابلے میں پیش کی جسے ہم پہلے بیان کر چکے کہ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ۔ یہ ایسی قوی اور صحیح اسناد ہے کہ اس میں ضعف کا شائبہ بھی نہیں آسکتا۔ دوسری اسناد وہ ہے جو امام ترمذی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ جَسَدٌ۔ یعنی حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔ تیسری اسناد وہ ہے جو ابوداؤد کو ملی جس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں لہذا یہ حدیث [ضعیف نہیں بلکہ ابوداؤد کی اسناد میں صحیح ہے حدیث کا ضعف اور ہے اس اسناد کا ضعف کچھ اور خیال رہے کہ ابوداؤد بھی اس حدیث کو ضعیف نہیں سمجھتے بلکہ فرماتے ہیں صحیح نہیں صحیح دہونے سے ضعیف لازم نہیں آتا اس کے منہ سے صحیح حدیث تیسری وغیرہ بھی ہیں۔ نیز اگر ضعف بھی ہو تو دیگر احادیث سے اسے قوت ملے گی۔ اس کی یوری تحقیق ہماری کتاب جامع الصحاح جلد دوم میں دیکھو۔

لہ اس طرح کہ کل بیانیہ کتب میں ابوداؤد کے کان تک پہنچ جاتے ہیں کہ پہلے عرض کیا جا چکا اس سے معلوم ہوا کہ غلطی کے بجائے صحت کی طرف مڑ کر عرض نہیں سمجھ کر کافی ہے کیونکہ وہاں قبلہ قرار دیا گیا کہ دیکھو اور تیسری سمت کعبہ کا نام ہے۔

لہ اس حدیث سے چند مسئلے ثابت ہوئے ایک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ فریفت آگے پیچھے۔ دایبے۔ بائیں۔ اندر مچھے۔ اچالے میں ہر چیز دیکھ لیتی ہے جیسے ہمارے کان طرف کی آواز بہر حال سن لیتے ہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک۔ دوسرے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ پاک کے نیچے کوئی چیز آ یا حجاب نہیں۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت کے محلے پر ہیں اور وہ شخص آخری صف میں درمیان میں بہت سی صفیں ہیں۔ مگر حضور

وَسَلَّمَ يَا فَلَانُ لَا يَنْفَعُ اللَّهَ إِلَّا تَرَى كَيْفَ تَصَلِّيَ أَنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّ يُخْفَى عَلَى شَيْئٍ  
مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى وَمَنْ يَنْ يَدَى رَوَاهُ أَحْمَدُ  
بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ  
الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ اسے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے تمہارے سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا  
کوئی عمل پھرا رہتا ہے اللہ کی قسم میں سمجھتا ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں (امام  
تکبیر کے بعد کیا پڑھیں)۔  
پہلی فصل : روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قرأت کے

صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک اس کی حرکت کو ملاحظہ کر رہی ہے۔ کیوں نہ ہو۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام میں میل کے فاصلے  
سے چوٹی کو دیکھ لیں اور اس کی آواز سن لیں۔ آصف برہنہ شام میں بیٹھے بقیس کے کمرے کی تخت کو دیکھ لیں۔ جیسے علیہ السلام گھر یا  
کے اندر رکھائے ہوئے کھائے اور جمع کیے ہوئے غلے کو ملاحظہ فرمائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الانبیاء ہیں جیسے  
یہ کہ جو حیرت میں گذرنا کہ سرکار نے بحالت نماز جوئے شریف انار سے اور فریاد کیا کہ مجھے ہر بل علیہ السلام نے بتایا ان میں قدر سے  
وہاں سے مراد پیدا ہی نہیں اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعلین سے بے خبر تھے جس کی تحقیق پہلے کی جا چکی کیسے ہو سکتا ہے کہ  
سرکار کو پچھل صاف کے نمازی کی حالت کی تو خبر ہو اور اپنے نعلین شریف کی خبر نہ ہو جو تھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت  
رب کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں اور عالم کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں اور ہر کی توجہ اور صبر سے بے خبر نہیں کرتی یہ دیکھو عجب العجب  
نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع حضور رب کی طرف توجہ بدرجہ کی حاصل ہے مگر اسی وقت اپنے ہر امتی پر نگاہ  
میں ہے۔ پانچویں یہ کہ ہر امتی کو عیاں کیے کہ نماز میں خیال رکھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں۔ دیکھو سرکار نے  
فرمایا کہ میں تم کو پہچنے سے بھی دیکھتا ہوں۔ تا قیامت سرکار اپنے ہر امتی کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

۱۔ یعنی بغیر تحمید کے بعد اور سورہ فاتحہ سے پہلے کون سی دعائیں پڑھنا سنت ہیں خیال رہے کہ اس بار سے  
میں روایتیں مختلف ہیں بعض میں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْہِیْ اِلَیْہِمْ اَوَّعِیْضٍ مِّنْ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ اور بعض میں دیگر دعائیں۔  
حق یہ ہے کہ نماز کو اختیار ہے کہ فرض و نوافل وغیرہ میں خود عیاں سے پڑھے سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ

مختصر اور جامع ہے یہ پڑھنا بہتر ہے اس لیے احناف اکثر یہی پڑھتے

ہیں خیال رہے کہ نقل کا ہر شفعہ مستقل نہ رہے

لہذا اس میں تیسری رکعت میں بھی

بعیاں پڑھنا چاہیے۔

يَسْكُنُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ اسْكَاثَةً فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ  
اسْكَاثٌ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ  
وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ تَقْنِيْ مِنْ  
الْخَطَايَا كَمَا تَقْنِيْ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ  
وَالْتَّجِ وَالْبَرْقِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

درمیان کسی قدر خاموش رہتے تھے لہ میں نے کہا میرے ماں باپ فیاضوں یا رسول اللہ آپ کی تجلی  
اور ذات کے درمیان خاموشی کیسی آپ اس میں کیا سمجھتے ہیں تھ فرمایا میں کہتا ہوں اہی میرے دل  
میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کی  
تھ اہی مجھے خطاؤں سے ایسے پاک و صاف کر دے جیسا سفید کڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے تھ اہی  
میری خطائیں پانی اور برف اور آلوں سے دھو دے تھ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت علی رضی اللہ

تھ یعنی تلاوت قرآن سے پہلے خاموش رہتے تھے جبرہ کہتے تھے جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔  
تھ یہ ہے عشق و ادب کا اجتماع سوال سے پہلے اپنی قربانی کا ذکر پھر آپ کا عمل شریف پوچھا تاکہ خود بھی اس کی نقل کر کے  
رحمت الہی کے مستحق ہو جائیں۔

تھ یعنی مجھے خطاؤں سے بہت دور رکھ یا جو خطائیں مجھ سے واقع ہو چکی ہیں انہیں مجھ سے دور کر جیسے مشرق و مغرب  
سے نہیں مل سکتی ایسے ہی وہ خطائیں مجھ سے مل سکیں۔ پہلی صورت میں دعا نے عصمت ہے اور دوسری  
صورت میں تعلیم امت

تھ خیال رہے کہ سفید کپڑے کو بہت احتیاط سے صاف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا معمولی دھبہ دور سے نظر  
آتا ہے اس لیے سفید کپڑے کا ذکر فرمایا۔

تھ یعنی مجھے اپنی مغفرت و رحمت کے ٹھنڈے پانی سے غسل دے دے جس سے طہارت بھی حاصل ہو۔ اور  
ٹھنڈک و راحت بھی یہ عجب قسم کی تمثیل ہے خیال رہے کہ ان جیسی تمام دعاؤں میں ہم گنہگاروں کو  
تعلیم دینا مقصود ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح طیب و طاہر تھے ہیں اور وہیں گئے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس پر حضور کی نگاہ کرم ہو جائے وہ پاک ہو جائے

رب فرماتا ہے وَبِذَلِكَ نَجِّوْهُ

ہمارے نبی لوگوں کو

پاک فرماتے ہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي رَوَايَةٍ كَانَ إِذَا انْتَحَى الصَّلَاةَ كَبَّرْتُ ثُمَّ  
 قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلدِّينِ فَطَرَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ  
 إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ  
 أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَلَمْ أَهَمْ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ  
 ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَبِيحَاتُ لَا يَعْفُرُ الذُّنُوبَ

عربی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہونے اور ایک روایت میں ہے کہ جب نماز شروع  
 کرتے تو تکبیر بولتے تھے یہ کہتے ہیں کہ نبی ذات کو اسکی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھے ہیں  
 برائیوں سے بےزار ہوں نہ ہوں میں سے نہیں ہوں تھے یقیناً میری نماز میری قربانی تھی میری زندگی اور موت  
 اللہ رب العالمین کیلئے جسکا کوئی شریک نہیں مجھے اسی حکم دیا گیا میں اسکی نافرمانی سے ہوں اے اللہ توبادشاہ ہے میرے  
 سوا کوئی جگہ نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنی خطا کا اقرار کیا تو میری ساری خطائیں

نے تسلی کی روایت سے ثابت ہے کہ یہ نماز نفل تھی۔ اس جہان اور دوزخ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز تھی مسلم کی اس  
 روایت سے ظاہر ہے کہ مگر ایدیز ہر نمازیں یہ دعا پڑھتے تھے مقامات میں ہے کہ یہ دعا میں شروع اسلام میں تھیں بعد میں سُبْحَانَكَ  
 اَللّٰهُمَّ اَدْعُوْكَ بِمَا رَحِمْتَ بِيْ وَبِمَا كَرِهْتَ لِيْ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نُّرٍ وَرَحْمَةٍ مِنْ رَّبِّكَ فَارْجُئْنِيْ اِلَيْهِ رَجْعَةً لِّرَبِّكَ وَلِيْ  
 تِلْكَ مطلقاً پیدا کرنے کو خلق کیا ہوا ہے اور دین پر مثال پیدا کرنے (ایک بار) کو فطرت یعنی میں نے اپنا ظاہر باطن مکمل اور نیت اللہ کے لیے  
 خالص کر دی ہے ضروری ہے کہ یہ کہتے وقت انتہائی خشوع دل میں موجود ہوتا کہ رب کے سامنے جھوٹا نہ ہو۔

تِلْكَ حقیقت حقیقت سے بنا یعنی میل حقیقت ہے مگر ہرے دین اور ہرے عمل پرے خیالات پرے لوگوں سے الگ ہوا اور حق پر قائم ہو رہا  
 دین پر ایمانی کو حقیقت کہا جاتا ہے مگر ہرے دین اور ہرے عمل پرے معلوم ہونے ایک یہ کہ کھرا مومن اور خالص ہو کر کمال ہے۔  
 ملا و شوالا ہوا جو ایک کھرا مومن خالص دوزخ قابل قدر ہے ایسے ہی کھرا مومن خالص سنی لائق احترام دوسرے کے کہ اپنے ایمان کا اعلان  
 ضروری ہے۔ ایمان چھپانا تقبیہ کرنا منع

تِلْكَ تِلْكَ شُكُّكَ کی طرح ہے کسی عبادت۔ اصطلاح میں ارکان حج۔ قربانی مطلق عبادت کو اُنک کہا جاتا ہے مگر کونسا رکنی  
 کو نیک بولتے ہیں

۱۰ سہل سے مراد رب کا صلیع ہے رب فرماتا ہے قُلْنَا اسْتَسْنِذْ ذَاكَ لِتُخْبِتَ لِيْ بِوَيْحِي رَبِّكَ کے فرمانہ واریندوں میں سے ہوں بعض روایات  
 میں ہے اَنْ اُذِي الْمُسْلِمِينَ میں پہلا صلیع ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے عابد و سادہ بندے ہیں کہ سب سے پہلے حضور کی کا نور پیدا  
 ہوا جو ہزاروں سال رب کی عبادت میں مشغول رہا دین پر مشائق کے دن سب سے پہلے نبی حضور کی روح مبارک نے کہ  
 سب نے حضور سے سن کر کہا اس معنی سے حضور کے سوا کوئی پہلا مسلم نہیں ہم اپنے کو پہلا مسلم اپنی اولاد اور اپنے ماتحتوں کے لئے



إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيَنِي إِلَّا حَسْبُكَ إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي  
سَيِّئَهُمَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهُمَا إِلَّا أَنْتَ لَبِيتُكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي  
يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا لِيكَ وَتَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ  
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَآذَانُكَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أُمْنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ

بخش دے تیرے سوا کوئی خطائیں نہیں بخش سکتا ہے مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی  
اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ مجھ سے بری عادتیں دور رکھ تیرے سوا ہر لسان کوئی دور نہیں رکھ  
سکتا ہے مولائیں حاضر ہوں تیری اطاعت پر آمادہ ساری بھلائیاں تیرے قبضے میں ہیں اور برائی تیری طرف متوجہ  
نہیں ہے میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیری طرف جلتی ہوں تو برکت والا بلند ہوں والا ہے تجھ کے معافی پاتا  
ہوں تو بہ کرتا ہوں ہے اور جب رکوع کرتے تو کہتے الہی تیرے لیے رکوع کیا میں نے اور تجھ پر

سے کہہ سکتے ہیں۔ یا یہ معنی ہوں گے کہ تم دیا تیرے احکام کی اطاعت پہلے میں کروں گا (از اشعر)  
میں خیال رہے کہ اس قسم کی ساری دعا میں امت کی تعمیل کے لیے ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے محفوظ ہیں اور آپ کی  
خطاؤں کی مغفرت ہو چکی ہے جس کا اعلان قرآن شریف میں بھی ہوا جو اس قسم کا میں دیکھ کر حضور کو بگڑا ماننے والے دین ہے۔  
میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اخلاقی عطا فرمائے اور ہر غلطی سے محفوظ فرمایا ہے اِنَّكَ تَعْلَمُ خَلْقَ عَظِيمُوْهُ  
حضور کا دعا مانگنا طلب انتقام کے لیے ہے جیسے ہم سب دعا کرتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔

میں تجھ پر بخیر و شر کا حق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ تیرے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے اور نہ کو اپنی طرف حضرت پر اس  
علیہ السلام نے فرمایا وَادْفَعْ صُلُوبَكَ فَفَوْقَ كَتِفَيْكَ رَجَبٌ مِّنْ مِّمَارِ مَوْتِ هَؤُلَاءِ تُوَدُّهُ جَعَلَهُ شِدَادًا بَيْنَهُ جَارِي كَوْنِي طَرَفَ نِسْبَتِ كَيْفَا  
شفا کو رب کی طرف حضور علیہ السلام نے فرمایا قَدْ نَشَأْنَا اَنْ اُغْنِيَهُمَا مِّنْ شَيْءٍ مَا كُنَّا نَكْنِي كُنِي كَوَيْبٍ دَاكِرُ دُرُودٍ اَسْأَلُ رَبَّ تَعَالٰى كُو  
رب الیہ نسبت۔ رُبُّ محمد کہتے ہیں۔ رُبُّ کعب و غیرہ کما منع ہے۔ لہذا حدیث بالکل واضح ہے اور اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں  
اور شفا کو بخیر و شر رب کی طرف سے ہے کہ وہ اس خلق مراد ہے اور یہاں نسبت۔

میں فرمادی تیرے پیش رو کو رکت کہا تھا ہے اور وہ دم و گناہ سے اونچا ہونا تعالیٰ کہلاتا ہے اسی لیے یہ دو کلمات رب کے ساتھ خاص ہیں ان  
کی شان تو یہ ہے شعور تو دل میں تو اُن سے بگڑ میں نہیں تھا۔ یہاں گناہ میں تیرے پہچان ہی ہے۔ گذشتہ گناہوں پر مذمت و شرمندگی  
اور آمند و گناہوں سے بچنے کا ارادہ تو یہ ہے اور معافی چاہنا استغفار ہم لوگ گناہ کر کے تو بہ کرتے ہیں اور عرض بندے گناہ نہیں کرتے  
اور تو بہ کرتے ہیں خاص اہل حق یہ کیا کہتے ہیں اور تو بہ کرتے ہیں کہ تیرا تیری شان کے لائق ہم سے کئی نہ ہو سکی۔

شعور۔ زاهدان اگر گناہ تو بہ کنند عارفان آرا طاعت استغفار۔

لہذا حضور کو ان دعاؤں سے دھوکہ نہ کھا و ان کی تو بہ استغفار ان کی شان کے لائق ہے۔

خَشَعَةً لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمَنْجِي وَعَظْمِي وَعَصْبِي فَإِذَا زُفِعَ رَأْسُهُ قَالَ  
 اللَّهُمَّ زَيْنَا لَكَ الْحَمْدُ هَلَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَا بَيْنَهُمَا وَهَلَا مَا شِئْتُ  
 مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ وَلَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمَدْتُ وَلَكَ  
 أَسَلْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلذِّبْنِ خَلَقَهُ وَصَوْرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ  
 اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثَوْبِي كُونْ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ الشَّهْرِ وَالشَّيْءِ

ایمان لایا تا مطلع ہوا تب تک حضور میری سماعت بینائی اور میری ہڈی ہڈی میرے پیچھے ہٹ جائیں گے پھر  
 جب اپنا سر اٹھانے کو کہنے لگے اے خدا میرے رب میری ہی تعریف ہے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان ہر کچھ اور اس  
 کے سوا اور پھر پھر کہو تو چاہے کچھ اور جب سجدہ کرنے کو کہنے لگے الہی تیرے لیے میں نے سجدہ کیا پھر پر ایمان لایا تا  
 مطلع ہوا میری ذات نے اسے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اسے صورت بخشی اور اس کے کان اور آنکھیں  
 چہرے پر رکھ دیے اور اسے اللہ بہترین پیدا کرنے والا کہہ کر خیریں التجات اور سلام کے درمیان کہتے الہی میری

لے یعنی میرا کوع صرف ظاہری نہیں بلکہ ہر عضو تیری بارگاہ میں بھجا ہوا ہے خیال رہے کہ انگلی کا کوع اور ہر کان کا اور گوشت کا  
 اور ہر ہڈی اور پوست کا اور لطف جب ہی ہے کہ ہر کے ساتھ دل بھی جکھے اور جسم کے ساتھ ہاں بھی حضور کا یہ فرمان اپنے حال کا  
 بیان تھا اچھی کہ طیف اللہ میں بھی ایسا کوع نصیب کرے خیال رہے کہ بعض کے نزدیک قوت سامعہ باہر سے افضل ہے۔ ان کا  
 مافخر یہ حدیث ہے کہ حضور نے صبح کو بھرے پہلے بیان فرمایا۔

لے یعنی اسے مولیٰ میں تیری حمد سے عاجز ہوں تیری حمد سے زمین و آسمان درمیان کی فضا عرض و کمری اور اس کے تحت الشریٰ اور وہ  
 چیزیں بھر میں جو میرے علم سے دور ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ حمد رب تعالیٰ کی انتہائی حمد ہے اور اپنے انتہائی عجب و اعجاز ایسی حمد  
 حضور سے پہلے کسی نے کی تھی ورنہ آپ کے بعد کوئی کر سکے گا اس لیے حضور کا نام احمد ہے اپنے رب کی بہت حمد کرنے والے  
 اور نہ معلوم قیامت کے دن حضور خدا کی حمد کریں گے رب نے بھی حضور کی ایسی حمد کی اور اپنی مخلوق سے ایسی حمد کرائی جس  
 کی مثال نہیں ایسی یہ حضور محمد پر یعنی خدا کے برابر ہے۔ کل قیامت میں حضور اللہ کی حمد کریں گے۔ اور ساری مخلوق  
 حضور کی۔

لے یہاں خالقین یعنی معصورین ہے یعنی تمام صورت بنانے والوں سے اچھی صورت بنانے والا رب ہے۔ بیسلی  
 علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَأَخْلَقَ لَكُمْ مِنَ الْفَلَكِ الْإِقْرَانِ پاك فرماتا ہے۔ وَتَخْلُقُونَ الْفَلَكِ  
 خلق یعنی پیدا کرتا۔ خدا نے تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ اس معنی سے خالق اس کے سوا کسی اور کو نہیں کہا  
 جاسکتا۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَعْرَفْتُ  
وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ،  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرْكَانِيِّ إِلَيْكَ الْمَكِيدَةُ مِنْ  
هَدَيْتَ أَنَا بِكَ لَا مَلْجَأَ مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَعَلَى  
النَّاسِ أَنْ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَقَّرَكَ النَّفْسُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ

اگر کبھی کبھی خطا میں داخل ہو چکے ہیں تو زیادتیوں کی اور چیزیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے ملے تو  
ہی آگے بڑھائے والا ہے تو یہ بھی دیکھ کر نہ والے ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں (مسلم اور  
شافعی کی روایت میں ہے کہ شریعتی طرف منسوب نہیں۔ ہدایت یافتہ وہ ہے جو ہدایت دے  
ملے میرا کچھ پر کھڑا ہوا تیری طرف تو جو کوئی جسا پناہ نہیں تیری ہی طرف ٹھکانے تو برکت والا ہے  
تو روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص آیا صف میں داخل ہوا اسکا سانس پڑھا ہوا تھا اس نے کہا اللہ

ملہ سبحان الشہید انتہائی استغفار ہے جس میں ہر قسم کی غلطیوں سے معافی ملے گی ہے یہ بھی ہماری تعلیم کے لیے ہے کہ ہم بہت سے گناہ  
ایسے بھی کر لیتے ہیں جو ہمیں یاد بھی نہیں رہتے یا اول ہی سے ہمارے علم میں نہیں ہوتے

تو کہ جب پہلے اپنی اطاعت کی توفیق دے کر فرشتوں سے آگے بڑھا دے اور جسے چاہے توفیق دے کہ جس سے وہ بندہ غیظ  
سے بدتر ہو جائے ایسے ہی جسے چاہے شاہ بنا کر سب سے آگے بڑھائے جسے چاہے گدا کر کے پیچھے ہٹا دے۔

تو ہدایت عامہ و خاصہ ہدایت دینی و دنیوی تیری ہی طرف سے ہے جسے تو ہدایت نہ دے اس کی ہدایت کا راستہ ہی کوئی نہیں۔ اگر  
چوگرہ کی کاجھیں ہی سال سے لیکن بارگاہ الہی کا ادب یہ تھا کہ اس کی طرف ہدایت ہی منسوب کی جائے خیال رہے کہ رب کی طرف سے

بعض ہدایتیں جانوروں کو بھی ملی ہیں بعض صرف انسانوں کو بعض صرف مسلمانوں کو بعض صرف اولاد کو بعض صرف انبیاء کو  
بعض صرف حضور و اسید الانبیاء کو۔ ہدایت کی تعریف اور اقسام ہماری تفسیر تفسیر سورۃ فاتحہ میں دیکھو۔

تو یعنی جسے تو کچھ سے اسے کوئی پھر انہیں سکتا اور جسے تو عذاب دینا چاہے اسے کوئی پچا نہیں سکتا خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کی  
پناہ یونہی مجرم کا حکم کے پاس اور مریض کا طبیب کے پناہ لینے کا حقیقت میں رب ہی کی پناہ ہے کہ یہ اس کے بندہ سے

ہیں اور اسی کے حکم سے ان کے پاس جاتے ہیں۔ رب فرما ہے۔ وَكُلُّكُمْ لَنَا رَاغِبٌ أَوْ مَكْرِهٌ وَالْأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
تو کیونکہ ہم عتبار کو یہ پناہ کے لیے دوڑتا ہوا آیا تھا بلا ضرورت۔ دوڑتے ہوئے نماز کے لیے آئے کی ممانعت

ہے ضرورت دوڑنے کی اجازت ہے بلکہ اگر ہم کی نماز جاری ہو۔ امام آخری القیامات میں ہوں تو جمعاً پناہ کے لیے  
جمعاً گناہ فرمے۔ لہذا یہ حدیث جمعاً گنے کی ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا قَبِيحًا فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ أَيُّكُمْ الْمَتَكَبِّرُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَزَهَرُ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمْ الْمَتَكَبِّرُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَزَهَرُ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمْ الْمَتَكَبِّرُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ إِلَّا فَقَالَ رَجُلٌ جُنْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفْسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَذِرُونَ نَارًا يَهْوُونَ رَفْعُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الْفَصْلِ الثَّانِي عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ

اکبر الحمد لله کثیراً طیباً مبارکاً قبیحاً فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کی تو فرمایا کہ تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے تھے قوم خاموش رہی پھر فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے تھے قوم پھر خاموش رہی پھر فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے تھے اس نے کوئی بری بات نہیں کہی تھے تب وہ شخص بولیں آیا اور میرا اس پتھو لایا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کے سے جانے میں جلدی کر رہے ہیں کہ کون پہلے بارگاہ الہی میں پیش کیسے (مسلم) دوسری فصل ۲۷ روایت

ملاحظہ رہے کہ اس نے یہ کلمات تکبر کر کے پہلے کہے اللہ اکبر تکبر نہیں اور اگر تکبر کرے ہو تو اس نے یہ کلمات اس لیے کہے کہ حضور رکوع یا التقیات میں نکلے اور اسے رکوع یا جماعت مل جائے گی امید تھی فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جماعت میں جب سے جب کہ امام رکوع کر رہا ہے تو اگر اسے امید ہو کہ میں سبحان اللہ پڑھ کر بھی رکوع پاؤں گا تو سبحان اللہ پڑھ کر رکوع میں شامل ہے ہو اس کا عذر حدیث ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ سوال اور جواب پھر مسائل کی بے غلی کی دلیل ہیں سوال کی بہت سی ممکن ہیں میں رب نے مولیٰ علیہ السلام سے پوچھا اسے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ خاموشی درست بارگاہ الہی کی وجہ سے تھی کہ شاید ہم نے غلطی کی ہے ہم عتاب میں آجائیں گے اسی لیے نہ آنے والا بولا نہ اس کے ساتھ والوں نے کچھ کہا ایسے موقع پر خاموش رہنا جرم نہیں جب حضور نے فرمایا کہ اس نے گناہ نہیں کیا تب وہ عتاب میں بندھی۔  
تہ یعنی یہ کہ ایسے مقبول ہونے کے ہر فرشتے نے پایا کہ انہیں بارگاہ الہی میں سے جاؤں تاکہ انہیں کا مستحق میں ہوں۔  
اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اس شخص کی خبر تھی جس نے یہ کلمات کہے اس سے پہلے گندرجا کہ مجھ پر تیرے رکوع اور سجود پوشیدہ نہیں رہتے میں آگے کی طرح بھیجے بھی دیکھتا ہوں یہ بھی گندرجا کہ کبھی مصلح میں ایک شخص نے نماز میں غلطی کی۔ حضور نے بعد نماز نام لے کر پکارا اور فرمایا نماز درست پڑھا کر دو تو کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ پر یہ شخص پوشیدہ رہے۔ نیز رب تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ مگر پھر بھی لوگوں کے اعمال اس کی بارگاہ میں مارکر پیش کرتے ہیں یوں ہی حضور کی بارگاہ میں لوگوں کے منکوحہ و سلام فرستے پیش کرتا ہے اس سے خود آپ کا گستاخانہ لازم نہیں۔

اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ  
 قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ  
 غَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيدٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ  
 هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَارِثَةَ وَقَدْ تَكَلَّفُوهُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَكَانَ  
 جَبْرِئِيلُ بْنُ مَطْعُونٍ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَ صَلَاةَ  
 قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا

ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کہتے تھے  
 اللہ تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں تہ برکت والا ہے تیرا نام اور تجی ہے تیری شان تیرے سوا کوئی  
 معبود نہیں تہ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) حضرت سعید نے روایت کی کہ اس حدیث کو ہم سوا  
 حارثہ کے کسی اور سے نہیں جانتے حارثہ کے حافظ ہیں کلام ہے تہ روایت ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام  
 انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نے کہا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا  
 ہے اللہ کی بہت قدریں ہیں اللہ کی بہت تعریفیں

تہ یعنی آپ مرفوض و فحل نماز اس سے شروع فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ دونوں کلمات بہت جامع ہیں سُبْحَانَكَ  
 اَللّٰهُمَّ میں رب کی سارے عیبوں سے پاک کی بیان کی گئی وَبِحَمْدِكَ میں اس کے تمام صفات کا یہ سے موصوف ہونے  
 کا ذکر ہے اسی لیے ماری مخلوق رب کی تسبیح و تحمید کرتی ہے یعنی اَللّٰهُمَّ تو سارے عیبوں سے پاک ہے اور تیرا ہر  
 وصف لائق حمد و ثناء ہے۔

تہ یعنی جس کام میں تیرا نام پاس میں برکت ہو اور تیری شان مخلوق کی عقل و سمجھ سے ورا ہے۔ اس ذکر میں رب  
 کے اس فرمان پر عمل ہے۔ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ -

تہ خیال رہے کہ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ سے نماز شروع کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت فقہاء صحابہ  
 خصوصاً خلفائے راشدین عبداللہ ابن مسعود کا اس پر عمل پڑے علماء کے امت سفیان ثوری، احمد بن حنبل -  
 اسحاق ابن راہویہ - امام ابو حنیفہ اس پر مان تبیین عظام کا یہ معمول ہے یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ عبداللہ  
 ابن مسعود حضرت جابر بن مطعم اور ابن عمر و دیگر جم صحابہ سے مروی ہے اگرچہ ترمذی کی ایک اسناد میں حارثہ بن ابی الرجال راوی  
 آگئے تو اس سے صرف ایک اسناد قابلِ قطع ہوگی نفسِ مدحت صبیح رہے گی کیونکہ بہت سی اسنادوں سے مروی ہے اور  
 صحابہ و علما کے عمل سے قوی ہے اسے مسلّم و یقین سے روایت کیا (راشعہ و مرقاۃ) نیز ابوداؤد کی اسناد کے سارے  
 راوی صحیح ہیں۔ خیال رہے کہ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا سے ہی شروع کرے تو داخل میں اختیار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمَزِهِ رَوَاهُ الْبُؤَدَاؤُ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهُ لَعَنَ يَدَّ كَرُوَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَذَكَرَنِي اَخْبَرَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَفَخَهُ الْكِبَرُ وَنَفَثَهُ الشَّعَرُ وَهَمَزَهُ الْمَوْتَةُ وَعَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جَنْدُبٍ اَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَنَتَيْنِ سَكَتٌ اِذَا كَبَّرَ وَسَكَتَةٌ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَصَدَّقَهُ ابْنُ

پس اللہ کی بہت تعریفیں ہیں صبح و شام اللہ کی پاکی بولتا ہوں تین بار اس میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے اس کے کچھ سے اس کے شعروں سے اس کے وسوسوں سے تھ (ابوداؤد، ابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے لکھ لکھ کر ذکر کیا اور آخر میں فرمایا من الشیطان الرجیم حضرت عمر فرماتے ہیں کہ شیطان کا لفظ مجہم ہے تے نفث شعرا اور ہمہ سر وہ وسوسہ تھ روایت ہے حضرت سمورہ ابن جندب سے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکوت یاد رکھے ایک خاموشی جب تکبیر کہتے تھے اور دوسری خاموشی جب پیر الغضب علیہم ولا الضالین سے فارغ ہوتے تھے حضرت ابی ابن کعب نے آپ

سے یعنی یہ تینوں کلمے تین بار فرمائے یا پیری مگر بھی کچھے دو گھنوں کی طرح میں بار فرمائے۔ دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔  
تے اگرچہ شیطان کے ہر شر سے پناہ مانگنی چاہیے لیکن جو کلمہ میں شرارتیں بہت خطرناک ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا نفث کے معنی ہیں چھوٹا لب فرما ہے۔ وعن شَرِّ النَّفَثَاتِی الْعَقْدَ یہاں اس کی چھوٹک کا نتیجہ مراد ہے یعنی ماوریا شر کیونکہ وہ دو لفظ شیطان کی اس چھوٹک سے پیدا ہوتے ہیں جو انسان کے دل میں آتا ہے خیال ہے کہ شر سے برے شر مراد ہیں یعنی شیطانی افکار و حملہ اس وقت سے طغوی دینی و دھمائی ظاہر ہوں

تے یعنی انسان کے دل میں جو غم و غم و غم پیدا ہوتا ہے وہ شیطان کی چھوٹک کا نتیجہ ہے وہ دل میں ڈالتا ہے کہ تو سب سے بڑا ہے سب تجھ سے چھوٹے ہیں خیال ہے کہ اللہ اور رسول کے مقابلے میں تجھ کا تمام کام کا کچھ قدر کی چیز ہے تو یہاں پہلے وہ تجھ کو مراد ہیں۔  
تھ موت وہ وسوسہ ہے جو کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ اسی لیے لغت والے لکھتے ہیں کہ موت جنوں کی ایک قسم ہے  
تھ سُبْحَانَ اللَّهِ دُحْنُ دُحْنُ کے لیے کیونکہ یہ تکبیر اور سورہ فاتحہ کے دوسرا ہوتی ہے لہذا سکوت یعنی عدم جہر ہے نہ کہ بالکل خاموشی اس سکوت پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

تہ حق یہ ہے کہ اس خاموشی میں حضور امیر امین کہتے تھے اور اسی سورت کیلئے آمین بسم اللہ کہتے تھے لہذا یہ جنہوں کے بالکل خلاف نہیں شوافع کے ہاں یہ خاموشی آرام لینے کیلئے تھی اور امام مالک کے ہاں یہ خاموشی اس لیے تھی کہ مقتدی اس وقت سورہ فاتحہ پڑھیں کیونکہ

بْنُ كَعْبٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالذَّاهِبِيُّ نَحْوَهُ وَعَنْ  
 ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَضَّ مِنْ الرَّكْعَةِ  
 الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ يَذُوبُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ هَكَذَا فِي صَبِيحِ  
 مُسْلِمٍ وَذِكْرِ الْحَمِيدِ فِي أَفْرَادِهِ وَكَذَا أَصْحَابُ الْجَامِعِ عَنْ مُسْلِمٍ وَخُذْ  
 الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
 اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثَوَقًا إِنْ صَلَّى وَكُسْبَى وَمَحْيَا وَمَقْبَلًا يَذُوبُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 لَا تَشْرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ أَلْهَمُوا هَدْيِي لِأَحْسَنِ  
 الْأَعْمَالِ وَلِحَسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَفِي سِتِّ سِنِي الْأَعْدَالِ وَ

کی تصدیق کی (ابوداؤد) اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے اس کی مثل روایت کی ہے روایت سے حضرت  
 ابومرہ سے روایت ہے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین  
 سے قرأت شروع کرتے اور خاموش بالکل نہ ہونے لے صبح مسلم میں یوں ہی ہے حمیدی نے اسے  
 اپنے افراد میں ذکر کیا۔ یوں ہی جامع و لے نے صرف مسلم سے پیشہ سہری فصل ہے روایت سے  
 حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کو تکیہ کہتے پھر کہتے میری نماز  
 میری قربانی میری زندگی و موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں اسی کا حکم  
 دیا گیا پہلا مسلمان ہوں اے اللہ مجھے اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت دے ان اچھی چیزوں  
 کی ہدایت تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا مجھے برے اعمال اور

ان کے ان مقدس امام کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا بلکہ ان میں پڑھتا ہے مگر احناف کی تو جہر بہت قوی ہے اس سکوت کے بارے میں اور  
 بہت سی روایتیں ہیں۔

۱۔ یہ حدیث جنہوں کی قوی دلیل ہے کہ امام احمد لہ سے قرأت شروع کرے ذکر بسم اللہ سے کہہ کر بسم اللہ سورتوں کا جزو نہیں ہے جو کہ پہلی  
 رکعت میں سبحان اللہ آمین پڑھی جاتی ہے کہ وہ دوسری میں اس لیے روایت میں دوسری رکعت کا ذکر فرمایا گیا سنت غیر مذکورہ کی دوسری  
 رکعت میں بھی سبحان اور الحمد آمین پڑھی جائیں گی

۲۔ ظاہر ہے کہ حضور کی اس دعا میں مسلمانوں کے اقسام استغاثی ہے یعنی ساری مخلوق میں پہلا مسلم جو کہ پہلے قرآن کی پکار ہے  
 اور جب ہم یہ دعا پڑھیں گے تو افسانہ ہماری ہوگا یعنی اپنی اولاد میں اور اپنے متبعین میں پہلا مسلم جو کہ قرأت نے دیا کہ اولیٰ مسلمان  
 کہنا چاہو کیلئے خاص ہے ہم لوگ یوں کہیں وَأَنْتَ أَهْلُ الْمُنْتَلَبِينَ اور اگر ہم أَهْلُ الْمُنْتَلَبِينَ کہیں بھی تو یا آیت قرآنی یا حضور کی دعا کا ذکر کرتے

سَبَّيْ الْأَخْلَافَ لَا يَفِي سَبْدًا إِلَّا أَنْتَ زَوَاهُ النَّسَائِيُّ: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ  
قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ رُضِيَ صَبَاحِي تَطَوُّعًا قَالَ  
اللَّهُ أَكْبَرُ وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا  
مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ مِثْلَ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَأَنَا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَيُحْمَدُكَ  
ثُمَّ يَقْرَأُ زَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
مَا بَيْنَ التَّوَارِثِ فِي الصَّلَاةِ

بری عادتوں سے بچائے ان باتوں سے تیرے سوا کوئی نہیں جیسا کہ (نسائی) : روایت ہے حضرت  
محمد بن مسلم سے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل پڑھنے کھڑے ہوتے تھے تو  
کہتے اللہ بہت بڑا ہے میں نے اپنا دل اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے تمام باتوں سے  
دور ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں اور فقیر حدیث حضرت جابر کی حدیث کی سی ذکر کی، مگر یہ کہہ کہ  
میں مسلمانوں میں سے ہوں پھر کہا ابی تو باؤشہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں تیری  
خدمت کرتا ہوں پھر قرأت فرماتے (نسائی)

### نماز میں قرأت

ملے۔ اعمال سے مراد ظاہری اعمال ہیں اور اخلاقی سے مراد باطنی اعمال اس کی پوری شرح پہلے گذر چکی ہے خیال رہے کہ ایسا کرنا اور اولیاء  
و علی کے ذریعے ہاتھیں ملتی ہیں اخلاقی نصیب ہوتے ہیں لیکن وہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں ہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں  
تھے آپ انصاری ہیں اسی اشیاء میں سوا مغرور ہو کر باقی تمام عزائم میں حصہ لیں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے حضرت مصعب  
ابن عمیر کے ہاتھ شریف پر بیٹہ پاکستان میں ایمان قبول کیا مسلمان کے اختلاف پر آپ کو شورش نہیں رہے لکھنؤ میں وفات پائی آپ فضلاء  
صحابہ میں سے ہیں۔

ملے یہ حدیث گذشتہ ساری حدیثوں کی شرح ہے جس نے بتا دیا کہ نماز کی یہ ساری دعائیں اور اذکار نوافل میں ہیں اصناف بھی کہتے ہیں  
کہ قرآن و واجبات میں صرف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ قُلُوبِہِمْ میں جو چاہے یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

ملے اس کی شرح گذر چکی اس سے معلوم ہوا کہ حنفیوں میں وہ ہے جس کا دل ہرے دین اور ہرے دینی سے متنفر ہو کسی برائی کی طرف نہ جھکے  
یہی صلیف کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں صلیف فرمایا  
فَہِیَ الصَّالِحُ ذُو الذِّکْرِ الَّذِیْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَدَعَا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ کہ دوسری اصناف میں ہے۔



رَوَايَةُ مُسْلِمٍ لِمَنْ لَوْ يُقَرُّ أَبَا الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَوةً لَوْ يُقَرُّ أَفْنَاءُ الْقُرْآنِ فِيهَا خَدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرَ تَمَامٍ فَقَبِلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنْ أَتَاكَ نَوْمٌ وَرَأَى الْإِمَامَ قَالَ إِقْرَأْ بِمَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا

روایت میں ہے کہ اس کی نماز نہیں جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے لہذا روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو نماز پڑھے اس میں الحمد نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے (تین بار) کامل نہیں لہذا حضرت ابوہریرہ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہونے میں فرمایا اپنے دل میں پڑھ لو گے کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ دیا ہے لہذا اور میرے

لہ۔ یعنی نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی واجب ہے اور اس کے ساتھ کچھ اور تلاوت بھی واجب کہ اگر ان میں سے ایک پر بھی عمل نہ کیا گیا تو نماز ناقص ہوگی یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے جو لوگ اس حدیث کی بنیاد پر نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں وہ فصحاء کے حلق کی کیا کیوں گے کیونکہ ان کے ہاں سورۃ ملازمین نہیں۔  
مگر یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے اس نے صراحتاً بتا دیا کہ بغیر سورۃ فاتحہ نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ نقص ہوتی ہے یعنی سورۃ فاتحہ نماز میں فرض نہیں بلکہ واجب ہے لہذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

مگر یہ حضرت ابوہریرہ کی اپنی رائے ہے اسی لیے آپ اس پر کوئی حدیث مرفوعہ پیش نہیں فرماتے بلکہ ایک حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط کرتے ہیں ان کی رائے پر ہر جگہ عمل نہیں ہو سکتا بعض جگہ بہت دشواریاں پیش آئیں گی مثلاً یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ کر پڑھا یا ابھی پڑھ میں تھا کہ امام نے کہا وَاَلَا الضَّالِّينَ اب یہ ہے چارہ امین کہے یا نہیں یا مقتدی پڑھ فاتحہ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا یہ مقتدی رکوع میں جا کے یا نہیں وغیرہ۔ بغیر رکوع کہ حضرت ابوہریرہ کا یہ ارشاد چیلے گا کہ بعد میں خود انہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو جب کہ مسلم ابو داؤد والسانی ابن ماجہ میں ہے اور مشکوٰۃ شریف میں اس باب میں آیا ہے لہذا یہ قول خود ان کے اپنے نزدیک متروک ہے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے معنی و مطالب دل میں سوچنا پر غور کرنا کیونکہ پڑھنا زبان سے جو سکتا ہے۔ دل میں سوچنا ہوتا ہے نہ کہ پڑھنا (امرواۃ) اس صورت میں حدیث بالکل غلط ہے کسی توجہ کی ضرورت نہیں۔

لہذا یہاں نماز سے مراد سورۃ فاتحہ ہے یعنی جب سورۃ فاتحہ اتنی ہم سب کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز فرمایا تو چاہیے اس کا پڑھنا اس میں غور کرنا بہت ضروری ہے خیال رہے کہ اللہ کی سات آیتیں ہیں پہلی میں آمین ثلث یوم الذین

سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ تَعَالَى حَمْدِي عَبْدِي وَإِذَا  
 قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَشْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ هَالِكِ يَوْمِ  
 الدِّينِ قَالَ مَجْدِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ إِنَّا لَكَ نَعْبُدُ وَإِنَّا لَكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا  
 بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ  
 صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

بندے کے لیے وہی ہے جو مانگے لے بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے  
 نے میری حمد کی تھ جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری شنانا کی تھ  
 اور جب کہتا ہے مالکِ یوم الدین تو رب فرماتا ہے میرے بندے نے میری بندگی بیان کی تھ اور جب کہتا  
 ہے ایک لہندہ و ایک نستعین تو رب فرماتا ہے کہ میرے اور میرے بندے کے درمیان سے تھ اور میرے بندے  
 کیلئے وہ ہے جو مانگے لے پھر جب کہتا ہے اھدینا الصراط المستقیم صراط الدین القمیت علیہم تھ غیر المغضوب

نک اللہ کی حمد میں اور آخری میں آمین اھدینا تھ صراط المستقیم تھ۔ درمیان کی آیت اِنَّا لَكَ نَعْبُدُ وَإِنَّا لَكَ  
 نَسْتَعِينُ آدھی شاہ ہے آدمی دعا خواہ فرشتوں بالکل درست ہے کہ الحمد آدمی آدمی بنی ہوئی ہے۔  
 تھ یعنی سورہ فاتحہ آدمی دعا ہے تو جو بندہ اسے پڑھے میں اس کی دعا ضرور قبول کروں گا یا بعینہ اس کا سوال پورا کروں گا یا اس کی مثل  
 اور نعمتیں دوں گا یا اس سے کوئی آفت ٹال دوں گا جیسا کہ قبولیت دعا کا قانون ہے۔

تھ یعنی ادھر بندہ الحمد و الحمد رب کی حمد کرتا ہے اور اللہ رب تعالیٰ فرشتوں سے یہ فرماتا ہے یہ بندے کی خوش نصیبی ہے  
 کہ اس کی تھوڑی سی نذرانہ کی حرکت سے اس کا نام رب کی بارگاہِ شائستہ سے آجائے، اس حیرت سے معلوم ہوا کہ ہم اللہ سرور  
 تھ حق کا جز نہیں کیونکہ کہاں اللہ سے ذکر شروع ہوا البسم اللہ کا ذکر نہ ہوا لہذا یہ حدیث امام اعظمی کی قوی دلیل ہے۔  
 تھ یہ خطاب بھی حاضرین بارگاہ فرشتوں سے ہے جو رب تعالیٰ بطور غرور و غرور خوشی فرماتا ہے تھ الحمد فرمایا ایک ہی ہیں  
 ہر کتا ہے کہ حمد سے ظاہری کمالات کو بیان ہوا اور تھ سے مراد پوشیدہ کمالات کا اظہار یا حمد سے مراد شکر سہا اور تھ  
 سے مراد مطلقاً تسبیح ہے۔

تھ یعنی میری ایسی بڑائی بیان کی جو میرے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن کی بارشابی صرف رب تعالیٰ  
 کی صفت ہے۔

تھ کیونکہ عبادت اللہ کے لیے ہے اور استعانت یعنی مدد بندے کے لیے ہے لہذا ہر آیت رب و بندے کے درمیان ہے  
 تھ یعنی بندے اپنے سرگرمی میں مخصوص عبادات میں مجھ سے مدد مانگ رہا ہے میں اس کی ضرورت مدد کروں گا یا جس کے لئے مجھ  
 جو دعائیں مانگے گا قبول کروں گا۔

قَالَ هَذَا الْعَبْدِيُّ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ الشَّيْ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَسَعْدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ  
الصَّلَاةَ بِأَلْحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مِنْ  
وَأَفَّقَ شَامِيَةً شَامِيَةً الْمَلَائِكَةُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمُعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا  
الضَّالِّينَ فَحَقُّوا أَمِينَ فَإِنَّهُ مِنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ

علیم والا الضالین تو فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو ہاتھ  
سہ وسلم (۱) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز الحمد  
لہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے تھ (۲) مسلم (۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے  
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آئیں گے تو تم بھی آئیں کہو جس کی آئیں فرشتے کی آئیں  
کے موافق ہوگی تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے تھ (۴) مسلم بخاری (۵) اور ایک روایت  
میں ہے کہ فرمایا جب امام کے غیر المعضوب علیہم والا الضالین تو تم کہو آئیں تھ جس تکلام فرشتے  
کے کلام کے موافق ہو اس کے پچھلے گناہ بخش

کہ یعنی خدا یا جسے راستہ کی ہدایت دے جو تیرے انعام والہ بندے کا راستہ ہے اولیاء صالحین شہداء اور صدیقین کا معلوم  
ہوا کہ وہ دین حق ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں وہ صرف اہل سنت و الجماعت کا دین ہے کہ ان کے سوا کسی فرقہ میں اولیاء اللہ  
نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نعمت علیہم پر توقف ہے ورنہ فاتحہ کی آیات سات مذہبوں کی کیونکہ یہاں بسم اللہ کو  
الحمد میں شامل نہیں کیا گیا۔ ہذا یہ حدیث احتیاط کی دلیل ہے۔

لہ یعنی تو پھر اس سورت میں مانگے اور جو اس کے بعد مانگے وہ سب اسے دوں گا بعض مشائخ کا طریقہ ہے کہ وہ دعا کرتے  
وقت الحمد شریف پڑھا کرتے ہیں ان کا ماضیہ حدیث ہے۔

تھ یعنی یہ حضرات جیسے ابو ذرؓ آہستہ کہتے تھے ایسے ہی بسم اللہ بھی پڑھا کر اللہ سے شروع کرتے تھے لہذا یہ حدیث احتیاط کی  
قوی دلیل ہے کہ بسم اللہ ہر صورت کا جز نہیں بلکہ جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی اقرأ باسم ربک آنی وہاں بسم اللہ نہ آئی۔  
تھ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ نماز میں الحمد کے ختم پر یا بھی آئیں گے گا دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے  
والے اور نام اعمال کھنے والے فرشتے نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں والا الضالین پر آئیں کہتے ہیں تیسرے یہ کہ

عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّرَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا الْفُظُّ الْبُخَّارِيُّ وَلَمْ يُسَلِّمْ نَحْوَهُ فِي أُخْرَى  
لِلْبُخَّارِيِّ قَالَ إِذَا أَهَنْ الْقَارِئُ فَأَهْنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوْفُونَ فَمَنْ  
وَأَقْبَ ثَامِيئَتُهُ ثَامِيئَتِ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّرَ مِنْ ذَنْبِهِ : وَعَنْ  
أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ  
فَاقْبِمُوا صُفُوفَكُمْ تَوَلَّيْكُمْ مَلَكُوكُمْ فَادْكُوكُمْ فَادْكُوكُمْ فَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمُغْضُوبِ  
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يُحِبِّبْكُمْ اللَّهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ

دینے جاہیں گے لہٰذا بخاری کے لفظ ہیں اور مسلم کے نزدیک اس کی خلل اور بخاری کی دوسری روایت میں  
ہے کہ فرمایا جب قاری آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں جس کی آمین موافق ہو گئے  
فرشتوں کی آمین کے اس کے پیچھے گناہ بخش دیئے جائیں گے مثلاً یہ روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری  
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کر دو  
تم میں سے کوئی تمہارا امام بن جائے مثلاً جب وہ پیکر کے تو تم بھی پیکر ہو اور جب کہیں غیر المغضوب  
علیہم ولا الضالین تو تم آمین کہو اللہ تمہاری قبول کریگا کہ پھر جب پیکر کہے اور رکوع کرے

آمین بالکل اہمیت کبھی چاہیے کیونکہ فرشتے آہستہ ہی آمین کہتے ہیں جو تم نہیں سنتے اگر تم آمین سچ کر کہیں تو ہماری آمین فرشتوں کی آمین  
کے خلاف ہوگی پھر ہماری بخشش کیسے ہو جو تمہیں یہ کہ رب کی بارگاہ میں وہی کی قبول ہوئی ہے جو ایک بندہ کی طرح ہو۔ ان کی  
نقل بخاری سے دیکھو فرمایا گیا کہ جس کی آمین فرشتوں کی کسی ہوگی اس کی مغفرت ہوگی۔

مثلاً اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی احمدی پڑھتے کیونکہ فرمایا گیا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ نہ فرمایا کہ جب تم  
ولا الضالین کہو تو آمین کہو لہٰذا یہ حدیث اسناد کی دلیل ہے۔

مثلاً فقیر کو آہستہ آہستہ آمین کی چھبیس حدیثیں اور دوا آئیں میں نماز میں یا پھر آمین کی کوئی صریح حدیث مذہبی جس میں نماز کا ذکر  
ہو اور لفظ پھر ہو اس کی پوری بحث فقیر کی کتاب ہمارا بھی سہر دوم میں دیکھو۔ آمین دعا ہے (قرآن کریم) اور دعا آہستہ مانجھی جائے  
(قرآن کریم) احادیث میں جہاں آمین سے مسجد کو گھنٹے کا ذکر ہے وہاں نماز کا ذکر نہیں اور جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں پھر نہیں۔ بلکہ  
مدد بھلا صوبہ ہے یا رخمد بھلا صوبہ جس کے معنی ہیں آمین والدہ بیچ کر کہی۔

مثلاً خیال رہے کہ ان جیسی تمام حدیث میں موافقت سے مراد کیفیت میں موافقت ہے نہ وقت میں کیونکہ فرشتوں کی آمین کہنے  
کا تو یہی وقت ہے جب امام ولا الضالین کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین جیسی ہوگی اسی کی بخشش ہو  
گی یہی جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ایسے یہ بھی آہستہ کہے۔

فَقَدْ رَوَاهُ إِذَا رَأَى الْإِمَامَ يَرْكَبُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَلَكَ بِتِلْكَ قَالَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَبَدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ وَإِذَا أَقْرَأَ أَصْبَحًا وَعَشِيرًا فَتَأَذُّةٌ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

تو تم بھی تحیر کرنا اور رکوع کروانا تم سے پہلے رکوع میں جائیگا اور تم سے پہلے راتھائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس کے بدلے میں ہوا لہٰذا اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو اللہم ربنا لک الحمد اللہ بھاری سنے گا (مسلم) اور مسند ابویہ وقتادہ سے ایک روایت میں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو گے یہ روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے

تک یہ ان اصحاب سے خطاب ہے جو سب عالم و فقیہ تھے یعنی جب تم ایسی جگہ پہنچاؤ کوئی امام مقرر ہو تو جو کچھ تم سب مل کر فقہاء جو لفظ میں سے کوئی بھی امام بن جائے لہٰذا یہ حدیث ان اعلیٰ کے خلاف نہیں جہاں فرمایا گیا کہ امام وہ ہے جو سب کے زیادہ عالم و فاضل ہو یعنی اس آئین کی برکت ہے تمہاری احمد والی تمام دعائیں قبول ہوں گی یا جب تم سب مل کر آئیں گے تو قبول ہوگی کیونکہ جماعت کی نماز دوامیں اگر کسی کی قبول ہو جائیں تو سب کی قبول ہوتی ہے اسی لیے دعا و دعاویات کیلئے جماعت کا شکر کرتے ہیں شہ یعنی تمام حرکات و سکنات میں تم امام کے پیچھے ہو کہ امام جب رکوع میں پہنچ جائے تو تم رکوع میں بھگو اور جب رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جائے تو تم اٹھو امام رکوع میں تم سے پہلے پہنچے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا تو ایک لحظہ رکوع میں تم پیچھے پہنچو گے اور ایک لحظہ بعد میں اٹھو گے وہ کی اس زیادتی سے پوری ہو کہ تمہارا اور امام کا رکوع برابر ہو جائے گا سارے ارکان کا یہی حال ہے۔

تک یہی جماعت میں امام صرف سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَبَدَهُ کہے اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے لہٰذا یہ حدیث اختلاف کی قوی دلیل ہے بعض روایات میں صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ہے بعض میں اللَّهُمَّ رَبَّنَا ہے امام شافعی کے ہاں مقتدی دونوں کہے گئے یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

تک یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قوی دلیل ہے کہ مقتدی احمد کہے کیونکہ امام کی قرأت کے وقت اسے خاموشی ضروری ہے یہ حدیث چند وجہ سے نہایت قوی اور قابل عمل ہے ایک یہ کہ اس کی تائید قرآن کریم سے ہو رہی ہے رب فرماتا ہے - وَإِذَا أَقْرَأَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَسْمَعُوا وَالْأَصْوَاتُ - دوسرے یہ کہ اس حدیث کی تائید بہت حدیث سے ہو رہی ہے فقیر نے اس کے متعلق جو بیس احادیث جمع کیں دیکھو جہاں اسی حد دوم تیسرے یہ کہ عام صحابہ کرام کی مثل تھا کہ وہ امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے چنانچہ اسی صحابہ سے یہ ممانعت ثابت ہے چوتھے یہ کہ یہ حدیث عقل کے بھی مطابق ہے کیونکہ جب مقتدی سورت نہیں پڑھتا کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے تو چاہیے کہ فاتحہ بھی پڑھے کہ اس میں بھی امام کی قرأت مقتدی کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّلَمِ فِي الْأَوَّلِينَ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ  
فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَاءًا وَيُطْلُونَ فِي  
الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُجِيلُنِي فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا  
فِي الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْرُقُ قِامَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّلَمِ وَالْعَصْرِ فَخَرَزْنَا قِيَامَهُ فِي

فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور  
آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے نہ اور کبھی ہم کو کوئی آیت سناتے تھے تلہ اور پہلی رکعت  
میں کسی قدر دلاڑی کرنے سے جو دوسری رکعت میں نہ کرتے تھے یوں ہی عصر میں اور یوں ہی صبح میں کرتے  
(مسلم بخاری) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر و عصر  
کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے کہ تو ہم نے آپ کے ظہر کی

قرأت ہے پانچویں یہ کہ کوثر میں شریک ہو بیٹوں کو رکعت مل جاتی ہے اگر امام کی قرأت اس کے لیے کافی نہ ہوتی بلکہ قہندی کو بھی  
فاتحہ پڑھنی فرض ہوتی تو اسے رکعت نہ ملتی تھے یہ کہ جلیل القدر صحابہ نے امام کے پیچھے تلاوت کرنے والوں کو بدعا میں دیں -  
چنانچہ ان مسعود فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اس کے منہ میں غلغلا، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے  
اس کے منہ میں پتھر حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں انگارے وغیرہ  
ساتویں یہ کہ عام مسلمان کا اس پر عمل ہے نوے فیصد مسلمان سختی میں جو امام کے پیچھے تلاوت نہیں کرتے مگر یہ حدیث  
بہت قوی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب ہمارا الحق صہ دوم -

تلہ نماز فرض کی رکعتوں میں چند طرح فرق ہے ایک یہ کہ اس کی اگلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے آخری رکعات میں نفل،  
دوسرے یہ کہ اول رکعتیں بھری پڑھی جاتی ہیں بعد کی خالی، کیسے سے یہ کہ فجر، مغرب، عشاء میں اول رکعتوں میں امام اور کچھ عاوت  
کرتا ہے بعد والیوں میں آیت پڑھتے یہ کہ اول کی دو رکعتیں سفر و حضر میں حالت میں پڑھی جاتی ہیں مگر آخری دو رکعتیں سفر میں  
معاذ ہو جاتی ہیں یہ تمام مسائل حدیث سے ثابت ہیں جن میں سے ایک مسئلہ یہاں آیا کہ اول رکعتیں بھری پڑھی آخری خالی  
تلہ یعنی ظہر و عصر کی نمازوں میں مگر ایک آدھ آیت زور سے پڑھ دیتے تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم فلاں سورت پڑھ رہے ہیں اب ہم کو یہ پتا نہ رہا ہم لوگ اختلاف نمازوں میں ایک آیت بھلاؤ نہ پڑھ سکتے یہ  
حضور کی خصوصیات سے ہے۔

تلہ یعنی رکعت اول بمقابلہ دوسری رکعت کے کچھ دلاڑ پڑھتے یا اس لیے کہ اس میں سبحان اللہ، احمو، سبحانہ بھی ہے رکعت  
دوم میں یہ نہیں۔ یا اس لیے کہ رکعت اول میں قرأت کچھ زیادہ فرماتے تاکہ پیچھے آنے والے شریکوں، احناف کے نزدیک

الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْ رُقِئَتْ آيَةُ السَّجْدَةِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْ رُشِلَتَيْنِ آيَةٌ وَحُزِرْنَا قِيَامُهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْ رُشِلَتَيْنِ مِنْ ذَلِكَ وَحُزِرْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْ رُقِئَتْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى الرَّصْفِ مِنْ ذَلِكَ زَوَاهُ مُسْلَمٌ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَكْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا ائْتَشَى وَفِي رِوَايَةٍ سَبِيحِ إِسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ

پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ۔ النمنزل السجود پڑھنے کے بقدر لگایا نہ ایک روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں تیس آیاتوں کی بقدر ستہ اور تم نے آخری رکعتوں میں قیام کا اندازہ اس سے آدھے کا لگایا ستہ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی آخری رکعتوں کے قیام کی بقدر اندازہ لگایا اور عصر کی آخری رکعتوں میں اس سے آدھا ستہ (مسلم) روایت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں ولیل اذائتشی پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سبوح اسم ربک الاعلیٰ ستہ اور عصر میں اسی طرح اور مختصر میں

فتویٰ اسی پر ہے کہ ہر نماز میں اول رکعت دوسری سے کچھ دراز پڑھے خصوصاً نماز فجر اس میں پہلی رکعت زیادہ دراز کرے لہذا یہ حدیث احتیاط کے خلاف نہیں بلکہ ان کی موید ہے۔

ستہ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات، سوجنا، ان میں غور کرنا سنت صحیٰ ہے اس کے نماز ناقص نہ ہوگی بلکہ کامل تر ہوگی دیکھو صحیٰ پر کرام حضور کے پیچھے نماز بھی پڑھ رہے اور یہ خیال بھی رکھ رہے کہ آپ کا قیام کس قدر پیہر ان کے مشورے کے خلاف تھا۔

ستہ یعنی اتنا قیام دلاتے تھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے علاوہ آتمنزل السجود کی بقدر پڑھتے تھے یعنی انتیس آیتیں یا دونوں رکعتوں میں اس صورت کی بقدر گھر پیچھے معنی زیادہ مناسب میں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

ستہ اس سے معلوم ہوا کہ گذشتہ کلام میں ہر رکعت میں بالممنزل السجود کی بقدر قرأت فرماتے تھے نہ کہ دونوں میں۔ ستہ یعنی ظہر کی آخری دو رکعتوں میں ہر رکعت میں علاوہ الحمد کے پندرہ آیات، اس سے معلوم ہوا کہ حضور ظہر کی آخری رکعتوں میں بھی سورۃ ملاتے تھے خیال رہے کہ قرآن کی آخری رکعتوں میں قرأت افضل ہے لہذا اگر خاموش رہے یا تسبیح پڑھے یا الحمد مع سورۃ پڑھے یا صرف الحمد پڑھے ہر طرح درست ہے یہاں بصری صورت کا ذکر ہے یعنی الحمد مع سورۃ پڑھنا



مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطَّوْرِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عَزًّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ قَوْمَهُ فَصَلِّيَ لَيْلَةً مَعَ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَأَتَتْهُمُ بِسُورَةِ

اس سے کچھ دراز لے (مسلم) اب روایت ہے حضرت جابر بن مطعم سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ طہ پڑھتے سنا کہ (مسلم بخاری) اب روایت ہے ام الفضل بنت حارث سے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ طہ پڑھتے سنا کہ (مسلم بخاری) اب روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر اگر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے ایک اہل بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشاعرہ بھی پڑھتی تھی چھلنی قوم میں آئے ان کے امام بنے اور سورۃ

اور حضور کا مکمل شریعت بیان جواز کے لیے ہے کیونکہ ان رکعتوں کا خالی پڑھنا تنقیب ہے (اشفہ)  
 کہ یعنی ہر رکعتوں میں سورہ طہ پڑھنا اور آیتیں پڑھنا اور رکعتوں میں پندرہ آیتیں اس سے معلوم ہوا کہ عصر میں تلاوت بقابلہ ظہر کوئی چاہیے کہ اختلاف کے نزدیک ظہر میں طویل مفصل پڑھنا اور عصر و عشاء میں وسط مفصل پڑھنا مستحب ہے یہ حدیث اس کا ماخذ ہو سکتی ہے کہ یعنی ظہر کی رکعت اول میں وَالْقِيلِ اِذَا غَشِيَ يَاسْتَبِجُ اسْمُ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے یا دونوں رکعتوں میں یہ سورت اس طرح پڑھتے کہ ہر رکعت میں آدھی سورہ پڑھتے، پھر چلے معنی زیادہ موزوں ہیں کیونکہ ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا نصف سورت پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے خیال رہے کہ ظہر و عصر میں تلاوت آہستہ ہوتی ہے لہذا صحابہ کرام کو اس تلاوت کا ظہر یا حضور کے بتانے سے ہوایا نہ مگر ایک آدھ آیت آواز سے پڑھ دینے تھے تاکہ صحابہ کو پتہ لگے کہ کون سی سورت پڑھ رہے ہیں۔

لہٰذا خیال رہے کہ نمازی قرأت میں احادیث مختلف آیتیں ہیں مگر متعارف نہیں کیونکہ ہر رکعت کی تلاوت موقع اور حالت کے لحاظ سے مختلف تھی کبھی بقی قرأت فرماتے کبھی چھوٹی جیسا موقع نیز بعض حالات میں مستحب رکعت فرماتے بعض حالات میں صرف جواز پر لہذا احادیث مختلف نہیں کہ یعنی مغرب کی دونوں رکعتوں میں پوری سورۃ طہ پڑھتے تھے یا طہ کی بعض آیات جو کچھ صحابہ میں بیان جواز کے لیے ہے وہ مغرب میں قصاص مفصل کی سورتیں پڑھنا مستحب ہے سورۃ طہ میں ۴۰ آیات ہیں اگر یہ پوری



الْبَقْرَةَ فَأُخْرِجَتْ رَجُلٌ فَسَلَّوْا صَلَاتِي وَحْدَهُ وَأَنْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا فَقَّتْ يَا  
فَلَانُ قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَا تَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تُخْبِرُونَهُ  
فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاحٍ

بقدر شروع کر دی تو ایک شخص چھڑ گیا کہ اس نے سلام پھیر کر اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا لوگوں نے کہا  
اسے فلاں کیا تو منافق ہو گیا۔ بولا کہ میں رب کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور آپ  
کو خبر دے دوں گا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ تم لوگ اس وقت کے

سورۃ مغرب میں پڑھی جاوے تو بھی وقت تنگ نہیں ہوتا تھے پہلے یہاں کیا جا چکا ہے کہ آپ حضور کی بھی یعنی حضرت عباس  
کی زوجہ اور عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس کی والدہ ہیں لہذا یہ واقعہ کبھی کبھی ہوا وہ بھی بیان حوالہ کے لیے غالب یہ ہے  
کہ پوری سورۃ ایک یا دو قولوں میں پڑھی جاوے کہ حضرت معاذ حضور کے ساتھ نفل پڑھتے تھے پھر اپنی قوم میں  
اگر انہیں فرض پڑھاتے تھے کیونکہ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ پہلے فرض پڑھتے تھے اور بعد میں نفل نیز یہ نفل تو حضرت  
معاذ کے۔ اور اس کے راوی حضرت جبر میں اور کسی نسبت صرف اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتی اور اگر آپ حضور کے  
ساتھ فرض ہی پڑھتے ہوں تو اپنی قوم کیسا پھر بھی فرض ہی پڑھتے تھے اور یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب ایک فرض  
دو بار پڑھتے تھے بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک فرض دو بار پڑھنے سے منع کیا گیا۔  
اور اگر آپ حضور کے پیچھے فرض ہی پڑھتے تھے تو اپنی قوم کے ساتھ نفل تو یہ آپ کا اجتہاد ہی عمل ہے جس کی حضور کو اطلاع نہیں  
دی گئی تھی اطلاع ہونے پر حضور نے اس سے منع فرمایا۔ چنانچہ امام احمد نے حضرت سلیم سلی سے روایت کی کہ جب حضور کی  
بارگاہ میں حضرت معاذ کا یہ واقعہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے معاذ تم فقہ گزنیو میرے ہی ساتھ نماز پڑھا کر باپنی قوم کو بھی نماز  
پڑھا کر دے ہر حال یہ حدیث تنقیوں کے خلاف نہیں اور اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ نفل والے کے پیچھے فرض والے کی نماز  
ماتر ہے اس کی مزید تحقیق ہماری کتاب جابر الخضر دوم میں دیکھو خیال رہے کہ فرض والے کے پیچھے نفل والے کی نماز جانتے رہے  
مگر نفل والے کے پیچھے فرض والے کی نماز جانتے نہیں رہے کیونکہ ترمذی ابو داؤد احمد وغیرہ میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں۔ اَلْاَمَامُ  
حَضْرَاہُ اِمَامُ مَنَاسِہِ ہے یعنی مقتدی کی نماز امام کے ضمن میں ہے اور ظاہر ہے کہ فرض نفل کو اپنے ضمن میں سے سکتا ہے  
کہ کہ نفل فرض کو (الرحمات)

لہذا یعنی ایک صاحب نے جماعت سے نماز شروع کی مگر جب حضرت معاذ نے سورہ بقرہ شروع کی تو وہ سمجھ گئے کہ آپ پوری  
سورہ بقرہ میں گئے تو وہ نماز توڑ کر جماعت سے نکل گئے اور علیحدہ فرض پڑھ کر چلے گئے یہ صاحب عوام ابن ابی کعب  
النعسانی ہیں جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے لہذا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جماعت اولی کے وقت جماعت سے  
مندرہ رہنا منافقت کی علامت ہے چنانچہ نماز علیحدہ پڑھنے خواہ علیحدہ بیٹھا رہے۔ دوسرے یہ کہ مقتدیوں پر امام کا احترام لازم ہے  
نہ لا مکان ان ہر زبان طعن درآورد کہ میں دیکھو حضرت عوام اور دوسرے صحابہ نے حضرت معاذ سے قرآنی شروع نہ کر دی۔

تَعْمَلْ بِالْأَثَارِ وَإِنْ مَعَاذَ أَصْلِي مَعَكَ الْعِشَاءُ ثَوَقَالِي قَوْمَهُ فَأَتَسَبَّحُ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ  
فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَأْكُلُ  
أَنْتَ أَقْبَرُ وَالشَّمْسُ وَصُحُلُهَا وَالضُّحَى وَاللَّيْلُ إِذَا أَيْغَشَى وَسَيَبْخُرُ إِسْبُورُكَ  
الرَّغْلُ مُتَّقٍ عَلَيْهِ وَعَيْنُ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالنَّهْيِ وَالزَّيْتُونِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ

دن بھر کام کرتے ہیں اور حضرت معاذ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اپنی قوم میں آئے سورہ بقرہ شروع کر دی۔  
تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے معاذ کیا تم قلمہ گزہ ہو و الشمس  
منہا اور لڑنے والے لیل اذ ایغشی اور صبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا کرو گے (مسلم بخاری) اور روایت ہے  
حضرت برار سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غفار میں والین والزیتون پڑھتے سنا  
اور آپ سے زیادہ خوش آواز کسی کو

بلکہ حضور کی بارگاہ میں شکایت پیش کی حضور نے انہیں سمجھایا تیسرے یہ کہ امام مسجد کی شکایت سلطان اسلام یا قاضی اسلام سے کر سکتے  
کہ وہ امام کو بھلا بھلا دیں اس میں کوئی حرج نہیں سنت صحابہ سے ثابت ہے کہ نواصح امام کی جمع ہے ناظروہ اوشنی ہے جو کہیں  
کو پانی دے خواہ اس طرح کہ ریش چلائے یا اس طرح کہ دوسرے پانی اس پر لا دو کر لیا جائے اور کچھ توں میں بھینکا جائے شکایت کا  
غلاصہ یہ ہے کہ ہم لوگ دن بھر کام کاج کی باعث تھک جاتے ہیں رات کو لمبی قرأت سے نماز نہیں پڑھ سکتے۔  
اس ظاہر یہ ہے کہ یہ شکایت حضرت معاذ کی موجودگی میں ہوئی اور اگر ان کے پس پشت ہوئی تو بغیر نہیں بلکہ اصلاح سے مجھے راستہ  
سے بعض شاگردوں کی شکایت کہ ابنا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں تا یعنی چونکہ تمہارے پیچھے کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں اور  
عنیت مزدوری کرتے والے بھی لہذا انہیں نماز مختصر پڑھنا کہ وہ اس واقعہ سے چند تھکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مقتدی بوقت  
ضرورت نماز توڑ سکتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب رہنماؤں سے کہی کہ جو سے خطاب نہ فرمایا یہ نہ کہ تم نے وہ  
نماز پڑھ لی ہوئی پھر مجھ سے شکایت کی ہوئی دوسرے یہ کہ نماز توڑنا تو فوراً سلام پھیر دے کہ یہ سلام اگر چہ بے وقت ہے مگر  
اسے نماز سے خارج کر دے گا اور اگر وہ بھی بغیر سلام نماز سے پھر جاوے تب بھی درست۔ تیسرے یہ کہ امام پر لازم ہے کہ مقتدیوں  
کے حالات کا خیال رکھے تاکہ لوگ جماعت بدل نہ ہو جاویں۔ خیال رہے کہ یہاں حضور نے حضرت معاذ کو خلافت تو تہنیت

سورہیں پڑھنے کی اجازت نہیں دی تیسرا کہ بعض شاہین

نے کہا بلکہ بطور مثال ان سورتوں کا ذکر کیا کہ ان

جیسی سورتیں اور آیتیں پڑھ لیا کرو۔

مُسْتَقْبَلٌ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بَقِ وَالْقُرْآنَ الْمَجِيدَ وَتُجَوِّهَهَا وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ تَخْفِيفِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ رَبِّ بْنِ خُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ

نہ مسئلہ (مسلم) روایت ہے حضرت جابر ابن سمیرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر میں قرآن الفجر بقیہ و القرآن المجید و تجوہا و گانتہ صلوٰۃ بعد تخفیف کر پڑھتے تھے (مسلم) روایت ہے عمر بن خریث سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر میں واللیل اذا عسس سنا کہ (مسلم) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سائب سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نماز فجر پڑھائی تھی۔

بلکہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوش آواز تھے ابن عباس کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی پیش کرنا یا بد آواز نہ بھیجا۔ ہر نبی نہایت خوب صورت اور خوش آواز ہوئے۔ بیہقی مشرف میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش آواز اور بلند آواز تھے کہ آپ کی نماز کی تلاوت عورتیں گھروں میں بے تکلف سن لیتی تھیں (مرقات) عرض کہ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مراد مجنونہ بخشا۔ لے یعنی اولاً جب صحابہ تھوڑے تھے تو آپ نماز فجر بہت دراز پڑھتے تھے جب صحابہ کی تعداد بڑھ گئی ان میں اکثر کا کاج والے تھے تو فجر کی پڑھائی شروع کر دی تاکہ ان کو مشقت نہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پچیس دراز تلاوت کرتے اور بعد کی نمازوں میں مختصر تلاوت، اب بھی سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز دراز پڑھی جائے اس میں بہت حکمتیں ہیں مگر پہلے سعی زیادہ واضح ہیں۔ لے آپ کی کثرت بوسیدہ قرشی ہیں غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی حضور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا ہے اور مبارکت کی ہے لے اس کے مراد (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) ہے چونکہ یہ الفاظ اس سورت شریف میں آتے ہیں اس لیے ان کلمات سے وہ سورۃ بیان فرمائی یہ سورت طویل مفضل ہے اس میں اتنی آیات ہیں کہ آپ فیلیلہ بن عمرو سے ہیں ابی ہریرہ کے قرأت قرآن میں استاد ہیں حضرت ابی بن کعب کے شاگرد ہیں بہت صحابہ نے آپ کے احادیث روایت کیں۔

لے فتح مکہ کے دن جیسا کہ سنی شریف کی حدیث میں ہے لہذا یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا نہیں جیسا کہ بعض نے سمجھا یعنی آپ قرأت نیا نہ کرنا چاہتے تھے مگر درمیان میں کھانسی آجائے کی وجہ سے رکوع فرمادیا کہ اگر کام کو دوران نماز میں کوئی حادثہ پیش آ جاوے جس سے وہ دراز قرأت نہ کر سکے۔ تو رکوع نہ کرے اس سے بہت مشکل متعلق ہوئے ہیں۔

فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى  
أَخَذَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةً فَرَكِعَ رِوَاةً مُسَلِّمَةً، وَعَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ بِأَلَمِ تَنْزِيلٍ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَالَ اسْتَحَلَفَ هُرَيْرَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى  
الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى حَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ

سورہ مؤمنون شروع کی حتی کہ موسیٰ و ہارون کا ذکر یا عیسیٰ کا ذکر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
کھانسی آگئی تو رکوع یا دریا (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم جمعہ کے دن قرآنی پہلی رکعت میں اَلَمْ تَنْزِيلٍ اور دوسری رکعت میں هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ پڑھتے  
تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن ابی رافع سے کہ فرماتے ہیں کہ مشرکین  
نے حضرت ابوہریرہ کو مدینہ منورہ پر ایسا قلعہ بنایا اور خود مکہ معظمہ چلا گیا کہ نبی جہیں حضرت  
ابوہریرہ نے حکم پڑھایا لہٰذا نو پہلی رکعت میں سورہ فتح پڑھی

لے یعنی کبھی کبھی جمعہ کی فجر میں یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے اب بھی امام کو چاہیے کہ حوالہ رکعت اہل اہل سنت کے لیے کبھی جو کی  
فجر میں سورہیں پڑھا کرے امام شافعی کے نزدیک جمعہ کی فجر میں سورہیں پڑھنا سنت موکدہ ہیں خیال رہے کہ امام ہمیشہ ایک ہی  
سورت نماز میں پڑھا کرے کہ اس سے مقتدی دیکھ لیں گے کہ شاید یہی سورت پڑھنا واجب ہے دوسری بھارت، بلکہ اول  
بدل کر پڑھا کرے اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی کپی اس بارے میں مختلف آ رہے ہیں چونکہ ان سورتوں میں حضرت آدم علیہ  
السلام کی پیدائش، جنت، اور آخر کی پیدائش، اور قیامت کے حالات کا ذکر ہے اور یہ واقعات جمعہ کی کوہستے اور قیامت بھی جمعہ  
ہی کو ہوگی۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورتیں جو جمعہ کے دن پڑھا کرتے تھے اور غالب یہ ہے کہ آپ اکرم جمعہ میں سجدہ تلاوت  
کی کرتے تھے۔ مگر اب فقہاء فرماتے ہیں کہ سورت تراویح کے اہل نمازوں میں سجدہ والی آیات و سورتیں نہ پڑھے تاکہ لوگ غلطی میں  
نہ پڑیں۔

لے آپ مدنی میں مشہور تابعین میں سے ہیں حضرت علی مرتضیٰ کے کاتب تھے آپ کے والد ابوہریرہ حضور رکا آکر کہہ غلام ہیں۔

لے یعنی جب مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا تو ایک دفعہ اپنے زاد حکومت میں خود کی گئے کیا اور اپنی جگہ حضرت ابوہریرہ کو حکام  
مدینہ بنایا گیا۔ تب یہ واقعہ پیش آیا۔

لے یعنی مروان اپنی موجودگی میں عوام جمعہ فجر نماز پڑھا کرتا تھا کیونکہ امامت کا حق سلطان اسلام یا اس کے نائب کو ہے جب حضرت  
ابوہریرہ حکم اسلام منظر ہوئے۔ تب آپ نے جمعہ پڑھایا۔

فِي السَّجْدَةِ الْأُولَىٰ وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ : وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا جُمِعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ قُرَأَ بِهِنَّ فِي الصَّلَاةَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَقْدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْيَعِ وَ

اور دوسری میں اذاجاءک المنافقون پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن یہ سورتیں پڑھتے سنا کہ (مسلم) روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی صبح اسم رکب الاعلیٰ اور اعلیٰ اسم حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائے تو یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت عبید اللہ سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابو وقاد لیشی سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقرعید اور عید میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟

لہ آپ جمعہ میں کبھی کبھی سورۃیں بھی پڑھتے تھے یہاں تک کہ اگر کسی ایذا یا عیبت دیگر کا باعث کے خلاف نہیں۔

سہ عید میں بھی اور جمعہ میں بھی اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگر عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو نماز عید کی وجہ سے نماز جمعہ معاف ہو جائے گی یہ دستور فرض رہے گی حضرت عثمان غنی نے جو اپنے دور خلافت نماز عید کے بعد فوراً اجتماع کی نماز کے لیے توجہ ہے ٹھہرے جو چاہے چلا جائے یہ ان کاؤں والوں سے خطاب تھا جو پڑ نماز عید واجب تھی اور نماز جمعہ فرض برکت کے لیے عید و جمعہ پڑھنے شہر آجاتے تھے۔ لہذا ان کا وہ فرمان اس حدیث کے خلاف نہیں، دوسرے یہ کہ عید و جمعہ کا اجتماع نفوی نہیں پسا کہ انجلی مولا نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اس میں دو مرکبوں کا اجتماع ہے اور حضور کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے پھر یہ کہ ایک سورت دونوں نمازوں میں پڑھنا جائز ہے خیال رہے کہ یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثری اقل مراد ہے، دلی نہیں درہ آپ سے نماز جمعہ و عیدین میں اور سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہیں

کہ یہ عید اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا نام عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن مسعود بن زنی ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے کھچے ہیں اور ابو وقاد کا نام ابن زناش

تھے حضرت عمر کا یہ سوال حاضرین کو مسئلہ سمجھانے کے لیے متنازعہ آپ حضور کے حالات طبع سے بہت زیادہ واقف تھے۔ حاضرین

الْفِطْرِ فَقَالَ يَقْرَأُ فِيمَا بَقِيَ وَالْقُرْآنَ الْمَجِيدَ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ زَوَّاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْ ابْنِ  
هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ قَالَ يَا  
أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ زَوَّاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ قَوْلَهُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَهَـ  
أَسْرَلْنَا وَالَّذِي فِي أَلِّ عَصِمَانٍ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ  
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَوَّاهُ مُسْلِمٌ ۖ الْفَصْلُ الثَّانِي ۖ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ زَوَّاهُ  
الْتِمِيدِي وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ أَسْنَدُهُ كَأَيْدٍ لَكَ ۖ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ

انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں میں قرآن المجید اور اقتربت الساعۃ (مسلم) روایت ہے حضرت  
ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکفارون  
اور قل ہوا اللہ احد پڑھیں (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں قولوا امنا باللہ وانا نزل الینا اور انا نزل الی اہل الکتاب  
تعالوا پڑھتے تھے (مسلم) دو سری فصل ہا روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے تھے (ترمذی) اور وہ کہتے ہیں  
کہ اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ہے روایت ہے حضرت وائل بن

کے ذہن میں جمعائے کے لیے آپ نے یہ سوال کیا ۔

۱۔ یعنی فجر کی رکعت اول میں قل یا ایہا الکفارون اور رکعت دوم میں قل ہوا اللہ احد پڑھتے تھے۔ کیونکہ سرکار  
ایک آدھ آیت اور کچھ بھی پڑھ دیتے تھے اس لیے صحابہ کرام کو یہ بت گجھا تھا کہ اور اگر فجر کے فرض نماز میں تو یہ واقعہ کسی سفر کا ہو  
گا ورنہ حضور گھر میں نہیں اکثر طویل مصلح کی بڑی بڑی سوزیں پڑھتے تھے۔

۲۔ یعنی فجر کے فرض میں رکعت اول میں سورہ بقرہ رکوع ۱ اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کا وہ رکوع پڑھتے تھے صلوات  
کرنا میں الحمد کے ساتھ رکوع ۱۰ بھی سنت ہے اگرچہ بوری سورہ طہ کا زیادہ ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ عمل ہے۔  
۳۔ لہذا اس حدیث سے یہ مستثنا ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام ابوحنیفہ نے نماز پڑھے اور اگر حدیث صحیح ہو تب بھی بسم اللہ پڑھنے  
کا ذکر ہے نہ کہ چہرے پر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی قرأت ایسے شروع کرنے ہیں کہ اولاً آیت بسم اللہ پڑھ لیتے چہرہ پر آکھ  
یا مطلب یہ ہے کہ فجر کی پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے، برکت کے لیے۔



حُجْرَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمُخْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ امِينَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي ذُهِيرٍ التَّمِيمِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلْعَنَ الْمُسْلِمَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ

خجرجے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا غیر الممخضوب علیہم ولا الضالین، تو کہا امین اپنی آواز کھینچ کر لے (ترمذی ابو داؤد، دارمی، اور ابن ماجہ) یہ روایت ہے حضرت ابو ذہیر، دارمی سے لے کر ابی ذہیر تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نکلے تو ایک شخص ایسے پڑھنے پر جو دعا مانگتے ہیں بہت مبالغہ کر رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مہر لگا دے گا

لہ اس حدیث سے نماز میں اونچا امین کہنا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا چند وجہ سے ایک یہ کہ ہالکا مذکر نہیں ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ یہ تلاوت اور امین ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ یہاں مذکر پڑھا صوته ہے مذکر کے معنی چھٹا نہیں بلکہ اس کے معنی میں کوئی نہ اور مذکر اس کا مقابل قمر ہے اسی لیے مہلت دینے کے ذریعہ کو مذکر کہا جاتا ہے رب تو انا ہے وہ سب کو مذکر ہی کہتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم امین کا الف اور ہم مذکر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ روزن قالین قمر سے نہیں جیسے کویم ہی معنی ظاہر ہیں تیسرے یہ کہ امام احمد و دارقطنی، ہاکم، مستدرک، طبرانی، ابو داؤد، بیہقی، ابویعلیٰ موصلی نے انہی والی ابن حجر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جب ولا الضالین پڑھا تو قال امین و اخفی پڑھا صوته اور ابو داؤد ترمذی بن ابی شیبہ نے انہی والی ابن حجر سے روایت کی و خفصی پڑھا صوته اخفی کے معنی ہیں آہستہ پڑھا اور خفص کے معنی میں ہنسنا اور اسے پڑھا تو اب یہاں مذکر کے ایسے معنی چاہیں جو وہاں کے اخفی اور خفص کے خلاف نہ ہوں یعنی آواز کھینچی اس لیے یہاں جہد نہیں بلکہ مذکر آخفاء کا مقابل مذکر نہیں بلکہ جہد ہے رب و انا ہے یعنی لا الجہد و خفصی معنی جن احادیث میں رفع پڑھا صوته ہے وہاں بھی رفع مذکر جہد ہے اور یہی معنی ہیں کہ آواز کھینچ کر پڑھیں مومن کسی حدیث آج تک مذکر کی جس میں نماز کا ذکر ہو اور اس کے لیے لفظ جہد جوئے اور لفظ امین کہنا حکم قرآن کے خلاف ہے کیونکہ امین قرآن کی آیت نہیں بلکہ دعا ہے رب فرما ہے قَدْ أَجَبْتُمْ دَعْوَتَنَا اور دعا آہستہ کہنی چاہیے رب فرماتا ہے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيًا اُس کی پوری بحث ہماری کتاب جلالی حصہ دوم میں دیکھو۔

لہ آپ کا نام بھی بن نفیر ہے اہل شام میں سے ہیں صحابی ہیں۔

تکے یعنی اگر وہ علے آخر میں امین کرے تو رب اس کی دعا قبول کرے کہ جیسے میری وجہ سے پاکر سل بنیر ٹوٹے پھوٹے منزل مقصود تک پہنچ جا تا ہے ایسے ہیں امین کی برکت سے دعا بخیریت رب تک پہنچتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خارج نرا بھی جب دعا مانگے تو امین کہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ جَبَّ أَنْ خُتِمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بَأْسِي شَيْئِي يَخْتِمُ  
قَالَ يَا هَيْنَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَرَفَعْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْ  
عُقْبَةَ بْنِ غَابِرٍ قَالَ كُنْتُ أَقْرَأُ لِلرَّسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتَتْهُ فِي  
السَّيْرِ فَقَالَ لِي يَا عُقْبَةُ أَلَا أَعْلَمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتْمَا فَعَلِمْتَنِي قُلْ أَعُوذُ  
بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ فِي سُرُوتٍ بَعَثَتْمَا جِدًّا فَلَمَّا  
نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِنَّ صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ انْتَفَتِ إِلَيْهِ  
فَقَالَ يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَأَيْتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ

تو واجب کرے گا قوم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ کس چیز سے مہر لگاتے وہاں آئین سے۔ (ابو داؤد) :  
روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب میں سورۃ  
اعراف پڑھی یہ سورت دو رکعتوں میں تقسیم کر دی ہے (نسائی) : روایت ہے حضرت عقیقہ بن عمر سے  
فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور کی اونٹنی کی مہار بچھ کر رہا تھا کہ مجھ سے فرمایا اے عقیقہ کیا میں نہیں بہترین  
دو سورتیں نہ بتاؤں جو پڑھی جاتی ہیں بچے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نکھائی گئے فرماتے ہیں  
کہ مجھے حضور نے ان دو سورتوں کی وجہ سے زیادہ خوش ہوتے نہ دیکھا تو جب نماز صبح کے لیے اترے تو  
انہیں دو سورتوں سے لوگوں کو فجر پڑھانی جب فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے عقیقہ  
تم نے کیسا دیکھا گئے (احمد ابو داؤد، نسائی) : روایت ہے حضرت جابر

نے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوری سورت دو رکعتوں میں پڑھی اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کتابۃ آسمان میں یہاں  
آئے تک وقت مغرب رہتا ہے سفیدی وقت عشا نہیں ورنہ اتنی بڑی سورت دو رکعتوں میں پھر پھر پڑھنا زیادہ مشکل ہوتا۔ لہذا  
یہ حدیث خفیوں کی دلیل ہے یہاں پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بیان ہوا کہ کے لیے ہے۔ ورنہ مغرب میں پچھٹی سورت میں  
پڑھنا افضل ہے یہ سورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثری عمل تھا۔ لے کہ کو کرم دونوں سورتیں کلام الہی بھی ہیں دعا بھی اور حقوق کے شر  
سے اس بھی ہر مسلمان کو خصوصاً مسافر کو بہت مفید ہیں یہاں پر ہے کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے ثواب اور فائدہ سے  
کے لحاظ سے اعلیٰ ہیں اگرچہ سب کلام اللہ میں ہے کہ کعبہ معظمہ کا رکن الاسود بانی عمارت سے افضل اگرچہ سارا کعبہ بہت عزیز ہے۔  
لے کہ یہ دو سورتیں پڑھنی ہر نماز میں کافی ہو گئیں اور ان پڑی سورتوں کے قائم مقام ہو گئیں جو پڑھیں پڑھی جاتی ہیں مزاں فرمایا  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سورتوں کو نماز میں پڑھنے کی وجہ سے حضرت عقیقہ پر ان کے اسرار کھل گئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم



سَمَرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ  
قَالَ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّعْثَةِ زَوَادُ ابْنِ مَاجَةَ  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ مَا أَحْصَيْتُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الْفَجْرِ يَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ  
اللَّهُ أَحَدٌ رَوَاهُ الثَّوْمَدِيُّ وَزَوَادُ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ  
يَذْكُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَعَنْ سَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ  
وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ  
صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيلُ الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ

بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات نماز مغرب میں قل یا ایہا الکفرہون اور قل ہوا اللہ احد پڑھتے تھے (شرح سنن ابن ماجہ) نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ انہوں نے شب جمعہ کا ذکر کیا ہے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ شام میں کہ سنا کہ میں نے کسی قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد کی سنتوں اور فجر سے پہلے سنتوں میں قل یا ایہا الکفرہون اور قل ہوا اللہ احد پڑھتے سنا تھے (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ انہوں نے بعد مغرب کا ذکر کیا ہے روایت ہے حضرت سیمان ابن لیہار سے وہ حضرت ابوہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے ایسی نماز پڑھی جو زیادہ مشابہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بقا بد فلاں کے تھے سیمان نے فرمایا کہ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں دراز کرتے تھے اور

نے فرمایا حقیر کچھ دیکھ لیا یہ سو میں ایسی ہیں۔

اس ظاہر ہے کہ نماز مغرب سے قرآن مغرب ملا وہیں اور یہ سب بھی داغی نہ تھا اکثری تھا۔

اسے سنتوں میں قرأت آہستہ ہوتی ہے جسے دوسرے نہیں سن سکتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدھ آیت اونچی پڑھ دیتے تاکہ لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے۔ مثلاً فلاں سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں یا عمر و ابن سہل ابن شعیبہ کانفی اور شخص جو مردان ہیں عبداللہ کی طرف سے مدیرہ کا دانی تھا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فلاں سے مراد عمر بن عبدالعزیز ہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ آپ کی ولادت ۳۱ھ میں ہے اور حضرت ابوہریرہ کی وفات ۳۵ھ میں یا ۳۶ھ میں لہذا ابوہریرہ کی ملاقات آپ سے نہیں ہوئی۔ (مرقات)

الْأَخْرَجِينَ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقَصَارٍ الْمُفْضِلُ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ  
بِوَسْطِ الْمُفْضِلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطَوَّلِ الْمُفْضِلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى  
ابْنُ مَاجَةَ إِلَى وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَكَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا  
خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ فَلَمَّا  
فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَفْزُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ فَلَمَّا نَعِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوا  
إِلَّا بِإِذْنِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِضَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَيْمُونٍ  
وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ قَالَ وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي يُتَارَعُنِي

آخری رکعتیں بھی اور عصر کی بھی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے اور عشاء میں وسط مفصل اور صبح میں  
طویل مفصل (نسائی) اور ابن ماجہ نے یہاں تک روایت کی کہ عصر کی بھی پڑھتے تھے۔ روایت ہے حضرت عباد بن  
صامت سے فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ پڑتے تھے ہم بھی پڑھتے تھے  
جب فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے تلاوت کرتے ہو مگر تم یہاں یا رسول اللہ! آپ سے فرمایا کہ  
سورہ سورہ فاتحہ کے بعد پڑھا کرو گو کہ جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نمائش نہیں ہوتی (ابوداؤد) اور ترمذی  
نسائی نے اس کے معنی کی روایت کی ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا کہ میں دل میں سوچتا تھا کہ مجھ

لے قرآن کریم کے ایک حصہ کا یا انہوں نے ایک کاشانی اور ایک حصہ کا نام مفصل، سورہ تحررات سے والناس تک مفصل کہلاتا ہے  
اس کے چھ پڑھنے میں تحررات سے شروع تک طویل مفصل، بروج سے تکین تک اوسط مفصل اور تکین سے والناس  
تک قصار، نیز اوسط میں طویل پڑھنا اور عصر و عشاء میں اوسط مغرب میں قصار پڑھنا مستحب ہے اس سلسلہ کا خلاصہ یہ حدیث بھی ہے  
کہ معلوم ہوا کہ مقتدی کی غلطی کو امام برادر پڑھتا ہے دیکھو مقتدیوں نے اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کے  
جس کا طریقہ ہوا کہ حضور کو قرآن لگایا جیسے اگر مقتدی کی طہارت درست نہ ہو تو امام کو قرآن لگاتا ہے۔ مثلاً یہ حدیث ان حضرات کی  
دیں ہے جو امام کے پیچھے قرأت کے قائل ہیں کیونکہ اس میں صراحتاً مقتدیوں کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا لیکن اس میں چند  
طرح گفتگو ہے ایک یہ کہ حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کے خلاف ہے جو بھی اس کے بعد آئی ہے جس میں خبری نمائندوں میں مقتدی کو  
مطلقاً قرأت سے منع کر دیا گیا دوسرے یہ کہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن ثابت، عبد اللہ بن  
ابن علی، علی مرتضیٰ، حضرت علی بن ابی حمزہ کے خلاف ہے جن میں امام کے پیچھے مطلق خاموشی کا حکم دیا گیا ہے، تیسرے یہ کہ یہ  
حدیث حکم قرآنی کے ہیں خلاف ہے۔ رب نے فرمایا اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَاسْمِعْ لِقَوْلِهِ اَوْ تَعْلَمُ اِنَّ اسَاسَ حدیث کے  
متفق امام ترمذی نے فرمایا کہ زیادہ صحیح ہے کہ اس میں صرف اتنا ہے لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِضَا (الکتاب یعنی اس میں مقتدی

الْقُرْآنَ فَلَا تَقْرَؤْ بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتَ إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ ۖ وَعَنْ  
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ جَهَرَ  
 فِيهَا بِالْقُرْآنِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا لِيَ أُنَاكِرُ الْقُرْآنَ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّاسَ عَنِ الدُّرَّةِ مَعَ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ بِالْقُرْآنِ مِنَ الصَّلَاةِ حِينَ سَمِعُوا  
 ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَابْنُ

بقراءت کیوں بھاری پڑا ہے لہذا جب میں آواز بلند سے قرأت کروں تو الحمد کے سوا کچھ پڑھوں گا یہ روایت  
 ہے حضرت ابو ہریرہؓ کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز سے فارغ ہوئے جس میں اپنی قرأت کی جاتی  
 ہے تو فرمایا ہم میں سے کسی نے میرے ساتھ کبھی قرأت کی ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ اللہ فرمایا  
 تب ہی میں سوچا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں قرآن میں مجھڑا کیا جا رہا ہوں تھو قرأت نے میں کچھ لوگ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان نمازوں میں قرأت سے باز رہے جن میں بلند قرأت کی جاتی ہے جب  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا (اللہمما محمد واولادہ)

کا ذکر نہیں بلکہ یہ حدیث ناقابل مل ہے یا منسوخ ہے۔ لہذا یہ الفاظ بظاہر ہمارے مخالفین کے بھی خلاف ہیں کیونکہ اس کے معنی ہیں  
 کہ ہماری نمازیں میرے پیچھے صرف الحمد پڑھا کر ادا رکھا کر نمازیں الحمد اور سورت سب پڑھ لیا کر حالانکہ وہ حضرات بھی مقتدی کو  
 سورت پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے معلوم ہوا کہ ساری جماعت صحابہ میں صرف ان صلئے کے حضور کے پیچھے الحمد پڑھتی باقی  
 کسی نے پڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی بے خبری کی وجہ سے پڑھتی تھے یعنی تمہارے پڑھنے کا مجھ پر اثر پڑا کہ مجھے قرآن میں نقشے لگے اس  
 کی تحقیق ابھی ہو چکے کہ مقتدی کی قرأت کا نام پڑا تھا یہ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ انہوں نے شیخ کر قرأت کی مورد حضور نہ  
 ہو چکے کہ کلام سے قرأت کی ہے تھے یعنی اس زمان کے بعد صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہماری نمازوں کی تلاوت بالکل  
 چھوڑ دی نہ الحمد پڑھتی نہ اور سورت خیال دے کہ تسبیح کی ترتیب یہ ہے کہ اولاً مسلمان نمازیں بائیں جہی کرتے تھے اور ان کے پیچھے فاتحہ  
 جہی پڑھتے تھے جب یہ ترتیب تھی وَهُوَ مُؤَدِّعُ الْقَارِئِينَ تُو نمازیں کلام بند ہو گیا۔ پھر اس حدیث سے ہماری نمازوں میں نماز کے  
 پیچھے الحمد پڑھنا بند ہو گئی پھر یہ آیت انزل وَاذْكُرْ عِلْمَ الْقُرْآنِ فَلْيَتَّبِعُوا آيَاتِنَا نَحْنُ آيَاتِنَا مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت سے تسبیح کی ترتیب تفسیر غلط ہیں وغیرہ میں دیکھو۔ بعض لوگ کہتے  
 ہیں کہ وَاذْكُرْ عِلْمَ الْقُرْآنِ میں قرآن سے مراد خطبہ ہے اور آیت میں خطبہ کے وقت خاموشی کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر یہ غلط ہے  
 کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت جمعہ روز ہی نہیں ہوا تھا۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب جابر علی حصہ دوم میں دیکھو۔

دَاوُدَ وَالْإِسْمَاعِيلَ وَالْإِسْحَاقَ وَدَاوُدَ بْنَ مَرْجَانٍ وَدَاوُدَ بْنَ مَرْجَانٍ وَدَاوُدَ بْنَ مَرْجَانٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يَنْتَظِرُ رَبَّهُ فَلْيَنْتَظِرْ مَا  
يَنْتَظِرُ بِهِ وَلَا جَهْدَ رِعْصَكُمْ عَلَى بَعْضِ بِالْقُرْآنِ زَوَاةَ الْخَمْدِ وَعَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ

(ترمذی نسائی) ابن ماجر نے اس کی مثل روایت کی ملہ روایت ہے حضرت ابن مگر اور یاضی سے وہ دونوں کہتے  
ہیں ملکہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو چاہیے کہ غور کرے کہ  
اس سے کیا مناجات کرتا ہے ملکہ اور بعض بعض پر قرآن پڑھتا ہے ملکہ (احمد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے  
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا کہ اس کی پیروی کی جائے ملکہ

ملکہ نیز یہ حدیث امام مالک و شافعی نے بھی روایت کی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن حبان نے فرمایا کہ صحیح ہے بیہقی و حمیدی  
نے اسے ضعیف کہا۔ (مرقات) یعنی یہ حدیث مختلف السنادوں سے محدثین کو ملتی بعض کو صحیح اسناد سے بعض کو حسن  
سے بعض کو ضعیف سے ہر ایک نے اپنی اسناد کے مطابق اسے حسن یا صحیح وغیرہ کہا۔  
ملکہ آپ کا نام عبداللہ بن جابر الفصالی خزرجی یاضی ہے قبیلہ یامید ابن عامر ابن ذریق کی طرف منسوب ہیں صحیح یہ ہے  
سے کہ آپ صحابی ہیں۔

ملکہ یعنی نماز میں کی معراج ہے اور حالت نماز میں رب سے کلام کرتا ہے تو جو تلاوت قرآن کرے یا دوسرے اذکار کرے اس  
میں غور کرے دل نگاہ نماز پڑھے کہ نماز کی قبولیت دل نگاہ پڑھے

ملکہ یعنی چند مسلمان ال کر بلند آواز سے قرآن پڑھیں یا ایک آدمی اور کئی تلاوت کرے باقی منہیں یا سب ہمت پڑھیں۔ خیال اسے  
کہ پھر کالی کرادیتی آواز سے قرآن ایک یا کئی اس تکم سے خارج ہے کہ دہاں تلاوت قرآن نہیں بلکہ تعظیم قرآن ہے  
یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ بعض اماموں مقتدیوں کو انھیں پڑھنے کا حکم دیا لیکن اسے اونچا پڑھنے کی کسی نے  
اجازت نہ دی اسی حدیث کی وجہ سے نیز سب کے بلند آواز سے پڑھنے میں قرآن کریم کی بے ادبی ہے۔

ملکہ یعنی مقتدی پر اعمال نماز میں امام کی پیروی واجب ہے نہ کہ اقوال میں لہذا جو کام کر رہا ہو مقتدی پر بھی کرنا  
واجب ہیں حتیٰ کہ اگر حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھے امام بعد رکوع  
قنوت، نہ پڑھے تو حنفی مقتدی پر اس وقت کھڑا رہنا واجب ہے

اگرچہ قنوت نہ پڑھے اس کا باخبر یہی حدیث ہے

یہاں اقوال کی پیروی کسی کے نزدیک

مسدا نہیں۔





لِيَوْمَ فَإِذَا كُنَّ فَكَيْدُوا إِذَا أَقْرَأُوا فَانْصَبُوا وَإِذَا ابُذُوا وَإِذَا ابُنُ مَا جَاءَ  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْفَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخَذَّ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِمَنِي مَا يَجْعَلُنِي قَالَ قُلْ سُبْحَانَ  
اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ هَذَا اللَّهُ فَمَاذَا إِلَيَّ قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي

توجہ تکر کے تو تم بھی کہہ دو اور جب تلاوت کرے تو تم خاموش رہو (ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ) روایت  
سے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ میں  
قرآن کچھ بھی یاد نہیں کر سکتا تو مجھے وہ چیز سکھلا دیجئے جو کافی ہو کہ وہاں یہ کہہ لیا کہ سبحان اللہ والحمد للہ والہ  
الا للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تبارک و تعالیٰ اللہ یہ تو اللہ کے لیے ہوا میرے واسطے کیا ہے  
کہ وہاں یہ کہہ لیا کہ وہی مجھ پر دم کرے مجھے امن، ہدایت

کہ یعنی امام کے پیچھے قرآن پکھڑا کر پڑھو نہ پڑھو نہ دوسری سورت خواہ امام آہستہ تلاوت کر رہا ہو یا زور سے خواہ تم تک اس کی  
آواز نہ پہنچ رہی ہو یا نہ یہ حدیث ابو ہریرہ مسلم میں بھی ہے جیسے کہ پہلی فصل میں گذر چکا۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت  
سے بھی ہوتی ہے وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ  
بڑھتے جیسے یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ کی قوی دلیل ہے اسی حدیث کی بنا پر امام مالک و احمد بخاری نمازوں میں مقتدی کو  
خاموشی کا حکم دیتے بعض جہلی لوگ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکنتوں میں اٹھ کر آیتیں پڑھے بعض کے نزدیک امام اٹھ  
پڑھ کر خاموش رہے پھر مقتدی پڑھے حتیٰ کہ امام شافعی کا بھی ایک قول ہے کہ چہرہ نماز میں مقتدی خاموش رہے اس سے معلوم  
ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتنی اہم ہے اور امام اعظم کا مذہب کتنا قوی ہے اسکی پوری بحث ہماری کتاب التلکحصر دوم میں درج ہو۔  
کہ تمام دعاؤں کی طرف سے یا روزانہ تلاوت قرآن کی طرف سے کہ اس کے پڑھنے میں مجھے تلاوت کا ثواب مل جائے یا  
نماز میں تلاوت قرآن کی طرف سے، پہلے سے دعویٰ زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ مسائل عربی ہیں قرآن ان کی زبان میں ہے لہذا یہ کہے  
جو سکتا ہے کہ وہ تو نماز کے بعد بھی قرآن یاد کر سکیں نیز یہ دعا جو حضور نے ارشاد فرمائی یہ بھی آیات قرآن کے برابر ہے  
جب یہ یاد ہو سکتی ہے تو بعد ضرورت نماز قرآن بھی یاد ہو سکتا ہے (اللہ اشرف الملائکۃ) بلکہ آخری معنی مراد ہوں تو اس سے  
مسند معلوم ہوگا کہ توسل جو بھی قرآن یاد کر سکیا گو نگاہ غیر اس کے لیے نماز کے افعال ہی کافی ہیں کہ یعنی اگر نماز یاد نہ کرے  
قرآن کر سکتا تو یہ کمالات کہہ لیا کہ اس میں الشارح تلاوت کا ثواب پاؤ گے کیونکہ یہ ترانہ الہی سے ہیں ان کلمات کے پڑے  
فصل اول آئے ہیں نیز یہ تفریق کلمات قرآن کے جامع ہیں اور یہی وحدہ نہت اور صفات ثبوتیہ اور تفسیریہ کا مجموعہ ہے۔  
کہ یعنی اس میں خدا کی حمد تو ان کی میرے لیے دعا کے الفاظ نہ آئے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روزانہ کی تلاوت یا وہ

وَأَزْفَنِي فَقَالَ هَكَذَا يُدِيهِ وَقَبَضَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا هَذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدِيهِ مِنَ الْخَيْرِ زَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَأَنَّهُتْ زَوَاةُ النَّسَائِي عِنْدَ قَوْلِهِ إِلَّا بِاللهِ وَعَنْ ابْنِ عِبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَقْرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى زَوَاةُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ هَاتَيْنِ الْيَتَيْنِ وَالزُّيْتُونِ فَانْتَمَى إِلَى أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ فَلْيَقُلْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَمَنْ قَرَأَهُ لَا أَقْسِمُ بِمَوْعِدٍ

اور روزی دے ملے پھر اس شخص نے دونوں ہاتھ بند کر کے اپنے یوں اشار کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ بند کر کے پھر میرے (ابو داؤد و نسائی کی روایت اللہ باللہ رحمہم) کی روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سب اسم ربک لاعلی پڑھتے تو فرماتے سبحان ربی الاعلیٰ (احمد ابو داؤد) یہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جو کوئی والیتن والزیتون پڑھے لگے اور ایس اللہ یا حکم الحاکمین پڑھیے تو کہے لے ہاں میں اس پر گواہوں میں سے ہوں شہ اور جو لا اقسام

وخطفوں کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔

ملے یعنی چھ پر دم کر میرے پچھلے گناہ معاف کر دے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دے اور مجھے دین و دنیا کی آفتوں سے نجات دے دین اسلام پر استقامت بخش اور احکام پر عمل کی ہدایت دے اور رزق مہلک مخلوق سے استغناء حسن خیر نصیب کر دے دعا بہت جامع ہے بعض بزرگ و مسجروں کے درمیان قہر سے میں یہ پڑھا کرتے ہیں۔

ملے یعنی خوشی میں دونوں ہاتھوں کی ٹمھیاں بند کر لیں کہ میں نے دونوں جہاں کی نعمتوں پر قبضہ کر لیا یہ ظالم یعنی اشار ہے ملے یعنی فوراً اس آیت پر عمل بھی کر لینے کا ظہر ہے کہ قرأت سے مراد نماز کے علاوہ میں تلاوت ہے ورنہ نماز میں سبحان ربی الاعلیٰ صرف سجدہ میں پڑھا جاتا ہے امام مالک کے ہاں نوافل میں یہ کہہ سکتے ہیں امام شافعی کے ہاں نوافل و انقضائیں سب ہیں۔

ملے پوری یا بعض اور پڑھنے سے خارج نماز پڑھنا مراد ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔

شہ یعنی جن امتیاء و اولیاء اور مقبولین یا گناہ نے اس پر گواہی دی ہے میں بھی ان کے زمرے میں شامل ہوں انکے دلیل میری گواہی بھی قبول فرمے۔

الْقِيَمَةِ فَأَتَتْهُمُ إِلَى الْيَسْرِ ذَلِكَ يَقَادِرُ عَلَى أَنْ يُجِيبَ الْمَوْتَى فَلْيَقُلْ بَلَى وَمَنْ  
قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَّغْ فَبَأَى حَدِيثٌ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ فَلْيَقُلْ أَمَّا يَا اللَّهُ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ  
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ  
فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ  
قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كَلَمًا  
أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ فَبَأَى الْأَوْرَبُ كَمَا تَكْذِبُ قَالُوا لَا بَشَيءٌ مِنْ نَعْمِكَ

ہوم القیامت میں اور الیس ذلک بقادر علی ان یجیب الموتی تو کہہ لے کہ ہاں ملے اور جو المرسلات  
پڑھے اور قبا ہی حدیث بعدہ یؤمنون پڑھئے تو کہہ لے تم اللہ پر لائے ملے (ابوداؤد) اور ترمذی کی  
روایت اس قول تک ہی ہے کہ میں اس پر گواہوں سے ہوں ۴ روایت ہے حضرت جابر سے قرآن میں  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صاحت صحابہ میں انشراح لائے تو ان کے سامنے اول سے آخر تک سورۃ الرحمن پڑھی تاکہ  
صحابہ خاموش رہے لہٰذا حضور نے فرمایا کہ میں نے یہ سورت شب جن میں ہے جنات پر بھی تو وقت کے اچھے  
جواب دینے والے تھے میں جب اس قول پر پہنچا قبا ی آلا ربکہ کھڑیاں تو کہتے نہیں لے مولانا مہتری کی بہت کچھ

لہٰ یعنی ہاں رب مردے زندہ کرنے پر قادر ہے جی میں نفی کا انبات نہیں بلکہ منفی کا ثبوت ہوتا ہے۔  
لہٰ یہ حدیث تفاوت قرآن کے باب میں لائی جائے تھی مگر چونکہ مولف شافعی ہیں جن کے ہاں نماز کی حالت میں بھی یہ کھانا  
کھنے چاہیں اس لیے یہ حدیث قرأت نمازیں لانے احناف کے نزدیک بھی نقل نماز میں یہ کہا جاسکتا ہے چنانچہ  
حضرت حلیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز بعد میں جب رحمت کی آیت تلاوت کرتے تو رب سے  
رحمت مانگتے اور جب آیت طلب پڑھتے تو رب کی پناہ مانگتے پھر آگے بڑھتے۔  
اسی نماز کے علاوہ اس سے معلوم ہوا کہ دوستوں سے ملاقات کے بعد شریف پڑھنا اور سننا سنت ہے  
عرب شریف میں اب بھی یہ دستور ہے۔

لہٰ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ تلاوت قرآن کے وقت غم موشی فرض ہے قرآن کی یہ آیت ان کے سامنے تھی  
وَإِذَا خَرَجَ الْقُرْآنُ فَلَا  
تھے جب کہ جنات وفد کی شکل میں ایمان لانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ واقعہ کئی  
بار ہوا ہے ان میں سے کسی ایک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورۃ رحمان سنائی

رَبَّنَا لَكَ ذِبُّ فَلَكَ الْحَمْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ،  
 الْفَصْلُ الثَّالِثُ بِعَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ  
 جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَاءً  
 فِي صُبْحِهِ إِذَا رُزِلَتْ فِي الزُّكُوعَيْنِ كُلِّتَهُمَا فَلَا أَدْرِي أَلَسْبِي أَمْ قَدَاءُ  
 ذَلِكَ عَمْدًا رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ، وَبَعْنُ عَزْوَةٌ قَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَدَاءُ فِيهِمَا سُورَةُ الْبَقَرَةِ فِي الزُّكُوعَيْنِ

نہیں جھٹلاتے میرے ہی لئے تعریف ہے (ترمذی) اور فرمایا کہ حدیث غریب ہے یہ سب سے پہلے  
 روایت ہے حضرت معاذ بن عبد اللہ جہنی سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جہینہ کے ایک آدمی نے انہیں خبر دی کہ  
 کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فجر کی دو نواؤں رکعتوں میں اذان اور اقامت پڑھی کہ یہ  
 حکم غیر نہیں آیا معلوم کئے یا بعد از فجر (ابوداؤد) یہ روایت ہے حضرت عمرو سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ  
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر پڑھی تو دو نواؤں رکعتوں میں سورہ بقرہ پڑھی کہ (ماک) یہ

کہ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھ کر خاموش ہوتے تھے وہ یہ عرض کرتے کہ عین تلاوت کی حالت میں۔ لہذا ان  
 کا یہ عمل حکم قرآن کے خلاف نہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سنتے وقت روانہ ہو جاتا اور کچھ پیارے کلمات کہتے جو مضمون  
 آیت کے مطابق ہوں بہت بہتر ہے مگر یہ سب کچھ قاری کی خاموشی کی حالت میں ہے  
 لہذا آپ تابعی ہیں مدنی ہیں شافعی ہیں وفات پائی بہت نقد اور عالم تھے۔

تھے ان کا نام معلوم نہ ہو سکا مگر چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لیے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا حدیث کو ضعیف یا مجهول نہیں کرتا  
 لہذا ظاہر ہے کہ اس سے فجر کے فرض مراد ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل شریف بیان حجاز کے لیے ہے اگرچہ افضل یہ  
 ہے کہ فجر میں طویل مفصل میں سے کوئی سورت پڑھی جائے نیز قرآن میں کوئی سورت کمر نہ ہو مگر چونکہ اس کے خلاف بھی  
 جائز ہے اس لیے حضور نے یہ عمل کیا غالباً یہ ہے کہ آپ کا یہ عمل شریف عمل تھا۔

تھے آپ عمر بن لہیع بن قریظی ہیں اسدی ہیں جلیل القدر تابعی ہیں مدینہ کے بڑے فقیہ اور محدث ہیں صاحب المصنف تھے  
 صدیق اکبر کے نواسے ہیں مدنی حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے فرزند ۲۳ میں ولادت ہوئی ۳۳ میں وفات پائی آپ کا  
 ایک بیٹا اور کئی مدینہ منورہ میں اب تک مشہور ہے لوگ برکت کے لیے اس کا پانی پیتے ہیں فقیر نے بھی وہاں حاضری دی  
 ہے یہ عروہ کے نام سے مشہور ہے۔

تھے ظاہر ہے کہ آپ نے کچھ کورت رکعت اول میں پڑھے اور کچھ دوسری رکعت میں اور ہو سکتا ہے کہ پوری سورت  
 بقرہ پڑھی آدمی کو رکعت میں اور آدمی دوسری میں یہ بھی بیان حجاز کے لیے ہے وہ فجر کی نماز میں چالیس سے رات



كُلَيْبُ بْنُ مَرْزُوقَةَ مَالِكٌ ۖ وَعَنْ الْقُرَافَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنْفِيُّ قَالَ مَا أَخَذْتُ  
سُورَةَ يُوسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عَثْمَانَ بْنِ عَمَّانٍ إِنَاهَا فِي الصُّبْحِ  
مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُدْرِيهَا رَوَاهُ مَالِكٌ ۖ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ  
رَبِيعَةَ قَالَ صَلَّيْنَا وَرَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهِمَا سُورَةَ يُوسُفَ  
وَسُورَةَ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَاطِنَةً قِيلَ لَهُ إِذَا الْقَدْ كَانَ يَقُومُ حِينَ يَطْلُعُ النَّجْمُ  
قَالَ أَجَلٌ رَوَاهُ مَالِكٌ ۖ وَعَنْ عُمَرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَا مِنْ الْمُفْصِلِ سُورَةٍ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا قَدْ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْمِرُ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ

روایت ہے حضرت قرافہ ابن عمر حنفی سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے سورت یوسف نہیں یاد کی مگر حضرت  
عثمان کے فرائض پڑھنے سے کیونکہ آپ ہی بار بار پڑھتے تھے مثلاً مالک ابو رایت ہے حضرت عامر  
بن ربیعہ سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر ابن خطاب کے چھ فرائض نوآب نے ان دو رکعتوں  
میں نہایت آہستہ سورہ یوسف اور سورہ حج پڑھی مثلاً ان سے کہا گیا کہ توب نوآب پڑھتے ہی کھڑے ہو جاتے  
ہوں گے فرمایا ان سے (مالک) یہ روایت ہے حضرت عمر ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ  
اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں کہ مفصل کی کوئی چھوٹی بڑی سورت ایسی نہیں جو میں نے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کو پڑھتے نہ ہی ہو جس سے آپ فرض نمازیں

آیتوں تک پڑھنا مستحب ہے۔

مثلاً آپ تابعین میں سے ہیں مدینہ منورہ کے باشندے قبیلہ بنی حنیفہ سے ہیں جو یہاں کا مشہور قبیلہ ہے۔  
مثلاً اس سے معلوم ہو گا کہ ایک سورت بار بار نمازوں میں پڑھنا بلا کر کمیت جائز ہے۔ دیکھو حضرت قرافہ عثمان غنی سے  
لیکتے سنتے اس سورت کے حافظ ہو گئے مثلاً آپ مشہور صحابی ہیں عفراروقی سے پہلے ایمان لائے۔ دو ہجرتوں کے  
مہاجرین بداد و رجم وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مثلاً یہاں سے وہ وفات پائی۔

مثلاً یعنی پہلی رکعت میں پوری سورہ یوسف اور دوسری میں پوری سورہ حج جیسا کہ اگلے کلام سے معلوم ہو رہا ہے اور  
یہنا آپ نے سورہ حج کا سجدہ بھی ادا کیا ہو گا اس کی تحقیق پہلے کی جا چکی کہ اب سواتر اذبح کے اور نمازوں میں توام کے ساتھ  
آیت سجدہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ مثلاً کیونکہ اتنی لمبی سورتیں تو بڑی جب ہی پڑھی جا سکتی ہیں جب کہ وقت زیادہ لگے خیال ہے  
کہ بعض آئمہ کے ہاں مستحب ہے کہ فجرانہ میرے میں شروع کرے اور ارجیائے میں ختم کرے یہ حدیث ایسی دلیل ہے ہمارے

الْمَكْتُوبَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِحُجْمِ الدُّخَانِ

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مُرْسَلًا

بَابُ الرُّكُوعِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَكُمُ مِنْ بَعْدِي مُتَّقِينَ عَلَيْهِ وَ

لوگوں کی امت کو تھے (مالک) ۴ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے کہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حُجْمِ دُخَانِ پڑھی تھے (نسائی مرسل) ۵

رکوع کا باب

پہلی فصل ۴ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع  
سجدہ پورے کو۔ خدا کی قسم میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں (مسلم بخاری)

ان شروع بھی اچیلے میں کرے اور تتر بھی حضرت فاروق اعظم کا یہ قول اتفاقی ہے اور بیان حجاز کے ہے۔

۱۔ سورہ ہجرات سے سورۃ والناس تک مفصل کہلاتا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مفصل کی ساری سورتیں ساری نمازوں  
میں پڑھتے تھے کسی نماز میں طویل مفصل کسی میں اوسط کسی میں قصار ۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن مسعود کے ہاتھ  
پس ٹھونکا کہ میں دیکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کر کے اس لیے تابعین میں سے ہیں اور یہ حدیث  
مرسل ہے کیونکہ اس میں صحابی کا ذکر نہیں ۲۔ بعض یا کل دو سے معنی زیادہ ظاہر ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب  
میں پوری سورہ دخان پڑھی ۳۔ رکعت میں کچھ دوسری ہیں ۴۔ رکوع کے لغوی معنی ہیں جھکنا یا بیٹھنا ۵۔ یہی رکوع کا اصطلاح  
میں بھی عاجزی و ہمتی کو بھی رکوع کہا جاتا ہے اور بھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے رب فرماتا ہے  
وَالصَّغُورَ أَقْبَرُ الرَّكْعَتَيْنِ تَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ الْكَلْبُ وَالْحَبْشِيُّ لِمَنِ الرَّكْعَةُ وَرَكْعَةُ الْفُلَانِ كَرَكْعَةِ الْفُلَانِ تَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ الْكَلْبُ وَالْحَبْشِيُّ لِمَنِ الرَّكْعَةُ  
۱۔ رکوع کی جگہ سے رکعت مل جاتی ہے۔ ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب بناقیامت سارے مسلمانوں سے ہے۔  
معنی ہے میں کہ اسے میری امت والو نماز درست پڑھا کرو تم کہیں ہو اور کبھی ہو میں تمہاری نماز میں دیکھتا ہوں  
بعض روایات ہیں کہ کچھ پڑھا رکوع اور سجدہ سے دل کے خشوع و حضور پوشیدہ نہیں معلوم ہوا کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلی رازوں سے بھی خبردار ہیں انبیاء و اولیاء آئے و لے واقعات کو مثل موجود

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَادْرَفَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِثْلَ السَّوَادِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهَ لِمَنْ حَيْدَهُ قَامَ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْهَمْتُكُمْ سَجْدًا وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْهَمْتُكُمْ رُكُوعًا وَسَمِعَ عَائِشَةُ

روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ کا سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان نشست اور جب رکوع سے برائے تھے سوا قیام اور بیٹھنے کے قریباً برابر تھا (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ کہتے تو کھڑے رہتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ کو وہم ہو گیا پھر سجدہ کرتے اور دو سجدوں کے بیچ بیٹھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ کو وہم ہو گیا (مسلم) اور روایت ہے۔

دیکھ لیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دوزخ و جہنم میں عذاب و ثواب پالے والوں کو ان کے ٹھکانوں میں دیکھا۔ حالانکہ یہ عذاب و ثواب بعد قیامت ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس میں خطاب صحابہ سے ہو اور بعد یعنی خلف ہو۔ یعنی اسے صحابہ نہ کسی صف میں اور کہیں ہوں مگر ہماری نگاہ میں تہمدی نمازوں کو دیکھتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اندھیرے اجالے میں کھلی چھپی چیزوں کو بے تکلف دیکھ لیتی ہیں۔ یعنی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو کچھ تم گھروں میں کھا کر یا پچا کر اٹھتے ہو میں تمہیں بتا سکتا ہوں یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل و تفسیر کی گنجائش نہیں۔

لہ یعنی قیام تو تلاوت کی وجہ سے اور قعود القیامات درودوں و دعاؤں کی وجہ دراز ہوتے تھے۔ ان کے سوا باقی ارکان رکوع سجدہ وغیرہ برابر ہوتے تھے نہ بہت دراز نہ بہت مختصر۔ بلکہ درمیانے، یہ عام نمازوں کا ذکر ہے۔ سورج گرہن کی نماز میں رکوع سجدہ قیام کے برابر تھے۔

لہ ظاہر ہے کہ یہ لواقل کا ذکر ہو رہا ہے کہ آپ نقل نماز میں رکوع کے بعد قعود اور دو سجدوں کے درمیان جلسے میں لیے ذکر اور دعائیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ شاید آپ نے قعود کو قیام سمجھ کر تلاوت شروع کر دی یا جلسہ کو قعود جان کر القیامات شروع کر دی۔ خیال رہے کہ نماز میں معمول چوک یا وہم نہوت کی شان کے خلاف نہیں۔ بہت دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو کیے ہیں۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُ الْقُرْآنَ يَقُولُ  
فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اعْظُمْ لِي  
يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ  
وَالزُّوجِ رُؤُوفٌ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں زیادہ یہ کہتے تھے اہی لے  
ہمارے رب تو پاک ہے۔ تیری حمد ہے خدایا مجھے بخش دے قرآن پر عمل کرتے تھے (مسلم بخاری)  
روایت ہے انہیں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع سجدہ میں کہتے تھے پاک ہے بے  
عیب ہے تھ فرشتوں اور روح کا وہ ہے تھ (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے  
فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لے یعنی وفات شریف کے قریب جب یہ آیت کہ براتری فیتہم بحد زیت فاستحققوا تو آپ نوافل خصوصاً تہجد  
کے رکوع سجدہ میں یہ پڑھنا کرتے تھے ظاہر یہی ہے کہ یہ دعائیں نوافل میں تھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
قرآن سجدہ میں پڑھتے تھے اس وقت عائشہ صدیقہ آپ سے بہت دور ہوتی تھیں۔ ان تہجد و غیرہ نوافل  
گھر میں پڑھتے تھے اس لیے آپ بخوبی یہ سب کچھ سن لیتی تھیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کالینے  
لیے دعائیں بخش کرنا عظیم امت کے لیے نعمتیں تھیں لیسے کہ استغفار بھی عبادت ہے اور بلندی درجات کا ذریعہ  
اور آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔

تھ یہ دونوں جیسے مابعد کے ہیں مُسَبُّوحٌ سے مراد ہے ذاتی عیوب سے پاک قُدُّوسٌ سے مراد ہے۔ صفائی  
عیوب سے پاک۔ لہذا مجھے تعزیر نہیں۔

تھ مگر یہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے مگر چونکہ فرشتے بے گناہ اور ہمیشہ عبادت کرنے والی مخلوق ہیں نیز سب  
سے بڑی مخلوق فرشتے ہی ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا روح سے مراد یا جان ہے یا حضرت  
جبریل علیہ السلام جن کا لقب روح الامیں ہے یا غماض فرشتوں کی جماعت یا وہ فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار  
۶۰۰۰۰ پیچھے ہیں ہر چہ میں ستر ہزار زبانیں اور ہر زبان میں ستر ہزار لفظوں سے خدا تعالیٰ کی حمد  
مرقاۃ نے فرمایا کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جنات کو دینی فرشتوں  
کا دسواں حصہ اور کو دینی فرشتے باقی نو گناہ کا دسواں حصہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رَأْيَ نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَإِنَّمَا  
الرُّكُوعُ فَعَظُمُوا فِيهِ الرَّبِّ وَأَمَّا الشُّجُودُ فَاجْتَهَدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيلَ  
أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ مَرْحَمَةً اللَّهُ لِمَنْ جَدُّهُ فَقُولُوا  
أَللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا  
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ

نے کہ مجھے رکوع اور سجدے میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے کہ رکوع میں تو رب کی تعظیم  
کرو گئے اور سجدے میں دعائیں کو پیش کرو کہ وہ دعائیں قبولیت کے لائق ہیں (مسلم)  
روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
جب امام سبحان اللہ جنم کے تو تم اللہ ربنا لک الحمد کہو کیونکہ جس کلام فرشتوں کے کلام کے  
موافق ہوگا اس کے پیچھے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (مسلم بخاری ابن ماجہ) روایت حضرت  
عبد اللہ بن ابی اوفی سے فرماتے ہیں

لے ممانعت تشریح کیونکہ ای دو دنوں حالتوں میں انسان کے انتہائی بزرگ اظہار ہے لہذا اس وقت عظیم الشان کتاب کا  
پڑھنا مناسب نہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ رکوع سجدہ میں قرآن پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے بعض کے  
تذکرہ کے واجب الامارہ ہوتی ہے یہی قعدہ میں قرآن پڑھ لینے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

تہ یعنی کہو سبحان ربی العظیم تاکہ تم اپنے بزرگ اظہار ہو اور قول رب کی عظمت کا اقرار  
تہ یعنی نفل نماز کے سجدوں صراحتاً دعائیں مانگو اور دیگر نمازوں کے سجدوں میں رب کی تسبیح و تحمید کرو کہ  
یہ بھی یعنی دعا ہے مگر یہی کہ نص یہی دعا ہوتی ہے بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ سجدے میں گھر گھر دعائیں مانگتے  
ہیں ان کا ماضیہ حدیث ہے کیونکہ سجدے میں بندے کو رب سے انتہائی قرب ہوتا ہے۔ اس حالت کی دعا  
ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

تہ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جماعت میں امام صرف سبحان اللہ جنم کہے گا اور مقتدی  
صرف ربنا لک الحمد دونوں کلمات کوئی نہ کہے گا۔ دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے والے اور اعمال بخشنے والے  
فرشتے ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں تیسرے یہ کہ مقتدی کو ربنا لک الحمد آہستہ کوئی کہنا چاہیے تاکہ فرشتوں  
کی موافقت کی یہی مضمون مقتدی کی آئین کے ہائے میں بھی گذر گیا وہاں بھی اس قسم کے مسائل کا استنباط کیا گیا  
چونکہ یہ کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے انکے طویل برے نسخے جاتے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مَلَأَ السَّمُوتِ وَمَلَأَ الْأَرْضَ وَمَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مَلَأَ السَّمُوتِ وَمَلَأَ الْأَرْضَ وَمَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلِ الثَّنَاءِ وَالسُّجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْجِلَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ رُقَاعَةَ بِنْتِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاتے تھے تو فرماتے کہ اللہ اپنے حمد کرنے والے کی سنت ہے الہی ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور اس کے بعد وہ چیز بھر کر جو چاہے (مسلم) روایت ہے حضرت ابی سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کے سر اٹھاتے تھے تو کہتے اے اللہ اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان بھر کر زمین بھر کر اور اس کے لیے جو چیز تو چاہے وہ بھر کر، تعریف و بزرگی والا ہے جو کچھ بندہ کہے اس کا توفیق دار ہے ہم سب تیرے بندے ہیں الہی جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اسے کوئی دے نہیں سکتا تیرے مقابل معنی کو غنا نفع نہیں پہنچاتی تھے (مسلم) روایت ہے حضرت رفاعہ بنت رافع سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ

لہ یعنی نوافل میں کیونکہ داخل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے ادا کرتے تھے اور جماعت میں امام ربنا ملک احمد بھی دیکھے چرچا کیا اور دعائیں پڑھا کہ ابھی حدیث میں گذر گیا ہند یہ حدیث گذشتہ کے خلاف نہیں تھی یعنی تیری اتنی حدیں ہیں کہ اگر وہ جسم ہوں تو زمین و آسمان اور ان کے مساویں دسمائیں یا یہ مطلب ہے کہ تیری حمد کرنے والوں سے زمین و آسمان وغیرہ بھرے ہوئے ہیں ورنہ محکم نہیں جس سے یہ چیزیں بھر جائیں۔  
تک ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ان جیسی احادیث میں رکوع سے مراد نوافل کے رکوع ہیں کہ ان میں دعائیں اور ذکر اذکار تک عام اہانت ہے داخل کے رکوع کا ذکر تو ابھی بخاری و مسلم کی حدیث میں گذر چکا خیال رہے کہ یہاں راوی نے سبح اللہ الرحمن حمد کا ذکر نہیں کیا مگر آپ کہتے یہ بھی تھے۔ لکھ جہ کے معنی ہیں عظمت، نصیب، غنا، نسب وغیرہ یعنی کوئی شخص اپنے نسب یا عقائد و جہ سے تیری بیکوئی نہیں کر سکتا خیال رہے کہ مخلوق جو کچھ نفع، نقصان پہنچاتی ہے وہ اللہ کے حکم اور ارادے سے ہے یہ نا ممکن ہے کہ کوئی خدا کا مقابلہ کرے کسی کو نفع نقصان پہنچائے اسی کا

رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكْمَةِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَ  
لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا أَكْثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مِنَ الشُّكْرِ لَمْ  
أَنْفِقْ قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بَصْعَةً وَثَلَاثِينَ مَكْكًا يَبْتَازُونَ فِيهَا أَيُّهُمْ يَكْتَسِبُهَا أَوَّلَ  
رَوَاهُ أَبُو بَحْرٍ الْفَصْلُ الثَّانِي بِعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ

علیہ وسلم کہ مجھے نماز پڑھ رہے تھے کہ جب آپؐ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا اللہ اپنے حمد کرنے والے کی سنتا ہے تو آپؐ کے مجھے ایک شخص نے کہا اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے بہت طیب برکت والی حمد جب فرارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی کس نے یہ کلمات کہے کہ وہ بولا میں نے آپؐ کو فرمایا میں نے چند لادیس فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں جلدی کر رہے کہ پہلے کون نکھے (کہ ہماری) اور دوسرے فصل بہ روایت ہے حضرت ابو مسعودؓ اور انصارؓ کے کہ

ہمیں ذکر ہے ہذا یہ الفاظ انبیاء اور اولیاء کے باذن الہی لے کر پڑھنے کے خوف نہیں۔

شہ آب انصاری بدری صحابی ہیں آپؐ کے والدہ نقیب الانصار تھے آپؐ کی وفات ۳۸ھ میں ہوئی۔

لے غائب نماز پنجگانہ میں سے کوئی نماز بھی کیونکہ جماعت کا اہتمام انہی نمازوں میں ہوتا تھا نماز تہجد کی اگرچہ کبھی جماعت ہوئی ہے مگر بغیر اہتمام کے کہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کائنات نماز جیسے صحابہ کرام اور فرشتوں کے حالات دیکھ جیتے تھے ایسے ہی ان کے کلمات بھی اس جیسے تھے اور یہ سننا اور دیکھنا نماز کے حضور و خشوع میں عمل غذا تھا کیونکہ وہ قلب قدرت نے بنایا ہی ایسا تھا کہ ایک وقت خالق کی بھی سنین مخلوق کی بھی خالق سے لیتا رہے مخلوق کو دیتا رہے ایک کی توجہ دوسرے سے غافل نہ کر دے آپؐ کا تو یہ حال تھا۔

ادھر اندر سے داخل اور مخلوق میں شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشرق کا

ممکن ہے کہ وہ صاحب آخر صف میں ہوں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آہستہ آواز بھی سن لی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تین میل سے جیوٹی کی آواز سنی تھی تھے یعنی ہر فرشتہ یہ بات تھا کہ پہلے میں لکھ کر بارگاہ الہی میں پیش کر دوں تاکہ مجھے قرب الہی زاوہ نصیب ہو خیال رہے کہ یہ فرشتے نامہ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں ورنہ کتاب اعمال صرف دوسری ہیں ایک نبیؐ لکھنے والا اور ایک گناہان کی یہ جلدی ان کلمات کی کرامت کے اظہار کے لیے ہے ورنہ فرشتوں کو سب کچھ لکھنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ فرشتوں کو بعض نیکیاں ملے جائے یہ خصوصیت انعام ملتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ فراتق کے قوسے میں یہ کلمات کہنا جائز ہیں یا دوسرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پوچھنا کہ کس نے یہ کہا اپنے علم کے لیے نہیں بلکہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

لے آپؐ کا نام عقبہ بن عمروؓ ابن عبدہ ہے دوسری بیعت عقبہ میں شریک تھے کہوفہ میں قیام رہا ۳۸ھ یا ۳۹ھ میں وفات پائی۔



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِي صَلَوةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ  
 فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ  
 الدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ يَثْبُتُ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ  
 قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ اجْعَلُوا هَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا هَا فِي سُجُودِكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ  
 وَالدَّارِمِيُّ وَعَنْ عَوْنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کی نماز درست نہیں ہوتی حتیٰ کہ رکوع  
 اور سجدے میں اپنی ہاتھ سیدھی کرے لہ (ابوداؤد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ترمذی  
 فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تین صحیح ہے روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں کہ جب  
 آیت تسبیح باسم ربک العظیم اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اپنے رکوع میں  
 کر لو۔ اور جب آیت تسبیح اسم ربک الاعلیٰ اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اپنے  
 سجدے میں رکھو لہ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) روایت ہے حضرت عون ابن عبد  
 اللہ سے کہ وہ حضرت ابن مسعود سے

لہ امام شافعی کے ہاں تعدیل مکان یعنی نماز کو اطمینان سے ادا کرنا فرض ہے جس کے بغیر نماز مطلقاً نہیں ہوتی ہمارے ہاں  
 واجب ہے یہ حدیث ابن کی دلیل ہے ان کے ہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ رکوع سجدے میں اطمینان کے بغیر نماز درست  
 نہیں ہمارے ہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بغیر نماز کامل نہیں بہت ناقص ہے واجب الاعادہ ہے۔ اس کی بحث پہلے  
 ہو چکی ہے لہٰذا اگر رکوع سجدے کا ذکر ہے مگر ارادہ سے ارکان ہیں۔

تک یعنی رکوع میں کہو سبحان ربی العظیم اور سجدے میں کہو سبحان ربی العظیم چونکہ اعلیٰ عظیم سے زیادہ بلیغ ہے  
 اور سبحان ربی العظیم سے زیادہ اظہار کبر ہے اس لیے سجدے کے لئے اعلیٰ مناسب ہوا اور رکوع میں عظیم زیادہ موزوں  
 معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان آیتوں کے نزول سے پہلے مسلمان رکوع و سجدوں میں کوئی اور ذکر کرتے تھے۔

تک آپ کا نام عون ابن عبد اللہ ابن عقبہ ابن مسعود ہے سیدنا ابی بکر کے بیٹے ہیں تابعی ہیں حنفی ہیں بڑے فقیہ  
 اور زاهد تھے کوفہ میں قیام فرمایا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ سے ملاقات ہے کبھی انہیں عون لڑنے  
 قبضہ بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ وادائی نسبت سے۔ عربی میں آدمی کی نسبت باپ، چچا، دادا پر واد، کی۔  
 طرف بھی کر دیتے ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ أَحَدَكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذَلِكَ أَذَنَاهُ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ  
رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَذَنَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ  
دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّهُ عَوْنًا لَمْ  
يَلْقَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَعَنْ حَذِيفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ  
الْأَعْلَى وَمَا أَتَى عَلَى آيَةٍ رَحِمَهُ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَمَا أَتَى عَلَى آيَةٍ عَنِ ابْنِ  
الْأَوْقَفَ وَتَعَوَّذَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ الْأَعْلَى وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ يَثْنِ حَسَنٍ صَحِيحٌ

راوی فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے رکوع  
میں سبحان ربی العظیم تین بار کہہ لے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا لے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے  
تو اپنے سجدہ میں سبحان ربی العظیم تین بار کہہ لے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے کہ ترمذی  
ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد متصل نہیں کیونکہ تین نے ابن مسعود سے ملاقات نہیں  
کی تھہ نہ روایت ہے حضرت حفصہ سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ رکوع  
میں سبحان ربی العظیم پورے سجدہ میں سبحان ربی العظیم کہتے تھے اور رحمت کی آیت پر تین کہتے تھے کہ تمہارے جانے والے  
لیتے اور عذاب کی آیت پر تین کہتے تھے کہ تمہارے اور پناہ مانگتے تھے (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، نسائی، ابن ماجہ  
ماجر نے اعلیٰ تک روایت کی ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے۔ :- :-

لے یعنی مکمل ہو گیا خیال رکھو کہ کدو کدو میں فرض ہے اور وہاں کہ تمہارا تابعی اہلینان سے رکوع کرنا واجب ہے  
یہ صحیح فرضا سنت ہے لہذا مکمل رکوع ہے جس میں فرض، واجب، سنت اور اہلینان۔  
لے یعنی مکمل کا ادنیٰ درجہ ہے معلوم ہو کہ رکوع سجدہ کی تسبیح تین سے کم نہ کیے زیادہ میں احتیاط ہے پانچ بار یا سات بار  
کہہ سکتا ہے فوائد خصوصاً تجوی میں وقت رکوع سجدہ دلا کر کہے اتنا بہتر ہے تھہ یعنی یہ حدیث منقطع ہے لیکن کوئی مضائقہ  
نہیں کیونکہ اہل میں حدیث منقطع قبول ہے تھہ یہاں نقل نماز مراد ہے و التمس میں دوران قدرت شہر نا اور باہمی مستحب کہے  
خلافت ہے اگر یہ جائز ہے اسی سے مرقات نے فرمایا کہ اگر کان بقول دوام کے لیے تب نقل مراد میں اگر اتعالیٰ واقعہ کا ذکر  
ہے کہ کبھی کبھی ایسا کہہ لیتے۔ تو فرض نماز مراد۔

تیسری فصل: روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا جب آپ نے رکوع کیا تو سورہ بقرہ بقدر پھر سے اور رکوع میں فرماتے تھے پاک ہے فیلیہ والا ملکوت برائی اور عظمت والا اللہ (نسائی) روایت ہے حضرت ابن جبر سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ابن مالک کو فرماتے سنا کہ

۱۔ آپ صحابی ہیں اشعری ہیں، مغزوہ خیر اور فتح مکہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ بلکہ فتح مکہ کے دن نبی اشعری کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں تھا شام میں قیام رہا اور وہاں ہی ۳۰ سال میں وفات پائی ۲۔ جہاد کی نماز میں آپ کے ساتھ تہجد ادا کرنے کے لیے چونکہ آپ اکیسے مقتدی تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ اگر چند ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ خیال رہے کہ تہجد حراعت سے ہمارے بطریق اس حراعت کے لیے اہتمام نہ کیا جائے اُنکا قافا دو چار نمازی جمع ہو جائیں اور جماعت کریں یہاں ایسا ہی تھا ۳۔ یعنی اتنا دلاز کو رکھ کیا کلامت کرنے والا سورہ بقرہ سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کو سورہ دیگر میں رکوع قیام کے برابر ہونا بہتر ہے فرائض میں رکوع قیام سے کم چاہیے لہذا احادیث میں نماز میں نہیں تھکے جبروت ملکوت میلنے کے حیثیت ہیں۔ جبروت جبر یعنی غلبے سے یعنی سر غالب پر غالب، ملکوت ملک یعنی قبضے سے بنا ظاہری قبضہ کو ملک اور باطنی قبضہ کو ملکوت کہا جاتا ہے رب تعالیٰ ہمارے جسم کا بھی مالک ہے اور نفس و روح کا بھی اسی لیے مخلوق کے لیے عطا و ملک ثابت ہے ملکوت نہیں ہے آپ کا نام سعد بن جبر سے اسدی کوئی بی بی عظیم الشان تابعی عبد اللہ ابن عباس و ابن عمرو ابن زبیر و جبر صحنہ سے وفات ہے رضی اللہ عنہ ۴۔ شہید میں صحاح ابن یوسف ظالم کے انھوں نے شہید ہوئے ۵۹ سال عمر ہوئی۔ واسطہ علاقہ عراق میں دفن ہوئے آپ کی قبر باریت کاہ مسلمین ہے آپ کی شہادت کا عجیب و غریب واقعہ ہے شبان میں صحاح نے آپ کو شہید کیا اور پندرہ بیس روز بعد رمضان میں خود فوت ہو گیا اس دوران میں کبھی رات کو سو رہے کہ ہاتھ کیا کروں انھیں گئے ہی معبد میرے پاؤں پکڑ کر کھینچے ہیں آپ نے بوقت شہادت کہا تھا کہ تو میرے بعد کسی شہید نہ کرے گا ایسا ہی ہوا (کمال)

سید بھی صحیح ہے۔ بعض روایات میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ غلط ہے اس لیے کہ عمر ابن عبد العزیزؓ کی پیدائش حضرت ابوہریرہؓ کی وفات کے بعد ہے ہاں حضرت انسؓ نے عمر ابن عبد العزیزؓ کا زمانہ پاپا ہے کیونکہ حضرت انسؓ کی وفات ۳۵ھ میں ہے اور عمر ابن عبد العزیزؓ کی ولادت ۳۵ھ میں ہے (انہ لغات و مزارات)

مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَوةَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ فَحَرَزْنَا رَكُوعًا عَشَرَ تَسْبِيحَاتٍ وَسُجُودًا عَشَرَ تَسْبِيحَاتٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ شَيْبَانٍ قَالَ إِنْ حُدِّثْتُ بِمَا رَأَى رَجُلًا لَا يَتِمُّ رَكُوعُهُ وَلَا سُجُودُهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَوةً دَعَا فَقَالَ لَهُ حُدِّثْنِي مَا صَلَّيْتُ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ وَلَوْ مِتُّ مِتُّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي قَطَرَهَا اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بھی نماز پڑھی نہ جس کی نماز اس جوان یعنی عمر ابن عبد العزیز کے مقابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کا رکوع دس تسبیح اور سجدہ دس تسبیح کا اندازہ کیا (الحدود، النساء) روایت ہے حضرت شعیب سے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا تھا جب اس نے اپنی نماز پوری کی تو اسے بلایا اور اس سے حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھ لی ہے تو فرماتے ہیں مجھے خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی نماز پڑھے

لہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی تابعی کی نماز۔ لہذا اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت عمر ابن عبد العزیز کی نماز صحابہ کرام اور خلفائے راشدین سے بھی بہتر تھی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خود حضرت انس کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے برابر مشابہ ہو۔

لہ پہلے قال کا فاعل کوئی تہراوی ہے دوسرے قال کا فاعل حضرت سعید ہیں یعنی جب حضرت انس نے ان کی نماز کی یہی تعریف کی تو ہم نے ان کے ارکان نماز کا اندازہ لگایا بعض شارحین نے فرمایا کہ پہلے قال کا فاعل سعید ہیں اور دوسرے کا فاعل حضرت انس لیکن پہلی توجیہ زیادہ قوی ہے۔

لہ یہ اندازہ تھا وہ آپ کی تسبیحیں نو یا گیارہ ہوں گی کیونکہ تسبیحات کو کچھ طاق ہوتا بہتر ہیں اور یہ بھی نوافل میں ہوگا کیونکہ قرآن میں تسبیح کم اند کم ہیں بارہ و سبائی پانچ بار اور زیادہ سات بار ہیں۔

لہ آپ کا نام شعیب ابن سلمہ ہے کیسٹ ابوہریرہ کی کوئی بی بی حضرت بنی جلیل القدر صحابی ہیں خلفائے راشدین سے اولیت ملی ہیں شجرہ میں وفات ہوئی (تہذیب و اکمال)

لہ یعنی انہیں اطمینان سے ادا نہیں کرتا تھا اطمینان مشوا فاع کے اُن فرض ہے اور اجتناف کے اُن واجب۔

لہ کافی نہیں پڑھی (حنفی) صریح نہیں پڑھی (شافعی)

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَأُ النَّاسِ سُرْقَةً الذِّي يَسْرِقُ مِنْ صَلَواتِهِ قَالَُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَواتِهِ قَالَ لَا يَنْفَعُ رُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ مُرَّةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَزَوَّنَ فِي الشَّارِبِ وَالزَّائِي وَالسَّارِقِ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ فِيهِمُ الْحُدُودُ وَقَالُوا أَلَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ

اس طریقہ کے خلاف مرے گا جس پر اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا لہذا روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے لوگ بولے یا رسول اللہ! اپنی نماز میں چوری کیسے کرے گا فرمایا کہ رکوع اور سجود کو رو کرے (تھک احمد) روایت ہے حضرت نعمان ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شرابی زانی اور چور کے متعلق کیا سمجھتے ہو یا رسول اللہ! کی سزا میں اللہ نے سے پہلے تمہارے لوگ بولے اللہ و رسول جہاں میں فرمایا ہے

یعنی اگر تو ناقص نماز پڑھنے کا عادی رہا تو تو سنت انبیاء کا مخالف ہو کر مرے گا یا اگر تو اس عیب کو چھوڑ دیا تو تیسرا عا تم کہ فرما رہا ہوگا۔ فطرت دین اسلام کو بھی کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کنشی عادت کریمہ کو بھی اور سنت انبیاء کو بھی صوفیا فرماتے ہیں کہ جو ترک سنت ہادی کا عادی ہو اس کا خاتمہ خسار ہوئے گا اندیشہ ہے اور جو کسی سنت کو خیر جانے وہ کافر ہے اس کا خاتمہ قرآنی آیات بھی ہیں اور اس جیسی بہت سی عادات ہیں

تھو وہ سبحان اللہ کیا نفیس تمثیل ہے یعنی مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ نفع بھی اٹھاتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا نفع کچھ حاصل نہیں کرتا نیز مال کا چور مندے کا حق مارتا ہے نماز کا چور اللہ کا حق انہی مال کا چور ہاں مزا یا اگر عذاب آخرت سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور میں یہ بات نہیں نیز بعض صورتوں میں مال کے چور کو مالک معاف کر سکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں فیض اللہ کہ وہ جب نماز ناقص پڑھنے والوں کا یہ حال ہے تو چور سے بڑھتے ہی نہیں ان کا کیا حال ہے۔ پھر جو کل یا بعض نمازوں کے منکر ہو چکے جیسے جھنگلی بونتی فقیر اور چکر لادی وغیرہم ان کا کیا پوچھنا۔

تھو آپ انصاری ہیں رومی مدنی ہیں حق یہ ہے کہ تابعی ہیں جنہوں نے انہیں معافی کہا غلطی کی لہذا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ معافی کا ذکر چھوٹ گیا۔

تھو خیال رہے کہ چوری اور زنا جیوش ہی سے حرام تھے مگر شراب شروع اسلام میں حلال تھی پھر عسیرہ کے بعد آہستگی سے حرام ہوئی حرمت کے پھر عسیرہ بعد اس پر اسی (۸۰) کو لے کر سزا مقرر ہوئی۔ یونہی زنا اور چوری کی سزائیں بعد میں آئیں یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب شراب حرام ہو چکی تھی لیکن ابھی اس کی سزا مقرر نہ ہوئی تھی۔

وَفِيهِمْ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ أَتَىٰ مِنَ يَسْرَنِ مِنْ صَلَوتِهِ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرُنِي  
مِنْ صَلَوتِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا يُتَمَّرُ رُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَ  
أَحْمَدُ وَرَوَىٰ الدَّارِمِيُّ حَوْهً

### بَابُ السُّجُودِ وَقُضْلِهِ

الْفَضْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي عَمَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمَ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَ  
أَهْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا تُكْفِتُ الْإِثْيَابَ وَالشَّعْرُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ قَالَ

گناہ کبیرہ ہیں ان میں سخت عذاب ہے اور بدترین چوری اس کی ہے جو اپنی نماز میں سے چرائے  
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں سے کیسے چرائے گا ذرا یا کہ اس کا رُکوع اور سجدہ پورا نہ کرے  
لے (مالک و احمد اور دارمی نے اس کی سن)

### سجده اور اس کی تہرگی کا باب

یہی فصل ۴ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں قیام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو  
تخیم دیا گیا کہ سات ٹہریوں پر سجدہ کروں پیشانی، دو ہاتھ دو گھٹنے قدموں کے کندھے تہ اور یہ کہ پیرے  
اور بال صحت نہ کریں تہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے

یہ صحابہ کا تہائی ادب ہے کہ معلوم چیز کا بھی جواب نہیں دیتے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خدا کے ساتھ  
کرنا اور دونوں ہستیوں کے لیے ایک ہی میتہ لانا پانچویں رب فرماتا ہے اَعْتَقَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَتْلِهِ۔ لہذا  
یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول جملہ کریں اللہ رسول عزت ایمان و دولت دیں۔

طہ۔ یعنی اطمینان سے اور کسے تہیال رہے کہ نماز کے ہر رکن کو پورا کرنا چاہیے اور کسی رکن کو ناقص کرنا بدترین چور ہے۔ مگر  
چونکہ رکوع سجدہ اہم ارکان تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا تہ سجدہ لغت میں زمین پر سر رکھنے، عاجزی کرنے اور سر  
جھکانے کو کہتے ہیں شریعت میں سات اسطفا کا زمین پر لگانا عبادت یا اطاعت کی نیت سے سجدہ کہلاتا ہے سجدہ تین قسم  
کا ہے۔ سجدہ عبادت بخوانہ کو کہتے ہیں سجدہ تعلیم جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا، سجدہ تحجیر جو بنقوب علیہ السلام  
نے یوسف علیہ السلام کو کیا، سجدہ عبادت غیر خدا کو نہ کہ ہے آخری دو سجدہ اسلام میں حرام ہیں اس کی پوری بحث جہاد فی سبیل  
نہی غور میں دیکھو خیال ہے کہ صرف سجدہ بھی عبادت ہے مگر صرف رکوع اور قیام عبادت نہیں بلکہ یہ نماز میں عبادت ہے  
درغلت) تہ اگرچہ سجدہ میں ناگ بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی سے اور ناگ اس کی تابع اس لیے ناگ کا ذکر فرمایا۔ ہاتھوں سے  
مراؤ انھیں بلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراؤ پورے پتے میں اس طرح کہ دونوں انگلیوں کا سر رکھے کہ طرف رہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَدُوا فِي السَّجْدِ وَلَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ الْيُسْطَاظَ الْكَلْبَ مُتَفَتِّحٌ عَلَيْهِ وَعَنْ الْأَبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضْمَعْ كَفَّيْكَ وَأَرْفَعْ مِرْفَقَيْكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ جَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بُهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَنْتَرِفَ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ هَذَا الْفُظُّ إِلَى ذَاوُدَ كَمَا صَرَّحَ فِي شَرْحِ الشُّنْفَرِ

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدے میں برابر نہ بولے اور تم میں سے کوئی اپنی کہنیاں نہ پھلکے کتے کے پچھانے کی طرح نہ (مسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت برابر بن عازب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہاتھیلیاں پھولکے اور کہنیاں اٹھاؤں گے (مسلم)۔ روایت ہے حضرت میمونہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھتے تھے کہ اگر کبھی کاچھ آپ کے ہاتھوں کے پیچھے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا یہ ابوداؤد کے لفظ ہیں جیسے شرح سنن میں ہے۔

لے نماز میں کپڑے سینہ تا ران تک سب منع ہے لہذا آستین یا پٹھے پر ہاتھ رکھ کر یا پانچام پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے الجیسے ہی دھوئی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے ہاں اگر پانچام کے نیچے لنگوٹ بندھا ہو اور پانچام یا تہمبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں خیال ہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض ہے۔ لیکن ہاتھوں اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بیخیز ناک کے سجدہ جائز ہے یہ حدیث امام صاحب کی دلیل ہے۔

لے یعنی المینان سے سجدہ کرو (اختصار المعانی) یا سجدے کا ہر عضو اپنے مقام پر رکھو۔ (مرقات)

لے یعنی سجدے میں صرف ہتھیلیاں زمین پر لگیں نہ کوئی دوسرا سب ملحق رہیں ہی سنت ہے کہنیاں پچھانے کو۔

لے کہ کبھی اس طرح کہ انگلیاں بائیں فی ہوں اور انگلیوں کے کنارے کانوں کی گدیوں کے نیچے ہوں کہ اگر گدیا سے قطرہ ٹپکے تو انکو ٹپکے کی نوک پر گرے۔

لے یہ حکم مردوں کے لیے ہے عورت کہنیاں پچھانے کی اور بازو پسلیوں سے لے رکھے گی۔ کیونکہ اس میں ستر زیادہ ہے۔

لے یعنی اپنے ہاتھ اپنی پسلیوں سے اتنے دور رکھتے کہ اس درمیان والی جگہ سے بھری کا پتھر گروسکھ اس کی تشریح پکڑنے کے لیے کی۔



بِاسْتِئْذَانِهِ وَالْمُسْلِمُ يَبْعَثُهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ نَزَّ  
 شَاءَتْ جَهْمَةُ أَنْ تَمْرَيْنَ يَدَيْهِ لَمْ تَزَلْ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنُ  
 بَجْبَنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَتَرَجَّ بَيْنَ يَدَيْهِ  
 حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ ابْطِينِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهَا ذَقْتُ وَ  
 جَلَّهٗ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَائِيْنَهُ وَسِرَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْقُرَاشِ

یہ اسناد تصحیح کی گئی ہے نہ اور مسلم میں اس کے معنی ہیں فراق ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اگر  
 بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان گذرنا یا چاہتا تو گذر جاتا ہا روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مالک  
 ابن بجنہ سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کے درمیان کشادگی  
 فرماتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ فرماتے ہیں  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں کہتے تھے خدا یا میرے سامنے گناہ بخش دے مجھ کو بڑے بڑے گناہ بخش دے  
 چھپے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر  
 سے گم کر پایا کچھ میں نے

لے یہ صاحب مصابیح پر اعتراض ہے کہ وہ فصل اول میں مسلم بخاری کے علاوہ اور کتاب کی حدیث لائے مسلم کی عبارت یہ نہیں ہے  
 بلکہ وہ ہے جو آگے آئی ہے کہ مجیدہ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے یعنی مجیدہ مالک کی بیوی ہیں اسی سے محدثین مالک کو متحریرین  
 پڑھتے ہیں اور ابن مجیدہ اس سے علیحدہ کرتے ہیں بلکہ ان کا نام عبداللہ ابن مجیدہ مشہور ہے اور آپ صحابی ہیں ۵۴ھ ۵۵ھ ہجری  
 میں امیر معاویہ کی خلافت کیگزرتہ میں وفات پائی۔ سکہ اس طرح کہ چادروں سے نماز پڑھتے تو چادر کچھ سرسبز جاتی  
 اور بغل نظر آ جاتی اور اگر قیض میں نماز پڑھتے تو بغل کی سفیدی کی مگر نظر آ جاتی اس طرح کہ اگر کپڑا نہ ہوتا تو بغل دیکھ کر جاتی نظر  
 یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل شریف خلل باقی جسم شریف کے سفید تھی سفید نے فرمایا  
 کہ وہاں بال بھی نہ تھے بدل سے نہایت خستہ ہو نکلتی تھی یہ آپ کی خصوصیات سے ہے (ادھر قرات واشتہ)

لے ظاہر یہ ہے کہ دعا یا تہجد یا کسی اور فعل کے سجدے میں بھی یا کبھی کبھی فرائض کے سجدے میں بیان جواز رکھے ہے۔ خیال رہے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارتکاب  
 سے بھی محفوظ ہیں کہ یعنی میرے ہاں قیام کی باری تمہی رات اندھیری تھی، مگر میں چراغ نہ تھا میری آنکھ کھلی تو  
 مجھے آپ کا بستر شریف خالی محسوس ہوا تو میں گھبرائی کہ مجھے الملائکہ دیکھتے بغیر کہاں نشریف لے گئے۔

كَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدَايَ عَلَى بَطْنٍ قَدَامِيهِ وَهُوَ فِي التَّسْجِدِ هَمَامٌ مُصْرَبٌ  
وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ وَسَخَطِكَ وَبِعَمَّا قَاتِكَ مِنْ  
عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُخْصِيْ شَاْءَكَ عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَشْنَيْتَ عَلَى  
نَفْسِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثَرُ الدَّعَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأْتَ اَبْسُ اَدَمَ

تھو لا تو میرا تہہ آپ کے تنوں پر چلا حالانکہ آپ سجد میں تھے اور تنوں کے کھڑے ہوئے تھے لہذا وہ آپ کہہ رہے  
تھے مولا میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی تیری سزا سے پناہ لیتا ہوں کہ میں تیری تعریف  
کی طاقت نہیں رکھتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی (مسلم) اب روایت ہے حضرت  
ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب  
سجد کرتے ہوئے ہوتا ہے تو اس میں دعا میں زیادہ مانگو گئے (مسلم) اب روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں  
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انسان

لے یعنی سجدے میں گر کر وہاں مانگ رہے تھے مسجد نبویؐ جو کہ حضرت عائشہ کے حجرے سے بالکل علی ہوئی تھی ایسی  
طرف دروازہ تھا اس لیے آپ کا ہاتھ اپنے بستر پر پڑھتا بیٹھے مسجد میں پہنچ گیا اس سے معلوم ہوا کہ عورت  
کا چھونا وضو نہیں توڑتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدے میں ہیں اور یغیر آڑ کے ام المؤمنین کا ہاتھ  
آپ کے تنوں پر ٹھیک کو لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد پڑھی نہ وضو دوبارہ کیا ان انگلیوں کے  
قربان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تنوں سے لگیں نصیب والے کا کر چلے گئے۔ شعر  
جو ہم بھی داں ہوتے خاک گشت پیٹ کے قدموں سے بیٹے اترن  
گر کیہ کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن کھکے تھے۔

تھ یعنی اگر تو حجاب فرماتے تو میرے ہی کرم میں پناہ مل سکتی ہے اور کہیں بلا تشہید یوں سجدہ کہ جب بچے کو ماں ملتی  
ہے اور پرے کھتی ہے تو بچہ ماں ہی سے پلٹتا ہے کیونکہ اس کی آخری پناہ وہی ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کی پناہوں میں ان اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ رب کا آستانہ ہے خود فرماتے ہیں  
اِنَّا فِئۡتُ الْمَلٰٓئِکَۃِۃِۤیۡنَ میں مسلمانوں کی پناہ میں ہوں رب فرماتا ہے جَاؤْۤیْ ذَاکَ الٰہ۔ تھ یعنی رب تو ہم سے ہر وقت  
قرب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں البتہ مسجد کے حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہذا  
اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہنے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے

السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ وَبَيْنَكَ يَقُولُ يَا وَيْلَتَى أُمِرَ ابْنُ آدَمَ  
بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ اُجْرَتُهُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَكُنْتُ عَلَى التَّارِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ رِبْعَةَ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَتَيْتُهُ بِرُطُوبٍ وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَأَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ

سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان رونام ہوا پھر تارے ہائے فوس انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کر لیا اس کے لیے توجہ تھی اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں انکار ہی ہو گیا میرے لیے آگ ہے لہذا (مسلم) روایت ہے حضرت ربیعہ بن کعبؓ کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارا تھا لہذا تو میں آپ کے پاس رطوبت لایا اور ضرورت لایا تو مجھ سے فرمایا کھراںک لو لہذا میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں

خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعا مانگنے کے فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے۔

لہذا یعنی انسان کے لیے سجدہ تلاوت کو دیکھ کر شیطان حسرت کرتا ہوا دلوں سے بھاگتا ہے چونکہ یہ سجدہ سجدہ نماز کے علاوہ ہے اور شیطان نے جس سجدہ کا انکار کیا تھا وہ بھی سجدہ نماز کے علاوہ تھا اس لیے اسے یہ سجدہ دیکھ کر حسرت ہوئی ہے نہ کہ سجدہ نماز دیکھ کر کیونکہ نماز کے سجدے تو خود بھی کرتا رہا ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ واجب ہے جیسا کہ حنفیوں کا مذہب ہے اگرچہ وہ سجدہ دوم علیہ السلام کو تھا (سجدہ تعظی) اور یہ سجدہ اللہ کو ہے (سجدہ عبادت)

مگر چونکہ اس سجدہ کا حکم بھی الہی تھا اور اس سجدے کا بھی اس لیے شیطان یہ کہتا ہے۔ اس سجدہ تعظی کی بحث ہماری کتاب تفسیر نبوی جلد اول میں دیکھو۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اپنی حرکت پر کھٹکتا تو رہا ہے۔ مگر اب کیا ہوتا۔ وقت نکلی چکا۔

لہذا آپ کی کنیت ابو ذر اس ہے۔ اسی ہیں۔ اصحاب مقد میں سے تھے۔ پرانے صحابی ہیں۔ سفر و حضر کے حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم ہیں سجدے میں انتقال ہوا۔

لہذا یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی اور اگر گھر ملا ہو تو مطلب یہ ہے کہ رات بھر آپ کے دروازے پر رہتا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قدم کی ضرورت ہوتی تو بھاؤں۔

لہذا یعنی ایک شب حسب معمول تہجد کے وقت وضو کا پانی مسواک معنی کے خدمت میں حاضر ہوا۔ بعض نسخوں میں آیت یہ ہے یعنی لایا کرتا تھا۔ لہذا یعنی ایک شب شان کری کی دیوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا اس جگہ مرقات اور لمعات وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یہ چیز مانگو معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الہی اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔ دین و دنیا کی جو نعمت چاہیں وہیں دیکھو حضور اصحابؓ کے بھی مالک ہیں جس پر جو احکام چاہیں نافذ کریں چنانچہ حضرت خدیجہ ابن ثابتؓ کی گواہی دو گواہوں کی

قَالَ أَوْعِيزْ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِيتِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يَدْخِلُنِي اللَّهُ بِرَأْسِ الْجَنَّةِ فَسَكَتَ

فرمایا اسکے سوا کچھ اور بھی میں نے عرض کیا پس یہی شے فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو وہ مسلم  
روایت ہے حضرت سعد بن ابی طحہ سے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت  
ثوبان سے ملا میں نے کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو اللہ مجھے اس کی برکت سے جنت میں داخل کرے

مثل قرادی (مقامی) ائمہ عظیمہ کو ایک مرتبہ نورجی اجازت دی (اسلم) ابی بردہ ابن نیاز کو چھ ماہ تک یہی کی قرانی کی اجازت دی۔  
اللہ نے جنت کی زمین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کیا ہے جسے چاہیں دیں۔ (مرقات و ہزوا)۔

کھیتی بھئی آپ جنت میں اپنے ساتھ رکھیں۔ جیسے بادشاہ شاہی قلعہ میں اپنے خاص غلاموں کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔  
خیال رہے کہ حضرت ربیعہ نے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب قبیل چیزیں مانگیں۔ زندگی میں ایمان پر استقامت  
نیکیوں کی توفیق گناہوں سے کنارہ کشی۔ مرتے وقت ایمان پر فائز۔ قرعے حساب میں کامیابی۔ حشر میں اعمال کی۔  
قبولیت۔ بل صراطے برکت گزر۔ جنت میں رب کا فضل و ہندی مراتب۔ یہ سب چیزیں صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم سے مانگیں اور صحابی نے حضور کو بخشیں لہذا ہم بھی حضور سے ایمان۔ مال۔ اولاد۔ عزت۔ جنت سب کچھ مانگا  
کھتے ہیں یہ مانگنا سنت صحابہ ہے حضور کے نگہ سے یہ سب کچھ قیامت تک بٹتا رہے گا اور ہم مجھاری لیتے رہیں گے  
موصوفہ فرماتے ہیں کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے حضور ہی کو مانگا مگر چونکہ حضور جنت میں ہی میں گئے۔ لہذا  
جنت کا بھی ذکر دیا

شے یعنی تمہاری یہ درخواست منظور ہے۔ کچھ اور بھی چاہتے ہو عرض کیا جنب چمن الہی کا پھول مل گیا تو پتوں کی کیس  
ضرورت ہے شے یعنی جنت میں تمہیں اعلیٰ مقام پر پہنچا میرے کرم سے ہے ذکر عرض تھا سب سجدوں سے تم اپنے سجدوں  
سے مجھے اس کام میں امداد دو۔ غنی تفسیر فرما کر اشارۃً فرمایا کیا کہ نفس کی مخالفت جنت کا درجہ ہے (مرقات)  
کثرت سجدوں سے بتایا گیا کہ فقط نماز پنجگانہ پر کفایت نہ کرو بلکہ نورانی کثرت سے پڑھو تاکہ میرے قرب کے لائق ہو  
جاؤ۔ جیسے بادشاہ کے کمرے پاس آتا ہے۔ تو اچھا لباس پہنو۔ حاضری بادشاہ کے کمرے سے ہے اور اچھا  
لباس دربار کے اداہ میں سے شعور۔

مالک ابن خروازہ قدرت کے ہرجس کو چاہیں دے ڈالیں۔

دی علقہ جنب ربیعہ کو جگہ ستری لاکھوں کی بتائی ہے۔

لے آپ تابعی ہیں شام کے رہنے والے ہیں عالم باعمل ہیں۔ حضرت عمر۔ ابو اندر داء اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے  
روایت کرتے ہیں۔

ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّلَاثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ ثُوْبَانُ لِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَهْضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَدَّارِمِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ

دیے آپ خاموش ہے ہیں نے پھر پوچھا آپ خاموش رہے میں نے پھر پھر بار پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس سے اسے  
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اے آپ فرمایا کہ اللہ کیسے زیادہ سجدے اختیار کرو گے کیونکہ تم  
 اللہ کیسے کوئی سجدہ نہ کرو گے مگر اللہ اس کی برکت سے بہار اور جہنم بڑھائے گا اور تمہاری خطا معاف کرے گا  
 معادن کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابودرداء سے ملا ان سے پوچھا انہوں نے مجھ سے وہی کہا جو ثوبان نے کہا تھا  
 (مسلم) : دوسری فصل : روایت ہے حضرت وائل بن حجر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو دیکھا جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں  
 سے پہلے اٹھاتے تھے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) روایت ہے حضرت ابوسریرہ سے فرماتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو

طریقہ میں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین یا چار سوال کیا تھا دو بار بار خاموش رہے تھے اور تیسری بار میں  
 میں جواب دیا تھا (مرقات) اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہیں بھی دو بار خاموش رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاموشی  
 سال کا شوق پر مچانے کے لیے اور حضرت ثوبان کی خاموشی اس سنت پر عمل کے لیے ہے صحابہ کرام حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی اداؤں کی نقل کرتے تھے اسی طرح کہ نوافل زیادہ پڑھو اور تلاوت قرآن کثرت سے کرو سجدہ شکر  
 زیادہ کرو۔ مگر اس سے معذور ہوا کہ سجدہ گناہوں کا کفارہ ہے مگر گناہوں سے مراد حقوق اللہ کے گناہ ہیں  
 حقوق العباد اور اگر گناہوں سے اور گناہ و کبیرہ تو یہ سے معاف ہوتے ہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ سجدے میں جانتے وقت زمین پر سجدہ  
 والا عضو زمین پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے پھر آٹھ پھر چھوڑا پھر پیشانی رکھے اور سجدے میں اٹھتے وقت اس کے برعکس کرے  
 کہ پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر آٹھ پھر گھٹنے جن روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے گھٹنے اٹھاتے تھے  
 پھر آٹھ وہ صعب یا مجبوری کی بنا پر ہے ہذا احادیث میں تعارض نہیں۔

قَالَ يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَالْبَيْضُ يَدُ يَدٍ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ  
النَّسَائِيُّ وَالْذَاوَرِيُّ قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ أَخْطَأَنِي حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ  
أَثْبَتُ مِنْ هَذَا أَوْ قِيلَ هَذَا مَنْسُومٌ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اأَلْهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَ  
اهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ حُدَيْفَةَ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِي  
رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْذَاوَرِيُّ الْقِصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَلٍ

تو اودھت کی طرح نہ بیٹھے بلکہ چاہے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے تھے (ابوداؤد، نسائی، دارمی)  
ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر کی حدیث اس سے زیادہ گویا ہے کہ وہ کہہ گیا ہے کہ یہ منسوخ  
ہے، روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان  
کہتے تھے اے الہی مجھے بخش دے مجھ پر رحم کر مجھے ہدایت امن اور رزق دے کہ (ابوداؤد، ترمذی)  
روایت ہے حضرت خذلقہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان فرماتے  
تھے یا رب مجھے بخش دے (نسائی، دارمی) یا تیسری فعل: روایت ہے حضرت  
عبدالرحمن ابن شبل سے کہ

کہ کمادھ بیٹھے وقت پہلے پاؤں کے گھٹنے زین پر رکھتا ہے پھر اٹھ بٹھاتا ہے، ترمذی کہہ کر۔ کہ یہ حدیث گدہ شذوذ حدیث وائل بن  
حجر کے خلاف ہے یا حدیث منسوخ ہے وائل بن حجر یا حدیث ضعیف ہے اور وہ حدیث قوی ہو چکی یہ حدیث ناقابل عمل ہے اور  
گدہ شذوذ حدیث پر اکثر ائمہ کامل ہیں جیسا خود صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اسی لیے علمائے اس پر عمل کیا بعض لوگوں نے کہا کہ  
حدیث وائل کی امتدادیں شرک قاضی ہے اور وہ ضعیف ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ امام مسلم نے شرک سے روایات لیں ہیں۔  
یہ اس حدیث کی دو اسنادیں اور بھی ہیں جن سے انہیں قوت پہنچتی ہے کہ یہ دعا نوافل میں ہمیشہ کہتے تھے فرائض میں کبھی  
کبھی فرائض میں اقتضائے نوافل میں آزادی (مرقات) ہے یہ حدیث کھلی حدیث کے خلاف ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کبھی دو سجدوں کے درمیان صرف دعائے مغفرت کرتے تھے اور کبھی وہ پوری دعا پڑھتے تھے جو ابھی گندمی۔ ہر راوی نے  
پوچھا وہ بیان کیا کہ آپ کا ہم عبد الرحمن ابن شبل بن مروان زید بن النصارى میں اوسى میں بلکہ انصار کے نقیب رہے  
ہیں شخص میں قیام رہا۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَفَرَةِ الْعُرَابِ وَالْفُزَارِ  
السَّبْعِ وَأَنْ يُؤْطَلَ الرَّجُلُ التَّمَكُّنُ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُؤْطَلُ الْبَعِيرُ رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْسَانِيُّ وَالِدَّارِيُّ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ إِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ  
لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي لَا تَقْعُرْ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَوَاهُ الزُّمَرِيُّ وَعَنْ طَلْحِ بْنِ  
عَلِيٍّ الْحَنْظَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَرَّ وَجَلَّ  
إِلَى صَلَوةِ عَبْدٍ لَا يَفْقَهُ فِيهَا صَلَاتَهُ بَيْنَ خُشُوعِهَا وَسُجُودِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ

رواہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوسے کی سی ٹھونگ مارنے اور دھبے کی طرح ہاتھ بچھالنے سے منع فرمایا اور اس سے منع کیا کہ کوئی شخص مسجد میں جگہ مقرر کر لے جیسے اونٹ مقرر کر لیتا ہے (ابوداؤد نسائی دارمی ابوداؤد ترمذی ابویوسف) کہ اسے علی میرے تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں چولہے لیے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیے وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں تہ دو مسجدوں کے درمیان کروں تو بیٹھنا (ترمذی) کہ روایت ہے حضرت طلحہ ابن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز پر نظر نہیں فرماتا جو نماز میں رکوع اور سجدے کے درمیان بیٹھ بیدار رہے (احمد)۔

لہذا کہ سجدہ ایسی جلدی جلدی نہ کرے جیسے گوازیں پر چوڑے مار کر فوراً اٹھا لیتا ہے اور سجدے میں کہنیاں زمین سے نہ لٹکائے جیسے کتا بیچڑ یا وچڑہ بیٹھتے وقت لٹکائے ہیں نہ معلوم ہوا کہ مسجد میں اپنے واسطے کوئی جگہ خاص کر لیتا کہ اور جگہ نماز میں دل ہی تنگے کمرہ ہے ہاں شرعی ضرورت کے لیے جگہ مقرر کر لیتا ہے جیسے امام کے لیے عراب مقرر ہے اور بعض مسجدوں میں کبر کے لیے امام کے پیچھے کی جگہ انہیں بھی چاہیے کہ میں اور فضل کچھ بٹ کر پڑھیں مسجد میں جس جگہ بیٹھنے سے وہاں کا وہی سختی ہے بعض سلاطین اسلامیہ خاص امام کے پیچھے اپنے لیے جگہ رکھتے تھے وہ مندرجہ کی بنا پر تھا کیونکہ اور جگہ انہیں جان کا خطرہ تھا ہاں باقاعدہ ان کی حفاظت کا انتظام ہوتا تھا لہذا وہ اس حکم سے عذر مستحق نہیں دیکھو شامی وغیرہ کہ یہاں خصوصی پسندیدگی مراد ہے اور اس حدیث میں حضرت علی مرتضیٰ کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کے ماں باپ سے زیادہ خیر خواہ ہیں قرآن کریم فرماتا ہے حَقُّ قِصِّ عَلِيٍّ كَذِبٌ اور فرماتا ہے عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ سَاعِدٌ كَمُحَمَّدٍ وَنَحْوُهُ نے نہیں حکم دیا ہے کہ اپنے چھاتی مسلمان کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرے ہو (کنز العمال) اسے بنا جس کے سنی ہیں میں نہیں رکھنا دونوں پٹلیاں کھڑی کر لیتا اور ہاتھ زمین سے لگا دینا میں کروں بیٹھنا یہ نماز میں منع ہے نماز میں بیٹھنے روزانہ بیٹھنے سے اس سے معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد فوراً



وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِأَرْضٍ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ  
عَلَى الْأَرْضِ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ  
كَمَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ رُؤُوسَهُ وَمَا لَكَ

### بَابُ التَّسْهَدِ

أَفْصَلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جو اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ  
بھی وہیں لٹکے جہاں پیشانی رکھتا ہے لہ چہرہ پر اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ جیسے چہرہ  
سجدہ کرتا ہے ویسے ہی ہاتھ بھی سجدہ کرنے ہیں (ترمذی)

### التقیات کا باب ۳

فصل اول در روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب التقیات

واجب ہے یعنی سجدہ کرتا ہو یا کہ تھیلہ رکھتا ہو اس میں یہ بھی داخل ہے خشوع سے ملاوٹ کرنا ہے اور نظر نہ کرنے سے مراد  
نہ نہ قبول نہ فرمانا ہے یا شرعاً نہ قبول نہ ہونا

لہ یعنی ہاتھ پیشانی کے آس پاس جاہیں کہ کندھوں کے متصل نیز پیشانی کے لیے کوئی خاص چیز نہ ہو جس پر پیشانی رکھی جائے  
اسی پر ہاتھ بھی رکھے جاہیں بعض لوگ کہہ لگائی دٹی یا گندیا پتے پر صرف پیشانی رکھتے ہیں ان کا یہ عمل اس حدیث کے خلاف  
ہے پیشانی اور ہاتھوں کی جگہ ایک ہونی چاہیے تھ لہذا ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کی طرف جاہیں اور نہ کرے کہ چھو کے  
سے صرف تراشے ہاتھ زمین پر ہی رکھتے دیکھ کر یہ تعدیل ارکان کے خلاف ہے تھ لخت میں تشہد کے معنی  
ہیں گواہ بنایا گواہی دہنا عرف میں کلمہ شہادت پر معنا مگر شریعت میں التقیات کو تشہد کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں  
توحید و رسالت کی گواہی ہوتی ہے خیال ہے کہ کہ التقیات اس کلام کا مجموعہ ہے جو معراج کی رات قرب حضور میں رب  
و محبوب کے درمیان ہوا اولاً حضور نے عرض کیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَصَلِّ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَالْقُرْبَانِ رَبِّ كِطْرٍ سَعِ ارْتِدَادٍ  
اَلَسْلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُكَ اَللّٰهُمَّ وَبَرَكَاتُكَ عَیُّوبُ عَلٰی اَللّٰهِ عَلٰی عَرَفِیْ كَمَا اَسْلَمْتَ عَلَیْكَ  
وَعَلٰی عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ اِنَّ دُرُودَ قَوْمٍ كَلَامٌ كَوْنُ مَآزِیْ اَدَاكَ رَكْعَةِ اَللّٰهِ كِی تَوَدَّ جَنُودُ رِسَالَتِ  
كَ گواہی دیتا ہے لیکن نمازی التقیات پر ہے وقت معراج کی اس گفتگو کی نقل کی نسبت نہ کرے بلکہ خود بارگاہ الہی پر ہے اور بارگاہ رسالت  
میں سلام عرض کرنے کی نسبت کوہ (شامی) جیسے پیغمبر شریف حضرت جبریل حضرت غیبیل حضرت اسماعیل کے کلاموں کا  
مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنت سے دہرے کر حاضر ہوئے اور غیبیل اپنے تخت پر مگر کو ذبح کر دے تھے تو اوپر  
سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ حضرت غیبیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو تھے دیکھ کر فرمایا اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

عَبْدَیْ اَلنَّشْهُدِی وَضَعَ یَدَهُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُكْبَتَیْهِ الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی  
عَلٰی رُكْبَتَیْهِ الْیُمْنٰی وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِیْنَ وَاشَارَ بِاَسْتَبَاكَةٍ وَفِي رَوَاۓكَ  
اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ وَرَفَعَ اَصْبَعَهُ الْیُمْنٰی اِلَیَّیْ  
تِلْكَ الْاِیْمَآةُ یَدُ عَوَاۓدِهَا وَیَدُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُكْبَتَیْهِ بِاَسْطَافِیْهَا وَهَآؤُهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَبْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا  
قَعَدَ یَدَیْهُ عَوَاۓدَ الْیُمْنٰی عَلٰی فُحْنِهِ الْیُمْنٰی وَیَدُ الْیُسْرٰی عَلٰی فُحْنِهِ

میں بیٹھتے تو اپنا بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور بائیں ہاتھ دائیں گھٹنے پر ملے اور تین (۵۳) کا عقد  
باندھتے اور اٹھ کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے  
دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی دائیں انگلی جو انگلی کے سے ملے ہے اُسے اٹھانے کے  
اشارہ کرتے تھے اور اپنا بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت عبداللہ بن  
زبیر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو کمر پر رکھتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دایں گھٹنے  
پر رکھتے اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے

حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیت قرآنی کی بشارت دی تو آپ نے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے  
تشریف رکھنے والا وہاں کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے ذکر الہی کی نیت کرے۔  
اس طرح کہ یہ قصیدیاں تو دونوں ہر طرف اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں پر ہاتھوں سے رکھنے پکڑنا مراد نہیں کیونکہ القیات  
میں تمام انگلیوں کا رخ کعبہ منظر کو چاہیے خیال رہے کہ نماز کی ہر شریعت میں ہی ہوتی چاہیے خواہ مسجدوں کے درمیان  
کا جلسہ ہو یا القیات کا عقد وہاں القیات کا ذکر اجزائی نہیں لہذا یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہیں۔  
تھے یعنی القیات میں شہادت توحید کے وقت دہانے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے کہ انگلیوں کے کنارے کعبہ کی انگلی کی طرف  
میں لگاتے اور تین انگلیاں بند کر لیتے یہ تین کا عقد ہوا اور کعبہ کی انگلی اور پراٹھانے والا اللہ پر گرا دیتے یہ تفصیل دوسری  
احادیث میں وارد ہے خیال ہے کہ اس اشارے کے متعلق مختلف روایتیں آئیں ہیں یہاں تین (۵۳) کا عقد مذکور ہے  
بعض میں ہے کہ انگلیاں بند کر لیتے اور انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کعبہ کی انگلی سے اشارہ کرتے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی  
اس طرح کرتے اور کبھی اس طرح لہذا احادیث میں تعارض نہیں احناف کے ہاں مفقود علی حدیث پر عمل ہے جو حضرت داؤد بن  
جریر سے مروی ہے اس طرح کہ زبان سے فرماتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہ انگلی اٹھا کر توحید کا اشارہ کرتے تاکہ توحید اور  
توحید کی گواہی ہو اور بعد اشارہ پھر اٹھایا دیتے تاکہ انگلیاں قبلہ پر رہیں تھے یعنی بایاں ہاتھ اول سے اٹھ کر پکھانے رکھتے  
اس ہاتھ سے عقد اٹھالیا اشارہ کرتے تھے یہاں دعا سے مراد کلمہ شہادت ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ صرف کے دے

اَنِسْرَىٰ وَاَشَارَ بِاَصْبَعِهِ السَّبَابَةَ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلَىٰ اَصْبَعِهِ الْوُسْطَىٰ  
يَلْقَمُ كَقَعَةِ اَنِسْرَىٰ رُكْبَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَسْلَامُ عَلَى اللَّهِ قِيلَ  
عِبَادُہ اَسْلَامُ عَلَىٰ جَبْرِئِلَ اَسْلَامُ عَلَىٰ مِيكَائِلَ اَسْلَامُ عَلَىٰ قُلَانٍ فَلَمَّا

اور اپنی گھٹے کی انگلی سے اشارہ کرنے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھنے لے اور بائیں ہاتھ کی گھٹنے پر پکڑ لیتے تھے (مسلم) یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تھے تو کہتے تھے کہ اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام ہو وہ جبریل پر سلام ہو میکائیل پر سلام ہو۔ فلاں پر سلام ہو۔

بہترین دعا کہ طبع ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بیٹھتے تو الغیبات پڑھتے اور اس میں کلید پڑھتے خیال ہے کہ نماز میں جب بھی بیٹھنا پڑے تب الغیبات پڑھے لہذا اگر کوئی الغیبات میں جماعت سے ملا اس کے ساتھ ہی امام کھڑ ہو گیا تو یہ شخص پوری الغیبات و رسول تک پڑھ کر رکھے اس مسئلہ کا مافرد حدیث ہے نہ یہ صحیح حدیث کی شرح ہے جس میں تھا کہ حضور بقعد میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے تھے اس نے بتایا کہ ہاتھ رانوں پر رکھتے انگلیوں کے کنارے گھٹنوں پر۔

لے یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اشارہ فرماتے جیسا ہم احناف کا عمل ہے لے اس طرح کہہ بایں گھٹنے بایں ہاتھ میں ایسے آجاتا جیسے زمین میں لقمہ خیال ہے کہ حضور کا یہ عمل بیان حوالہ کے لیے ہے اور یہی حدیث کا عمل بیان الغیبات کے لیے تھا یعنی دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھا دینا بہتر ہے تاکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رو رہیں اور بایں گھٹے بایں ہاتھ سے پکڑ لینا چاہئے لہذا تو احوال میں تعارض ہے اور نہ مسئلہ ان کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے یہ بھی خیال ہے کہ اشارہ صرف کلہ شہادت پر تھا جو کہ ختم ہوئے پر ختم ہو جاتا تھا اول سے ہاتھ پکھا ہوتا پھر بعد میں بھی پکھا دیا جاتا تاکہ انگلیاں متوہ قبلہ رہیں لے اگر یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے تب تو یہ مطلب ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے نماز پڑھتے تھے اور یہ بھی حضور کے ساتھ اس عبادت میں مشغول ہونے تھے اور اپنے اجتہاد سے پائے الغیبات یہ پڑھنا کرتے تھے جب حضور معراج سے واپس ہوئے تب آپ نے اس الغیبات کی تعلیم دی جو آج آ رہی ہے یعنی لوگو نماز میں ہاتھ کی طرف ہے تو اس معراج میں آپ سے جو کچھ سیکھا کہ آپ ہم نماز میں وہ ہی کیا کرو اور اگر معراج کے بعد کا واقعہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ اول الغیبات کی تعلیم نہیں دی گئی تھی صحابہ اپنے اجتہاد سے کچھ کہہ کر لیا کرتے تھے ایک روز نماز سے فارغ ہو کر اس الغیبات کی تعلیم دی رمضان ۱۱ھ نماز کے دونوں غنودوں میں ۱۱ھ یعنی ہم بندے بارگاہ الہی میں نیاز متداہ سلام پیش کرتے ہیں وہ تجھے یہ کچھ کہہ دے بادشاہوں کے دربار میں سلام کرنا اور بارگاہ ادب ہے ایسے ہی بارگاہ الہی میں سلام پیش کرنا وہاں کا ادب ہے۔

اَلْخَصْرَفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ لَا تَقُولُوا  
اَسَلَامًا عَلٰى اَللّٰهِ فَإِنَّ اَللّٰهَ هُوَ اَسَلَامٌ فَإِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلَاةِ  
فَلْيَقُلْ اَلشَّجَاةُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَسَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا  
النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اَللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَسَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اَللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ وَآلَتُهُ

لہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر سے ہم پر متوجہ ہوئے تھے اور فرمایا یہ کہو کہ اللہ پر  
سلام ہو اللہ تو خود سلام ہے تھے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے کہ اللہ کے لیے تحیاتیں۔  
نمازیں اور طیب کے لیے اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تھ ہم پر اور اللہ کے  
نیک بندوں پر سلام ہو شہ نمازی جب کہے گا۔

لہ فلاں سے مراد باقی فرشتے ہیں یا خاص انبیاء کرام تھے اَلْخَصْرَفُ کے معنی یہ ہیں کہ آپ معراج سے واپس لوٹے تو ہم سب  
کے سامنے وقف فرمایا یہ مطلب ہے کہ ایک دن نماز سے فارغ ہو کر یہ ارشاد فرمایا (ازمقات)  
تھے یعنی سلام ایک قسم کی دعا ہے یہ رب کے لائق نہیں رب پر عجب سے پاک ہر آفت سے دور ہے اور سب کو سلامت  
رکھنے والا ہے اسی لیے ایک دعا میں آیا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الٰہی تو سلامت رکھنے والا ہے  
تھے یَقُلْ صیغہ امر ہے اور امر واجب کہیے آتے ہیں سے معلوم ہوا کہ نماز میں الغیبات واجب ہے وَرَاٰ اَجَلَکُمْ  
معلوم سے معلوم ہوا کہ نماز میں جب بھی بیٹھے الغیبات پڑھے خواہ امام کے تابع ہو کر بیٹھے یا خود اسے بیٹھا ہو لہذا اگر کوئی امام  
کے ساتھ الغیبات میں ہے اور اس کے بیٹھنے ہی امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے تو الغیبات پوری کیسے کھڑا ہو لہذا  
یہ حدیث اختلاف کے بہت سے مسائل کا فائدہ ہے جب الغیبات واجب ہوئی تو اس کے رہ جانے پر سجدہ ہمو واجب  
ہوا ایسا کہ واجبات نماز کا مکمل ہے شہ ان میں کلموں کی شرطیں بہت ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ تجھ سے مراد تو فی ہدایا  
میں صنوات سے مراد بدنی عبادات اور طہیات سے مراد دینی عبادتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادتیں اللہ سے خاص  
ہیں چونکہ ان صنویں عبادتوں میں سے ہر ایک کی ہزار ہا قسمیں ہیں نیز ہر شخص کی عبادت علیحدہ ہے اس لیے ان چیزوں  
کو جمع فرمایا خیال رہے کہ حقیر کا لفظ جب بندے کے لیے استعمال کہو گا تو اس کے معنی ہوں گے ملاقات کے وقت  
کا کلام یا کام یعنی صنوات بندوں کے لیے بمعنی رحمتیں ہوتا ہے جیسے اُولَیِّکَ عَلَیْکُمْ صَلَوَاتٌ حَقٌّ تَرْجِعُہُمْ  
تھے اس بگہ مرقات نے فرمایا کہ معراج کی بات اول جن کے حضور نے بارگاہ الہی میں پیش کیے پھر اَسَلَامٌ عَلَیْکَ  
اور رب کی طرف سے حضور کو خطاب ہوا پھر اَسَلَامٌ عَلَیْکَ اَلْحَمْدُ لَیْسَ بِہَا جَعَلَہَا لَیْسَ بِہَا جَعَلَہَا لَیْسَ بِہَا  
کیا چونکہ نماز بھی مسلمان کی معراج ہے اس لیے اس میں سادے کلمات جمع کر دیئے گئے۔ نیز شیخ نے اشد الغیبات میں  
امام مرقا نے نے انصار العلوم میں طالع قاری نے مرقات میں فرمایا کہ اَسَلَامٌ عَلَیْکَ پر ہم نمازی اپنے دل میں حضور کو  
حاضر جانے اور یہ جان کہ سلام عرض کرے کہ میں حضور کو سلام کر رہا ہوں حضور مجھے جواب دے دے ہے میں شیخ نے فرمایا

إِذْ قَالَ ذَٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لَيْتَ خَيْرَ مِنَ الدُّعَاءِ  
أَعَجَبُهُ لَيْتَ قَدِ عَوَّدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَا بْنِ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الشَّهَدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنْ  
النُّقْدَانِ فَكَانَ يَقُولُ التَّحِيَّاتُ التُّبَارَكَاتُ أَنْصَلُوتُ الطَّيِّبَاتُ رَلَّهُ

تو زمین و آسمان کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر پھر خود اے پسند ہوا اختیار  
کئے اور اس سے دعا مانگے کہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے فرماتے ہیں  
کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم القیات ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے  
تھے فرماتے تھے کہ برکت والی تحیتیں اور طیب نمازیں اشرکت سے

کہ بعض عارفین کا ارشاد ہے کہ حقیقت محمد تمام موجودات بلکہ ممکنات میں ساری طاری ہے اس لیے نمازیں بھی  
موجود ہے لہذا خطاب اَشْهَدُ مُحَمَّدًا نَبِیًّا نہایت موزوں ہے یہی مضمون اہل حدیث کے شیواذاب صدیق حسن  
خان جموں پالی نے بھی اپنی بعض کتب میں لکھا ہے اس سے مستند حاضر و حاضر کوئی واضح ہو گیا کیونکہ غائب کو فاضل کو  
اور جو جواب دہ اس کو سلام کرنا منع ہے اس کی پوری بحث ہماری کتاب ہمارا ہی حصا دل میں دیکھو۔

کہ یعنی زمین و آسمان میں غائب و حاضر گذشتہ موجودہ آنکدہ سارے نیک بندوں پر سلام چونکہ وہ سب بندے سن  
نہیں رہے ہیں اس لیے یہاں خطاب نہیں ہوا نیک بندہ وہ ہے جو حق عبودیت ہے ادا کرے اور اس پر قائم رہے  
لے اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ دعا وغیرہ میں سارے مومنوں کو شامل کرنا چاہیے تو انشاء اللہ دعا ضرور قبول ہوگی  
خیال رہے کہ یہاں گنہگار بندوں کا ذکر نہیں آیا کیونکہ وہ علیٰ کمال کی منہ میں داخل کر لیے گئے جنکو اپنے گنہگاروں  
کو اپنے دامن میں رکھنے میں تلخ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی القیات میں شہاد میں یونہی ادا فرماتے تھے  
تھے بہتر ہے کہ اس موقع پر متغولی دعائیں خصوصاً جامع دعائیں مانگی جائے جیسے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازیں درود ابراہیمی پڑھنا فرض نہیں ہیں حنفیوں کا قول ہے اور یہ حدیث ان کے  
ذیل ہے۔

یعنی جیسا اجماع قرآن شریف کے سکھانے میں کرتے تھے ویسا ہی القیات کے سکھانے میں بھی اس سے  
بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز میں القیات واجب ہے۔

اَسْلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَسْلَامُ عَلَیْنَا وَعَلَى  
عِمَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلَمْ اَجِدْ فِی الصَّحِیْحِیْنِ وَلَا فِی الْجُمُعِ بَیْنَ الصَّحِیْحِیْنِ  
سَلَامُ عَلَیْكَ وَسَلَامُ عَلَیْنَا بِغَیْرِ اَرِیفٍ وَلَا مِرْدٍ وَلَکِنْ رَوَاهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ  
عَنِ التِّرْمِذِیِّ اَلْفَصْلُ الثَّانِیُّ عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی  
اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فَاَقْرَشَ رِجْلَهُ الْیَسْرَى وَضَعَ يَدَهُ الْیَسْرَى  
عَلَى فِخْذِهِ الْیَسْرَى وَحَدَّثَ مِنْ فَفْهَةِ الْیُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْیُمْنَى وَفَبَضَّرَ

ہیں اسے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے ایک بندوں پر سلام ہو جس  
کو وہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کوئی دینا کو ایسی دینا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں لہ  
(مسلم) میں نے صحیحین میں اور صحیحین کے جامع میں سلام علیک اور سلام علینا بغیر الف لام کے نہ پایا  
لیکن اسے جامع والے نے ترمذی سے روایت کیا تھا وہ دوسری فصل: روایت ہے حضرت واثل بن  
حجر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہیں یعنی مانے ہیں کہ پھر حضور بیٹھے لہ تو اپنا پایاں باڈوں  
پچھا اور اپنا پایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور بائیں طاس کی کہنی ران پر دراز کی لہ دو انگلیاں بند کریں

لہ یہ حضرت ابن عباس کی القیات ہے امام شافعی نے اسی کو اختیار کیا امام ابو حنیفہ و امام احمد بن حنبل اور اکثر صحابہ  
و تابعین نے حضرت ابن مسعود کی القیات کو لیا جو پہلے گزری چکی علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن مسعود کی القیات کی  
حدیث بہت صحیح ہے، مستند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو حکم دیا  
کہ اس القیات کی سب کو تعلیم دو اور امام مالک کی القیات ہے جو سیدنا عمر فاروق سے مروی۔ اَلْتَّحَاثُ وَاللَّهِ  
اَلْحَقُّ اَلْکِیَاثُ بِاللّٰهِ الْیُطِیْبُکَ بِاللّٰهِ اَسْلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (۱) (۲) لہ یعنی صاحب مصابیح نے حضرت  
ابن عباس کی القیات میں سلام بغیر الف لام کے نقل کیا مگر ایسی القیات مسود ترمذی کے اور کہیں نہیں ملتا۔  
یہ حدیث صاحب مصابیح کو پہلی فصل میں نہیں لانی چاہیے تھی۔ لہ یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس  
میں واثل ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ شریف پر اس لیے حاضر ہوا کہ میں  
آپ کی نماز دیکھوں تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مگرے جوئے قبلہ کو مڑے کیا۔ تبصر کری۔ کافوں تک  
ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آخر میں ڈھایا چھ بیٹھے (۱)۔

لہ یعنی لہ ہاتھ اٹھا دھر دھر پھیلانے نہیں۔ بلکہ ران کے مقابل رکھے یہ مطلب نہیں کہ کہنیاں ران پر  
پچھا دیں۔

ثَلَاثِينَ وَحَلَقَ حَلَقَةً ثُمَّ رَفَعَ أَصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدُ عَوَا بِهَا رَوَاهُ أَبُو  
 دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يُبَيِّنُ بِأَصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَأَى  
 أَبُو دَاوُدَ وَلَا يُجَارِ وَبَصَرُهُ إِشَارَتُهُ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ  
 يَدْعُو بِأَصْبَعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُ أَحَدٍ رَوَاهُ  
 التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى وَعَنْ ابْنِ عُمرٍ قَالَ قَالَ  
 نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ

اور حلقہ بنایا ملہ پھر انہی شریف اشخاص میں نے آپ کو دیکھا کہ اسے ہلاتے تھے اس سے اشارہ کرتے  
 تھے مثلاً (ابو داؤد، دارمی، ورمطیت ہے حضرت عبداللہ ابن زبیر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے مگر اسے ہلاتے نہ تھے مثلاً (ابو داؤد، نسائی، ابو داؤد نے یہ  
 زیادہ کیا کہ آپ کی انگلی اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی بلکہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ  
 ایک شخص اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سے کرو ایک سے  
 کرو (ترمذی، نسائی، بیہقی، دعوات کبر) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ کوئی نماز میں اپنے ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھے کہ :-

لَمْ يَجْعَلِ رِجَالُ الْكَلْبِ كَالْكَلْبِ خَلْفَهُ سَلَفَهُ بَنِي إِسْرَافِيلَ كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ  
 کیونکہ اس میں انگلی کو حرکت ہوتی ہے لہذا یہ حدیث اگلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ آپ انگلی نہیں ہلاتے تھے  
 یہ حدیث خفیوں کے مخالف نہیں ہے یہ دعا سے مراد کلمہ شہادت ہے کیونکہ درود رب کی حمد و ثناء حضور کی نعت  
 سب درود و دعائیں ہیں فقیر کا فہمی کے درود اسے پر اگر کہنا آپ بڑے سخی ہیں داتا ہیں درود ہا انگلی ہے نہ ہلاتے کا  
 مطلب یہ ہے کہ انگلی اٹھا کر اسے چھماتے نہ تھے مثلاً یعنی بروقت اشارہ آپ اپنی انگلی کو دیکھے تھے خیال رہے کہ نماز کی  
 شدت میں نگاہ گود میں پائیے لیکن گود میں نگاہ نہ ہوتے ہوئے انگلی بخوبی نظر آ جاتی ہے راوی کا مطلب یہ ہے کہ  
 آپ اشارہ کے وقت آسمان یا سجدہ کا کوئی نہ دیکھتے تھے مثلاً یہ اشارہ کرتے ہوئے صاحب حضرت سعد بن ابی وقاص میں جیسا کہ  
 ابو داؤد اور نسائی کی روایات میں ہے اور وہ انگلیوں سے مراد دلہنے یا پس ہاتھ کی شہادت والی انگلیاں ہیں نہ کہ ایک ہاتھ کی دو انگلیاں  
 جیسا کہ سقافہ اور اشعہ و غیر میں ہے مثلاً یعنی دہانے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کرو یا پس ہاتھ کی انگلی دھانچو کہ یعنی نماز میں اپنی طاقت  
 سے بٹھنا چاہیے نہیں لگھنوں پر ہاتھ کھنڈا اور اس چترم کا بوجھ ڈالنا منع ہے اس حالت میں ہاتھ ڈھیلے رہیں۔



عَلَى يَدَيْهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ نَهَى أَنْ يَتَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا انْقَضَى فِي الصَّلَاةِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّصْفِ حَتَّى يَقُومَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الشَّهَادَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الشُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسْمِ اللَّهِ وَيَأْتِيهِ الشَّجَبَاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ أَسْلَامُ

۱) احمد ابو داؤد اس کی ایک روایت میں ہے اس سے منع فرمایا کہ دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے جب نماز میں اٹھے لہ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو پہلی رکعتوں میں ایسے ہوتے تھے گویا آپ گرم پتھر پر بیٹھی کہ کھڑے ہوتے تھے (ترمذی، ابو داؤد، نسائی) تیسری فصل: روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو القیات ایسے سکھاتے تھے جیسے ہم کو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اللہ کے نام سے اور اللہ کے تختہ میں پاک نمازیں اللہ کے لیے ہیں لہے نبی آپ پر سلام ہو

لہ یعنی سید سے اٹھتے وقت ہاتھوں پر ٹیک لگا نا منع ہے بلکہ گھٹنوں اور رانوں پر زور دے کر اٹھے یہ حدیث اصناف کی دلیل ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت میں مجلس استراحت نہ کیا جائے کیونکہ اس صورت میں ہاتھوں پر ضرور ٹیک لگانا پڑتی ہے جن روایتوں میں اس نشت کا ثبوت ہے وہاں بڑھاپے یا بیماری کی مجبوریاں مراد ہیں۔ لہ یعنی میں یا چار رکعت والے فرائض میں آپ بعد میں زیادہ دیر نہ لگاتے بلکہ صرف القیات پڑھ کر کھڑے ہوجاتے گرم پتھر ہونے سے مراد جلدی اٹھنا ہے اس کے سوا اور جو چیزیں کی گئی ہیں باطل ہیں عربی میں وصف اس گرم پتھر کو کہتے ہیں جو دودھ گرم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لہ یعنی جیسے قرآن کی ایک ایک آیت مختلف الفاظ اور مختلف تراکبوں سے سکھاتے ایسے ہی ہمیں القیات مختلف الفاظ سے سکھاتے تھے (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ جیسے قرآن شریف کی سات و آٹھ متواتر ہیں اور باقی قرآنی شاذ ایسے ہی القیات کی مختلف عبارات ہیں جو مختلف صحابہ سے منقول ہیں اور جیسے اب قرآن شریف صرف ایک قرأت سے ہی پڑھنا چاہیے ورنہ فتنہ ہوگا ایسے ہی اب القیات صرف ایک ہی عبارت سے پڑھنی چاہیے لہ نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا کہ القیات میں بسم اللہ کی نیا دہی صرف حضرت جابر کی اس روایت سے ہی ثابت ہے اور کسی روایت میں نہیں ہے حضرت جابر کی یہ حدیث صحیح نہیں ہے القیات کی مختلف عبارتیں احادیث میں منقول ہیں لیکن مرعرات میں حضور کو خطاب کر کے حضور کو سلام کیا ہے مرقات نے فرمایا نمازیں حضور سے خطاب اور کلام حضور کی خصوصیت ہے اگر کسی مذکور ثابت

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ  
الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ وَاهِ النَّسَائِيِّ وَعَنْ تَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ  
بِئْسَ عَمْرًا ذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَصَمَّ بِيَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ وَ  
اتَّبَعَهَا بَصَرُهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَشَدُّ عَلَى  
الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَابَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ كَانَ

اور اللہ کی رحمت اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں کو اسی دیتا ہوں کہ  
حضرت محمد اللہ کے بندے و رسول ہیں لہذا اللہ سے جنت مانگتا ہوں آپ سے رب کی پناہ (نسائی)  
روایت ہے حضرت تافع سے فرماتے ہیں کہ عبد اللہ ابن مسعود جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے  
گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اپنی نگاہ اس پر لگاتے تھے پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان پر لڑوے سے زیادہ گمراہ ہے یعنی یہ انگلی تھ (احمد ابن مسعود) روایت  
ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ

یا حاضرانہ سلام کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی بعض فقہار فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو کج حالت نماز حضور پر پکڑیں تو  
اس پر واجب ہے کہ اسی حالت میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہو جو حکم ہے اس کی تعمیل کرے اس کے باوجود نماز ہی میں  
ہو گا کہ جب انہیں سلام کرنے سے نماز نہیں ٹوٹی تو ان سے بات کرنے ان کی خدمت کرنے سے بھی نہیں ٹوٹے  
گی اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو

لے اس میں تجدید ایمان ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتا رہے بلکہ سوتے وقت توبہ کر کے تجدید  
ایمان کر کے سویا کرے لے یعنی آپ نماز کے قعدہ میں تین کام کرتے تھے راتوں پر ہاتھ رکھنا اس طرح کہ انگلیوں کے  
کنا کے گھٹنوں تک پہنچ جائیں مگر شہادت کے وقت دہنئے ہاتھ کی انگلی کے کنا سے اشارہ کرنا۔ اشارے کے وقت  
انگلی پر رکھنا اس کی توجہ میں پہنچے ہوگی پس لے یعنی جیسے نیزہ چھلا گئے تھے ہمیں تکبیر ہوتی ہے اس سے زیادہ  
تکبیر شیطان کو اس اشارے سے ہوتی ہے اس کی برکت سے شیطان لے ہر کسانے سے مایوس ہو جاتا ہے  
خیال رہے کہ بعض حنفی بزرگوں نے لیں اشارے کا انکار کیا ہے جیسے حضرت مجدد و صاحب قدس سرہ  
مگر ان کے انکار کی وجہ صرف یہ ہو سکتی ہے کہ ان کو ان حدیث کی صحت نہ پہنچی ہو حتیٰ کہ اشارہ سنت سے  
اور ان بزرگوں پر کوئی اعتراض نہ کیا جاتے تھے یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع کے کھر میں ہے کیونکہ  
میں یہ کلام کے وہ اقوال جو قیاس سے دور ہیں مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ الغیبات آہستہ

الغیبات  
اس کی اصل  
الطمان

انگلیوں  
سنت

يَقُولُ مِنَ السُّنَنِ اخْفَاءُ الشَّهَادَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا  
الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي كَبِيلٍ قَالَ لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عَجْرَةَ فَقَالَ أَلْهَدِي لَكَ هَدْيَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلَى فَأَهْدِيهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا

کہہ انقیات آہستہ کہنا سنت ہے (ابوداؤد ترمذی انور ہندی نے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے اور اس کی فضیلت کا باب

پہلی فصل یہ روایت ہے حضرت عبد الرحمن ابن ابی کبیل سے کہ میں نے نبی کے مجھے حضرت کعب ابن عجرہ سے ملے تو فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں وہ ہدیہ مجھے ضرور دیں کہ تو فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

پرستنا ضروری ہے۔

ملے صلوة کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت جب اس کا فعل دب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور قائل جب نبی سے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں حتیٰ کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب نماز کے بعد سے ہیں درود شریف امام شافعی کے لوں فرض ہے احناف اور دیگر ائمہ کے اس سنت مؤکدہ یا واجب یا درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے بغیر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ ملے آپ انصاری ہیں تابعی ہیں احمدی ہیں ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کی خلافت فاروقی میں ہر فاروقی کی شہادت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے آپ کے والد عیسیٰ میں مغزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ملے آپ صحابی ہیں بیعت رضوان میں موجود تھے کوفہ میں قیام رہا ۵۰ سال عمر ہوئی۔

لکھنے میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔  
ملے معلوم ہو کہ صحابہ کرام حضور کی اصلاح کو پیش قیمت ہدیہ اور ہے ہاں اسلامی تحفہ سمجھتے تھے اور نعمت لایزال سمجھ کر اسے سننے سناتے تھے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ  
سَلَّمَهُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيِّدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيِّدٌ مَجِيدٌ

معنی کیا یا رسول اللہ آپ کے اہل بیت پر دیکھا ہے اللہ نے یہ تو ہمیں سکھایا کہ آپ پر سلام کیسے  
عرض کریں نہ فرمایا ہوں کہ لوے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں بھیجے مثلاً جیسے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم  
پر رحمتیں کیں بے شک تو محمد و بذریعہ اللہ ہے اے اللہ حضور محمد و آل محمد پر ایسی ہی برکتیں  
بھیج جیسی برکتیں حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر اتیں گے بے شک تو محمد و بذریعہ اللہ ہے

لہ یعنی جب آیت کریمہ یا ایہذا الذین آمنوا وصالوا علیہ وسلم یقولون آمین اتری تو میں نے حضور سے دریافت کیا کہ  
رب نے ہم کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا ہمیں انبیاء میں آپ کو سلام کرنا تو آگیا مگر صلوٰۃ کیسے عرض کریں خیال رہے کہ یہاں  
سلام جسے مراد انبیاء کا سلام ہے اسی لیے سلم شریف نے اس حدیث کے لیے یہ باب مقرر کیا یا اہل بیت کف الصلوٰۃ  
علی الشیخی صلوات اللہ علیہ وسلم و سئل فی الصلوٰۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا تمہارے ہم برادر  
ہمارے اہل بیت پر درود بھیجو تب معاہدے یہ سوال کیا مثلاً آل اہل سے بنا یعنی "والا جیسے اہل بیت محمد و آل  
اہل علم و لا حضور کی آل یا تو میں مومن متقی ہے قرآن کریم نے متعین کو آل فرمایا ہے جیسے قرآن مجید کے سورہ  
آل فرستوں یا حضور کی بیویاں ہیں قرآن کریم نے بیویوں کو آل بیت فرمایا ہے اذ قال لا تہذبوا اہلکم یا حضور کی  
سادری اولاد ہے یعنی آپ کے چاروں بیٹے اور چاروں بیٹیاں اور تاقیامت فاطمہ زہرا کی سب یا تمام بنی ہاشم جن پر  
ذکوٰۃ لینا حرام ہے معنی یہ ہے کہ حضور کی ساری اندراج اور اولاد آپ کی آل ہے اس کی تحقیق ہماری کتاب شان  
حبيب الرحمن اور حضرت القرآن دیکھو گئے یہاں شبہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور اور حضور کی صلوٰۃ ابراہیم  
علیہ السلام اور ان کی صلوٰۃ سے افضل ہے چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کی دعا میں مانگیں۔ و سئل فی الصلوٰۃ  
فیہما رسولنا اس کے شکوکے میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام کو دعائیں دیتے ہیں مثلاً یعنی جیسی عزت اور  
خندگی ابراہیم علیہ السلام کو دی اسی ہمارے حضور کو بھی دے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہزار بار انہما ہوئے  
تو حضور کی اولاد میں لاکھوں اولاد مانہ ہوں مثلاً خیال رہے کہ یہ درود ابراہیم ہے نماز میں صرف یہی پڑھا جاتے  
گا اور درود نہیں مگر نماز کے علاوہ یہ درود غیر مکمل ہو گا کیونکہ اس میں سلام نہیں اور قرآن کریم نے صلوٰۃ و سلام دونوں  
کا حکم دیا ابتداً فارح نماز و درود پڑھو جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں نماز میں چونکہ انبیاء میں سلام چکا ہے  
اس لیے یہاں سلام نہ آیا مضر نہیں ہے بعض لوگ اس حدیث کی بنا پر کہتے ہیں کہ درود ابراہیم ہی کے سوا اور کوئی  
درود جائز نہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ تمام صحابہ محدثین ائمہ یوں کہتے ہیں خال الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم

مسلم و بخاری) انگریز مسلم نے دونوں جگہ علیٰ ابراہیم کا ذکر نہ کیا ہے روایت ہے حضرت ابو حمید سعدی سے فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تم آپ پر درود کیسے بھیجیں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہوں کہ اللہ حضور محمد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر جو یہی رحمتیں بھیجی ہیں آں ابراہیم بھیجیں اور حضور محمد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر یوں ہی رحمتیں نازل کرے جسے ابراہیم پر اتاریں تو حضور بزرگ و ملا سے کہہ (مسلم بخاری) ۱۰ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اس پر اللہ دس رحمتیں کئے گا کہ (مسلم) ۱۰ دوسری فصل: روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر ایک درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں کرے گی ان کے

دیر و دایرہ ہی کے علاوہ ہے۔

درود و ابراہیمی کے علاوہ ہے۔  
 پہا پیمان بھی سوال نماز کے بارے میں ہے مگر جواب سے ظاہر ہے درود و ابراہیمی صرف نماز کے لیے ہے  
 سٹہ یہ حدیث گذشتہ حدیث کی مگر باخبر ہے اس نے بتایا کہ اگر محمد بن حنفیہ کی بیویاں اولاد دسب داخل ہیں بیویاں  
 اہل بیت سکونت ہیں اور اولاد اہل بیت ولادت قرآن کریم نے عمران کی بیوی خنزا اور ان کی بیٹی حضرت مریم کو آل  
 عمران فرمایا خیال رہے کہ قدرت ماری نسلی کو کہا جاتا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اہل بیٹی کی اولاد ذریت نہیں سوائے  
 حضور موی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی بیٹی کی اولاد آپ کی ذریت ہے سٹہ اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے  
 بلوکی ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْرًا اَلْهَا اِسْلَامِیْنِ اِکْبِیْنِیْ کَا یَدْلُکُمْ اَنْکُمْ دَسْ غَاہِہِ خِیَال رہے کہ کتب  
 نبی حیثیت کے لائق درود و شریف پڑھتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اتارتا ہے جو بندے



عَنْهُ عَشْرُ حَقَائِدٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْ ابْنِ  
مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِلِينَ فِي الْأَرْضِ  
يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي أَسْلَامَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالذَّارِقِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِ

دس گناہ معاف کیے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے (نسائی) ہر روایت ہے  
حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کہ قیامت میں مجھ سے  
زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درد و شریف کا ملے (ترمذی) ہر روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں  
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر و سیاحت کرتے ہیں جو میری  
امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے تھے (نسائی، دارمی) ہر روایت ہے حضرت ابو ہریرہ

کے خیال و گمان سے دور ہے۔

یعنی ایک درد و دین تین فائدے میں دس جنتیں۔ دس گناہوں کی معافی اور دس درجوں کی بلندی مبارک ہیں وہ۔  
لوگ جن کی زبان ہر وقت درد و شریف سے ملتی رہے۔ درد و شریف ہر دعا کی قبولیت کی شرط ہے۔ قیامت میں  
سب آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درد و شریف کی کثرت  
ہے اس سے معلوم ہوا کہ درد و شریف بہترین نعمتی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے  
دو برابر اٹھائے اٹھائے و سلمت ملے یعنی ان فرشتوں کی بھی ڈیوٹی ہے کہ وہ آستانہ عالیہ تک امت کا سلام پہنچا یا  
کریں یہاں چند باتیں قابل خیال ہیں ایک یہ کہ فرشتے کے درد و شریف نے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور بنفس نفیس ہر ایک  
کا درد و شریف سنے ہوں حتیٰ کہ یہ کہ ہر درد و شریف کا درد و شریف کا درد و شریف سنے ہیں اور درد و شریف کی  
عزت افزائی کے لیے فرشتہ بھی بارگاہ عالی میں خود پہنچاتے ہیں تاکہ درد و شریف سے ہم گنہگاروں کا نام آستانہ عالیہ  
میں فرشتہ کی زبان سے ادا ہو مسلمانان علیہ السلام سے تین میل سے چوٹی کی آواز سنیں تو حضور ہم گنہگاروں کی فریاد  
کیوں نہ سنیں گے۔ دیکھو رب تعالیٰ ہمارے اعمال دیکھنا ہے پھر بھی اس کی بارگاہ میں فرشتے اعمال پیش کرتے ہیں۔  
دوسرے یہ کہ یہ فرشتے لیے تھے اور ان کی ہر گز سے درد و شریف کا درد و شریف نے سب گنہگاروں نے پیش کیا اگر کوئی ایک مجلس میں  
ہزار بار درد و شریف پڑھیں تو یہ فرشتہ ان کے اوردین طیب کے ہزار چکر لگائے گا یہ نہ ہوگا کہ وہ جہنم کے درد و شریف کے  
ڈاک کی طرح شام کو وہاں پہنچاتے ہیں اس زمانہ کے بعض جہلاء نے سمجھا۔ ہمسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو  
حضور انور کا خدام آستانہ بنایا ہے حضور انور کا خدمت گاران فرشتوں کا سا رتبہ رکھتے ہیں۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى الْأَمْرَاءِ اللَّهُ  
عَلَى رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَوَاتُ الْكَبِيرُ  
وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا بَيُوتَكُمْ  
قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِي عَيْدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنْ صَلَّوْكُمْ تَبَلَغْتَنِي حَيْثُ كُنْتُمْ  
رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر کوئی شخص سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ مجھ پر  
میری روح کو تاجہ سنی کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں (ابو داؤد، بیہقی، دیلموات کبیرہ، روایت  
سے انہی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اپنے گھر قبور نہ  
بناؤ گے اور میری قبر کو عید نہ بناؤ گے اور مجھ پر درود بھیجی کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی  
ہو گے (نسائی) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کی ناک خاک آلود

۱۔ یہاں درود سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور کو نیکیاں دائمی زندہ ہیں اس حدیث کا یہ مطلب نہیں  
کہ میں دیکھتے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے حضور پر بیٹھتا ہوں کہ جو کہ جواب دیتا رہتا ہوں در نہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود  
پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی درود ملتی ادا داخل ہوتی رہے خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بیشمار  
درود خوانوں کی طرف کیساں توجہ رکھتے ہیں سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج ایک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے  
آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود و سلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی  
تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ عظمت ذات کبریا میں رب تعالیٰ ایک وقت سب کی دعا میں مستجاب ہے۔

۲۔ ایسے گھروں میں مردے دفن نہ کرو یا پھر گھر میں دفن کرنا جائز ہے۔ حضور کی خصوصیت ہے پلٹے گھروں کو  
قبرستان کی طرح اللہ کے ذکر سے غافل نہ رکھو جبکہ قرآن مجید میں ادا کرنا اور نازل کرنا ہے۔

۳۔ یعنی جیسے عید گاہیں سال میں صرف دو بار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ بلکہ اکثر عارضی دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل  
کو دے کے یلوں میں جاتے ہیں ایسے تم ہمارے درود پڑھے اہل سے نہ آیا کرو بلکہ ادب رکھو۔

۴۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ اگرچہ سید بدن سے نکل کر لاکھوں طرح ہوا ہے میں کردہ سارے عالم کو کف دست کی طرح  
دیکھتی ہیں اور ان کے لیے کوئی شے حجاب نہیں رہتی یہی حضور کے کھڑکی کے ساتھ اشرفی اللغات نے بھی بیان فرمایا لہذا اس حدیث  
کے معنی یہ ہوتے کہ جہاں بھی ہو تمہارے درود کی آواز جھونک پہنچتی ہے جب آج بھی کئی کئی طاقت سے وائرس اور دیگر بوکے ذریعہ  
لوگوں کو میل کی آواز سن لی جاتی ہے لوگ طاعت ختم نبوت سے درود کی آواز سن لی جاتے تو کیا بعید ہے یعقوب علیہ السلام نے  
صدائیل سے پہلے یوسف علیہ السلام کی خوش بوائی سلیمان علیہ السلام نے یمن میں سے تیغی کی آواز سنی حالانکہ آج تک

درود  
لوگوں  
کا مطلب



رَجُلٌ ذُكِرَتْ رَعْدَةُ فَلَمْ يَصِلْ عَلَى رَعْمِ أَنْفِ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانٌ  
ثُمَّ اسْلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَمَعَهُ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ ابْنُ الْكَلْبِ  
أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَبْشَرَنِي وَجْهَهُ فَقَالَ إِنَّهُ  
جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ آمَايُضِيكَ يَا مُحَمَّدٌ أَنْ لَا يَصِلَ  
عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَدَّكَ عَلَيْهِ عَشْرٌ أَوْ لَا يَسْلِمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ

ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ پڑھے ملے اس کی ناک گرد آلود ہو جس پر رمضان آئے چھراں  
کی بخشش سے پہلے گزر جائے اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے مال باپ یا ان میں  
سے ایک پڑھایا پائے اور اسے جنت میں نہ پہنچائیں ملے (ترمذی) یہ روایت ہے حضرت ابو طلحہ سے  
ملے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خوشی آپ کے چہرہ انور میں تھی کہ باک میرے  
پاس حضرت جبریل آئے عرض کیا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا کوئی امتی  
تم پر ایک بار درود نہ بھیجے مگر میں اس پر دس جنتیں کروں اور آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام نہ بھیجے مگر میں اس  
پر دس سلام بھیجوں ملے

کوئی طاقت چوٹی کی آواز نہ سنا سکی تو ہم اسے حضور بھی درود خوانوں کی آواز ضرور سنتے ہیں۔

ملے یعنی ایسا مسلمان خوار ذلیل ہو جائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے مگر میں اس پر دعا ہے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقتہً ہر دعا  
مرد نہیں ہوتی اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور کا نام شریف آدے تو ہر بار درود و تشریف  
ضرورتاً واجب ہے مگر یہ استدلال کچھ کر دوسرا ہے کیونکہ کچھ ائمہ کا کہنا ہے کہ جس سے درود کا استحباب ثابت ہو سکتا ہے۔  
تک وہ وجوب و مطلب یہ ہے کہ جو وہ عفت دس جنتیں دس درجے دس معافیاں حاصل کر سکے پڑا ہو تو فہم ہے۔

ملے یعنی وہ مسلمان بھی ذلیل و خوار ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کا احترام اور اس میں عبادات کر کے گناہ نہ بخشو لئے  
یونہی وہ بھی خوار ہو جس نے کوئی مہینہ مان باپ کا پڑھا یا یا پھر ان کی خدمت کر کے جتنی بڑھا پڑھا ہے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ  
پڑھانے میں اولاد کی خدمت کی بنا پر ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت کی دعا اولاد کا بڑا بارگاہ ہوتی ہے خیال رہے کہ یہ مینوں چیزیں  
مسلمان کے لیے مفید ہیں کا کفر کسی تک سے جتنی نہیں ہو سکتا ہاں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسے ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور  
بعض کی برکت سے اس کا مذہب بدل جاتا ہو جائے ملے آپ کا نام سہل ابن زید ہے حضرت انس کے سوتیلے والد ہیں آپ کے حالات ملے  
میں انہوں نے کہہ دے کہ آپ کے سوا کسی سے مراد انویزہ زیدہ لکھو لے سلام کہلو آتا ہے یا انھوں اور مہینوں سے سلامت رکھنا حضور  
کو یہ خوش خبری اس لیے دی گئی کہ آپ کو اپنی امت کی راحت سے بہت خوشی ہوتی ہے جیسے کہ اپنی امت کی تکلیف سے غم ہوتا ہے

أَمْتَنَكَ إِلَّا سَمِعْتَ عَلَيْهِ عَشْرًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالذَّارِقِيُّ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ  
 قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَلْتِ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمَا أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَواتِي  
 فَقَالَ مَا شِئْتُ قُلْتُ الرَّبْعُ قَالَ مَا شِئْتُ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفُ  
 قَالَ مَا شِئْتُ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثَّلَاثُ قَالَ مَا شِئْتُ فَإِنْ  
 زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَواتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا يَكْفِي هَذَا وَ  
 يَكْفُرُ لَكَ ذَنْبُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيَّكَمَا

(نسائی، دارمی) لے پڑ روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے قرآن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں تو درود کتنا مقرر کروں گا فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے کہا چاروں فرمایا  
 جتنا چاہو اگر درود پڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا آدھا فرمایا جتنا چاہو اگر درود پڑھا دو تو  
 تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا آدھ تو فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود پڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے  
 لے میں نے کہا میں سارا درود ہی پڑھوں گا لے فرمایا تب تو تمہارے غلوں کو گناہ ہو گا اور تمہارے گناہ  
 مٹا دے گا لے (ترمذی) روایت ہے حضرت فضالہ بن عبید سے لے فرماتے ہیں کہ حضور صلی

یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ أَجْرَكَ فَتُوصَفِي۔

لے اس حدیث کو اب جہان نے اپنی معین میں، حاکم نے مستدرک میں، ابی ابی شیبہ نے معصف میں اور احمد نے بھی روایت کیا، روایت  
 حاکم کے اخیر میں ہے کہ اس پر میں نے سجدہ ٹکرا دیا، لے بعض شاربین نے فرمایا کہ یہاں صلوة سے مراد دعائیں ہیں ختم سوال یہ ہے  
 کہ میرے لیے جو مقرر فرمادی جائے کہ لے تمام درود و طیفوں میں درود کتنا پڑھوں اور باقی ذکر و آراء کا رد عاقل کتنی۔ لے یعنی زیادتی  
 درود و فضل ہے نقل میں معین کرنے کا حق ہے کہ جو کہ ہے، اور اس کے چاروں بانصاف قرآن کا مطلب یہ ہے کہ تمام درود، وظیفوں  
 کا تمہاری یا آدھا درود پڑھوں باقی میں سارے دیکھتے جواب لگا کہ درود جتنا پڑھا جتنا بہتر ہے لے یعنی سارے درود دیکھتے دعائیں جو  
 دوں گا سب کی بجائے درود ہی پڑھوں گا کیونکہ اپنے لیے دعائیں مانگنے سے بہتر ہے کہ ہر وقت آپ کو دعائیں دیا کروں شہ یعنی  
 اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمہاری دین و دنیا دوں گا تو سنیں جائیں گی دنیا میں رنج و غم دفع ہوں گے آخرت میں گناہوں کی معافی ہو گے  
 اس بنا پر مٹا فرمائے ہیں کہ تمام دعائیں دیکھتے چھوڑ کر عیش کثرت سے درود شریف پڑھا کہے تو اسے بغیر مانگے سب کچھ ملے گا اور  
 دین و دنیا کی مشکلیں خود بخود حل ہوں گی ان احادیث سے پتہ لگا کہ حضور پر درود پڑھنا درحقیقت رب سے اپنے لیے بھیج  
 مانگنا ہے ہمارے بھیج کر ہمارے بچوں کو دعائیں دے کر ہم سے مانگتے ہیں ہم رب کے بھیج کر ہیں اس کے حبیب کو دعائیں  
 دے کر اس سے بھیج، لیکن ہمارے درود سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیج نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اپنا بھیج ہوتا ہے اس فقرہ  
 سے پتہ چلا کہ وہ لادہ اعراض میں اٹھ گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے تو ان کے لیے درود

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي  
وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا  
صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَأَحْمَدُ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلَّى عَلَى نَسْرَادَعَهُ قَالَ  
ثُمَّ صَلَّيْتُ رَجُلًا آخَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي أَدْعُ نَجَبَ رَوَاةُ  
التِّرْمِذِيِّ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
كُنْتُ أَصَابِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا

اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم  
کر رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نمازی تو نے ہمدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد  
کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر کہ فرماتے ہیں اس کے بعد دو مرتبہ شخص نے نماز  
پڑھی پھر اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نمازی  
نامک قبول ہوگی (ترمذی) ابو داؤد و اسانی نے اس کی مثل روایت کی ہے روایت ہے حضرت عبد اللہ  
ابن مسعود سے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر آپ کے

رحمت کرنے سے فائدہ کیا، ہر عبد اللہ بنی فرماتے ہیں کہ مجھے عبد الوہاب علی بنی جب بھی مریض سے دعا کرتے تو فرماتے کہ سفر حج میں  
فرمانے کے بعد درود سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں اپنے سارے اوقات درود میں گھیرا اور پڑھ کر دے، رنگ میں رنگ تو  
لے آپ صہبی انصاری اویسی ہیں۔ کہنت ابو محمد ہے مڑوہ امد و خیر میں حاضر رہے بہت رضوان میں شریک تھے۔ دمشق میں  
قیام رہا۔ امیر معاویہ کی طرف سے وہاں کے قاضی رہے ۵۳ھ میں وہیں وفات پائی۔

لہذا یہ کہ وہ رب دینے والے اور اس کے حبیب دلوئے والے اور باشندے والے یا یوں کہو کہ رب سے مانگنا  
ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگنا ہے لہذا حمد و صلوة کے بعد  
مانگو کہ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد صلوة قبول نہیں ہوتی و درون  
قبول دعا کی شرطیں گتہ ایسے ہی اسے ابی خضر یہ عالم

اور ابن حبان نے نقل کیا

ترمذی نے اسے

صحیح کہا۔

جَلَسْتُ بِدَعْوَتِ بِالنَّسَاءِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تَعْطُهُ سَلْ تَعْطُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِالفَصْلِ الثَّلَاثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُنَّ لَهُ بِالنَّبِيِّ كَالْأَوْفَى إِذَا أَصَلَى عَلَيْهِ أَهْلُ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَوْفَى وَأَزْوَاجِهِ أَهْلِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَزُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

ساتھ تھے اسے جب میں بیٹھا تو اللہ کی حمد سے ابتداء کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پھر میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے دیا جائے گا مانگ لے دیا جائے گا (ترمذی) دوسری فصل یہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں وہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پسند فرمایا کہ اوس کو پوری ناپ لے سٹھ تو جب ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو کہے ابی اسی نبی حضور محمد پر سٹھ اور مسلمانوں کی ماؤں یعنی حضور کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر اور اہل بیت پر سٹھ رحمت بھیج جیسے آل ابراہیم پر تو لے رحمت بھیجی سٹھ

لے یعنی حضرت نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی تشریف فرما تھے میں نے نوافل وغیرہ پڑھا رہا تھا کہ چونکہ حضرت ابن مسعود علیہ السلام فرمے نہیں پڑھتے تھے جماعت سے پڑھتے تھے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد مسجد میں کچھ ٹھہرنا سنت ہے سٹھ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز کے بعد دعا مانگنی سنت ہے دوسرے یہ کہ دعا میں ترقیب یہ چاہیے کہ پہلے حمد اہل بیت پھر درود شریف پڑھے پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہیے جیسا کہ بعض روایات میں ہے پھر دعا مانگے شامی نے فرمایا کہ دو دلائل دعا میں بار بار درود شریف پڑھنا ہے درودوں سے پھر ہوئی دعا انشاء اللہ فرقہ نہیں ہوتی۔

سٹھ یعنی درود دعا پورا تو آپ سٹھ ائمہ عالمہ سے طور پر قبول ہو نیز ہر مراد حاصل ہو۔

سٹھ حضور نبی بھی ہیں اور اہل بیت بھی ہیں کے معنی ہے سب کی خبر دینے والا یا امت کی خبر رکھنے والا یا جس کو ان کی خبر لینے والا یا نبی شان والا یہ لفظ بناء سے بنا، یا بمؤخر شریعت میں نبی وہ انسان ہے جس پر وہی کی جائے تبلیغ کا حکم ہو یا نبی رسول وہ نبی جن پر وہی بھی ہو اور تبلیغ کا حکم بھی ائمہ کی طرف منسوب ہے یعنی ان یا اصل حضور کے اہل بیت کے معنی ہیں کہ آپ ام القریٰ یعنی مکہ معظمہ کے رہنے والے ہیں کہ سطر ساری زمین کی اصل ہے لہذا ام القریٰ کہلا تا سب یا یہ کہ آئیے کسی سے سیکھے شکر مادر سے عالم عارف یا بندہ پیدا ہوئے یا یہ کہ آپ ام الکتاب یعنی لوح محفوظ کے عالم دعا و ظاہر میں آپ بڑی شاندار ماں کے فرزند ہیں کہ آمنہ خاتون عیسیٰ ماں نہ کوئی ہوئی نہ ہو رضی اللہ عنہا یہی آئمہ خاتون کے فیضان کی ہماری کتاب تفسیر میں مدلول ہیں دیکھو سٹھ یہ عطف تفسیر ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور اولاد نبی تو اہل بیت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویاں عزت و احترام اور نیکو کی حرمت کے لحاظ سے مسلمانوں کی بیویاں ہیں

إِنَّكَ حَبِيبٌ مُّحِبٌّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَجَلُ الَّذِي مَنْ ذَكَرْتُ عَنْكَ فَلَمْ يَحْصِلْ عَلَيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُنْبِغْتُهُ رَوَاهُ النَّيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَهَلَا مَلَكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَوةً رَوَاهُ

توحید و بزرگی والا ہے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا بخوش وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو وہ مجھ پر درود پڑھے (ترمذی) اے احمد تے حسین ابن علی سے روایت کی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے تھہ یہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو میری قبر کے پاس مجھ کو درود پڑھے گا میں سنوں گا اور جو دور سے مجھ کو درود پڑھے گا مجھے پہنچا جائے گا تھہ یہ بھی شنب الایمان یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرماتے ہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے گا تو اس پر اللہ اور فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے (احمد) تھہ

اگرچہ ان سے پردہ واجب، ان کی میراث کا استحقاق نہیں ان کی اولاد سے امت کا نکاح جائز نہیں تھہ آل ابراہیم میں حضور بھی داخل ہیں لہذا ان کے میں بھی حضور پر درود ہوا۔

تھہ کیونکہ درود میں کچھ طرح تو ہوتا نہیں اور ثواب بہت مل جاتا ہے اس ثواب سے محرومی بڑی ہی بد نصیبی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی حضور کا نام سنے یا پڑھے تو درود شریف ضرور پڑھے کہ یہ مستحب ہے تھہ یعنی چند انسانوں سے مروی ہے بعض استاد میں جن سے بعض میں صریح بعض میں غریب تھہ یعنی روئے الطہر پر درود پڑھنے والے کا درود بلا واسطہ مستحبوں اور دود سے پڑھنے والے کا درود مستحب بھی جو ان اور پہنچا بھی جاتا ہو کیونکہ کہاں درود کا درود سننے کی نفی نہیں صوفیا فرماتے ہیں کہ محبت والا درود نواں دود بھی ہو تو درود ضریح سے قریب، اور محبت خالی قریب بھی ہو تب بھی درود ان کے ہاں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دلی قرب والوں کا درود میں خود محبت سے مستحبوں خشکوں کا درود فرشتے ڈیوٹی ادا کرنے کے لیے پہنچا تو دیتے ہیں مگر میں تو جس سے سنتا نہیں اس میں مفسہوں کی ایک حدیث دلائل القزات شریف کے مقدمہ میں ہے جس میں فرمایا اَسْمِعْ صَلَوةً أَهْلًا مَعْتَبَرًا۔ الخ اس صورت میں حدیث بالکل ظاہر ہے درود جو محبوب ہزار ہا سن مٹی کے گلاب سے درود دین سے وہ دور سے درود کیوں نہ سنے۔ کہہ کہاں جم کے دن کا درود مراد ہے کیونکہ جو کہ ایک نیک شتر کے برابر ہوتی ہے اسی لیے جو کاج، کچ اگر کہا جائے اس کا ثواب

أَحْمَدُ وَعَنْ رُوَيْفِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ لَهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ خَلَاءً فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ تَوَلَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَا لَكَ قَدْ كُرْتُ لَهُ ذَلِكَ قَالَ فَقَالَ إِنْ جِئْتُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي أَلَا أَسْتُرُكَ إِنْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَواتِ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ

روایت ہے حضرت روایف سے لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضور محمد پر درود پڑھے اور کہے اے الہی انہیں قیامت کے دن اپنے قریب ٹھکانے میں اتار دے تو اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگی (احمد) روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے کہ ایک بار غ میں پہنچے تو بہت دیر تک سجدہ کیا کہ حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی ہو فرماتے ہیں میں اگر دیکھنے لگا تو آپ نے سر اٹھایا تو پایا کہ آپ نے میری طرف سے کیا کہ نبی فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کو یہ خوشخبری دوں کہ اللہ آپ سے فرماتا ہے جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت کروں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا ۵

تشریح کا اگر احادیث میں اور دونوں کے درود کا ذکر ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں، یہ حدیث اگرچہ خوف ہے لیکن مرفوعہ ہے حکم میں ہے کیونکہ اس میں قیاس کو دخل نہیں ہے۔  
۵۔ آپ کا نام روایف ابن ثابت انصاری سے آپ کو امیر معاویہ نے طرابلس کا حاکم بنایا تھا اپنے افریقیہ پر حکم میں جہاد کیا اور آپ ۵۵ مقام پر قریں فوت ہوئے ۵۵ اس ٹھکانہ سے مراد یا تو مقام محمود ہے جو عرش کے دائیں جانب ہے جہاں حضور جلوہ گر ہوں گے اور تمام عالم آپ کی حمد کرے گا یا مقام وسیلہ ہے جو جنت میں اعلیٰ مقام ہے یہ دونوں مقام حضور پر نور شافع یوم النشور کے نامزد ہو چکے ہیں اب حضور علیہ السلام کے لیے ان کی دعا کرنا حقیقتاً اپنے لیے رہے دعا ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی شجاعت کا حقدار بنائے۔ میرے سے مراد یا نقل کا سجدہ ہے یا علیحدہ مستقل سجدہ دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں لے یعنی اپنے دل کا خدائے خیال دیکھ کر اچانک کلام کے لیے ایسا حالت میں وفات پا جانا اور سجدہ سے جس ٹھکانہ پر بنا جائے یا باعث تعجب نہیں مسلمان علیہ السلام کی وفات نماز کے قیام میں ہوئی اور ایک شاعری کے یہاں ہے آپ پھر وہاں یا کسٹل کھڑے رہے نماز میں صلی کے کس خیال پر کوئی اعتراض نہیں ہے غالب ہے کہ رب کی رحمت بھیجے سے مراد میں خود ہیں اور اس کے سلام سے مراد وہی سلام میں کچھ اچھل اچھلی احادیث میں گذرنا وہ احادیث اس کی تشریح ہیں۔





وَمِنَ الْمُعْرِمِ فَقَالَ لَهُ قَاتِلْ مَا كُنْتَ تَمْتَسِعُ عَيْنُكَ مِنَ الْمُعْرِمِ فَقَالَ ابْنُ  
الرَّجُلِ إِذَا عَرِمَ حَدَّثْتُكَ ذَبَّ وَوَعْدُ فَأَخْلَفَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَعَ أَحَدُكُمْ مِنَ  
النَّشْأَةِ الْخَيْرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ  
الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ بَشَرِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ ابْنِ عَنَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُهُمْ  
هَذِهِ الدُّعَاءَ كَمَا يَعْلَمُهُمُ الشُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ  
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ

گناہ اور قرض سے لے کسی نے عرض کیا کہ حضور قرض سے اتنی بچتا مانگتے ہیں تو فرمایا کہ آدمی جب مقروض ہوتا ہے بات کرتا ہے تو چھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے (مسلم بخاری) اور روت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی جب دوسری القیامت سے فاسق ہوئے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے دوزخ اور قبر کے عذاب سے زندگی اور موت کے فتنوں سے مسیح و دجال کی شرارت سے (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ دعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے فرماتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح و دجال کے فتنے سے

شیطان و دوسرے، مسکند و حیر کے سوا ان تین میں نہ کامی یہ سب موت کے فتنے ہیں۔

لے گناہ سے مراد چھوٹے بڑے سارے گناہ اور گناہوں کے اسباب ہیں۔ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو گناہ کے لیے لیا جائے یا وہ جو مقروض پر جو بھینے ادا اس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتوں کے لیے قرض لیا اور صدقہ لکھنے آپ کی وفات کے بعد سارا چھوڑا اور قرض ادا کر دیا لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب حضور علیہ السلام یہ دعا مانگتے تھے تو آپ پر قرض کیوں ہوتا تھا لے یہ عرض کرنے والی خود حضرت عائشہ صدیقہ تھیں جیسا کہ سنانی شریف ہیں (مرفی) لے یعنی قرض بہت سے گناہوں کا ذریعہ ہے مگر یہ مقروض قرض خواہ کے تھا جس کے وقت چھوٹ بھی بولتے ہیں کہ گھر میں چھپ کر کہنا دیتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں آد اگر پکڑ لے گئے تو کہیں یا ہمارا مال آئے والا ہے جلدی دیں گے وعدہ خلافی بھی کہنے میں کوئی نفع نہ آتا مسکند سے نہیں لے گا وعدہ دینا یا یہی پڑھ چکے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز نفل بھی قرض دعا اس کے آخری قہقہے میں ہی مانگی جائے گی نفل میں سے دونوں درود و ابراہیمی دونوں قہقہوں میں پڑھے جائیں گے یہ خیال رہے کہ کبریاں تو ایک ہی ہے جو قریب قیامت ظاہر ہوگا اور علی علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا مگر چھوٹے و دجال بہت ہیں جو سزا میں بہتے ہیں مگر ان کو دجال ہے۔

الدَّجَالِ وَأُخَذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاوِ السَّمَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ بَكْرٍ  
الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ دُعَاءُ أَدْعُوا بِهِ  
فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ أَللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ  
إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُ عَنِّي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَأَعِزَّنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفْوُ الرَّحِيمُ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے (مسلم) روایت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ  
عنه سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیے جو اپنی نماز میں مانگا کروں تاکہ وہ دنیا  
کو ابھی میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا تاکہ اور نیزے سو لگاؤ کوئی نہیں بخش سکتا لہذا تعالیٰ طرف سے میری  
بخشش کو مجھ پر رحم کر تو بخشنے والا مہربان ہے (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت عامر بن صعصعہ سے وہ اپنے  
والد سے یہ روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

لہ پیرا مدعا میں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ انبیائے کرام مذاب قبر کو کیا حساب قبر سے بھی محفوظ ہیں اسی طرح جو ان کے دامن میں آجاتے  
وہ زندگی اور موت کے فتنوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں آپ کے نام کی برکت سے لوگوں کو دجال کے فتنوں سے امن ملے گی جہاں کہیں حضور  
علیہ السلام نے فرمایا کہ میں فلاں چیز سے تیری پناہ مانگتا ہوں وہ ان امت کے لیے پناہ مراد ہے۔ (مرقات وغیرہ)  
ملے یعنی نماز کے آخر میں القیات و درودوں سے خاص ہو کر جو کہ اس کے علاوہ نماز میں اور کوئی وقت دعا کا نہیں ظاہر ہے کہ کرنا ہے  
نفل نماز واجبہ اگر فرض میں بھی کبھی یہ دعائیں ملنے تو بہتر ہے تاکہ صدیق اکبر سے یہ الفاظ کہو یا اَودم علیہ السلام کا کلام رَقِيبًا ظَلَمْنَا  
أَنْفُسَنَا بِأَيُّوسٍ عَلَيَّ السَّلَامِ کہو کر ان کی کشتن حق الظلمین کا استیادہ کا انکسار دے جس سے یہاں ظلم کے وہ معنی کیے جاتے ہیں جو ان کی شان کے لائق  
ہوں گا تو ظلم کرے ہمارا ظلم گناہ، اویاد اور دنیا کا ظلم غرض میں اور خطا میں جو شخص ان کلمات کو سن کر ان کی شان میں گستاخی کرے وہ بے دین  
ہے بعض صوفیاء کو فرماتے ہوئے سنایا کہ کبھی جھوٹ جو بیعت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور پھر مردودیت کا سبب شیطان نے یہ کلمہ  
تھا کہ خدا تو نے مجھے گمراہ کیا۔ ہادی واصل رب ہی ہے مگر اس پر ہے شیطان مارا گیا، وہ محبوب بندے جو گناہ کے قسرب میں ہی  
گئے ان کا یہ عرض کرنا کہ خدا ایم فرمے کہ مجھ میں ہے جھوٹ مگر تقرب کا ذریعہ حسنہ است صدیق اکبر نے کبھی گناہ کا ادا نہ کیا نہیں  
کیا تاکہ خیال رہے کہ حقوق العباد بندہ بخشے ہے مگر گناہ و عرف رب ہی بخش سکتا ہے۔ جہاں انبیائے کرام فرمادیتے ہیں کہ جہاں  
تیرے سارے گناہ معاف، وہ رب کی طرف سے کہتے ہیں، زبان ان کی ہوتی ہے کلام رب کا پس خدا اس حدیث پر کوئی  
استراض نہیں ہے آپ کے والد سعد بن ابی وقاص ہیں، جلیل القدر صحابی، خود عامر تابعی ہیں جنہوں نے اپنے والد عثمان غنی،  
عائشہ صدیقہ سے روایات ہیں

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى  
صَلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَجهِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصُرُ عَنْ يَمِينِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ لَوْ جَعَلَ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ يَدْرِي أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا  
يَنْصُرُ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ لَفَدَّ رِجْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا

علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ دائیں یاں سلام پھیرتے تھے بھی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی میں دیکھ لیتا تھا (مسلم)  
روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو ہم پر  
بیسے چہرے سے متوجہ ہوتے تھے (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
دائیں جانب پھرتے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ نبی میں  
سے کوئی اپنی نماز سے شیطان کا حصہ نہ بنائے یہ سمجھے کہ اس پر واجب ہے کہ ہمیشہ دائیں جانب ہی پھر کرے  
تک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ

لے یعنی آپ سلام میں اس قدر پھر دیا کہ پھر تے تھے کہ مجھے والے صبر دونوں رخساروں کی سفیدی دیکھ لیتے دائیں ہلے دھنکے اور  
بائیں ولے باتیں کی بعض روایات میں بیابا حق تھائیو ہے دونوں میں کوئی نہیں دونوں رخسار دیکھنا اور حالت میں بخانا اور ایک دیکھنا

اور حالت میں معلوم ہوا کہ صبر کرام عین نماز میں اور نماز سے نکلتے وقت حضور علیہ السلام کو دیکھا کرتے تھے شاعر

کاوش کہ اندر نماز میں عاشق مینوئے تو بہت قریب سلام اندر نظر مروئے تو بہ اسی لیے صوفیا فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کی نماز کسی کو  
بیسر نہیں ہو سکتی تھیں اس طرح کہ سلام کے بعد بھی دائیں طرف پھرتے بھی بائیں طرف کبھی قبلہ کو پشت کے مقتدیوں کی جانب رخ  
فرماتے یہ لفظ تینوں باتوں کو شامل ہے لیکن یہ حال بھی دائمی نہ تھا بلکہ اکثری، ورنہ کبھی سر کا قبلہ رو ہونے کی دعا مانگتے تھے۔

تک یعنی اکثر اوقات سلام پھیر کر اٹھنے کے لیے دائیں جانب رخ فرماتے تھے اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ امام دعا کے وقت ہر طرف پھر  
سکتا ہے مگر دائیں طرف پھرنا بہتر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں جانب محبوب بھی (ازرقاۃ) لگے یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ نماز

کے بعد امام پر دائیں جانب پھرنے کا واجب ہے اور بائیں طرف پھرنا حرامی نہیں غلط عقیدہ ہے ایسا سمجھنے والا اپنے  
عبادتوں میں شیطان کا حصہ کہہ رہا ہے کیونکہ غلط عقیدہ رکھ کر نماز پڑھنا نماز کے نقصان کا باعث ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر  
ضروری چیز کو فراموش نہ کیا ہو یا مباح کو حرام نہ جانتا تھا تو اس کا عقیدہ ہے اسی حدیث میں اشارہ فرمایا کہ اگر کوئی امام ہمیشہ دائیں جانب پھرتے لیکن

اسے واجب سمجھنے کو تو کوئی مضاقت نہیں جیسا کہ نبی سے معلوم ہوا لہذا ایلاہ وشریف یا گدھویں مستحب جان کی حدیث کہ نماز میں پھرنا واجب  
سمجھنا اور یہ اور کسی کام کو ہمیشہ کرنا پھرنا اور ہم ہمیشہ پھرنا غسل اور لباس تبدل کر کے میں ہمیشہ رمضان میں دینی مدارس کی چھٹیاں کرنے میں مسگر

واجب نہیں جانتے کوئی مضاقت نہیں، مسگر فرماتے ہیں کہ بہتر کرام دوسرے جو ہمیشہ کیا جاتے :

طریقہ بہت آسان نہیں بلکہ سختی ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکڑا دینی جانب چہرے تھے کہ بائیں جانب پسار اگلی حدیث میں ہے کہ اس سے دوسرے معلوم ہوتے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکڑا دینی جانب منہ کر کے دعا مانگتے تھے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک دعا کے بعد تین عبادت ہے کہ صحابہ کرام غرض اس لیے صف کی داہنی جانب منہ کر کے تھے تاکہ نماز کو دیر بار یا نصف ہو، عمار قریب سے کہ مسجد نبوی شریف میں صف کا پایاں حضرت افضل ہے کیونکہ وہ وضو اظہر سے قریب ہے۔ یہ باتیں وہ جانے جسے اس محبوب بلی لگا ہو۔

لے کہ دعا امت کی تعمیل کے لیے وہ دن میں جیسے گنہگار انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے عذاب نجات پائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب سے کس تعلق لے اور خود لکھ لوٹ آئیں تاکہ عزمین اور مرد و عورت نہ ہر جائیں، بہت ہی اور دو اہل گھر اگرچہ عین غائب ہے کہ دعا ہے پھر عین غائب ہے دعا سنتوں اور نوافل کے لیے اور نماز قریش اشراف کی اس سے معلوم ہو کہ بہتر ہے کہ مقتدی امام سے مسجد سے نہ جائیں لے یعنی مصابیح میں وہ حدیث کہ ہلال بھی میں ذکر ہے کہ ہم سب فجر کے بعد سورج نکلنے تک بیٹھے تھے۔

اور زمانہ یا عید کی باتیں یاد کر کے خفا کرتے تھے۔ جو ہم یہ حدیث باب البکاء میں لائیں گے ۲

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَرُحْبُكَ يَا مَعَادُ فَقُلْتُ وَأَنَا  
أُجِبُّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَدْعُ أَنْ تَقُولَ فِي ذُبْرِكُمْ صَلَوةَ رَبِّ أَعِنِّي  
عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِي إِلَّا  
أَنْ أَبَادَ أَوْدَ وَكُوفِي ذَكَرَ قَالَ مَعَادُ وَأَنَا أُجِبُّكَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ أَلَسَلَامُ  
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهِ أَلَسَلَامُ  
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأُخْرَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِي  
وَالْتِّرْمِذِيُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِيُّ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَالِكٍ  
عَنْ عَمْرِاءِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ أَنْصَارِ النَّبِيِّ

کئی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اہم پکارا یا مالے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں لے فرمایا کہ تو ہم تمہارے بعد یہ کہنا چھوڑنا کہ یا رسول اللہ میں نے شک  
اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد کر لے (ابوداؤد، نسائی، ابوداؤد) دینے یہ ذکر کیا کہ معاذ نے کہا  
میں محبت کرتا ہوں آپ سے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں جانب یوں سلام بھیجتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ آگے واپس رخسار کی سفیدی  
دیکھی جاتی تھی اور اپنی بائیں جانب یوں کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی  
جاتی تھی (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) ترمذی نے یہ ذکر کیا کہ آگے رخسار کی سفیدی جاتی ابن ماجہ نے عماد بن یاسر  
سے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نماز سے

ملہ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہوا ہے خود سے دے بیٹا کہ بعض احادیث میں صراحت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کسی کے دلہالات اور محبت و ملاقات سے بے خبر نہیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا ہم سے محبت کر لے  
ہم اس سے محبت کرتے ہیں جنہیں تمہارے دل کا حال معلوم ہے کیا انہیں انسانوں کے دل کا حال معلوم نہ ہوگا  
لے یہ دعا غالباً سلام سے پہلے نماز کے اندر مانگی جائے اسی سے صاحب مشکوٰۃ اس باب میں یہ حدیث لائے۔

لے۔ یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے کہ نماز کے سلام میں و شکر کا تہ نہ پڑ جائے بعض شوافع و متنب کا کہ  
جی کہتے ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَى شِقَائِهِ الْأَيْسَرِ إِلَى حُجْرَتِهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ  
السَّنَةِ: وَعَنْ عَطَاءِ الْخِرَاسَانِيِّ عَنْ الْمُعِيزَةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا يَصِلُ الْإِهَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَقُولَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
قَالَ عَطَاءُ الْخِرَاسَانِيِّ لَمْ يَذْكُرْ الْمُعِيزَةُ: وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ خَضَعُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَتَصَرَّفُوا قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفُوا مِنْ الصَّلَاةِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، الْفَصْلُ الثَّلَاثُ: وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْبَيَّاتِ فِي  
الْأَمْرِ وَالْعَزْمَةِ عَلَى الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ

زیادہ پھر نابینا طرف اپنے حجرے کی جانب ہوتا ملے (شرح سنہ) روایت ہے حضرت عطاء خراسانی  
ملے وہ حضرت مغیرہ سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام وہاں نماز پڑھے  
جہاں فرض پڑھے پس حتی کہ کچھ مہٹ جائے کہ (ابوداؤد) اور فرمایا کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ کو یہ پایا ملے  
روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کی برکت دی اور اس سے منع کیا  
کہ آپ کے نماز سے فراغت سے پہلے وہ بیٹے جائیں گے (ابوداؤد) پتیسری فصل: روایت، حضرت  
شداد بن اوس سے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یوں فرماتے تھے اے الہی میں تجھ سے میں  
میں استقامت اور روایت و مضبوطی مانگتا ہوں گے اور تجھ سے تیری رحمت کا شکر اور تیری بھیجی عبادت مانگتا

ملے یہ حدیث مولے شرح سنہ کے اور کسی کتاب میں نہیں (مرقاۃ) اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہاں اضافی اکثریت ملو نہیں مطلب یہ  
ہے کہ جب حضور کو نماز کے بعد فوراً حجرے میں شریف سے جانا ہوتا تو ادمعروہ کے دے دے مانگے تاکہ جائے میں آسانی ہو (انہ  
مرقاۃ) ملے آپ تابعین میں ملتی ہیں مثلاً میں پہلا ہونے اور ایک سو پتیس میں وفات پائی ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ ثقہ تھے ملے یہ  
مکرم امام اور مقتدیوں دونوں کے لیے ہے کہ یہاں جماعت سے فرض پڑھے وہاں سے کچھ مہٹ کر سنتیں وغیرہ پڑھے مگر چونکہ زیادہ  
بجیر میں مقتدی نہیں ہٹ سکتے اس لیے صرف امام کا ذکر فرمایا جس کا استقبال ہے تاکہ چند عبادت ہو اور وہ مقامات  
قیامت میں اس کی گواہی دیں، نیز آئے والے کو دھوکہ نہ گئے کہ ابھی فرض ہو رہے ہیں مثلاً کیونکہ حضرت مغیرہ عطاء خراسانی کے  
ولادت کے سال فوت ہو گئے یعنی ۲۵ھ میں پہلے یہ حدیث منقطع ہے ۲۵ھ منہوم ہو کہ مقتدی امام کے ساتھ دعا میں شریک  
رہیں بلا وجہ امام سے پہلے محمد سے نہ چلے جائیں نیز امام کے سلام سے پہلے سہو کی کانگھڑا ہوا احترام ہے لہٰذا آپ کی کینت ابو یعلیٰ  
ہے حضرت حسان کے بیٹے میں شام میں قیام رہا کھ یعنی دنیا میں کسی وقت ایمان سے مہٹ نہ جاؤں اور بھی ہلاکت سے  
علیہ و آلہ وسلم

وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ  
شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى أَحْمَدُ نَحْوَهُ وَعَنْ  
جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ  
التَّشَهُّدِ أَحْسَنَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْفَعْلِ هَدْيُ مُسْتَهْدٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً تَلْقَاءُ وَجْهَهُ ثُمَّ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا رَوَاهُ  
الترمذِيُّ وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ أَمَرَ نَارِسُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

ہوں اور پھر سے سلامت دل اور سچی زبان مانگتا ہوں نہ اور کچھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے اور اس  
کی شے سے پناہ مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے نہ اور اس کے خشش مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے نہ (نسائی) اور ابو داؤد  
اس کی نقل روایت کی، روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نمازیں  
الغیبات کے بعد کئے تھے کہ اچھا کلام اللہ کا کلام ہے اور اچھا طریقہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے (نسائی) (رقا)  
ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں اپنے چہرہ کے سامنے سلام پھیرتے پھر  
قدر سے بائیں کمرہ کی طرف مائل ہوجاتے تھے (ترمذی) روایت ہے حضرت سمرہ سے فرماتے ہیں کہ  
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

لے نبی دل و لسان عطا فرما جو سے عطا ہو کہ نہ اور یہی صفات سے سلامت ہوا و زبان پر سچی بات آئے تھے یعنی بہت سی خیر وہ ہیں جنہیں ہم پھر  
سمجھتے ہیں یا ہم ان سے بالکل بے خبر ہیں اور بہت سی شر وہ ہیں جنہیں ہم سمجھنے کو نہیں جانتے ہیں وہ ان سے بے خبر ہیں غیبا ہی عطا ہماری طلب پر موجود ہے  
ہو کہ تیرے کو ہم پہنچا یعنی بہت سے گناہ ہم کہہ سکتے ہیں مگر تیرے علم میں ہیں خداوند ادا وہ بھی عاف کرے تھے یعنی کلام اللہ کا  
اچھا ہے اور طریقہ رسول اللہ کا اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ الفاظ طبعی طور پر بھی فرماتے تھے اور بعد الغیبات نمازیں بھی، مگر نمازیں انکا مقصد  
حدود و نیت ہے جو ذکر اللہ ہے نہ کہ دوسرا مقصد، یعنی جو کہ اللہ تعالیٰ و توحید کے لائق ہے لہذا اس کا حکم بھی بے مثال ہے اور  
جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں لہذا ان کا طریقہ بھی بے نظیر لہذا یہ حدیث فقہاء کے اس قول کے خلاف نہیں بلکہ انہیں سوا ذکر  
اللہ کے کوئی ذکر نہ کرنا کہ توڑ دیتا ہے حتیٰ کہ اگر قرآنی آیت بغیر نیت ذکر پڑھے تو نمازنا سدا ہے کسی نے موت کی بخوری نمازی نے جواب دیا  
إِنَّ اللَّهَ الْإِزْمَارِيُّ فَهِيَ بَيْتُهَا سَلَامٌ خُوبٌ بِلَهْدٍ آواز سے کہتے اس طرح کہ لفظ سلام رو بقیہ کہتے پھر وہی جانب اتنا پھر کے کہ خود  
سار کے کہ سفیدی ہمتی دیکھ لیتے بیابان سلام آہستہ فرماتے بعض کہنے اس حدیث کی بنا پر وہاں کہ نمازیں صرف ایک ہی سلام  
کہا جائے، لیکن فقیر کی اس توجہ سے مسئلہ واضح ہو گیا اور یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں دو سلاموں  
کا ذکر ہے۔



نَزَدَ عَلَى الْإِمَامِ وَتَنَحَّاتٍ وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ :

## بَابُ الدُّنْيَا كَيْفَ يُعُودُ الصَّلَاةُ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ : عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أُعْرِفُ انْقِصَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

کہ ہم امام کا جواب سلام دیں لے اور آپس میں محبت کریں لے اور بعض بعض کو سلام کرے لے (ابوداؤد) :

## نماز کے بعد ذکر کا باب لے

پہلی فصل : دروایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہونا سیکھ رہے تھا (مسلم بخاری) دروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

لے یعنی نماز کے سلام میں امام فرشتوں اور مقتدیوں کو سلام کرنے کی نیت کرے اور مقتدی اپنے سلام میں امام کے جواب کی۔

لے اس طرح کہ جماعت کی پابندی کریں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو کیونکہ نماز باجماعت محبت مسلمان کا بہترین ذریعہ ہے۔

لے اس طرح کہ نماز کے سلام میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کی نیت کریں کہ انا اپنے سلام میں دینی جانب کے مقتدیوں کی اور

دوسرے سلام میں بائیں جانب والوں کو سلام کرنے کی نیت کرے اور مقتدی داپنے والے پہلے سلام میں اپنے داپنے والوں کے

نیت کریں اور دوسرے سلام میں بائیں والوں اور ادا کی اور بائیں والے اس کے برعکس خیال رہے کہ اسلام میں سلام یا اجازت

لینے کے لیے ہوتا ہے یا ملاقات یا رخصت کے وقت۔ یہ سلام ملاقات کا سلام ہے کہ سارے نمازی سمجھا ایک دوسرے سے

غائب ہو گئے تھے اس عالم سے نکلیں کہ دوسرے عالم کی سیر کر رہے تھے اسی لیے یہاں کے احکام کھانا پینا، چھنا، پھرنا، کلا، اسلام سب

ختم ہو چکے تھے نماز سے فراغت پاکر وہاں سے لوٹ کر آ رہے ہیں ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اس لیے سلام کرتے ہیں۔ لہذا اگر

نماز یا نماز فوراً بعد نمازی آپس میں ہاتھ کر لیں تو جائز ہے کہ یہ ملاقات کا وقت ہے اسکی تحقیق ہماری کتاب جلالی حصہ اول میں دیکھو

لے اس ذکر سے مراد صحابی درود شریف اور تمام دعائیں ہیں نماز عشاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد نماز غروب اور فجر آواز سے ذکر کرنا

کرنا سنت ہے جیسا کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے اس میں اختلاف ہے کہ جن فرقوں کے بعد سنتیں ہیں انکے بعد ذکر و تہجد کرے یا نہ

کرے، مجمع ہے کہ کہے مگر مختصر ہے یعنی میں زمانہ نبوی میں بہت کم عمر تھا اس لیے کبھی بھی جماعت میں حاضر نہ ہوا مگر حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اور تمام صحابہ نماز کے بعد بلائی ابتدا آواز سے پکیریں کہتے تھے کہ گھروں میں آواز پہنچ جاتی تھی اور ہم پہچان لیا کرتے تھے کہ نماز ختم ہو گئی

بعض مشائخ ہر نماز کے بعد ابتدا آواز سے تین بار تہجد پڑھتے ہیں یا پنجاب میں چار آیتہ کے بعد اور کئی آواز سے درود شریف پڑھا

جاتا ہے ان سب کا مختصر یہ حدیث ہے کہ سلام شریف میں ہے کہ نمازوں کے بعد ذکر یا تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے بعد

میں عامہ و خاص اسکی پوری محبت ہماری کتاب جلالی حصہ اول میں دیکھو یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں و اگر کسی نے فی حق

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْلَمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مَقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ  
السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ  
ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ  
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ الْمُعِيزَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ إِلَّا أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ

صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر صرف اس قدر کہ کہتے کہ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی  
سے تو برکت والا ہے اے جلال و بزرگی والے اے (مسلم) روایت ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرماتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو بن بار استغفار پڑھتے اور کہتے اے اللہ تو سلام  
ہے تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے اے جلال و بزرگی والے (مسلم) روایت ہے حضرت  
میفرواہن غبرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد فرماتے تھے تلو خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس

فَقَدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَسْأَلْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تِلَاوَةِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ لَوْ كُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ  
مَنْ رَوَاهُ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ لَوْ كُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ  
لَكُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ لَوْ كُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ لَوْ كُنْتُ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ بَعْضُ

مسلّم یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوتی ہیں ان میں فرض اور سنتوں کے درمیان نیا وہ نہ بیٹھتے صرف اس قدر بیٹھتے اس مقدار سے  
تقریبی مقدار مراد ہے کہ کہ تحقیقی لینے فرمایا بیٹھتے لہذا یہ حدیث دتو اس روایت کے خلاف ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد  
فہر طلعہ آفتاب تک محض تشریف فرما رہتے اور نہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آپ سلام پھیرے مگر  
تکبریں کہتے یا استغفار پڑھتے اور دعائیں مانگتے۔

تلو پہلے سلام سے سلامتی دینے والا مراد ہے اور دوسرے سے سلامتی استغفار و دعا کے آداب میں سے ہے اس لیے دعا سے  
پہلے استغفار فرماتے، یہ حدیث گذشتہ حدیث ماثہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف نہیں کہ وہاں بھی تقریبی مقدار مراد نہیں  
اور یہاں بھی اس سے معلوم ہوا کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں دعا مختصر مانگنے خیال رہے کہ ذوالکمال سے  
مراد قاسم سے بدلہ لینے والا اور اکرام سے مراد نیک کاروں کو انعام دینے والا۔

تلو خواہ فرضوں کے بعد یا سنتوں و فرائض سے فارغ ہو کر (مرقاۃ) اس سے معلوم ہوا کہ سنتیں بھی مسجد میں پڑھنا اور فرضوں  
کے علاوہ سنتوں کے بعد بھی دعا مانگنا سنت ہے۔

لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا هَاءَ نِعْمَ لِمَا  
 أَنْعَيْتَ وَلَا مَعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ وَ  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الدُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْلَمَ  
 مِنْ صَلَواتِهِ يَقُولُ بِصَوْتِهِ الْأَعْلَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ  
 الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُعْبِدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا  
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ  
 سَعْدِ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيَهُ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

کا کوئی ساتھی نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد وہ ہر چیز پر قادر ہے اسی جو تو دے اسے کوئی روک نہیں  
 سکتا اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور میرے مقابل مال دار کو مال نفع نہیں دیتا (مسلم بخاری)  
 روایت ہے حضرت عبداللہ ابن زبیر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام  
 پھیرتے تھے تو بلند آواز سے کہتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی ساتھی نہیں اسی کا ملک ہے اسی کے  
 لیے حمد اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے بغیر طاقت ہے نہ قدرت اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے  
 سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اسی کی نعمت ہے اسی کا فضل ہے اسی کی اچھی تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود  
 نہیں ہم اس کے لیے خالص دین رکھتے ہیں اگرچہ کفار ناپسند کریں گے (مسلم) روایت ہے حضرت سعد  
 سے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے کہ اللہ ہے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ

لہ اس کی شریعت پہلے گذر چکی ہے اور اس جیسی اور بڑی دنیا میں عصر و فتر میں تو فرضوں سے متصل تقیوں اور ظہروں میں سنتوں اور  
 نوافل کے بعد لہذا یہ حدیث ان کا ذکر حدیث کے خلاف نہیں جن میں تمنا کے حصول کیلئے اللہ علیہ وسلم صرف اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّكْرَةُ  
 کہتے تھے لہ یعنی فرض نماز سے جو امت میں کیونکر انشراق یا جہد و مجہد کے بعد انجا ذکر سنت نہیں "اعطی" سے معلوم  
 ہوا کہ یہ ذکر بہت اونچی آواز سے ہوتا تھا جو محل کے گھر والے سن سنا سکتا تھا لہ نعمت سے مراد دنیاوی نعمتیں مراد ہیں  
 اور فضل سے مراد آخرت کی نعمتیں یا نعمت سے مراد عبادت کی توفیق ہے اور فضلی سے مراد قبولیت یعنی ساری  
 مخلوق کو بلا واسطہ یا بلا واسطہ جو بلا واسطہ سے ملا اور جسے اس نے دیا اپنے فعل سے وہ کسی کا اس پر الٰہی حق نہیں کہ تعجب  
 غرض میں متافقین برابر کا روئے کیا ترمید ہے اگرچہ وہ عابدین مگر انصاف سے عزم ہے یعنی باغ و ناباغ سارے بچوں کو اس سے  
 معلوم ہوا کہ اولاد کو اچھی باتیں سکھانا ماں باپ کا پہلا فرض ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِمْ دُبْرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ  
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعَمْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ذُنُوبِ الدُّنْيَا  
وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَآلِ الْبَخَارِيِّ: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنْ فَقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ  
أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَذْذَ هَبَ لَهْلُ الدُّنْيَا لَذَّوْحَتِ  
الْعُلَى وَالنَّوْعِيمُ الْمُقِيمُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يَصْلَوْنَ كَمَا نَصَلَّتْ وَيَصُومُونَ كَمَا  
نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا تَعْتَقُونَ وَلَا تُعْتَقُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

علیہ وسلم نماز کے بعد ان سے تعوذ کرتے تھے۔ اہی میں بزدلی سے تیری پناہ لینا ہوں اور کوسی سے تیری پناہ لے اور  
مردی سے تیری پناہ لے اور دنیا کے فتنوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگا ہوں تہ (بخاری) اور روایت ہے  
حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ مہاجر فقہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے تھے کہ اللہ اور  
بڑے دے اور دنیا کی نعمت لے گئے تھے تو کیا یہ کیسے، عرض کیا جیسے ہم کہیں پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے کہ وہ کہتے  
ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ بخیر کرتے ہیں ہم نہیں کرتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لے جوں کا مقابل شجاعت ہے، بخل کا مقابل سخا ہے اور شیخ کا مقابل خود بخیل وہ خود بخلائے اور وہ کو نہ کھلائے شیخ وہ  
خود بخلائے کھلائے دے سب کچھ کر کے چھوڑ جائے گی وہ خود بخلائے اور وہ کو نہ کھلائے اور وہ کو کھلائے اسی لیے رب کو بھی کہتے جواد  
کہتے ہیں اللہ کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھلائے ہیں کھلائے ہیں شیخ ابو ہریرہ منہ جواب عاشق تاج کسری پیر پا کشت دیدہ ہمارے تہذیب کے کھلائے ہیں اللہ علیہ وسلم  
تو نہ کھلائے کہ وہ بھی کہتے ہیں لے یعنی بڑھاپہ کی وہ حالت جب ہاتھ پاؤں جواب دے جائیں رب کی عبادت نہ کر سکے، دنیوی کام  
انجام نہ دے سکے، اس سے خدا کی پناہ لے سکے کہ وہ حاضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری نمازوں خصوصاً تہجد  
کے بعد مانگتے ہوں نماز چھگنا میں سنتوں سے فارغ ہو کر، تاکیر حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہ ہو گئے یعنی ہمارے  
مقابل درجعات میں بڑھ گئے اور سنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہو گئے اس میں تلوار رب کی شکایت ہے اور مثال حامیوں  
پر حسد ایکن اپر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جانتے ہیں یعنی دوسروں کی نعمت اپنے لیے بھی پامنا جسد حرام ہے  
یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش ہے یعنی بدلی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور مالی عبادتوں میں  
ہم سے بڑھ کر، اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ رشک یعنی صابر فقیر سے افضل ہے، مگر صبیح یہ ہے کہ  
فقیر صابر یعنی رشک سے افضل، کیونکہ وہ بے فرمایا اگر تم رشک کرو گے تو تمہیں

اور نہ یہ وہ نعمتیں دیں گے، اور فرمایا کہ اللہ صابروں

کے ساتھ ہے یعنی رشک سے نعمتیں ملتی ہیں اور

صبر سے اللہ نرمالی۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَّكُمْ وَتَنَفُّوْنَ  
بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ  
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَسْتَعْمُونَ وَتُكَذِّبُونَ وَتُحْمَدُونَ ذُبْرُكُلْ صَلَوةٌ  
ثَلَاثًا وَلَيْسَ مَثَرَةً قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَهْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِي صَالِحٍ إِلَى آخِرِهِ إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِي رَوَايَةٍ

نے فرمایا کیا میں نہیں دو چیز نہ سکھاؤں جس سے تم آگے والوں کو پہنچاؤ اور پیچھے والوں سے آگے ٹھہراؤ اور تم  
میں سے کوئی افضل نہ ہو اس کے سوا جو تمہارے کام کرے تمہارے بولے ہاں یا رسول اللہ فرمایا ہر زمانے کے بعد ۳۳  
بابیہ حجہ اور حجہ کر دے اور سال کے ہر مہینے میں آگے چھ مہینہ اور پھر حضور راوی علی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
لوٹے اور عرض کیا کہ ہمارے اس عمل کو تمہارے والدہ بھائیوں نے سن لیا تو انہوں نے بھی یوں ہی کیا ہے تب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (مسلم بخاری) اب ابو صالح کا  
قول صرف مسلم کی روایت میں ہے اور بخاری کی روایت

سہ یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا لازم ہے کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجوں میں ٹھہر گئے ہیں ان کلمات  
کی وجہ سے تمہان کے برابر ہو جاؤ گے اور جو تمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم ٹھہر جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی  
ہی نیکیاں کرے صحابی کی گردن کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل ماسکے  
فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ غلام انبیاء ہیں تو صحابہ بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ حاکم جناب مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم شرع ایک زمانہ سمجھتے یا سمجھنے پہنچا دیا کہ سالطاعت ہے زیادہ (یعنی جو غنی صحابی بڑھے گا وہ تم سے افضل  
ہو جائے گا) گئے پھر چنگا زمانہ کے بعد ۳۳ بابیہ حجہ اور ۳۳ بار تحمید اور ۳۳ بار شہادہ کہ کہہ کر لیا کہ وہاں یہ سب فاطمہ کبریٰ  
ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی حجہ حضرت فاطمہ زہرا کو بتائی تھی اسی بنا پر آج صبح کے دنوں میں  
۳۳ دنوں پر ایک نائب امام ڈالا جاتا ہے خیال رہے کہ ظہر مغرب غشاہیں یہ صبح سنتین وغیرہ پڑھ کر پڑھی جائیگی  
تک ابو صالح تابعی ہیں جنہوں نے حضرت ابوہریرہ سے یہ روایت کی ہے ان کا سنا ہوا تھا کہ اب کوئی اور غشیہ عمل  
بتایا جائے وہ راز نہ کھل گیا ہے یعنی اب تم صبر کرو اور اللہ رب کے دیئے پورا رضی رہو۔ پیشہ بھی محبت ہے اور  
تم اس پر صبر کر کے بڑا درجہ پاؤ گے :

لِبَيْحَارِي تَسْبِيحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَعَشْرًا وَتَكْبِيرُونَ عَشْرًا  
بَدَلِ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتُ الْبَيْحِبِ قَائِلُهُنَّ أَوْ قَائِلُهُنَّ دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثُ  
وَتَلْتُونَ تَسْبِيحَهُ وَثَلَاثُ وَتَلْتُونَ تَحْمِيدَهُ وَارْبَعٌ وَتَلْتُونَ تَكْبِيرَهُ أَرْوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَّمَ اللَّهُ  
فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمْدَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهُ ثَلَاثًا  
وَتَلْتِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامُ الْبَيِّنَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ  
وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاهُ مُسْلِمٌ بِالفصل الثاني عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

ہیں ہے کہ ہر نماز کے بعد دس بار سبح، دس بار حمد، دس بار تکیب کو پڑھنا ہے۔ یہ روایت ہے  
حضرت کعب بن جراح سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آگے پیچھے آنے والی  
ہیزیں ملے وہ ہیں جن کا کہنے والا یا کہنے والا نقصان میں نہیں رہتا۔ یہ فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سبح ۲۲  
بار حمد اور ۳۳ بار تکیب ہیں۔ (مسلم) یہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبح ۳۳ بار حمد الہی اور ۳۳ بار تکیب کہہ لیا کرے یہ ۹۹ ہوتے اور  
سو پورا کرنے کو کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک لفظ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی  
کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سترہ کے بھاگ کی طرح ہوں (مسلم)

تیسری فصل یہ روایت ہے حضرت ابی امامہ سے

لے اگرچہ روایت زیادہ قوی ہے کیونکہ اس میں زیادتی ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے۔ لے معقبات کے کئی معنی ہیں (۱) نماز  
کے بعد والا وظیفہ (۲) وہ عمل جس کے پچھنے پر ہر فرشتہ پیش قدمی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے فرشتوں کو اپنے سے پیچھے کر دوں  
۳) وہ وظیفہ جو یکے بعد دیگرے پڑھے جاتے ہیں (۴) وہ وظیفہ جو کا انجام اچھا ہے لے بلکہ تھوڑی سخت سے بہت نفع حاصل  
کرتا ہے لے یہ پورا سیکھنا ہے اسی کا نتیجہ فاطمہ ہے قادری سلسلہ کے مشائخ اسکے بہت پابند ہیں وہ جیسے جوں میں بیچ فاطمہ  
پر پابندی کرے گا اس کی خطا نہیں اگرچہ شمار سے زیادہ ہوں شی مائیں کی خیال رہے کہ شمار کے لیے عقدا نمل بہت اعلیٰ چیز ہے  
ہر مسلمان کو سیکھنا چاہیے اگر وہ آتا ہو تو پودوں پر شمار کرے، ہر درجہ، مجبوری کنگروں یا سبح پر شمار کرے۔ حضرت  
ابو ہریرہ نے ایک دعا کے میں ہزار گز میں لگا لیں تھیں جن پر کبھی شمار کیا کرتے تھے (مراقاة) فقہائے تسبیح پر لکھنے کو بہت  
ہے یعنی بدعت میں جس کی اصل صحابہ سے ثابت ہے۔

قَالَ قَتِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْ الدَّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْخَيْرُ وَدُرُ الصَّلَاةِ  
الْمَكْتُوبَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوَّذَاتِ فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ رَوَاهُ  
أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ، وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ  
صَلَاةِ الْعَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةَ مِنْ وَلَدِ  
إِسْمَاعِيلَ وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ

لہ فرمایا عرض کیا گیا یا رسول اللہ کو کسی دعا زیادہ پسند چالی ہے؛ فرمایا آخری رات کے پیر میں اور فرض نمازوں کے  
بعد (تہذیبی اور روایت ہے حضرت عقبہ بن عامر سے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا  
کہ ہر نماز کے بعد معوذہ والی صورت میں پڑھ لیا کرو (احمد، ابوداؤد، نسائی، بیہقی، دعوات کبیرہ، روایت ہے  
حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا ان لوگوں سے چھٹنا جو فجر کی نماز سے سورج  
نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ اولاد اسماعیل کے چار غلام آزاد کروں (تہذیبی اور  
میرا اس قوم کے ساتھ چھٹنا جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک اللہ کا ذکر کریں

لہ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ تہذیباً بلند سے ہیں، جن میں قیام رہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے  
وقت آپ ۳۲ یا ۳۳ سال کے تھے ۹۱ سال عمر پائی، ائمہ اربعہ میں جنس ہی میں وفات پائی رضی اللہ عنہ آپ کی روایات بہت  
تھوڑی ہیں بلکہ بیسے دو وقت دعائیں زیادہ قبول ہوئی ہیں ایک تو آخری رات کے پیر میں، دوسرے فرض نمازوں کے بعد  
خیال رہے کہ آخر خوف کی صفت ہے یعنی رات کا درمیانی حصہ جو آخری شب میں ہی اس طرح کہ رات کے دو حصے کرو، -  
آخری آدھے کا درمیانی حصہ تو یہی وقت تہجد کے لیے بہتر ہے اس وقت دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور فرض نماز سے یا  
تو خود فرائض مراد ہیں یا پوری نماز، لہذا بہتر یہ ہے کہ نماز پنجگانہ میں فرضوں کے بعد بھی مقصود مانگے اور پھر سنت و نفل  
سے فارغ ہو کر بھی دعا کرے کہ ہر نماز فرض نماز شمار ہے مثلاً ظہر یہ ہے کہ کہ آنکھ والی سورتوں سے مراد قل آنکھ  
یٰ اَیُّهَا النَّفْلُ اور قل آنکھ یٰ اَیُّهَا النَّفْلُ اللہ انہیں ہے کہ اس میں آنکھ صبر اللہ مذکور ہے بعض نے فرمایا کہ قل یا اَیُّهَا النَّفْلُ یٰ اَیُّهَا النَّفْلُ  
اور قل ھٰذَا اللہ بھی اس میں مثل ہیں کہ اگرچہ ان دونوں میں صراحتاً آنکھ موجود نہیں مگر مقصود وہاں بھی رب کی ستائش  
ہے اس پر اگر مضمون کا عمل ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ چاروں قل پڑھتے ہیں ہر نماز سے مراد فرض نماز ہے کہ ہر نماز  
کی نماز کے بعد یہ چارہ سورتیں پڑھ کر محبت کو کبھی جائیں تو بھی بہتر ہے مثلاً جو نیکو اس بیٹھنے میں چارہ سورتیں پڑھیں یا پچھلے  
کی صحبت اللہ کا ذکر مسجد کی حاضری اور نماز اشرافی کا انتظار ان میں سے ہر عبادت ایک غلام آزاد کرنے سے افضل اس



تَعْرُوبُ الشَّامِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَتَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي حَاجَةٍ ثُمَّ تَعَدَّى ذِكْرُ  
اللَّهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامَّةٌ تَامَّةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ  
عَنِ الْأَزْرَقِيِّ بْنِ قَبِيصٍ قَالَ صَلَّى بِنَا أَمَامَ النَّبِيِّ كُنْتُ أَبْأَرُمُهُ قَالَ صَلَّى

مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ چار غلام آزاد کر دوں گے (ابوداؤد) روایت کیا ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فجر پڑھا تو اس سے پہلے مجھ سے پھر سورج نکلے تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے گے پھر دو رکعتیں  
پڑھے تو اسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے کپڑوں کے  
پورے کا (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ازرق ابن قیس سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ہمارے  
امام نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابو ہریرہ تھی۔

یہ چار غلاموں کا ذکر لڑکیاں، نیز اولاد اسمعیل دوسرے لوگوں سے افضل ہے اس لیے ان میں سے چار غلام چار غلام آزاد کرنا  
دوسرے غلام کے آزاد کرنے سے افضل اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز اشراف تک مسجد میں پھر نماز اور صالحین کیساتھ  
بیٹھنا اور اللہ کا ذکر کرنا بہت بہتر ہے، اللہ کے ذکر میں دعا تلاوت قرآن، علم دین اور صالحین کا ذکر سب شامل ہے (ترمذی)  
اکثر لوگ اس وقت تلاوت قرآن کرتے ہیں انکا ماخذ یہی حدیث ہے بعض فقہاء نے سورج طلوع ہوتے وقت تلاوت کو  
بیشتر ترجیح فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت مسجد نہیں ہو سکتا اور کبھی تلاوت کے دوران میں مسجد سے کسی آیت بھی آ جاتی ہے  
اسے بعض صوفیاء عصر سے مغرب تک مسجدوں میں مراقبے کرتے ہیں کسی سے کلام نہیں کرتے، انکی اصل یہ حدیث ہے اس کے  
معلوم ہو رہا ہے کہ فجر کے بعد مسجد میں بیٹھنا اس بیٹھنے سے افضل ہے کیونکہ وہاں چار اسمعیل غلاموں کا ذکر تھا، یہاں مطلق  
چار فرماتے خیال رہے کہ اصناف کے نزدیک عرب غلام نہیں بنائے جا سکتے لہذا اولاد اسمعیل سے مراد غیر عرب مراد ہوں گے  
یا یہ کہ قرآن (ترمذی) سورج نکلنے سے مراد آفتاب بلند ہونا ہے یعنی چمکنے سے دو منٹ بعد کیونکہ چمکنے وقت نماز  
ممنوع ہے اور بیٹھنے سے مراد مسجد میں رہنا ہے لہذا اس وقت طواف یا وضو طلب علم کے لیے مسجد کے کسی گوشہ میں منتقل  
ہونا مضرت نہیں بلکہ مراقبہ کرنے فرمایا کہ جو فجر کے بعد اپنے گھر آئے مگر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے پھر دو رکعت پڑھیں وہ بھی اس میں  
داخل ہے کچھ فرق ہے عمرہ سنت ایسے ہی نماز جو فرض اور کفایت سنت، اس لیے ان دونوں کے بیچ کہے ہیں جو دوسرے کا  
ثواب ہے ظاہر یہ ہے کہ ان نفلوں سے مراد نفل اشراف میں جن کا وقت طلوع آفتاب سے شروع ہونا ہے نماز چاشت کا  
وقت شروع اسی وقت سے ہوتا ہے، مگر ختم نصف النہار پر بلکہ بیٹے کامل حج و عمرہ کا ثواب ہے گا جو فرائض، واجبات، مستثنوں  
اور مستحبات کے ساتھ ادا کیے جائیں خیال رہے کہ حج و عمرے کا ثواب ملنا اور یہ انکا ادا ہونا چاہیے اور لہذا اسکا طلب یہ نہیں کہ

هَذِهِ الصَّلَاةُ أَوْثَقُ هَذِهِ الصَّلَاةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُومَانِ فِي الصَّلَاةِ الْمُقَدِّمِ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيرَ الْأَوَّلِيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَصَلَّى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ ثُمَّ انْقَطَعَ كَمَا انْقَطَعَ الْإِنْسَانُ إِذَا رَمَتْهُ بَعْضُ نَفْسِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيرَ الْأَوَّلِيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ فَوَيْلٌ لِمَنْ فَاخَذَ مِمَّنْ كُنِيَ بِهِ فَهَذِهِ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ أَهْلُ الْأَكْبَابِ إِلَّا أَنَّهُ لَوْ يَكُنُ بَيْنَ صَلَواتِهِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى

انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہی نماز یا اس کی کوئی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں کی ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر کی صف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے اور ایک شخص نماز کی پہلی تکبیر میں حاضر ہوا تھا جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر دینے میں سلام پھیرا تو اس نے کہا آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی ہے پھر اور دوسری میری طرف پھرتے تھے تو میں نے نماز کی پہلی تکبیر میں ہی یہی وہ فعل پڑھنے کا کھڑا ہو گیا ہے تب حضرت سرحدی اسٹے اور اس کے گندھے پکڑ کر لانے پھر فرمایا بیٹھ جائے کہ یہ کہ اہل کتاب صرف اسی لیے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسلمان جو چھوڑ دیں صرف مشرق پر چل کر گریں ۱۱۵ آپ تابعی ہیں عمارؓ ہیں یحییٰؓ ہیں پیدائش ہوئی کوثر میں قیام دہ عالمیہ اہل عمل تھے ۱۱۶ میں وفات ہوئی ۱۱۷ سلفہ ابو رزحہ صہبائی ہیں انہوں نے تابعین کو نماز ظہر پڑھا کر یہ فرمایا کہ ہم نے ایک بار نبی کریمؐ کو زیادہ دوسری کوئی اور نماز حضور علیہ السلام کے پیچھے پڑھ کر تھی تو یہ واقعہ پیش آیا کہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے پیچھے افضل صحابہ کھڑے ہو کر تھے تھے تاکہ بوقت حشر تھے اور ان نمازیوں میں حضور علیہ السلام انہیں امام بن کر خود وضو کرے لیے جا سکیں، اس سے معلوم ہوا کہ پہلی صف کا امام ہر صف باقی مقامات سے افضل ہے تھے یعنی داہنی طرف والوں نے داہنے رخسار کی سفید دیکھی اور بائیں والوں نے بائیں رخسار کی ۱۱۸ ایچ فرمایا کہ یہی اسی سے ملائے پھر میرے اس کے پیچھے کی صورت یہ ہے کہ امام کے قرأت شروع کرنے سے پہلے ہتھری سہان سے فارغ ہو جائے اس کے ہاتھ میں کچھ اور بھی خول ہیں تھے یعنی ہر سلام دعا مانگنے کے لیے داہنی جانب منہ کر کے بیٹھے جیسے میں بیٹھا ہوں تھے یعنی وہ شخص سمجھتی نہ تھا تاکہ فرض کی بقید رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہوتا بلکہ منہ کر کے تھا جو بعد والی سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو کر پڑھتا تھا ۱۱۹ یعنی پیچھے کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ دعا مانگ، جب سر کا دھارے سے مسلمان دعا سے اٹھیں تو انہیں اٹھ نماز سے فارغ ہونے اور مسجد کے نکلنے میں جلدی نہ کر اس سے معلوم ہوا کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بھی فرضوں کے بعد دعا مانگ جائے اگر عقربہ ہو کہ یعنی انہیں حکم دیا گیا تھا کہ فرض ادا کر لیں اور نوافل کے درمیان دعا کا بھی فاصلہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرُهُ فَقَالَ أَصَابَ اللَّهُ بَكَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَعَنْ زَيْدِ بْنِ قَابٍ قَالَ أَمُرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنَحْمَدُ  
ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَأَمَّا رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقِيلَ لَهُ  
أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا  
قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي مَنَامِهِ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوا هَا خَمْسًا وَخَمْسِينَ خَمْسًا وَخَمْسِينَ  
وَاجْعَلُوا فِيهَا التَّهْلِيلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْعَلُوا زَوْاهُ أَحْمَدُ وَالشَّافِعِيُّ وَالِدُ الرَّحْمَنِ

نگاہ اٹھا کر فرمایا کہ اسے خطا ہے جیسے اللہ تمہیں معصیت رکھے (ابو داؤد) ، روایت ہے حضرت زید ابنہ  
ثابت سے کہ فرماتے ہیں میں حکم دیکھا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبح ۳۳ بار الحمد اور ۳۲ بار تحمید  
پھر ایک انصاری کے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور آپ سے کہا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ  
حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد پچاس تہلیل پڑھو۔ انصاری نے خواب میں کہا ہاں اس نے کہا انہیں ۲۵، ۲۵ بار  
لو اور ان میں تہلیل بھی کرو لہذا جب صبح ہوئی تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں بخودی  
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے بھی کرو گے (احمد نسائی، داؤد)

کہیں اور اگر ہو سکے تو جگہ کا بھی گراس پر عمل نہ کیا فرض و نفل ملا کر پڑھے جس سے انکے دل سخت ہو گئے اور ہزاروں گناہ کر بیٹھے۔  
(مرقاۃ) یہ خیال رہے کہ کون تمہارا نفع مستقبل ہے مگر یہاں ماضی کی نفعی استغفار کے لیے استعمال ہوا جیسے اللہ تعالیٰ جنت  
الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ الْأَشْيَاءِ مِثْلُ يَحْيَىٰ مِثْلُ مَرْيَمَ عِيسَىٰ مِثْلُ مَرْيَمَ عِيسَىٰ مِثْلُ مَرْيَمَ عِيسَىٰ  
اہل کتاب پر نماز میں فرض نہیں اور ان نمازوں میں کچھ فرض کچھ نوافل

ملے بیٹے جیسے تم نے یہ مسئلہ صحیح بیان کیا ایسے ہی ہمیشہ ہر کام میں درستی پر رہو معلوم ہو کہ حضور علیہ السلام خوش ہوئے اور آپ کی  
دعا فاروقی کا غرض کو ایسی ہی کہ آپ ہمیشہ سیاسی اور مذہبی امور میں حق پر رہے باطل انکے قریب بھی نہ آیا مثلاً آپؐ ہجو صحابیوں  
کتاب دی ہیں علم و فاضل کے امام ہیں زمانہ صدیقی میں قرآن مجید کرنے والوں میں آپؐ بھی تھے اور زمانہ عثمانی میں قرآن کو  
مصحفوں میں نقل کرنے والوں میں بھی آپؐ تھے مثلاً یہ خواب الہامی تھا آپؐ کی طرف سے فرشتے کے ذریعے صحابی کو الیم دی  
گئی مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مکملوں کو ۲۵، ۲۵ بار پڑھو اور سینکڑا بار کرنے کے لیے ۲۵ بار کو (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) بھی پڑھو  
لیا کرو بخیرال رہے کہ اس خواب میں حضور علیہ السلام کے فرمان کی ترویج نہیں بلکہ اسے عمل سے لے کر کا مشورہ ہے لہذا وہ صحیح  
فاطراب بھی جاری ہے اور مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی وہ پڑھ لیا کرو کبھی یہ مثلاً بیٹے کبھی ایسے بھی ایسے خیال رہے کہ یہ خواب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْوَادِ هَذَا  
الْمَذْبَحِ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكَرْسِيِّ فِي ذُبُّ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ  
إِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ أَمَنَهُ اللَّهُ عَلَى دَارِهِ وَدَارِجَارِهِ  
وَأَهْلِ دُورَاتِ حَوْكِهِ رَوَاهُ الْإِسْبَاقِيُّ فِي شُعُوبِ الْإِسْبَاقِيِّ وَقَالَ اسْنَادُهُ ضَعِيفٌ  
وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ قَبْلَ  
أَنْ يَنْصَرِفَ وَيُتْبِثِي رَجُلِيهِ مِنْ صَلَاةِ الْمُعْرَبِ وَالصُّبْحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَهُ الْعَدَدُ بَيِّنَةٌ خَيْرٌ يَحْيَى وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر کے تختوں پر فرائض سنا  
کہ جو نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت کے داخلے سے نہ روکے گی لہذا جو نماز  
پڑھنے کے وقت اسے پڑھ لے تو اس نماز کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اس باس کے گھر والوں پر اس دے گا کہ  
آپ صبیح و شام ایمان اقرار کیا اس کی اسناد ضعیف ہے بلکہ نہ روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف سے وہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو نماز مغرب و فجر سے پھرے اور پانچوں گزرتے سے پہلے کہ دس بار یہ کہہ لیا  
کرے اللہ سے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی تعریف اس کے بخشنے  
میں خیر ہے زندگی اور موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے شہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تائید فرماتے کہ جس سے قابل عمل ہوگی وہ درجہ نص کے مقابلے میں نہ کسی کا خواب معتبر ہے نہ ولی کا کشف اور نہ  
کسی کا ہلام کہ یہ کہ نص معصوم کی ہے اور ہم میداری اور خواب میں بغیر معصوم ہیں نہ  
بلکہ جیسے وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا قیامت سے پہلے روحانی طور پر اور بعد قیامت جسمانی طور پر بھی ایسا اس حدیث پر یہ  
اقتراض نہیں کہ قیامت سے پہلے جنت میں داخل کیا خیال ہے کہ عام مسلمان کی قبروں میں جنت کی ہوا اللہ تعالیٰ شہادت ہے خود  
دہلی نہیں پہنچے نہ عیسائے روم، جنت میں پہنچ جاتے ہیں جیسے شہداء اور یہ لوگ سٹے لیٹے اس کی برکت سے سارے محلے میں  
چھری اٹکے اٹکے، مکان گرجا مانے بلکہ سردی ناگہانی آفتوں سے صبح تک اس رنگ میں جھلکتی جھرتے، سٹے کوئی خرچ نہیں  
کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مجتہد ہے نیز اسکا اگلا حصہ جس میں شریف نے بروایت نسائی ابن حبان، ابن السکیت، ابوالامام سے نقل  
کیا نیز طبرانی وغیرہ نے آیت الکرسی کے ٹکڑے فضائل بیان کیے وہ تمام احادیث اس کی توثیق میں بہت تمام علماء راویا راہروا عات  
المسلمین اس پر عمل رہے اور یہی اور عمل امت سے حدیث ضعیف قوی ہو جائے بلکہ جیسے مغرب کی مستور اور لغزوں  
صفا مارے جو کہ اسی طرح دوزخ فریشتے یہ کہہ کر کہ فرغ مغرب مراد نہیں کیونکہ اس کے بعد سنتیں ہیں ایسا دوزخ تصور بھی چاہیے شہ یعنی

عَشْرَ مَرَّاتٍ كُنْتُ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمُحِيتٍ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ  
وَرَفِيعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ حُرٌّ أَمِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحُرٌّ أَمِنْ الشَّيْطَانِ  
الزَّحِيوٍ وَلَمْ يُحَلِّ لَدُنِّي أَنْ يَذْكُرَهُ إِلَّا الشِّرْكَ وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا  
إِلَّا رَجُلًا يَقْضِيهِ يَقُولُ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ  
أَبِي ذَرٍّ إِلَى قَوْلِهِ إِلَّا الشِّرْكَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَلَوةَ الْمُعَرِّبِ وَلَا بَيْدَةَ الْخَيْرِ وَقَالَ  
هَذَا أَحَدُ يَتِّحَسِّنُ صَدِيقِي عَرِيبِي وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعَثًا قَبْلَ تَجْدِ فَعَمُوا غَدَاؤُكَ كَيْفَ وَ  
أَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّا لَمْ يُخْرِجْ مَا رَيْنَا بَعَثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ  
غَنِيمَةً مِنْ هَذَا الْبَعَثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى

تو اس کے یہ ہر ایک کے بدل میں دس نیکیاں بھی جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجے بلند  
کیے جائیں گے لے ہوئی سے اس کی حفاظت اور مردود شیطان سے امن ہوگی اور شُرکے سو کاوی گناہ  
اسے نہ چھوئے گا گناہ اور وہ لوگوں سے عمل میں افضل ہوگا سو اس کے جو اس سے زیادہ کرے وہ اس سے  
بڑھ جائے گا سدا احمد ترمذی نے اس کی مثل ابو ذر سے اِلَّا الشِّرْكَ تک اور اس نے نہ نماز مغرب کا ذکر کیا اور  
نبیہ واکر کا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح عربیہ ہے کہ روایت سے حضرت عمران خطاب رضی اللہ عنہ سے  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بہت غنیمتیں لائے اور جلد لوٹ آئے تھے تو  
مہم سے ایک شخص بولا جو ان میں نہ گیا تھا کہ ہم نے کوئی ایسا لشکر نہ دیکھا جو اس شکست سے جلد لوٹا ہو اور نہ زیادہ  
غنیمت لایا ہو تھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا کہ قوم نہ ترائوں

جو خدا کا خیال رہے کہ اگرچہ جو شراب اللہ کے قبضے میں ہے ہر ادب یہ ہے کہ اس کی طرف صرف غیر کو نسبت کیا جاتا ہے  
لے جب ایک کے بدلے دس ہو تو دس کے بدلے یقیناً سو ہوں گے لے یعنی اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے لے لے گا جو اس سے  
بہا لے گا اور اگر معمول سے گناہ کرے تو توہر کی توفیق ملے گی اور رب تعالیٰ کی طرف سے معافی، ہاں اگر ذکر کر دیکھا تو اس کی معافی  
نہ ہوگی یہ اس حدیث کا مطلب ہے لے اس سے معلوم ہوا کہ دس بار کی قید نہیں جتنی خدا توفیق دے دے پھر لے لے یعنی یہ حدیث  
میں اسنادوں سے مروی ہے ایک اسناد میں جن، ایک میں صحیح، ایک میں خوب ہے بخیر ہو کا پانچواں صوبہ ہے حجاز اور تہماہ  
کے درمیان جو کہ یہ بلندی برواق ہے اس لیے جو کھملا لکھ ہے، نجد کے سنے بلندی ہے لے یعنی یہ لشکر بڑا بڑا کرت ہے کہ سفر  
کہا یا مال بہت سے کرنا یا خیال رہے کہ جس لشکر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم توفیق سے خود شریعت لے جائیں اسے تشریف کہا جاتا ہے۔

قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيمَةٍ وَأَفْضَلُ رَجْعَةٍ قَوْمًا شَهِدُوا صَلَوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوا لِدُكْرُونِ اللَّهِ  
حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأُولَئِكَ أَشْرَعُ رَجْعَةٍ وَأَفْضَلُ غَنِيمَةٍ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ  
هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ وَحَدَّثَ أَبُو بَرٍّ أَنِي حُمَيْدُ الرَّائِزِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ  
بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ وَيَكُنُّ مَرَّةً

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ: عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَسْبَغَ مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ  
فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَأَكُلُ أُمِّيَاءَ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ

جو قیمت اور گنتی میں بہتر ہے وہ قوم ہے جو ہر کی نزد میں حاضر ہوں پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اس کا ذکر کریں  
یہ لوگ جلدی کوٹنے والے اور بہتر قیمت والے ہیں لہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث عریض ہے حماد ابن  
روای حدیث میں ضعیف ہیں لہ

### باب نماز میں کون سے کام نہ جائز اور کون مباح ہیں

پہلی فصل: روایت ہے حضرت معلو بن حکم سے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا  
پھر ہوا تھا کہ قوم میں سے ایک شخص چھینکا میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے کہ مجھے لوگوں نے تیرنگا ہوں سے  
سے دیکھا تو میں نے کہا ہائے میری ماں کا رونا کہ میں کیا ہوا کہ مجھے دیکھتے ہو۔ کہ

نابا اس شخص نے یہ حسرت کے طور پر کہا ہوا کہ کاش اس میں میری جگہ کسی ایسے حضور علیہ السلام نے اگلا جواب دیا ہے  
لہ یعنی غنیمت صرف ماں ہی کی نہیں ہوتی بلکہ اجر و ثواب کی بھی ہوتی ہے اشراف پر مٹنے والا جلدی گھروٹ آئے ہے اور پورا  
سے کر آئے ہے لہ پنا بڑا نہیں بخاری نے منکر الحدیث دیا یا انسانی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہیں باہن معین کہتے ہیں کہ اس حدیث کچھ نہیں  
مرقاۃ نے فرمایا کہ ان کا حفظ خراب ہے لہ نماز میں بعض کام کرنے کے ہیں بعض نہ کرنے کے، کرنے والے بعض فرض ہیں جن کے  
بغیر نماز قطعاً ہوتی ہی نہیں، بعض واجب ہیں کہ سہوارہ جانے سے مسجد واجب ہے، بعض سنت ہیں بعض مباح، نہ کرنے والے  
کام، بعض مکروہ تنزیہی ہیں بعض مکروہ تحریمی، بعض حرام، اس باب میں انہیں کا ذکر ہے لہ آپ صحابی ہیں، قبلہ مدنی سلیم سے  
ہیں، اہل مدینہ ہیں آپ کا شمار ہے مرقاۃ نے فرمایا کہ آپ سے صرف یہی حدیث مروی ہے لہ میں وفات پائی کہ اپنے چھینکنے  
والے کو جواب دینے کی نیت سے میں نے کہا اگر جریہ جواب دیا جائے کہ جب تک کہ اللہ کے ہاں چھینکنے والے نے احوال  
نہیں کہا، مگر انہوں نے یہ کہا کہ عریض میں یہ لفظ تعجب پر بولا جائے اس کے مٹنے میں کہیں مر گیا اور میری ماں مجھے دوسری ہے  
یعنی میں نے اس کو سن سکا کہ اس کا سبب ہوا کہ اولاً اسلام میں بحالت نماز کا اسلام ہی کیا جاتا تھا اور امام  
کے دیکھنے قرأت بھی وہی تھا اور اذانیں قرأت سے کلام و سلام بند ہوا اور اذان اذیۃ القرآن الا سے امام کے چھ قرأت منورہ ہوتی

إِلَىٰ فَجَعَلُوا ابْصِرُ يَوْمَ بَأْيَدِهِمْ عَلَىٰ اخْتَادِهِمْ فَلَمَّا كَرِهْتُمْ ابْصِرُ يَوْمَ ابْصِرُ  
سَكَنَتْ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِأَيِّ هَوَاقِفٍ مَا رَأَيْتُ  
مُعَلِّمًا أَمْلَأَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِثْلَهُ قَوْلَهُ مَا كُنْتُ فِي وَلَا هَرَبِي وَلَا شَقِيصًا قَالُوا  
إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصِلُ إِلَيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِلَّا مَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ  
وَقِرَّةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنِّي حَدِيثٌ كَثِيرٌ مِمَّنْ يَجْزِيهِمْ هَلِيَّةٌ وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِإِسْلَامِهِ وَإِنَّا نَرَجَا الْأَيَّاتُونَ

تو وہ انہوں پر اتھ مارنے لگے کہ جب میں نے دیکھا کہ مجھے خاموش کر رہے ہیں تو میں بھی خاموش ہو گیا کہ جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو میرے ماں باپ ان پر ہنسا رہے تھے ایسا اچھا سکھانے والا معلم نہ آپ  
نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ مگر ان کی قوم نے مجھے ڈانٹنا نہ مارنا نہ روکنا نہ فرمایا کہ ان نمازوں میں انسانی کلام مناسب نہیں  
یہ صرف تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن ہے کہ ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
میرا زمانہ جاہلیت سے قریب ہے اللہ نے میں اسلام دیا اور ہم میں سے بعض لوگ کاتبین کے پاس

نماز میں کلام بند ہو چکی تھی۔ انہیں یہ خبر نہ تھی اس لیے انہوں نے یہ گفتگو کی :-

میں نے دیکھا ہے کہ انہیں کلام سے روکنے کے لیے ایسا ایک ہاتھ ایک ایک بار دیا، اگر دونوں ہاتھ ہاتھ سے ایک مسل  
تین بار دیتے تو ان کی انجی نماز جانی رہتی، کیونکہ وہی کثیر نماز فاسد کر دیتا ہے عمل کمال بھی اگر مسل تین بار کیا جائے تو کثیر بن  
جاتا ہے اور نماز فاسد کر دیتا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورتاً کتبوں سے دعا نہیں پڑھنی چاہیے دیکھنا اور عمل  
قلیل بھی جائز ہے کہ یعنی مجھے حضور نبوت آیا اور میں نے چاہا کہ کچھ اور کہوں لیکن میں نے نہ کہیں کلام واجب کر دیا ہے  
میں خاموش رہا مثلاً قَوْلُ اللَّهِ اَوْ لَمْ يَأْتِ كَمَا جَوَابُہُ ہے اور اس سے پچھلا جملہ مسترد تھا کھد اہل تہم میں سے چنانچہ ایک قرأت میں  
ہے قَامَ الْاِيتِيْمُ فَلَمْ يَنْفَعْهُ يَنْفَعُ سِرْكَارُہُ اس غلطی کی وجہ سے مجھ پر کسی قسم کی معافی ضروری نہایت نری سے مستند بنا دیا ہے یعنی  
تمہارا ایتیم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انسانی کلام سے اس سے نماز جانی رہتی ہے آئندہ نہ کہنا نماز میں صرف یہ مذکور چیزیں، اختیار فرماتے کہ اگر  
نماز کی جواب کی نیت سے قرآن شریف کی آیت میں پڑھ دے تو وہ کلام انسانی ہو گا اور نماز فاسد کر دے گا جیسے خاموشی کی خبر پر  
اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور کچھ خبر پڑا اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ لینے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ضروری ہیں شک یہی صحیح اور البتہ  
مضمون بھی تھا، خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھانے کا حکم نہ دیا، اس لیے کہ انہیں اس آیت کے نزول  
کی خبر نہ تھی اور ابھی یہ قافروں مشرکوں جہلوں تھا، قانون کی شہرت سے پہلے اس کے احکام مرتب نہیں ہوئے۔  
اب اگر کوئی نمازی بے خبری سے یہ کرے گا تو نماز دھروانا واجب ہوگی، کیونکہ قانون مشہور ہو چکا، بے خبری  
غدر نہیں۔ لہذا یہ حدیث مسودا اعظم کے خلاف نہیں۔ امام شافعی والو یوسف اس حدیث کی تباہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سے  
پچھتک کا جواب واجب و احرام ہے، لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی :-



انکھان قال فلا تلتزم قلْتُ ومنا رجال يتطهرون قال ذاك شيء يحدونه  
في صُدهم وهو فلا يصدّهم قلْتُ ومنا رجال يخطون قال كان نبي من  
الأنبياء يخط فمن وافق خطه فذاك روافد مسلم قوله لكني سكنت هكذا  
وحدث في صحيح مسلم وكتاب الحميدي وصححه في جامع الأصول بلفظ  
كذا فوافق لي كذا وسكن عبد الله بن مسعود قال كذا مسلم على النبي صلى  
الله عليه وسلم وهو في الصلوة فيرد علينا فلما اتجعتنا عند النجاشي

چلتے ہیں فرمایا تم وہاں دعا دلو میں نے کہا کہ ہم میں سے بعض پرندے اڑنے میں فرمایا یا ایسی بات ہے جسے  
دعا ہے دلوں میں پاتے ہیں یا نہیں یہ کاموں سے نرو کے لئے فرماتے ہیں نے عرض کیا ہم میں سے بعض گریں کھینچتے  
ہیں فرمایا ایک پتھر بٹھ کھینچتے تھے جس کا خط انکے موافق ہوگا تو درست سے (مسلم) ان کا قول سکنت میں نہیں  
صحیح مسلم میں یوں ہی آیا اور کتاب حمیدی میں ہے کہ جامع اصول میں لکھی گئی اور لفظ کذا سے صحیح کہا گیا اور روایت  
ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ وہ نماز میں ہوتے سلام کہتے  
تھا آپ میں جواب دیتے تھے شہ جب ہم نماز میں تھے آپس سے بولتے تھے

لہ حضور علیہ السلام کو یہاں رکھ کر دینی مسائل پوچھنے شروع کر دیے، ان میں وہ لوگ ہیں جنہیں شیاطین سے تعلق ہوتا ہے علم  
میں بگاڑ دیتی کہتے ہیں اور اسناد بھی جھوٹی پھیلتے ہیں جیسے آج کل بدعت اور بھگت، عراف وہ کہلاتے ہیں جو بھیجی ہیں بڑی بڑی  
کے مال کا پر تنہا تھے ان کا ہنوں سے شبی چیزیں پوچھنا گناہ کیرو، بلکہ وہ کھڑے کھڑے اس کی بحث انشاء اللہ باب الکہانت میں ہو  
گی کہ کنا و عرب میں قل کے بہت طریقے تھے، ان میں سے ایک پرندے اڑنا تھا کہ اگر کسی کا کوپٹے اور دستہ میں کوئی  
چیز یا شیئی فی لہ اڑایا، اگر دائیں طرف اڑی تو بکھے کامیاں ہے اگر سیدھی اڑے تو بکھے کامیابی میں دیر ہے اور اگر بائیں طرف  
اڑی تو ناکافی کا قین کر کے واپس لوٹ آئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ انکے نفسانی وسوسے ہیں رب پر توکل چاہیے  
اور ایسے وحیات کی بنا پر کام چھوڑنا نہیں چاہیے۔ قال کی بحث انشاء اللہ باب الفال میں آگے کی مسئلہ تکبیر کی کھینچنے سے  
مراد دل ہے جس میں غلو طے کر دینا شیعوں کی بات معلوم کی جاتی ہے جیسے علم جفر میں عددوں سے علم دل حضرت درانیال  
کا معجزہ تھا اور علم جفر حضرت ادیس علیہ السلام کا جس کو ان بندگان کے خطوط یا اعداد سے مناسبت ہوگی اس کا درست  
ہوگا ورنہ غلط، بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل بکڑی کہ عقل دل اور جگر جڑ ہے لیکن بغیر کمال اس پر اعتماد نہیں کر سکتے  
تک کہ بعض میں نے ایکنی شکت کو صحیح مسلم میں پایا اور جامع اصول میں لکھی ہے لفظ کذا: اکھڑے جو اس کی معشقی علامات  
ہے کہ کوئی وہ صحیح پر لفظ کذا اکھڑ دیا کرتے ہیں شہ جیسے جرت سے پہلے نماز میں کام و سلام مس ہاڑ تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام  
بیمات نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے جڑ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا خیال ہے کہ خود بخود آیت فی تین سورہ  
نقر میں ہے سورہ القدر میں ہے ہذا نزل کلام ابد جرت ہوا لہ نماز میں بادشاہ جڑ تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا حضور علیہ السلام

سَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَرْدْ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ  
فَأُثِرَ دُخَانٌ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُعْلًا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ مُعْتَقِبٍ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي الثَّرَابَ حَيْثُ سَجَدَ قَالَ إِنْ كُنْتُ  
فَاعِلًا فَوَاحِدَةً مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَضِرِيِّ فِي الصَّلَاةِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے ہمارا جواب نہیں دیا ہم عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے اورو  
آپ جواب دیتے تھے فرمایا نماز میں مشغولیت ہے لہ (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت معتب سے کہ وہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اس شخص کے بارے میں جو مسجد کی بگڑی میں برابر کرے فرمایا اگر تمہیں کوڑا ہے تو  
ایک بار لے (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوڑھ  
پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا لے (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی

کے زمانہ کے نباشی کا نام احمد تھا اس نے غلوں صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر ایمان لایا اور  
انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تھے بیچھے حضرت ام حیدر بنت ابی سفیان جو ایمان لاکر حبشہ ہجرت کر گئے تھیں  
احمدی نے انکا غائبانہ علاج حضور علیہ السلام سے کیا جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لاتے تو حبشہ کے ہمارے صحابہ مدینہ  
منورہ آگئے ان بزرگوں کو صاحبِ حجرتین کہتے ہیں انہی احمد اور ان کے ساتھیوں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔ قَدْ أَفْضَى  
تَحِيَّاتُهَا أَسْمَاءُ ابْنَةُ النَّبِيِّ نَبَاشِي كَمَا تَقَالُ لَمْ تَفُجْ كَمَا سَمِعْتُ مِنْ جَدِّهِ مِنْ هَاجِرِ بْنِ أَبِي نَسْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ يَخُوضُ فِي الْمَاءِ يَوْمَئِذٍ يَخُوضُ فِي الْمَاءِ يَوْمَئِذٍ يَخُوضُ فِي الْمَاءِ يَوْمَئِذٍ يَخُوضُ فِي الْمَاءِ يَوْمَئِذٍ يَخُوضُ فِي الْمَاءِ  
کے سامنے کر دی حضور علیہ السلام نے قاتلہ دجنانہ پڑھا بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں  
سارا جنگل جگمگا جاتا تھا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

لے یعنی ابنِ نزار، مناجات، عبودیت اور استغفار سے گھیر دی گئی، اس میں نہ کام ہے نہ سلام، فقہاء فرماتے ہیں کہ نہ اری  
اشکاء سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا لے آپ کا نام معتب ابنِ فاطمہ ہے دوسری ہیں۔ سعد ابنِ عاص کے آزاد  
کردہ غلام ہیں قدیم الاسلام ہیں، صاحبِ حجرتین ہیں، حضور علیہ السلام کی انگوٹھی آپ کے پاس رہتی تھی انہی سے حضرت صدیق  
اکبر نے حضور علیہ السلام کے بعد یہ انگوٹھی ملی، آخر میں حزام میں بٹلا ہو گئے تھے خلافت عثمانیہ یا حیدری میں وفات پائی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ دوسرے معتب تابع ہیں وہ اور ہیں لے بیٹے کسی نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ نماز کی حالت نماز  
سجدہ کی جگہ سے کھڑا کرنا جائز ہے یا نہیں فرمایا ضرورتاً ایک بار کھڑا کر سکتا ہے اگرچہ فقہاء نے  
بہت سے مسائل تسلط کیے ہیں لے بیٹے نہ نماز کی کسی حالت میں قیام، قنودہ، قنودہ میں کوڑھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے بلکہ نماز سے  
نہ نماز بھی ممنوع ہے کہ یہ ایس کا طریقہ ہے، نیز خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہاتھ رکھ کر کہیں گے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں پھر سے ملو لے

سَلَّطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِثْفَاقَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ  
 اخْتِلَافٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي  
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنَاتِهِنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ  
 أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَا فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لِيُخَطِّفَنَّ أَبْصَارَهُمْ سِرًّا  
 مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّاسِ  
 وَأَمَامَهُ بَنَاتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رُكِعَ وَضَعْنَ وَأِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازیں اور صلوات دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ انجان ہے شیطان بندے  
 کی نماز سے اٹکتا ہے (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کئی نمازیں نماز میں دیکھے کہ وقت آسمان کی طرف نکلا اٹھانے سے باز رہیں وہ ان کی نگاہیں بھین  
 لی جاتی تھیں (مسلم) یہ روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ لوگوں  
 کی امانت کرتے تھے اور امانت بنی العاص آپ کے کندھے پر بیٹھیں تھیں جب رکوع کرتے تو انہیں اندر  
 دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو

یاد پورا کر لیں گے انہیں میں میں خاصو لا بھی کو کہتے ہیں، یہ بیگ بلا ضرورت موعود، ضرورتاً نماز سے، بوڑھا آدمی بھی غسل  
 میں بیکر نماز پڑھ کر سکتا ہے، مسلمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز لا بھی کی بیگ بڑی بھی میں آپ کی وفات ہوئی۔  
 لے خیال رہے کہ نماز میں کعبہ سے سینہ چھو کر نماز کو توڑ دیتا ہے، صرف چہرہ چھو کر وہ ہے کھجیوں سے اور صلوات دیکھنا  
 خلافِ شریعت ایمان النفاق سے غالباً دوسرے معنی ملا دیں جو کہ وہ ہیں ممکن ہے تیسرے معنی ملا دیں، اجماع مصداق یہ ابن  
 حکم کی روایت میں گذر چکا کہ صحابہ نے انہیں گوشہ چشم سے دیکھا بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام بھی کبھی اس طرح دیکھتے  
 تھے وہ سب بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کیلئے لہذا حدیثوں میں اعتراض نہیں ملے لیکن بعض نمازیں دعائیں  
 یا آخری دعا پڑھنے پر نہ اٹھا اٹھتے تھے آسمان کی طرف نگاہ نہ کر دے، بخاری میں نماز کا تذکرہ بھی اٹھانے اور نگاہ بھی کیونکہ  
 آسمان قبلہ دعا ہے جیسے کہ قبلہ نماز مکر علیہ السلام کا یہ فرمان اظہاراً کتاب کے لیے ہے، خیال رہے کہ پہلے حضور علیہ السلام  
 نماز میں کبھی آسمان کو دیکھ کر کہتے تھے جب یہ آیت اترا والذین هم فی حقہ لولیم حیاتہم موتہم جب چھوڑ دیا تبدیل قبلہ  
 کے وقت حضور علیہ السلام کا نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا آپ کی خصوصیت تھی کہ نماز کا تذکرہ بھی ملے آپ حضور راوند  
 علیہ اللہ علیہ وسلم کی تو اسی یعنی حضرت زینب کی بیٹی ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ زہرا کی وفات کے  
 بعد آپ سے نکاح کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے  
 بڑی محبت تھی حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی  
 آپ کو کندھے پر رکھتے تھے۔

أَعَادَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اثْتَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظُمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَاةٍ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا اثْتَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظُمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْهَا فَإِنَّمَا ذَاكَ إِلَهُكُم مِّنَ الشَّيْطَانِ يَصْضَحُكُ مِنْهُ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَصْرِي تَأْمَنُ الْجَنُّ تَقْلَتُ الْبَارِحَةُ لَيَقْطَعَنَّ عَلَيَّ صَلَاتِي فَأَكْمَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَأَخَذَتْهُ فَأَرَدَتْ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

ابن ابی نعیم نے (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائیے تو جہاں تک ہو سکے دفع کرے کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے (مسلم بخاری) کہ روایت میں حضرت ابوہریرہ سے ہے فرمایا تم میں سے کسی کو نماز میں جمائیے آئے تو بقدر طاقت دفع کرے اور نہ کہے "حاکم کیونکہ یہ شیطان سے ہے کہ وہ اس سے ہنستا ہے" کہ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخصیت جن آجرات کھل گیا کہ تاکہ میری نماز توڑ دے اللہ نے مجھ اس برطاعت دی میں نے اسے پکڑ لیا میں نے سوچا کہ اسے جہنم کے ستون یا اندر دوں

طہ حق یہ ہے کہ یہ عمل حضور علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے ہمارے واسطے مفسد نماز ہے کیونکہ نماز میں بھی کوئی آواز چڑھا دے اور روکنے کا عمل کثرت سے غالی نہیں علماء نے اس کی بہت سی توجہیں کی ہیں مگر جو فقیر نے کہا وہ حق ہے کہ جمائیے دفع کرنے کی بہت صورتیں ہیں ایک یہ کہ جمائیے آنے وقت سے سوچے کہ انبیاء کرام کو جمائیے نہیں آتی تھی دوسرے یہ کہ نیچا ہوتے وقت سے دبا دے تیسرے یہ کہ تاکہ گندے کے ساتھ سانس نہ لگے اگر دفع نہ ہو سکے تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت منہ پر رکھے کہ چنانچہ اگر نماز میں "ہم" سے منہ سے نکل جائے تو نماز جاری رہے گی کہ اس میں تین جہادیں آجائیں اور اگر فقط "ہم" نہ نکلا تو نماز مکروہ ہوگئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قید سے کہ آپ شیاطین کی ایک جماعت کو قید کر گئے تھے جن میں سے ایک بھڑوٹ کہ میرے پاس آگیا اور میرے قلب میں دوسرے ڈالنے کی کوشش کرنے لگا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی نگاہ جنات اور شیاطین کو دیکھتی ہے اور جہاں وہ بند ہیں وہ جگہ بھی حضور علیہ السلام کی نگاہ کے سامنے ہے اور حضور ان کے جہاں سے جہاں ہیں قرآن کریم کا یہ فرمان ہے تَحِيطُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا تُخْفِي عَنْهُمْ شَيْءٌ ہم لوگوں کے لیے ہیں حضور علیہ السلام اس سے بلیغ ہے جب حضور علیہ السلام کی نگاہ سے سفر گئے نہیں چھپتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں خود رب تعالیٰ کو دیکھا تھا تو جنات و شیاطین کیسے چھپتے ہیں خیال رہے کہ حضرت سلیمان نے جنات کی ایک غیبت ترین جماعت کو قید کیا تھا جواب تک قید میں ہے کیونکہ جنات کی عمریں بڑی جلدی ہیں ان کا یہاں کر کے وہ نہ اور جماعتیں شیاطین کی بھی ہیں یہ شہ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دائمی طاقت بخشی جس سے آپ شیاطین کو پکڑ سکتے ہیں

حَتَّى تَنْظُرَ وَإِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَتَ أَحِبِّي سَلِيمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا  
لَا يُبَسِّئِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَّدَتْهُ خَاسِمًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ: وَكَفَى سَمِيلَ بْنَ  
سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَايَ شَيْئًا فِي صَلَواتِهِ  
فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ فَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ وَفِي رواية قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: **الفصل الثاني** بَعْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَسْلِمُ

کا حکم سب اسے دیکھو لے لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آگئی کہ بولا مجھے وہ ملک دے جو کسی کے لائق نہ  
ہو میرے بعد تو میں نے اسے ناکام چھوڑ دیا (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت سہیل ابن سعد سے فرماتے  
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے نماز میں کوئی چیز پیش آجائے تو تسبیح پڑھے کیونکہ تالی عورتوں  
کے لیے ہے ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تسبیح مردوں کے لیے ہے اور تالی عورتوں کے لیے ہے (مسلم بخاری)  
دوسری فصل: روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم مشنہ

حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو صدقہ کا مال بھری کرنے ہوئے پکڑ لیا تو وہ آپ سے بچھوٹ سکا، حضرت معاویہ نے ایک شیطان کو پکڑ  
لیا تو وہ آپ سے بچھوٹ سکا جب ذرات کی طاقتوں کا یہ عمل ہے تو آفتابِ نبوت کی قدرت کا کیا ہو سکتا۔ اب بھی بعض عاملِ حضرات  
جنت کو فخر کر دیتے ہیں جلاہت میں

لے لینے میں اسے باندھ دیتا تو وہ کھل نہ سکتا بچھوٹ کر کھانگ سکتا اور پھر وہ سب بظاہر ہو جاتا مگر سب اسے دیکھتے، ہمارے  
باندھنے کی برکت سے پڑنے کی شہادت میں جاتا ہے۔ یعنی جو کہ جنت یا جہنم حضرت سلیمان کی خصوصی معجزہ بن چکا ہے اگر اس  
قبضہ کو مٹا دیتے تو اس کی خصوصیت نہ رہتا اس لیے اسے چھوڑ دیا اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ شیطان کا جسم  
بغیر نہیں اور اس کے چھوٹنے سے نماز نہیں جاتی، نمازی کا ہاتھ نہیں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مشورہ  
و خصوصاً اور طرف مشورہ ہونے سے جس جگہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو پکڑ بھی لیا باندھنے کا ارادہ بھی کیا پھر چھوڑ بھی دیا  
مگر نماز کے مشورہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گندہ نشینوں کے کلمات بچھنے میں اس سے بھلا کا اظہار  
فرمایا کہ ان بزرگوں کی خصوصیات میں فرق نہ آئے جو تھے کہ جی کی طاقت جنت و فوشتوں سے لیا دے کہ شیطان ان کی پکڑنے سے چھوٹ  
نہ سکا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو بھیجا کہ اتوان کی آنکھ جاتی رہی اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی عظمت قدرت تعریف ملک الموت جن واسطہ اور تمام مالم پر ہے ہر شے آپ کے قبضہ میں ہے سب سے گزرتی کو کوئی ایسا وارث  
پیش آئے جس سے اسے بولنا چاہے مثلاً کہ کوئی پکار رہا ہے یا کوئی بھڑکیا ہے یا کوئی سانسے سے گزرتا ہے یا کوئی تیرا ہے تو وہ فوراً اسے  
اٹھائے گا اور موت بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں پتھیل پر دے گا کہ پکارنے والے لوگ گزرنے والے کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو  
جائے، اس سے معلوم ہو کہ موت کی آواز بھی موت ہے تو فوراً اسے اس میں ان کو توڑ دینا چاہی کہ اپنی آوازیں غیروں کو سنا کر خیال نہ

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الرِّضَ الْحَشَةَ  
فَيَرُدُّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ الرِّضِ الْحَشَةِ أَنْبَأَنِيهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ  
فَلَمْ يَرُدُّ عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ  
مِمَّا أَحَدْتُ أَنْ لَا تَتَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّمَا الصَّلَاةُ  
لِقُرْءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ وَإِذَا أَكُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنَكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَعَنْ إِبْنِ عُثْمَانَ قَالَ قُلْتُ لِبَدَلٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْكُمْ  
حِينَ كَانُوا يَسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يَشِيرُ بِيَدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

جانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے تھے حالانکہ آپ نمازیں پڑھتے تو آپ ہم کو جواب دیتے تھے  
پھر جب ہم چہرے سے لوٹے تو میں آپ کی خدمت میں آیا آپ کو نماز پڑھتے پایا میں نے آپ کو سلام کیا تو مجھے آپ  
نے جواب نہ دیا تھے کہ جب اپنی نماز پوری کی تو فرمایا اللہ اپنے احیاء میں جو چاہے ہے مکہ دے اب جو نیا حکم  
بجیسا جس میں یہ ہے کہ نمازیں مکہ نام نہ کرے پھر آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا دعا و فرمایا کہ نماز قرآن پڑھنے اور  
اللہ کے ذکر کیے کے بعد جب تم نمازیں پڑھو تو یہی تمہارا حال ہونا چاہیے (ابوداؤد)۔ یہ روایت ہے حضرت ابن  
عمر سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جواب کیسے دیتے تھے جب وہ  
آپ کو نمازیں سلام کرتے تو فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیتے تھے (ترمذی)

کہ اگر نماز بخودت کا حکم بھی اسے بیکار ہے یا سامنے سے گزرنے کے بغیر بھی ٹوٹ جاتی ہے کیا کیوں کہ اس کیلئے قانون ہی یہ ہو گیا  
لے یہ سلام کا جواب اسکی بنا تھا، تاکہ حضرت ابن مسعود کا دل خوش ہو جائے ورنہ اگر کوئی نماز کو تلاوت قرآن کرنے والے کو انصاف سے  
حاجت کرتے والے کو سلام کرے تو ان جواب دینا واجب نہیں کیونکہ ان حالتوں میں سلام کرنا سنت نہیں مسنون سلام کا جواب  
واجب ہے کہ ممنوع سلام کا لیکن اگر فراغت کے بعد جواب دے دیا جائے تو پھر ہر (لمعات) اس سے بہت سے مسائل منقطع  
ہو سکتے ہیں مثلاً یہاں اللہ کے ذکر سے ملا تلاوت کے علاوہ دوسرے اذکار میں تسبیح اور التَّحِيَّات وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ  
نمازیں کا التَّحِيَّات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا بھی اللہ کا ذکر ہے جس سے نماز ناقص نہیں بلکہ کامل ہوتی ہے ورنہ اگر اللہ کے  
حق المطلب کر کے آیت پڑھنا بھی نماز تو پڑھتا ہے مثلاً شاید یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ نمازیں رزائی سلام و جواب ممنوع ہو چکا تھا  
اشارہ سے جائز تھے چہرہ بھی منور ہو گیا، پھر پھر خلافت الفتاویٰ میں ہے کہ اگر نمازیں سب آیت سے سلام کا جواب دے تو نماز تو پڑھ  
جائے گی ظہر یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی مگر وہ ہوگی کہ ہر حال اب اشارہ بھی منسوخ ہے اس حدیث سے یہاں نسخ معلوم ہوا ہے کہ اگر  
حضرت ابن عمر نے حضور علیہ السلام کو اشارہ کرنے دیکھا نہیں بلکہ نہ تھا، تو حضرت بلال سے پوچھا اگر اشارہ ایسی کجکاری رہتا تو آپ کی

الشَّيْطَانُ فَإِذَا تَنَازَبَ أَحَدُكُمْ فَالْيُكْظِمُ مَا اسْتَطَاعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي أُخْرَى لَهُ وَابْنُ مَاجَةَ فَلْيَصْغِرْ يَدَهُ عَلَى قَبِيلِهِ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَسْتَبْكُنْ بَيْنَ أَصْبَاحِهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْذَاهِرِيُّ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَلَا تَلْتَفِتْ أَنْصَرِفْ عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْذَاهِرِيُّ

شیطان کی طرف سے ہے تو جب تم میں کسی کو چھائی آئے تو بقدر طاقت دفع کر دے (ترمذی) اور ترمذی کے دوسری روایت میں اور ابن ماجہ میں ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ میں رکھ لے گا: روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے وہ فرماتے ہیں وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی جب وضو کرے تو اچھا کرے پھر مسجد کے اردوے سے نیچے گئے تو انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز میں ہے گا (اسم ترمذی) ابو داؤد نسائی (دارمی) اور روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ بندہ سے پر متوجہ رہتا ہے جب کہ وہ نماز میں ہو جب تک ادھر ادھر نہ دیکھے جب ادھر ادھر دیکھتا ہے تو رب اس سے اعراض کرتا ہے (اسم) ابو داؤد نسائی (دارمی) :

لے ہوا شیطان کے اثر سے ہے نماز میں ہو یا باہر مگر جو نماز میں زیادہ دیر ہے اس سے یہ خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا جہاں غفلت سے مستی سے زیادہ کھانے اور پینے کے علیہ ہوتی ہے اور ان سب میں شیطان کا اثر ہے لہذا قرآن بالکل صحت سے ثابت ہے کہ رب تعالیٰ جھینک کو پسند فرماتا ہے اور چھائی کو پسند نہیں فرماتا جیسے کہ پھر لکھ لکھ پڑھی جاتی ہے اور چھائی پر لا حول (ایسا کرام جملہ سے ممنوع ہیں) لکھ لیٹھ اگر چھائی دلخ دی تو اس کے تو ابیں تبصیل کی پشت پیچھے ہوئے منہ رکھے دفع کرنے کی صورت میں عرض کیا جا چکیں لکھ سنت یہی ہے کہ وہ وضو کر کے کھڑے ہو جائے بہتر ہے کہ وہ درود شریف پڑھتا ہوا جائے لکھ لیٹھ یہ شخص حکم نماز میں ہے اس لیے اس حالت میں نماز کا ثواب پار ہے اور نماز میں توبہ یہ کام سچ ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا کھیل اور عادت ہے اس لیے اب بھی نہ کرے یہ ایسا ہی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا گناہ نماز سے لہذا با وضو کرو اور اس میں دوسری کام نہ کرو لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے سارے متوعات اس وقت منع ہو جائیں خارج نماز کی جیسی کہ کام کر لینا نماز میں بہتر نہیں ہے کیونکہ وضو نہ کر کے نماز میں نہیں آتا بلکہ نماز میں آتا ہے یہاں انصاف سے مراد نہ ہو کہ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے فقط وہاں ہوں سے انصاف جائز نہیں اگرچہ خوب ہے کہ قیام میں لکھ مسجد کے گاہ میں رہے :



وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَنَسُ اجْعَلْ بَصْرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ الْكَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ بِرَفْعِهِ ۖ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي إِيَّانَا وَالْإِلْتِفَاتُ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَابْنُ ذُو النُّفُوسِ لَا يَلِي الْفَرِيضَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۖ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ مِثْنًا وَثَمْنًا أَوْ لَا يَكُونُ عُنْقُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ۖ وَعَنْ عِدِي بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَمْرٍاهُ

روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا انس! نماز میں سجود کے وقت ہاتھ اٹھا کر رکعتوں کے درمیان الٹفات سے بچو۔ اسی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے میرے بچے نماز میں الٹفات سے بچو کیونکہ نماز میں الٹفات ہلاکت ہے اگر ضروری ہو تو نفل میں ہونا کہ فرض میں نہ (ترمذی) ۖ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیں بائیں کندھیوں سے دیکھتے تھے اور بائیں گردن پیٹھ کی پیچھے نہ ہونے دیتے تھے (ترمذی، نسائی) ۖ روایت ہے حضرت عدی بن ثابت سے کہ وہ اپنے والد سے

سنا کہ امام طہوی فرماتے ہیں منتخب ہے کہ قیام میں نظر سجدہ گاہ پر مرکوز رہیں یا وہاں کی پشت پر ۖ مسجد سے ہیں تاکہ کعبے کی طرف الٹفات میں گھوڑا پر نہ لڑا جائے ۖ اہل حرم شریف میں نماز قیام میں کعبۃ اللہ کو دیکھیں ۖ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نماز میں حضور علیہ السلام کو دیکھتے تھے جیسا کہ ہم نے پہلے بار بیان کیا ۖ انصار اور اہل آئندہ بھی عرض کریں گے یہاں مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے بعد از سفیدی ہے کہ چونکہ مصنف کو حدیث کا حال نہیں ملا بعد میں رواہ کے بعد والی عبارت میں بھی کہ گئی تھی ۖ کیونکہ نفل میں گنہائش ہے فرض میں بھی ۖ دیکھنے نفل میں قیام پر قیام ہونے کے باوجود دیکھ کر پڑھنا جائز ہے حدیث کا مطلب ہے کہ فرض میں الٹفات زیادہ کروئے نفل میں کہ یہاں الٹفات سے وہی مرد ہو گا جو بیٹے عرس کی گائیگا ۖ یعنی مزہ چیر کر دیکھنا ۖ ہلاکت سے مراد وہاں گھٹ جانا ہے قرآن شریف میں یہ لفظ میں معنی میں آیا ہے ۖ اپنی چیز مرنے کے پاس پہنچ جانا ۖ شے کا فنا ہونا ۖ اس موت ۖ شے یہ حدیث گذشتہ ان اہل حدیث کی طرف سے جن میں الٹفات سے منع کیا گیا اس نے کیا وہاں مرد سر جھک کر دیکھنا تھا بغیر سر جھک کر دیکھنا جائز اگرچہ خلافِ شریعت ہے حضور علیہ السلام کا یہ نفل شریف بیان ہوا کہ یہ ہے حضور علیہ السلام کو بعض کمرہ و فعلوں پر منتخب کا کتاب ملتا ہے کیونکہ آپ کی ہر عملت جلیل ہے (مقاۃ) ۖ لکھتا تھا میں ۖ انصاری میں ۖ کوئی ہیں ۖ ابن حبان اور ابوالخاتم نے انہیں فقہ کیا بعض محدثین نے کعبہ کے یہ قالی شیعہ تھا ۖ شیعوں کی مسجد کا نام تھا ۖ انہی کا عالم و قاضی تھا اس کے دادا کا نام دینار ہے جو صحابی تھے ۖ

رَبِّهِ قَالَ قَالَ الْعَطَّاسُ وَالنَّعَّاسُ وَالنَّكَاءُ وَبِ فِي الصَّلَاةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّسَاءِ وَ  
الرَّعَافِ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيُ وَلِجُوفِهِ  
أَزْيَرُكَارِيزُ الْمَرْجِلِ يَعْنِي بَيْبَكِي وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلِّيُ وَفِي صَدْرِهِ أَزْيَرُكَارِيزُ الرَّحْمَى مِنَ الْبَكَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ  
الزَّوَايَةَ الْأُولَى وَأَبُو دَاوُدَ الثَّانِيَةَ : وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسُحُ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ  
تَوَاجَهَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ : وَعَنْ أَبِي

ابنہ دادا سے راوی اسے مرفوع کیا فرماتے ہیں کہ نماز میں جھینگ، اوگھیر، جمانی، حیض، مٹے اور کچھ شبہات کے  
پہن لئے (ترمذی)، بد ولایت ہے حضرت مطرف ابن عبد اللہ ابن شجر سے ملے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں  
کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیٹ میں لائڈی  
سی کی کھول تھی یعنی رو رہے تھے تلے اور ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو  
نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ آپ کے سینہ میں روٹنے سے چل کی کسی ٹوٹا مرٹ تھی (احمد) اور نسائی نے پہلی روایت  
اور ابو داؤد نے دوسری روایت کی، روایت ہے حضرت ابو داؤد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو کھڑے بچھوئے کیونکہ رحمت اس کے سامنے ہے لہ (احمد ترمذی)  
ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور روایت ہے حضرت ام

لہ بیٹے یہ وہ چیزیں ہیں کہ جب یہ نماز میں آجائیں تو شیطان ان سے خوش ہوتا ہے کہ میں نے اس کی نماز میں خلل ڈال دیا اور وہ چیزیں مٹوئے  
نہیں قدمی ہیں بلکہ چھینک تو خدا کی نعمت ہے جگہ بیماری سے نہ ہو تلے مطرف باقی ہیں اور انکے والد عبد اللہ ابن شجر سے کہنا کہ ان کا  
پورا نام ہے۔ مطرف ابن عبد اللہ ابن مامر ابن مصعبہ شجر تلے حضور اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا خوف خدا یا محشر الہی میں  
تھما یا اپنی امت کی شفاعت میں جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ حضور عبد السلام تہجد پڑھ رہے تھے اور آیت اِن تَعْلَمُ لَقَدْ  
اَلَا بِمَا رُفِطْتُمْ تَخَفْتُمْ اور دوتے تھے یہ رونا رب تعالیٰ کو بہت پیارا ہے، اب بھی جو نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش یا خدا  
کے خوف سے نماز میں مدد سے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے خصوصاً نماز تہجد یا دُوبی کی تکلیف سے نماز میں رونا منع ہے اور اگر اس میں  
میں حرف ادا ہو گئے تو نماز قاسم ہے تلے بیٹے کنگروں سے رکھیلے فالسوس ہے کہ رب کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو۔ اور وہ کنگروں  
کی طرف، خیال رہے کہ جیسے گاہ سے کاشا یا کنگرہ شانا یا زمین ہوا کرنا درست ہے۔ کیونکہ یہ کھینے سے کیلے ہیں بلکہ نماز کی اصلاح  
کے لیے ہے۔ لیکن صرف ایک بار کسے جیسا کہ پہلے گذر گیا :

سَلَمَةً قَالَتْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمًا لَنَا يَقُولُ لَهُ أَفْلَحَ إِذَا سَجَدَ  
نَفَعَ فَقَالَ يَا أَفْلَحَ تَزِدُّ وَجْهَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ ابْنِ عَسْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا الْأَخْيَصَارِيُّ الصَّلَاةُ رَاحَةُ أَهْلِ النَّارِ وَآهٌ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ وَعَنْ ابْنِ  
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ  
الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مَعْنَاهُ: وَعَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ

سلم سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رُکے کو جسے اُٹھ کھانا تھا دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتا ہے تو چھوٹک مارتا تو فوراً بالے اُٹھ اپنا چہرہ ٹھیک آؤدہ کر لیتا (ترمذی)؛ روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا دونوں جنوں کا اُلام ہے (شرح مسند)؛ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز میں دو گالی چیزیں سانپ اور بچھو کو قتل کر دو (صحیح احمد ابو داؤد)؛ ترمذی اور سنن نے اس کے معنی؛ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھ رہے تھے کہ اور دروازہ آب پر بند

لے بیٹھنا کہ پیشانی پر ٹھک گئے دے اس میں صفائی کا زیادہ خیال ہو کر خیال ہے کہ ظالم عربی میں رُکے کو کھانا تھا ہے، قرآن پاک میں یہ لفظ نہ تھا کسی معنی میں آیا ہے سجدے کا گاہ کہ متی پیشانی میں گئے دے مگر لہذا صاف کو دے تاکہ زیادہ نہ ہو جائے (صحیح حدیث) اگرچہ ہو قوف ہے مگر فرض کے حکم میں ہے کیونکہ یہ چیز عقل سے دور ہے مطلب یہ ہے کہ دوزخی جب بہت تھک جائے گی تو کوکھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ورنہ دوزخ میں آرام کہاں، اس حکم قرآن نے فرمایا کہ شیطان جب زمین پر آیا تو کوکھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہے اہل بیت میں ہے کہ یہودیوں کا نمل ہے خیال ہے کہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا چاہیں مگر طریقہ ہے کہ کوکھ دوزخی نماز کہاں پڑھیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا سخت ہے بلکہ یہ طریقہ دوزخیوں کا ہے جتنی ہو کر دوزخیوں سے مشابہت کیوں کر ہے خیال ہے کہ نماز کے علاوہ بھی دونوں کوکھوں کو ایک کوکھ پر ہاتھ رکھنا یا پیٹھ کے پیچے ہاتھ باندھنا بلا ضرورت منہ ہے یا ہاتھ کھینچ رکھنا یا ہاتھ کی طرح اُٹھے باندھنے سے عربی میں اسو کالے سانپ کو کہتے ہیں یا مطلقاً ہر سانپ مراد ہے اور تقلید یا سانپ چھو، دونوں کو آؤدہ پڑھ فرمایا جیسے اہل باب کو آؤدہ پڑھ اور ہندو سورج کو کوثر کہتے ہیں اگر نماز میں ہاتھ نماز سانپ یا بچھو دیکھے تولے مار سکتے ہے اگر نمل قلیل سے مار دیا تو زیادہ دھونے کی ادوا گراں کیلئے کعبہ سے سینچ چھڑکا یا استوا تو زمین قدم چلتا پڑا زمین چومیں ہاتھ پڑیں تو نماز ٹوٹ جائے گے کہ دیوار پر دھنسی ہوگی مگر یہ ٹھیک نماز توڑنے کا گناہ نہ ہو گا اس حدیث کی اجازت کہ دوسرے کسی کی جان بچانے کیلئے نماز توڑ دینا درست ہے یا نہیں چھوٹ جلتے پر مافرت نماز توڑ کر سواں سو گنا ہے اس حدیث سے معلوم ہو کہ خبر کس کتاب ماننے کی اجازت ہے وہ حدیث کہ تپا سانپ مار دیا جو چلتے ہیں ہمارا نہ ہو کر دیکھ دہانی ہے منہ پر ہے ہاں اگر کسی سانپ میں جن کی علامت ہو کر دھونے کا رُک دھونے کیلئے لے مارے تو کوئی مصلحت نہیں بلکہ قتل کا ذکر

مُعَلَّقٌ فَجَعَلَتْ فَاسْتَفْتَحَتْ فَمَشَى فَقَعَمَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ وَكَدَّ كَرَّتْ  
 أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ  
 وَعَنْ طَلْحِ بْنِ عَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْسَأَ أَحَدُكُمْ  
 فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَعِدِّ الصَّلَاةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ  
 مَعَ زِيَادَةٍ وَنَقَضَانِ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَاخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لْيَنْصَرِفْ رَوَاهُ  
 أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَحَدُكُمْ إِذَا أَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِي الْخُرُوجِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَارَتْ صَلَاتُهُ

تمہا میں اُنکی دروازہ کھلیا تو آپ چلے اور میرے لیے کھول دیا پھر اپنے صلیب کی طرف ٹوٹ گئے اور آپ نے ذکر کیا کہ  
 دروازہ جا رہا تھا تو میں نے کہا (اے اللہ اور اے تیرے نبی) تمہاری اس کی عقل روایت کی کہ روایت ہے حضرت طلحہ بن علی  
 سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو نماز میں ہوا آجائے تو پھر جاتے دھوکے نہ  
 ہوتا ہے (ابو داؤد و ترمذی نے کچھ روایت کی کہ اسلئے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہیں  
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ہے دھوکہ ہو جائے تو اپنی ناک پر کچھ سے پھیرا جائے (مسند  
 ابو داؤد و ترمذی روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے  
 کوئی سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے حالانکہ آخر نماز میں بیٹھ رہے ہو اس کی نسیب از جا اتر ہو گئی تھی

بیان واقعہ کے لیے یہ کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ کرتے تھے ذکر کروں گا، لہذا نوٹ کرنے میں غفل و فرس کے احکام یکساں ہیں  
 لے لہذا اس دروازہ کھولنے میں نہ آپ کا سیدہ خدیجہ سے پھر اندر آپ کو مل کر کھڑے ہوئے ایک قدم چھو کر ایک ہاتھ سے کھنڈی کھنڈی پھر ایک  
 قدم ہٹ کر نماز کی جگہ پہنچ گئے جیسے ابھی جب امام باقر علیہ السلام کو آگے پیچھے بیٹھا ہوا تھا وہ ایک قدم سے ہٹ سکتے ہیں لہذا اگر نماز  
 ہو چکی ہے تو نماز کو نہ تاواجب ہے اگر اتنا فاصلہ ہو گیا تو نماز کو نہ تاواجب ہے پھر اگر نماز کو نہ تاواجب ہے، بعض نے فرمایا اگر نماز میں جماعت  
 ملتی ہو اور لوگ اس میں ملتی ہو تو نماز کو نہ تاواجب ہے بنائی مرفور حدیث میں امام دارقطنی میں مذکور ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق و  
 عمر فاروق، علی مرتضیٰ، سلمان فارسی و غیرہ صحابہ سے ثابت ہے لہذا یہ حدیث بنائی روایتوں کے خلاف نہیں بلکہ وضو کرنے  
 کیلئے ناک پر پھیرنا یا شرمندگی شامنے کے لیے ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کی نیچر چھوٹ گئی اس سے معلوم ہو کہ بخیر ہے وضو ٹوٹ  
 جاتا ہے ورنہ یہ حدیث صحیح ہوگی لہذا یہ حدیث جنہوں کی دلیل صحابہ ناک پر کچھ نہ کچھ استنباطی ہے بلکہ بعض آخری قدم میں بقدر  
 التعمیت بلکہ چھانٹنا کا اسکا وضو جا رہا ہو اس کا فرض ادا ہو گیا اگر نماز وضو توڑ رہے تو امام اعظم کے نزدیک بھی ادا ہو گیا کیونکہ اللہ عز و

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ بَنِي إِسْنَادِهِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ اضْطَرُّوا  
 فِي إِسْنَادِهِ ۚ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ ۚ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كُنَا نَصْرَفُ وَأَوْفَى إِلَيْهِمْ أَنْ كَمَا كُنْتُمْ تَخْرُجُ فَأَغْتَسِلَ  
 ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ صَلَاتِي بِهِمْ فَلَمَّا صَلَوْتُ قَالَ لِي كُنْتُ حُجْبًا فَانْسَيْتُ أَنْ  
 أَغْتَسِلَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى قَالَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا ۚ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ

ترمذی اور فرمایا کہ اس کی اسناد قوی نہیں اس کی اسناد میں اضطراب ہے لہذا ہماری فصل پر روایت ہے حضرت  
 ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تشریف لاتے جب تکیر کرتے تو وہاں ہوتے اور لوگوں کو اشارہ  
 فرمایا کہ ایسے ہی رہو تھے پھر تشریف لے گئے تو مکمل کر کے پھر تشریف لاتے حالانکہ تشریف سے قطبہ تک  
 رہے تھے کہ پھر انہیں نماز پڑھانی جب نماز پڑھ لی تو فرمایا ہم جہنمی تھے بلکہ جہنم کے تھے (احمد اور مالک سے  
 حلقہ ابن یسار سے اسناد روایت کیا نہ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں

سے نہ کھانا پالیا گیا، اور اگر اٹھا بلا قصد وضو کر گیا تو صمیں کے ان نماز ہو گئی کیونکہ ان کے ان ارادہ نماز سے نہ کھانا فرض نہیں یہ حدیث  
 امام صاحب کی بھی دلیل ہے کہ آخری انقیات میں بیٹھنا فرض ہے نہ کہ پڑھنا اور اسلام بھی فرض نہیں امام شافعی کے ان اسلام فرض ہے  
 لہذا حدیث کا اضطراب یہ ہے کہ مختلف اور عقائد طرفوں سے روایت ہو کر بھی اس میں اضطراب ہوتا ہے کبھی تنہا میں اضطراب  
 ضعف حدیث کی علامت ہے کبھی دوسری حدیث بہت اسنادوں سے نقل کی اور تعداد اسناد ضعیف کو جس پر توجہ ہے حسن  
 احکام ثابت ہو سکتے ہیں نیز ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث امام ترمذی کو ضعیف یا مضطرب ہو کر ہی امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں پہنچی ہو بعد  
 کا ضعف انگوں کو مضطرب نہیں ملے لیکن صرف حضور علیہ السلام نے پھر توجہ کر لی تھی صحابہ نہ کہہ سکتے تھے کیونکہ یہاں وہ ایک تکبیر کا ذکر  
 نہیں کیا یہ حضور علیہ السلام نے بھی تکبیر کو ہی تکبیر کہا کہ ارادہ ہی کیا تھا ارادہ تکبیر کو تکبیر کیا جیسے (إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْتَسِلُوا  
 چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت پر کھڑے ہوئے تھے تکبیر سے پہلے ہی وہاں پہنچے لہذا یہ حدیث نہ حنفیوں  
 کے خلاف ہے نہ شافعی حضرات کی کو یہ دیکھا کہ ہم ابھی سرن کر رہے تھے کہ اچانک سے کھڑے ہوئے دوسرے سے جا نہ مٹیں  
 تو وہ ابھی آئے ہوں گے اب سر شریف پر اس سے معلوم ہوا کہ ماہر متعل نہیں ہوتا لہذا یہ حدیث صحابہ کی دلیل ہے کہ خیال  
 رہے کہ امام شافعی کے نزدیک امام کی نماز قاسم ہونے سے مقتدی کی نماز قاسم نہیں ہوتی انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ یوم حضور علیہ  
 السلام نے صحابہ کو توجہ کر پڑوائے کہ حکم خدا لیکن ہم ابھی سرن کر چکے کہ صحابہ نے نہ تکبیر کر پڑھی تھی بلکہ خود سرن کرنے بھی تکبیر کا  
 ارادہ ہی کیا تھا جیسے کہ مسلم میں ہے لہذا انکا استدلال صحیح نہیں ہم اس کی بحث باب الاذان میں آئے قاسم صحابہ کی شرح میں کہ  
 چکے ہیں خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہل بھول جانا اور نہ ثابت یا دہر نہ تبارک کی طرف سے تھا کہ امرت کو اس کے  
 مسائل معلوم ہو جائیں حضور علیہ السلام کی تکبیر کی وجہ سے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امرت کے غلام اولیاء اللہ و رسول کی جہت سے

كُنْتُ أَصْلَى الظُّمَرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بَصْنَةً مِنَ  
الْحَصَى لِيَتَذَكَّرَ لِي أَصْبَغُهَا لِحَبَابَتِهِ سَجَدَ عَلَيْهِ بِالشَّيْخَةِ الْحَزْرَةِ وَادَّابُودَاوُدَ وَ  
رَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِصَبَائِي فَمِيعَنَاهُ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ أَنْتَ قَالَ الْعَنْكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ ثَلَاثًا  
وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَبْكُو شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَا  
تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَإِنَّا لَنَكْتُبُ بِكَ

کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ظہر پڑھتا تھا تو لکھریوں کی ایک ٹھکی سے لیتے تھے تاکہ وہ میرے ہاتھ میں  
ٹھنڈی ہو جائیں انہیں اپنی پیشانی کی جگہ رکھ لیتا تاکہ ان پر سجدہ کروں سخت گرفت کی وجہ سے ہاتھ ابوداؤد و انسائی نے  
اس کی کٹش دی روایت ہے حضرت ابودرداء سے وہ بتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہا پڑھتے کھڑے ہوتے تو ہم  
نے آپ کو دیکھتے سنا کہ کچھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر فرمایا میں پھر پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں بین بار اور  
ابتا ہاتھ بڑھا کر پکچھ کر رہے ہیں کہ جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو نمازیں  
پڑھتے سنا جو اس سے پہلے آپ کو کہتے نہ سنا تھا۔ اور ہم نے آپ کو ہاتھ بڑھانے دیکھا کہ

طہارت کو کہتے ہیں اس جگہ مراقبہ نے ایک عجیب قسم بیان کیا کہ امام بخاری نے ایک دن درس میں کہا صوفی لوگ خوابوں میں کھاتے اور  
ناچنے جاتے ہیں ایک بزرگ وہاں سے گزرے تو پوچھے اے امام بخاری اس پر کہا اکیلا فتویٰ ہے جو جہالت میں پھر پڑھائے اور کہیں  
درس کی حالت میں لوگوں کی غیبت کرے اب امام بخاری کو یاد آیا کہ میں جہنی تھا اور ایسے ہی نماز پڑھا دی آپ نے توبہ کی اور صوفیہ کے  
مستحق ہو گئے لہذا یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی نہیں کرتی سبے علی اور سبے اور قبول جانا پچھ لوہ ہمارے قبول ہو کر نفسانی  
شیطان بن ہوئی ہے ایسا ہی قبول ایمانی و رحمانی اساسے انسانی عالم کا ظہور آدم علیہ السلام تک قبول کا صدقہ ہے  
لے نماز سے پہلے کچھ بخاری ٹھنڈی کر کے سجدہ گاہ میں رکھ لیتا تھا نہ کر نماز کے اندر لہذا حدیث بالکل واضح ہے کہ یہ فرض سخت  
گرم ہوتا تھا جس پر سجدہ کرنا مشکل ہوتا ایسے ہی علی کرنا ہذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گرمیوں میں ظہر  
درم پیری میں پڑھتے تھے اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے کہ ظہر ٹھنڈی کرو فرض بہت دیر تک گرم چلتے لہذا یہ حدیث  
بخاری کی کہنے خلاف نہیں بلکہ یہ سارا واقعہ اس وقت کا ہے جب نماز میں کلام باہر تھا اور اب اگر نمازی کسی کو خطا ہو کر کے  
دیا یا بدادے تو نماز جاری رہے گی اور اگر کلام کی حرمت کے بعد کہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے لہذا یہ نقد  
گورنر حدیث کے خلاف نہیں کہ نمازیں لوگوں سے کلام باہر نہیں بلکہ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی حالت نماز میں کھاتے سجدہ  
گاہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے جیسے حاجی حرم مکہ نمازیں کعبہ کو دیکھتے ہوئے ادا  
کی ہو کر کاہر نہیں لگ سکتا۔

قَالَ إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشَهَابٍ مِّنْ تَارٍ لِّجَعْلِكَ فِي وَجْهِ فَقُلْتُ أَعُوذُ  
بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنَكَ اللَّهُ الثَّامِيَةَ فَلَمْ يَسْتَخِرْ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَخُذَهُ وَاللَّهُ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِيْنَا سَلِيمُنْ لَرَضِيْعَهُ مَوْتُ ثَقَا  
يَلْعَبُ بِهِ وَلَدَانِ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ  
بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَصِلُ فَنَسَلَمَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ  
اللَّهِ بَنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِذَا سَلِمْتَ عَلَى أَحَدٍ كَوْنُكَ يَصِلُ فَلَا تَتَكَلَّمُ وَلَيْسَ رِيْدُهُ رَوَاهُ مَالِكٌ

**بَابُ السَّهْوِ**

**الفصل الأول** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا کہ اللہ کا دشمن ایسیس آگ کا شعلہ لایا تھا تاکہ اسے میرے میں کرے میں نے تین بار کہا کہ میں تم سے اللہ  
کی پناہ مانگتا ہوں پھر میں نے کہا کہ میں تم پر لعنہ کی پوری لعنت کرتا ہوں وہ تین بار میں نہ نہ مانگا پھر میں  
نے اسے پکڑنا پنا یا خدا کی قسم اگر تم سے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوا سویرا کرتا جس سے  
دینہ والوں کے بچے کھینکتے تھے (مسلم) وہ روایت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن  
عمر ایک شخص پر گزرے جو نماز پر مغموم تھا اسے سلام کیا اس نے کلام سے جواب دیا تو اس کی طرف سے جواب نہ ملا  
میں نے اس کو بلایا کہ جب میں اس کی زبان کی سنت میں آؤں گا تو اسے اپنے ہاتھ سے اشارہ دو گے (مالک) - ۴ -

## بھولنے کا باب

پہلی فصل وہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے -

سنا ہے کہ ائمہ کرام نے فقہ کے علاوہ سب وہاں ایک عجیب چیز کو لیا تھا پہلی خود ایسے کہ اللہ کا اللہ کے لایا گیا ہر گاہ میں اس طرح پہنچ  
ہا تا ایسا ہی ہے جیسے بادشاہ کے جسم پر کسی بچہ کو بٹھایا تا اس سے ذوق لازم آتا ہے کہ ایس کی طاقت حضور اللہ کے زیادہ ہے اور نہ کہ  
حضور علیہ السلام حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ طاقت اور قوت سے جیسے بعض ذوق کھیاں اٹھنے سے جس میں اللہ کی شہادت  
شرح و فوائد میں ہے پہلے بیان ہو چکے ہیں معلوم ہوا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت دی ہے عجب جابر سلطان کو پکڑ کر یا نہ جیوں نہ کہ گذشتہ حدیث  
میں جو تھا اعلیٰ علیہ السلام اس سے پہلے میں جسے کہہ سکتے تھے اب خود یا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو وہاں ادا کیا ہے بلکہ جہاں اشارے  
سے سلام کا اشارہ ملتا ہے یہ کہ اپنے تئیں ہر ایک کا اشارہ معلوم ہے لہذا اگر کوئی نماز کو چھڑی میں سلام کرے تو نمازی قیاد کے میں نہ پڑھتا ہوں جیسے کہ  
ضرورت کے وقت نماز کو چھڑے کہ اور عورت تصبیغ ہو نہ سلام کا جواب اشارے سے نہ بھی منع ہے لہذا حدیث واضح ہے کہ جہاں سہو سے  
تو کہ مقابل ملادے نہ اس میں خطا اور نسیان ایسے غلطی اور حصول دو غور شامل ہیں سہو کے لغوی معنی غفلت ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہاں نماز کی بھولی ہو کہ مراد



إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يَصَلِّيُ حَآءُ الشَّيْطَانُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذَرْنِي كَمْ صَلَّيْ  
فَإِذَا أَوْجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ  
وَمَنْ عَطَا بَنِي إِسْرَافِيلَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا أَشْكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكْكُمْ صَلَّيْ ثَلَاثًا أَوْ آيَةً فَلْيُطْرَحِ الشَّكُّ وَ  
الْيَبْنَ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنَّ صَلَّيْ خَمْسًا  
شَفَعَنَ لَهُ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّيْ الْإِمَامُ لِرَبِّعٍ كَانَتْ

کتر میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کو اُٹھتا ہے تو اس کے پاس شیطان آتا ہے اس پر شبہ ڈال دیتا ہے سو وہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز میں سے کوئی یہ پائے تو بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے (مسلم بخاری) ۱۶ روایت ہے حضرت عطاء بن یسار سے وہ حضرت ابوسید سے راوی تھے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے نہ جانے کہ کتنی پڑھیں تین یا چار تو شک کو دفع کرنے اور یقین پر پناہ کرنے کے لیے چھ سلام سے پہلے دو سجدے کرے ۱۷ پھر اگر پانچ پڑھ لی ہو تو اس کی نماز کو شفعہ کر دیں گے ۱۸ اگر چار رکعت پوری کرنے کو چھٹی تو سجدے

بعض جموں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور بعض سے نہیں شیخ نے فرمایا اس سنت پر اہل احوال پر ہے کہ حضور لا اے اللہ علیہ وسلم کو بھی نمازوں وغیرہ میں جموں ہوئی تھی نیک راست کیسے جموں بھی سنت ہو جائے اور اس پر ثواب کیسے بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ تہد مشق اور بیماریاں بلکہ زندگی اور صحت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نکلنا جائز اور یوں کے سارے کام ۱۹  
۱۷ یہ ترجمہ بہت مناسب سے فقہاء فرماتے ہیں کیسے اس جموں کی عادت ہو وہ کم کا لی تاکہ کہے اور سجدہ سہو کہے اور جسے پہلی بار یہ جموں ہوئی وہ نماز کو گننے یہاں جموں کی عادت کا ذکر کہے یہاں کوئی تہد مشق سے معلوم ہو رہا ہے ۱۸ ایک سلام پھر کر جیسا کہ اور احادیث میں ہے خیال رہے کہ اس صورت میں ہمارے ہاں سجدہ واجب امام کا نفی کے ہاں سنت یہ حدیث ہماری دلیل ہے کہ اگر تہد مشق امر ہے تو جو کچھ کہتے ہیں یہاں شیخ نے فرمایا کہ ایک گن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جموں شیطانی اثر سے نہیں ہو سکتی بلکہ امام غیب میں توجہ کی بنا پر ہوئی ہے یہ سبحان اللہ بہترین بات تو یہ ہے کہ سجدے کہاں چکے کہ عطا رہیں یا نہ ہر جگہ برے عالم میں تاجیں میں سے ہیں امام ابوحنیفہ نے تہد مشق کے تلامذہ میں سے کہنے کے لئے کہ وہ یقین ہے زیادہ کہہ دے کہ شکر ہے ۱۹ باری کی روایت میں سلام کے پہلے کا لفظ نہیں یہاں سلام سے مراد نماز کا سلام ہے جس سے نماز سے نکلنے میں نہ کہ سجدہ سہو کا سلام بلکہ یہ حدیث نہ تو ضیق کی بنا پر ہے اور نہ ان احادیث سے متعارض ہیں میں سلام کا ذکر ہے کہ وہ اس سلام سے مراد سجدہ سہو کا سلام ہے اس حدیث کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ سجدہ سہو میں سلام نہیں مگر قول امام ابوحنیفہ بہت قوی ہے ۲۰ یہی گناہ نماز سے نہیں کہیں مان کر ایک رکعت اور پڑھ لی اور واقع میں چار ہو چکی تھیں اور اس رکعت کے پڑھنے سے پانچ ہو چکیں تو وہ دو سجدے سے ایک رکعت کی طرح ہو کر رکعت میں ہو جائیں گی اور اسے چار فرض اور دو نفل کا ثواب مل جائے گا ۲۱ شافعی کا قائل وہ پانچ رکعتیں ہیں ۲۲

كَرَّعِمَا لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مَرْسَلًا وَفِي رَوَايَةٍ  
شَفَعَهَا بِأَيَّتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّرْحُمَ خَسًّا أَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا  
صَلَّيْتُ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ  
مِثْلَكُمْ أَتَبْعِي كَمَا تَتَّبَعُونَ فَلَا أَفْسَيْتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ  
فَلْيَتَوَخَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيَسَلِّمْ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ، وَعَنْ ابْنِ

شیطان کی ناک گرد آلود گردیں گے (مسلم) مالک نے عطاء سے ارسال روایت کی انکی روایت میں یوں ہے کہ  
ان دو مسجدوں سے نماز کو ختم کر گیا تھو وہ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ظہر پانچ رکعت پڑھ لی آپ سے عرض کیا کیا نماز میں زیادتی کی گئی فرمایا کیا بات سے عرض کیا آپ نے پانچ  
پڑھ لیں تو آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تم جیسا بشر ہوں  
تمہاری طرح مجھوں ہوں تھو جب میں بھول جا جا کر دو تو بھلی یاد دلادیا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے  
تو دینی تلاقی کرے اس پر نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے (مسلم کا ہی) اور دوسرا حضرت ابن مسعود سے

لے بیٹے اگر واقع میں رکعت تین ہی ہوتی تھیں اور اب چار پوری ہوئیں تو اس سے نماز کی ناقصان کوئی نہیں شیطان ذلیل ہو جائے گا کہ  
اس نے نماز خراب کرنی چاہی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ بلکہ دو مسجدوں کا نواب اور لگیا تھو بیٹے اگر نماز پانچ رکعتیں پڑھ گیا ہے تو ان دو  
مسجدوں کی رکعت سے اپنی نماز کو کچھ رکعتیں بنائے گا اور چار فرضوں کے ساتھ دو نفلوں کا نواب بھی پائے گا تھو یہ واقعہ اس  
وقت کا ہے جب نماز کا کام کرنے سے فاسدہ ہوتی تھی چونکہ اس سوال و جواب کے بعد نماز پانچ رکعتیں ہی تھیں لہذا مسجدہ سہو کا باب ایسا نہیں ہو  
سکتا تھو یہ سادہ و بی نماز کا سلام ہے جو نماز تمام کرنے کی نیت سے لگیا تھا خیال رہے کہ اگر کسی نماز کو سلام کے بعد پھر بھول  
یا دوائے کو فوراً مسجدہ سہو میں گر جائے اور پھر الحیات پڑھ کر سلام پھیرے پہلا سلام سہو کا ہو جائیگا دوسرا سلام کا  
تھو یہ نفل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے جتنا ہے ہم بشر کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں بھلا رکھتے رہ فرمایا ہے وَتَقَعُ لِقَا  
دُعَاؤِ اللَّهِ تَعَالَى الْإِبْرَاءِمْ سَرَفِ مَجْلُوسِے تھو شہید ہے کہ کہ بھولنے کی نوعیت میں اپنی اور صلے اللہ علیہ وسلم کی بھول کا فرق ہم ابھی عرض  
کیا ہے تھو یہ تلاش کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی جانب گمان غالب ہو اور اگر کوئی گمان غالب ہو تو کم کرے۔ لہذا یہ حدیث  
لکھتے حدیث کے خلاف نہیں تھو آپ کا نام محمد ہے حضرت انس کے زاد کردہ غلام میں شہادت حضرت عثمان سے  
دو برس پہلے میدا ہوئے تھو صحابہ سے خلافت ہوئی فن حدیث و جمیع نواسیک امام تھے ایک باوجود زائر سے کوثر تھو آگے  
بڑھا ہوا پایا تو فوراً سامری موت قریب ہے گھر پہلے سن بھری وقت پائیں گے پھر میں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شون پہلے خواجہ حسن  
بھری فوت ہوئے بعد میں آپ (مرقاۃ)

سَيَّرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ لِي  
صَلَوَاتِي الْعَشِيَّةِ قَالَ ابْنُ سَيَّرِينَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلِّ  
بِنَا كَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلِّمْ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانُ  
وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَتَبَتَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ  
عَلَى ظَرْفِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتْ سَرَعَانِ الْقَوْمُ مِنَ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا  
قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ الْوُكُوفُ وَعَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَا بَكَاهُ أَنْ يَكَلِّمَهُ وَفِي الْقَوْمِ  
رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولُ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسِيتُ أَمْ قَصُرَتْ

وہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے کوئی نہ پڑھنا  
لے ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے وہ نماز تھی یمن میں بھول گیا تھا فرماتے ہیں کہ ہمیں دو کہیں پڑھا میں پھر  
سلام پھر پھر مسجد میں پڑھی ہوئی کھڑکی طرف الشریف سے گئے اور اس پر ایک لکھی گویا حضرت میں گئے تھے اور اپنا  
دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور بائیں انگوٹھوں میں انگلیاں ڈالیں اور دایاں رخسار یا بائیں شخص کی پشت پر رکھا کہ  
اور قوم کے جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے یہ کہنے نکلے کہ نماز کم ہو گئی ہے اور قوم میں ابو بکر و عمر رضی اللہ  
عنہما بھی تھے لیکن انہوں نے کلام کرنے سے خوف کیا تھا اور قوم میں ایک صاحب تھے جن کے ہاتھ کچھ لمبے  
تھے انہیں ہاتھوں والا کہا جاتا تھا کہ وہ بوسے یا رسول اللہ آپ بھول گئے ہمارا کم ہو گئی

لے وہ نماز تھی جسکے دوری روایات ہیں جو سورج ڈھلے سے ڈھلے تک کو ختمی کہا جاتا ہے لہذا اس میں ظہر عصری داخل نہیں نہ کہ  
غروب مشرق وقت مشا مشق اور سے ہے وہاں در سے یعنی میں لے اتفاقاً نہ کہ حافظہ کی کو وہی کی وجہ سے لہذا اس حدیث سے ابن سیرین  
کو شیف نہ کہا جائیگا، وہ بھول خف کا باعث ہے جو حدیث غلط بیان کرینا ذریعہ بن جائے مسئلہ غصہ کی وجہ کچھ اور ہوگی جو راوی کی معلوم  
ہوگی، یہ کوئی بات تو یہی تھی جس سے ایک لکھا غلط پڑھتے تھے یا کوئی دوری مسئلہ روایات حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے  
ہیں تاکہ سننے والے کے ذہن میں وہ نقش قائم ہو جائے یہ نقش قائم نہ بھی جاوے دت سے خیال رہے کہ شیک نماز اور انتظار نماز کی حالت  
میں سننے سے اس کے علاوہ کچھ کو رد کے لیے متور و لیے جائز ہے یہ فیض غالباً وہی الہی الٰہی اور حضور کے چار کے دو رکعت لے رہے ہیں  
لے آپ کے غصہ کو دیکھ کر وہ جو بارانی ان بڑگوں کو بھی وہ دوسروں کو بھی جیسا کہ روایتوں میں ہے کہ اکثر یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے دیکھتے تھے کہ ان کا نام تیار بن کر و کنت ابو محمد لقب خرقا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کا واسطہ کہ وہ خطاب و ولید بن تھا بھاری سلمی تھے ان کے تعلق اور بہت سی روایتیں ہیں آپ کو بارگاہ رسالت میں بہت بار یہی بھی جو  
بات پڑے صابر بنی نہ کہہ سکتے تھے آپ کے لکھ کر صحر کر دیتے تھے

الصَّلَاةُ فَقَالَ لَمْ أَتَسَّ وَلَمْ تُقَصِّرْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُولْ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَدَّمَ  
فَصَلَّى مَا تَرَكْتَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ  
وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَثَّرَ فِي مَاسَلَةِ لَوْ  
ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نَبَيْتُ أَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَلَقَطْنِ  
لِلْبَخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلْ لَمْ  
أَتَسَّ وَلَمْ تُقَصِّرْ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ رَسُولُ

فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز کم ہوئی پھر فرمایا کہ کیا اسابی ہے جیسا ذوالیدین کیچھری لوگوں نے کہا ہاں ملے آپ کے اگے  
پڑھ گئے بھول کر کہیں پڑھ لیں پھر سلام پھیرا پھر کچھ کی اور سجدوں کے برابر یا کچھ سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور  
چیکر کی پھر کچھ کی اور سجدوں کے برابر یا کچھ دراز سجدہ کیا تھ پھر سر اٹھایا اور کچھ کی لوگوں نے ان سے پوچھا  
کہ پھر سلام ہی پھیرا تو آپ کہنے لگے کہ مجھے شبہی کہ ان ابن حصین نے کہا پھر سلام پھیرا تھ (مسلم بخاری) اور  
لفظ بخاری کے ہیں اودان دونوں کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور راؤ رسولی اکثر علیہ وسلم نے بھی تے نہ بھولا  
اور نہ نماز کم ہوئی یہ فرمایا کہ ان میں سے کچھ نہ ہوا ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ پھر تو مہسا ہے تھ

لہ اس گفتگو سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ بھولی ہوئی چیز کا انکار کر دینا جھوٹ نہیں بلکہ اس پر بھی لکھا لیگا کہ نہیں ہاں ہی کو قسم  
لے کر کہتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْرَأُوا كِتَابَ اللَّهِ بِالْعُرَى وَلَا تَقْرَأُوا كِتَابَ اللَّهِ وَكَلِمَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ بُولًا مِثْلَ كِتَابِ اللَّهِ  
کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ اپنے بھولنے کا خیال نہیں یہ بالکل صحیح ہے شان نبوت کے خلاف نہیں دوسرے یہ کہ ایسے موقع پر اکثر  
مقتدریوں کی بات مانی جائے گی کہ اگر ایسی کسی اگر ایسی کے کہ دور کشیں پڑھیں باقی سب کہیں چار تو بخاری مانی جائیں گی، دیکھو حضور سے  
اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر کی تصدیق فرما کر اس پر لکھا تھ پہلی خبر سجدے میں ہانے کہتے تھی دوسری سجدے سے اٹھنے کہتے تھے میری  
پھر سجدے میں ہانے کے لیے ظاہر ہے کہ سجدہ ہو گیا تھ ایک ہی سلام پھیرا جو لوگ چاہتے تھے انہیں واپس بلا یا گیا اور سب کے ساتھ  
یہ دو کہیں ناواں لکھیں تھ جیسے لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے سجدہ سہو کے بعد نماز کا سلام پھیرا انہیں  
تو اپنے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ نے مجھ سے سلام کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ عمران ابن حصین بھی یہ واقعتاً ان کی کہہ تھے  
اور وہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابن سیرین اور حضرت ابوہریرہ کے درمیان عمران ابن حصین میں جن کا ذکر نہ کیا  
گیا تاکہ یہ حدیث منقطع ہو جائے کیونکہ ابن سیرین کی عمران ابن حصین سے ملاقات ہی نہیں ہوئی تھ یہ چند طرق منسوخہ سے کام لے کر  
کے بعد کہہ کرے سید پھر جانے کے بعد بعض مقتدریوں کے سجدے سے نکل جانے اور انہیں واپس بلائے کے بعد نماز پوری کرنا اور  
سجدہ سہو کرنا سجدہ سہو کے بعد نیزہ دو بارہ التیقات پڑھے فوراً سلام پھیر دینا اب ان میں سے کسی کی خبر پر عمل نہیں یہ حدیث اس  
وقت کی ہے جب نماز میں کلام دو کام سب کچھ جائز تھا یہی صحیح ہے بقیہ تو یہ ہیں جو امام شافعی نے کی ہیں قابل قبول نہیں ہے۔

۱۔ مشہور ہے کہ کچھ آپ کی والدہ کا نام ہے آپ کے والد کا نام ایک ہے آپ والدہ کی طرف سے عبدالمطلب میں حضور علیہ السلام سے مل جاتے ہیں کیونکہ وہ بکیر بنت حداث ابن عبدالمطلب ابن ہمدانہ فاضل ہیں آپ اپنے حق ہاں والد مرحوم صاحبی میں امیر معاویہ کے نوادہ ہیں وفات ہوئی تھے معلوم ہوا کہ آپ اپنی القیات بھول کر کسی کو موت میں پورا لکھا ہوا جائے تو فتوحی عمر دے کر اسے واپس نہ ذکر کرتے بلکہ خود بھی گھر سے ہوتا جس کیونکہ وہ بیٹھنا اور ایستہ اور بنیم قریض، واجب کہ لیے فرض نہیں چھوڑا جا سکتا اس حدیث کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں مسجد مہربو کیلئے سلام دو چیزیں، مگر دور بخاری روایات میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کیلئے سلام پیدار ہے اور سلام کار کے بعد نماز شروع ہوتی ہے یہ مسجد مہربو کیلئے سلام پیدار کرتے تھے فاروق اعظم کا یہ مثل ان مسجد پرش کو تقویت دیتا ہے لہذا حق ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس کی ناسخ مسلم بخاری کی وہ روایت ہے جو متصل اول میں گذر گئی اور ہو سکتا ہے کہ کہاں سلام سے مراد نماز کے دو سلام ہوں جن سے نماز شروع کی جاتی ہے اور مطلب یہ ہو کہ لوگوں نے سلام نماز کا استعمال کیا حضور علیہ السلام نے وہ سلام نہ پیدار کیا بلکہ سلام کا ایک سلام پیکر کر کسی گنبد نبی اسے منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں تھی لیکن بھولنے سے نماز کا کوئی واجب رہ گیا کیونکہ ہم رسول پر مسجد مہربو نہیں بہتاش اس سے معلوم ہوا کہ مسجد مہربو کے بعد الخلاء سے گذر کر حدیث میں اللہ تعالیٰ فرمایا اگر کوئی عورت اس کے مقابل یہ حدیث قابل قبول ہوگی کیونکہ فی شریعت مقدم ہے

ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَارِئًا فَلْيَجْلِسْ وَإِنْ اسْتَوَى قَارِئًا فَلْيَجْلِسْ وَيَسْجُدُ  
سَجْدَتِي السَّجْدَةَ وَاهُ الْبُودُ أَوْ ذُو الْبَيْنِ مَا جَاءَهُ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ عَمْرِانَ بْنِ  
حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ  
ثُمَّ دَخَلَ مَدْرَلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْحَزَنَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَذَكَرْ لَهُ صَنِيعَةً فَخَرَجَ غَضَبًا يَجُرُّ دَاكَةً حَتَّى أَتَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ  
هَذَا أَقَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكَعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ  
صَلَّى صَلَوةً يَشْكُ فِي النُّصْبَانِ فَلْيُصَلِّ حَتَّى يَشْكُ فِي الزِّيَادَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ

سید کاظمؑ جو نے سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے نہ اور اگر سید کاظمؑ ہو گیا تو نہ بیٹھے اور سہو کے دو  
سہو کے لئے (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، فصل، روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھی اور تین رکعتوں میں سلام پھیر دیا پھر پڑھے گھر تشریف لے گئے انکی خدمت میں ایک صاحب  
مہر سے جنہیں حزانق کہا جاتا تھا لائے انھوں میں کچھ درازی تھی عرض کیا یا رسول اللہ چہ آپ کا عمل شریف ذکر کیا تو  
آپ مجھے میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے تشریف لائے حتیٰ کہ لوگوں تک پہنچ گئے فرمایا کیا انہوں نے درست کہ  
لوگوں نے کہا ہاں تو ایک رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا (مسلم) روایت ہے  
حضرت عبدالرحمان بن عوف سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا  
کہ جو نماز پڑھے کہ میں شک کرے تو اور پڑھ دے حتیٰ کہ زیادتی میں شک کرے (احمد)

لے کیونکہ ابھی ترمذی رکعت کا قیام شروع نہیں ہوا۔ لہذا بیٹھ جائے، یہی صحیح ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اگر قیام سے قریب ہو گیا  
ہو اس طرح کہ گھٹنے زمین سے اٹھ گئے ہوں۔ جب ہی نہوئے مگر اس پر چھوٹی نہیں خیال رہے کہ اسے نو گھنٹے میں سجدہ سہو بھی واجب  
ہو گا کہ کیونکہ واجب چھوٹ گیا، بہت سے علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس حالت میں لوٹ آیا تو نماز باقی رہے گی کیونکہ اس نے نماز  
فرض چھوڑا یا بغیر اسے کہ اگر انہوں نے رکعت میں کھڑا ہو گیا ہے تو سجدے سے پہلے یاد نہ پڑا نا اور جب سے کیونکہ وہ قیام فرض  
نہیں سے صحیح ہے کہ وہ واقعہ دو بار ہے کیونکہ یہاں حجرے شریف میں پہنچ جانے کا ذکر ہے اور وہاں میں بھی ٹھہرنے کا ذکر ہے یہاں  
مفسر کی روایت ہے کہ اگر وہ دوسرے قوسٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ ہو کے بعد بھی ایجاب پڑھی جائے گی کیونکہ قوسٹ تاخیر  
کیلیے آتا ہے۔ ایسے اگر نماز کو ترو دے کر میں پڑھیں یا چادر تو تین ماں کر ایک رکعت اور ان سے تا کہ اسے ترو دے ہو جائے  
کہ چادر پڑھیں یا اسے اور سجدہ ہو کر کہ اگر پڑھ کر کہیں ہوگی ہوں تو نماز پڑھیں کہ وہ سے جو نقصان پیدا ہو اس کا بدلہ اس سے جو نقصان

## بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّحِيمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْبُشَيْرُ كُؤُنُ وَالْحِجْنُ وَالْإِشْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدَ نَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ

### قرآنی مسجدوں کا باب

پہلی فصل: روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن والوں نے سجدہ کیا۔ (بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذا السماء انشقت میں اور

خیال رکھ کر اس سارے باب میں حضور علیہ السلام کے سہوؤں کا ذکر ہوا پہلی التبیات میں نہ بیٹھا نہ دروعدہ رکعت پر سلام پھیرنا، جن رکعت پر سلام پھیرنا، بجائے چائے چائے رکعتیں پڑھتا اور ان سب میں سجدہ نہ ہوا کا ذکر آیا، اس بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ نماز کا واجب سجدہ جاننے سے سجدہ سہو واجب ہوا ہے نہ کہ سنہنیں اور فرض چھوٹنے سے ہمارے مذہب میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر سجدہ سہو کے لیے بیعت التبیات پڑھنے اور ایک سلام پھیر کر دو سجدے کر کے پھر التبیات دونوں درود دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔  
لے قرآن کریم میں چودہ سجدے ہیں اور یہ سب واجب ہیں احناف کے نزدیک، اور سخت میں دوسرے اماموں کے ہاں، امام اصفہان کا قول ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے، مگر کوئی سب فرماتا ہے قتالہم تو یؤمئذ منکون قذالہ علیہم القرآن اوتیہم جند فوہاں رب تعالیٰ نے سجدہ تلاوت نہ کرنے کو سخت جرم قرار دیا اس کا ذکر ہے ایمانی کے ساتھ کیا پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہے، اس سجدے کے لیے پاکی کو شرط ہے مگر قیام سلام و بیخوف میں ملکہ حضور علیہ السلام نے سجدے کی آیت پڑھ کر اور صحابہ نے سن کر سجدہ کیا، مگر کین نے اس موقع پر یا تو اپنے جوں لات و غزنی کا ذکر سن کر سجدہ کیا یا حضور علیہ السلام سے ذکر کیا، سن کر موجب ہوئے اور سجدے میں گر گئے، بعض روایات میں آیا ہے کہ اس موقع پر شیطان نے حضور علیہ السلام کی اسی آواز بنا کر تہوں کی تحریف کی یا بقرہ قصہ حضور علیہ السلام کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہوئے، مگر کین سمجھے کہ حضور علیہ السلام دین کی طرف لوٹ آئے تو شکر ادا کر کے طو پر وہ سجدے میں گر گئے، لیکن علماء انوں نے سجدہ تلاوت کیا اور مشرکوں نے اپنی غلط فہمی پر سجدہ کلز کر آپ کی زبان پر تہوں کی تحریف جاری ہونے کی روایت باطل یعنی ہے اور شیطان کا اپنی آواز کو حضور علیہ السلام کی آواز کی مثل بنانا کہہ کر دینا اسے بھی حضرت شیخ نے کہی تہیں اور باطل غلطیوں سے مراد تہیں باطل قرار دیا اور اس قصہ کو موضوع قرار دیا اور فرمایا کہ یہ مورخین کی ایک وجہ ہے، محدثین نے اسے نہیں لیا لیکن بعض علماء نے اُلْفُ الشَّیْطَانُ فی اُمْنِیَّتِہ کی تفسیر میں یہ لفظ واقعہ بیان کیا لیکن شیطان کا یہ کہنا مسموم ہونا ہے صحیح ہے نہ اس موقع پر جنات کہ بھی سجدہ کرتے دیکھا۔



أَشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَكُنْ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَتَسْجُدُ مَعَهُ فَتُرَدُّ رُجُلُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدًا نَالِي حِمَّتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ وَتَتَفَقَّ عَلَيْهِ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ قَالَ قَرَأَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا وَتَفَقَّ عَلَيْهِ وَوَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ صَ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السَّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ

اقرأ باسم ربك میں سجدہ کیا اللہ (مسلم) اور اس سے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیت پڑھتے تو ہم آپ کے پاس ہوتے تو آپ اور ہم آپ کے ساتھ سجدہ کرتے بھیڑ لگ جاتی تھی کہ ہم میں کوئی اپنی پیشانی کے لیے جگہ نہ پا لیا جس پر سجدہ کرے (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت زید بن ثابت سے فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے واجب پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہ کیا بلکہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ سورہ میں کا سجدہ فرضی سجدوں میں نہیں گنیں گے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے (ابو داؤد) روایت میں ہے مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس سے کہا کیا

اس میں معلوم ہوا کہ ان دونوں دونوں میں سجدہ ہے میں ان لوگوں کا قول بالکل ہے جو کہتے ہیں کہ متصل میں کوئی سجدہ نہیں یا حضور (مسلم) نے مدینہ آنے کے بعد ان میں سجدہ نہیں کیا یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور ہم سب اس پر عمل ہے بعد پٹ بخاری میں بھی ہے مگر وہ (قرآن) کا ذکر نہیں بلکہ یہاں سجدہ پڑھنے سے مراد سجدہ کی آیت پڑھنا ہے یا سجدہ کے لفظ کیساتھ آگے پیچھے کے لفظ بھی سمجھنا ورنہ فقط سجدہ کے لفظ پڑھ لینے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سجدہ پڑھنے سے بھی واجب ہوتا ہے اور کہنے سے بھی (اور) کہ سجدہ پڑا ہم کہے کہ صحابہ کرام بھی پڑھا کر یہ سجدہ کیا کرتے تھے اس سے نہ سب جتنی کو قوت پہنچتی ہے سگہ یا اس لیے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور تھا یا اس لیے کہ وہ وقت کرامت کا تھا جب سجدہ مقرر ہوتا ہے یا اس لیے کہ معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت فوراً واجب نہیں ہوتا اس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا یہ وجہ نہ تھی کہ سورہ والفتح میں سجدہ نہیں ہے یا یہ سجدہ سنت ہے بلکہ یہ حدیث دلتی ہے کہ سجدہ کی خلاف ہے اور بخاری کی بحوالہ حدیث ۱۰۰۰۰ گن لینے اس کی فرضیت نماز اور تلاوت کی نہیں جس کا سکر کا ذکر ہو بلکہ واجب ہے جس کا ذکر گذر رہا ہے حنفی کہتے ہیں کہ قرآن کے سکر سجدہ واجب ہیں اور اگر مطلب ہو کہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے تو یہ سیدنا ابن عباس کا پانا اچھا ہے کہ کوئی حدیث مرفوعہ پیش نہیں فرماتے (شہید) میں بھی کہ میں نے انہی کو سجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مل ہے اور قرآن حکم، آیت ہمیں پیش کر چکے ہیں (ابن عباس) میں سمجھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ اور قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس سے تیس بار قرآن کریم سورہ قہر ص ۱۸۱ میں وصار ہوا۔

ءَاسْجُدْ فِيْ صُفْحَةٍ مِّنْ فَسْفَرٍ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ حَتّٰى اَتٰى فَيْصُلَهُمْ اَمْرًا فَاْتٰ بِهِ  
فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَلِّمُوْا عَلٰى رَاوٰةِ الْبَخَارِيِّ  
الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اَقْرَأْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمَفْصَلِ وَفِي سُوْرَةِ  
الْحٰجَةِ سَجْدَتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا

سورہ میں سجدوں کروں تو آپ نے یہ تلاوت کیا من ذریعہ داؤد و سلیمان جس کے فہم اہم افتدہ پر پتھر پھرنے لگا  
تھلہ نہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہیں انکی پیروی کا حکم دیا گیا ہے (بخاری) دوسری فصل دروایت ہے  
حضرت عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھانے  
جن میں سے تین مفصل میں ہیں اور دوسوہ حج میں ستہ (الو داؤد، ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر  
فرماتے ہیں میں نے عرض کیا

سہ اس آیت کا مضمون ہے کہ کون عیال اللہ کی لادیں بہت پیغمبر ہوئے جن میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام بھی ہیں آپ  
ان تمام حضرات کے کلمات، اخلاق اختیار فرمائیں کیونکہ یہ رب نہ کے دیئے ہوئے کلمات تھے، یہ مطلب نہیں کہ ان کے سامنے  
اعمال بھی کریں کیونکہ اسلام ان دونوں کا ناسخ ہے۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متبع نہیں آپ تو ان کے متبع اور مقتدی ہیں  
ہاں ان کے کلمات کے جامع ہیں جیسے رب نے فرمایا قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّیْ اِنِّیْ ہُنِّیْۃٌ حٰنِیْۃٌ۔ فرما ہم ملت ابراہیمی کی رہی  
کرتے ہیں۔ یہاں بروی سے مراد موافقت ہے ذکر اقامت و قرآن پڑھائی ۱۲

سہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کرم کے کلمات کے جامع ہیں اور داؤد علیہ السلام نے قبولِ توبہ پر کھنڈ شکر کیا تھا،  
یہ سجدہ ان کا کمال تھا، سورہ ص میں یہ فقرہ مذکور ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ کیا، ہم کو بھی سجدہ کرنا چاہیئے، امام احمد  
نے ابو یوسف ابن عبد اللہ شافعی سے روایت کی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سورہ حق تک پہنچا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دو دوات و  
قلم وغیرہ سجدہ میں گر گئے، میں نے یہ فقرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ میں نے اس کے بعد دیکھا کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم بھی یہاں ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ ص کا سجدہ دوسرے سجدوں کی طرح واجب ہے ۱۳  
مسئلہ یہ حدیث امام مالک کی دلیل ہے، کہ ان کے ہاں قرآن کریم میں پندرہ سجدے ہیں کیونکہ وہ سورہ ص میں ہیں سجدہ ملتے ہیں اور سورہ حج  
دو سجدے، مجموعہ ان کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک ص میں سجدہ ہے تو حج میں صرف ایک سجدہ اور شافعی  
کے نزدیک حج میں دو سجدے ہیں تو حق میں سجدہ نہیں، یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہے کہ اس میں ایک روایت عبد اللہ بن  
منین ہیں جو ضعیف ہیں شیخ عبد الحق محدث نے فرمایا کہ ابن منین قابل اعتبار نہیں ابن کثبان نے کہا کہ وہ مجہول ہیں بہر حال یہ  
حدیث لائق عمل نہیں ۴۴ ۴۳ ۴۲

رَسُولَ اللَّهِ فَخَلَّتْ سُورَةُ الْحَجِّ بِأَنْ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ  
هَذَا فَلَا يَقْرَءْ هَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُكُمْ لَيْسَ إِسْنَادُهُ  
بِالْقَوِيِّ وَفِي الْمَصَابِيحِ فَلَا يَقْرَءُ هَذَا كَمَا فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ثَلَاثًا فَامْرَأَةٌ قَرَأَتْ وَأَنَّ قَرَأَتْ تَنْزِيلَ  
السَّجْدَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْهُ أَنَّكَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ  
عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا هَمَزَ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْهُ

یا رسول اللہ سورہ حج کو اس طرح بڑی دی گئی کہ اس میں دو سجدے ہیں قرآن ایاں حج دو سجدے نہ کرے لہٰذا وہ ان دونوں کو  
مٹ چھے (ابوداؤد ترمذی احمدی نے ویسا اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ملے اور صحاح میں ہے کہ سورہ حج نہ پڑھے  
بیاد اگر کسی نے اس سے یہ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر میں سجدہ کیا کچھ کہے ہوئے پھر  
دکھ کر کیا لوگ سمجھے کہ اپنے تنزیل السجدہ پر بھی ملے (ابوداؤد) روایت سے اس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
پرواں پڑھتے جب سجدے کی آیت پڑھتے تو پھر کہتے اور سجدہ کرتے ہم آپ کے ساتھ سجدہ کرتے ملے

سلہ یہ حدیث حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دلائل ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حج میں صرف ایک سجدہ ہے یعنی  
سجدہ دوسری آیت میں سجدہ ظاہر ہے کہ سجدہ تلاوت کیونکہ یہاں ارشاد دہاؤا وَاذْكُرْهُمَا ۝۱۰ اَسْجُدْ ۝۱۱ یعنی سجدہ کا رکوع کے  
ساتھ ذکر ہوا اور یہاں رکوع سجدہ کی رکاوٹ وہاں سجدہ ظاہر اور کتاب سے رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ۝۱۰ اَسْجُدْ ۝۱۱ نیز طحاوی  
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سورہ حج میں پہلا سجدہ پڑھتا ہے اور دوسرا سجدہ قیام، نیز یہ حدیث علاوہ ضعیف ہونے کے  
عام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ قرآنی سجدے واجب نہیں مانتے سنت مانتے ہیں اور اس حدیث سے وجہ  
تفاوت ہوتا ہے کہ فرمایا ہے جو سجدے نہ کرے وہ یہ سورہ ہی نہ پڑھے یہ بہر حال اس حدیث سے استدلال قوی نہیں سلہ کیونکہ اس کی  
اسناد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک ضعیف ہے اور ابن شراح ابن ہمامی عام محدثین کے نزدیک مجروح لہٰذا اس حدیث سے  
استدلال درست نہیں ۱۱ سلہ صحابہ پڑھنے پر اس لئے سمجھا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کی نمازوں میں سجدہ کی ایک کھڑی آیت  
آغاز سے پڑھ دیتے تھے تاکہ پڑھنے کے لئے سجدہ پڑھ جائے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم تھا سنت یہ ہے کہ نماز کی آیت بعد سجدہ  
کرے پھر باقی سورہ پڑھ کر رکوع کرے اور اگر پڑھی سورہ پڑھ کر سجدہ کرے جب بھی نماز ہے اور اگر رکوع میں ہی سجدہ تلاوت کی نیت  
کرے تب بھی درست ہے۔ مگر پہلی صورت افضل ہے۔ حضرت عروای مسمودہ نمازیں سجدہ کی آیت پڑھ کر رکوع میں سجدہ کی نیت کو  
درست مانتے تھے اور انہی صحابی نے ان کی مخالفت کی (روایت) سلہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں خارج نماز ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ  
سجدہ تلاوت قاسمی اور ساجد دونوں پر واجب ہے اور اس سجدہ میں صرف ایک تکبیر رکھے یا فقہ ائمہ نے یا بعد سجدہ سلام پھیرنے کی وجہ  
نہیں جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جاسے اور پھر کھڑا ہو جائے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ  
سے مروی ہے کیونکہ اس سجدہ میں یا شارقہ کی ضرورت نہ رہا چاہیے اور اگر نہ کھڑے ہو کر کامل ہے ۱۲ ۛ ۛ ۛ

إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمْ الزَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى أَنْ الزَّاكِبُ يَسْجُدُ عَلَى يَدَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْبَقِصِلِ مُنْكَ تَحُولُ إِلَى الْمَدِينَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سَجْدَةِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجْدَةً وَجَبَّتْ لِلَّهِ خَلْقُهُ وَشَقَّ سَمْعُهُ وَبَمَرُهُ يَحُولُ وَقَوْلُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّرِمَدِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ الدَّرِمَدِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابو داؤد اور روایت ہے اسی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال آیت سجدہ پڑھی سب لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ان میں سوار اور در زمین پر سجدہ کرنے والے سخی کہ سوار اپنے ہاتھ پر سجدہ کرتا تھا روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں قرآنی سجدوں میں یوں کہتے تھے میری ذات اسے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھ اپنی طاقت و قوت سے چہرے سے (ابو داؤد ترمذی، نسائی، الدرمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن)

سجده یہ واقعہ سورہ والجر طے کے علاوہ ہے کیونکہ آج تک معتزلوں کوئی مشرک نہ تھا اور وہاں مشرکین مکہ نے بھی سجدہ کیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت سوار اپنے ہاتھ پر کر سکتا ہے اتنا ضروری نہیں۔ یہی امام اعظم کا قول ہے ۱۲ سجده یہ حدیث ان کوکل کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن میں گیارہ سجدہ ہیں کیونکہ پورہ سجدوں میں سے جب بعض کے تین سجدے نکل گئے تو گیارہ باقی بچے مگر یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی متابین ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ضعیف ہیں (نہرونی) نیز حضرت البربرہ کی حدیث قوی ہے جس میں ہے کہ کریم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انشقت۔ اور آخر آء میں سجدہ کیا، حضرت ابوہریرہ بعد جرت یعنی سجدہ میں ایوان لے لے، ابھی حضرت ابن عمر کی حدیث ترمذی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سورہ والجر پڑھی اور سب نے سجدہ کیا نیز یہ حدیث ثانی ہے اور یہ حدیث ثبت جب ثبوت و نفی میں تعارض ہو تو ثبوت کو ترجیح ہوتی ہے۔ بہر حال یہ حدیث قابل عمل نہیں معتزل میں تین سجدہ ہیں۔ قال النجاشی، إذا استسجد، انشقت، آخر آء۔ سجده خیال ہے کہ اگر سجدہ تلاوت فرض نمازیں کرے تو اس میں سجدہ کی تسبیح پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر نماز میں یا خارج نماز کے تو اختیار ہے۔ خواہ صرف تسبیحیں پڑھے یا ہر سری عدل یا دونوں، یہاں تہجد کی نماز یا خارج نماز میں سجدہ تلاوت مراد ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں پڑھتا تھے۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوتی تھیں۔ فتح القدر میں ہے کہ سجدہ تلاوت میں یہ آیت پڑھنا بھی بہتر ہے سُبْحَنَ رَبِّيَ إِنَّ كَافًا

وَعَلَّا رَبَّنَا مَعْزُومًا۔ رَبُّنَا رَبُّ الْمَلِكِ

وَيُحْمَدُونَ فَلَا ذَنْبَ لِمَنْ سَجَدَ

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا

حَکِیْمٌ، وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتَنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كُنْتُ أَصِلُ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ سَجْدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَحُطَّ عَنِّي ذَنْبِي وَرَأَى رَجُلًا وَرَأَى رَجُلًا عِنْدَكَ تُحْرَأُ وَتَقْبَلُهَا مِنِّي كَمَا تَقْبَلُهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ فَسَمِعْتُهَا وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَتَقْبَلُهَا مِنِّي كَمَا تَقْبَلُهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ

صحیح ہے ہر روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کہ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج رات سونے ہوئے اپنے کو دیکھا کہ گویا میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہوں میں نے سجدہ کیا تاکہ میرے سجدے کے ساتھ درخت نے بھی سجدہ کیا میں نے اسے کہتے ہوئے سنا اے ابی اس سجدہ کی برکت سے اپنے پاس میرے لیے ثواب لکھا اور میرا گناہ دودھ کا روپ سے میرے لیے پانی ہاں وغیرہ بنا لیا اور اسے مجھے ایسا ہی قبول کرے جسے اپنے بندے داؤد سے قبول کیا تھا ابی عباس فرماتے ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کی آیت پڑھی تھی پھر سجدہ کیا تو میں نے ایک سو اس طرح کہتے سنا جیسے اس شخص نے درخت کے قول کی تفسیر دی تھی اے (ترمذی)، ابن ماجہ، ابی داؤد، ابی یوسف نے وقلہا الذکر کیا ذکر کیا ترمذی نے کہا

۱۳۔ یہ آنے والے حضرات ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ بعض روایتوں میں ملاحظہ ہے نہ کہ کوئی فرشتہ ۱۴۔ تاکہ سجدہ تلاوت اس طرح کہ نماز میں سورہ میں پڑھی اور سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا جیسا کہ اگلی سجدات سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۵۔ ظاہر ہے کہ یہ قول خود درخت ہی کا ہے کیونکہ درخت وغیرہ سجدہ سے بھی کرتے ہیں اور تسبیح بھی، ممکن ہے کسی فرشتے کا قول ہو جو درخت سے ظاہر ہو رہا ہو، جیسے طوہر مولیٰ علیہ السلام نے درخت سے رب کا کلام سنا، اول قوی ہے۔ ۱۶۔ تاکہ درخت کا یہ کہنا ان صحابی کو اور ان کے درویش سارے مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے ہے ورنہ ان کے لیے نہ ثواب ہے نہ گناہ کی بخشش کیونکہ وہ کہنا کفار ہی نہیں ۱۷۔

۱۸۔ سورہ میں کی ظاہر ہے کہ عرف آیت سجدہ ہی نماز سے خارج پڑھی۔ اس کے لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ دوران تلاوت میں سجدہ کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرنا بلا کراہت جائز ہے ۱۹۔

۲۰۔ تاکہ ظاہر فرماتے ہیں کہ کسی سجدہ میں یہ روئے کرنا بہت بہتر ہے۔ مرقا نے فرمایا کہ حضور انور نے اس خواب کی تفسیر یہ دی کہ وہ درخت ہم میں اور صحابی سے مراد ساری امت اس لیے خود بخود کر کے اس میں یہ روئے کر کے دکھایا ۲۱۔ ۲۲۔

الَّذِينَ هَدَىٰ لَهُدَا حَيْثُ غَرِبَ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودَاتِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَالتَّحْمِ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنْ  
 شَيْئًا مِنْ قُرَيْشٍ أَخَذَ كَهًا مِنْ حَصَى أَوْ تَرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِيَنِي  
 هَذَا أَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَتِيلٌ كَأَنَّهُ امْتَفَقَ عَلَيْهِ وَرَأَى الْبَحَارِي فِي رَوَاتِهِ  
 وَهُوَ أَمِيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 سَجَدَ فِي هَذَا وَقَالَ سَجَدَ هَذَا أَوْ تَوْبَةً وَسَجَدَ هَذَا لِرَأْوَةِ النَّسَائِيِّ

یہ حدیث غریبہ ہے بلکہ تیسری فصل، روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والجم  
 پڑھی تو اس میں آئے بھی سجدہ کیا اور انہوں نے بھی جو آپ کے ساتھ تھے تلہ ایک قریشی بڑے کے سوا جس نے ایک  
 مشقی لکھنا مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی سے لگائی اور بولا مجھے یہ کافی ہے تلہ عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے بعد میں اسے دیکھا  
 کہ کافر لکھا گیا کہ جس نے سجدہ کیا اور بخاری نے اپنی روایت میں زیادہ کہ وہ ابن عباس غلط تھا اس روایت حضرت ابن عباس سے  
 فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ حضرت داؤد نے تو بے طور پر یہ سجدہ کیا تھا  
 اور ہم شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں (مشکوٰۃ ص ۱۶)

ملہ حکام نے اسے محکم کیا اور دیگر محدثین نے جس فرمایا اور معلوم ہے کہ قرأت صحت کے خلاف نہیں اور اگر منافی بھی ہو تو  
 نقصان اعمال میں قبول ہے ۱۱۔ تلہ یعنی نو مین، مشرکین، انسان، جن جو بھی وہاں حاضر تھے سب سجدہ سے منکر تھے۔ اس کی وجہ سے  
 بیان ہوئی کہ چونکہ سورہ والجم میں یہاں لات وعزی بھی ذکر ہے۔ اس لیے مشرکین نے ان کی تعلیم کرتے ہوئے سجدہ کیا یا اس  
 وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلفات میں ایسی سمیت تھی کہ مشرکین بھی بے اختیار سجدہ سے منکر تھے۔ یا اس وقت شیطان  
 نے جن کی تشریف کی مسلمان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر سجدہ سے منکر تھے اور کفار شیطان کی آواز پر۔ یہ عرض یا اہل  
 ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر بے اختیار اس وقت بتوں کی آواز آگئی تو غور بالشد، امام مستطانی نے تفسیر بخاری میں  
 شیطان والے قصہ کو ثابت کیا ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اَمْنِيَّتِهِ ۱۲۔ اس کی یہ روایت غرور و تکبر  
 کے لیے تھی کہ سب کے ساتھ یہ سجدہ کرنا میری شان کے خلاف ہے ۱۲۔ تلہ یعنی جن مشرکین نے آج سجدہ کیا تھا وہ سب بعد  
 میں اسلام لے آئے، جس نے سجدہ نہ کیا وہ کافر بنی مارا گیا ۱۳۔ تلہ جو یہ مسلمانوں کے ہاتھوں پر ہی طرح مارا گیا جیسے حضرت  
 بلال کو بھیجیوں اور نرہوں سے چھیدا کرنا تھا اسی طرح بدر میں سورت بنی کر اسے چھید چھید کر ہی مارنا پڑا کیونکہ ایک صحابی نے  
 اپنے لیے سجدہ کرتے ہوئے اسے پکارتے ہوئے خود کو اس کے اوپر ڈال دیا تھا اور اسکا بھائی بنی بنی خلف جنگ اسی حضور کے ہاتھوں مارا گیا  
 حضور نے اپنے ہاتھ سے عرف اسی کو تفرمایا ہے ۱۴۔ تلہ اس کا فکر یہ کہ رہتا ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائی جیسے عید الفطر کی نماز حضرت ابراہیم  
 کی قربانی قبول ہونے کے مشرکین پر بھی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر تمام واقعات کی یاد گاریں مٹا کر ان پر یاد دہانی کرنا سنت سے  
 ثابت ہے۔ لہذا میلہ شریف، گیارہویں شریف، عمری، بزرگان دین مٹانا اور ان کو تھوڑے تو افل، مستقات وغیرہ یاد دہانی جائز نہیں ہو سکتی ۱۵۔





بَارِعَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمًا لِنَظَائِدَةٍ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ حِينَ تَضَيِّفُ  
الشَّمْسُ لِلْعُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ لَا صَلَاةَ  
بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ مَقْفُوعٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عَبْدِ رَبِّ بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قَدِمَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَقَدِمَتْ الْمَدِينَةُ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ  
أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حِينَ تَطْلُعُ  
الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَاقْنَاهَا أَنْ تَطْلُعَ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قُرْنَيْ الشَّيْطَانِ حِينَ يَسْجُدُهَا  
الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِيلَ الظُّلُ بِالرَّمْحِ

حتی کہ بلند ہو جائے اور جب ٹھیک دوپہری قائم ہو یاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج ڈوبنے کے  
قریب ہو جائے حتیٰ کہ ڈوب جائے (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک کوئی نماز نہیں اور نہ عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک (مسلم)  
بخاری اور روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ تو نبی صلی  
آیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں کیا کہ مجھے نماز کے متعلق خبر دیجئے کہ تو فرمایا کہ نماز فجر پڑھو پھر آفتاب نکلنے وقت  
نماز سے باز رہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے کہ نہ کہ وہ نکلنے وقت شیطاں کے دو کونوں کے درمیان نکلے ہے اور اس وقت  
اُسے کھانچا جائے کہ جس میں وہ پھر نماز پڑھو کہ وہ نماز حاضری یا گواہی کا وقت ہے لہذا نماز تک کہ نہ پڑھے گا سیدیکم ہو جائے کہ

لہذا یہ حدیث اگرچہ حدیث کی تفسیر کے دو ہاں طوع و عقوب سے مراد وقت نکلتا اور نہ تھا بلکہ اس سے بعد اور پہلے کا کچھ وقت  
بھی تھا۔ خیال کیے کہ ٹھیک دوپہر شریعت میں نماز شرعی گیارہ بجے ہوا اور منہار نجومی کے نصفوں کا قاطع ہے مثلاً آج نصف النہار شرعی  
گیارہ بجے ہوا اور نصف النہار نجومی پورے بارہ بجے تو یہ پتہ چلتا ہے منہار نجومی دوپہر ہیں ان میں نماز مکروہ شرعی دن پر پھٹنے سے شروع ہوتا  
ہے اور نجومی دن سورج نکلنے سے اور دو دن غروب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں ۱۲ گھنٹہ یعنی نماز فجر اور نماز عصر پھر لینے کے بعد فاقی نماز  
میں اور سورج نکلنے اور پہلے پڑنے کے بعد نماز مغرب اور عشاء تک کہ عین نماز کے بعد نماز عصر پھر لینے کے بعد نماز عشاء کی دلیل ہے کہ  
ان کے ہاں ان وقتوں میں نہ نماز کر رہی ہوں خواہ نماز میں ۱۲ گھنٹہ آپ تہم الا سلام صحابی ہیں حتیٰ کہ بعض لکھنا آپ جو تھے مسلمان ہیں  
ان سے حضور نے فرمایا تھا کہ کوئی گھر چلے گا جو حبس مارا فلہم ہو تو آجانا چنانچہ بعد ہجرت ہے بھی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گشتان کے  
حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں مثلاً کہ کوئی نماز کا دس وقت پڑھی جائے مہیا کہ جو کس نماز پر ہے وہ لہذا تبارا ان وقت نماز پڑھا کہ انکی  
عبادت کے شانہ ہوگا۔ خیال کیے کہ اگرچہ کفار اور وقت بھی عبادت کرتے ہیں مگر اس وقت کی عبادت ان کی مذہبی ملا مت ہے۔ علامت  
کفر سے بچنا ضروری ہے تشبیہ اور ہے اور اس کا کچھ اور مثلاً یعنی نماز شرعاً عبادت پڑھو اس نماز میں تمہارے ساتھ تمہارے ساتھی تھے

ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنْ حَيَّيْتُمْ تُسَجِّرْهُمْ فَإِذَا أَقْبَلَ أَيْغَى مُفْصِلَ قَارِبِ  
 الصَّلَاةِ مَشْهُودَةً مَحْضُورَةً حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ  
 الشَّمْسُ فَإِذَا تَغْرُبَ بَيْنَ قَرْنِ الشَّيْطَانِ وَحَيَّيْتُمْ يُسَجِّدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ قُلْتُ يَا  
 نَبِيَّ اللَّهِ فَإِلَٰهُهُمُ أَفَلَا تُؤْخِرُ عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يَقْرُبُ وَضُوءٌ فَيَمْضِي وَ  
 يَسْتَشِيقُ فَيَسْتَنْتِزِلُ إِلَّا أَخَّرْتُ حَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَحَيَّيْتُمْ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ  
 كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا أَخَّرْتُ حَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَعْبَسُ يَدَيْهِ

پھر نماز سے باز نہ ہو کہ اس وقت روزِ جمعہ نکلتا ہے اس لیے چہرہ زوال کا سیدہ اگے ہو جائے تو نماز پڑھو نہ  
 کیونکہ نمازِ حاضری اور گاہی کا وقت ہے جسے کہہ کر پڑھو پھر سورج ڈوبنے تک نماز سے باز نہ ہو کہ چونکہ وہ  
 شیطان سے بیگانوں کے بیچ ڈرتا ہے اس وقت کن دے سجدہ کرنے میں فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ  
 مجھے وضو کے متعلق خبر دے تو فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو وضو کا پانی سے چہرہ کی کرے تاکہ میں پانی ڈالنے کو اس  
 کے چہرے اور منہ اور ہاتھوں کی گھاسی میں اس لیے چہرہ اس طرح اپنا منہ دھوئے جیسے اسے اللہ نے حکم دیا ہے مگر  
 اس کے چہرے کی خطائی دائرہ میں کے کف اوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں پچھلے پھر ہاتھ کہیںوں تک

موجود ہوں گے اور چہرے گواہ یہ حکم اختیار کیا ہے کہ چونکہ نمازِ شروق و اجابت واجب نہیں ۱۱ کھ میٹھوڑے کا سیدہ اس سے کہ ہو جائے  
 جسے سارا مٹی کہتے ہیں جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے اس کی دھاری کو کم کے کاٹنے سے مختلف ہوتی ہے شاید جس وقت مرگائے نہ دیا  
 اس وقت سائرہ اصلی چیز سے کم ہوتا ہے بلکہ یعنی دوسرے کے وقت روزِ جمعہ میں ایندھن ڈالا جاتا ہے جس سے وہ بڑھ کر جاتا ہے اس  
 تحقیق کو باب الاوقات میں کہ چاہیے وہاں اسکا جواب دیا گیا ہے کہ روزِ جمعہ میں نہ کہیں دھیر ہوتی ہے پھر اس وقت روزِ جمعہ کے کیا  
 معنی ۱۲ میں دیا امانت کے لیے سے میں شوریج و شعل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو یہ مطلب نہیں کہ سورج دھمتے ہیں ظہر طہر اور اس کی  
 تحقیق بھی باب الاوقات میں کہ چاہیے کہ میں ظہر عند ذی کر کے پڑھنا مستحب ۱۳ بلکہ یعنی نماز پڑھنے کے بعد نماز سے باز نہ  
 دیا کہ باب الاوقات میں ذکر کیا ۱۴ اس کی شرح باب الوضوء میں ہے کہ یہاں خلاف سے ملا دیکھا وغیرہ میں رنگینا و نمیرہ اور نہ متعلق اسباب  
 اور یہ جو لوگوں کے احکام میں ایسے ہمارے دنوں کا غسال مستعمل پانی بکھاتا ہے جس سے وضو نہیں کر سکتا اور اس کا پینا مکروہ وضو مستحب  
 میں دیکھ کہ غسال فوراً کر لکھا ہے ایسے ہی صحابہ روزِ تبرک کہ کہہ جیتے تھے کہ گداؤں کا پانی دنان سنتیں جیسیں مگر چہرہ دھونا  
 فرض ہے جس کا رب نے حکم دیا ہے کہ فرمایا فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

یا یہ مطلب ہے کہ جیسے رب نے یہ پورا چہرہ

دھونے کا حکم دیا ایسے ہی پورا دھوئے

کر بلکہ ہاں بھی مکہ کی

ذرا ہے یہ

إِلَى الْمُرْقَبَيْنِ الْأَخْرَجْتَ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَاوِيلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ بَيْسَ رَأْسَهُ الْأَخْرَجْتَ  
 خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ بَيْسَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكُفَّيْنِ الْأَخْرَجْتَ  
 خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَاوِيلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلِّ فَحَمْدُ اللَّهِ وَالثَّنَى عَلَيْهِ وَ  
 مُجَدِّدُهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَعُ قَلْبِهِ لِلَّهِ إِلَّا أَنْصَرَفَ مِنْ حَظِيَّتِهِ كَمَا قَبِلَتْهُ يَوْمَ  
 وَلَدَتْهُ أُمُّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالسُّوْرَانِ مَخْرَمَاءَ  
 وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْأَزْهَرِ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا أَفَرَّغَ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَ

دھوئے گمراہ کے ہاتھوں کی خطائیں پانی کیساتھ پورے بدن سے گری جائیں پھر اپنے سر کا سچ کرے گمراہ کے سر کی  
 خطائیں پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے گری جائیں پھر اپنے پاؤں کی خطائیں پانی کے ساتھ پورے پاؤں سے گمراہ کے پاؤں  
 کی خطائیں پانی کے ساتھ پورے پاؤں سے گری جائیں پھر اگر کھڑے ہو کر نہ پڑے تو اللہ کی حمد و ثنا اور بڑائی کرے  
 جس کے وہ لائق ہے اور اپنا دل اللہ کے لیے خالی کرے گمراہ کی خطاؤں سے اس پر خطہ پڑے گا جس دن اسے  
 مان لے گا (مسلم) اور روایت ہے حضرت کریم سے کہ حضرت ابن عباس اور سوران مخمر اور برادر بن  
 ابن الزہر نے اسے انہیں حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ ہا کہ ہم سب

سارے سر کی خطاؤں میں کانوں کی خطائیں بھی داخل ہیں۔ یعنی بڑے خیالات اور بڑی عادتیں اور بڑی باتیں سننے کے  
 گناہ سب مسج سے صاف ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کانوں کا مسج کر کے ساتھ اور سر کے پانی سے جوتا ہے۔ خیال رہے کہ  
 سر کے مسج میں پانی گرتا نہیں بلکہ سر کو لگتا ہے مگر اس سے خطائیں جھڑ جاتی ہیں۔ دھونے والے اعضا میں پانی خطائیں لگے  
 نکلتے ہیں اور سر میں پانی خطاؤں کو نکالتا ہے۔ خیال رہے کہ ان خطاؤں کو پانی نہیں نکالتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع  
 نکالتی ہے۔ درجہ شرف خواہ کتنا ہی دلو کرے اس کی خطائیں صاف نہیں ہوئیں اور مسلمان نیز غیرت وضو نہ کر کے لیے بار بار

ان اعضا پر پانی ڈالے یہ فرض حاصل نہیں ہوتا ۱۲ ÷

سارے یعنی گناہ تو دوسرے صاف ہو چکے نماز رفع درجات کا اور بعد سے خواہ تجرے الوضو کے نکل ہوں یا اور کوئی نماز ۱۳ ÷

سارے حضرت کریم ابن مسعودؓ نے عید الشہداء میں لباس طہارت پہنے اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے چہانے میں  
 ہجرت کے بعد مکہ منکر میں پیدا ہوئے شہداء میں مدینہ منورہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آٹھ  
 سال کے تھے۔ شہادت حضرت عثمانؓ تک مدینہ منورہ رہے۔ پھر مکہ منکر آگئے۔ یزید کی بیعت نہ کی، چنانچہ واقعہ کربلا  
 کے بعد حجت پر نہ گئے نہ مکہ منکر پر متینقیق سے پھر آؤ کیا تو بحالت نماز ایک میجر آپ کے بھی لگا اور شہید ہو گئے  
 اور حضرت عبدالرحمنؓ ابن الزہر حضرت عبدالرحمنؓ ابن عوفؓ کے بھتیجے ہیں جنہیں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ساتھ رہے ÷

سَلَّمَ عَنْ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ لَمَّا خَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ قَبْلَتْهُمَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أَوْ سَلِمَةً فَخَرَجْتُ إِلَيْهِنَّ فَرَدُّوْنِي إِلَى أَوْ سَلِمَةٍ فَقَالَتْ أَوْ سَلِمَةً سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِي عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا ثُمَّ دَخَلَا أَرْسَلْتُ إِلَيْهِمَا الْحِجَارِيَّةَ فَقُلْتُ قُوْنِي لَهٗ تَقُولُ أَوْ سَلِمَةً يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَآرَأَيْتُصَلِّيَهُمَا قَالَ يَا ابْنَةُ أُمِّيَّةَ سَلَّمْتُ عَنْ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَآتَاهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَعَلُونِي عَنِ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّمْرِ فَمَا هَاتَاكَانِ مُتَقَفَّيْنِ عَلَيْهِمَا ۖ

انہیں سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں متعلق پوچھا لے فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں دو مقام پہنچایا جو مجھے دیکر بھیجا تھا انہوں نے کہا ام سلمہ سے پوچھو لے میں ان حضرات کی طرف لوٹا انہوں نے مجھے ام سلمہ کے پاس بولایا تاکہ ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے منع فرماتے سنا پھر میں نے آپ کو یہ رکعتیں پڑھتے دیکھا پھر آپ شریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں دلی کو بھیجا تاکہ اوپر بنے کہیں یا کسی سے عرض کرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہیں کہ میں نے آپ کو ان دو رکعتوں پہنچ کر کہتا سنا اور ان کو پڑھتے دیکھتی ہوں فرمایا ہے ابی ایسی کہ میں نے شام نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق مجھ سے پوچھا میرے پاس عبد القیس کے کچھ لوگ آئے تھے جنہوں نے مجھ سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں سے باز رکھا یہ وحی دو رکعتیں ہیں

صلو کیا حضور اور صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یا نہیں اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ ان بزرگوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان فتلوں سے منع فرماتے ہوئے سنا، پھر انہیں پتہ لگا کہ سرکار علیہ السلام کھرمیں خود پڑھتے تھے تو اس کی تحقیق اور وجہ معلوم کرنے کے لیے انہیں بھیجا، چونکہ حضرت عائشہ زہراء صدیقہ بڑی فقیرہ عالمہ ربی بنی تھیں اس لیے ان سے یہ مسئلہ پوچھا چونکہ یہ حضرات بہت سے تھے، اس لیے خود حاضر نہ ہوئے بلکہ اپنے خادم کو بھیج دیا معلوم ہوا کہ اس سائل میں ایک کی عمر تقریباً ۱۲ سالہ ہے حضرت عائشہ زہراء صدیقہ کا مدلل و اضافہ کہ باوجود بڑی عالمہ فقیہہ میں مگر فرمایا کہ اس مسئلہ کا حل مجھ سے زیادہ حضرت ام سلمہ کو ہے، کیونکہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھ چکی ہیں میں نے یہ پوچھ سکی، اس سے معلوم ہوا کہ نبی عالمہ بھی بے علم فتویٰ نہ دے بلکہ دوسرے کے لیے یا اس کی پچھڑے اور اس کی شرم نہ کرے ۱۲ سالہ یہ حضرت کرب کا ادب خدا رب کے کونچہ آقا کے علم کے دوری جو نہیں گئے کیونکہ یہ مسئلہ حکم جو کچھ کا تھا ۱۲ سالہ یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ان کی بوی پاک کے گھر میں نہ نقل فرمے دیکھا کہ یہ میرے گھر میں تشریف لائے تو میں گوشہ سرکار علیہ السلام میں بیٹھنے سے وہیں میں خود بھی بیٹھ گئی اور کسی لڑکی کو بھیجا کہ تیار رہاوت ہو گئی تھی ابو امیہ حضرت ام سلمہ کے والد کی کنیت ہے، ان کا نام سہل بن عمرو بن حذافہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دلی کی معرفت خود حضرت ام سلمہ سے خطاب فرمایا کیونکہ اصل سائل کو آپ ہی تھیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا) ۱۰

الْفَصْلُ الثَّانِي فِي عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرُّكَعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يُسَمِّعْ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو فِي شَرْحِ

۱۔ مسلم بخاری ابودوری فصل ۹ روایت ہے حضرت محمد ابن ابراہیم سے وہ قیس ابن عمرو سے راوی ملے فرماتے ہیں کہ میں اہل اسلام سے ملنے ایک شخص کو فوج کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کچھ کی یاد دو رکعتیں پڑھتے ہو گئے اس نے عرض کیا کہ میں نے پہل والی دو رکعتیں نہ پڑھی تھیں وہ اب پڑھ لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے ۲۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اس کی مثل روایت کی اور فرمایا کہ اس کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ محمد ابن ابراہیم نے قیس ابن عمرو سے سنا ہے اور شرح سنن ابوداؤد

۳۔ یعنی ایک بار محمد بن عبد القیس کو تبلیغ کرنے کی وجہ سے ناکہ کی دو رکعتیں پڑھنے کے تھے، پھر وہ رکعتیں عمر کے بعد تھا کہیں ایسی طرف ہمارا رہے کہ جب کوئی ایسی ایک بار کر لیتے ہیں، تو پھر ہمیشہ ہی کرتے ہیں، اس لیے اب ہمیشہ ہی پڑھ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ سنت ناکہ کی قضاء کرنا بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، پھر بعد پھر پڑھنا اور پھر ہمیشہ پڑھنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہی ہیں اس میں اس سے منع کیا گیا ہے، جیسے روزہ وصال کر آپ دیکھتے تھے میں منع فرمایا، چنانچہ طحاوی نے اس حدیث کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا کہ امام مسلم نے عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قضا کر لیا کریں وہاں نہیں بخوانے نے اس حدیث کی وجہ سے فرمایا کہ سنتوں کی قضا سنت ہے مگر یہ دلیل کمزور ہے۔ روزہ انہیں چاہیے کہ ایک بار کی قضا ہمیشہ پڑھا کریں ۱۳

۴۔ حضرت محمد ابن ابراہیم بہت لوگوں تابع ہیں اور قیس ابن عمرو صحابی انصاری ہیں۔

۵۔ یعنی دوبار پڑھتے ہو ابھی میرے ساتھ نہاعت سے پڑھ چکے ہو، پھر دوبارہ اکیلے پڑھ رہے ہو یا مطلب ہے کہ کیا صبح کی دو رکعتوں کے بعد دو نفل بھی پڑھتے ہو، حالانکہ تمہیں خبر ہے کہ اس وقت نفل نہیں پڑھتے جاتے۔

۶۔ اس حدیث کی بنا پر امام شافعیؒ وغیرہم مذہبوں سے سنت ناکہ کی قضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جائز تھی یا نہ امام صاحب کے ہاں عرف سنت ناکہ کی قضا، کبھی نہیں، ہاں اگر سنتیں مع ذمہوں کے رہ گئی ہوں تو وہ میرے پہلے ذمہوں کے تابع ہو کر ان کی بھی قضا ہو جائے گی مگر کب شب تک نہیں سکھو ان میں تو ایسا کہ قضا عرف واجب یا فرض کی ہو سکتی ہے سنتوں کی قضا اصول شرعی کی خلاف ورزی ہے لہذا یہاں ثبوت ہو گیا عرف وہیں قضا ہوگی، یہ حدیث منقطع ہے متصل نہیں جیسا کہ خود امام ترمذی فرما رہے ہیں۔ لہذا اس سے استدلال غلط ہے ۱۴

السَّنَةِ وَلَسَخَ الْمَصَابِيحَ عَنْ قَبِيَسَ بْنِ قَهْدٍ نَحْوَهُ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ  
التَّبَّيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مُنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهِدَا  
الْبَيْتِ وَصَلَّى آيَةً سَاعَةً شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُدُّ أَرَادَ  
النِّسَابِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ التَّبَّيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ  
النَّهَارِ حَتَّى تَذُولَ الشَّمْسُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ ۝

مصابیح کے بخور میں قبیس ابن قیس سے اس کی مثل ہے ۴ روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ بے حد نہایت کی اولاد ملے کسی کو سوچ نہ کرو دن و رات میں جس گھر کی چاہے اس گھر کا طواف کرے اور نماز پڑھے  
تو (ترمذی) ابو داؤد و نسائی ۱۶ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر ہی میں سورج  
ڈھلنے تک نماز سے منع فرمایا، سورج جمعہ کے دن کے (شافعی) ۱۵

شع یعنی محمد ابن ابراہیم اور قیس ابن عمرو کے درمیان کوئی راوی چھوٹ گیا ہے اور خبر نہیں کہ وہ راوی عادل ہے یا فاسق اس لیے  
یہ حدیث مجہول ہے اور قابل عمل نہیں نیز اس حدیث میں یہ تہ نہ لگا کہ وہ صحابی غیر کے بعد کسی وقت منستیں پڑھ رہے تھے آفتاب  
نکلنے سے پہلے یا بعد لہذا حدیث کو یا مجہول ہے اور نہ محافت میں اس حدیث کی کوئی جگہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نماز نہیں پڑھ  
سے جو نہ کہ منظر کی سرداری کعبہ کی سرداری چاہ روزگار کا انتظام اور شریف کی خدمت والا عبداللہ بن ابی بکر کے لیے انہیں خلا  
فرما کر فرمایا ۱۷ اس وقت بعض لفاظ محرم شریف بند کر دیا جاتا تھا جیسے بعد نبوی شریف بعد نماز عشاء بند کر دی جاتی  
تھی کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے حضور اور مسے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا چنانچہ اس حدیث کی بنا پر ہم شریف  
کسی وقت بند نہیں ہوتا۔ خیال ہے کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے لیکن فرائض مکروہ وقتوں میں وہاں بھی منع ہیں کیونکہ محافت کی  
حدیثیں مطلق نہیں عیساکر ہم پہلے عرض کر چکے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج ڈوبتے اور بیچ دوپہر ہی میں نماز نہ پڑھو  
یا فرمایا کہ صبح اور عصر کے بعد نماز نہیں اور ہم شریف کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ امام شافعی وغیرہم اس حدیث کی بنا پر کہ منستیں کو وقت فرائض  
جائز کہتے ہیں۔ مگر اس استدلال ضعیف ہے کیونکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہم شریف بند نہ کرو۔ لیکن ہم تو وقت طواف و نماز  
پڑھنے کے (۱۸) دن جن وقتوں میں شریف نے منع کر دیا ہے۔ اس وقت لوگ خود خواہوں نہ پڑھیں شریف کا منع کرنا کعبہ اور بے لوگوں  
بیت اللہ کو بند کرنا کعبہ اور دیکھو ہم شریف میں نماز بیجا کی جماعت اور نماز جموعہ میں کی جماعت کے وقت لوگوں کو طواف سے  
بھی روکا جائے اور انہوں سے بھی مگر یہ تو کی شریف کی طرف سے ہے جیسے ہم کسی سبیل والے سے کہیں کہ تم لوگوں کو ہر وقت  
پانی پینے دو اس کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان میں بے روزیوں کو بھی علاوہ دن کے وقت پانی پینے دو، وغیرہ محافت کی حدیث میں ہم  
ہے اور اجازت کی ضرورت نہیں نیز جب محافت اور جواہر شریف ہو تو محافت کو نہ ہم جوتی ہے۔ لہذا شریف میں سے کہ ایک بار  
حضرت عمر فاروق نے نماز فجر کے بعد طرفہ دعا کیا اور نفل طواف پڑھے مدینہ منورہ دعا تو گئے جب دن پڑھ گیا تو وہ نفل  
جنگل میں پڑھے یہ حدیث امام صاحب کے مذہب کی بہت تائید کرتی ہے اگر اس وقت نفل نماز ہوتے تو نماز تو اقہم لہذا طواف کے

وَعَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَّةَ الصَّلَاةِ يَصِفُ النَّهَارَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ الْيَوْمَ الْجُمُعَةُ وَقَالَ إِنَّ جَهَنَّمَ تَسْجُرُ الْيَوْمَ الْجُمُعَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ أَبُو الْخَلِيلِ لَمْ يَلْقَ أَبَا قَتَادَةَ إِلَّا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْقَبْهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارِبْهَا فَإِذَا رَأَيْتَ فَارْقَبْهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارْقَبْهَا وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

روایت ہے حضرت ابوخلیل سلمہ و حضرت ابو قتادہ سے راوی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہری میں سورج ڈھلنے تک نماز کو بائیں سرنگا سوائے کچھ کے دن کے اور فرمایا کہ وہ رخ چھوٹا جاکے سورج بڑھ کے دن کے اور فرمایا ابوخلیل ابو قتادہ سے دیکھئے یہ تیسری فصل ہے روایت ہے حضرت عبداللہ صناعی سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سورج یوں طلوع ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ شیطان کے سینگ ہوتے ہیں پھر جب بلند ہوتا ہے تو سینگ اس سے الگ ہو جاتے ہیں پھر جب اتار ہوتا ہے تو لگ جاتے ہیں پھر جب ڈھل جاتا ہے تو لگ ہو جاتے ہیں پھر جب ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے تو لگ جاتے ہیں جب ڈوب جاتا ہے تو لگ ہو جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھڑیوں میں نماز سے منع کیا کہ (مالک احمد نسائی)

نفل پڑھے وہاں سے روزانہ پڑھتے ۱۲ سگہ یہ حدیث محدثین کے نزدیک سخت ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جریر جو حنفی مذہب میں سے بھی فرماتے تھے سگہ ۴ مقل۔ دیکھو تاتار و اشترہ المسماة وغیرہ بچاؤ اس کی اسناد پر ہے متفقہاً جہلہ عن ائمتنا اربعین صحیحہا شیعہ عن سیدنا المقبرین عن ابی ہریرۃؓ کہ یہ ابراہیم ابن محمد ابن یحییٰ السخی ہیں اور یہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں درمکارۃ اور وہ پورے وقت مطلقاً نماز نہ پڑھنے کی حدیثیں نہایت صحیح ہیں جو سب گندہ لکھیں، لہذا دو پہر کے وقت نہ چھکے دن نماز جائز اور دینی مذہب احناف کا ہے، امام شاہی کے ہاں جمعہ کے دن دو پہری میں نماز جائز ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے سلمہ آپ کا نام صاحبین بھی پریم ہے تاہم میں سے ہیں۔ سلمہ یعنی ابوخلیل اور ابو قتادہ کے درمیان کوئی راوی رو گیا ہے پھر نہیں کہ ناست سے یا مادل، لہذا یہ حدیث منقطع اس سے دلیل نہیں کر سکتے اور مذہب احناف بہت قوی ہے کہ جمعہ کے دن بھی دو پہری میں نماز جائز ہے۔ اور بھوک نماز زوال سے پہلے نہیں پڑھ سکتے ۱۲ سلمہ آپ صحابی ہیں ضارب ابی زابر قبیل کی طرف منسوب ہیں۔ اور ابو عبد اللہ صناعی تابعی ہیں، بعض ضاربین کو ان دنوں میں دوسرا کچا پڑا ہے۔ لہذا یہ حدیث متصل سے مرسل نہیں گھس کی شرح بلکہ گندہ کی اس میں نہ جیج کا اشتہار دیکھ منظر کا لہذا یہ کچھ بدی ان تینوں حدیثوں میں نماز ناجائز ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے



وَعَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغَفَارِيِّ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسِينَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ صَلَاةٌ عَزِيزَةٌ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَصَيِّغُوهَا فَمَا مَرَّ طَلْعُهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ السَّجْدُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَفَى مُعَاوِيَةَ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَتَصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحَّبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَارَءِيَنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ هَيَّاهُ عَنْمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ وَقَدْ صَعِدَ عَلَى دَرَجَاتِ الْكُتُبَةِ مِنْ عَرَفَاتِي فَقَدْ عَرَفْتِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا جَنْدَبُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ لَا

روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نماز سے انگوٹھ پریش کی گئی تھی انہوں نے اسے صانع کر دیا اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو سہرا ثواب ہو گا اور اس کے بعد تم سے نیچے تک نماز نہیں شائد تارا ہے (مسلم) روایت سے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے لیکن مجھے آپ کو وہ پڑھتے نہ دیکھا کہ بے شک اس سے منہ کیا ہے عصر کے بعد دو رکعتیں (بخاری) روایت ہے حضرت ابوذر سے کہ انہوں نے کہنے کے لیے پڑھ کر فرمایا جو مجھے پچھتا ہے وہ پچھتا ہے اور جو نہیں پچھتا تو میں چندب سے ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فجر کے بعد آفتاب نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز نہیں

۱۱۔ یعنی پچاس اتوں پر بھی نماز عمر فریق حتیٰ اگر وہ اسے چھوڑ دیتے اور مذاب کے متقی ہونے تم ان سے عبرت پکارتا ۱۲۔ اس کے ایک نماز پڑھنے کا اور دوسرے پروردگار کی مخالفت کا وہ میں مبادت ہے ۱۳۔ اس کے نماز سے اور دوسری میں کیونکہ تم سے کم نماز ہے غیروں کے ہیں ایک رکعت کو نماز ہی نہیں کہنے، مطلب یہ ہے کہ اسے تاہین تم عصر کے بعد دو نفل پڑھنے لگے، ہم نے یہ نفل پڑھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ دیکھا، خیال ہے کہ یہاں دیکھنے کی نفی ہے نہ حضور کے پڑھنے کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد عصر تہائی میں دو رکعتیں پڑھتے تھے، تاکہ صحابہ نہ دیکھیں نہ آپ کی اس میں اتنا کر میں ۱۴۔ اس کے طحاوی شریف میں ہے کہ اس نماز کی مخالفت میں متواتر ائمہ اربعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ پڑھنے اس پر ہی عمل کیا کہ نہ خود پڑھیں نہ کسی کو پڑھنے کی اجازت دی، حتیٰ کہ حضرت عمر اس پر مقرر ہوئے تھے نعم القدر میں ہے کہ عوارق نے اس نفل پڑھنے والوں کو صحابہ کی موجودگی میں مزا دی اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا، لہذا اس کی مخالفت پر اجماع ہو گیا ۱۵۔ کیونکہ آپ صداقت میں مشہور تھے۔ اس لیے آپ نے پہلے اپنا نام بتایا تاکہ اس حدیث میں خشک و خبیث نہ ہے ۱۶۔

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

الفصل الأول يمكن إبي عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة متفق عليه وعن أبي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لقد هممت أن أمر بحطب فيحطب يومئذ لئلا تمركبا الصلوة فيؤذن لئلا تمركبا فيؤم الناس ثم

گمراہ کہیں، گمراہ کہیں، گمراہ کہیں! (اصول دین) :-

جماعت اولیٰ کی فضیلت کا بات

پہلی فصل: روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ قلیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کی نماز اگلی نماز پر تائیں دوچہ افضل ہے تلہ (مسلم بخاری)؛ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں قلیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں یہی جاں ہے میں جانتا ہوں کہ یہاں جمع کرنے کا حکم دونوں جمع کی جاییں، پچھلے نماز کا حکم دونوں کا اذان دہانے پچھلے کسی کو مسجد دونوں وہ لوگوں کی امت کے پھر

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

أَخْلَفَ إِلَى رَجَالٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمُ يَوْمَهُمُ وَالَّذِي  
نَفْسُهُ بَيْنَهُمْ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرَفًا سَمِينًا أَوْ حَرًّا مَلَكَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَبَّدَ الْعِشَاءَ  
رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ وَالسُّلَيْمِيِّ وَحَدَّثَهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ  
أَعْنَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَاعٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَلَّ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَا  
فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النَّبِيَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجَبَ رِوَاةُ مُسْلِمٍ :

میں ان لوگوں کی طرف جاؤں لے جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے انکے گھر جلادوں کے ایک قسم جس کے قبضہ میں میری جان  
تھیں کہ اگر ان میں سے کوئی جاننا کہ وہ کچھ بڑی یاد رکھے گھر پائے گا تو عشا میں حضور آنا تھے (بخاری) اور مسلم کی روایت  
اس کی شکل ہے نہ روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تینا شخص حاضر ہوا عرض  
کیا یا رسول اللہ میرے پاس کوئی لائیو والا نہیں جو مجھے مسجد تک لائے اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت  
چاہی کہ انہیں اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں حضور نے انہیں اجازت دے دی جب انہوں نے پیچھے  
پھیری تو دروازہ دھڑکا لیا کہ تم لوگ کی اذان سننے ہو عرض کیا ہاں فرمایا تو قبول کرو (مسلم) :

لہذا یعنی نماز کی جماعت قائم کر اگر خود تحقیقات کے لیے جگہ میں جاؤں اس سے معلوم ہوا کہ امام اور سلطان وغیرہ کی ضرورت کے وقت  
جماعت چھوڑ سکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تشریف لے جانا تبلیغ کے لئے ہوتا۔ لہذا بیٹھنے بلا عند: لہذا اس سے  
چھوڑنے پچھے خویش معذور یا رخصت ہیں۔ یہاں روئے سخن منافقین کی طرف سے کہو نہ کوئی صحابی بلا ہر جماعت اور مسجد کے  
حاضر نہیں چھوڑتے تھے۔ لہذا مدافعت کا یہ کہنا کہ صحابہ فاسق یا تارک جماعت تھے، غلط ہے۔ وہ اپنے ان کے تقویٰ اور  
مستی ہونے کی گواہی دی۔ اگر یہاں صحابہ مرد ہوں تو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی ۱۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر جماعت  
کی غارتگی واجب ہے اور مسجد کی حاضری بھی کیونکہ وہ عزم و ملت عالم سراپا اخلاق و تہذیب کی جماعت کے گھر جلنے کا ازالہ فرما  
لے ہیں۔ مگر غارت خانہ نما کرنا یا اس پر اتفاق ہے کہ کسی کو گھر یا مسجد سے کی سزا دی جائے سوائے تاک جماعت کے کہ مسلمان  
اس کو سزا دے سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مسئلے عام ہیں ۱۳؎ یعنی ان لوگوں کے نزدیک جماعت اور مسجد کی حاضری پر ہر  
مسلمانی فقیہ کے برابر بھی نہیں کہ حضور نے نفع کے لیے جگہ بھی ہیں سفر بھی کہیں مستثنیٰ بھی اٹھائیں مگر جماعت کے لیے مسجد میں  
آتے جان نکلتے ہیں اس حدیث سے وہ لوگ عزت پر کبر و جہاں بن کر بیٹھیں اور بیٹھوں کے لیے تو فرائض بھی جہاں اور بات سے  
انک ہو کر جماعت تو کیا نماز بھی چھوڑ دیں ۱۴؎ یعنی تو خود کے بلا دست کو لیں کہ وہ اور مسجد میں حاضر ہو جاؤں اس سے عند مسئلے  
معلوم ہوئے ایک کہ یہاں تک اذان کی آواز نہ پہنچے وہاں تک کے لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے وہ دور کے لوگ جہاں  
اذان نہ پہنچے جو ان کے لیے یہ بھی مسجد آنا بہت سہی گراؤنی سختی نہیں اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ لا صلوة ولا زجر ولا تفسیح

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ لَيْلَةَ ذَاتِ بَرْدٍ وَرَجَحَ قَالَ الْأَصْلُوَانِ فِي  
الزَّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَ  
لَيْلَةَ ذَاتِ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ الْأَصْلُوَانِ فِي الزَّحَالِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ عِشَاءَ أَحَدِكُمْ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ  
فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوَضِّعُ لَهُ الطَّعَامَ  
وَيَقَامُ الصَّلَاةَ فَلَا يَأْتِيهِمْ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرْعَةَ الْأَمْرِ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبَثَانِ رَوَاهُ

روایت سے حضرت ابن عمرؓ نے ایک ٹھنڈی اور بادل والی رات میں نماز کی اذان کی پھر کچھ دیر میں نماز  
پڑھ کر پھر نماز کی پھر کچھ دیر میں نماز پڑھ کر پھر نماز پڑھ کر پھر نماز پڑھ کر پھر نماز پڑھ کر  
کہ نماز کرو میں پڑھ لو (مسلم بخاری) یہ روایت سے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کہ جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی پھر کچھ دیر میں نماز پڑھ کر پھر نماز پڑھ کر  
فارغ ہوئے تک جلدی نہ کرے تھ اور حضرت ابن عمرؓ کے سہنے کھانا رکھا جاتا اور نماز کی پھر کچھ دیر میں نماز پڑھ کر  
بغیر فارغ ہونے نماز کو نہ آتے حالانکہ آپ امام کی نذر آت لیتے ہوتے تھ (مسلم بخاری) یہ روایت سے حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہ تو کھانے کے  
موجودگی میں نماز ہوتی ہے نہ اس حالت میں کہ نماز کی کو پیشاب یا خاندہ دل کرے ہوں تھ

إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ ۚ وَدُورِهِ كَمَا بَرَّ بَارِي عَذْرَتِهِنَّ جُمُعَاتٍ بِمَسْجِدِ كَافَرِي كَمَا فِي كَرْدِ بَلَدِهِ بَارِي عَذْرَتِهِ  
جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے دیکھنا بیٹا بیٹا باریں، مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا، بعض عداوت میں سے کہ متباہان ہی  
مالک نہ جانا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور ہوگا جہاں ان کی کوئی مسجد نہ ہوگی یا ان کا  
راستہ استراخا ہوگا کہ غیر ساقی کے مسجد پہنچ سکیں اور ساقی کوئی ہوگا نہیں لہذا ادا دین میں تعارض نہیں اذان کی کوئی آواز نہ  
سے مراد آجکل کے اللہ و سپیکر کی آواز نہیں پروردگار کی پہنچ جاتی ہے بعض علماء نے اس حادیت کی بنا پر جماعت کو غیر میں مانا مگر  
محکم نہیں کہ کوئی چیز غلطی سے ہے مسئلہ ظاہر یہ ہے کہ انظار ان کے بعد کھلایا جاتا تھا کہ دروان اذان اور یہ امر اہمیت کا ہے کہ مسجد میں  
نماز پڑھنے کی ہرگز تشریف کی رات میں گھر میں نماز پڑھ کر گئے اور اجازت سے مسجد کی حاضری اور جماعت کی شرکت بہت قویا کا باعث رہی ہے  
سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کوثر اور جلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو مسجد میں آجاتے تھے اور اعلان کر دیتے تھے عزیمت پر غلبی ہے اور حضرت عائشہ  
تھ یہ اس نسبت میں ہے جب عموک تیرا روانہ کر کے وقت میں کھائش ہوا امام ظلم فرماتے ہیں کہ یہ کھانا نماز میں جاتے یہ اچھا گریہی نماز کا

مُسْلِمٌ: وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأَذَنْتَ امْرَأَةً أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْتَعِمُ امْتِنَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْهَدْتَ أَحَدًا كُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسُّ طَيْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ: وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا امْرَأَةٌ أَصَابَتْ نَجَسًا فَلَا تَشْهَدُ مَعَنَا الْعِشَّةَ الْآخِرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ:

اسلم اور روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو سولے سے قرآن کے اور کوئی نماز نہیں لے (اسلم اور روایت سے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد لے کر آئے تو اسے منع نہ کرے (مسلم بخاری)۔ روایت سے زینب زوجہ عبداللہ ابن مسعود سے فرماتی ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے (مسلم) اور روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت دعویٰ کی خوشبو لے وہ ہمارا گھر دوسرا گھر میں داخل نہ ہوگا (ترمذی)

ہی جانے ہر الزام پر حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فرمایا گیا کہ کھانے کے لیے نماز مت چھوڑو (مسلم بخاری) بہت قریب قریب ہوئے حتیٰ کہ قرآن کی آواز کا دل میں پہنچتی تھک یہاں تک کہ نماز کی تکبیر سے یعنی جب تکبیر کی تری یا پیشاب یا غاصت کی وجہ سے نماز میں دل دھکے تو نماز کا دل نہیں آتے، اور وغیرہ تمام عوارض کا یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر دوران نماز ہمارے پیش یا پیچ تو نماز ہو جائے، بعد فراغت دوبارہ پڑھے۔ سلمہ یعنی تکبیر نماز کے بعد جماعت سے شغل و سرگرمی نماز پڑھنا حرام ہے، البتہ فجر کی سنتیں اس حالت میں جماعت سے حد درجہ کم کر دی جاسکتی ہیں، جبکہ جماعت چھوڑنے کے بعد جو کوئی کہہ سکتا ہے بہت اہم ہے حتیٰ کہ نماز کے فرمایا کہ نماز سنتی ہے فتویٰ کا کام بہت درجہ بڑھاتا ہے تمام سنتیں چھوڑ سکتا ہے سوائے سنت خود رزقہ انیز صاحب قرطب پہلے قضاہ نماز پڑھے پھر جماعت کے لئے سلمہ ظاہر ہے کہ اگر حکم اس وقت کے لئے صاحب عورتوں کو مسجد میں حاضر کی اجازت تھی، عید کا دن تھی سے اسکی اجازت کر دی گئی کہ عورتوں میں فساد است، آگیا، اب ہی زمانہ عورتوں کو بار بار مسجدوں میں آنے اور علیحدہ جگہ سے زندہ کیا جائے کہ کتاب عورتوں میں سزاواران بارانوں میں جانے سے عورتوں کی نہیں مسجدوں میں اگر کچھ دین کے احکام میں لیں گی، عید تارقی میں عورتوں کو مطلقاً گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی سلمہ و غیرہ سنت کا سبب کیا ہے ہی یکبارہ اور جو بصورت بقوت میں کر آئے، لوگوں کے درمیان نہ پہلے ہر گز کے لئے یہ عورتوں سے ہی ہوتی تھکے ہوئے کہ اس وقت اندر آتا ہے، فساد کا خطرہ زیادہ ہے، معلوم ہوا کہ اس زمانے میں بھی عورتوں کی گناہات سخت پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی

الفصل الثانی: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تموتوا النساءكم المساجد ويوتن حبيباتهن رواه أبو داود وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة المرأة في بيتي أفضل من صلواتها في حجرة لها وصلواتها في منجد عنها أفضل من صلواتها في بيتها رواه أبو داود وعن أبي هريرة قال إني سمعت حبي أبا القاسم صلى الله عليه وسلم يقول لا تقبل صلوة امرأة تطيئت للمسجد حتى تغتسل غسلها من الجنابة رواه أبو داود وروى أحمد والنسائي نحوه وعن أبي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عين رانية وإن المرءة إذا استعظرت فمزت

دوسری فضیل: روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی بیویوں کو مسجدوں سے اندر کو اور رکھ گھران کے لیے بہتر ہیں (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز اپنے گھر میں ہی نماز سے افضل ہے لہٰذا اور اس کی نماز کو ٹھہری میں گھر میں نماز سے افضل ہے لہٰذا (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس عورت کی نماز قبول نہیں جو مسجد کے لیے خوشبو لگائے لہٰذا حکم جنابت کے غسل کی طرح غسل کرے لہٰذا (ابو داؤد) احمد و نسائی نے اس کی نقل و روایت حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر آنکھ کا لہٰذا ہے لہٰذا عورت جب خوشبو لگا کر

اجازت تھی حالانکہ وہ زمانہ غیر تھا اوصولی کی خوشبو کپڑوں میں نہایت معمولی تھی بے گلزار بھی نہیں نکلتے سے منع کیا گیا: ۱۰ لہٰذا یعنی اس زمانہ میں بھی عورتوں کے لیے گھر میں ہی نماز افضل قرار دی گئی تھی، اگرچہ مسجد میں آنا جائز تھا، اس حکم سے جو عورتوں کا خلاف مستحب تھا (مرآۃ) لہٰذا یہاں حرج ہے اور اوصیٰ ہے کیونکہ اس کی طرف حرج کے دروازے ہوتے ہیں اس لیے مجاہد اے جو کہہ دیا گیا ۱۲ لہٰذا مندرجہ سامان کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں یہ خدع سے بنے ہوئے چھپانہ اور بت رٹنے کی کوٹھڑی کہتے ہیں توت سے ہے کہی خب گزارنا سامان کی کوٹھڑی دوسری کوٹھڑی کے نیچے ہوتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کے لیے جو کہہ کرادہ بت اعلیٰ ہے، لہٰذا جن تدبیروں سے اس نماز پر لے گی اسی تدبیر ہوگا ۱۳ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو گھر میں خوشبو لگانا منع نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنی بدن کو دھو کر سارے بدن پر ملتی ہوئی ہے تو اس قدر مل کر نہاٹے جیسے جنات میں نہایت ہے تاکہ خوشبو کا اثر بالکل جاتا ہے تب نماز کرے ۱۴ لہٰذا یعنی جو آنکھ لادہ ۱۵ یعنی عورت کو دیکھے وہ رانیہ ہے، کیونکہ آنکھ کا رانہ نظر بد ہے اور دیکھنے سے رانہ کا قدر ہے۔

عسکر گزدر سے توجہ الی الی ہے لیکن تاہم یہ ملہ (توفیقی) ابورافد اور عثمان کی روایت اسی طرح ہے کہ روایات یہ ہے حضرت ابی ابن کعبہ سے فرماتے ہیں ایک دن ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی نماز پڑھائی، پھر میرا سلام پھیرا تو فرمایا کیا فلاں حاضر ہے تو کہوں نے نہیں دیکھا کیا فلاں حاضر ہے تو کہوں نے عرض کیا نہیں ملے فرمایا دو دن میں تین سافقوں پر دوسری نمازوں سے بھاری ہیں بلکہ ابورافد کہتا ہے کہ میں کیا جواب دے تو کہتوں پڑھتے ہوئے سبحان میں پہنچے تھے اور میں صف قرشوں کی صف کی طرح ہے وہ اگر راگراستے کہ اس کی برآمد کیا ہے تو اس میں جلدی کرتے اور مد کی نماز ایک مرد کو مسافحہ

سلسلہ کیونکہ وہ اس خوشبو کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے چونکہ اسلام نے زنا کو حرام کیا اس لیے زنا کا سبب سے دھکا  
 حاضرین سے بچنے کے لیے چوبیس مارے جاتے ہیں۔ مجاہد کہنے کے لیے زنا کو دفع کیا جاتا ہے، نبی زنا کو چونکہ زنا واجب نہیں سمجھا  
 جاتا ہے اس لیے اس سبب زنا بھی شائع ہیں ۱۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں کہ سلطان کا اپنی رعایا کی اصلاح کا سرپرست  
 کیا ستاد کا شاگرد کی حاکم کا مامور کی نگرانی کرنا سفت سے دور رہے کہ بعض مدد سے مدد سے طلبہ کی مدد سے اور سزا دینا  
 حاکم کی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اپنی بے غی کی وجہ سے نہیں حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ نفل باغ میں ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ یا اس مہیار کے  
 پیچھے ایک عورتی پانی لے کر جا رہا ہے اسے پکڑ لو یا ان دو قبروں میں چل کر خوراد چڑھا یا مدون میں دو نفل نفل گناہ کرتے تھے اس  
 نے وہ مذہب میں گرفتار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے کوئی نہ غمی نہیں رہتے تھیں حاضرین کا کٹہرہ متنبہ کرنے اور فائز  
 کو حاضر کرنے کے لیے ہے تاکہ کوئی جماعت سے غور حاضر رہے ۱۳ سلسلہ فروعیہ کے نمایاں خصوصیات جماعت کے ساتھ معلوم ہوا  
 کہ اس دینے سخن مانفوں کی طرف ہے کوئی محال ہے سخت مجبور جماعت سے غیر حاضر ہوتے تھے خیال ہے کہ منافقین نظامی ملک  
 غواہ کی وجہ سے شرعی حکام جاری تھے اس لیے انہیں جماعت وغیرہ چھوڑنے پر ملامت کی جاتی تھی جیسے کہ قرآن شریف میں ان پر جاریا  
 میں شرکت نہ کرنے پر سخت عتاب فرمایا گیا لہذا حدیث پر اتر کر انہیں گرفتار نہ کرنا ضروری تھا کہ ان پر کافر فرضی کب تھے سلسلہ میں  
 خطاب قیامت تک کے مسلمانوں سے ہے کہ صحابہ کے صحابہ کو اس کو آپ کے ملنے سے اور ساری کی حالت میں مدد انھوں کے کھدے کے  
 سہارے مجبور نہ ہونے تھے جیسا کہ آگے آ رہا ہے ۱۴ اللہ کے قریب ہونے اور اللہ تعالیٰ سے دور ہونے میں مگر مردوں کے لیے ہے



أَزْكَىٰ مِنْ صَلَواتِهِ وَحَدَّةً وَصَلَواتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَىٰ مِنْ صَلَواتِهِ مَعَ الرَّجُلِ  
وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ وَرَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنْ ثَلَاثَةِ فِي قَرْبَةٍ وَلَا يَدُ وَلَا تَقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ  
إِلَّا قَدْ اسْتَجُودَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَكُلُ الذَّنْبُ الْفَاقِصِينَ  
رَأَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الشَّيْءَ فِي قَوْمٍ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عَذْرًا قُلُوبًا أَوْ مَا عَذْرًا قُلُوبًا  
خَوْفًا أَوْ مَرَضًا لَمْ تَقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى بِهَا أَبُو دَاوُدَ وَ

ایک نماز سے بہتر ہے اور دوسروں کے ساتھ نماز ایک مرد کے ساتھ کی نماز سے بہتر ہے جس قدر لوگ زیادہ ہوں  
اسی قدر خدا کو پیار ہے میں نے (ابوداؤد، نسائی، ابودرداء) سے حضرت ابودرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جتنی یا جھگڑ میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز کی جماعت نہ کی جائے تو ان پر شیطان غالب  
آجاتا ہے لہذا ہر جماعت لازم ہے ہمیشہ یاد رکھو روئے جانوری کو کھانا ہے لکھ (احمد، ابوداؤد، نسائی)؛  
روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مؤذن کی اذان سننے والوں  
کی اطاعت کوئی عذر منع نہ کرے لوگوں نے کہا قدر کیا ہے فرمایا اور یا میری تو اس کی وہ نماز قبول نہ ہوگی جسو  
گھر میں پڑھے لکھ (ابوداؤد)

موتوں کی صفائی افضل کیونکہ مردوں سے اور موتی ہیں۔ اب سید نبوی خریف میں جو صف درود و سطر سے زیادہ قریب ہوگی افضل ہوگی  
اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہوں سے قریب بھی اچھا کیونکہ پہلی صف امام کے قریب کی وجہ سے افضل ہے نہ لکھ اس حدیث سے ان تمام  
احادیث کی شرح کردی ہیں جس میں مساجد اور جماعت کے ثواب مختلف ہیں۔ معنی بڑی جماعت اتنا بڑا ثواب، اس سے معلوم ہوا کہ ایک اور  
اگرچہ لغتہ جماعت نہیں مگر عین جماعت میں دو آدمی بھی الگ الگ نماز پڑھیں، ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ لکھ کی مسجد سے جائز  
افضل، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگر شرایہ ہے کہ لکھ کی مسجد پر ان نہ ہو جائے لکھ کہ انہیں دوسرے ذکر و انکار سے بھی روک دیتا ہی  
معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنا عفت کا دروازہ ہے لکھ کیونکہ وہ چرواہے کی نگاہ سے دور ہو جاتا ہے ایسے ہی جماعت کا تارک حق  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے محروم ہو جاتا ہے لکھ دوسرے مراد دشمن یا مؤذی جانور کا خوف ہے جو گھر یا مسجد کے دریا  
حائل ہو مرض سے مراد وہ بیماری ہے جو مسجد میں آنے سے روکے، ان دونوں حالتوں میں گھر میں نماز پڑھے لیکن کی اجازت ہے  
لیکن اگر کوئی ان صورتوں میں بھی مختلف مسجد میں پہنچ جائے تو ثواب پائے گا جیسا کہ اگر کوئی مرد توں میں اگر باہر سے کھانا بیکار سخت ہوگا  
میں بھی دوسروں کے کندھوں پر کھدیں گے تھے، یہ عزیمت پر عمل تھا اس حدیث سے معلوم ہوگا کہ تارک جماعت کی نماز شرعاً  
جائز ہوگی، اگرچہ عند اللہ قبول نہ ہو، نماز جمعہ و عیدین ایسے جائز ہیں ان کے لیے جماعت شرط عجز ہے نہ

الذَّارِقُطْنِيَّ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَقْبَمْتَ الصَّلَاةَ وَوَجَدَ أَحَدَكُمْ خَالِدًا فَلْيَنْدُبْ بِهَا الْخَلَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَبِرْوَيْ مَالِكٌ وَالْبُخَارِيُّ وَالتَّشَائِي نَحْوُهُ، وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لِأَيِّمَنْ رَجُلٌ قَوْمًا يَخْصُ نَفْسَهُ بِالْكَفَاءِ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي قَوْمٍ بَيَّتَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَلْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَصِلُ وَهُوَ حَقِيقٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوُهُ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَخِّرُوا الصَّلَاةَ طُعَامًا وَلَا لَغِيرَةٍ رَوَاهُ

ابو دارقطنی، روایت سے حضرت عبداللہ ابن ارقم سے لے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب نماز کی تکبیر ہو اور تم میں سے کوئی یا خانے کی حاجت پائے تو پہلے یا خانے جاتے تھے (ترمذی) مالک ابو داؤد و تہائی نے اس کی مثل، روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تین کام ہیں جو کسی کو کرنا چاہیے ایسا شخص تو ہم کی امامت پر مقرر نہ کرتے کہ دعائیں لینے آپ کو خاص سے انہیں چھوڑ کر سنا اگر ایسا کیا تو ان کی حیثیت کی اور اجازت سے پہلے کسی گھر میں نہ جائے اگر ایسا کیا تو ان کی حیثیت کی گھر اور پیشاپیش یا خانے سے بھاری آدمی نماز پڑھے حتیٰ کہ بکھا ہو جائے (ابو داؤد) ترمذی نے اس کی مثل، روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز کو کھانے وغیرہ کی وجہ سے دیر نہ لگاؤ

اسلام آپ مشہور صحابی ہیں فتح مکہ کے سال ایمان لائے کتاب وحی سے، حضرت صدیق فاروق کے کتاب عثمان غنی کے بیت اہل کے منقطع تھے مگر جبریت کبھی نہ ملی تھے تاکہ قازا اطمینان سے ادا ہو معلوم ہوا کہ یہ مذہب جس جماعت کو مباح کر دیتا ہے بلکہ اگر دوران نماز حاجت پیش آجائے تو نماز فوراً تاخیر دی جے تھ یعنی نماز کے بعد صرف لینے کے بعد اس طرح کہ صاف کہے کہ خدا یا مجھ پر کر کہ رک رک کر اور پھر اس طرح کہ ساری دعاؤں میں حاضر ہو کر صیغہ استعاذ کے کہے کہ صیغہ جمع کا نہ پڑے، امام کیلئے یہ دونوں کام سخت منع ہیں۔ اگر کسی صیغہ دیا جس میں صیغہ کے دیکھے اور صیغہ واحد کے صیغہ سے تو نہ لائق نہیں اور تھانہ بلکہ اگر ایک دعا بھی تہنہ صیغہ سے ملے باقی واحد کے صیغہ سے تو حرج نہیں چنانچہ امام ربیع نامک کتاب سے اذکار اذی استسکلت ففعل الخیرات یا ربنا اذکار اذی استسکلت الخیرات الخیرات اور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں سکھائی ہیں اور رسول دعاؤں میں الفاظ کی بنا دی جوتی ہے خیال ہے کہ امام ساری قوم کی دعاؤں اور دعاؤں کا اہتمام ہے اس لیے ایسا نہ لکھا کہ اس کی گائی تھ گھر سے اور عام گھر میں خواہ اس میں آدمی جیسے جس یا کسی کا سامان موجود ہو۔ اس کے تین مطلب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کمانے کی تیاری کے اظہار میں فتنہاں دیر مت کرو دوسرے یہ کہ کھانے کی ضرورت

فِي شَرْحِ السُّنَنِ: الْفَصْلُ الثَّالِثُ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عَلِمُوْنَا أَنَّهُ أَوْهَرُ رِجْلٍ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيْشَى بَيْنَ رِجْلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمْتَ أَنَّكَ تُنْهَدَى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُلْقَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْيَسْرَةَ فَاظْطَعْ عَلَى هَذِهِ الصَّلَاةِ الْخُمْسَ حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكَ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنْ هُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا

(شرح سنہ) یہ تیسری فصل ہے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ تم نے اپنے صحابہ کو اس طرح دیکھا ہے کہ نماز کے پیچھے نہیں رہتا تھا گروہ منافق جو کفار کا پیچھا کرتا تھا یہاں پر بیمار ملے بیمار بھی وہ شخصوں کے درمیان چلتا ہے کہ نماز میں آتا ہے اور بایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنت بتائی سمجھا میں اور سنت بتائی میں سب اس مسجد میں نماز پڑھتا بھی ہے جس میں اذان ہو ملے اور ایک روایت یہ کہ کہیں کو یہ پسند ہو کہ کل اللہ سے مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان بابائے نمازوں پر رواں باندی کرے جہاں اذان دی جاتی ہے لہذا کیونکہ انہوں نے تمہارے نبی کے لیے سنت بتائی ضرور تمہیں اور تمہاری ہی سنت بتائی ہے میں اللہ اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو یا

سے تھکا کر دو لہذا اگر کھانا سامنے ہو کر نماز کا وقت چار باجوہ تو نہ پہلے پڑھو پھر سے دیکر یہ حکم اس کے لیے ہے جسے جو تک بڑگی ہو اور نماز میں اسے کھانے کا دھیان نہ آئے۔ لہذا یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں جہاں فرمایا گیا کہ جب کھانا نماز کا حائل ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔ بلکہ اس حدیث نے گذشتہ کتاب کی احادیث کو دافعت کر دیا کہ وہاں خطاب منافقوں سے تھا کیونکہ صحابہ کرام بھی دھمکتے تھے اور ایسی حدیثوں سے وہ بھڑک اٹھتے تھے جو ان کی طرف سے نہ تھیں بلکہ ان کے خلاف تھیں۔ لہذا یہ حدیث میں بھی ہے کہ انہوں نے رسول کریم کی عبارت سے معلوم ہوا ہے ملے یہ صحابہ کا عزت پر عمل ہے کہ ان میں خود پہلے کی طاقت نہ ہو تو انہوں نے ان کے گھروں پر ہاتھ رکھ کر اس طرح مسجد میں آتے کہ پاؤں زمین پر رکھتے ہوئے مہلک بعض احادیث میں ہر ارحہ آیا ایسی حالت میں رخصت ہو جاتے کہ گھر چلے لے سہاں اللہ ملے جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کر کے طور پر کئے وہ سنت زائد ہیں جیسے ماہوں میں لگتی کرنا گذشتہ حدیث سے کھانا اور جو کام عبادت کے وہ سنت بتائی ہیں سنت بتائی کی وہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اور غیر مذکورہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کئے وہ مذکورہ ہیں اور اگر ان کا حکم بھی دیا وہ واجب اور جو کام بھی کہیں کئے وہ غیر مذکورہ ہیں۔ لہذا جماعت کی نماز اور مسجد میں حاضری حق ہے کہ وہوں واجب ہیں ملے یعنی جہاں جماعت ہوتی ہے۔ کیونکہ اذان جماعت ہی کے لیے ہو کر آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد اور جماعت کی باندی کرنے والے کو انشاء اللہ ایمان و تقویٰ پر خاتمہ نصیب ہو گا۔ یہ حدیث ان کے لیے نبی کی بشارت ہے اللہ یعنی جو نماز نماز میں مسجد میں یا جماعت سنت بتائی میں سے ہیں۔

الْمُتَخَلِّفُ فِي يَمِينِهِ لَأَن تَكُمُ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الظُّهُورَ ثُمَّ يَعْمَدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ وَلَقَدْ رَزَقْنَاهُ وَمَا يَخْلِفُ عَنْهَا إِلَّا مَنَافِقُ مَعْلُومِ الْيَفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤَيِّي بِهِ يَمَانِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامُوا الصُّفُوفَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَكَانَ إِبْنُ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْيُؤُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذَّرِّيَةِ أَقَمْتُ صَلَوةَ الْعِشَاءِ وَأَهْرُتُ فَنِيَانِي يُخَمِّرُ قَوْنُ مَا فِي الْيُؤُوتِ بِالنَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ،

کرو چیلے کہ یہ مجھے رہنے والے گھر میں پڑھ لیتے ہیں تو کہہ لیتے ہیں کہ سنت چھوڑ دو گے اور اگر کچھ بھی کی سنت چھوڑ دے گا تو گمراہ ہو جاؤ گے لہذا کوئی شخص نہیں جو خوب طہارت کرے پھر ان مسجدوں میں کسی مسجد کا ارادہ کرے مگر اللہ اس کے لئے ہر قدم کے عوض چوڑاں ہے ایک نبی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے لہذا ہم نے اپنی جماعت کو دیکھا کہ نماز سے وہ منافق ہی سمجھے رہتا تھا جسکا اتفاق معلوم ہو بعض آدمیوں کو دو مخصوص کے درمیان لایا جاتا تھا جسے کہ صف میں کھڑا کیا جاتا تھے (مسلم)؛ روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا اگر گھروں میں عورتیں بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء راقم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ وہ گھروں کی چیزوں کو آگ سے جھلا دیں لے (احمد)

مسلم مرتبہ وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گھروں میں یا جماعت بھی نماز پڑھ لو تب بھی حاضری، مسجد کی سنت کے تارک ہو۔ ہلن آ لمتخلف۔ میں کسی خاص منافق کی طرف اشارہ ہے جو تارک جماعت تھا۔ خیال ہے کہ جماعت کا ہے۔ اسے یہاں سنت فرمان اس لئے ہے کہ سنت سے ثابت ہے۔

مسلم نے جو خیر خواہ اس کے لیے ہیں جو گھر سے نکل کر مسجد کو جائے اور بہتر ہے کہ در در فریضہ پڑھنا یا کوئی اور ذکر کرتا ہوا جائے جیسا کہ باب المساجد میں عرض کیا جا چکا ہے۔ مسلمہ اس کی شرح پہلے گذر گئی، صحابہ میں سے علیؓ کو نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بیماری کی حالت میں اس طرح مسجد میں آئے دیکھا تھا۔ خیال ہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر ادائیگی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے پیارے ہیں اور جماعت کی نماز، مسجد کی حاضری، مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ مومن کی پیروی یہ ہے کہ اسے یہ چیزیں پیاری ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری کام مسواک کیا کہ مسواک کر کے جان جان آفرین کے پیروں سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بارک و سلم مسلمان اس طرح کہ مسجد میں نہ آنے والوں کے گھر میں آگ لگائیں، اس کی شرح پہلے گذر چکی۔ خیال رہے کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو ہم نے جو لوگوں کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آگ لگانے سے بھیجے ان پر نماز معاف ہوتی، کیونکہ نہایت رحم علیہ کی اطاعت میں ہے جماعت کا حکم دینا جماعت واجب، اگر جماعت چھوڑنے کا حکم دینا تو چھوڑنا واجب

وَعَنْهُ قَالَ آمَرَ نَارِسُؤْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِأَلَصُّوْةٍ فَلَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِنَ فِيهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَاهُذَا أَفْقَدَ عَصَايَا الْقَائِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْإِذَاكَانَ فِي الْمَسْجِدِ ثَوَّخَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُتَأَفِّقٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةٍ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ الشَّيْءَ

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے اذان دی جائے تو تم میں سے کوئی نماز پڑھے بغیر نہ بکھے ملے (احمد) یہ روایت ہے حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص اذان کے بعد مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ملے (مسلم) یہ روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ابوالفضل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اذان مسجد میں پائے پھر وہ نکل جائے نہ نکلا ہو کسی کام کیلئے نہ وہ لوٹنے کا ارادہ کرتا ہو وہ متافق ہے ملے (ابن ماجہ) یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں جو اذان سنے۔

قسم رب کی اگر وہ ترک نماز سے راضی ہیں تو ترک نمازی بات ہے اور اگر کسی کی نماز سے ناراض ہیں تو اس کے لیے وہ نماز و سلام ہو لینا فرماتے ہیں بشعر

برج گیر و ملتئی ملتت شود کفر گیر و ملتئی ملتت شود !!

اس کی نہایت نفیس اور لفظ تحقیق بالائی کتاب سلطنت مسطفا میں دیکھو ملے اس کی شرح آئمہ حدیث میں آ رہی ہے یہ حکم اس کے لیے ہے جس نے ابھی نماز پڑھی ہو اور ملا مذہب سے جاملے ہوئی کا ارادہ نہ ہو لہذا جو نماز پڑھی ہے پھر نکلا ہے پھر اذان ہوئی وہ مسجد سے جاسکتا ہے ایسے ہی اذان کے بعد مستحقانہ کر کے پھر لوٹنے کے ارادے سے جاسکتا ہے ایسے ہی اگر وہ دوسری مسجد کا امام یا جامع کا منتظر ہو ملے کہ اسے مسجد میں پھرنے اور جماعت میں شریک ہونا چاہیے تھا یہاں یہ شخص ان عددوں کے بغیر گیا ہو گا جو پہلے عرف کے آگئے اس لیے آپ نے فرمایا ملے یہ حدیث گذشتہ حدیث کی شرح ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہاں بھی وہی مراد تھا جو بلا ضرورت چلے اور وہی ارادہ نہ ہو اور دوسری جگہ امامت بھی حاجت میں داخل ہے اسی طرح اب دلیل کا وقت ہونا یا ایسی ہی اور دوسری حاجت اس میں شامل ہے یہاں منان سے مراد متافق عملی ہے یعنی ایسا شخص متافق کہے سے کام کرتا ہے

قَلَّمَ يُحِبُّهُ فَلَا صَلَوةَ لَهُ الْإِمِينُ عَذْرُ رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِ وَالسَّبَاعِ وَأَنَا حَاضِرُ الْبَصَرِ فَهَلْ لِي مِنْ رُحْصَةٍ قَالَ هَلْ تَدُمُّهُ حَتَّى تَحْيَ عَلَى الصَّلَوةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ نَعُو قَالَ فَحَيَّ هَلَاوَلَمْ يَرْخُصْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مَغْصَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْصَبَكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَعْرِضُ مِنْ أُمِّ أُمِّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّمُ

پھر اسے بلا عذر قبول دیکر سے تو اس کی نماز نہیں لے (دارقطنی) یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بہت کینڑوں اور درندوں والا ہے تم سے اور میں نا بینا ہوں تو کیا آپ میرے لیے اجازت پاتے ہیں کہ فرمایا کہ تم جی علی الصلوۃ جی علی الفلاح سینے پر لکھ عرض کیا کہ فرمایا آؤ اور انہیں اجازت دے دی ہے ابو داؤد، الترمذی، دارقطنی یہ روایت ہے حضرت ام دردا سے فرماتی ہیں ایک بار میرے پاس ابو دردا غصے میں آئے ہیں کہ آپ کو کس چیز نے غصہ دلایا فرمایا اللہ کی قسم میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کاموں میں سے صرف یہ پاتا ہوں کہ وہ

ملے یعنی اس کی نماز قبول نہیں یا کاش نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کا حاضری وہاں تک کے لوگوں پر واجب ہے جہاں تک لوگوں کی آواز پہنچے اس کے مساوا مگر سے مسجد میں آنا بھی بڑی اعلیٰ عبادت ہے۔ صحابہ کرام قیام شریف سے جو کہ مدینہ سے تین میل دور ہے۔ مسجد نبوی میں نماز کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ خیال ہے کہ یہ احکام جب ہیں، جب وہاں کا امام یا مدبر سب سے جو مرزا ٹوٹی چکر الیوں وغیرہ کی اذان کا یہ حکم نہیں اور مسجد قرار کا حکم کی ہوا۔ مسئلہ خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف آلودی سے پہلے، مدینہ منورہ و باطن اور بیابانوں کا گھر تھا، آپ کے قدم پاک نے وہاں سے دہائیوں تک نکال کر وہاں کی لٹی کو بھی شفا نایابا فرماتے ہیں ثبوت آؤ فیما یقین فی شیعہ۔ ہمارے مدینہ کی مٹی بیابانوں کو شفا دیتی ہے لیکن آؤ گھر کے سانپ اور بھڑے وغیرہ سے بعد میں اللہ نے ان چیزوں سے زمین مرز کو قریب صاف کر دیا، یعنی شرب کو طیبہ بنادیا، چنانچہ مغیرہ نے وہاں دیکھا کہ دیوانے کئے چھڑے سانپ ترشا نہیں البتہ بچھوڑ رکھے جلتے ہیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب وہاں یہ موزی چیزیں موجود تھیں مسئلہ اس بات کی میں ان غددوں کی وجہ سے مسجد میں حاضر ہوا کر دیا اور گھر میں نماز پڑھ کر دیا کہ اس مسئلہ اس سے مراد پوری اذان ہے مگر نماز کے بلا دے کے یہ مدبری لفظ ہیں اس لیے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ درمیان میں یہ کہ ان کے پاس کوئی لاش نہ ملا جو وہاں گھر بھی ان کا مسجد سے قریب تھا جس ناپاں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کا حاضری صاف فرمایا ہے ان کے پاس کوئی لاش نہ ملا تھا۔ لہذا عادیات میں تعارض نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد سے قریب رہنے والے ناپاں پر بھی مسجد کا حاضری صاف نہیں، انہوں نے ان لوگوں پر جو بلا عند مسجد میں تھے۔

اس حدیث سے  
معلوم ہوتا ہے

يُصَلُّونَ جَمَاعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سَلِيمَانَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ  
بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدْ سَلِمَانَ بْنَ أَبِي حَفْصَةَ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ وَإِنَّ عُمَرَ عَدَّ إِلَى  
السُّبُحِ وَمَسَّكَ سَلِيمَانَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّبُحِ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سَلِيمَانَ فَقَالَ  
لَهَا لَمْ أَرِ سَلِيمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَعَلَيْتُ عَيْنَاكَ فَقَالَ عُمَرُ لَنْ  
أَشْهَدَ صَلَوةَ الصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ لِيكَ رَوَاهُ مَالِكٌ

نماز جماعت سے پڑھو لیتے ہیں اسے (بخاری) یہ روایت ہے حضرت ابو بکر بن سلیمان ابن ابی حفصہ سے فرماتے ہیں کہ  
حضرت عمر بن خطاب نے صبح کی نماز میں سلیمان ابن ابی حفصہ کو نہ پایا لہذا شریف سے لکھے سلیمان  
کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو آپ سلیمان کی والدہ شفاء پر گزرے ان سے فرمایا کہ میں نے سلیمان کو فجر میں  
نہ پایا لہذا وہ بولیں کہ وہ نماز پڑھتے رہے پھر ان کی آنکھ لگ گئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میرا فجر کی جماعت  
میں حاضر ہو جانا تمام رات بھر کے رہنے سے مجھے زیادہ پیارا لگے (مالک)

سَلَّمَ اُمُّ الْدُرْدَاءِ حضرت ابوالدرداء کی بیوی ہیں ان کا نام حیرہ ہے۔ ابوالدرداء نے اپنے غمراہوں کی ان سے شکوت کی، اسی غم  
والوں نے مسلمانوں کے سارے کام چھوڑ دیئے یا بدل دیئے صرف نماز جماعت باقی تھی، اب ان میں بھی سستی کرنے لگے خیال  
ہے کہ حضرت ابوالدرداء پڑھے نہایت ناکام دنیا و دوزخ دار شب بیدار بھجائی تھے حتیٰ کہ ام الدرداء نے نہاؤ سنگار چھوڑ دیا تھا حضرت  
سلمان فارسی کے پوچھنے پر کہا کہ میں سنگار کس لیے کروں میرے خاوند کو عبادت سے فرصت ہی نہیں جو میری طرف توجہ کریں، آپ  
چاہتے رہتے کہ سارے مسلمان مجھ جیسے عاقل و فہم ہوں، جس شہر میں آپ تھے وہاں کے باشندے اس درجے کے نااہل نہ تھے، اسکی  
آپ شکایت کر رہے ہیں کہ لوگ ذرا توں کو چاہتے ہیں ذرا شراق وغیرہ کی پابندی کرتے ہیں ہاں جماعت کے پابند ہیں تو اس میں بھی  
کمی کرنے لگا اسکا یہ مطلب نہیں کہ میری دین کی ساری باتیں چھوڑ گئے تھے جیسا کہ روافض نے اس حدیث سے سمجھا وہ نادار  
غیر اقدار میں سے تھا، اس کی بہتری کی گواہی قرآن و حدیث سے ہے میں سَلَّمَ سلیمان مشہور تابعی ہیں ترقی ہیں، مدنی ہیں اس کے  
معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حاضرین مسجد کی تحقیق فرماتے تھے کہ کون نماز میں آیا اور کون نہیں  
سَلَّمَ کیا وہ یمانی ہیں یا کہیں سفر میں گئے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں کسی مسلمان کا جماعت میں نہ آنا اس کی بیماری یا سفر کی دلیل  
ہوتی تھی۔ خیال ہے کہ حضرت شفاء کا نام لیلۃ بنت عبد اللہ تھا، شفاء لقب آپ مبارکین اقلین میں سے تھیں بہت سے غزور  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھم میں دوسرے کلام فرمایا کرتے تھے سَلَّمَ کیونکہ جماعت  
خصوصاً فجر کی نماز جماعت اہم و واجبہ، اور رات کی عبادت تہجد وغیرہ نفل و غیرہ واجب نہیں چھوڑنا چاہیے نہ کلمہ شریف  
میں سے کہ جوش احسان سے پڑھے اس نے گویا کوحی رات عبادت کی، اور جو فجر جماعت سے پڑھے اس نے گویا تمام رات  
عبادت کی اور تہجد میں سے کہ جو فجر و شفاء جماعت سے پڑھے اس نے گویا تمام رات عبادت کی، اور تہجد کی روایت پہلی آیت کی تفسیر  
ہے، علماء فرماتے ہیں اگر تہجد کی وجہ سے فجر کی جماعت جائے تو تہجد چھوڑ دو





اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ وَاللّٰهُ لَقَمَعْنَهُنَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ مَجَاهِدٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ أَهْلَهُ  
أَنْ يَكُونَ الشَّيْخَاجَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْهُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ هَذَا قَالَ فَمَا كَلِمَةُ عَبْدِ اللَّهِ حَتَّى مَاتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ  
بَابُ تَسْوِيَةِ الصِّفِّ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ الشَّعْبَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَوِي

وہی کہ جہت تباہوں اور کوہتا ہے کہ علی فہم تو انہیں منع کریں گے (لہ مسلم) وہ روایت حضرت مجاہد سے حضرت  
عبداللہ ابن عمر سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں لے کر نہ دے  
تو عبداللہ ابن عمر کے بیٹے نے کہا ہم تو انہیں روکیں گے تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث  
بتانا ہوں اور تو یہ کہتا ہے، فرماتے ہیں کہ ان سے حضرت عبداللہ نے سوتے دم تک کلام نہ کیا (لہ احمد)

### صف سید محمدی کریم کی باب

پہلے فصل وہ روایت حضرت نعمان ابن ابیہر سے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سیدھی صفیں

ملے یعنی حضور اور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موقع پر ایسی رائے پیش کر لے کہ وہاں سے تم نے بے ادبی کیوں کی اس جگہ مرقاۃ  
اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ امام ابو یوسف نے تلوار و سنت لی اور فرمایا دوبارہ ایمان لادو نہ تجھے قتل کروں گا معلوم تھا کہ ایسی صحیح بات کہنا  
بھی بے ادبی ہے جس میں حدیث شریف کے مقابلے کی ہوتی جائے۔ جب حدیث کا یہ مطلب ہے تو جو لوگ حدیث دلتے محبوب  
صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا ادب ہو گا مسئلہ اس کی شرح ابھی گزری تھی اس سے معلوم ہوا ہے کہ صحابہ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی کسی حیثیت تھی کہ ایک گستاخی کے شانہ پر اپنے تخت جگہ کو ہمیشہ گئے چھوڑ دیا، انھوں نے اس سے ان لوگوں پر جو عین کے مقابلہ  
میں کسی دیندار کی مروت کریں، بعض بے ادب کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ حدیث کے مقابل قیاس اور رائے کو ترجیح دیتے ہیں اسی  
لیے امام اعظم کو اہل الرائے کہتے ہیں۔ وہ جو رائے اور کتاب ہیں۔ امام اعظم کا فرمان ہے کہ حدیث ضعیف بھی رائے اور قیاس پر مقدم  
ہے۔ چنانچہ وہ فرقہ قرآن کو لیتے ہیں، پھر حدیث کو پھر اقوال صحابہ کو، اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو جو صحابہ کا قول کتاب سنت سے قریب  
ہو اس کو ترجیح دیتے ہیں، اور اگر احادیث میں اختلاف نظر آئے تو قیاس کے ذریعہ کسی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں یعنی قیاس پر عمل نہیں  
کرتے بلکہ حدیث کی مدد سے حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اگر اس کی تحقیق دیکھنا ہو تو اس جگہ پر مرثاۃ و دیگر مسئلے صف سید محمدی کرنے کا  
مطلب یہ ہے کہ غازی صف میں ملے ملے کھڑے ہیں نہ آگے پیچھے ہیں، اندر و دروازہ جس سے صف میں کشاؤ کی ہو صف کا بیڑ  
ہونا غازیوں میں نہ خاصاں پیدا کرنا ہے، جبکہ آگے آ رہا ہے مگر آپ انھاری ہیں اور تو ہم صحابہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے  
بعد ہمیشہ بعد پیدا ہوئے، بعد ہجرت انھار میں سب سے پہلے آپ سدا ہوئے اور نہ ہا جریں میں عبداللہ ابن زبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صَفُوفًا حَتَّى كَانَتْ أَسْوَى يَمَانِ الْقِدَامِ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَالَ حَتَّى كَذَلِكَ يُكْبَرُ ذِكْرُ رَجُلٍ بَادِيَ صِدْقٍ مِنَ الصَّوْفِ فَقَالَ عِبَادُ اللَّهِ لَتُسَوِّبَنَّ صَفُوفَكُمْ أُولِي خَالِقِنَ اللَّهِ بَيْنَ وَجْهِكُمْ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صَفُوفَكُمْ وَتَرَضُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ قَالَ أَقَامُوا الصَّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

کہ تھے یہاں تک کہ گویا ان سے چوبیس سال کے بعد یہ جہان کے لئے اپنے خیال فرمایا کہ اب ہم اپنے کچھ بچے لے کر ہر ایک دن تشریف لائے تو کھڑے ہوئے جنکے کبیر کہنے والے ہی تھے کہ ایک شخص کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ کے بندوایں صفیں بیدھی کر دو رہ اللہ تعالیٰ تمہاری ذاتوں میں اختلاف ڈال دیکھا کہ (مسلم) روایت حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نماز کی کبیر کئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ انور سے ہم پر توجہ فرمائی فرمایا کہ اپنی صفیں بیدھی کر دو اور دل کو کھڑے ہو میں میں اپنے پیچھے دیکھتا ہوں (بخاری) اور مسلم بخاری میں ہے کہ فرمایا صفیں پوری کرو کیونکہ میں ہمیں اپنی پشت سے دیکھتا ہوں روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول خدا

کی وفات کے وقت ان کی عمر اسی سال سات مہینے تھی۔  
سلحہ لینے نماز لینے کے کندھے پر کھڑکڑا کر آگے پیچھے کرتے تھے۔ تاکہ صفیں بالکل بیدھی ہو جوسلحہ۔ خیال ہے کہ تیری لکڑی کو پڑھ اور پکان لگنے سے پہلے تدریس کرتے ہیں۔ اور اس کے لگنے کے بعد ہم تدریس نہایت بیدھی کی جاتی ہے اسے سیدھا کرنے کے لیے نہایت بیدھی لکڑی لیتے ہیں جس کے برابر تدریس کو لیتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے جیسے تدریس بیدھی کرنے والی لکڑی ۱۷

سلحہ تب آپ نے کندھے پر کھڑکڑا کر ناچھوڑ دیا، حرف زبان شریف سے سیدھا کرنے کی ہدایت فرمادیتے تھے ۱۸  
سلحہ یعنی اگر تمہاری نماز کی صفیں بیدھی رہیں تو تم کو تو لکڑیوں کا اختلاف اور جھگڑے پیدا ہو جائیں گے خیرانہ کچھ جانے گا یا تمہارے دل پر جو ہو جائیں گے کہ ان میں سوز و گداز دوری خنوع خنوع نہ رہے گا یا اندیشہ ہے کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں جیسے گذشتہ قرون پر عذاب آئے تھے، یعنی یہاں دجیا یعنی ذات ہے یا یعنی چہرہ، خیال ہے کہ عام مسخ و محو ظاہری عذاب حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بدبو لگنے لیکن خاص مسخ و محو اب بھی ہو سکتے ہیں۔  
سلحہ اس کی شرح پہلے گذر چکی کہ دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھیں آگے تھیں، اور پس پردہ اندھیرے آجائے ہیں کیساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے، وہ حدیث کہ میں دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا بالکل بالکل اسلحہ سے فرمایا اور اسلحہ نیست، اور یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے، حضرت عیسیٰ روح اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَّاهُ صَفْوَكُمْ فَإِنَّ شَوِيَّةَ الصُّوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا مِنْ تِمَامِ الصَّلَاةِ يَوْعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْإِنصَارِي قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوْوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لَيْسَ لِي بَيْنِي وَمَكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ ثُمَّ الدِّينَ يُلَوِّمُ ثُمَّ الدِّينَ يُلَوِّمُ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا رَأَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَمَكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ ثُمَّ الدِّينَ يُلَوِّمُ ثَلَاثًا وَإِنَّا كُمْ وَهِيَ شَكَبَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صفیں سیدھی کر رکھیں سیدھی کرنا ناز قائم کرنے سے ہے (مسلم بخاری) اگر مسلم کے نزدیک نہ پوری کرنے سے ہے، ہر اہل بیت ہے حضرت ابو مسعود انصاری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھے پر جو کچھ کے اور فرماتے تھے سیدھے رہو ایک ایک رہو درہم ہمارے دل ایک جوا جائے گئے تھے اور تم میں عقل و دماغ میرے قریب رہا کرو پھر وہ جو ان سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں تھے ابو مسعود فرماتے ہیں اس لیے آج تم بہت اختلاف ہے تھے (مسلم) ہر روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم و عقل والے مجھ سے قریب رہا کرو پھر وہ جو ان سے قریب

ہوں نہیں بار فرمایا اور تم

چاہتے ہیں کہ جو کچھ تم میں کی جا سکا آتے ہو میں بنا سکتا ہوں، یہ تو عجیب اللہ کی آیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ میں رب تعالیٰ نے جو چیزیں آفرمائی ہیں الصَّلَاةُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ الصَّلَاةُ - اس سے مراد ہے نماز صبح پڑھنا اور نماز صبح پڑھنے میں صفت کا سیدھا کارنا بھی داخل ہے کہ اس کے بغیر ناز ناقص ہوتی ہے مثلاً یہ حدیث گدہ مستحق کی شرح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صفیں پڑھی ہونے سے تو میں غیر صبی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا از قلب پر اور قلب کا از قالب پڑتا ہے، ہمارے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر تو ہمارا ہوتا ہے مثلاً یعنی صفت اول میں مجھ سے قریب فقہاء صما ہوں مجھے خلق اللہ راشدین اور عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری ناز و صفیں اور ناز کی سنانیں وغیرہ یاد رکھ سکے اور وہ جو سمجھا نہیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ سنبھال سکے ہر ناز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ ناز سیکھیں، سبحان اللہ حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ناز میں بھی جاری رہتی تھی مثلاً یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے ٹکڑے و اختلافات پیدا ہو گئے خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کے صحابہ مسائل کی اصل ہے، فقہاء جو فرماتے ہیں کہ ناز میں پہلے مردوں کی صفت پھر عورتوں کی پھر بچوں کی پھر عورتوں کی اس کا ناخذ بھی یہی حدیث ہے ۛ

الْأَسْوَاقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَكَانَ ابْنُ سَعْدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُمْ تَقْدُمُوا وَأَنْتُمْ وَايَ وَآلَيْكُمْ بِكُمْ مِنْ بَعْدِكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَنَا حَقْلًا فَقَالَ مَلِئَ أَرَاكُمْ عَرِينٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ لَا تَصِفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةَ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يَتَمُوتُ الصُّفُوفُ

بازاروں کے شور و بجا سے الگ ہو کر مسلم ۱۶ روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں کچھ پیچھے رہ جاؤ گئے تھے تو فرمایا اگے بڑھو اور میری اقتدار کرو اور تمہارے بعد ملے تمہاری اقتدار کریں گے تو میں پیچھے رہتی رہی کہ جسے کہ اللہ انہیں پیچھے کر دے گا (مسلم ۱۶) روایت ہے حضرت جابر ابن سمور سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہمیں عقبہ ملکہ دیکھا فرمایا گیا ہے تم تمہیں تفریق دیکھتا ہوں وہ پیچھے رہ کر تشریف لے گئے تو فرمایا کہ ایسی صفیں کیوں نہیں بناتے جیسے فرشتے اپنے رب کے نزدیک بناتے ہیں ہم نظر کیا یا رسول اللہ فرشتے رب کے نزدیک کیسے صفیں بناتے ہیں فرمایا اکی صفیں ہو رہی کرتے ہیں

ملہ یعنی مسجدوں یا بازاروں کا شور و بجا اور خاموشی سے بیٹھو یا بازاروں کی طرح جمہور سے بڑے لڑکر نہ بیٹھو بلکہ میان فرقہ و تباہی کو کہ عار و عوام بچے عمرتیں چھٹ کر اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بلا ضرورت بازاروں میں نہ جاؤ اور وہاں شور نہ مچاؤ، اس صورت میں عقیدہ حکم ہو گا کہ ملائکہ کی صفوں میں یا علم کے سیکھنے میں سستی یعنی معنی زیادہ قوی ہیں، یعنی صف اول میں آنے کی کوشش نہ کر دینی ملہ یعنی صف اول داسے مجھے دیکھ کر تازہ رہیں اور پہلی صفوں داسے اگلی صفوں کو دیکھ کر کچھ براہ راست میری پرواہ کریں اور تاجیاست مسلمان صحابہ معلوم ہو کہ صحابہ کرام اسلام کی صف میں ہم لوگ کبھی صف میں یا وہ صفات رہیں کہ ان کا اگلا درجہ میں جو انہیں سے ظاہر ہے اور ہم لوگ پہلے دئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے نبیوں میں صحابہ کے درجہ میں گئے یہ نگاہ کو جوگ صحت کو مومن نہیں مانتے وہ خود بھی مومن نہیں کہ اگر رہیں یا پہلا ڈیر ہی منزل پر نہ پہنچا انہیں سے کہ کیا تو پیچھے دئے منزل پر پہنچنے پہنچتے ہیں۔ ملہ یعنی اگر مسلمان صف اول میں پہنچنے یا اور دینی کاموں میں سستی کریں گے تو ثواب رحمت رب کے فضل اور دخول جنت میں بھی دین گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب لانا بیا ہو کر ہر ایک کام میں سبقت کرتے رہے تب تعالیٰ فرماتا ہے فَاَسْبِقُونَهُ الْخَيْرَاتِ ملہ یعنی ہم مسجد میں الگ الگ صفیں بناتے بیٹھتے تھے ہر شخص اپنے دوستوں کے ساتھ الگ صف میں یا قاتب آپ ملازم ہوئے اور ذرا کہ مسجدوں میں یا امتیازات ملاو یہ واقعہ عہد کے دن عقبہ سے پہلے پیش آیا تھا حبیب کہ باب المجد میں آئے گا، خیال رہے کہ عمر میں جین عمرہ کا ہے معنی جماعت +

الْأُولَى وَيَتَرَاوُونَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوفٍ الزَّجَالُ أُولَاهَا وَشَرُّهَا الْخِرْهَا وَخَيْرُ  
 صُفُوفٍ النِّسَاءِ الْخِرْهَا وَشَرُّهَا أُولَاهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ **الفصل الثانی** عَنْ  
 أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضُوا صُفُوفَكُمْ وَفَارِبُوا يَدَيْهَا وَ  
 تَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَأَزَى الشَّيْطَانُ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ  
 الصَّفِّ كَأَنَّهُ الْخَذَفُ رَوَاهُ الْبُؤَدَاؤُذِي وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور صف میں دل کر کھڑے ہوتے ہیں لہ (مسلم) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور بدترین صف پچھلی ہے اور عورتوں کی بہترین صف پچھلی  
 ہے اور بدترین صف اگلی ہے (مسلم) دوسری فصل: روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفیں سیدھی کر لے ان میں نزدیک کر دیکھ اپنی گردنیں مقابل کھوٹھ اس کی قسم جس کے  
 قبضے میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صفوں کی کشادگی میں بھری کے پچھلے طرح گھسٹا دیکھتا ہوں (ابو  
 داؤد) روایت ہے ابی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۸۸  
 ۱۳۳

لئے یعنی سب میں صفیں نہ کر بیٹھا کرو تاکہ تم شترقوں کے مشابہ ہو جاؤ، خیال رہے کہ ہر ایک قرین تو ہمیشہ سے صفیں باندھے رب کی عبادت میں  
 کر رہے ہیں اور یہ برکت امر اپنی دیوبنیوں سے نادر ہے جو کہ صفیں نہ کر عبادت کرتے ہیں بعض زمین پر بعض آسمان پر بعض عرش اعظم  
 کے پاس ہیں، تمہیں کی تحقیق انشاء اللہ کی جائے گی مثلاً جو کہ مردوں کی پہلی صف امام سے قریب ہوگی اس کے حالات دیکھے گی،  
 اس کی عزت سے کی عزتوں سے دوسرے گوار عزتوں کی آخری صف میں پردہ حجاب زیادہ ہوگا مردوں سے دور ہوگی، بعض منافقین  
 آخری صف میں کھڑے ہوتے اور بحالت رکوع جھانکتے تھے ہوسکتا ہے کہ یہاں ان کی طرف اشارہ ہو، اس صورت میں لفظ شرا  
 اپنے ظہری معنی پر ہے مثلاً اور عبادت سے نہ اس میں کے معنی ہیں سیدھا کر کے لانا معنی یہ ہونے کہ نماز کی صفیں سیدھی رکھو  
 اور ان میں دل کر کھڑے ہو کہ ایک دوسرے کے آپس میں کندھے سے ہوں مثلاً یعنی صفیں قریب قریب رکھو اس طرح کہ دو صفوں  
 کے درمیان اور صف نہ بن سکے یعنی صرف سجدہ کا فاصلہ رکھو، نماز نماز میں جو کہ سجدہ نہیں جوتا اس لیے وہاں صفوں میں اس  
 سے بھی کم فاصلہ چاہیئے، اے اس طرح کہ اوپر نے نیچے مقام پر نہ کھڑے ہو، ہمارے کہہ کر ہوتے اگر گریں بار میں، لہذا یہ جملہ چیزیں  
 آگے پیچھے نہ ہونا شترقوں میں بیان ہو چکا تھا خیال رہے کہ گردنوں کا قدرتی طور پر اونچا نیچا ہونا معامت ہے کہ بعض لمبے اور بعض  
 پستہ قد ہوتے ہیں۔

مثلاً بعض خنزیر شیطان جو نماز میں دوسرے ذات سے وہ صف کی کشادگی میں کمری کے پچھلے کی شکل میں داخل ہو کر نمازوں کو دوسرے  
 ذات سے اس سے دور رکھنے معلوم ہوتے ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے دیکھو اس شیطان کی شکل  
 اپنی نوکچہ اور ہے اگر اس وقت کمری کی شکل میں بن جاتا ہے، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت



وَسَلَّمَ اَتَمَّوَالصَّفِّ الْمَقْدَمِ ثُمَّ اَلَدَى بَيْتِهِ فَمَا كَانَ مِنْ تَقْصُرٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ  
 الْمَوْخَرِ وَاهُ الْوُدَّ اَوْدُ وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلْبَسُونَ الصُّفُوفَ الْاُولَى وَمَا  
 مِنْ خُطْوَةٍ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنْ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا يَتَّصِلُ بِهَا صَفٌّ اَوْ اَدَا ابُوْدَاوُدَ وَ  
 عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ  
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيِّمٍ مِنَ الصُّفُوفِ اَوْ اَدَا ابُوْدَاوُدَ وَعَنْ الشَّعْمَانِ ابْنِ  
 شَيْبَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا اَدَا قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ

کراچی صنف پوری کرو چہ اس کے بعد والی تو جو کئی ہودہ کچلی صنف میں ہولہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت  
 برادر ابن عازب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود  
 بھیجتے ہیں جو اگلی صفوں سے ملنے ہیں کہ اول اور ان کو اس قدم سے زیادہ کوئی قدم پہنچا دین میں قدم سے ان سان صنف  
 ملے کہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً  
 اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دہائے حصوں پر درود بھیجتے ہیں کہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر  
 سے فرماتے ہیں کہ جب ہم نماز میں کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں سیدھی کرتے

بخشی ہے کہ حقائق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ جب شیطان بھی یہی مخلوق آپ کی نگاہ سے  
 غائب نہیں تو انسان آپ سے کیسے چھپ سکتے ہیں ؟  
 سہ یہ معجزات نماز کا قاعدہ کلیہ ہے کہ اگلی صفیں پوری کی جائیں اگر آدمی صنف سے کم ہوں تو یہ کی آخری صنف میں جوتی جاوے ۔  
 سہ یعنی اگلی صنف کے نمازیوں کے لیے فرشتے دعا سے رحمت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نزول رحمت فرماتا ہے کہ اے اللہ  
 بھلی ہو عینکم و ملائکتکم خیراً خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب نہایت کا ہے اور نمازیوں  
 پر اور نوعیت کا لہذا اس آیت وحدت سے یہ لازم نہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو جائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 لیے بھی قرآن میں اُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّؐ فَاِذَا اُورِیَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ اٰلِهٰیہِ الْاَوَّلٰیوْنَ سَبِّحْوا حَمْدَہٗ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر حضور کی بارگاہی پوری ہیں ہم پر بھیجتا ہے سہ معلوم ہوا کہ پاری جگہ جانے کے لیے قدم بھی اللہ کو پیادے ہیں ،  
 خوش نصیب ہیں وہ بھان دعول سے حریم تشریف جاتیں سہ پہلی صنف والوں پر عمومی رحمت تھی اور دہائی صنف والوں پر خصوصی رحمت  
 ہے پھر صنف اول کے دہائے والوں پر اور زیادہ خاص رحمت ہے لہذا عادت میں تعداد میں نہیں رب کی رحمتیں لاکھوں قسم کی ہیں و خلیل اللہ  
 کو دہائی صنف پر رحمت اس وقت آئے گی جب بائیں طرف بھی نمازی بارگاہی ہاؤ حارسے نمازی دہائی طرف ہی کھڑے ہو جائیں



قَالَ السَّوْنُكَابِيُّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ أَبِي قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنْ يَمِينِهِ: اَعْتَدُوا سَوْوًا صُفُوفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهِ: اَعْتَدُوا سَوْوًا صُفُوفَكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِيَابَكُمْ أَيْتَكُمْ مَنَاجِبُ فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: **الفصل الثالث** عَنْ أَبِي قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا اسْتَوْوُوا قَوْلًا لِي نَفْسِي يَدِي إِنْ لَأَزَاكُمُ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب ہم سیدھے ہو جائے تو پھر کہتے تھے (ابو داؤد) ۴ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چاب فرماتے درست رہو صفیں سیدھی کرو اور بائیں طرف فرماتے درست رہو صفیں سیدھی کرو ستہ (ابو داؤد) ۵ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے بہتر وہ ہے جو نماز میں نرم کندھے والا ہو ستہ (ابو داؤد) ۶ تیسری فصل ۷ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ سیدھے رہو، سیدھے رہو، سیدھے رہو، لگے اس کی تم میں کسے قصے میں میری جگہ سے کہ میں تم کو اپنے پیچھے سے لیے ہی دیکھتا ہوں جیسے تمہیں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں ستہ (ابو داؤد) ۸ روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بائیں طرف کوئی نہ ہو یا صفوں سے ہوں تو یہ دہانے والے ناراضی الٹی کے سخت ہوں گے ۹  
ستہ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ امام سے صفیں سیدھی کرے پھر پھر تھوڑے کے، آج کل امام سیدھی مل محروم ہو کر مقتدیوں کو چاہیے کہ اول ہی سے صف میں مل کر اور سیدھے بیٹھیں تاکہ سختی علی الفضا نہ پکڑے تو اگر اقامت ختم ہونے پر تانے تکلف شروع کر سکیں، خیال رہے کہ یہاں تکبیر سے تکبیر تحریم مراد ہے نہ کہ اقامت، وہ تو مقتدیوں کے بیٹھے ہو گئے ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کو صف میں ہاتھ سے ہاتھ سے سیدھا کرتے تھے پھر جب لوگ کچھ کہتے تو زبان سے زما کرتے تھے، پھر جب پورے واقف ہو گئے تو لوگ خود بخود اول ہی سے سیدھے مہلاتے، یہاں دوسرے مل کا ذکر ستہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص حذر نہ ایک نماز کی آگے پیچھے ہٹا تے تو بے تامل ہٹ جاتے یا اگر کوئی اسے نماز میں سیدھا کرے تو یہ صاحبو جائے یا اگر کوئی صف کی کشادگی بند کرنے کے لیے درمیان میں اگر کھڑا ہونا چاہیے تو یہ کھڑا ہونے والے دوسرے بعض شرمینے کرنا کہ نبی کریم سے ملے اور انکار شروع و خضوع مراد ہے کہ پہلے معافی زیادہ قوی ہیں ستہ ایک بار عثمان اسے دونوں سے فرماتے تھے دوسری بار پہلے والوں سے اور تیسری بار بائیں والوں سے اور چوتھوں سے کہ تمہیں بار مرتب ہی فرماتے ہوں اور تاکید کے لیے بار بار فرماتے ہوں ستہ لہذا یہ ہو کر نماز پر حوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماری نمازوں کو دیکھ رہے ہیں اس خیال سے تم نماز میں بھی پڑھو گے اور تمہارے دونوں میں حضور اور مشن

وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّيْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى  
 الثَّانِي قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّيْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى  
 الثَّانِي قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّيْفِ الْأَوَّلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ  
 عَلَى الثَّانِي قَالَ وَعَلَى الثَّانِي وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ  
 وَحَاذُوا بَيْنَ هَذَا كَيْتُكُمْ وَلَيْتُكُمْ فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ  
 يَدْخُلُ فِيمَا بَيْنَكُمْ بِمِثْلَةِ الْحَدَفِ يَتَّبِعُ أَوْلَادَ الصَّهْبَانِ الصَّغَارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ  
 وَعَنْ إِبْنِ عَسْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا  
 بَيْنَ الْمَنَاقِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلَيْتُكُمْ فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَنْزُوا فَرَجَتِ الشَّيْطَانِ

کہ انشاء فرشتے درود بھیجتے ہیں پہلی صف پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دوسری پر لے فرمایا کہ انشاء اور اس کے  
 فرشتے درود بھیجتے ہیں پہلی صف پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دوسری پر لے فرمایا کہ انشاء اور اس کے  
 فرشتے درود بھیجتے ہیں پہلی صف پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دوسری پر لے فرمایا کہ انشاء اور دوسری پر لے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صف میں کہہ کر اور اپنے کندھوں کے درمیان مقابلہ رکھو تھلے اور اپنے بھائیوں کے  
 ہاتھوں میں نرم رہو کہ کشا دیاں بھر کر جو کچھ شیطان تمہارے درمیان بکری کے بچے کی شکل میں جس جاتا ہے وہ  
 (احمدیہ روایت) حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں یہی کہہ کر اور اپنے  
 کندھوں کے درمیان مقابلہ رکھو کشا دیاں بند کر دے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو شیطان کیلئے کشا دیاں چھوڑو

بھی پیدا ہوگا، تا قیامت ہر مسلمان ہر نماز میں خصوصاً نماز تہجد میں یہ خیال رکھے تو بہت لطف آتا ہے اور یہ عمل بہت مجرب ہے لڑکے  
 استاد کے خوف سے دل نہ لگا کر پڑھتے ہیں؟

لے دوسری سے مراد ساری کچھ صفیں ہیں اور ہو سکتا ہے کہ خاص دوسری ہی صف ہی مراد ہے بلکہ یعنی پہلی صف پر رب تعالیٰ  
 کی رحمتیں زیادہ ہیں اور بقیہ صفوں پر کم تو یہاں یہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی رحمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنس لب سے وابستہ  
 ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل رحمت کی خودی تھی، حب تکمیل صف کا ذکر فرمایا تو وہی رحمت الہی کی مستحق تھی اور  
 جب دوسری کا نام بھی لے دیا تو اس نام لینے کی برکت سے وہ بھی رحمت کی مستحق ہو گئی تھ پہلے عرض کیا جا چکا کہ صف میں جی  
 کہنے سے مراد ہے آگے پیچھے نہ ہونا اور کندھوں کے مقابلے سے مراد بجا پر پیچھے نہ ہونا اور ہر شاہد کا ایک زمین پر کھڑا ہونا، لہذا  
 احکام میں تکرار نہیں تھ یہ جو کچھ ذکر فرمایا ہے یعنی نماز میں اگر بے ہوش مت کرے خود جیسے کوئی تھناری اصلاح کہے قبول کرلو۔  
 تھ نہیں دوسروں کے لیے رب کی شان ہے کہ شیطان صف کی کشا دیاں میں سے گھس گھس کر پاؤں کے درمیان سے نہیں ہر شے

وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ الْبُؤْدَاؤُ وَرَوَى  
الْبُسَارِيُّ مِنْهُ قَوْلُهُ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا إِلَى آخِرِهِ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسَّلُوا إِلَى إِمَامٍ وَسَدُّوا الْخَلَلَ رَوَاهُ الْبُؤْدَاؤُ  
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ  
قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ رَوَاهُ الْبُؤْدَاؤُ وَ  
عَنْ وَائِضَةَ بِنْتِ مَعْبُودٍ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي

اور جو صف کو ملائے اللہ اسے ملائے اور جو صف کو توڑے اللہ اسے توڑے (ابوداؤد) انسانی نے ان ہی کی حق  
وہ صحت سے آخر تک روایت کی، روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے امام کو پیش میں رکھو مثلاً اور کٹاؤں کی مانند کرو (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
سے فرمائی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوم پہلی صف سے پیچھے ہوتی ہے جس کے لئے کہ اللہ انہیں  
اگلی میں پیچھے کرے گا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت وائضہ بنت معبود سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو

شرح  
۱۸۹  
مرات

کہ تاخیر علیحدہ ہے

سے صف کا لانا یہ ہے کہ صف میں جگہ دیکھو اس میں کھدا ہو کر جگہ پر کر دے، اور توڑنا یہ ہے کہ اپنے ساتھی سے دور کھدا ہو، یا  
لاہو اکثر اتفاقاً اور لا محذوراً سے ہٹ جائے، یہ کلام یاد رہے یاخبر نبی جو صف کو ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت و کرم سے  
ملائے گا اور جو صف میں فاصلہ اور کٹاؤں رکھے، خدا اسے اپنے کرم و رحمت سے دور رکھے یا جو صف میں ملائے گا خدا اسے  
اپنی رحمت سے ملائے گا (الم) اس طرح کہ ایک مختصر نام کے پیچھے کھدا ہو جائے یا جسے بائیں بازو کی جانب زیادہ زہول لگوئی شخص  
صف میں شامل ہوتے وقت دیکھئے کہ دو طرف نماز کی بار میں توبہ راجعی طرف کھدا ہو کہ تاخیر یا تادیب صاف ہے۔

۳۔ نبی جو لوگ کسی کی وجہ سے صف اول میں آنے میں تاخیر کریں گے یا صف اول میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے چلے گئے تو وہ  
دیں گے سارے کھوں میں سست ہو جائیں گے اور یا بول پر دیگر جو جائیں گے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہنم میں جائیں گے اور وہاں پر  
ٹپک رہیں گے، معلوم ہو کہ سارے دینی کاموں میں نماز مقدم ہے نماز کا اثر ہو کہ اگر پڑھتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ نماز میں سستی کرنے  
والا جہنم کے چنگل میں پڑ جائے گا (امعات) یا یہ مطلب ہے کہ یہ سستی کرنے والا اگر گناہوں سے پیچھے دوزخ سے نکلے  
گاہر فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ فَتًى نیت نماز میں سستی کی بہت صورتیں ہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی نماز میں سستی ہو جائے  
کہ نماز پڑھے کہ سستی کی علامت ہے مثلاً آپ آخری صبا میں سے ہیں مثلاً میں ایمان لاؤں اسبت پر ہر گز میرے خوف خدا سے  
دوڑنے والے تھے آخر میں کو قیام رہا اور مقام رفیع میں وفات پائی آپ کی نیت الإرشاد ہے تعبد اوس سے ہیں +

موس  
سج  
نکرتا

خَلَفَ الصَّيْفَ وَحَدَّثَهُ فَأَمَّا هَذَا بَعْثُهُ الصَّلَاةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ

قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

### بَابُ الْمَوْفِقِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْتٌ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيِّمُوتٌ  
هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ  
وَلَاءِ ظَهْرِهِ فَغَدَأَنِي كَذَلِكَ مِنْ وَلَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشَّقِ الْأَيْمَنِ مُتَّفِقٌ عَلَيَّ

صحیح ہے کیلئے امام بخاری رحمہ اللہ نے دیکھا تو اسے نماز پڑھانے کا مکرر آیا (اصح ترمذی، ابوداؤد) ترمذی نے فرمایا میری حدیث حسن ہے

### جیت گہ کا باب

پہلا فصل : روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے فرماتے ہیں میں نے اپنی عمامہ کو نہ گھر میں راست گذاری تھ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے اٹھے میں آپ کے ہاتھیں طے کرکھا ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اسی طرح پیچھے کے پیچھے سے دھکیں طرف گھمادیا تھ (مسلم بخاری)

مسلم بخاری صف اول میں جو جگہ یہ بلا وجہ کیا پیچھے کودا ہوا اس کی نماز مکروہ ہوئی اور نماز مکروہ کا لٹھانا مستحب ہے یہ حکم صحابی سے بعض علماء کے نزدیک اس صورت میں اس کی نماز حرام ہوگی وہ حضرات اس حکم کو قبولی مانتے ہیں۔ خیال رہے کہ اگر صف اول میں جگہ نہ ہو تو یہ آئے والا نام کے پیچھے دلے کو ہاتھ دے، اگر وہ سستے سے واقف ہوگا تو پیچھے آجائے گا ورنہ اس کی نماز کراہت سے بچ جائے گی اس حکم سے جہاد سے کی نماز مستثنیٰ ہے، درہاں اگر امام کے علاوہ باقی آدمی ہوں تو وہ آدمی دو صفیں بنائیں گے اور ایک آدمی تیسری صف بنائیں تین صفوں کی بنیاد پر میت کو حاصل ہو جائے، خیال رہے کہ یہ حدیث احادیث کے خلاف نہیں اور ایسے کہنے کو جسے داسے کی نماز مکروہ ہے حرام نہیں، جبکہ اگر اگلے باب میں آئے گا کہ حضرت ابو بکر نے صف میں بیٹھنے سے پہلے رکوع کیا، یہاں پر صف سے ملے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا حالانکہ وہ رکوع کے وقت ایسے ہی تھے اس معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صحابی سے ملے گراں عین عبادت نے اسے مضطرب فرمایا بیعت نے ضعیف کیا تھ لیکن اس کا بیان کو حاجت میں امام و مقتدی کی کمال مکر ہے جن کو کہ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہی ان کے ہاں تھی اس میت سے رات گزاری تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے اعمال میں وہ شامل ہو سکیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد ادا کروں جبکہ دیگر روایات میں ہے اسے آپ تمام رات جاگتے ہی رہے ہوں گے، شخصی روایت نام سے تیری گلی میں آئے جانے کا یہ تصور میں ترسے رہا عبادت اس کو کہتے ہیں : ہاں اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ غرض نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجت کے لیے اذان پکڑ لوں گے کلاسے دہریہ سے بہت بڑی گلی ہو دوسرے یہ کہ مقتدی امام کے برابر اس طرف کودا ہوگا، تیسرے یہ کہ غرض نماز میں جاؤں گے جس سے نماز میں غشی ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں آپ کو ہاتھ پکڑا تھا آپ نماز میں ایک دو قدم چل کر بائیں سے دائیں طرف گئے، چوتھے یہ کہ مقتدی امام سے آگے نہیں جاؤں تھ، اگر کہتے ہوں گا نماز جاتی رہے گی

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْرُبِي فَحُتَّتْ حَتْفُ قُمْتُ عَنْ  
يَسَارِهِ فَأَخَذَ يَدِي فَأَذَانِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ  
فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ يَدِي بَيْنَ جَانِبَيْ عَاذَ فَعَنَّا حَتَّى  
أَقَامَنَا خَلْفَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَأَنَا يَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَاهُ وَآةُ سُلَيْمٍ وَكَعْبَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّيْهِ وَيَأْمُرُهُ أَوْ خَالَاتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةُ

روایت سے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے میں ایک انگلی کا ہاتھ طرف  
کھڑا ہوا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھمایا یہاں تک کہ اپنے دائیں گھے کھڑا کر لیا پھر جبار بن صخر  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں کھڑے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کا ہاتھ پکڑا اور ہمیں پیچھے کیا تھے کہ  
میں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے اور ایک شخص نے گھر میں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ام سلمہ (مسلم) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے انہیں اور ان کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھانی فرماتے ہیں تو مجھے اپنے دائیں کھڑا کیا اور عدوت کو ہمارے

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگے سے نہیں گھمایا بلکہ ردہ آسان تھا بلکہ پیچھے سے گھمایا، یا پنجویں یہ کہ جس نے اول سے  
اہمیت کی نیت نہ کی ہوا اس کے پیچھے نماز جائز ہے دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت بخیر تحریر کیلئے نماز کی نیت کی تھی اگرچہ  
میں حضرت ابن عباس مقدس بن کر کھڑے ہو گئے۔

۱۔ ہمارے عمل میں تلبیل کی حد تک میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی ہاتھ سے گھمایا اور ایک ہی ہاتھ کے اشارے سے دونوں  
کو پیچھے کیا اور یہ دونوں حضرات ایک یا دو قدم سے پیچھے پیچھے، اگر تواتر میں تدم قائم تھے تو ان کی نماز جاتی رہتی یا نہایت رہے کہ دو  
مقدسین کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور پیچھے کھڑا ہونا بہت بڑے گناہ کا پیچھے کھڑا ہونا واجب، برابر کھڑا ہونا نہایت مکروہ  
کیونکہ نبی لید کی صفت ہیں، اگر دو آدمی امام کے برابر کھڑے ہوں تو ایک دائیں کھڑا ہو دوسرا بائیں صلیا کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت  
عاطق اور اسود نے عبد اللہ بن مسعود کی اقتداء میں اس طرح نماز پڑھی کہ امام درمیان میں تھے اور یہ دونوں دائیں بائیں ایسا کہ ہمارے  
یہ تھا یا ضرورہ (معاذ) خیال رہے کہ اس مرتبہ ربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مقدسوں کو پیچھے کیا خود آگے نہ بڑھے کیوں کہ  
آگے بڑھنا تہی مجرب سے خرافت کی دلیل اور تہی در ایسے وقت پر امام کا آگے بڑھنا ماسل تر ہے بلکہ یہ نماز نقل تھی جو حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت انس کے گھر میں دعا کے رکت کے لیے پڑھی جیسا کہ اس نماز میں صابر کا دستور تھا قیام میں حضرت انس کے جہاں  
کا امام ہے یا کوئی اور یا باغ بیو تھا جس کا نام زبیر تھا ان تمام نے فرمایا کہ یہ زبیرہ ابن سعدی عمری کا تھے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے  
ایک یہ کہ ایسا باغ بجز صفت میں کھڑا ہوگا دوسرے یہ کہ عورت اگر برائے کی ہو مگر مردوں اور بچوں سے پیچھے کھڑی ہوگی تو دعا بھی صفا مانی

خَلْفَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ إِنَّمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ أَرَكُنٌ فَكَرِهَ قَبْلَ أَنْ يُصِلَ إِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حَضًّا وَلَا تُعَدُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: الْفَصْلُ  
الثَّانِي فِي عَنِ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدَبٍ قَالَتْ أَمَرَ نَارِسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ مَنَّا أَحَدُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَعَنْ عُبَادَةَ أَنَّهُ أَمَرَ النَّاسَ  
بِالْمَدَائِنِ وَتَقَامَ عَلَى كَسْبِ الْيُصْبِيِّ وَالنَّاسِ أَسْفَلَ عِنْدَهُ فَتَقَدَّمَ مَرَحَلَةً يُفَعُّ

پچھلے (مسلم) روایت ہے حضرت ابو بکر سے کہ وہ حضور راوی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والا کرباب رکوع میں  
تھے تو انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا پھر صف تک چلے گئے یہ واقعہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
موسطی کیا گیا تو فرمایا اللہ تمہاری تحریروں سے دوبارہ ایسا نہ کرنا (بخاری) اور دوسری فصل: روایت ہے حضرت  
سمو ابن جندب سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب ہم ہمیں ہوں تو ہم میں سے ایک  
اُسے گریہ جانے دے (ترمذی) اور روایت ہے حضرت عمار سے کہ انہوں نے ملاقات میں لوگوں کی امامت کی  
اور ان کی جگہ پر جا کر پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ لوگ ان سے پہنچے تھے کہ حضرت خذیفہ

جائے گا یہ وہ زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت امام کے پیچھے نماز  
پڑھیں تو مرد امام کے ساتھ ہوگا اور عورت پیچھے، اگر یہ عورت مرد کی محرم ہو۔  
اس بات میں بھی آپ کو رکعت جاتے رہنے کا خطرہ تھا اس لیے صفت میں پہنچنے سے پہلے ہی تحریر کر کے رکوع کر دیا، پھر رکوع میں یا توبہ  
میں ایک دو قدم سے صفت تک پہنچے اور اگر زمین قدم سے پہنچے تو وہ قدم نکالنا رہتے تھے وہ آپ کی نازد ہوتی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو اٹھانے کا حکم  
دیتے تھے یعنی اس کا یہ عمل رکعت اول پانے کی حرم پر ہے، یہ حرم دینی ہے جو محرم ہے، اٹھا اسے بڑھا سکتے، دوسری حرم بڑی رب  
فرماتا ہے حرمی صفت تک پہنچے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ صفت کے چھ کر کے رکوع نماز کو ناسد نہیں کرنا اگر کوئی  
آپ نے رکوع صفت کے چھ کر کے ایسے ہی کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز اٹھانے کا حکم میں اور دوسرے یہ کہ صفت میں اٹھنے  
سے پہلے تحریر کر دیا اور رکوع کرنا کہ وہ تشریح ہے تحریری نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نماز اٹھانے کا حکم دیتے تھے تیسرے یہ کہ نماز  
میں جانب تہہ ایک دو قدم ملنا تاہن قدم ہر گنا کر سکتے ناں نماز نامہ میں کرتا۔

تک پہنچنا یا تحریر میں اور نماز پڑھنا یا تحریر میں ایک ایک جگہ جماعت کر لیں اور امام دونوں مقدموں سے آگے کھڑا ہوں گے بار بار دیکھو  
مرد دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے جڑ زیادہ عالم مردہ امام نے  
اسے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے صفت میں تہہ ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ میں باغی  
جماعت میں کرے گی دکان کو رکھ کر صاحب و مملکت کے ساتھ جہاد و شرف کے قریب ایک حضور شہر ہے کہ آپ ایک اور تھے باقی ساری جماعت نیچے



فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهُ عَاكِرُ حَتَّى أَنْزَلَهُ حَدِيثَهُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّا رُبِّ صَلَاتِهِ  
قَالَ لَهُ حَدِيثُهُ أَلَمْ تَمْعَرْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ  
الْقَوْمَ فَلَا يَقُولُ مَقَامَ أَرْفَعُ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ يُخَوِّدُكَ فَقَالَ عَمَّا لَدُنْكَ  
إِنِّي بَعَثْتُ جَيْنَ أَخَذْتُ عَلَى يَدَيْ رِزَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ  
السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ أَمَى شَيْئًا الْيَمْنَى فَقَالَ هُوَ مَنْ أَثْلَ الْعَابَةِ عَمَلَهُ فَلَنْ  
مَوْلا فَلَنْ يَلْزِمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ جَيْنَ عَمَلٍ وَوَضَعَ فَاسْتَقْبَلَ الْيَمْنَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ

آگے بڑھے اور الٹا ہاتھ پکڑا یا عمار کے پیچھے لگ گئے تھے کہ انہیں خدیفہ نے مار دیا بلکہ جب عمار سے فارغ ہوئے تو  
ان سے مزید پوچھنے لگا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے یا نہیں سنا کہ جب کوئی شخص قوم کی امامت کرے  
تو ان کی جگہ سے اُٹھ کر جگہ پر چلا کر اس کی جگہ پر آئے تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے  
پیچھے چل رہا تھا (ابو داؤد) روایت ہے حضرت سہیل بن سعد باعدی سے تھے ان سے پوچھا گیا کہ میرے پیچھے  
تھا۔ اور باپ جھگڑا کے چھاؤ گا۔ اسے فلاں غلطی کے ٹوٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا اور  
جب بنایا اور دکھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھسکے ہوئے قبلہ کو منکبیا اور تکیہ کر لیا۔ لوگ آپ کے پیچھے  
کھسکے ہوئے آپ نے قنوت کی اور رکوع کیا۔

اگر کوئی حدیثی صحابی اس جگہ آپ کے ساتھ جوتا تو کرامت نہ ہوتی بلکہ غالب یہ ہے کہ حضرت خدیفہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے لیکن اسی نماز کی نیت  
نہ یا نہ تھی آپ کہہ دیجئے انار کہ نیت ہندھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز سے بیرونی آدمی نماز کے حال کی اصلاح کرے تو قبول کرے  
ہاں اس کا قدر دے اور نماز حاتی رہے گی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمار نے یہ حدیث سنی تھی کہ انھوں نے قبول گئے ہاتھ پکڑنے  
پر یاد آگئی یہ ان حضرات کے لیے نفی ہے کہ یہ مسئلہ تانے میں جھجک کہتے ہیں داس کے قبول کرنے میں عار و شرم، خیال رہے۔  
کہ حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ایک ہاتھ اور پکڑا ہوا تھا منہ، اگر اس میں یودود و نصار سے یہ مشابہت ہے کہ کوئی کہہ اپنے امام کو اپنا  
کھرا کرتے ہیں اور دنیا کھرا جو تاج منہ اگر اس میں امام کی امامت ہے نیز امام کا مخصوص جگہ میں کھرا جو تاج منہ ہے کہ اس میں بھی امام کی امامت  
سے مشابہت ہے، لہذا امام محراب یا درمیں نہ کھرا جو تاج منہ آپ مشہور صحابی ہیں آپ کا نام حسن تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسل  
کھا کینت ابو العباس، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات مدینہ منورہ میں واقع ہوئی آپ  
مدینہ کے آخری صحابی ہیں جتنے دنے واسے کا نام باقر نامی ہے یا سیوں دردی اور ان کی بی بی کا نام عائشہ انصار یہ ہے یعقوب کلاوی کے  
کلاوی کرتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نصاریسے خود مرزا ہوا تھا کہ اپنے غلام سے میرزا دو کوئی کہ مسلمان زیادہ ہو چکے تھے اس  
سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سنوں خزانہ سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے، اس ممبر کا میں میرزا حیاں تھیں ہرگز بھی



وَرَكْعَتَا الْيَمِينِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ  
عَاذَ إِلَى الْمَشْرِقِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ  
هَذِهِ الْقَطْعُ الْبَغَايُ وَبِی الْمَتَّفِقِ عَلَيْهِ نَحْوُهُ وَقَالَ فِي الْخِيَرَةِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى  
النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا كُنْتُمْ هَذِهِ النَّاقُورَى وَلَعَلَّكُمْ أَصْلَحُوا، وَعَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِهِ  
مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ رَوَاهُ الْبُؤَدُ الْإِسْلَامِيُّ الْفَصْلُ الثَّالِثُ: بِعَنْ إِبْنِ عَالِي  
الْأَشْعَرِيِّ قَالَ الْأَحَدُ ثَلَاثُ صَلَوَاتٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقَامَ

اور لوگوں نے آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر اس پر اٹھایا پھر الٹے پاؤں لوٹے پھر زمین پر سجدہ کیا مگر کبھی طرف لوٹے  
ملے پھر قرائت کی پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر پیچھے لوٹے حتیٰ کہ زمین پر سجدہ کیا یہ بخاری کے لفظ ہیں اور مسلم بخاری  
میں اس کی شکل ہے اور اس کے آخر میں فرمایا کہ جب فارغ ہوئے تو لوگوں پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو  
میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری اقتداء کرو اور میری نماز کو جان لو کہ یہ روایت ہے حضرت عائشہ سے  
فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے کے پیچھے آپ کی اقتداء کر رہے  
تھے (ابوداؤد) یہ تیسری فصل ہے روایت ہے حضرت ابو مالک اشجری سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں پس فرمایا نماز کی جیسے کہی

جہدی ایک باشت لیا لی ایک ہاتھ تھامنا زمانہ قناتہ واسطہ، یہ سہ یعنی آپ کا قیام درگاہ میں رہا اور سجدہ زمین پر کیا کہ سجدہ میں بیات  
سے بھی مسلمان آتے تھے قناتہ نماز سکھانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کھڑے ہوئے، اب کسی امام کو اس طرح نماز پڑھانے  
سزا نہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بیات نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو  
دیکھا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز سکھا کرتے تھے، ہم سجدہ گاہ کو دیکھیں وہ بتا دے گا کہ دیکھتے تھے۔

سہ بلکہ میری اس بے بنیادیاں اگر تفتش کرو، لہذا کہ جس سے جو فرضی ہوں گے تم نماز دیکھ لو، غاب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
سب کی تیسری سیر پر نماز پڑھی، پھر رکوع کے بعد سجدہ میں قدم سے اترے مسنے پر بیٹھے، پھر سجدہ کے بعد مسلسل قدموں سے سب پر  
بیٹھے، ہر سہ واسطے یہ اعلیٰ عند نماز میں، لہذا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ یہ نماز تواجہ تھی اور چہرہ چنان کا  
نہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکاٹ کے لیے اپنے پاس چٹائی کوئی نہ تھی، عائشہ صدیقہ کا چہرہ وہ نہیں کہو کہ اس میں، بتے ہوئے  
لوگ آپ کی اتنا دھنیں کر سکتے تھے، کہو کہ آپ کسی کو نظر نہ آتے، خیال رہے کہ اب بھی اگر چنانچہ اتنی چھوٹی ہو کر کھڑے ہوئے یہ بے قدریوں  
کو نام نظر آئے قاس کے پیچھے نماز پڑھا ہے، بعض شاربین سے بھی کہہ کر عرض وفات شریف کی نماز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
عائشہ صدیقہ کے حجرے سے نماز پڑھائی ہے مگر یہ غلط ہے کہو کہ اس نماز میں حضرت صدیق اکبر کرام رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

الصَّلَوةُ وَصَفَ الرِّجَالَ وَصَفَ خَلْفَهُمُ الْعِلْمَانُ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلَواتَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا أَصَلَوُا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا أَحْسَبُهُ إِلَّا قَالَ أَمَرِي رَوَاكَ ابْنُ أَبِي إِسْحَقٍ وَرَوَاهُ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّغْرِ الْمُقَدَّمِ فَجَعَلَنِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي جَبْدَةً فَتَحَكَّنِي وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللَّهِ مَا عَقَلْتُ صَلَواتِي فَلَمَّا انْصَرَفَ إِذَا هُوَ ابْنُ أَبِي كَعْبٍ فَقَالَ يَا قَتْلَةَ لَا تَسُوْكَ اللَّهُ إِنَّ هَذِهِ أَهْلُ الْعَقْدِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ أَنْ تَلِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقَبْلَةَ فَقَالَ هَلْكَ أَهْلُ الْعَقْدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا عَلِيَهُمْ أَسَى وَلَكِنْ أَسَى عَلَى مَنْ أَضَلُّوا قُلْتُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ

اور مردوں کی صف بتائی ان کے پیچھے بچوں کی صف پھر انہیں نماز پڑھانی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کر لیا  
 لہ پھر فرمایا انا اس طرح سے عبد اللہ سے کہتے ہیں مجھے یہی خیال ہے کہ فرمایا میری امت کی نماز کیلئے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے کہ فرماتے ہیں اس حال میں کہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا کہ مجھے پیچھے سے کسی نے کھینچ کر مجھے ہٹا دیا پھر میری جگہ خود کھڑا ہو گیا وہ کہہ رہا تھا کہ قسم مجھے اپنی نماز کی خبر نہ دی کہ جب نماز ختم ہوئے تو وہ ابی ابن کعب سے فرمایا اے جان اللہ تمہیں کبھی عکس نہ کرے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سے عبد اللہ سے کہا ہے قریب رہیں وہ پھر آپ قبلہ رو ہوئے اور دربارِ مبارک مسجد کی قسم کھاتے تھے کہ میں نے ہٹا دیا کہ میں نے کہا اے ابو

ان پر قسم نہیں کرتا لیکن تم ان پر گناہوں جنہوں نے انہیں ہٹا دیا میں نے کہا اے ابو  
 دورانِ جامعہ میں دو آدمیوں کے کندھے ہاتھ رکھ کر ہاتھ رکھ لائے۔ لہذا اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام محمد سے

میں روک سیکر کے نمازوں کو پڑھا ہے  
 ملے سینا اول سے آخر تک نماز کی سار کی کیفیت بیان فرمائی، راوی نے یہاں اختصاراً ذکر نہ کیا بلکہ معنی ناقصاً مت سری امت کی نماز  
 ایسی ہی ہوتی جا چکے کہ مردوں کی صف آگے جو اور بچوں کی پیچھے ملے آپ تابعین مبسوط میں سے ہیں، ثلث میں بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے  
 عبادت گذار شب بیدار تھے، اشہد الامت نے انہیں خبیث کہا، راہِ شاعلم، آپ صحابہ کے نقل کر لیا۔  
 کہ معنی مجھے اُن شخصہ باکری یا بزرگ کو کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی باقی ہیں، کیونکہ افضل ملکہ سے مٹنا مجھے بہت ناگوار گزرا، اسی  
 لیے حضرت ابی ابن کعب نے اگلا کلام فرمایا کہ معنی امام کے پیچھے حاضر باغ علم والا کھڑا ہو کہ وقت ضرورت امام کے قائم مقام کھڑا  
 ہو سکے، غالب یہ ہے کہ قیس نا مانع تھے اس لیے انہیں ہٹا دیا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کسی کو اس کی جگہ سے  
 ہٹا کر خود کھڑا ہونا ممنوع ہے مگر اگر کسی ضرورت سے جائز ہے، دوسرے یہ کہ بچہ بڑے کے برابر نماز میں کھڑا ہو جائے تو اس سے  
 بڑے کی نماز مسمیٰ نہیں، کیونکہ اب تک جن کے برابر قیس کھڑے تھے ان کی نماز درست رہی، تیسرے یہ کہ امام کے پیچھے لائے گا  
 آدمی کھڑا ہو۔

مَا تَعْنِي يَا كَهْلُ الْعَقْدِ قَالَ الْأَمْرُ لَهُ رَوَاةُ الشَّيْءِ

بَابُ الْأَمَامَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ مَعْنَى ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ  
أَقْرَأَهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ نَعَالِي فَإِنْ كَانُوا فِي الْقُرْآنِ سَوَاءً فَعَلِمُوا بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً  
فَعَلِمُوا بِمَا كَانُوا فِي لَهْجَتِهِمْ سَوَاءً قَالُوا فَهَذَا لَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَتَقَعُدُ

یعقوب عقد والوں سے آپ کی کیا مراد ہے فرمایا ایسا لوگ للامانی

امامت کا باب

پہلے فصل وہ روایت ہے حضرت ابو مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوم کی امامت  
کسے جو کتب اللہ کا زیادہ قاری ہو سکے اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو سنت کا زیادہ جاننے والا ہے اگر  
سنت میں سب برابر ہوں تو ہمیشہ جرت والا اگر جرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ ہے کوئی  
شخص کسی شخص کی ولایت کی کج امامت کرے

الحمد للہ آپ کا اشارہ آئندہ نظام حکام کی طرف ہے جیسے نبی امیر کے نظام بادشاہ اور ان کا عمل فرمایا رہے ہیں کہ وہ حکام بھی لوگ اور ان میں  
حاکم بنانے والے مسلمان بھی برابر ہوں گے کیونکہ حضرت ابی ابن کعب کی وفات ذی قعدہ ۱۱ میں ہوئی، اس وقت تک غفار نائب رسول  
تھے اور ان کے حکام نہیں عادل تھے امام کے معنی میں بیشوا یا مبراہم سے بنا یعنی قصد ولایت یعنی جس کی پیروی کا لوگ قصد کریں،  
ابو دینی بیشوا کو کہتا ہے، امامت دو قسم کی ہے، امامت مسخری یعنی نواز کی امامت امامت کبریٰ یعنی خلافت اس کا سبب عثمان بن  
امامت مسخری مراد ہے مثلاً عبد بنوئی میں قرآن سارے صحابہ ناز کے مسائل کے عالم تھے کہ تاری کوئی تھا اس لیے حضور اقدس صلی  
اللہ علیہ وسلم نے یہ شاد فرمایا کہ امامت کے لیے مقدم وہ ہے جو عالم ہو سکے ساتھ قاری بھی ہو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تاری کی نظام  
تاری کی نظام سے مقدم ہوگا، دیکھو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض وفات شریف میں کہ لوگو! دنیا یا مالا مال یا ابن کعب صحابی رہے  
تاری تھے، دیکھو فرمایا ابوبکر موجود ہوں وہاں کسی کو امامت کا حق نہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ علم اس حدیث کا تفسیر ہے اسی لیے  
عالم اعظم امام شافعی وغیرہم امامت میں عالم کو تاری پر مقدم رکھتے ہیں کیونکہ علم کی ضرورت ناز کے ہر شخص میں ہے، اقرأت کی ضرورت صرف  
ایک شخص میں، امام ابویوسف اور بعض دیگر علماء نے ظاہر حدیث کو دیکھ کر تاری کو عالم پر مقدم رکھا کیونکہ اولیٰ انبیا صلی علیہ وسلم ہے -  
تکہ یعنی اقرأت سب کی یکساں ہو تو صرف عالم کو مقدم کر دینا یہ کہ یہاں علم سنت سے مراد ناز کے احکام کا پامان ہے نہ کہ  
سند یافتہ عالم جتنا بزرگ عالم اس جگہ کے لیے ہے جہاں کوئی امام مقرر نہ ہو یعنی ایوں کا امام بنادین میں مسجد میں امام مقرر ہو تو وہاں  
دینی امامت کا مفہوم ہوگا اسے کوئی عالم یا تاری نہیں بنا سکتا اس کے لیے اگلی حدیثیں آ رہی ہیں

تھے مگر امام میں مقدموں کو تاری دینی وقتیت چاہیے اب سند دینی جرت تو موجود نہیں زیادتی عمر کا ہی اعتبار ہوگا  
بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں جرت سے مراد گن ہوں کا جھوٹا ہے، ہجرت مسخری، یعنی ہر شخص پر ہر گار غیر متفق پر مقدم

فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِيمِهِ إِلَّا يَأْذِنُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ وَلَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ  
فِي أَهْلِهِ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَا أَثَلْتُمَا  
فَلْيُؤَمِّمَهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ  
الْحَوِيثِ فِي بَابِ بَعْدَ بَابِ فَضْلِ الْأَذَانِ: الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنُكُمْ خِيَارُكُمْ وَلِيُؤَمِّمَكُمْ قُرَاءُكُمْ رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ الْخَنَازِيرِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحَوِيثِ تَابِتًا لِي مُصَلِّيًا  
يَتَخَذُ فَحْضَ رِثَ الصَّلَاةِ يَوْمًا قَالَ أَبُو عَطِيَّةٍ فَقُلْنَا لَهُ نَقْدَمُ فَضْلَهُ قَالَ لَنَا  
قَدْ مَوَارِجًا لَمْ نَكُنْ يَصْنَعُ أَحَدٌ كُمْ لَمْ لَا أَصْلِي بِكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ

اور ہمیں اس کے گھر میں اس کے بغیر امامت اعلیٰ مقام پر بیٹھے ملے (مسلم) اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کی امامت کے گھر میں امامت کو دے دے اور امامت کا حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں وہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب  
میں آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امام بن جائے ان میں امامت کا زیادہ مقدار قدری ہے کہ (مسلم) اور مالک بن حویرث کی  
حدیث فضل اذان کے بعد والے باب میں بیان ہو چکی تھی وہ دوسری فضل و روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے  
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذان بہتر ہے لوگ دیں اور تمہاری امامت قاری لوگ کریں کہ (ابو  
داؤد) و روایت ہے حضرت ابو عیطہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مالک ابن حویرث کہ چارے پاس ہماری مسجد سے  
آتے اور بات چیت کیا کرتے تھے ایک دن نماز کا وقت آگیا ابو عیطہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اگے بڑھے نماز پڑھنے  
وہ بولے کہ تم نے کسی آدمی کو اگے بڑھاؤ جو تمہیں نماز پڑھائے اور میں بناؤنگا کہ میں نماز کیوں نہیں پڑھتا میں نبی کی پکار

ہو گا

لے میں جہاں امام مسجد مقرر ہو وہاں وہی نماز پڑھائے گا، اگرچہ اس سے بڑا عالم یا قاری موجود ہو، معلوم ہوا اگر گزشتہ تزییت وہاں کے لیے  
نئی جہاں امام ہے سے مقرر ہو، اس مقررہ امام کی احادیث سے دوسرا نماز پڑھا سکتا ہے نہ میں اگرچہ قاری عالم امام یا افضل ہے لیکن  
اگر ان کو اگر نبی اندھی امام بن گیا تو نماز پڑھا جائے گا اس سے معلوم ہوا اگر افضل کے جوئے معقول کا امام بننا جائز ہے، اس جوئے قاتلہ نے فرمایا کہ  
اگر معقول امام بن جائے گا افضل بھی رہے کہ کسی اس سے افضل ہے، و بخیر حضرت لیل جنت میں معذور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جائیں  
جسے اگر معذور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہو کر آئے اس میں یہ ذکر نہ کرنا کہ میں اذان کوں کہ دے گا امامت بہتر آدمی کہے، وہ حدیث صحیح میں  
ہاں ہمیں نے وہاں بیان کی کہ ایک نبی مؤمن تھا یہی بزرگوار نماز کے اذان جانتے جانتے والا جیسے کہ لوگوں کی نمازیں اظہار و سحر میں کھانا پینا  
کی اذان سے وابستہ ہیں، نیز ہذا اذان کے لیے اگرچہ محتاج ہیں سے کبھی لوگوں کے گھر میں داخل ہو جاتی ہے مثال دے کہ مؤمن ہیں یا ملامتوں کی  
قدوس کی مؤمن دوسرے کے علم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ امام دوران نمازیں دوسرے کے علم سے استفادہ نہیں کر سکتا، و بخیر معذور صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى قَوْمًا فَلَا يُؤْمِنُهُمْ وَلِيَوْمُهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ رَأَى اَبُو اَوْدَ وَالتَّهْمِيْدِيَّ وَالسَّاسِيَّ اِلَّا اَنَّهُ اَقْتَصَرَ عَلَى لَفْظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْنَ اُمِّ مَكْنُوْمٍ يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ اَخِي زُرَّاهُ اَبُو اَوْدَ وَ عَنْ اَبِي اَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَجِيْزُوْهُمْ اِذَا اَمَّ الْعَبْدُ الْاَيُّحُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَءَةٌ بَابَتْ وَرَوْجُهَا

الشرعیہ و مسلم کو فرماتے ہیں کہ جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے وہ ان کی امامت نہ کرے اسکی امامت ان میں سے کسی کو کرنی چاہیے (ابو اودہ، ترمذی، نسائی، ابونعسانی نے بھی یہی کہہ رکھی ہے) امامت کے لفظ پر کھایت کی ہے روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو اپنا نائب کیا تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حالانکہ اور وہ نابینا تھے (ابو اودہ) روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخصوں کی نماز رکھے کے کھوں سے آگے نہیں پڑھتی تھے چھٹا کا ہوا قلام تھے کہ لوٹ آئے اور وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ

نے اذان کے لیے حضرت مال کو منتخب فرمایا مالاکر ملا، صحابی موجود تھے ۵۵ آپ صحابی میں صرف ۲۰ مرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، بعد میں قیام رہا، سترھویں دہائی وفات پائی :

بشہ مالک ابن حورث کو پوری حدیث پہنچی، وہاں یہ تھا کہ ان کی غیر احازت امامت نہ کرے، اس لیے آپ نے اجازت کے باوجود نماز نہ پڑھائی، یہ ہے صحابہ کا انتہائی تقویٰ، شاذ و غیر معمولی نے اس کے اور وجہ بیان کیے ہیں مگر یہ وجہ بہت قوی ہے بلکہ میری جانب آپ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کی حفاظت اہل و عیال کی نگہداشت دشمنوں کے انتظام کا نظریہ جانگے اہل بیت و اہل بیت امام مکتوم کو نماز کی امامت کا چوکھٹا علی رضی اللہ عنہ اتنی ذمہ داریوں کے سوا امامت کے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے اس لیے آپ پر پابندی نہیں لگائی گئی، اور چونکہ اپنی نگہوں میں عبد اللہ بن ابی مکتوم کی برابر کوئی عالم نہ تھا اس لیے باوجود نابینا ہونے کے آپ کو امام بنایا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت ابن ام مکتوم کی امامت اتفاقاً تھی مگر صدیق اکبر کی امامت اتفاقاً نہ تھی وہاں تو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں خود میں ابوبکر بنوں وہاں کسی اور کو امامت کا حق نہیں، لہذا اہل بیت کی امامت ان کی خلافت کی دلیل تھی، مگر یہ امامت خلافت کی دلیل نہیں، فقیر اس تقریر سے اس حدیث پر سے حسب ذیل اعتراضات اٹھائے (۱) یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر علی رضی اللہ عنہ کو علیہ بنایا تھا یہ حدیث اس کے خلاف ہے (۲) علی رضی اللہ عنہ جیسے فقہ عالم کی توجہ دہانی انہیں امام کیوں بنایا گیا (۳) امینا کی امامت مکہ ہے چنانچہ انہیں امام کیوں بنایا گیا ہم، معلوم ہوا کہ مدینہ اکبر کو نماز کا امام بنانا آپ کی خلافت کی دلیل نہیں، درحقیقت ابن ام مکتوم بھی علیہ بنایا ہوا ہے چنانچہ یہ خیال رہے کہ نابینا کی امامت مکہ میں صرف خلافت اوسنے ہے مگر جب نابینا عالم قوم کو تہذیب و تمدن کے لیے امام بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پناہ بنایا ہے بعض نے فرمایا کہ اس امامت میں علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرائض کو اہل بیت کے ہاتھ میں دے دیا ہے اور وہ اہل بیت میں چھٹی جگہ ہوتی جیسے دوسری

عَلَيْهَا سَاحِطًا وَمَا كَرِهُوا لَهُمْ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ  
عَرَبِيٌّ، وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْبَلُ  
مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَرَجُلٌ آتَى الصَّلَاةَ دُبَارًا وَالذِّبَارَ  
أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَقُوتَهُ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مَحْزَرَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ، وَ  
عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحَرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنْ مِنْ أَشْرَافِ  
السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَفَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لِابْتِحَادِ أَمَامٍ يُصَلِّي لَهُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ

اس کا تھوڑا ناظر ہوئے اور قوم کا امام کہ قوم اسے تائب نہ کرے (ترمذی اور دیگر ایک حدیث غریب ہے  
روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں  
ہوئی جو کسی قوم کے آگے کھڑا ہو جائے حالانکہ وہ اسے تائب نہ کرے ہوں اور وہ شخص جو نماز میں پیچھے آئے  
یہ کہ وقت ہوئے کے بعد آئے تھے اور وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنائے تھے (ابوداؤد، ابن ماجہ) یہ روایت  
ہے حضرت سلامہ بنت حر سے فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی علامات قیامت سے یہ ہے کہ  
مسجد والے ایک دوسرے پر ٹالیں کوئی امام نہ پائیں جو انہیں نماز پڑھائے تھے (احمد، ابوداؤد

نہیں پیش ہوئی ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِي يَصْعَدُ اِلَيْكُمْ الصَّلَاةَ، چونکہ ان انسان کا سب سے قریب مضبوطی ہے کہ اس سے ہی  
معاشرت کی آواز سن جاتی ہے اس لیے اس کا ذکر کرنا۔ مسلمانوں کی بدعتوں اور انسانی دنیا سے اور اگر بلا وجہ ناراض ہے تو عورت  
کا کوئی نقصان نہیں اور اگر ظلم مرد کی طرف سے ہے تو حکم برعکس ہوگا یعنی عورت کو ناراض کئے، مرد کی نماز قبول نہ ہوگی اور لعنت و  
جزا کا۔ غریب یہ ہے کہ یہاں امام سے مراد نماز کا امام ہے اور نا پسندیدگی سے مراد امام کی حالت یا بدیہ یا بدعتی کی وجہ سے ناراضی  
ہے اگر لوگ دنیاوی وجہ سے ناراض ہوں تو اس اعتبار نہیں لگنا اس صورت میں وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ خیال رہے کہ ناراضی میں اکثر کا  
اعتبار ہے دو چیز آری تو ہر ایک سے ناراض ہوتے ہی ہیں مسلمانین نماز فقہا کرنے یا بلا وجہ معاشرت چھوڑ دینے کا عادی ہوگی جو  
اس سے معلوم ہوگا کہ جماعت واجب ہے اس کے چھوڑنے کی عادت فسق ہے مسلمانوں کی فتنہ فساد کا وسیعہ ہے، عفت ہے،  
آزاد کو غلام بنانے کی صورت میں بھی ایک یہ کہ کھانا آزاد کو بچا کے غلام بنایا جائے جیسے یوسف علیہ السلام کے صحابیوں نے آپ کے  
ساتھ کیا، دوسرے یہ کہ اپنے غلام کو غریب طور پر آزاد کر کے پھر غلام بنایا جاتے۔ غلام ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کرے ایسے غلام کی نماز  
کیے قبول ہو سکتی ہے چونکہ عربی اسلام سے پہلے کس قسم کی رعیتیں عام ہوئی تھیں، اس لیے یہ بعد از اسلام کی شے ہے آپ صحابہ میں بتیہ بنی اندلس یا بنی ہند  
سے ان کی حدیثیں کوثر میں زیادہ مشہور ہوئیں۔ مسلمان مسلمان مسجد میں جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے سے گئے کہ نماز پڑھا، انصاف ہے کہ قرب قیامت  
میں ایسی عام ہو جائے گی کہ مسلمانوں کے جموں میں کوئی امامت کے قابل نہ ملے گا، بعض دفعہ لوگ ایک ایک نماز پڑھ کر چلے جائیں گے، اس کے  
معلوم ہوا کہ امامت کو نہایت ہی مشورہ ہے، قرآن نے یہاں فرمایا اس حدیث کی بنا پر علامت امامت تقیم قرآن و دیگر عقول پر اجرت جبار کی تاک

وَابْنُ مَاجَةَ، وَعَنْ ابْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَاهِلُ لَا  
وَلِيَّ عَلَيْهِ كُفْرُهُ، كَلَّ أَمِيرٌ بَدَأَ كَانَ أَوْ فَاجِدًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَائِرَ وَالصَّلَاةَ وَاجِبَةً عَلَيْهِ كُفْرُهُ  
خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَدَأَ كَانَ أَوْ فَاجِدًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَائِرَ وَالصَّلَاةَ وَاجِبَةً عَلَيْهِ كُفْرُهُ مُسْلِمٌ بَدَأَ كَانَ  
أَوْ فَاجِدًا وَإِنْ عَمِلَ الْكِبَائِرَ وَآلَا يُؤَدِّدُ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ  
سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَاءِ مَمْدَنَ الثَّانِي، يَمْنُنَا الرَّكْبَانُ نَسْتَلِمُ مَهْمَا لَلثَّانِي مَأْهَدَ الرَّجُلِ  
فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَلِكَ أَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ

ابن ماجہ اور واسط سے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جہاد تم پر  
واجب ہے، ہر ایک کو ساتھی ایک ہو گیا اگرچہ گناہ کبیرہ کرے اور ہر مسلمان کے پیچھے ترہنہ واجب ہے، ایک  
مسلم گناہ کبیرہ کرے تلہ اور ہر مسلمان کی نماز جنازہ واجب ہے، ایک ہو جائے اگرچہ گناہ کبیرہ کرے تلہ (ابوداؤد)  
تیسری فصل دروایت سے حضرت عمرو بن سلمہ سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کھٹ پر رہتے تھے ہم پر قافلے گزرتے  
تھے ان سے پوچھتے کہ کون سے کھانوں پر درویشوں کو کھانا ملا دیتے وہ کہتے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے انہیں رسول  
بنایا انہیں غلام غلام وحی کی ماس وحی کو یاد کرتا رہتا تھا

مسجدیں دیوان نہ جو مائیں تلہ اس سے معلوم ہوا کہ حد کے یہ امر شرط ہے لیکن امیر کے یہ قرطبی یا متقی ہونا شرط نہیں ہر مسلمان امیر کے ماتحت  
جہاد مبارک ہے یعنی اگر فاسق و فاجر امیر بن گیا ہو تو اس کو کبھی کبھی جہاد کے لیے جہاد کو بلا مانع ہے دیکھو امام حسینؑ نے یہ دیکھا امام بنی ہاشم  
فدے دی، واللہ ان کا وہ اس حدیث کے خلاف نہیں تلہ فقہاء فرماتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانا منع، لیکن اگر وہ امام بن چکا ہو تو اس کے  
پیچھے نماز جائز، اس مسئلہ کا اندر سے حدیث ہے، خیال رہے کہ کیا اس فاسق سے ملازم مل سکتا ہے نہ کہ بدعتیہ، لہذا قرطبی نے چلائی،  
شیعہ امام کے پیچھے گزرتا نماز جائز نہیں، نیز اگر فاسق نماز میں کوئی ایسی بدعتیہ کرے جس سے خود اس کی نماز کو رد تحریمی ہو جائے،  
اس کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ اس کو سونا یا ریشم میں کر یا درمی میں نہ اسے نیک نہ بھنے، گناہ کو سے نماز نہ اسے کیونکہ جو نماز کو رد تحریمی  
غل کے ساتھ ادا کی جلتے اس کا نماز نا واجب ایسا حدیث میں فاسق سے ملازم وہ ہے جو نماز میں فسق ذکر رہا جو جیسے جہونا یا غیبت  
کرتے ملازمی کر وہ یہ جہونا نہیں کرتا تلہ لیکن مسلمان بہت کینا ہی گناہ کرے اس کا جنازہ ضرور پڑھا جائے گا، خیال رہے کہ حضور نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فی بیت کا نماز پڑھا، تاکہ لوگ قرض سے بچیں مگر معاہدہ سے پڑھا دیا، آپ کا وہ مل اس حدیث کے  
خلافت نہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ جہاد مخصوص کی نماز نماز نہ پڑھی جائے، داکو جو قتل میں مارا جائے، ان باپ کا قاتل جبکہ قصاص  
میں مارا جائے، عثمانی یعنی خلیفہ طور پر لوگوں کا گھونٹ کر مار دینے والا، اسی جو جنگ میں مارا جائے (در مختار) اس مسئلہ کا ہفتہ عشر  
علی مرتضیٰ کا مل شریف ہے تلہ حق یہ ہے کہ آپ نمایاں ہیں آپ کے والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر گئے ہیں لیکن آپ کہ  
ملاقات ثابت نہیں، آپ انصار میں سے ہیں یعنی مہاجر قبیلہ کسی ہر یا کے کھٹ پر قضا جہاں سے دن رات قافلے گزرتے ہیں



فَكَانَ مَا يُعْرَىٰ فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَبُ تَكْلُمُ بِإِسْلَامِهِمْ الْفَتْحَ  
 فَيَقُولُونَ أَتَرَكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّا نَظَاهِرُ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ  
 وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادِرَ كُلِّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَيْ قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا  
 قَدَّمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ فَقَالَ صَلُّوا صَلَوةَ كَذَا فِي جِلْدَيْنِ كَذَا  
 وَصَلَوةَ كَذَا فِي جِلْدَيْنِ كَذَا إِذَا أَحْضَرْتَ الصَّلَوةَ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ فَلْيُؤَمِّمْكُمْ  
 أَكْثَرَكُمْ قُرْآنًا فَتَنْظُرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتْلُقُ مِنَ الرُّكْبَانِ

گواہ میرے سینے میں پیوست ہوا تھا یہی سہ اہل عرب اسلام قبول کرنے میں فتح کہہ کر منتظر تھے کہتے تھے کہ انہیں اس  
 کی قوم کے ساتھ جھوڑ دیا گیا وہ ان پر غالب آیا میں تو سچے نبی میں سہ جب فتح ہو گیا تو میری قوم اسلام لانے  
 میں ہلکی کرنے کی میرے والد النبیؐ کی قوم کی طرف سے اسلام لانے والی پہنچے سہ جب آئے تو میرے منہ کی قسم میں سچے نبی کی طرف  
 سے آیا ہوں کہ ایک نماز نماز نماز درت میں اور نماز نماز نماز وقت میں پڑھا کہ جب وقت نماز کے آئے تو پڑھا کہ کوئی اذان  
 دے اور امامت دے کہ جسے اذان زیادہ پڑھا اور اسے اذان دے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن والوں کوئی نہ تھا کیونکہ میں نے انہوں  
 سے یاد کرنا نہ تھا انہوں نے مجھے ہی آگے کر دیا حالانکہ میں سے

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف سارے عرب میں پھیلی ہوا تھا ہم نے بھی اس کو لیا تھا اس لیے تو حافظہ مدینہ طیبہ سے  
 آنا ہم اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور لوگوں کے برتاؤ سے پوچھا کہتے تھے۔  
 سہ یعنی بعض لوگ آیات قرآن پر نہیں مٹا کرتے تھے ہمارے بڑے تو اس کو قبول جانتے تھے مگر میں بچ تھا مجھے ایک  
 ایک اقتضایہ دین تھا کہ مجھ پر کا حفظ چھوڑ کر لکھ کر پڑھتا رہتا تھا میرے قلب میں وہ کلام بہت ہی گڑبگڑا تھا اس لیے میں شوق سے  
 بھی یاد کرتا تھا مثلاً شہور ہے ہونہار ہونہار کے چکنے چکنے بات سہ یعنی ہمارے حالات کے عرب لوگوں کو چونکہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و صحبات دیکھتے تھے اس لیے انہوں نے فتح کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی دلیل سمجھ  
 رکھا تھا کیونکہ ان حالات اور اس ماحول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کو فرمایا معجزہ ہی تھا لہذا ہی ہم سب کو کوئی اعتراض نہیں  
 سہ یہ اس آیت کی تفسیر ہے وَلَا تَلْمِزُوا النَّاسَ سُدَّ خُلُوفِ فِي دِينِ الْمَلَائِقَةِ أَفْعَالًا کہ ہر طرف سے فوج در فوج لوگ آ کر  
 مشرف باسلام ہوتے تھے میرے والد حضرت سلمانؓ کی قوم کے نمایندہ بن کر حاضر بارگاہ مجھے سہ معلوم ہوتا ہے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرت کو نماز کے احکام بہت تفصیلی بتائے باقی زکوٰۃ وغیرہ کے اجمالی کیونکہ مسلمان ہو کر  
 ہی نماز فرض ہو جاتی ہے زکوٰۃ سال بعد سال دوران میں وہ مسائل سمجھتے ہیں اور پھر بھی ان کی قوم میں عالم ملے  
 گا نہیں اس لیے صرف حافظ آیات امام بنائے کا حکم دیا گیا اس لیے آگے یہ فرمایا کہ اگر قرأت  
 میں برتری ہو تو عالم کو تولد اس احادیث پر مگر ثابت نہیں تو ان کا دینی مائیں عالم پر قائم ہو

فَقَدْ مُوْنِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعٍ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بَرْدَةٌ كُنْتُ  
إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ عَنِّي فَقَالَتْ أَمْرَةٌ مِّنَ الْحَيِّ لَا تَغْطُونَ عَنَّا أَسْتَ  
قَارَكُمْ فَأَشَارُوا فَتَقَطَّعُوا لِي قَبِيصًا فَمَا قَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرِحِي بِذَلِكَ الْقَبِيصِ  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَتَأْقِدَ مِنَ الْهَاجِرُونَ الْأَذَلُونَ الْمَدِينَةَ  
كَانَ يَوْمَئِذٍ أَمْرُ سَالِمٍ مَوْلَى ابْنِ حُدَيْفَةَ وَفِيهِمْ عُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ وَرَأَى  
الْبُخَارِيُّ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا

چھ ایامت سال کا تھا کہ مجھ پر ایک چادر تھی کہ جب میں سجدہ کرتا تو ہر چھ ساتھیوں کی ایک ہڈی کی ایک عورت بول کر اپنے  
قاری کے چہرہ میں بول نہیں دے سکتے تھے انہوں نے میرے لیے قبضہ خراب کر کھول دی تھے یہی غرضی اس قبضے سے سوئی آتی  
کسی سے نہ ہوتی تھی (نہ ہجاری) مروایت ہے حضرت ابی عمر سے فرمے کہ جب پہلے ہمارے درجہ میں آئے تو  
ان کی امامت ابو حذیفہ کے غلام سالم کو دے تھے حالانکہ ان میں حضرت عمر اور سلمہ بن عبد الاسد دوسرے تھے۔  
(ہجاری) مروایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں شخص میں جن  
کی نماز ان کے سر میں سے باشت بھراؤ پچھ نہیں اٹھتی وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے

لے جیتے اب انہوں نے امامت کے لیے کسی کو منتخب کرنا چاہا تو میں انتخاب میں آیا کیونکہ مجھے پتہ ہی سے آیات و کتب یاد تھیں مجھے  
عمر و خالد نے ملازمین کا طریقہ دیکھو صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر گئے تھے، بنا کر گئے گھر آکر دیا میں چھ ایامت برس کا تھا اور میرے  
بچے کو بڑھو جو اب سب تھے خیال رہے کہ حضرت ابی مسائل نماز سے خبردار تھے اس لیے انہوں نے ایسے بچے کو مانا جتنا ایسے  
سے کہ بچہ پوری خبر دیتی تھا اگر گئے کہا ہے اس سے بعض لوگ بچے کی امامت پر دلیل دیتے ہیں مگر غلط ہے ورنہ انہیں چاہیے کہ وہ  
نگے امام کے بچے کی پڑ پڑا کر ان کی حضرات کی برائیوں کو ان کے قابل دیکھیں کیونکہ ابھی تو ان میں اسلام شائع نہیں ہوئے تھے  
اچانک ہی علی ایسے بچے کو تختی ۱۵ کیونکہ مجھے امامت ملی اور ساتھ ہی قوم کی طرف سے ایک قسم کا انعام بھی خیال رہے کہ امام اعظم  
کے نزدیک بچے کی امامت کسی نماز میں جائز نہیں و نقل میں زعفران میں حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بچوں پر حدود جاری نہیں  
امامت نہ کرے حضرت ابی عباس فرماتے ہیں کہ بولونت سے پہلے بچے کی امامت جائز نہیں ہی قولی حضرت عمر فاروق اور صدیق اکبر کا  
ہے۔ بالغ کے نقل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے مگر بچے کے نقل شروع کرنے کے بعد بھی نقل ہی رہتے ہیں تب وجوب ہی  
ان بزرگوں پر ہوا ان صاحبزادوں کے دربار پر تو قریب کرتے ہیں مگر فقہا ہمارے کہ قولی پر عمل نہیں کرتے نہ افرازا، اس کی پوری بحث ہمارے  
کتاب ہمارے حصہ دوم میں دیکھو ۱۵ بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پہلے بعض صحابہ رضوانہ علیہم اجمعین گئے تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ  
عہ وسلم کے خاندان و سلمہ ان اسد جیسے صحابہ بھی تھے جن کو چونکہ اس وقت ابو حذیفہ ان قریہ ان سے گئے تھے غلام زیادہ قاری اور عالم  
ہیں تھے اس لیے وہ امام رہے اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہونے مفصول امامت کو رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

تُرْفَعُ لَهُمْ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوسِهِمْ مِنْ بَرٍّ رَجُلٌ أَمَرُ قَوْمِهِمْ لَهْ كَارُهُونَ الرِّفْعَةَ  
بِأَنَّهُ وَرُؤُوسَهُمَا عَلَيْهِمَا سَاطِخٌ وَأَخْوَانٌ مُتَصَارِمَانِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

### بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ بِعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ إِمَامًا قَطُّ أَخَفَّ صَلَوةً وَلَا  
أَقْوَمَ صَلَوةً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيَخْفَفُ  
مُخَافَةً أَنْ تَهْتِكَ أُمُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَنْجُرُ  
فِي صَلَاتِي وَمِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدٍ

جواس سے یہ ناراض ہوئے اور وہ عورت جو رکعت گوارے سے علائکہ اس کا خانہ دلا اس پر ناراض ہوا اور دنیا کیسات کرینے سے اس نے حال بدلے  
(ایسا ہوا) باب امام پر کیا چیزیں ہیں سب سے پہلی فعل ردا یت ہے حضرت انس سے روایتیں ہیں کہ میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی جس کی نماز  
حضور نے کبھی رسول اللہ علیہ وسلم سے سنی اور زیادہ پوری ہو سکا آپ نے کہہ دئے کہ وہ سننے تو بھلا کر دیتے اس خوف سے کہ  
اس کی ماں گویا ہو گئے کہ وہ ظلم کیا کرتا اور ایت ہے حضرت ابو قتادہ سے نقل ہے میں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں  
نماز شروع کرنا ہوں اور اسے دروازہ کھلا جاتا ہوں کہ بچہ کی روئے کہ آواز کس دیتے ہوں تو ان دنوں یہاں ہوا کہ اس کے  
روئے سے اس کی ماں کی سخت گھبراہٹ جان لینا ہوں میں نے سنا رکھا

قرآن میں مخصوص ہے سیکھنا ابن مسعود اہل ابن کعب معاذ ابن جبل سالم مولیٰ ابی حذیفہ (جامع صغیر سلطی)

لے ہیں جو دو مسلمان دنیاوی وجہ سے ایک دوسرے سے تعلق نہ رکھیں ہوں ان دونوں کو امام نہ بناؤ تاکہ اس وجہ سے وہ آپس میں  
کر میں سب خراب رہے کہ وہی وجہ سے یہ ایک بات میں جو حالت ہے جیسے ہم زنا یوں وغیرہ سے دور رہیں ایسے ہی کسی کی اصلاح کے لیے  
اس کا یہ ایک شے کہ ناسخا کرنا جو صلی اللہ علیہ وسلم اس تمام صحابہ نے حضرت کعب ابن مالک کا کچھ سکھانے کے لیے چاہیں وہ ان کی ایک شے  
کیا البتہ یہ حدیث اپنے معلوم پر ہے سب سے پہلی امام پر مقتدیوں کے کیا کیا حقوق ہیں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی  
نماز اور ائمہ ہوں جی۔ اس کے بعد وہ کوئی مستحب شے نہیں چھوڑنا یا خیال رہے کہ کوئی نماز سے مراد نہیں کہ سنتیں چھوڑیں یا اچھی طرح  
ادار کریں بلکہ اور یہ ہے کہ نماز کے ارکان و اذکار کے بعد کعبہ کا ریت ادا کرے دیکھ کر عرصہ مسجد کے کسی مسجد میں بارگاہ خیال رہے کہ  
حضور رسول اللہ علیہ وسلم کی طبیعت قرات و ذکر سے متغیر ہوں کوئی ہی معلوم ہوتی تھی البتہ یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں ہے  
جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرائت میں بھی نماز پر متغیر نہیں ہوا چنانچہ ان کو گھر سے لے کر ان کی قبریں جب گھر کو لے گئے روئے کہ آواز دہرائی تو  
سرکار ان کا دل کے خیال سے نماز کی کرتے تھے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز کی کامیابی کو آواز کس لینا اور اس کا لحاظ  
کرنا شے غریب نہ کہ غایت نہیں دیکھ کر نماز میں غیر میں متغیر کی روایت کرنا درست ہے جیسے بعض اصولوں میں مقتدیوں کی

أَمْرًا مِنْ بَنَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَوِّفْ فَإِنَّ فِيهِمَا السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَوةِ الْغَدَاةِ مِمَّا يُطِيلُ بِهَا قَمَارَ عَيْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَتِي أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفِرِينَ فَإِنَّكُمْ مَأْصِلِي النَّاسِ فَلْيَتَحَوَّزُوا فِيهِمُ الضَّعِيفُ وَالْكَبِيرُ وَذَلِكَ جَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أخطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ

روایت حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب تم میں کوئی لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ کر ان میں پیارا اور کدوا اور پڑھ میں اور جب ایک پڑھے تو جتنی چاہے دعا کر کے لے (مسلم بخاری ار حایت ہے حضرت عیسیٰ ابن عازمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو مسعودؓ نے خبر دی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے قسم میں فلاں کی وجہ سے نماز فجر سے پیچھے رہنا سہول ہو سیکو و دراز نہایت کرتے ہیں میں نے ہی مسئلہ اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ کہیں دیکھا میں غضبناک نہ ہو گیا پھر فرمایا کہ تم میں سے بعض نفرت والے ہیں جو کوئی بھی لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے متفق کر کے کہو کہ اللہ اس کے مزدور ہووے اور کام کاج و سلع میں سلع (مسلم بخاری ار حایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیں امام نماز پڑھایا کرے گی اگر درست کریں تو تمہارے لئے مینیت اور اگر خطا کریں تو تمہارے لئے عقیدہ ان کے لئے ہر سلع

سے نماز ملے گی جاسکتی ہے ایسی ہی کو اس لئے والوں یا مصلو کر کے والوں کی وجہ سے نماز اور کی جاسکتی ہے کسی میں شخص کی نماز بیور عایت کے ساتھ ہرگز نہیں جتنی ہے یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص بات میں ہے کہ صدیقی اکبر بحالت نماز آپ کو دیکھ کر متفکری بن جانتے تھے ۔ اس لئے اب عوام ماموں کا سال پر کس بے کہ کہی نماز مختصر پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز طویل خدا دا بیت دے سلع اس سے معلوم ہوا کہ امام کے حضور کی جا پر لوگوں کی شخص جماعت چھوڑ دے تو نگہ کار وہ نہیں ہے بلکہ امام بزرگ حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی کج کلمات کہہ کر ناہانہ دے دینے عبادت سے اور امام کی سرساز یا بزرگ متنبہ کیوں کے سامنے امام کی کجی کر سکتے ہیں اور ملت بھی اس میں اس کی اصلاح ہے کہ کہیں کہ ناہانہ کی اگر جماعت ہے مگر جب کہ اس کی کوئی خرابی نہ دیکھا ہو سلع میں اگر ایسی غلطی کریں جس کی کہیں خبر نہ ہو تو ہم عقوبت و مجرم نہیں کی اگر کہیں بہت چل جانے تو ہم پر نماز کا عادیہ وغیرہ واجب ہے چنانچہ اگر عوام بوجانے کہ امام نے دین یا بے وضو یا بے غسل غلبا یا اس کے کپڑے میں نجاست لگا لی تو صبر پر نماز نہ کرنا واجب ہے چنانچہ امام محمد نے کتاب الاما ن میں اس میں روایت کی عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما عن ابیہما

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفَصْلِ ثَلَاثِي الْفَصْلِ الثَّالِثُ عَنْ  
عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ أَخْرَمَ مَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
أَمَمْتَ قَوْمًا فَاحْتِمْ بِهِمُ الصَّلَاةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَمْرُ قَوْمِكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُنِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ  
أَكُونُ فَاجَسِّنِي بَيْنَ يَدَيْهِ لَكُمْ وَضَعَكُمْ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيْكَ ثُمَّ قَالَ تَعْمَلُ  
فَوْضِعَهُ بَيْنَ ظَهْرِي بَيْنَ ثَدْيَيْكَ ثُمَّ قَالَ أَمْرُ قَوْمِكَ فَمَنْ أَمْرُ قَوْمًا فَلْيُحَقِّقْ فَإِنَّ

بخاری ابوباب دوسری فصل سے خالی ہے تاہم سنی فصل روایت ہے حضرت عثمان ابن ابی العاص سے لے کر انہیں  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی نثری عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو انہیں ہلکی ناز پڑھا  
وہ وسلم اس کی دوسری روایت میں ہے کہ تم کسی قوم کے صلہ اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو فرماتے ہیں  
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے دل میں کچھ پاناہول سے فرمایا قریب آؤ مجھے اپنے سامنے بیٹھا باپت ہاتھ  
میرے سینے پر دو پستانوں کے درمیان رکھا پھر فرمایا پھر تو پاناہول میری ٹیٹوں کے دو گتوں کے درمیان رکھا  
پھر فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو ورنہ جو کسی قوم کا امام ہو تو ناز ہلکی کرے گا

ابن کلاب کہ آپ نے فرمایا جو نبوت میں ناز پڑھنے کو امام و مقتدی دونوں ناز لوں گا میں نیز عبدالمذاق نے حضرت جعفر سے  
روایت کی کہ ایک دفعہ حضرت علی نے جناب بیت میں ناز پڑھا دی تو آپ نے خود بھی ناز لوں گا اور مقتدیوں کو بھی ہونا کے حکم دیا۔  
نیز عبدالمذاق نے ابو امامہ سے روایت کی کہ ایک بار حضرت عمر نے جناب بیت میں ناز پڑھا دی تو آپ نے ناز لوں گا مقتدیوں نے ناز لوں گا۔  
علی رضی اللہ عنہ کو پڑھا تو آپ نے غاروقی اعظم سے فرمایا کہ سب کو ناز لوں گا جیسے بھی حضرت ابن مسعود نے آپ کی تائید کی تب غاروقی  
زوجہ کی اور سب کو ناز لوں گا نیز سارے علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر امام بغیر حکیم و خیر و ناز پڑھانے تو کسی کی ناز نہیں ہوتی اور ظاہر  
ہے کہ جیسی ہے و نحو اور جیسی کہنے والے کا تحریر بھی نہیں لہذا ان کی نازیں بیز تحریر ہیں۔ بہر حال یہ حدیث دو بابوں کا دلیل ہے  
مقتدیوں کے خلاف **نوعی** اس حدیث کی بنا پر وہاں کہتے ہیں کہ امام کی ناز کے بظاہر سے مقتدی پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر غلط ہے  
**مسئلہ ۱۱** اگر امام ایک عرصہ کے بعد کہیں کا فرمایا جائے گا تب تک بے وقت نازیں پڑھائیں تو مقتدیوں پر نازیں  
ہونا فرض نہیں کیونکہ امام اس فرقہ کے حلقہ سے خارج ہو جائے گا اور فاسق کی بات کا اعتبار نہیں۔ (فتح القدیر و مرقاۃ)

۱۲ کہ مقتدی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور بعد صدیقی و غاروقی ہیں مخالف کے عامل رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے  
بعد بنی ثقیف نے مزہ سنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایمان میں آخر تھے کہ تم میں آگے کیوں ہو گئے جاتے ہو اور سب کو انرا جوتے  
رہ کر دیا ۱۳ غاروقی آپ کے مخالف تھے وقت آخری یہ حدیث فرمائی ہوگی ۱۴ امام بننے کی حالت میں اگر وہ غرور و نودی یا موصو سے اور  
بڑے خیالات یا کمزوری کی وجہ سے امامت کی بہت نہیں پڑتی ہو سکتا ہے کہ توں ہی مراد ہوں ۱۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

فِيهِمُ الْكِبَرُ وَالْأَقْبَابُ فِيهِمُ الْبَرِيضُ وَلَاقٍ فِيهِمُ الضَّعِيفُ وَلَاقٍ فِيهِمُ ذَا الْعَجَازَةِ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ وَعَنْ إِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالْتَّخَفِيفِ وَبِوُفُقَانَا لِنَسَائَاتِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❖

**بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ التَّنَابُعِ وَحُكْمِ السَّبُوقِ**

**الفصل الأول** عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ مَنَاجِدَهُ لَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَّا ظَاهِرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ

اِس میں منہ سے ہاں پرستی اور کمزور اور کام کاغ داے میں اور جب کوئی نماز اکیلے پڑھے تو جیسے چاہے پڑھتا رہتا ہے۔ حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کبھی نماز کا حکم دیتے تھے اور خود نمازات سے ہماری امانت کرتے تھے سہ راہی مقتدی پر پیروی واجب ہونے کا حکم اور حکم مینوق ہونے کا باب یہ پہلا فصل۔ روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپ صبح اتریں گے تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک ہاتھ نہ جھکا تا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک زمیں پر نہ رکھتے تھے

ہاتھ پھرنے کی برکت سے آپ کے دل کی ساری بیماریاں جاتی رہیں ہجرات و ہجرت پہلے ہوتی تھیں جو دیکھا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ داغ ابلہ شکل کا تھا کیوں نہ ہو جب یوسف علیہ السلام کی قید میں یہ یوسف علیہ السلام کی آنکھوں کی بیماریاں دور کر سکتی ہے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دیکھ کر آپ کا دل دہس آپ کے ہنر کا قلب و قالب کی تمام بیماریاں ایک آنک میں دھج کر گئے ہیں ان کے سہارے سے کمزور طاقتور ہو جاتے ہیں اور کم ہمت دلیر صلی اللہ علیہ وسلم

سہ بیٹے ہمت میں نماز پڑھاتے تھے وہ جبر بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت میں ایسی دل کشی اور صابریہ تھی کہ صحابہ پر بھی نماز بھی لگتی ہوتی تھی اور ان حضرات پر ایسا فیضان ہوتا تھا کہ بیماریاں جاری ہو جاتی جاتے تھے کام کاغ و لہجہ جاری ہوا جاتے فراموش کر دیتے تھے اور کمزور طاقتور بن جاتے تھے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احکام میں ہمارے اور مرقاۃ قولہ کہ اس وقت صحابہ کے ذوق کی یک کیفیت ہوتی تھی وہ جانتے تھے کہ ایک رکعت میں نماز اگر گزر جائے مبارک میں وہ انکھیں جھپٹوں گے وہ مزدیجہ امبارک میں وہ انکھیں جھپٹوں گے خدا بھائی آواز سنتی خیال کرے کہ اس حدیث میں عام حالات کا ذکر ہے ورنہ بعض مخصوص حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نازیں حق تعالیٰ پر لہا اہمیت اس کے خلاف جنس کو آپ پر رکھنے کے لئے آواز سن کر ناز کی فراہم تھے سہ نماز کے ہر وقت کی کوہم میں حق تعالیٰ کی تین قسمیں ہیں مذکر جوادوں سے ہر تنگ امام کیساتھ ہے مینوق ہوا آخر نماز میں امام کیساتھ جوادوں کے لایا اس کا جو کس میں اول نماز پائے آخر پائے خیال کہ مقتدی و اشغال نماز میں امام کی پیروی واجب ہے ذکر احوال سہ آپ نے شیوہ میں میں غور و خفا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّهَتْهُ عَلَى الْأَرْضِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا أَقْبَلَ صَلَاتُهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أَمَّاكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِصْرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَادُرُوا إِلَّا مَا مَرَدَاكُمْ فَكَذَرُوا وَإِذَا قَالَ

اسلم بخاری، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک دن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا حال جب نماز پوری ہوئی تو ہم نے اپنے چہرے سے متوجہ ہونے فرمایا اسے لوگو! میں ہمارا امام ہوں، لہذا اگر کوئی میرے قیام اور رکوع میں مجھ سے آگے نہ چھو سکے۔ یہ سیکھ کر میں تم کو اپنے گھر سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی ملے۔ اسلم اور اس کے صحابہ ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام سے علیحدگی نہ کرو جب وہ بخیر کہے تو تم بغیر کہو اور جب وہ کہے کہ لا الہ الا انت تو تم کہو آمین

اس سے پہلے نماز میں لوگوں کی وجہ سے اسلامی فوج میں دے گئے جیسا کہ جملہ مصنفین اور مفسرین میں امام ابوحنیفہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شروع کر دینے پر ہم فخر سے چھٹنا شروع کرتے تھے اس حکم کو کہ مقتدی کا امام سے آنا پیچھے رہنا سنت ہے اور امام کہتا تھا کہ نماز میں نماز میں صاحب جنتی کہ اگر امام رکوع سے سر اٹھائے اور مقتدی ابھی تک رکوع کا تین بیس نہ پڑھ سکا تو بیس میں پھوڑ کر امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اگر مقتدی رکوع میں امام سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا تو پھر لوٹ جائے یہ اس کا ایک ہی رکوع ہوگا کہ دو (مراقا) اسلئے آگے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ امام سے پہلے رکوع میں پہنچے اور امام کے رکوع میں گئے سے پہلے اٹھ جائے اس صورت میں اس کا رکوع نہیں ہوا کیونکہ امام کے ساتھ شرکت نہ ہو سکی دوسرے یہ کہ امام سے پہلے رکوع میں گیا مگر بعد میں امام بھی اس سے مل گیا یہ مکروہ ہے لیکن رکوع صحیح ہوگا کیونکہ امام کیساتھ شرکت ہو گئی اسلئے یہاں مراقا نہ فرمایا کرتی صلی اللہ علیہ وسلم میں بشریت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتہ ہونا) آپ کی بھی بشریت کے حالات ظاہر ہوتے تھے بھی ملکیت کے ہر طرف سے دیکھنا شرکت کی صفت ہے تو بعض اوقات خصوصاً نماز میں آپ سے ظاہر ہوتی ہے لطف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراقا میں حساسی یہ ہے کہ نماز میں بندہ کھٹے کھٹے رکوع بکھڑا ہوا اگر یہ نہ سمجھے کہ رکوع کیا ہے تو کھٹے کھٹے رکوع رہا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی یہ کھچ کر نماز پڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں تجھ پر نیکیاں آسمان بیسے کہ نماز کی یہ کھچ کر نماز پڑھے کہ رکوع بھی مجھے دیکھ رہا ہے اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسلئے نبی نماز کے اقوال و افعال سب میں امام سے پیچھے رہے آگے نہ بڑھو خیال رہے کہ دیگر بخیروں میں مقتدی کا امام سے آگے بڑھنا مکروہ ہے مگر بخیری میں نہ کہ بڑھنا نماز کو خدا کے دھکا دیاں ضرور ہے کہ امام کے بعد بخیری میں پیچھے رہنے کی اس قیام سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقتدی کی سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جب تم ذکر (تسبیح) پڑھو تو تم کہو آمین







فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَيْ يَكْرِفَكَ أَنْ أَبُوبَكْرٍ يَصِلُ قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ قَاعًا أَيْ قَائِمًا أَبُوبَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقِفُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ تَمَّهَا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيرَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْضُ الَّذِينَ يَدْفَعُونَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ جَارٍ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ ۝

الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ عَلِيٍّ وَمَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا

اور حضرت صدیق کی باتیں سنیں گے کہ کہ صدیق کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر اور صدیق ابکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا آئندہ کر رہے تھے اور ابکر صدیق ابکر کی نماز کی تھ (مسلم بخاری) اور ان دونوں کی دوسری روایت میں ہے کہ صدیق ابکر کو گولی کو بکیر سنا ہے تھے۔ روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں غیبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اچھا سلام سے پہلے اٹھا لیتے تھے اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کا سر گرنے کا سا کہتے تھے (مسلم بخاری) اور دوسری مثل روایت ہے حضرت علی اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم سے کوئی نماز کو لے اور امام کی حالت میں ہو تو جیسا امام کرے

مرا ہے وہی خود کرے گا

صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے تھے کہ ادباً کچھ بہت کہ مقتدی بننے لگے یہ ادب شرک نہ تھا بلکہ ال کال توحید میسر ہے کہ صدیق ابکر نماز کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بلکہ اشاروں کی اطاعت کرتے تھے کہ اشارہ ابکر کھڑے نہ ہے کیوں نہ ہو کہ نماز میں ابکر کی اطاعت ہے امام ہی کہ مقتدی ہو کہ روئے داہنی جانب بیٹھنے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے تمام کی امتیں منسوخ ہو جاتی ہیں کیوں نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہو تو ایسا کی امت کی یعنی نبوت منسوخ ہو جی کہ اس طرح کہ ابکر صدیق کو گولی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بکیر ہی پہنچاتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس نماز کے دوران کہ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بوجہ ضعف و درنگ نہ پہنچ سکتی تھا فرماتے ہیں اگر امام بہت کمزور ہو یا کچھ عجیب زیادہ ہو تو وہ فرائض ابکر مقتدی امام کی بکیر کی گولی کیسے پہنچائیں اس کا اختیار حدیث سے مسئلہ یہ حدیث اپنے ظاہر سے معنی ہے کسی کی نادانی کی ضرورت نہیں یعنی امام سے کچھ بڑھنا اتنا جرم ہے کہ اس پر ضرورت سے سوکتی ہے اگر کسی نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا مسودہ ہے یہاں مرقا نے ایک عجیب و غریب بیان کیا کہ ایک محدث دمشق کے کی مشورہ کے پاس حدیث کیسے گئے وہ فرمایا ہے میں نے کہا کہ ابکر حدیث چھوڑا کرتے تھے ایک دن ان کے محل پر پردہ اٹھا تو ان کا منہ لکھی لکھی اور وہ لکھی اس حدیث کو خلاف عقل سمجھ کر ان کی نشر کے لئے امام سے آگے بڑھا تھا تو اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا مسئلہ یعنی ابکر یا معاذ بن جبل نہ پڑھے بلکہ امام کے ساتھ شریک

يُضَنُّمُ الْإِمَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ اثْنَيْ عَشَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جُمِعْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سَجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا  
 تَعُدُّوهُ شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى اللَّهُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ  
 الْأُولَى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ تَارِيخُ بَرَاءَةٍ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ التَّبَاغِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

ترمذی (اور فیما کہ یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس سے کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکوع پایا  
 اس نے رکعت پائی (ابوداؤد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 جو اللہ کے لئے چالیس دن یا جماعت نماز پڑھے کہ پہلی تکبیر پانچ بار ہے تو اس کے لئے دو سو بار دے لکھے جائیں گے ایک  
 پورا دن کے لئے آزاد دی کا دو سو بار انفاق سے آزاد دی کا سہ (ترمذی)

ہوئے سلام پھرنے کے بعد باقی ماندہ نماز پوری کرے یہ حکم مبیقون کے لئے لایا تاکہ ہم اس کے برعکس ہے وہ پہلے چھوٹی ہوئی نماز  
 بغیر قرائت پڑھے گا پھر امام کے ساتھ ملے گا سہ لئے چھوٹے سے رکعت نہ ملے گی ہاں ثواب مل جائیگا تاکہ یہ کسی سے مراد ہے  
 سہ اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک وہ کہ رکعت سے مراد رکوع ہے اور صلوٰۃ سے مراد رکعت یعنی رکوع مل جانے سے رکعت  
 مل جاتی ہے معلوم ہو کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں اور نہ فرض ہے کہ رکعت پڑھنے پر رکعت نہ ملنی اور نہ یہ کہ رکعت رکعت سے  
 مراد رکعت ہے اور صلوٰۃ سے مراد نماز یعنی جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پائی اسے جماعت مل گئی۔ اس لئے امام محمد نے  
 فرمایا کہ جو اس لئے ملے گا جسے امام کے ساتھ ایک رکعت مل جائے گی جو کہ اس سے کم ملے گی پر جماعت نہیں تھی اور جماعت ہمیں شرط  
 مگر تعین فرماتے ہیں کہ جو نماز امام سے پہلے جماعت میں داخل ہو گیا اس کو جہد مل گیا حتیٰ کہ اگر امام کے سجدہ ہو سبوں مل گیا جب بھی جمعہ  
 مل جائیگا تفصیل کتب فقہ میں دیکھو واقعی عجیب ہے اس لوگ ملائی تاریخ نے حدیث کے ضعف اور قوت پر بحث کر کے سب کو  
 مخاطب میں فرمایا کہ شیخ محمد الدین ابی علی فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بخاری تھی کہ جو ستر بار اور بار شریف پڑھے سب سے بڑھ کر کسی کو بخش دیا جائے  
 تو اسکی مغفرت ہوتی ہے میں نے اسکا کلمہ پڑھا تھا ایک بڑا میرے ہاں دعوت میں ایک جتنا کشف چوان حاضر تھا اہماک رکھ کر دے لگا  
 سبب پوچھا بولا میں ابی اٰل کو دروغ میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں وہ پڑھا وہ کلمہ اس کی ماں کو بخش دیا وہ جوان اہماک  
 پس پڑا اور بولا کہ اب میں اسے جنت میں دیکھتا ہوں میں نے اس حدیث کا کشف میں اس کی کشف سے معلوم کیا کہ اسکا کشف کی  
 صحت حدیث سے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اسکا کشف سے ستر جنت و درجہ مل رہے تھے وہ سب میں اور وہ تین تین میں جنوں پر رسول  
 اکرم پڑھا کہ کشف جاتا ہے حدیث سے یہ واقعہ مولوی محمد قاسم نے بھی تحریر اناس میں میں نے بعد ازاں کی طرف منسوب کیا ہے سہ  
 میں نے اس کی ایک رکعت ہے یہ شخص دس یا بیس منافقین کے اہمال سے محفوظ رہا ہے گا اسے اطمینان ہے کہ وہ قراۃ حضرت میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاحْسَنَ  
وَصُوءَهُ ثُمَّ رَأَى قَوْجَدًا النَّاسَ قَدْ صَلُّوا أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرٍ مَنْ صَلَّاهَا وَحَصَّهَا  
لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِ هُمُ شَيْئًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ  
عَلَى هَذَا أَقِصَلِي مَعَهُ فَقَافَرُ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ الْفَصْلُ  
الثَّلَاثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَا تُحَدِّثُنِي  
عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وضو کر کے توجہ کر کے پھر  
پہلے لوگوں کو پائے کو نماز پڑھ چکے، اللہ اسے اس کی طرح ثواب دے گا جس نے نماز یا جماعت پڑھی یہ ان کے  
ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا نہ (ابو داؤد و ترمذی) اور روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں ایک صاحب  
آئے ملا کر بنی علی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے تو حضور نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو اس پر  
احسان کرے کہ ان کے ساتھ نماز پڑھے ایک صاحب کھڑے ہوئے ان کے ساتھ نماز پڑھ لے (ترمذی و ابو داؤد)  
تیسری فصل روایت ہے حضرت عبید اللہ ابی عبد اللہ سے فرماتے ہوئے کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں مگر  
سہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی بابت کچھ بتائیں گی فرمایا ہاں ضرور  
میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

عذاب سے نہایت پائے گنجائش ہے کہ انسان تہذیباً چالیس برس تو ہی پھر مال کے پیش میں ۱۰۰ ہویں نطقہ چالیس دن خون پھر پائے  
روزہ اور بارہ گوشت نہ تنہا بعد ولادت ان کو چالیس چالیس دن ہی نفاس آسکتا ہے چالیس سال میں عقل کامل ہوتی ہے اس لئے  
پہاں چالیس کا عدد مکرر ہوا ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص اختیار کرے تو اس کے دل کی طرقت زبان پر حرکت  
کے پیشے چھوڑے گا یہ حدیث مونیہ کے جلوں کی اصل ہے مرقاۃ نے فی باسلاف صالحین کی اگر کوئی جماعت چھوڑ جاتی تو اسات  
سات روز تک لوگ تعزیت کے لیے آتے، تجزیہ تحریر پائے کے معنی یہ ہیں کہ امام کی قرأت شروع ہونے سے پہلے مفتی کی  
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھ کر سب سلام کیوں کر نہ جماعت کی نیت کو کوشش تو کی اتفاقاً پاس کا بلکہ جماعت چھوڑ پائے پر سوس  
کو جو حضرت اور اسوس ہوتا ہے اس کا ثواب بہت ہے ہر سب کچھ اس کے لیے ہے جس نے کو ناجی نہ کی ہو وقت کے انداز میں غلطی  
ہو گئی ہو نہ کچھ ہو نہ اسے صاحب ابوبکر صدیق تھے میرا کہ یہ بھی شریف ہیں سے اور یہ وقت فجر و مغرب کے علاوہ ہوا  
وہ صاحب امام بیٹے ابوبکر صدیق مفتی ان کے فرض ادا ہونے صدیق ابوبکر کے نقل اس سے چند سب سے معلوم ہونے ایک سب کہ

وَسَامَرَفَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ قَالَ فَقَالَ  
 ضَعُوْا لِي مَاءً فِي الْمَخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ قَدْ هَبَ لَيْثٌ وَأَغْغِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوْا لِي مَاءً  
 فِي الْمَخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ دَهَبَ لَيْثٌ وَأَغْغِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَاقَ فَقَالَ  
 أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوْا لِي مَاءً فِي الْمَخْضَبِ  
 فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ دَهَبَ لَيْثٌ وَأَغْغِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا  
 هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالنَّاسُ عَكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ صَلَّى

ہر بار ہو گئے تو فرمایا کیا لوگوں نے انتظار نہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہاں سے لینے لگی میں ہائی رکھو فرمایا  
 میں نے نہ دیکھا آپ نے غسل کیا پھر اٹھ گئے تو بے ہوش ہو گئے تھے پھر اُٹھ کر فاتر ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے انتظار نہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ  
 آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا ہاں سے لینے لگی میں ہائی رکھو۔ فرمایا میں پھر حضور پر بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھ گئے تو آپ پر سب ہوش  
 طاری ہو گئی تھے پھر اُٹھ کر فاتر ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے انتظار نہ کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں وہ کہ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہاں سے  
 لینے لگی میں ہائی رکھو پھر بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھ گئے تو بے ہوش ہو گئے تھے پھر اُٹھ کر فاتر ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے انتظار نہ کیا کہ میں نے عرض کیا  
 نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں بیٹھے ہیں سے

جماعت شانیہ ہمارے ہاں ہر روز کی مسجد میں نوہر طرے ملے کہ مسجد میں جہاں امام مقتدی مقرب ہوں وہاں پہلے امام کی جگہ سے ہٹ کر دوسرے  
 یہ کہ وہ شخصوں کی جماعت سے بھی شواب جماعت کل جانا ہے میرے یہ کہ اگر فرض والے کے ساتھ ایک نفل والا بھی شریک ہو جائے تب  
 بھی جماعت کا شواب کل جائیگا۔ اس مرض سے ہر امر میں وفات شریف ہے چونکہ اس زمانہ میں امام المومنین ہی حضور صلے اللہ علیہ و  
 سلم کی تیار و درج ہیں۔ اس لیے صابر کرام آپ ہی سے اس مرض کے حالات پوچھا کرتے تھے خیال نہ رہے کہ ہر سال کی حضرت عبداللہ  
 ابن عبداللہ ابن عبد اللہ ابن مسعود بذل میں بیٹھے عبداللہ ابن مسعود کے بقیے اور عمر بن عبدالعزیز کے دستار فقہانے مدینہ میں سے  
 تاج میں تھے تاہنا تھے ۹۰ء میں وفات پائی۔ حق ہے کہ ان کے والد بھی تاج میں ہیں ان کی وفات ۸۰ء میں ہوئی۔

سے مخصب اور مرکن قرآن مجید میں بیٹھے کچھ شے دھونے کا برتن۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم  
 کو نماز جماعت سے کتنی محبت تھی کہ ایسی سخت تکلیف میں بھی جماعت ہی کی فکر ہے۔ صابر کرام کا یہ عشق تھا کہ حضور صلے اللہ  
 علیہ وسلم کے گریز نماز پڑھتے تھے اگرچہ قضا ہی ہو جائے سب شایہ غسل ہے مراد وضو یا وضو کے لینے یا تھو دھونا ہے۔  
 وہ ہر بار غسل کرتے کہ کوئی درج معلوم نہیں ہوتی۔ نیز جب ضعف کا یہ حال ہے کہ جنبش پر غسل طاری ہو جاتی ہے تو غسل کیسے  
 ہو سکتا ہے سب سے بڑی شے ایک قسم کی بیماری ہے لہذا انبیاء کے کرام پر طاری ہو سکتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے فَخَذَّ مَقْصُودَهُ  
 صَافِقًا جَبْرًا قَاتِلًا قَاتِلًا۔ اور جب۔ اس سے انبیاء کرام محفوظ ہیں۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت انبیاء پر  
 غسل میں بھی غسل نہیں کی جاسکتی ہے نہ کہ ہبیر و ہبیرہ کی کردہ غسل جنوں کی مثل ہے سب سے بعض کا خیال ہے کہ یہ بار بار غسل

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الْوُضَاءِ الْآخِرَةِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَا بُنَيَّ صَلِّ يَا نَكَاسٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَصَلِّيَ يَا نَكَاسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَفِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ يَا نَكَاسٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ فَصَلِّ أَبُو بَكْرٍ يَذْكُرُ ذَلِكَ الْإِيَّامَ ثُمَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ خُفَّةً وَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ وَذِي صُلُوفٍ الظُّهْرُ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيُ يَا نَكَاسٍ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوَّلَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى

آخری وضو کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے تھے کہ جب تک کہ تم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو پیغام نبیہا کر لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ کے پاس قاصد آیا کہ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ تم لوگوں کو نماز پڑھائیں کہ ابو بکر صدیق ترمذی تھے فرمایا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ کہ عمر فاروق نے عرض کیا کہ اس کے بعد اس آپ ہیں یہ چنانچہ اس زمانے میں ابو بکر صدیق نماز پڑھاتے سے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں بہک چکے یا اوروہ شخصوں کے درمیان نماز پڑھ کر کے بیٹھ چکے ہیں اس سے ایک عرصہ تھا کہ اور ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابو بکر صدیق نے آپ کو دیکھا تو پیچھے جانے لگے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علاج کے لئے تھا کہ بخار کا علاج غسل تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ عرب میں بعض بخاروں کا علاج سورج نکلنے کے وقت کا غسل ہے نیز اگر عورتیں سونا تو یہ سہ نماز بھی ہو سکتا تھا ہاں نہ دھوا نہ عابریہ آواز دیتے تھے کہ بے ادبی ہے اور وہ اکیلے نماز پڑھتے تھے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے محرومی سے پہلے بیٹھے حضرت بلال و زید بن رسول اللہ بعض تاریکی روایات میں ہے کہ آپ روئے ہوئے کہنے والے کہ ابو بکر کو نماز پڑھنا اور جلا سید بنوی ویران ہو چکی آج بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جماعت ہوگی پھر یہ سیدنا عمر بن خطابؓ کا عہد ہے کہ ابو بکر کو جب کے لئے ہے کہ ابو بکر بعض روایات میں بھی ہے کہ فرمایا جہاں ابو بکر ہوں وہاں کسی کو امامت کا حق نہیں ہے اس زمانہ میں عمر بن خطابؓ سے سترہا بنی ہند بلکہ اہل ہندوستان کے کہہ کر کہ آپ کو نہایت خشاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصطفیٰ نال دیکھ کر میرے دل میں گونگوں کو قدرت درسا سکون کا چین مل گیا میں گئے یہ میری کیا مجال کہ آپ کو جو لوگ ہیں لاکھوں آپ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب میں کہنے آپ کی اس امامت سے لوگوں کی تقدیریں والہ تہہ ہو چکیں اس سے بہت سے سرسبز درخت کھلیں گئے آگے بڑھتے اللہ آپ کو مہر دے گا یہ یعنی داہنی طرف اور بائیں طرف باری باری کی سے حضرت علی مرتضیٰ افضل ابن عباس اور اسامہ بن زید جیسے کہ مرتبہ و فیر میں ہے خیالی رہے کہ یہ جوارات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار واری کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہوئے وہ سمجھتے تھے کہ اگر آخری خدمت ہے جتنا موقع مل جائے خدمت ہے۔ ش عود

فانہیں اگر قضا ہوں پھر ادا ہوں + نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں  
کہ معلوم ہو کہ ان نمازوں میں صدیق اکبر جہاں سے ہو گا۔ کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کو کنکبیروں سے دیکھتے تھے



اللہ علیہ وسلم یأت لایتاً آخر قال اجلسا فی الی جنبہ فاجلسا ۱۱ الی جنب ۱۲ ارف  
 بیکو والنبی صلی اللہ علیہ وسلم قاعد ۱۳ وقال عبد اللہ قد خلعت علی عبد اللہ بن  
 عبنا بن فقلت لہ الا اعرض علیک ما حدتہ بنی عائشہ ۱۴ عن مرض رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ہاں فعرضت علیہ حدیثہا فہما انکرہا فہما شیعنا غیر  
 اتہ قال اسمعت لک الرجل الذی کان مع النبی ارف قلت لا قال هو علی متفق علیہ  
 وعن ابی ہریرۃ ۱۵ اتہ کان یقول من ادرک الذکۃ فقد ادرک السجدة ۱۶ ومن

نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے بڑھاؤ فرمایا کہ ابوبکر کے برابر بیٹھا دو اور اسے آپ کو ابوبکر کے برابر بیٹھا دیا اور  
 بنی کریم پہلے الشعلیہ کو سلم بیٹھے ہوئے تھے سلم عبد اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبد اللہ بن عباس کو کیا سگ اور ان  
 سے عرض کیا کہ میں آپ پر وہ حدیث پیش کر دوں جو مجھے حضرت عائشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا کی کے خالق  
 سنائی فرمایا لاؤ میں نے ان پر ان کی پوری حدیث پیش کر دی آپ نے اس کا کچھ بھی انکار نہ کیا مجھ سے اس کی فرمایا کہ حضرت  
 عائشہ سے کہتے ہیں ان صاحب کا نام بھی جانا جو حضرت عباس کے ساتھ تھے میں نے کہا انہیں فرمایا وہ علی تھے سلم علم بخاری  
 روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے تھے میں نے رکوع پایا اس نے رکعت پائی اور مجھے الحمد  
 کی قرات چھوٹی گئی

یعنی تن بکار اور دل بیاہر چل تھا اللہ کا مال نماز کچھ نصیب ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ خیال رہے کہ یہ حضرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سے شریف سے محراب النبی تک لائے یعنی آدمی صنف کے سامنے  
 گزرنے کے لئے یہ گزرنے والا نہ تھا کیونکہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا شری حکم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔  
 خیال رہے کہ صدیق اکبر نے اس زمانہ میں ہمارے عزیزین پڑھا ہاں میں کیونکہ دو دن پہلے عشا کے وقت آپ کو امام بنایا گیا اور آج ظہر کو  
 یہ واقعہ ہوا ۱۲۔ بعض مفسرین نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی سے ناراض تھیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ نے نہایت کے موقع پر  
 آپ کی حمایت پر مدد نہ دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ حضور آپ کو جو بال اور جیل ہائیں لگی ہوگی غلط ہے کیونکہ دوسروں سے عائشہ صدیقہ  
 نے آپ کا نام لیا ہے جیسا کہ بہت سی روایات میں ہے (مرقاۃ) نیز تعجب ہے کہ امام موسیٰ بہاؤ توحید رضی اللہ عنہ کا نام تک نہ لیں اور آپ  
 کے اکثر فضائل کا رد ہائیت حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہیں نام نہ لیں فضائل بیان کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے بلکہ اس کی وجہ وہی ہے  
 جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ اس جانب کچھ رد و حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ رد و فضل ابن عباس اور کچھ رد و حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ  
 عنہ کے رد و آخر حضرت انوار کی ظہر کا ہے سو سوادی یعنی خاص و فاضل کے دن فجر کے وقت اولا آپ نے پڑھا تھا کہ قباوت کو دیکھا اور  
 دعا میں دیں دوسری رکعت میں تشریف لاکر نماز میں شریک ہو گئے پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوئے میں اور صدیق متذہبی  
 مگر سو مادی کی فرمیں صدیق اکبر ہی امام رہے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی ہے اور اسی دن وقت  
 شریف ہو گئی یہ تہذیب کی تحقیق ہے اور اس سے تمام روایتیں صحیح ہو جاتی ہیں۔

قَاتَتْهُ قِرَّةٌ أَمَّ الْقُرَّانَ فَقَدْ قَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَنْهُ أَتَاهُ قَالَ لَيْسَ يَزِيدُ  
رَأْسَهُ وَيُخَفِّضُهُ قَبْلُ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا قَاتَتْهُ بِبَيْدِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مَالِكٌ

### بَابُ مَنْ صَلَّى صَلَاةَ مَرَّتَيْنِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ مَعَاذُ يُصَلِّي  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهُ  
تَأْفِيلَةٌ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ زَيْدِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدٍ خِيفَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ

اس کی بہت خیر خواہی رہی ہے مالک، روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ جو اپنا صبرِ عام سے پہلے اٹھتا تھا جبکہ آج اس کی پیشانی  
شیطان کے ہاتھ میں ہے مالک

### بَابُ جُودِ بَانِتِ زَارِ پڑھے

پہلی فصل روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے  
تھے پھر اپنی قوم میں آتے انہیں نماز پڑھاتے تھے وہ مسلم بن حارث کی روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ  
بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے وصال کی ہجرت کی قوم میں آئے انہیں ہوشا پڑھتے تھے ان کی زندگی نماز پڑھتی تھی  
دوسری فصل روایت ہے حضرت زید بن اسود سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حج میں صبر سوا تو میں نے آپ کے  
ساتھ مسجد شریف میں فجر کی نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ کر بیٹھے اور میرے تو اس خسر کی قوم میں

لے اس کی خبر پہنچے ہوگی وہاں بتایا جا چکا ہے کہ کوہِ پائے سے رکعت کی جگہ سے اور مقتدی پر فاقہ پڑھا فرض نبیوں خیر سال ہے  
کہ کوہِ پائے کے سامنے ہیں کہ مقتدی کی بجائی خیر ہے پھر مقتدی ایک بیچ قیام کرے پھر خیر کرے کہ کوہِ پائے میں ہاں ہے لے لینے شیطان  
اس سے پھر کہیں کہہ رہا ہے یہ دونوں حدیثیں اگرچہ موقوف ہیں مگر غور سے سمجھ میں ہیں سہ حقیقتہً دوبار پڑھے اس کی بہت سورتیں  
ہیں میں سے ہے کچھ کا ذکر ملاحضت کے اوقات میں ہو چکا ہے لے اس کی خبر جو تین گز رہی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے  
نفل کی نیت کرتے اور قوم کے ساتھ فرض پڑھتے تھے اور نفل پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی برکت حاصل کرنے کیلئے  
تھا لے ہاں ہے کہ کچھ کام کر آپ کی پہلی نماز ہے جو حضور صلی اللہ کے ساتھ ادا کی لینے پہلی نماز نفل سورت تھی اور دوسری فجر میں  
اور اگر اس کام پر دوسری نماز ہو تو نافلہ کے نگوئی میں ہلا ہو گئے یعنی نماز قرآن کریم نے اس میں فرض نماز کو کسی نفل فرمایا ہے  
فہم یجدہ یہ نافلہ مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد میں بھی مگر اس کی تاخیر میں زندہ فرمایا گیا اور اگر نماز لیا جائے کہ آپ اوقات فرض  
پڑھتے تھے نماز میں نفل تو آپ کا اجزاء تھا۔ اسی ہے بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا اے مہاجر

[illegible]

إِحْتِئَ الْمَسْجِدَ وَكَذَلِكَ قَدْ صَلَّيْتَ فَأَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَكَذَلِكَ  
قَدْ صَلَّيْتَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ، وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ  
أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ يُصَلِّي أَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَ  
تُعَامُ الصَّلَاةُ فَاصْلِي مَعَهُمْ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ سَأَلْنَا  
عَنْ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَذَا لَكَ لَهُ سَأَلَهُمْ جَمْعُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُو  
دَاوُدَ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ  
فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَأَلَهُ لِي جَلِيسًا فَقَالَ أَلَمْ تَسْلُكُوا يَا يَزِيدُ قُلْتُ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ اسْمَعْتُ

عند وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ کر ہو جائے کہ کسی کی باتیں تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لو گھر پہنچے پہنچے  
پڑھ لو گھر پہنچے اور یہ ہے ایک شخص اسدا ابن خزیمہ سے کہ انہوں نے حضرت ابویوب انصاری سے پوچھا کہ ہم میں  
کوئی ایسی جگہ نماز پڑھ لے جس میں اسے اہل نماز کی بکری ہو تو کیا میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں میری دل میں اس سے  
بیکھ شے ہے تب ابویوب نے فرمایا کہ تم نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس کے لینے  
وہ جس سے ہے (مالک و ابو داؤد) روایت ہے حضرت یزید بن ابی ماکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
ہوا آپ نماز میں تھے میں بیٹھ گیا اہل نماز کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ  
ہوئے میں بیٹھا ہوا تھا تو فرمایا اے یزید تم مسلمان نہیں میں نے عرض کیا۔ ہاں رسول اللہ میں مسلمان ہو چکا

کہ یہ علامت کفایت ہے شہید کہ کچھ نماز پڑھ کر ہو چکا ہوگا ممکن ہے کہ کسی دور کے ملاک کے باشندے ہوں اور اپنے ملاک میں مسجد میں نماز  
پڑھ کر آئے ہوں یہاں اہل ایمان پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے نہ یہ جماعت گھر میں نماز کیوں پڑھی  
سے یہ حکم استحبی ہے اور یہ نماز فعل ہوگی لہذا انہیں اوقات میں ہونے کے ہیں میں بعد فرض فعل جائز نہیں لینے ظہر و عشا خیال ہے  
کہ یہ جماعت اولی کے آداب میں دوسری جماعتیں ہوتی ہیں تم وہاں بیٹھے ہو کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ جو کچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے صدیق اکبر کو حکم دیا کہ نماز پڑھ لو وہ جماعت ہوتی رہی اور سرکار میں صحابہ میں تشریف فرما رہے تب ایک  
تجدید کا نام ہے جس کا سرور اعلیٰ اسدا ابن خزیمہ ہی مذکور کیا اس میں حاضر ہے لہذا یہ معنی کا ایک دلیل ہے تب شہید یہ ہے کہ جب  
گھر میں ایک نماز پڑھ لے تو دوبارہ کیوں پڑھوں ایک دن میں ایک نماز دوبارہ نہیں ہو سکتی تب ابھی یہ جماعت کی نماز فعل ہوگی  
مذکور فرض لہذا ایک غلط فہمی اور اس سے کہیں جماعت کا ثواب نفع میں مل جائے گا تب کیونکہ اپنے ملاک مسجد میں ہونا  
نماز پڑھ کر آنا گھر میں ایک نماز پڑھ کر آنا گھر کے گھر در ہو گئی مسجد میں نماز ہو چکی ہوگی

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ قَالَ إِنْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي  
مَنْزِلِي أَحِبُّبٌ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُ فَقَالَ إِذَا اجْتَمَعَتِ الصَّلَاةُ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ  
مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ تَكُنْ لَكَ تَأْفَلَةٌ وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ  
ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ أَفِي أَصْلِي فِي بَيْتِي ثُمَّ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ  
فِي التَّسْجُدِ مَعَ الْإِمَامِ أَفَأَصِلِي مَعَهُ قَالَ لَهُ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ أَيُّنَهُمَا أَجَعَلَ صَلَاتِي  
قَالَ ابْنُ عُمرَ وَذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَجْعَلُ أَيُّنَهُمَا شَاءَ رَوَاهُ

فرمایا کہ میں لوگوں کے ساتھ نماز میں شرکت سے کس نے منع کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اپنی مگر میں نماز پڑھ چکا  
ہوں میں کچھ آپ حضرت نماز پڑھ چکے تھے تو فرمایا کہ جب تم نماز کو ادا اور لوگوں کو پراگندہ کے ساتھ نماز پڑھو اگر  
چہ پڑھ چکے ہو یہ نماز تہا کی نفل ہو جائے گی اور وہ فرض ہے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے  
کہ کسی نے ان سے پوچھا عرض کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں پھر امام کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا ہوں کیا اس  
ساتھ بھی پڑھوں فرمایا ہاں اس نے کہا ان دونوں میں سے اپنی نماز کے سمجھو لے حضرت ابن عمر نے فرمایا یہ تہا کا  
نہیں یہ تو اللہ عز و جل کا کام ہے ان میں سے جسے چاہے نماز بنائے

شہرہ ایک روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

فرماتے ہیں

اے یعنی جماعت اولیٰ کے وقت مسجد میں علیحدہ بیٹھا رہنا کفار کی علامت ہے تم نے ایسے کہوں کیا اس سوال و جواب ظہار  
نابینہ کی مقصود ہے درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے دل حالات سے خبردار ہیں فرماتے ہیں اے مسلمان! تم سے محبت کرنا ہے ہم  
اس سے محبت کرتے ہیں جسے چھوڑ کے دلوں کی خبر ہو اسے انسانوں کے دل کی خبر کیسے نہ ہوگی اسے یعنی ترک جماعت کا ارادہ  
ذوق صرف غلط نہیں ہوگی اس لئے حضور ہوں اس لئے چھوڑ دینا چاہئے ہوگا اور جو جماعت سے پڑھی وہ نفل ہوگی مگر  
یہ حکم نماز عید کے لئے نہیں کیونکہ اگر جموع کے دل کو اپنی گھر میں نماز پڑھ لے پھر مسجد میں آجائے تو اس کی ظہر باطل ہے اب نماز  
بعد فرض اسے یعنی اس صورت میں میری فرض نماز کو کسی سوئی؟ پہلی جو اکیلے پڑھی یا دوسری جو جماعت سے پڑھی، غائب یہ  
گفتگو اس صورت میں ہے کہ نماز کی دوسری نماز میں نفل کی نیت نہ کی بلکہ مطلقاً نماز کی یا غلطی سے اسے میری فرض ہی سمجھ کر پڑھا  
خیال رہے کہ بلا سبب فرض دوبارہ پڑھنا منوع ہے اسے اس ممانعت کی خبر نہ تھی اس لئے یہ سوال کیا ہے بعض امام فرماتے  
ہیں کہ اس صورت میں دونوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے ایک نفل یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی کسی فرض ہے کون کسی نفل ان کا  
یہ حدیث سے باقی آئے کہ ہاں پہلی نماز فرض ہے اور دوسری نفل اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ یہ کسی کی نماز قبول ہوئی ہو یا ممکن  
ہے کہ پہلی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو چکی ہو جسے خبر نہ ہوئی ہو اللہ تعالیٰ اس نفل کو اس فرض کے قائم مقام کر دے یا رب تبارک

مَا لِكَ وَعَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى مَيْمُونَةَ قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ عَمْرٍو عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ  
يُصَلُّونَ فَقُلْتُ لَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُصَلُّوا صَلَوةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَ  
عَنْ تَائِفٍ قَالَ إِنْ عَبْدًا اللَّهُ بْنُ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوْ الصُّبْحَ نَسَمَ  
أَدْرَكَ هَمَامَتَهُ الْإِمَامَ فَلَا بَعْدَ لَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ

مقام بالا میں حضرت ابی عمر کے پاس گئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے کہ فرمایا میں  
پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے تک ایک دن میں ایک نماز دو بار پڑھیں گے (احمد ابوداؤد نسائی ابویوسف)  
بے حضرت تائیف سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابی عمر فرماتے ہیں کہ جو مغرب یا فجر پڑھے پھر انہیں امام کے ساتھ جائے تو دوبارہ  
پڑھے گا مالک

کہ فرض کو نفل اور نفل کو فرض سمجھنا بے ہر حال دوسری نماز کی ضرورت نفل ہے جیسا کہ ابھی اشارت  
میں کر چکا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکام پر سے نماز پڑھنے لگیں تو تم کہنے نماز پڑھ لی کہ نا پھر ان کے ساتھ بھی جماعت کے  
ساتھ پڑھ لی کہ نا دوسری نفل ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتیں ہم المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے از اور وہ غلام پڑھے فقیر محدث  
عابد ذرا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی عطاء اللہ بیسارین کا سال عمر سوئی ستائیس میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
اے بلاغت میں دو ترجمہ ہیں کہ اسکا نولہا میں فرض لگایا جاتا ہے یہاں وہ مگر ارادے جو حضرت عمر نے مسجد نبوی شریف کے متصل چوبڑے  
کی شکل میں بنائی تھی مگر کسی کو کوئی دنیاوی بات کرنا سو تو مسجد سے نکل کر وہاں جا کر کرے اسے یعنی مسجد نبوی میں جماعت (اولی ہوجی  
ہے اور آپ یہاں بیٹھے ہیں کیا وجہ ہے خیال رہے کہ آپ مسجد سے علیحدہ بیٹھے تھے لہذا چاہئے تھا اسے حقیر کے کہ نماز فجر پھر مغرب  
تھی جس کے بعد نفل درست نہیں سریت کا مطلب ہے کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں اور اس کے بعد نفل چاہتا ہوں تو انار دوبارہ فرض کی کینیت سے  
پڑھوں اور ایک دن میں ایک فرض دو بار پڑھیں سکتے اس کے اور عہد بھی بیان کیے گئے ہیں جیسے اس صورت میں یہ حدیث گزشتہ امارت کے خلاف  
تھی میں اس پر کوشش نہیں اگلی حدیث اس کی شرح ہے اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ شہر میں بعد از جمعہ اقلی نفل کی کینیت سے نفل کے طریقہ  
پر پڑھے کہ جو فرض تو پڑھ چکا ہو گا دل میں جو نہ پڑھے کہ وہاں مسجد بنوائیں اگر پڑھا تو نفل ہو گا اور نفل جماعت وغیرہ واذ ان سے پڑھنا پھر  
فرض ظہر کی پڑھنا بہت برا ہے لیکن اگر کسی نے پڑھ لی تو بہت بعد میں ظہر فرض کی کینیت سے پڑھے، ان مسائل کا مجدد یہ حدیث ہے + سیکھ  
لیجئے کہ فرض پڑھ چکا ہو تو امام کے ساتھ دوبارہ پڑھے کہ جو کوئی کہ نفل مندرجہ اول میں رکعت نفل نہیں ہوتے لہذا اسے دوبارہ فرض کی  
پڑھنے پڑیں گے اور فرض دوبارہ ایک دن میں ہوتے نہیں لہذا پڑھے۔ اس حدیث سے گزشتہ تمام ان امارت کی شرح کافی جہاں امام کے  
ساتھ دوبارہ پڑھ لینے کا حکم دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ وہاں صرف ظہر و شام اور میں خیال رہے کہ یہ حدیث موقوف ہے مگر فرض کے حکم میں ہے  
کہ جو کہ بات تمہاراں سے نہیں کی جاسکتی

## بَابُ السَّائِنِ وَقَضَائِهَا

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَ رُكْعَةً بُنِيَ لَهَا بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الْفَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رَوَايَةٍ مُسْلِمٌ أَلَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ اللَّهُ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فِي رُكْعَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ لَا بُنِيَ فِي الْجَنَّةِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ

### سنتوں اور ان کی فضیلت کا باب

پہلے فصل روایت ہے حضرت ام حبیبہ سے کہ فرماتا میں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھا کر اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا گھر چار طرف سے پہلے دو طرف کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد دو رکعتیں عشاء کے بعد دو رکعتیں فجر سے پہلے گھر (ترجمہ) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں کہ اللہ کے لیے پندرہ دن بارہ رکعتیں نفل پڑھ کر اسے قس کے علاوہ گھر اگر اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا یا جنت میں گھر بنایا جائے گا روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

۱۰ سال وہ سنتیں پڑھیں جو دن رات میں فرض نماز کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں جو کہ جو یا غیر جو کہ سنت جو کہ روایت ہو گیا کہا جاتا ہے ولما مات اخیال اسے کہ سنت نفل تطوع مندوب مستحب مرغوب حسن یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں جن کا کن ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں بعض سنتیں جو کہ وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھیں بعض غیر جو کہ وہ ہیں کبھی پڑھیں حدیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں فرض کا نوافل سے پورا کر جائے گا (ترجمہ) آپ کا نام رکعت ابو سفیان سے کہیبت ابو سعید امیر مملوک کی بہن میں آپ کی والدہ صحیفہ بنت حاس نے حضرت عثمان غنی کی بیوی سے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا کون سا ناشی شاہ جبرائیل سے کیا ہے میں نے عرض کیا میں نے عرض کیا میں نے وفات پائی ۱۰ سال بعد جنت کا اعلیٰ درجہ کا عمل اس کے نام رکھ کر کہاں گا کہ وہ وہاں سکنا تھی پہلے میں وہ جو ہیں ان میں اللہ کی برکت سے اس کے لیے کیا خصوصی گھر استعمال ہو گا کیونکہ جنت کا بعض سفید بھی ہے جہاں اعمال کے مطابق محل تعمیر ہوتے ہیں جیسے کہ بعض روایات میں ہے ۱۰ سال بعد وہ سنتیں جو کہ وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے ظہر کا ذکر اس لیے پہلے کیا کہ حضرت جبرائیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی نماز سے ہی پڑھا لیا ہے اسے مسلولہ اولیٰ کہتے ہیں ان میں سنت فجر بہت تاکید میں ہے کہ بعض نے انہیں وجہ کہا سعید امیر مملوک فرماتے ہیں کہ میں نے سنت فجر پڑھ کر وہاں توجہ فرماتے کہ آپ مجھے نہ بھینٹے ۱۰ بعد یہ رکعتیں اگرچہ جو کہ ہیں مگر فرض یا واجب نہیں لہذا اس سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو سنت فجر کو واجب کہتے ہیں



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین قبل الطہر و رکعتین بعدہا و رکعتین بعد المغرب فی بیئہ و رکعتین بعد العشاء فی بیئہ قال وحدتینی حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی رکعتین خیفقتین حین یظلم الفجر متفق علیہ وعنه قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی بعد الجمدی حتی ینصرف فیصلی رکعتین فی بیئہ متفق علیہ وعن عبد اللہ بن شعیب قال سئلت عن عائشہ صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تطوعہ فقال کان یصلی فی بیئہ قبل الطہر اربعاً ثم یمخر فیصلی بالکاس ثم یدخل فیصلی

دو رکعتیں طہر سے پہلے تھ اور دو رکعتیں اس کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں عشاء کے بعد گھر میں پڑھیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حفصہ نے یہ روایت کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتے تھے تھ اور مسلم بخاری روایت ہے انہی سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ کوٹ آتے تھے پھر اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے انہی سے کہ بخاری مسلم روایت ہے حضرت عبداللہ ابن شعیب سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ آپ صبح گھر میں طہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر تشریف لے جاتے تو کوٹ نماز پڑھتے اور پھر گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں

لہ یہاں ساتھ پڑھنے سے مراد جماعت سے پڑھنا ہیں کیونکہ سوائے انراویح باقی سنن کی جماعت مکر وہ ہے مگر ہماری میں پڑھنا مراد ہے یعنی میں نے بھی پڑھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جیسے ربیعین کا قول لیل نفل فرمایا ہے و اسئلک مع سلیکک اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے طہر سے پہلے دو رکعتیں کو مکروہ مائیں۔ ہمارے ہاں مکروہ جاری ہیں جبکہ کہبت کی احادیث میں ہے بہاں تجزئہ المسجد کے منکر مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنت طہر گھر میں ادا کر کے تشریف لاتے تھے چنانچہ ازاد صاحب طہر اس کی روایت دیول ہے۔ کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہر سے چار رکعتیں گھر میں پڑھتے تھے اسے اپنے میں نے موب و دشا کے بعد کہ سنتیں حضور کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پڑھیں اس گھر سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ہے کیونکہ وہ آپ کا ہمسرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک تھیں اس لیے آپ کو وہاں جانا دوریت تھا اس حدیث سے معلوم ہو کہ کہبتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے تھ معلوم ہو کہ اسنت طہر جو گھر میں پڑے اور کسی پڑے بعض صوفی اس کی رکعت اول میں آلفہ تفسیح اور دوسری میں آلفہ تکبیر پڑھتے ہیں بعد میں۔ ہمارا استغفار پھر صوفیوں کی اگر جماعت فرض اس عمل سے جو اسیر سے امن رہتی ہے گھر میں رکعت اول تفسیح پڑھ کر حضرت ابن عمر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھے (یعنی حضرت حفصہ سے دعا کرتے تھے کہ تعلق میں رہا ہیں میں وہ پڑھتے تھے چنانچہ تھے پہلے حدیث پر امام شافعی کا قول ہے و در ساری امام احمد کا یہ کہ اگر ایسا کیا جائے گا کہ کسی شہ کا یہ ہو گا ایسی میں بہت محترم کی کہ لافات ہے مشائخ میں وفات پائی ہے

مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے  
کہ جب فجر طلوع ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتے تھے  
تھ اور مسلم بخاری روایت ہے انہی سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ کوٹ آتے تھے پھر اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے

رَكَعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ لِمَغْرِبٍ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي بِالنَّاسِ  
الْوُضْءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ فَيُحَوِّنُ  
الْوُتْرَ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعًا  
وَسَجْدًا وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعًا وَسَجْدًا وَهُوَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا أَطْلَعَ الْفَجْرَ  
صَلَّى رَكَعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَأَى أَبُودَاوُدَ وَذَكَرَ يَجْرِعُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَوةَ الْفَجْرِ  
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ  
النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

پڑھنے اور لوگوں کو نماز مغرب پڑھانے پر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے ہو لوگوں کو نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں نشر نہ لگتے  
تو دو رکعتیں پڑھتے سہ اور رات میں نو رکعتیں پڑھتے تھے میں میں دتر بھی ہیں سہ اور رات میں بہت دیر کھڑے ہو کر  
نماز پڑھتے اور بہت دیر تک بیٹھ کر سہ اور جب کھڑے ہوتے قرات کرتے تو کو کورا اور مجھ ہی کھڑے ہونے کی کرتے اور بیٹھ  
کر قرات کرتے تو کو کورا اور مجھ ہی بیٹھ کر بھی کرتے سہ اور جب نماز شروع ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتے (مسلم) ابو داؤد نے  
یہ پڑھایا کہ میرے ہاتھ لوگوں کو فجر پڑھاتے اورایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی ہیں کہ تم سہ اسلئے اٹھو اور مسلم  
جبر کی سنتوں سے زیادہ کمال پر حاصل فرماتے تھے سہ (مسلم بخاری اورایت ہے ابھی سے فرمائی ہیں فرمایا رسول اللہ

مؤلف  
سنن کا  
تعداد

سہ اس سنت کو کہ تعداد بھی معلوم ہوئی اور یہ بھی کہ سنتیں گھر میں اور کہ نا افضل ہے اگرچہ مسجد میں بھی جائز سہ اس طرح کہ چھ  
رکعتیں تہجد اور دو تین و تراویح اس کے کہ تہجد کم از کم دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ آدھ پر زیادہ ملل زیادہ سہ یعنی تہجد کے  
تراویح بہت دور اڑھتے تھے بعض نفل کھڑے ہو کر بہت دیر نماز پڑھتے اور بعض نفل بہت دیر تک بیٹھ کر پڑھتے سہ خیال ہے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد میں طرح کی ہوتی تھی پوری دو رکعت کھڑے ہو کر یعنی قرات بھی کھڑے ہو کر اور کو کورا و سجدہ بھی کھڑے سے یا کہ  
پوری دو رکعت بیٹھ کر اور کو کورا و سجدہ بھی بیٹھ ہی سے بعض رکعت بیٹھ کر اور بعض کھڑے ہو کر یعنی اولاً بیٹھ کر نماز شروع کی پھر کھڑا  
کر کے کھڑے ہوئے پھر قرات کی پھر کو کورا بھی دیکھتے کہ پوری قرات بیٹھ کر کہنے پھر صرف کو کورا کے لیے کھڑے ہوتے کھڑے ہوتے یا کہ  
میں چلتے تھے ائمہ المؤمنین میں ہی فرمایا ہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار رکعت میں بہت دیر تک  
بیٹھ قرات کرتے تھے بہت دیر تک کھڑے ہو کر پھر کو کورا سہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلا دوسری سنتوں کے بعد کی سنتوں کی بہت  
پابندی کرتے تھے کہ سفر و حضر میں دھو نہ تھے اور اگر غیر وضو کرتے تھے تو سنتوں کی بھی تفاد کرتے اسی لیے قہار فرماتے ہیں کہ یہ سنتیں بلا واسطہ  
بیٹھ کر پڑھنے سے اسی لیے اگر جماعت میں کوئی پیچھے اور سنتیں پڑھ رہی ہوں تو اگر جماعت مل جائے گی امید ہو تو جماعت سے علیحدہ سنتیں پڑھے۔  
پھر جماعت میں مل جائے گی اس کی کیفیت ہماری کتاب جوامع فی حصہ دوم میں دیکھو۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا مِنْهَا رَأَاهُ مُسْلِمٌ وَ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ  
الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ مِلَّةٌ شَاءَ  
كَرَاهِيَةً أَنْ يَنْتَحِدَهَا النَّاسُ سُنَّةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيَصِلْ  
أَرْبَعًا رَأَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَصِلْ بَعْدَهَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتیں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں لہذا مسلم روایت ہے حضرت عمرؓ انہیں مغل سے  
لے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم ﷺ نے اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو  
تیسری بار فرمایا جو چاہے اس خوف سے کہ لوگ اسے سنت بنالیں لہذا مسلم ہماری روایت سے حضرت ابوہریرہؓ سے  
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہنہ میں عید کے بعد نماز پڑھنے کو چار سنتیں پڑھنے سے اسلام اور اس  
کی دوسری روایت میں ہے فرمایا جب کوئی تم میں فجر پڑھے تو اس کے

بعد چار

سے یعنی سنت غریبہ اور اولاد اور تمام دنیا کی سالانہ سے پیاری ہو یا چاہیں اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں لہذا آپ صہابی  
میں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے اندیز مسندہ میں قیام رہا پھر مجدد فاروقی میں لوگوں کو فتنہ سکھانے بصرہ بھیجے گئے وہاں ہی رہے  
سنتہ میں وفات پائی لہذا یعنی لہذا آؤ اس لئے فرمایا کہ لوگ ان رکعتوں کو سنت مکررہ یا واجب درجہ لیں یہ کہہ کر کہ رسول  
اور ہر اہل اسلام و عہد کے لئے لکھتے۔ خیال رہے کہ بعض امام اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے پہلے دو نفل مستحب ہیں۔  
لیکن امام اعظم امام مالک اور اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ نفل مکروہ ہیں۔ اس حدیث کو منسوخ کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہ حکم تھا پھر  
جس چند وجوہوں سے ایک یہ کہ مسری فصل میں جو ان مسلم آ رہے کہ غار فاروقی اس نفل پڑھنے والوں کو منسوخ دیتے تھے دوسرے یہ کہ ہر اہل نماز کی  
اسی دوسری فصل میں آ کر ہا ہے صحابہ نے ابوہریرہؓ کو فرمودہ رکعتیں پڑھتے دیکھا تو تعجباً ایک دوسرے سے شکایت کی تیسرے یہ کہ تمام صحابہ نے  
یہ نفل امام میں چھوڑ دیئے چوتھے یہ کہ ان نفلوں سے مغرب میں تاخیر ہوگی حالانکہ اسے عہد پڑھنے کا حکم ہے پانچویں یہ کہ ہم باب مفصل اذان میں  
ایک حدیث نقل کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں پہلے اذان دیکھ کر کہ ویران نما نہ ہے سو مغرب

کے بعد حال موجود رکھ کر نزدیک برآمدیت قابل عمل نہیں اس کی کچھ بحث باب

باب مفصل اذان میں گذر چکی اور اس کی پوری تحقیق

فتح القدیر شرح ہدایہ میں

دیکھو

أَرْبَعًا الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعٍ رُكَّعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَ هَاجَرَمَةٍ اللَّهُ عَلَى الشَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَدَابُّ بْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِمْ تَسْلِيمٌ تَفْتَحُ لَكُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَدَابُّ بْنُ مَاجَةَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاجِبُ أَنْ يُصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

رکعتیں پڑھنے کے لئے دوسری فصل روایت ہے حضرت ام حبیبہ سے فرمائی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر ادراس کے بعد چار رکعتوں پر پابندی کرے اسے اللہ اسے ایک ہزار ام کو دے گا سہ احمد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابویوب انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظہر کے پہلے چار رکعتیں جن کے بعد میں سلام نہ ہو۔ ان کے نیچے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں ابو داؤد، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت عبداللہ بن سائب سے یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا

یک عمل

۱۵۰ ہر حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ جب چار رکعتوں کو کہہ میں امام ابو سنیہ کے ہاں چار اس طرح کہ فرض جمع کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھے پھر دوس کی بحث میں کہ جب تک ۱۵۰ اس طرح کہ پہلے چار ایک سلام سے پڑھے جبکہ اگر اگلی حدیث میں کہ جب تک کوئی چاروں کو کہہ میں اور بعد کی چار دوسلوں سے تاکہ کو کہہ اور پھر کو کہہ موقوف ہو جائیں کیونکہ ان میں پہلی دو کو کہہ میں بعد کی دو کو کہہ ۱۵۰ ایسے کہ میں، بیگل سے مطلقاً پہلے کا اس طرح کہ اسے گنا ہوں کہ پہلے اور ایک اہل اہل کرنے کا توفیق دے گا معلوم ہو کہ رکعت کی پابندی سے توفیق نصیب ہوتا ہے ۱۵۰ آما کے دروازے کھولنے سے مراد ابی بن جبریت ہے اور ان کی کہنتوں کی عزت افزائی۔ ابی فقیر نے عرض کیا کہ چار رکعتیں ایک سلام سے ہونی چاہئیں۔ اس کا اصل یہ حدیث ہے ۱۵۰ خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن سائب صحابی مجاہد تاج ہیں جو صحابی ہیں انہوں نے ابی

ابی کو جب قرآن یکساں اذان سے حضرت مجاہد نے تفسیر میں کہ

کہ میں نے وہ ہیں حضرت ابی بن جبریت

سے کہنے کے وقت ابی غائب یا صحابی ملو

[illegible]



۱۔ اس کے سنیف ہوئے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قبول ہے نیز اسے لمبا دینے سے مخفف استنادوں سے نقل کیا جس سے اس میں قوت آگئی نیز اس پر عام مسلمائے کرام کا عمل ربا اور بے عمل امت سے حدیث میں قوت آجاتی ہے  
۲۔ گھر بنانے کے تحقیق پہلے کی جاچکی ہے، طے فرماتے ہیں کہ یہ ۲۰ روکتین بھی غنا اور آئین ہی نہیں کہ اس کی کوئین کم از کم دو ہیں نہ یا حد سے زیادہ  
۳۔ اس حدیث کو مؤمنین سے بہت سے استنادوں سے نقل کیا بہذا صلوة اور ابن کی حدیث ضعیف درج کی ۲۔ دو مکتوبہ اہل ان کے لحد دیا  
چار ہزار مکتوبہ، چونکہ یہی کریم علیہ السلام و فرزندہ لحد کو و تبلیغ ہر مذہب کے ساتھ پڑھتے تھے اس لیے ہا ہا کی مذکر ہر اہل امت و نیزہ میں ہے  
کہ بہاؤن شمسے مراد علی و عثمانیہ مغرب ہے اور متعلق سے اوفا و اقاہین ہے۔ اس صورت میں غنا اور ابن کی یہ ایک اور حدیث ہوگی ۲۔  
اس میں سورہ طہ اور سورہ حج کی دو آیات کی طرف اشارہ ہے و چونکہ اہل نبی کسبہ کف و قیادہ تیار کئے جو کھڑے اور دو رو کا کت  
کسبہ کف و قیادہ ساز ان کے جو کھڑے تھے، حضور اقدس علیہ السلام نے ان کا رخسار سے یہ فرمایا کہ یہی آیت میں فجر کی دو ستریں مراد ہیں کیونکہ وہ  
تارے دو قوس کے دیوہ کی طرح جاتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ چراغائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر اس وقت تارے ظاہر ہوتے  
ہوئے نہیں تھے کیونکہ ان کے جو کھڑے تھے جو کھڑے مراد مغرب کے رخسار ہیں ان آیتوں کی اور بہت تفسیر کی گئی ہیں مگر یہ تفسیر غریب ہے کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ نَحْسَبُ بِمَنِّهِمْ فِي صَلَوةِ السَّحْرِ  
وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ سُبْحٌ لِلَّهِ تِلْكَ السَّاعَةُ ثُمَّ قَرَأَ يَتَقَبَّرُ طَلَّاهُ عَنِ الْيَمِينِ وَ  
الشَّامَالِ سَجَدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ يَهُفَى فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ  
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ  
عِنْدِي قَطُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ تَلْبَخَارِي قَالَ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَ هُمَا  
حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَعَنْ الْمُعْتَارِ بْنِ قُلَيْبٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ السَّحْرِ  
بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالْأَبْيَدِيُّ عَلَى صَلَوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نَصَلِّي عَلَى

علی و عمر کو فرماتے سنا کہ ظہر کے پہلے زوال کے بعد چار رکعتیں نماز تہجد کی انہی رکعتوں کے برابر رکھی جاتی ہیں اس  
اور میں نے کوئی چیز نہ مگر وہ اس کفری الشکی نسخ کر تی ہے میری ملاوت فرمائی کہ باقی ہوتے ہیں ان کے سامنے  
وہیں باقیوں اللہ کو سجدہ کرنے کے عاجز ہو کر ملے (ترمذی، شعب الایمان، روایت سے حضرت عائشہ سے روایت  
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس عصر کے بعد دو رکعتیں بھی نہ چھوئیں (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت  
ہے فرماتی ہیں کہ اس کی قسم ہم انہیں نے کیا حضور نے اللہ سے ملنے تک وہ دونوں بھی نہ چھوئیں اس روایت سے حضرت  
عمر ابن الخطاب سے ملے فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں مالک سے عصر کے بعد  
فقہوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حضرت عمر بعد عصر نماز پڑھنے پر لوگوں کے  
باتقول پر مائل تھے

اسے یعنی علی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب تہجد کے بعد چار رکعتوں کے برابر ہے کیونکہ تہجد کے وقت بھی رحمت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور  
ساری مخلوق رب کی عبادت کر رہی ہوتی ہے اور اس وقت بھی جیسا کہ ابھی روایت میں گذر چکا اور آجہ بھی کہ اب ہاتھ بعض ملاتے ان  
رکعتوں سے مرد و عورتیں میں میں سب کو پہنچا دینا اور غوی کے کیونکہ جو رکعتیں چار نہیں بلکہ دو ہیں، خیال رہے کہ اگر وہ  
رات کے بعد کا وقت صحرا میں شمار ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی طرح یہ وقت بھی ساری مخلوق کی عبادت کا ہے اس لئے  
یہ سنتیں بہت محبوب ہیں نیز اس وقت آفتاب حق تعالیٰ کی طرف مائل ہوتا ہے جس میں مخلوق کی فناء کی طرف اشارہ ہے اس لئے  
اس کی شرح میں لکھا کہ صبح کے کہتی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی دو سنتیں ایک بار وہ بھی جتنی جو آپ نے بعد عصر قضا کریں مجھ سے  
ہمیشہ ہی پڑھتے رہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سنتیں ہمارے واسطے منع، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے یہ رکعتیں انہی گھڑی میں پڑھیں جس گھڑی میں ہماری پڑھیں تاکہ لوگ پڑھنا شروع نہ کر دیں اور حضرت ام سلمہ سے ان رکعتوں  
کی مخصوص وجہ بیان فرمادی کہ آپ تابعی میں محدث میں کوئی نہیں حضرت انس سے ملا کا تہذیب سے متنبہ انور نے آپ سے  
احادیث میں ہے



عَبْدُ الرَّسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَوةِ  
مَغْرِبٍ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا قَالَ كَانَ يَرِ  
نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا بِالنَّدِيمَةِ  
فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَأُوا السَّوَارِي فَكَرَكُوا الرَكَعَتَيْنِ حَتَّى إِنْ  
الزَّجَلُ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْضُبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِيَتْ مِنْ كَثَرَةِ  
مَنْ يُصَلِّيهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ مُرْتَدَا بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُحَفِيِّ  
فَقُلْتُ أَلَا أَعَجِبُكَ مِنْ إِنْجِيهِمْ يَكُومُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ

تھے ملہ ملا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہاں قباب ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں  
پڑھتے تھے سب تو میں نے اسی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے تو فرمایا کہ میں پڑھتے دیکھتے  
تھے تو وہ میں حکم کرتے تھے اور وضو کرتے تھے سب (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں  
تھے تو جب موزن نماز مغرب کی آذان دیتا تو لوگ سبٹونوں کی طرف بھاگتے پھر دو رکعتیں پڑھتے رہی کہ ہمیں کوئی  
مسیحیہ آگیا تو سمجھتا کہ نماز پڑھ رہا ہے، ان پڑھنے والوں کے جوہم کی وجہ سے سب (مسلم) روایت ہے حضرت خزیمہ  
عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ بھی کہ پاس حاضر ہوا۔۔۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں ابو قیس کی عجیب بات  
آپ کو درس ناول وہ تو مغرب سے پہلے دو رکعتیں

پڑھتے۔

سبہ پہلے بطور سزا تعزیم لگاتے تھے تاکہ لوگ اس سے باز آجائیں خیال رہے کہ یہاں بعد عصر سے مراد نماز مغرب سے پہلے نفل  
بھی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے سبہ یہ ہے نماز وقت اعظم کی شکایت کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
یہ نفل پڑھتے تھے اور فاروق اعظم اپنی پرہیزگاری سے ہم کو ایک سنت مہمما سے روک دیا مگر یہ شکایت درست نہیں کیونکہ  
آپ کو اس کے نسخ کی خبر رسول حضرت عمر فاروق کو نسخ کا علم تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب سے پہلے نفل مکروہ میں سبہ  
یہ نماز سنت تفریق سے سبہ اس کی شرح و تحقیق پہلے ہو چکی کہ مہار کا یہ عمل شر و اسلام میں تھا پھر جب مغرب میں ہمدی کا حکم دیا  
جی تو یہ نفل چھوٹ گئے مگر بعض کو ان کے نسخ کی خبر نہ ہوئی اور اس زمانہ میں یہ عمل دائمی نہ تھا بلکہ شاذ و نادر مرعات سے فرمایا کہ  
سبہ غلط ہے راشدین اس کے نسخ پر متفق ہیں خیال رہے کہ امام مالک و غیرہ فقہاء کے نزدیک وقت مغرب بقدر ارادائے نماز  
ہے ان کے ہاں تو یہ نفل مطلقاً ناجائز ہوں گے کہ ان سے وقت مغرب نکل جائے گا سبہ آپ تابعی ہیں مصر کے مفتی ہیں اور عبداللہ  
ابن مروان پہلے عبد الملک ابن مروان کا اچھالی آپ کے فتویٰ پر بہت

(فتاویٰ کربلا نقاب)

إِنَّا كُنَّا نَعْمَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَنْبَغُكَ الْآنَ  
 قَالَ أَشْغَلُ رَوَى الْبُخَارِيُّ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ  
 رَأَوْهُمْ يَسْبِخُونَ بَعْدَهَا فَقَالَ هَذِهِ صَلَاتُ الْبَيَّوْتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ  
 الْبَزْزَمِيِّ وَالنَّسَائِيُّ قَامَ قَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ  
 بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيَّوْتِ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْفِرَّةَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ

تھے لہ تو معتبر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم بھی کہتے تھے میں نے عرض کیا کیا کعب آپ  
 کو کون شے مانگتا ہے فرمایا مشغولیت تھ (بخاری اروایت ہے حضرت کعب ابی عمرو سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم بنی عبد الاشہل کے مسجد میں تشریف لے گئے تھ تو وہاں مغرب پڑھا جب لوگ اپنی نماز پڑھ چکے تو  
 حضور نے انہیں اس کے بعد نفل پڑھنے دیکھا تو فرمایا کہ اگر تم لوگ کی نماز سے تھ (ابوداؤد، ترمذی اور سنن  
 کدواہی میں ہے کہ کعب لوگ نفل پڑھنے کہتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نماز گھر والوں میں پڑھتی  
 چاہیے تھ روایت ہے ابی عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد مغرب دو رکعتوں میں  
 لمبی قرات کرتے تھے حتیٰ کہ سجدہ لے

متفرق ہو

تھ اس تعجب سے معلوم ہو رہا ہے کہ سارے صحابہ نے نفل چھوڑ دیے، کعب کوئی نہ پڑھتا تھا جو کوئی پڑھتا تھا تو اس پر ہر منگو نیاں ہوتی  
 تھیں جیسے قرآن ایک رکعت جب ابی عمر ماہر نے پڑھی تو بعض نے حضرت ابی عباس سے بطور تعجب یہ کہا تھ (بخاری اور سنن  
 ابی حاتم میں معلوم ہوا کہ کوئی صحابی انہیں سنت نہ سمجھتا تھا اس لیے ابی حاتم نے فرمایا کہ اسے بخیر کہہ دیا اور وہ دنیا کی  
 مشغولیت کا وجہ سے سنت نہیں چھوڑ سکتے تھے تھ یہ انصار کا ایک قبیلہ ہے ان کی مسجد اب تک مرہطہ طبرستان میں مشہور ہے تھ  
 اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ سارے نو افلاک سنسن گھر میں پڑھنا افضل مغرب کے کہ اس کا گھر میں پڑھنا  
 بہت ہی افضل، خیالی رہے کہ اب اس کے بیٹے جو گھر کا گھر پڑھ سکے لہذا مسافر اور محکم اس حکم سے غار جا رہے ہیں اس طرح جیسے  
 یہ اندیشہ ہو کہ گھر میں بیچوں کی چیزوں کا کہ وجہ سے نماز میں حضور نہ ہو گا وہ مسجد کی میں پڑھے (اشعۃ السامات) تھ یہ ترجمہ بہت  
 موزوں ہے بعض شامیوں نے علیکم کو وجوب کے لئے لیا اور فرمایا کہ سنت مغرب گھر میں پڑھنا واجب  
 مسجد میں پڑھنا منع ہے مگر یہ درست نہیں جبکہ اگر اکیلی حدیث  
 سے معلوم ہو رہا ہے

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ مَكْحُولٍ يَبْلُغُهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ رُمِيتْ  
صَلَاتُهُ فِي عِلَّتَيْنِ مُرْسَلًا وَعَنْ حُذَيْفَةَ نَحْوَهُ وَرَأَدَ مَكَانَ يَقُولُ عَجَلُوا الرُّكْعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَالْتَمَسَا ثَرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوبَةِ رَوَاهُمَا زَيْدُ بْنُ وَرْدٍ لِيَبْقِيَ الزِّيَادَةُ  
عَنْ نَحْوِهَا فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَعَنْ عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ إِنْ نَأَيْتَ بَنَ جَبْرِائِيلُ  
إِلَى السَّمَاءِ يَسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَعَمْرُكَ صَلَّيْتَ مَعَهُ

جاتے لے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ماکحول سے سلفہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ جو کوئی مغرب بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعتیں اور ایک روایت میں بے چارہ رکعتیں پڑھ لے سلفہ تو اس  
کی غار طہین میں اٹھائی جاتی ہے سلفہ (مرسل) اور حضرت حذیفہ سے اس کی کاشل ہے اور زیادہ کیا کہہ سکتے تھے کہ  
مغرب بعد دو رکعتیں ملے پڑھو کیونکہ وہ دونوں فرسوں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں وہ ان دو قول حدیث کو زید بن  
نے روایت کیا اور یہ جتنی سنی سے زیادہ کو شعب الایمان میں اس کی کاشل روایت ہے حضرت عمر بن خطاب سے  
فرماتے ہیں کہ نافع ابن جابر نے انہیں حضرت سائب کے پاس اس چیز کے پوچھنے کیلئے بھیجا جو میرے معاذ سے  
ان سے نثار میں دیکھی

۱۔ علامہ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مسجد میں ہوتا تھا کہ مغرب کی سنتیں آپ بعد میں پڑھتے اور بہت دراز پڑھتے۔ اس سے معلوم  
ہوا کہ پہلی حدیث میں علیکم وجوب کے لئے نہ تھا بلکہ استحباب کے لئے تھا اور یہ عمل شریف بیان حوالہ کے لئے بعض حدیثیں بعض کی تفسیر  
کرتی ہیں سلفہ آپ کا نام ماکحول ابن عبد اللہ ہے کہ بت ابن عبد اللہ شامی میں حضرت لیث کے کلام امام اوزار کی کے استاذ ناہیں  
میں بہت صواب سے احادیث کی کتاب میں جو اس وقت ہوئی رکمال، آپ کی احادیث میں سلفہ اگر ان دو چیزوں کو سنتوں سے مغرب  
کے بعد کی سنتیں نہ نقل مراد میں تو مغرب سے مراد فرض مغرب ہوں گے اور اگر ان سے مراد فرض میں مراد ہے تو مغرب سے پوری نماز  
مراد ہوگی سلفہ ہاں کلام سے مراد یہ زیادہ بات حجت ہے نہ کہ دعا و ذکر و غیرہ طہین ساتویں آسمان سے اوپر ایک مقام ہے اور دعا تو ان کے  
کا نام ہے یا فرشتوں کے حشر و فرشتوں کا نام ہے میں یہ عقیدوں کے قبول اعمال سمجھے جاتے ہیں یا اس سے مراد رب تعالیٰ کی بارگاہ کا قرب ہے مطلب  
یہ ہے کہ مغرب کے بعد یہ زیادہ بات حجت کیلئے یہ تو اہل بیت فضل میں الی کی برکت سے پوری نماز طہین تک پہنچائی جاتی ہے بعض لوگ  
اس حدیث کی وجہ سے نماز مغرب کے بعد دعا نہیں مانگتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ دعا بھی کلام ہے مگر یہ غلط ہے ایسی جگہ کلام سے مراد دعا و  
بات حجت ہوتی ہے یہ یہاں مستوفی سے مراد سنت مغرب ہی ہے نہ کہ نماز اور میں یہاں مفسرین سے غام ہے خیال رہے کہ حضرت ماکحول  
کی یہ روایت مرسل ہے اور احادیث کے نزدیک مرسل مقبول ہے شوافع کے ہاں مرسل حدیث ضعیف کے حکم میں ہے کہ فضائل اعمال میں مقبول  
ہے لہذا یہ حدیث حنفی و شوافع کے ہاں مقبول اور لائق  
عمل ہے۔

ہوئے انہوں نے فرمایا بال میں سے امیر معاویہ کے ساتھ مقتور سے میں جمع پڑھا کہ جب امام نے سلام بھرا تو میں اسی جگہ کھڑا ہو گیا کہ جب دوپٹے لگا لیے توجھے بلایا اور فرمایا کہ یا کم راستہ نہ کرنا جب تم جمع پڑھو تو اسے اور منانے سے دلائی یہاں تک کہ کوئی بات نہ کر سکو کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا کہ بغیر کلام یا بیغیجے نماز کو ناز سے دلائیں وہ مسلم ہوا وایت ہے حضرت عطاء سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابی حنیفہؒ نے کہا کہ میں نے جمع پڑھتے تو آگے پڑھتے پھر در رکعتیں پڑھتے پھر آگے پڑھتے تھا اور جب مدینہ میں رہنے اور جمع پڑھتے تو آگے گھوم جاتے دو رکعتیں پڑھتے اور مسجد میں نہ پڑھتے ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہی کرتے

اس میں نافع ابراہیم راجی طہم نے عمرواں علیا کو حضرت یساکہ پاس پہنچنے بھی لیا کیا انتہائی کوئی نماز یا نماز کا کوئی عمل حضرت معاویہ نے دیکھتے ہی اس کی تائید یا تردید کی ہے جو کچھ اس معاویہ فقیر میں ہیں اس لئے ان کی تائید یا تردید بحث شریعہ سے خارج رہے کہ عمرواں علیا اور جبرائیل طہم دونوں ہی میں اور حضرت یساکہ اور معاویہ کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا نہ حضرت معاویہ یا جبرائیل میں سے کسی سے مقتور رہا نہ میں سے کسی کا وہ خاص مقام ہے جس میں تکبر یا سلطان اسلام کے لئے ضروری نہ تھا اور اگر کسی جو کہ جبرائیل اور کوئی مقتور و محمد و ہوتی ہے اس لئے اسے مقتور و کہا جاتا ہے خیال رہے کہ جب سے حضرت عمر فاروق کو کوئٹہ میں شہید کیا گیا تب سے دواشا ہوں کے لئے مسجد میں خاص جگہ متقرر کی جانے لگی کہ اب صرف وہی جگہ ضروری ہے اس پاس ان کے خاص مکان کی پیچھے جتنی چاہیے تاکہ نماز میں ان کو کوئی حائل نہ کر سکے اور سنت و فرائض کی ادائیگی نہ کر دینا یا فرض و سنن میں خاص مسلمین کو دیکھا ہے اس کے مسلمین جو کہ راضی و فرائض میں کچھ خاص مسلمین ہوں گے جو کہ خاص مسلمین و اہل عادیہ یا کلام الکریم سے بہتر ہے کہ وہ عامیہ ان کے جگہ بھی ختم سے بدلے سے کوئٹہ کی کوئٹہ میں ہیں تو ان میں سے چند نہیں ان کو اس کی تائید کرنے والے کو پسند نہ ہو کہ حاکمیت ہر جہت سے ان کے لئے اندازہ فرما دے جیسا کہ تو کہہ کر دے کہ عامیہ میں سے بھی بعض خاص فرائض سے علاوہ کچھ مستحقانیت ہے نہ کہ جو کہ ہے جنہیں حضرت ابن عمر جو کہ کہ مستحق مسلمین سے ملے ہوتے ہیں اس لئے یہ عہد کی سنتیں صحابہ میں اور اگر نہ تو فرق کیے بغیر جو کہ جہت سے کافر فرائض و فرائض میں کوئی بھی ہونے اور کسی کے چند عقائد کو اگر بھی ان میں جابجائی رہا حدیث امام ابو یوسف کی دلیل ہے کہ حدیث جو حضرت موسیٰ بن جگر دیکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیحہ و غیر وہاں سے کہ اب سے پہلے اور ان میں سے حدیث



بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ.

مختصہ (البدو اود) اور ترمذی کا روایت میں ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابی عمر کو دیکھا کہ آپ نے عید کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر اس کے بعد مار پڑھیں :

رات کی نماز کا پاب ہے

پہلے فصل روا یہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے غایب ہونے سے فجر تک گیدہ رکعتیں پڑھتے

کے لئے سنت جبر کو مخالف میں بے حدی میں پڑھتے تھے اور مدینہ منورہ میں گھر میں اور بعد جو چھ رکعتیں پڑھتے تھے خیال رہے کہ بعد از  
پاکر کشتیں بالوائے خاک ہو گئیں اور دوسرے کو مذکور ہوئے کے اختلاف سے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد از چار رشتہ میں پہلے پڑھے وہیں میں کہ فرض  
اور سنت کو مذکور میں اس طرح جو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مختلف رہے میں کسی کی طرح اور ان میں کسی کی طرح ایسا جائز ہر طرح میں مستحب رہے  
میں اختلاف ہے کہ ان کے خلاف سے یہی مذکور ہے یہ فلاسلاف میں اولیٰ مذہب پر فرقہ بندی کی سبب سے فرہیت منسوخ ہو گئی خصوصاً صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف  
وہی راستہ جو ہم کو اکر دو رکعتیں میں زیادہ سے زیادہ بارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا پڑھتے تھے کسی کو فرض میں نہ رہے کہ جب یہ پکار کے سنت ہو کہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں کوئی نہ پڑھے تو سب مالک سنت ہوئے اور اگر ایک یا پڑھے کہ تو سب بری اللہ ہوئے تھی کا دونوں حالت میں ہو کر جائز ہے  
خود سب سے یہ کہ صدقہ ان پر ختم ہو کر آخری تہائی رات میں پڑھنا سب سے افضل ہے نیز شہنا پڑھ کر صفا شرط ہے اور بعد جب کہ سونا یا لیل یا جانا سنت ہے  
میں نہ ہوتا ہے بلکہ اگر وہ صلاہ اور یہاں پر شخصی ہی نہ ہوتا ہے نہ کہ ہر جگہ ہے جس صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاہ ہے۔

[illegible]

شعبه پیرا  
چراغ  
روشنی است

أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا اسْكَبَ الْمُؤَدِّنُ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَعَمَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَدِّنُ لِإِقَامَةِ قِيَعُورٍ مُتَقَنَّ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَلَى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَقْبِلَةً حَذَّ نَبِيٍّ وَ إِلَّا اضْطَجَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تھے کہ اگر دو رکعتوں میں سلام پہنچتے تھے اور ایک رکعت سے دو رکعتا تھے تھے اس کا ایک سجدہ استغفار دروازہ کرتے کرتے ہی سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے اس کا سر اٹھانے سے پہلے پھر جب نماز فرماؤں نماز میں تو اس اور جب جاتی اور فرما رہی ہو جاتی ہی رکعتیں پڑھتے تھے پھر وہ اپنی رکعت پر لیٹ جاتے تھے آپ کے پاس بیکبر کی اجازت لینے مؤذن آتا تو تشریف لے جاتے تھے مسلم بخاری ابوداؤد ہے ابھی سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جسد کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے بائیں کرتے دوسرے

لیٹ جاتے تھے (مسلم)

ابن عبد البر کہ مسلم نے ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص نماز ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر عرب دن کے وتر میں اور وترات کے وتر لہذا اس حدیث کے معنی وہی درست ہیں جو احادیث سے کہنے کو وہ رکعت پر معلوم ہو جہاں پھر اور وتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملائی جس سے یہ ساری نماز وتر لینے طاق ہو گئی یعنی پندرہ رکعت کی ب تعداد کہ نہیں بلکہ استسنا کی ہے اب یہ حدیث کسی حدیث سے متعارض نہیں۔

اس لیے نماز تہجد کا ہر سجدہ یا وتر کا ہر سجدہ یا تہجد سے فارغ ہو کر شکر کا ایک سجدہ اتنا اور اتنا کہہ کر تہجد میں سے کوئی آدمی اتنی رکعتیں پچاس آیات تلاوت کر لے گا۔ اس سے معلوم ہو کہ تہجد کے بعد اس کا شکر پڑا کرنا رکعتوں سے اس نماز کی توفیق بخشی بہتر ہے اس لیے جب خوب روشنی ہو جاتی تو سنت فجر پڑھا اور اس سے معلوم ہو کہ فجر ایک سے پڑھنا سنت ہے اس طرح کہ سنتیں بھی بلکہ اذان بھی فجر ایسا ہی ہے جو درام المؤمنین نبیؐ سے دریافتیں تھے لینے حضرت بلالؓ جماعت کے وقت در دو رکعت پڑھا ہر سو کوڑھیں کہتے کہ کیا بیکبر کہوں آپ اجازت دیتے تھے وہ مسلمانیں بیٹھ کر شکر شروع کرتے جب صحیح علیہ السلام پر پہنچتے تو آپ دروازہ خربے سے مسجد میں داخل ہوتے اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ سنت فجر سے بعد دوسری رکعت پڑھ کر در لیٹ جانا سنت ہے بشرطیکہ عید نہ ہو جائے ورنہ وضو نہ کرے گا ورنہ یہ کہ مسلمان اسلام عالم دین کو اذان کے علاوہ بھی نماز کی اطلاع دینا جائز ہے بلکہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ سنت وضو کے درمیان گفتگو کرنے سے نماز باقی رہی ہے نہ تو اب نماز بال بہتر یہ ہے کہ دنیاوی گفتگو نہ کرے غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ سے کلام فرمایا اور انہی امور کے متعلق سوگا اور ام المؤمنین کا اس وقت سزا نہ جانا نماز نہ پڑھنے کے زمانہ میں سوگایا آپ قدر سے دیر سے اٹھیں ہو گی۔ کیونکہ آپ پر جماعت کی پابندی تو

حق نہیں

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَفَجْرٍ  
أَصْطَحَجَهُ عَلَى شِقْوَةِ الْاَيِّمَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكَعًا وَفِيهَا الْوُتْرُ رَكَعَتَا الْفَجْرِ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ مُسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحْدَايَ عَشْرَةَ رَكَعَةً سِوَى  
رَكَعَتَيْنِ الْفَجْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيَ اِفْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكَعَتَيْنِ حَفِيفَتَيْنِ مَرَّاهُ

روایت ہے انہی سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھتے تھے تو اپنی داہنی رکعت پر لیٹ  
جاتے تھے مسلم بخاری اور روایت ہے انہی سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں ۱۳ رکعتیں پڑھتے  
تھے جن میں وتر بھی ہیں اور فجر کی سنتیں بھی تھے مسلم اور روایت ہے حضرت مسروق سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے  
حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ سات نو گیارہ  
رکعتیں تھیں وہ سنت فجر کے علاوہ بخاری اور روایت ہے حضرت عائشہ  
فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں نماز پڑھتے  
اٹھتے تو اپنی دائرہ دو پہلی رکعتوں سے شروع  
فرماتے تھے  
مسلم

۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ سنت و فرض کے درمیان تقابل یعنی خصوصاً جب کہ تہجد کے دو حصے تھیں جو بھی سوہبت بہتر ہے اور داہنی رکعت  
پر لیٹنا سنت ہے شب کو بھی اولاد داہنی رکعت پر لیٹے تو بدو جو کہ پھر بائیں پر اس ترتیب میں بہت سمجھیں ہیں لہذا تہجد  
آٹھ رکعت پڑھتے تھے اور وتر میں رکعت پھر سنت فجر دو رکعت تہجد کی آٹھ رکعتیں اکثری عمل تھا لہذا آپ مشرق میں اجماع ہوئی  
کوئی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اسلام لانے مگر زیارت کر کے کہ لہذا تابعی میں بھی ہیں آپ کو حوالہ کیا گیا تھا اس لیے  
آپ کو مسروق کہتے ہیں پڑھتے تھے مطلقاً عالم میں ۱۳ تمام کو فرض وفات سنی وہیں مر رہے (اکمال) مسلمہ لینے کبھی تہجد چار رکعت اور  
وتر میں رکعت پڑھتے تھے اور کبھی تہجد چھ رکعت اور وتر میں رکعت اور کبھی تہجد آٹھ رکعت احد وتر میں رکعت پڑھتے آخری عمل  
زیادہ تھا جو کہ تہجد کی نماز سرکار گھر میں ادا کرتے تھے، اس لیے اس سے اندازہ پاک خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ زیادہ وقت  
تھیں اسی بنا پر آپ سے زیادہ پوچھا جاتا تھا ۱۷ یہ دو رکعتیں تہجد اور وتر میں جو تہجد کے علاوہ ہیں ان کا پڑھنا اور ہلکا پڑھنا  
مسنون ہے لکھنؤ کا مل پڑھو ۴



۱۵۔ یہ امر استغمالی ہے لہذا استغیاب ہے کہ پتہ سے پہلے دو رکعت خیرہ الوضو کی مگر کمال بڑے اور تجدید دراز ۱۶۔ یعنی اس دن حضرت بیرون کی باری حق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خیام تھا، حضرت ابن عباس کا وہاں آج رات ٹھہرا بھی اس کی نسبت سے تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدت کے اعمال کا نظارہ کر لیں (اداء) کے لئے مسند والو ۱۷۔ یہ گفت گو دینی یا دنیاوی مگر تحقیق حق جن ہو یا میں ہے کہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفت گو پائندہ فرماتے تھے وہ دراز گفتگو ہے جس سے نماز فرج میں غلطی واقع ہو لہذا احادیث متعارض نہیں جو صحیح فرضی یا واجب میں ملکہ جو وہ منسوخ ہے ملوک ہو کہ بیوی سے کچھ بات چیت کرنا بھی حسن اختلافی ہے۔ ۱۸۔ اس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے ۱۹۔ یعنی رات کا آخری چٹھا حصہ یہ وقت بہت برکت والا اور قبولیت دعا والا ہے ۲۰۔ یعنی روایت میں ہے کہ پانچ آیات پر جبیں قَدْ تَحْلِفُ لَیْسَ دَاخِلٌ جَوْسُکَ کے کہیں آخری سورہ تک پڑھی ہوئی۔ اور کہیں پانچ آیات لہذا احادیث میں تعارض نہیں ۲۱۔ یہ دو میل دو سو کی تفسیر ہے یعنی اگر چہ پانی کم خرچ کیا مگر ہر عضو پر پانی بہہ گا کوئی کا خشک نہ رہی ۲۲۔

يَسَارِهِ فَأَخَذَ يَأْذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَنَاقَمْتُ صَلَواتَهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً  
ثُمَّ اضْطَجَعْتُ فَأَمَرَ حَتَّى تَفْتَحَ وَكَانَ إِذَا تَامَ تَفْتَحُ فَأَذَنَهُ يَلَالُ بِصَلَوةِ فَصَلَّيْتُ وَلَمْ  
يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ اَللّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي  
نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا  
وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَرَادَ بَعْضُهُمْ وَفِي يَسَارِي نُورًا وَدَكَرَ عَصِي وَ  
لَحِي وَدَمِي وَسَعَرِي وَبَشَرِي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

تو آپ نے میرا کان پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف گھمایا لے آپ کی نماز پوری تیرہ رکعتیں ہوئی پھر لیٹ گئے سو گئے  
جتنے کو خواہئے لیئے اور آپ جب سوئے تھے خراٹے لیتے تھے سب پر آپ کو کھنکھالنے کی آواز آتی تو نماز پڑھیں اور منور کیا  
گئے اور آپ کی دعا میں یہ تھا اے میرے دل میں نور اور میری آنکھوں میں نور میرے کانوں میں نور میرے دائیں نور میرے  
بائیں نور میرے اوپر نور میرے نیچے نور میرے آگے نور میرے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور بنا دے کہ بعض  
محدثین نے بھی زیادہ کیا کہ میری زبان میں نور اور مجھے گوشت خون بال کھال کا  
بھی ذکر کیا (مجموعہ بحاری)

اس کی روایت ہے اگر کسی کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت پڑھا تو اسے  
یہ بھی سیکھ لیا اس طرح کہ آپ اس گھر میں تین دن تک تھوڑے بڑے لہذا اس پر یہ حال نہیں ہو سکتا کہ نماز میں گمانا اور گھومنا عمل کیلئے اور کل کو بڑے نماز  
نامہ ہو جائے یہ مسئلہ غلط ہے کسی نماز یا عبادت کی وجہ سے دھتے ملکوت کر رہی خراٹے نہ کال ہو سکتا علامت میں خیال ہے کہ خراٹے ایسے سخت دھتے  
کہ درمیان کو تکلیف ہو ملکوت بلکہ تھے اس کی قطع غلطی لینے چھوڑ دیا یا اس میں لینا سب کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عین وضو نہیں توڑی اور نماز  
بے کوئی وضو توڑنے سے غفلت کی وجہ سے کبریا نہیں رہتی موعا غری ہوئی یا بعض خصوصیت صلی اللہ علیہ وسلم کی غفلت پیدا کی نہیں کرتی پھر وضو توڑنے  
کا سوال ہی نہیں ہے وضو توڑنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے جیسے شہید کی موت میں وضو توڑنا یہ شہید کی خصوصیت ہے اسے  
یہ دنیا تو سنت کے بعد فرض ہے پہلے پڑھی یا گھر سے بعد تشریف لے جاتے ہوئے یا نماز تہجد سے پہلے شام میں نے وضو اتار لیا ہے ۵۵  
اے دعا تو خلی ہی کہتے ہیں اے دعا دعا تو بھی کوئی خاص دعا کے بارے میں فضائل بیان کیے ہیں یا کا شیخ شهاب الدین بہروردی نے فرمایا کہ جو شخص شہید  
تہجد میں دیکھا ہو حال کے اسے بہت رکھیں اور نورانی نصیب ہوگا عارف و خصال اس کے کردار دعاست کی انجام دے گئے ہے وضو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
موجود میں اسے نور کر کے دیکھا کہ فراموش اسے نورانی نادر رب تعالیٰ نے فراموش کیا خدا تعالیٰ صحت اسے نور اور فرمایا ہے وحی کی حاجت پڑا  
جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نورانی بنانے والا اس طرح جاکر رب نے بھی جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں وہ اس دعا میں جو  
کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نور قبول ہوئی لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نور ہیں اور میرے طرف سے نور ہیں گھر سے بھی نور  
علاؤ تو ہیں اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لیا آگے ہے تو نورانی نور مراد ہوگی بعض روایات میں خدا جل جلالہ ہے اور اس کا جلال و  
ازاد و نور کے معنی کسی کی ہی ہیں جیسے مجھے نور بنا دے ۔

وَفِي رِوَايَةٍ تَهْمًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَاعْظُمْ لِي نُورًا وَفِي أُخْرَى يُسَلِّمُ  
 اللَّهُمَّ اعْظُمِي نُورًا، وَخَاتَمُهُ آتَهُ رَقْدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَاسْتَيْقِظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 حَتَّى خَلَقَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ  
 ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ قَعْلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَسْتَزَكِّي رَكْعَاتٍ مِثْلَ ذَلِكَ

اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ میرے دل میں نور کر اور میرا نور بڑھا۔ اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے الہی  
 مجھے نور دے، روایت ہے ابھی سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوئے تو آپ بیدار ہوئے  
 مسواک کی اور وضو کیا، مالا کہہ آپ کہتے تھے بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں یہاں تک کہ  
 سورہ غنم تک پھر کھڑے ہوئے دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام رکوع و سجدہ دراز کیا پھر ناراض ہوئے گئے تو سو  
 گئے حتیٰ کہ خڑائے پئے پھر تین ایک بار پھر رکعتیں پڑھیں ۵ ہر بار  
 مسواک و

سارے ساری دعا کی شرح ہے یعنی الہی تمہارے مجھے اپنے کرم سے نور تو نہایا ہی ہے میرے نور میں اضافہ اور زیادتی فرما دے جیسے رب نے  
 ارشاد فرمایا وَقَدْ تَبَيَّنَ لِقَوْمٍ عَلِيمٍ کہ میرا قول میرا علم بڑھا دے خیال رہے کہ نور میں زیادتی کی مقدار کی نہیں ہوتی کیفیت  
 کی بوجہ ہے چنانچہ اس کے نور سے کہیں کوئی کا نور زیادہ اور ان کے نور سے سورج کا نور کہیں زیادہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی نورانیت سورج سے کہیں زیادہ کہ سورج صرف سات دنوں کے ظہر کو چمکا کر اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور غاروں پہاڑوں  
 میں رہتے والوں کے دل و حجر کو بھی ملگھا دیتے ہیں، کوئی وہ جگہ ہے جہاں اس آفتاب نبوت کا نور نہیں پہنچتا صلی اللہ علیہ وسلم  
 خیال رہے کہ پادشاہ و سب سے پادشاہ کی آتی ہے مگر اس سے نور لینے والے نفیہ اپنی طاقت کی نقد اور نور لینے ہیں سو ذات کا تقدر  
 زیادہ نور دیتا ہے دس دھن کا کم، ایک کے ساتھ تین، اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف نوعیت کے نور لینے پر اختلاف  
 کر لینے میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دین یکساں ہے۔ ۵ نزاع میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جمید کے لئے  
 لینے وضو پر وضو دید آپ کی تشریف و وضو نہیں تو فرق ہو سکتا ہے آپ کا وضو یہاں دوسری وجہ سے ٹھانڈا ہو نہ کہ غنیمت سے اور مسواک  
 سے مراد بات وضو کی مسواک ہے یا وضو سے پہلے کی یعنی ہاتھ کی مسواک کیونکہ جاتے پر مسواک کرنا بھی سنت ہے دوسرا احتمال قوی  
 ہے ۵ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ آیات کی تلاوت وضو سے پہلے کی اس میں ہے کہ در واقع وضو کی ہو سکتا ہے کہ در واقعات  
 چند ہوں وہاں اور واقعات کا ذکر تھا یہاں دوسرے واقعات کا بیان عطف ربی نزاعی کے لئے تھا کہ زمانہ نزاعی کے لئے ۵ صرف  
 دو رکعتیں پڑھیں مگر دوسری نمازوں سے زیادہ واقعات ہو گئے ۵ یعنی ایک شب میں تین بار بیدار ہوئے ہر بار دو رکعتیں تو نماز  
 جمعا پھر رکعتیں ہوئیں خیال رہے کہ بھی حضور اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بار پور کی توجہ پڑھی اور کبھی بار بار جاکر کہ لہذا یہ حدیث  
 عجیبی روایت کے خلاف نہیں،

يَسْتَأْذِنُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْدِرُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتِرَ بِنَاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ  
 رَبِ بْنِ خَالِدٍ الْجَهَنِّي أَنَّهُ قَالَ لَا رَمَقَيْنَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ الْكِلَّةُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ  
 طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهَمَادُونَ اللَّتَيْنِ فَلَهُمَا شَمٌّ صَلَّى  
 رَكْعَتَيْنِ وَهَمَادُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهَمَادُونَ اللَّتَيْنِ ثُمَّ  
 أَوْتَرَ ذَلِكَ عَشْرَةَ رَكَعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَوْلُهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهَمَادُونَ اللَّتَيْنِ

وضو کرتے تھے اور یہ آیتیں پڑھتے تھے کہ پھر تین رکعت وتر پڑھیں گے (مسلم) روایت ہے حضرت زید بن خالد جہنی  
 سے کہ کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں گا کہ تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں  
 پڑھیں پھر دو رکعتیں دراز دراز پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی دو سے ہلکی تھیں پھر وتر پڑھے یہ تیرہ رکعتیں  
 ہوئیں شہ دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے پہلی سے ہلکی تھیں پھر وتر پڑھے یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں شہ (مسلم) اس قول  
 کی ایک کچھ دو رکعتیں پڑھیں اور وہ دونوں آپ پہلی سے کم تھیں

اس کی تحقیق پہلے ہو چکی کہ بار بار وضو فرمانا استعمال کیا جاتا دوسری وجہ سے وتر آپ کی بلند وضو نہیں بخود رکعتوں  
 وتروں کے لیے جو عقی بار بار جاگے بلکہ تیسری بار میں ہی دو رکعتیں تھیں اور تین رکعت وتر پڑھ لیں اتنی تیلے یہاں سونے اور  
 جاگنے کا ذکر نہ فرمایا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ دو تین رکعت ہیں نہ کہ ایک خیال نہ ہے کہ یہاں جب نسل کے ہے اور  
 اونٹن پر حادۃ میں اب استقامت کی تھی یہاں یہ معنی نہیں کہ تین رکعت وتر پڑھیں وہاں یہ معنی تھا کہ ایک رکعت کے ذریعہ اپنی نماز کو دو  
 رکعتوں میں طاق بنایا اس لیے مشہور صحابی ہیں مدنی ہیں آخر میں کو قریب تمام راہ اور وہیں شہ میں وفات پائی اس لیے کہتے ہیں کہ مراد دل میں  
 سوچنا ہے یا اپنے دوستوں سے کہنا قابل اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے سے باہر نماز پڑھی سو گ انہیں دل میں بہت  
 لگ گیا ہوگا اس لیے یہ ارادہ کیا شامل نماز کی میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ عالیہ کی  
 چوکھٹ پر سر رکھ کر سو یا تاکتا رہا جب آپ یہاں سے گزریں تو انہیں خبر ہو جائے اور ان کے سر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں شریف لگ  
 جائے۔ مشعر

کاٹن دلا کر نوزاد کرتے۔ نوت توبہ کو شوگر کے ساتھ کھاتے ہیں۔ مبارک ہے وہ سر جو ان کی شوگر دل میں رہے۔

شہ اس طرح کہ دو رکعتیں تھیں اور وہاں بالترتیب آٹھ رکعتیں تھیں اور تین رکعتیں وضو صلی اللہ علیہ وسلم اور تھیں آٹھ رکعت پڑھنے  
 تھے کہ کسی زیادہ کیونکہ آپ پرنس تھے، فرض عقی، رکعتوں کی تعداد میں اختیار تھا جیسے ہم پر نماز میں قراۃ قرآن سے کم کر آجوں کی تعداد میں یہاں تک  
 ہے حدیث میں کہ انہوں نے قوی دلیل ہے کہ دو تین رکعت میں ایک سلام سے اس حدیث کی عبارت ایسی درمیان سے جہاں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ  
 کہ اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں دو رکعتیں پڑھیں تو اب ایک بار میں ہی وتر پڑھے۔

ہمیں ملے (مسلم بخاری) دوسری  
فصل روایت سے حضرت عذیبہ سے

[illegible]

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
ثَلَاثًا وَأَنْبَلُ كَوْنًا وَالْجَبَرُوتُ وَالْكَذِبُوتُ وَالْعِظَمُوتُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ  
ثُمَّ رَفَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ  
ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِهِ يَقُولُ لِرَبِّي الْحَمْدُ  
ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّي  
الْأَعْلَى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا  
مِنْ سُجُودِهِ وَكَانَ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي فَصَلَّى أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ فَرَعَاهُ الْبَقْرَةَ

کہا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے دیکھا آپ تین بار فرماتے تھے اللہ اکبر ملکوت جہوت  
یزانی و ملکوت والا اللہ پھر نماز شروع کی تھی سورہ بقرہ پڑھیں پھر رکوع کیا تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کا مثل  
تھا تھے پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے رہے پھر رکوع سے سر اٹھا یا آپ کا قیام رکوع کی مثل تھا فرماتے تھے  
لربی الحمد پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ قیام کی مثل تھا تھے اپنے سجدہ میں فرماتے تھے سبحان اللہ ربی الاعلیٰ پھر سجدہ سے  
سر اٹھا یا اور آپ دو سجدوں کے بیچ سجدہ کی مثل ہی بیٹھتے تھے اور کہتے تھے مولیٰ مجھے بخش دے

پارہ کتبیں

پڑھیں

یہ

اللہ ملکوت ملک کا مالک ہے اور جہوت جبرمینی غلبہ اصطلاح میں ظاہری ملک کو ملک کہتے ہیں باطنی کو ملکوت یعنی باطنی ملک اور نور  
غلبہ والا نور ہے اس میں کہ ملکوت جہوت کے برابر ہے رب تعالیٰ کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں کسی بندے کے لئے ان کا جائز نہیں ہے  
زمانہ وغیرہ اور نماز کے لئے یہ بھیج کر تحریر ہے پہلے وہ کلمات کہ پھر تحریر کیا گیا کہ بعد کے پھر شاذ و غریب اور اختلاف قوی ہے  
ظاہر ہے کہ بقرہ سے نماز پوری سورہ بقرہ ہے یعنی ایک رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھی پھر رکوع بھی اس قدر نماز فرمایا۔ اس سے معلوم  
ہو اگر بیشک کرنا جائز ہے کہ کوئی سب سے ایک رکعت میں دو رکعت پڑھ پارہ کہتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں دو رکعت پڑھے  
میں لے اس سے معلوم ہوا کہ نماز قیام یا دو رکعت سے افضل ہے یہی امام اعظم کا دلائل سے یہ حدیث اس تفسیر ہے میں میں فرمایا  
کہ جو نماز نماز پڑھے وہ جتنی چاہے دراز کرے وہ سب سے افضل ہے دو سجدوں کے درمیان یہ کلمہ بار بار اس قدر پڑھا کہ آپ کا جگر سبک کے قریب جدا ہو گیا  
یہ دعا تعلیم ہوتی ہے

ہے



وَالْإِنَّمَاءُ شَتَّى شُعْبَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
قَامَ بِمِثْرٍ أَيْتٍ لَمْ يَكْتَبْ مِنَ الْغَفِيلِينَ وَمَنْ قَامَ بِمِثْرَةٍ أَيْتٍ كُتِبَ مِنَ الْفَاقِتِينَ  
وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ أَيْتٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنُطَرِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ كَانَتْ فِرْعَوْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْلِي يَرْفَعُ طُورًا وَيَخْفِضُ طُورًا  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ فِرْعَوْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بقمرہ ذال عمران انسا، مانند یا انعام پڑھیں شکی شبیر کو جسے سلمہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ میں حاضر تھے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جو رات کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے تو وہ فاقول سے نہ لکھا جائے گا اور جو کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے وہ مطمئول میں سے لکھا جائے گا اور جو کھڑے ہو کر ہزار آیتیں پڑھے تو وہ بہت ثواب والوں میں لکھا جائے گا سلمہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابوبکرؓ سے فرماتے ہیں کہ رات میں جب کریم سلمہ اللہ علیہ وسلم کی قرات پڑھیں تو کسی کو کسی بلند پڑھتے کبھی پست نہ (ابو داؤد)

روایت ہے حضرت ابن عباسؓ میں حاضر تھے میں کہتی

کریم سلمہ اللہ علیہ وسلم

سلمہ یعنی شبیر راوی کو اس میں شک ہو اگر چہ تھی رکعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ملکہ پڑھی یا انعام، اگلی رکعتوں میں تورو نہیں کر سکیں  
بقمرہ دوسری میں آل عمران پڑھی میں نے شبیر کو بتایا کہ ایک بار در رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو آیت تلاوت کرے تو  
اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اس کا نام فاقول کے درجہ میں نہ آئے گا انشاء اللہ ذکر میں ہو گا سلمہ یعنی جو تہجد کی ایک رکعت یا در رکعت میں  
یا پورے تہجد میں سو آیت پڑھے لیکن اسے تو اس کا شمار ان ایک ہفتوں کے درجہ میں ہو گا جنہوں نے ساری زندگی اطاعت الہی میں گزار دی  
یا اللہ تعالیٰ اسے سعادت کی برکت ہے اسے اپنی قربان واری و اطاعت گزار کی توقین دے گا بعض شایخین نے فرمایا کہ اس میں تہجد  
کی بھی قید نہیں جو روزانہ نمازوں میں نماز سو آیت تلاوت کر لیا کرے اس کا یہ درجہ ہے مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں، اسی لئے  
مواف بہ حدیث تہجد کے باب میں اس لئے سلمہ متفقہ ہے۔ فقہاء سے بنا بیٹے بہت مال بعض نے فرمایا کہ یا ہزار اشرفیال قنطار میں  
بعض نے فرمایا کہ سیریل کی کمال میر سوتا بعض کے نزدیک ستر ہزار دینار حق ہے کہ اس کی حد مقرر نہیں بہاں ہے شمار ثواب والے مرد میں  
حضرت ملاذ ابن جبل فرماتے ہیں کہ فقہا بارہ سو اونچہ میں ہیں کا ایک اونچہ زمین و آسمان سے بڑھ کر ہے۔ (ابن حبان و مناقہ) سلمہ یعنی  
تہجد میں کبھی بلند آواز سے قرات کرتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے یعنی اگر تنہائی میں تہجد پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے اور اگر ہاں سوا سلمہ

ہوئے تو آہستہ قرات فرماتے تاکہ انہیں

تکلیف نہ ہو

عَلَى قَدَرٍ مَا يَسْمَعُهُ مِنَ الْحَجَرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ لَاحِي  
قَتَادَةَ قَالَ لَاحِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَيِّ بُكَرَةٍ  
يُصَلِّيُ يَخْفُضُ مِنْ صَوْتِهِ وَمَرَّ بِعَمْرٍو وَهُوَ يُصَلِّيُ رَافِعًا صَوْتَهُ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْتَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيُ تَخْفِضُ صَوْتَكَ  
قَالَ قَدْ أَسَمِعْتُ مِنْ مَا جِئْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ لِعَمْرٍو مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيُ  
رَافِعًا صَوْتَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْقِطْ الْوَسْطَانِ وَأَطْرُدِ الشَّيْطَانَ فَقَالَ

کی قرأت اس قدر تھی کہ اسے صحن والے سن لیتے جب کہ آپ کو ٹھہری میں جوستے تھے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو  
قتادہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تشریف لے گئے تھے ابو بکر صدیقؓ تک پہنچے وہ نماز پڑھ رہے  
تھے بہت ہلست آواز سے اور حضرت عمرؓ پر گزرے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے بلند آواز سے راوی نے فرمایا کہ جب یہ  
دونوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو فرمایا اے ابو بکر تم تم پر گزرتے تم آواز ہلست لینے نماز  
پڑھ رہے تھے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صحن سے مناجات کر رہا تھا لے سنا لیا ہے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم پر گزرتے  
تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ سونتوں کو جگاتا تھا شیطان

کو جگاتا تھا شیطان فرمایا حضورؐ

سے مرقعات وغیرہ لے فرمایا کہ یہاں حجرے سے مراد گھر کا صحن ہے اور بیت سے مراد کوٹھڑی لینے آپ کی تلاوت درمیانی تھی یہ نبوی  
حالات کا ذکر ہے درج بھی اس سے زیادہ آواز بھی ہوتی تھی اور کبھی کبھی سہ اپنے صواب کے شب کے حالات ملاحظہ فرماتے  
کے لینے معلوم ہوا کہ سلطان کا راست میں گشت لگانا تاکہ رہایا کے حالات معلوم کرے سنت ہے اسی طرح استاد در شیخ کا اپنے  
شاگردوں میں دیر کے حالات کی تفتیش کرنا مسنون ہے ان کا غازیہ حدیث ہے اور سن ہے کہ حضور داؤد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ  
گشت اب بھی جاری ہے، اپنی امت کے حالات ملاحظہ فرماتے کے لینے دنیا میں گشت فرماتے ہیں صوفیائے بعض دفعہ مشاہدہ  
کیا ہے اور اس کا ذکر ہم نے اپنی کتاب میں جاری ملحق حصہ اول میں کیا ہے سہ لینے ابو بکر صدیقؓ میں قرأت نہایت آہستہ کر کے  
اور حضرت فاروقؓ میں رب تعالیٰ کو سنا سنے کے علاوہ دو کام اور بھی کر رہا تھا سونتوں کو جگاتا کہ یہی آواز سن کر جاگ بیا دیں  
یہ تین چیزیں رب تعالیٰ کو سنا سنے کے علاوہ دو کام اور بھی کر رہا تھا سونتوں کو جگاتا کہ یہی آواز سن کر جاگ بیا دیں  
اور وہ بھی تہجد پڑھ لیں اور شیطان کو جگاتا کہ نہ کہ برکت سے شیطان مجھے دوسو مرتبہ دے سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ  
شیطان آواز کی طرح قرآن کریم کی آواز سے بھی جھٹکتا ہے یہ حدیث ذکر کیا گیا کہ نے دے لے صوفیاء کی ہی دلیل ہے اور ذکر شیخ والوں کی  
بھی، دونوں اثر کے یہاں سے ہیں۔ جنت سب کی خبر ہے ۶

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَابُكَ أَرْفَعُ مِنْ صَوْنِكَ شَيْئًا وَقَالَ لَعَمْرُكَ أَخْفِضُ مِنْ صَوْنِكَ شَيْئًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ بِأَيْدِيهِ وَالْأَيْدِيَةُ إِنْ نَعِدْتَهُمْ فَأَتَهُمْ عِبَادَكَ وَإِنْ تَنَعَرْتَهُمْ فَأَتَاكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ ۝ الْفَصْلُ

یہی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے الودیعہ قرآنی آواز کچھ بلند کر دیا اور حضرت عمر سے فرمایا کہ تم اپنی آواز کچھ پست کر دے (ابوداؤد) اور ترمذی نے اس کا شکل دعایت کی اور ابیت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا جسے کہ ایک آیت پڑھیں سو گئی تہ یہ آیت تھی اگر لو اسے مذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو غالب محنت والے ہیں (نسائی) انہی آیت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ تہ میں سے کوئی شخص کہ سنیں پڑھ لے تو وہ اپنی کمرہ پر لیٹ جائے گا (ترمذی ابوداؤد)

۱۔ یہ جملہ اس کی شرح ہے حضرت علامہ مولانا مفتاح الرحمن نے فرمایا کہ وہ دوسروں کو تکلیف دہ دینی آیتوں کو باطل کر دینے کی روش دونوں صاحب اختیار خدا رب تعالیٰ نے فرمایا ہے وَأَنْتُمْ سَابِقُونَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا سے مدینہ قاضی کو منانے کے ساتھ مخلوق کو اپنی قیامت پہنچانے کے لئے علم مخلوق کو کچھ نرمی فرماتے ہوئے اپنے نفس پر بھی زیادہ مشقت دے دو ایمان اللہ کیسی پیاری تعلیم ہے لے لیجئے جب نماز تہجد کے لیٹے جائے اور سورہ فاتحہ سے فارغ ہو کر یہ رو کر پڑھا تو اس آیت کو سیکھ کر دل باری پر حاضری کو وقت صبح باطل کی تخریب لگی کہ اسلام پھر میں اور میں سو جائے لہذا اس حدیث پر ہر دو توبہ حاضر ہیں کہ تمام رات جاگنا بہتر نہیں درد و رکھوں قرآن پڑھیں میں سہل ہر سورہ مانع کا آیت ہے قیامت میں میں مانع اسلام بارگاہ الہی میں اپنی قوم کے متعلق یہ عرض کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آیت بار بار پڑھنا اپنی امت کی شہادت کے لیٹے ہے میں میں نماز مناجات میں ہی امت کی شہادت بھی فرماتے ہیں اس میں مدینہ کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز میں آیت یا سورۃ کا ٹکڑا لے کر امت جائز ہے حکم سورہ فاتحہ کی تکرار بھی جائز ہے احناف کے ہاں سورہ فاتحہ کی تکرار منسوخ ہے اگر اس کا اکثر حصہ نہ لیں تو سجدہ سہو واجب مگر شیخ عبدالحق نے اس میں فرمایا کہ میں نے شیخ سے پوچھا کہ اگر افسوس الیقین خط التبت نیم پر مطلقاً سجاوے ادا سے منکر ہے تو کیا حکم ہے فرمایا انھیں میں نے ذکر و تلاوت میں کہنے سے ہوسکتا ہے حکم استعمال ہے اس کے لئے ہے جو تہجد میں جاگن بارگاہ الہی کو آرام کر کے فرض پڑھ سکاں ادا کرے اسے ایسی علم انھیں نے فرمایا کہ میں نے گھر میں کہنے سے سبزیں نہ کوئے تاکہ لوگوں کو اپنی تہجد پر مطلع نہ کرے مگر خیال رہے کہ اس طرح لیٹ کر قیام یا اونگھ دیا نہ جائے درد و منوہا تہابہ کا اور سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتیں و فرض ایک دوسرے چڑھے اگر تہجد پڑھنے والا بھی سنت پر عمل کرے کہ سنت سے اس وقت کچھ کر لیتا جائے تو صحیح نہیں ۝

الثَّالِثُ عَنْ مَسْرُوفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمِّي الْعَمَلُ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ الدَّائِمُ قُلْتُ فَأَيُّ حَيْثُ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ لَيْسَ  
 كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ مُتَفَقِّئًا عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَوَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ  
 نَائِمًا إِلَّا رَوَيْنَاهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ  
 إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْوَائِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا زَقَاتَيْنِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لِلصَّلَاةِ حَتَّى أَرَى فِعْلَهُ فَلَمَّا صَلَّى صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الْعَمَاءُ اضْطَجَعَ هَوْنًا  
 مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا أَبَاطِلًا حَتَّى

تیسری فصل اروایت ہے حضرت مسروق سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا  
 عمل زیادہ پسند فرمایا ہمیشہ کالہ میں لے کر کلمات میں کس وقت اچھے تھے فرمایا جب مرغ کی اذان سنتے تھے اسے  
 (مسلم بخاری) اروایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا اور  
 چاہتے تھے مگر دیکھ لیتے تھے اور سوتے ہوئے دیکھنا اور چاہتے تھے مگر دیکھ لیتے تھے (مسلم) اروایت ہے حضرت  
 حمید ابن عبد الرحمان اللہ عوف سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے  
 سوا سال ان کو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا کہ قسم خدا کی میں نماز کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 سونے کی جگہ پر رکھ کر آپ کا عمل دیکھ لوں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وشا اپنے منہ پر چھ لے تو کافی رات تک لیٹے  
 رہے پھر ہانگے تو کہ وہ آسمان میں غلط فرمائی پھر کہاں مولا تو نے اسے بے کار سنہ نہ یا

لے آیا یہ دوسری روایت میں آیا کہ ابراہیم وہ ہے جو ہمیشہ ہوا اگر تھوڑا سا ہو بھی دن و دنیا کا کام یا کا کاریہ ہے استقامت ہوا  
 کرنا سے افضل ہے ان کا کم شروع کر دینا سکو اسے یہاں مرغ کی پہلی بانگ مراد ہے جو چھاتی رات باقی رہے ہوتی ہے دوسری  
 بانگ مراد نہیں وہ جسے صادق پر ہوتی ہے اس وقت پہنچ نہیں سکتا اس لیے آپ دو تین امانات سونے تھے تمام رات مانگتے تھے کہ  
 صبح سوئے کہ جس میں مانگتے لہذا آپ کا ہر حال دیکھا جاتا تھا اس لیے ظاہر ہے کہ یہاں نماز تہجد مراد ہے کیونکہ پنجگانہ نماز میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم باہم تہجد پڑھتے تھے ان میں تین تہجد کونے کی ضرورت تھی یہیں تھی یہاں کا تہجد عشق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر امانت کو انھوں نے دیکھا  
 چاہتے ہیں اس لیے صبح کر دو تہجد رات سوئے یہاں وال کا ہے جہاں رات میں کسی گزرتا نہ گزرتے کیلئے سفر مشغول فرما کر نزل فرمایا اور داکٹر  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم امانات میں سفر لے کر تھے سوار کی کسی کچھ نہ دھرا کر تہجد ادا کرتے تھے

بَلَغَ إِلَىٰ أَنْكَ لَا تَخْلُفُ الْبَيْعَ ثُمَّ أَهْوَىٰ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ  
فِرَاشِهِ فَاسْتَلَّ فِيهِ سِوَاكَ ثُمَّ أَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَهُ مَاءً فَاسْتَنْ ثُمَّ قَامَ  
فَصَلَّى حَتَّىٰ قُلْتُ قَدْ صَلَّى قَدْ رَمَانَا ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّىٰ قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْ رَمَا  
صَلَّى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ وَمِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ  
مُمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رَوْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَاتِهِ فَقَالَتْ وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتُهُ كَانَ يُصَلِّي ثَمَّ يَنَامُ قَدْ رَمَا صَلَّ  
ثُمَّ يُصَلِّي قَدْ رَمَا نَامَ ثَمَّ يَنَامُ قَدْ رَمَا صَلَّ حَتَّىٰ يُصْبَحَ ثُمَّ تَعَنَّتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ

جس کو کہ لا تَخْلُفُ یعنی نہ پھر اس کے پیچ گئے نہ پھر اپنے بستر کی طرف جھکے وہاں سے مسواک نکالی پھر اس پر تین سے چار آپ کے پاس رکھا تھا پانی کی پیلے میں انڈیا لائے پھر مسواک کی پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے تھے حتیٰ کہ میں نے سوچا کہ آپ نے سونے کی بقدر نماز پڑھ لی ہے پھر لیٹ گئے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ آپ بقدر نماز سونے پھر بیدار ہونے تو جیسا پہلے بار کیا تھا ویسا ہی کیا اور جو پہلے پڑھا تھا ویسا ہی پڑھا لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سے پہلے یہ کام نہیں کیا کیا (اسانی) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درود حضرت ام سلمہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور نماز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا کہ تمہیں ان کی نماز سے کیا نسبت شک پڑ نماز پڑھتے تھے پھر نماز کے بقدر سوتے تھے پھر سونے کے بعد بقدر نماز پڑھتے تھے پھر نماز کے بقدر سوتے تھے حتیٰ کہ صبح کرتے نہ پھر کی قرأت بیان کیے

۱۔ یعنی یہ کیا ہے یہاں تک کہ بعض باتوں سے اس سے تلامذہ تک بھی تلامذہ کرتے تھے مثلاً سر پہنے مسواک کر کے نیچے لیگنا اور وضو کرنا لیگنا سنت جو صحابہ کرام کا سر پہل ہے اس کا نام تیرہ صدی تک بھی ہے مثلاً ظاہر یہ ہے کہ نیچے صرف مسواک کی وضو کرنا لیگنا کہ لیگنا وضو کرنا تو قرآن میں مسواک کے لینے میں پانی انڈیا تھا اور اگر وضو بھی کیا ہو تو وضو بھی کیا ہو گا لیکن وضو نہ تھا اور نہ وضو کے لینے راست میں کسی بار سید ہو سکتا اور نہ وضو ہی کی بات تلامذہ کہیں اور مسواک و نماز ادا کیا میں بارہا یہی عمل کیا، جبکہ کا یہ عمل بہت ہی افضل ہے کہ اگر نماز بارہا لیگنا سونا، کوسان نہیں جھگڑیں سر پہ انڈیا لگا کر سے ۲۔ یعنی قرآن میں یہ نہایت وجہات کہاں جو تلامذہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھنے کو اس قرآن کا مقصد یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی عظمت دکھانا ہے یا موجودہ حضرات پر حیرت کا اظہار ہے کہ ان کی نسبت پہلے کی سنی مذہبی یا جو چاہے دوسرے کو پاس ہو دیکر کرنا منظور ہے کہ وہ بات میں کس کرپوش میں آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کی کوشش کر رہے ہیں یا نہ عیث رضی اللہ عنہ کی دلیل ہیں کہ ساریہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چھوڑ دیئے تھے مثلاً جب سے پہلے سونا بھند کے لیے شرط ہے کہ اس کے پھینکا کر تھوڑے کھانے کی اور بعد تھوڑے سنا سنت ہے بجز یہ کہ کوسور اسوتے ہوئے خود راہ ہے



تَنَمُّتُ قِرْعَةً مَّفْسَّرَةً حَرْفًا حَرَفًا وَهُوَ أَبُو دَاوُدَ وَالْبُزْجَانِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

## بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْخَنَّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ

تو اس کی قرأت بیان کرنے لگیں ایک ایک حرف صاف جدا جدا (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

## باب جب رات میں اٹھتے تو کیا کہے

فصل اول در عبادت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں بے تہجد اٹھتے تھے تو کہتے تھے اللہ ہی پر ہے جس پر تو اسما قبول اور زمین اور آسمان کے اندر والوں کا قائم رکھنے والا ہے تیرے ہی لینے والے ہیں تو اسما توں اور زمین اور آسمان کے اندر والوں کا بارگاہ ہے اور تیری ہی حمد ہے تو حق ہے نہ تیرا وعدہ حق ہے۔ تجھ سے ملنا حق ہے

اس لیے آپ کی قرأت نہایت آہستگی سے اور صاف صاف تھی جس سے ہر کلمہ جدا جدا سمجھ میں آتا تھا اور ہر کلمہ کے حروف حجاز و کسریہ و مدیہ و تنوین و ضم و کسریہ و فتح کے ساتھ پڑھتے تھے ایک کلمہ دوسرے کے علاوہ نہ تھا تلاوت قرآن کی کوئی کابری اور طریقہ چاہیے زیادہ پڑھنے کی کوشش نہ کرو درست پڑھنے کی کوشش کرو اگرچہ مختصر اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سانس اللہ کے ذکر میں نکلتی تھی مگر تہجد کو اچھے وقت پڑے یا کسے یا کسے ذکر فرماتے تھے کہ وہ وقت خصوصیت سے قبولیت کا ہے اور رحمت الہی کے ظہور کا یہاں وہ ذکر و دعائیں بیان ہوں گی جو نماز تہجد سے پہلے پڑھنے کے لیے ان کا کچھ ذکر پہلے باب میں بھی ہو چکا ہے۔ اس باب میں تفصیل ذکر ہو گا کہ جو کلمہ پڑھنا چاہیں کہ وہاں اچھا خطا یہاں کمال تفصیل کی جا رہی ہے یہاں فقہاء اسلام نے دعائیں نماز تہجد میں ذکر کرنے سے پہلے میں وضو صواب کے بعد یا ان سے بھی پہلے تم تہجد میں ہر ماہ کے مہینے میں اپنے آسمان و زمین اور اسی مخلوق میں دانس و فرشتوں وغیرہ کو قائم رکھنا ہے کہ ان سب کی بقا تیرے کرم سے ہے یعنی ان کا وجود بھی توباقی رکھنے والا ہے تو اب درج میں یہ فرق ہے کہ اپنے اللہ کو علم کی تائید سے خود کا نور دینے والا تو اب چاند و سورج اور زار و کور کے نور سے انہیں ظاہری نور دینے والا بھی تو ہے اور اسیار، اور اسیار، اور اسیار کے ذریعہ یا اپنی نور دینے والا بھی تو ہے یہاں لاؤ یعنی منور ہے رب فرماتا ہے کہ کہہ گوارا سمعناک و انزل علیہ جس جیسے وہاں اسی بادشاہی ہے تیری محفل سے عارضی و چند روزہ بادشاہ تیرے بعض بندے ہیں چنانچہ دنیا میں عبداللہ بادشاہ گزرتے ہیں کہ نام و نشان نہ رہے۔ حیا کے لیے کہ اس کا تعالیٰ نے ہم پر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماری علی علی کا دلی سلطان بنایا مگر یہ سلطنت عارضی و عطا کی ہے رب تعالیٰ کی عقیقت و ذات ہے یعنی تو ثابت ہے و اظہر ہے تیرے بعض خدا نہیں کہ حق کے ایک سینے پر بھی ہیں لیکن نازل و فانی کا مقابل دوسرے سینے میں باطل و ظلم کا مقابل یہاں پہلے سینے



حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُعَاهدُ حَقٌّ وَالنَّاسُ عَادَةُ حَقٌّ  
 حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَآلَيْكَ اَنْتَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ  
 وَآلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدْ مَنَنْتَ وَمَا اخَّرْتَ وَمَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ مَا اَنْتَ  
 اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلَهَ غَيْرُكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ

اور تیری بات حق ہے نہ جنت حق ہے نہ جہنم حق ہے نہ نبی حق ہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت حق ہے، اے اللہ تیرے لیے  
 میں اسلام لایا تجھ پر ایمان لایا ہے اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا ہے تیرے بھروسے پر میں  
 کھارے لڑتا ہوں اور تجھ سے فیصلہ چاہتا ہوں کہ میرے اگلے پیچھے جیسے کھلے بخش دے اور وہ کہیں جنہیں تو مجھ سے  
 نیا دہا بنا ہے تو ہی اگلے بڑھانے والا ہے اور خدا تو ہی جیسے مانتا ہے وہی ہے نہ والا ہے نہ تو ہی موجود  
 تیرے سوا کوئی موجود نہیں ہے تو مسلم بناری

۱۔ یہاں حق باطل کے مقابلہ میں تیرا وعدہ اور وعید ہے میں انہم سب کا تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر حساب دینا چاہتا ہوں تیرے ساتھ وہاں  
 ہے میں تیرے کلام میں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ خیال رہے کہ سادق دہ کلام ہے جو دفعہ کے مطابق ہوا اور حق و کلام کو واقعہ اس کے مطابق جو  
 بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں لغو سے مراد دیرا الہی ہے۔ ۲۔ اگرچہ نبیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں مگر جو کچھ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم سب سے افضل ہیں نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر سارے نبیوں کی حقانیت متوقفت ہے کیونکہ ان سے حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور حقانیت کی نشان دہی کی جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر سے ان سب کی حقانیت کا اقرار کیا اس لیے  
 خصوصیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علیحدہ ذکر جو خیال رہے کہ نبیوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی ذات  
 ان کی صفات اور ساتھ حالات سے کہ ان کی تعلیمیں و لغزشیں بھی حق ہیں کہ اس پر ہزار ہا حق مرتب ہوتے ہیں ۳۔ یعنی ظاہر و باطن میں جزا  
 بطریق ہوں اور تیرے سارے احکام کو حق سمجھتا ہوں ۴۔ ایمان و اسلام کا فرق کتاب الایمان کے شروع میں بیان ہوا چنانچہ ۵۔ سو فیاضت میں  
 لوگوں جو نے بار آورنا تو یہ ہے اور غفلت سے بالہ کہ اگر مبادر ہو جائے انانیت شریعت والوں کا توکل رہے کہ اسباب پر عمل اور حسب الایمان  
 پر نظر و حقیقت والوں کا توکل ہے ۶۔ اسباب کی آؤ کو کچھ اور دنیا اور یا کبک پیغ جاتا ہے ۷۔ یعنی تیرے لیے میرا چاہ ہے اور جہاں میں تیری راہ  
 پر نظر ہے میرا اور دنیا کا فیصلہ تو فرما کر میرا پس اور اسکا جھوٹ ظاہر فرما دے ۸۔ نہایت جامع استفادہ ہے جس میں ہر قسم کی تعلیمیں لکھیں ہو  
 کا ذکر اگر کسی سب کچھ ہرادی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک گن ہوں کہ رسائی نہیں وہ گناہ کرنے کے لیے پسند  
 نہیں ہوتے بلکہ گناہ گروں کی دستگیری کرنے کے لیے تشریف لائے ۹۔ تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے درجہ میں سب سے اگے رکھا  
 اور نہ میں سب میں ہوں سے مجھے یا آخرت میں تو نے مجھے سب سے اگے رکھا اور دنیاوی ظہور میں سب سے اچھے یا تو نے میری امت کو  
 ساری امتوں سے درجہ میں اس کے بڑھا دیا اور دنیوی ظہور میں سے مجھے رکھا اس کی تفسیر وہ حدیث ہے وَفَضَّلَکَ الْاَیُّھُمْ وَفَضَّلَکَ  
 اَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ فَاَمَّا بَقَرَاتٍ رَاۡیَہُمْ  
 ۱۰۔ اس کے پہلے جہاں میں تیرے اہلبیت کی نفی مٹانے کے

وَكُنْ عَائِشَةً قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِفْتَسَحَ صَلَاتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبِّ جَبْرَيْلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطْرَاسْمَواتِ وَالأَرْضِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَُنْ عِبَادَةَ بَنِي الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَى مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَلَهُ الْمُلْكُ وَ

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ جن کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں اٹھتے تھے نماز شروع کرتے تو کہتے اے اللہ اے جبریل اے میکائیل اور اسرافیل کے رب ملے آسمانوں اور زمین کے بنائے والے مجھے کھلے کے جانے والے تو ہی اپنے بندوں کا الحاح میں یوں فیصلہ کرے گا جس میں وہ جھگڑتے ہیں ملے مجھے اپنے کرم سے اس حق کی ہدایت دے جس میں اختلاف ہے تو مجھے چاہے سید سے راستے کی ہدایت دے ملے (مسلم) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو رات میں جاگے تو کہے کہ اللہ اکبر کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی

ملک ظاہر ہے کہ کائنات، ملائکہ، کبریا کی برتری سے پہلے فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے مگر خصوصیت سے ان تینوں فرشتوں کا ذکر ان کے اشرف ہونے کی بنا پر کیا گیا اکثر ملکا کا قول یہ ہے کہ تمام فرشتوں میں افضل حضرت جبریل ہیں کیونکہ خاک انبیاء میں اور حامل وحی میں جبریل کا درجہ کیونکہ رزق جسمانی کا تعلق ان سے ہے پھر اسرافیل کیونکہ آپ لوح محفوظ کے ہیں اور موسیٰ کے محافظ جبرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام اس مرتبہ میں اور بھی قول ہیں۔

ملک خالق یعنی پیدا کرنے والا قاطر یعنی ایجاد کرنے والا جو کہ آسمان فیض دینے والے ہیں اور زمین فیض لینے والی نیز آسمان کفر و شر کے گناہ سے محفوظ ہے اور زمین میں بسبب کچھ موجود اس لیے آسمانوں کا ذکر پہلے کیا زمین کا بد و اذیت زمین سے افضل بھی ہے اور پہلے جبریل اور غائب کا فرق پہلے بیان کیا جا چکا ہے رب تمہارے کے لیے کوئی شے خبیث نہیں ہمارے لیے بعض چیزیں خبیث ہیں اور

بعض شہادت

سے قیامت کے دن ملکی فیصلہ اس طرح کہ چھوٹی بیروں میں فاصلہ فرمادے گا۔ قول فیصلہ تو یہ بھی ہو چکا لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

۴۷۰ دعا ہماری تعلیم کے لیے سے ورد اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی ہدایت ازل میں ہی دے چکا اب تمام عالم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت بت دے رہے ہیں اسی لیے فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُتَّقُونَ تَعْلَى حَوْلَهُ وَجُنتُ لِمَنْ أَهْلَتْ

لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ  
أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتَجِيبْ لَهُ  
فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى فَبَدَتْ صَلَاتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، الْفَصْلُ الشَّامِيُّ، عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّبِيلِ  
قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ لَكَ نَبِيٌّ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ  
اللَّهُمَّ رَدِّنيْ عَلَيمًا وَلَا تَزِدْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ  
أَنْتَ الْوَهَّابُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

کی حمد ہے اور وہ ہر چیز کا دوسرے لہجہ پاک ہے اللہ ان کی حمد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ عز و جل ہے اللہ کے عزیز طاقت و قوت نہیں پھر کہ اسے رب مجھے بخش دے یا فرمایا کہ پھر دعا گے تو اس کی قبول ہوگی تلخ پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی غار قبول ہوگی تلخ و نماز کی اور دوسری فصل، روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں جاگتے تو کہتے تھے کہ کوئی معبود نہیں، الہی تو پاک ہے تیری حمد ہے اپنے گناہوں کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں، تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں، الہی میرا علم بڑھا دے اور ہدایت کے بعد دل پر تیرا ذکر دے تلخ مجھے اپنی طرف سے رحمت دے بے شک تو ہی دینے والا ہے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلطہ یہ دعا تیر کے لئے اٹھنے ہی پر مسمیٰ چلیجئے قضا و حلال سے نہ جائیئے بلکہ اور جو کچھ مسلمان چاہتے ہی کچھ ذکر الہی کرتا ہے اس لئے یہاں یہ  
نقطہ چاہئے کہ میں نے مسلمان ہوا ملک اور حکومت کافر کی بارہا بیان کیا تھا کہ اسے حقیقتی ملک اللہ کا ہے ہمارا بدول کا بھی گویا حکومت  
خدا کے سوا کس کا نہیں سلطہ اس سے معلوم ہوا دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد کرے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
پر درود بھیجے پھر اپنے گناہوں کی صفائی چاہے پھر دعا مانگے، انشاء اللہ بالحق و بقول ہوگی خصوصاً تہجد کے وقت کسی وقت کی دعا  
کہ وہ تہجد ہی ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ دعا کا نام دعا ہے دوسرا الیکس ہے یعنی تھیل کی نقدی سلطہ اس سے معلوم ہوا کہ  
اگر کوئی آخر اوقات میں ہاگ کہ تہجد میں پڑھے مگر یہ دعا مانگ لے تو انشاء اللہ تمنائے کاملہ سے میں سے کام مفور ہوگا جو ان میں پڑھ  
سکے وہ یہ دعا حاضر در پڑھ لیا کریں سلطہ اگر تہجد پر دو حقو جو چیزیں خدا رحمت میں شامل ہیں لیکن جو کچھ بہت شاندار نعمتیں ہیں اس  
لئے ان کا علیحدہ ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ علم کی اجناس میں اور کوئی شخص علم پر تہذیب و تکریم سے بیکہ شغف و اشتیاق  
رہے اور اپنے کو شیطان کے غمغماؤں سے دل نہ دے تو ایسی نعمتیں یہ دعا بھی ہماری تعلیم  
کے لئے ہیں سلطہ یہاں رحمت سے مراد ایمان و طاعت و برکت و تقویٰ اور

نیک اعمال کی توفیق طلبا سے (مرقاۃ)

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو عَلَى ذِكْرِ طَاهِرٍ أَوْ قَبْرٍ أَوْ مَنَ الدَّلِيلِ فَيَسْأَلُ اللَّهَ  
 خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ أَوْ أَهْلَهُ أَوْ بَوْدًا وَدَعَا عَنْ شَرِّهِ قَالَتْ دَخَلَتْ  
 عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتَضِي إِذَا هَبَّ مِنْ  
 الدَّلِيلِ فَقَالَتْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا هَبَّ مِنْ  
 الدَّلِيلِ كَبَرِ عَشْرًا وَحَمِدَ اللَّهَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَشْرًا وَقَالَ  
 سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ عَشْرًا وَسْتَغْفِرُ اللَّهَ عَشْرًا وَهَلَّلَ اللَّهَ عَشْرًا  
 ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيِّقِ الدُّنْيَا وَضَيِّقِ الْآخِرَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَقْتَضِي الصَّلَاةَ  
 رَوَاهُ الْبُؤْدَادِيُّ: الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

نے الیہ کوئی مسلمان نہیں جو رات گزرنے سے پہلے ذکر الہی پر پاک رو کر ملے پھر رات کو اپنے اللہ سے فریاد کرے اور کہے  
 دیتا ہے کہ (احمد ابو داؤد) روایت ہے حضرت شریقی ہوزی سے کہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا  
 میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں جاگتے تھے تو ابتدا کس چیز سے کرتے تھے فرمایا کہ تم  
 نے مجھ سے وہ چیز پوچھی جو تم سے پہلے مجھ سے کسی نے نہ پوچھی تھی جب حضور رات میں جاگتے تھے تو دس بار تکبیر دس بار حمد  
 کہتے اور دس بار سبحان اللہ و حمد دس بار سبحان الملک القدوس کہتے دس بار استغفار پڑھتے اور دس بار کلمہ پھر  
 دس بار کہتے الہی میں دنیا اور قیامت کی تنگی سے تیری بنام مانگتا ہوں یہ پھر نماز شروع کرتے ابو داؤد جیسری فصل  
 روایت ہے حضرت ابو سعید

سہ پہلے یا حضور سوائے اور اللہ کا ذکر کرتے الیہ کی عزت و بڑھ کر سوائے بعض صوفیاء سوائے وقت پاس انفس کرتے ہیں اور ایسی حالت  
 میں سوچتے ہیں اس طرح کہ اگر اللہ پر سناں کھینچتے ہیں اور اللہ پر کھینچتے ہیں یا سبحان اللہ علیک سے سانس کھینچتے ہیں اور یا رسول  
 اللہ پر سانس باہر نکالتے ہیں ان کا ماضیہ جدید ہے اگر آخری حین یعنی موت پر یہ عمل نصیب ہو جائے تو وہ بے نصیب مرگات  
 تھے فرمایا کہ سو قتلیم کہہ کے سوچنا ہے یا طہارت سے مراد دل کا حسد اور کینہ و غیظ سے پاک ہونا ہے اللہ اور ایسا شخص تمام  
 رات کا عابد مانا جاتا ہے سہ پہلے کہ پڑھنے کے تابعی ہیں، سوزن جو قبلہ کی کلاخ کا طین ہے اس کی طرف منسوب ہیں۔  
 سہ پہلے میں اس سوال کی تعریف ہے کہ رب تعالیٰ نے تمہیں بھیجی بات پوچھنے کی تو میں ہی اس سوال سے عاجز کہم کا عشق رسولی ظاہر  
 ہونا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اندرونی و بیرونی زندگی معلوم کر کے اس کی نقل کرنا چاہتے تھے وہ دنیا کی تنگی میں  
 یہاں کی آفتیں بیماری اور قتل کی مصیبتیں وغیرہ سب داخل ہیں اور قیامت کی تنگی میں وہاں کی دھوپ اور گرمی حساب میں نہ کا ہی  
 وغیرہ شامل ہے یہ کل ستر کلمات جو ستر زبان ہاوی اس سوائے اور مانگتے ہیں۔

قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثَمَّ يَقُولُ  
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ  
 يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبَّرْتُ بِرَأْسِي يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 مِنْ هَمَزَةٍ وَنَفْثَةٍ وَرَوَاةٍ التَّوَمِيذِيِّ وَالْوُدَّ أَوْ دَوَّ النَّسَائِيِّ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ بَعْدَ  
 قَوْلِهِ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثًا وَقَفَى أَخْبَرُ الْحَدِيثَ ثُمَّ يَقْرَأُ: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ  
 بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ حَجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْهُوَ يَ  
 ثُمَّ يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ الْهُوَ يَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتَّوَمِيذِيُّ عَنْ نَحْوِكَ

سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں اٹھتے تو کبیر کہتے پھر کہتے الہی تو پاک ہے پھر کیا حمد ہے۔ تیرا نام کرم  
 والا ہے، تیرا شان اور بچی ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ملے پھر کہتے اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ پھر کہتے مروت و دود و شعلان  
 سے کھنکھولے جانتے، واسے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے دوسو سو سے اس کی چھوٹ سے اس کے کبیر سے ملے  
 (ترمذی، ابوداؤد، نسائی) اور ابوداؤد نے پھر کہ کے بعد یہ بھی زیادہ کیا کہ پھر کہیں بار لا الہ الا اللہ کہتے اور آخر حدیث  
 میں ہے پھر قرأت کرتے روائیت ہے حضرت رمیہ ابی کعب اسلمی سے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے  
 پاس میں رات گزارتا تھا میں آپ کو سستا تھا کہ جب آپ رات میں اٹھتے تو بہت دیر تک کہتے جہانوں کا پالنے  
 والا پاک ہے پھر بہت دیر تک کہتے اللہ پاک ہے اس کی حمد ہے اللہ نسائی، ترمذی میں اس کی مثل ہے

ملے یہاں تکبیر سے اور تکبیر تحریر ہے یعنی آپ تہجد کی نماز شروع فرما کر قرأت سے پہلے یہ ذکر کہ کرتے جیسے اور نمازوں میں کیا جاتا ہے  
 مگر اس نماز میں آیت و حکامات اور زیادہ فرماتے خیال رہے کہ جلد کے بعد بھی عظمت میں یا جانے پناہ اسی مالے کو بھی جلد کہتے ہیں کہ  
 اس کے ذہن لوگوں کو عظمت ملتی ہے اور دوا کو بھی اس سے خدا ذاتی عظمتیں قائم ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان جو کچھ  
 ذہن انسان پر چھوڑتا ہے جس سے دوسرے اور ناجائز تکبر پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جو سے کو لو کا نشانہ ہے اور چھوٹ کو چھوٹ  
 دہاتی ہے اس لیے شاخ بھی شیطان و فرعون و دجّ کے ملے دم ہی کرتے ہیں چھوٹ کی تاثیر اور خود ہمارے کتاب اسرار الاحکام  
 میں دیکھو کہ جیسے رمیہ اپنے گھر کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے پاس رات گزارتے اور حکمت شریف پر سر رکھ کر آرام  
 کرتے تا کہ رات میں بوقت ضرورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کریں اور آپ کے اعمال و اقوال شریف یاد کریں اسی خدمت کا صلہ انہیں  
 اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور ان کے لیے خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک کیم کے دروازہ سے سب کچھ ملتا ہے غالب یہ ہے کہ یہ  
 ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر حجرے میں کرتے تھے اور آپ باہر بیٹھے تھے

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ

الفصل الأول: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ  
عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَدَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ  
فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا

اور انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

باب رات میں اٹھنے کی ترغیب

پہلی فصل: اور ایک مختصر اور سہرے کو چاہئے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سویتا، تو شیطان اس کے سر کی گدی چڑھ کر اس کی نگاہ کرتا ہے کہ وہ ہر گز پرہیز نہ کرے کہ اس کے پاس رات بہت سے سو جائے پھر اگر نہ بیٹھا ہو جائے تو اس کا ذکر کرے کہ تو ایک گروہ مکمل جاتی ہے پھر اگر نہ سو کرے تو دوسری گروہ مکمل جاتی ہے پھر اگر نہ پڑھے تو تیسری گروہ مکمل جاتی ہے

اسے نماز تہجد کے فضائل پر شمار ہیں وہ وقت رب تعالیٰ کی غامض رحمتیں اترنے کا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ نماز تہجد میں جنت کی لذتیں ہیں ارشاد اسلاف یہاں گروہ کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بلکہ جتنا دل کے اندر صحت نہیں مادہ گر دھاگے یا بالوں میں کچھ دم کر کے گروہ لگا دیتے ہیں جس کا اثر محسوس ہو جاتا ہے ایسے ہی شیطان انسان کے بالوں میں یا دھاگے میں صبح کے وقت غفلت کی تین گریں لگا دیتا ہے اسی لئے صبح کے وقت تڑپنے سے بڑے کی تڑپنا کافی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تین گریوں کے کھولنے کے لئے ہمیں عمل ارشاد فرماتے ہیں یعنی یہ غفلت کہہ کر دیتا ہے اور اگر وہ لگا دیتا ہے جس کے آخر سے انسان بے غفلت ملدہ ہو جاتی ہے مشائخ ائمہ کا ذکر کر کے دھاگے پر چھوٹے اور گروہ لگا دیتے ہیں پھر بعض کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اس کا ماحض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے معلوم ہوا اگر گناہ گنہ ہے گناہ گنہ ہے کہ حدیث شریف میں پہلا آئی ہے وہ وہ گناہ ہے جس پر شکر کہ الفاظ پڑھ کر دم کی جگہ ملے یہاں ائمہ کے ذکر سے وہ ذکر اور ہے تو اٹھنے کی ہوس کرنا ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ذکر اس مادہ کا آثار ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پروردگار ہے ہی ائمہ کا کہ ہے اگر وہ دم پر کچھ کھلے جب بھی یہی فائدہ ہوگا شے ظاہر ہے کہ یہاں نماز سے تہجد کی نماز مراد ہے وہ اپنے صاحب شکر سے حدیث تہجد کے باب میں لائے اور اگر کوئی نماز فجر کے لئے اٹھے اور عمل کرے کہ حبیبی انشاء اللہ یہ فوائد ہوں گے بعض روایات میں اسی جگہ عقیدہ ہے کہ کہ میں معنی یہ ہے کہ اگر نماز پڑھے تو ساری گریں مکمل جاتی ہیں کہ کوئی عیب تیسری گروہ کھلی تو سب ہی مکمل گئیں یہاں جو کو نماز کی آدمی حضور بھی کرتا ہے، ذکر اللہ بھی لہذا نماز میں وہ دونوں چیزیں آگئیں۔ خیال ہے کہ جو عورتوں کی نماز سمات ہے وہ بھی معافی کے زمانہ میں جلد جاگئیں اللہ

کا ذکر کریں ورنہ کہیں تو بہت اچھا اور دیر توڑے کی سزا ہوتی

حصول ہے



حَلِيبِ النَّفْسِ وَالْأَصْبَحَ حَيِّثُ النَّفْسِ كَسَلَانَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنِ الْمُعْذِرَةِ  
 قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّعَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ  
 هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرُ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ  
 عَبْدًا أَشْكُرًا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا زَالَ نَأْيُنَا عَنْكَ أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ  
 ذَلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنَيْهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ

وہ خوش دل پاک نفس صبح کرتا ہے وگرنہ بلیہ طبیعت اور سست صبح کرتا ہے۔ یہ روایت ہے حضرت  
 میسرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک قیام فرمایا کہ آپ کے قدم سوچ گئے۔ آپ نے عرض کیا کہ  
 کیا کیوں کرتے ہیں آپ کے تو انکے پیچھے بھینٹ دیئے گئے تھے تو فرمایا کیا میں بندہ نک کر ہوں گا کہ مسلم بخاری  
 روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا آپ سے عرض کیا  
 گی وہ صبح تک سوتا رہا نماز کے لئے اٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے مے پیٹا کر دیا یا فرمایا  
 دونوں کانوں میں لے کر مسلم بخاری روایت ہے حضرت

لے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دل میں خوشی، نفس میں پاک نصیب ہوتی ہے جو اس سے عروم ہے وہ ان دونوں کے کمال سے عروم ہے۔  
 (مخاطبہ) اور جو نماز پڑھے غافل رہا اسے سختی بہت ہی ہوتی ہے، صبح کا اعتنا نہ کر سکی کی اصل ہے جس سے تھک رہنا، بیادوں کا جھڑپ ہے اسی لئے  
 سجدہ دار کا گھبراہٹ اندھیرے نہ رہا گئے ہیں سہ دراز قیام کے باعث یہی چیز میں آنا اور قیام فرمایا کھڑے کھڑے قدم پر وہم آگیا  
 یہ عورت شہینہ نے دونوں احوال صوفی کی دلیل ہے تو قیام رات نماز پڑھتے ہیں جسے حضور نہ تھوٹا پاک اور امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا  
 عنہم یحییٰ بن زکریا پر اعتراض ذکر ہے۔ یعنی یا جبب اللہ الخ الباقی اتمام ہم لوگ کہیں تو حضور صاحب ہے کہ ہم کہیں کہیں اللہ  
 تعالیٰ اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اچھے  
 پیچھے گناہ بخش دیتے گئے پھر اسی مشقت کیوں اٹھائے ہیں خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے پیچھے گناہ بخش کر بہت  
 تو جیسے عرض کیا جائیگی میں میں سے ایک ہے جو اسی عرض کی گئی سہ یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیے نہیں بلکہ مغفرت کے شکر کے  
 لیے ہے۔ خیال رہے کہ ہم لوگ عید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید میں ہم لوگ شکر جو سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکر میں لینے  
 ہر طرح ہر وقت ہر قسم کا اعلیٰ شکر کرنے والے مقبول بندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے والے تاجدار ہیں۔  
 دو دفعہ خوف سے عبادت کرنے والے ہیں شکر کی عبادت کرنے والے اہل ایمان ہیں (رسید الامار اور حقا) سہ نماز تہجد کے لیے  
 یا نماز فرائض کے لیے عید فریاد ونا سب میں کیونکہ ہم کرام فرما کر تہجد کرتے تھے اور ہمیں کے کسی نافرمان کا واقعہ ہو جو فراموش کرتے تھے  
 معلوم ہوا کہ نماز تہجد میں دعا کی بڑی محنت ہے یہ نہ تو ایسا کرنے والوں کی شکایت اصلاح کی عرض سے کہنا ہمارے ہے نصیحت نہیں۔

اَمْ سَلَمَةَ قَالَتْ اَسْتَقِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَرَعَاقِقُولُ سُبْحَانَ  
 اللَّهُ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفَيْنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ  
 الْحُجْرَتِ يُرِيدُ أَنْزِلَ أَجَلَهُ لِكَيْ يُصْبِلِينَ رَبِّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَآرِيَةً فِي الْآخِرَةِ رَوَاهُ  
 الْبُخَارِيُّ وَكَانَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَ رَبِّي  
 تِبْيَارَكَ وَقَالَى كُلُّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ  
 يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ

ام سلمہ سے فرماتا میں کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے میدان ہوئے کہ فرماتے تھے سبحان اللہ اس  
 رات کتنے خزانے اتر رہے ہیں اور کتنے فتنے نازل ہو رہے ہیں لہٰذا ان حجرے والوں کو کون اٹھائے گا کہ آپ کی بیوی  
 کو کہہ کر دروازہ پر پہنچیں بہت سی دنیاوی دھمکی ہوئی آخرت میں ملے گی ہوں گے (بخاری) مروایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے  
 فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر رات جب آخری تہائی رات رہتی ہے تو ہمارا رب تعالیٰ  
 دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں قبول کروں کون مجھ  
 سے مانگے کہ میں اسے دوں کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں

۱۔ حدیث باہل ظاہری معنی پر ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں شیطان کہتا بھی ہے جیتا بھی ہے۔ نئے بھی کرتا ہے گونہ بھی مارتا ہے لہٰذا  
 پیشاب بھی کرتا ہے جو کہ کون جسکے اذان کی آواز سنی جاتی ہے اس لینے وہ حبیث غافل کے کان کی میں موتا ہے لینے اسے ذلیل بھی کرتا  
 ہے اور غافل بھی (لمعات) خیال رہے کہ ہر حکم ان لوگوں کے لینے ہے جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے صبح کو نہ جاگیں حضور و انور صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور آپ کے کسی یا کافر میں کی رات صبح کو نہ جاگنا رب کی طرف سے تھا تاکہ امت کو غنا نہ فرما دے نہ کئے کے احکام معلوم ہوں۔

۲۔ لینے اس رات غافل کے لینے فتنے اتر رہے ہیں اور مادل کے لینے اللہ کی رحمتیں بہت اتار رہا ہے فرمایا کہ فتنوں سے مراد صحابہ کو کہ  
 ان میں کی جھگی میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائی اور جو کسا ہے کہ قیامت تک جو فتنے اور  
 رحمتیں دینا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا جیسے ہم خواب یا خیال میں ایسے واقعات دیکھ  
 جتے ہیں حضور و انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنگہ ہمارے خواب و خیال سے زیادہ تیز ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اتنی  
 آواز سے فرمائے کہ راز و محسوسات نے بھی سن لیے اور تمام جہ کے لینے اٹھ بیٹھیں آپ کا فرمانا کہ کون اٹھائے اس طرح سے  
 اٹھائے ہی کے لینے تھا سلم لینے جسم کا لباس پہن رہے روح کا لباس اعمال بہت سی مالدار اور عیاش عورتیں جو یہاں لباس نافخمی پہنتی  
 تھیں وہ قیامت میں اعمال سے خالی ہوں گی لہٰذا اسے بیسود ہال کے لباس کی تیاری کرو سلم یعنی اس کی رحمت اس کا کرم ادھر  
 تو جو فرمانا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ اترے چیز ہٹنے سے پاک ہے (لمعات) اس سے معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے کہ قبول کر  
 قبولیت کی ساعت بہتے ہیں ایک ایک دن لینے میں آتی ہے اور وہ بھی ہم سے بھی ہوتی ہے مگر رات میں روزانہ قبولیت کی ایک

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْمُسْلِمِ ثُمَّ يَسْطُرُ يَدَيْهِ وَيَقُولُ مَنْ يَقْرَأُ غَيْرَ عَدْوَمٍ وَلَا ظُلُومٍ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ وَكَعْنُ جَابِرٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يُسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَكَانَ يَتَأَمَّرُ نِصْفُ اللَّيْلِ وَيَقُومُ

(مسلم بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے ملہ اور فرماتا ہے کہ کوئی قرآن دیتا ہے اسے چوتھے فقیر ہے نہ ظالم کے حق کو غیر ٹھیک مانتا ہے۔ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا سنا کہ رات میں ایک گھڑی ہے جس میں پاجا اسے کوئی مسلمان کہ اللہ سے اس میں دینا و آخرت کی بھلائی مانگے مگر قرب اسے دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہے سہ وسلم روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کو ساری نماز داؤد علیہ السلام کی ہے اور اللہ کی ساری روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں لگہ کہ آپ کو صبحی رات سونے تھے اور

تھے اور

ساعت میں بلکہ بہت سی ساعتیں ہوتی ہیں رب اس وقت مانگنے کی توفیق دے گا کہ اگرچہ رب کا فرمان براہ راست ہم نہیں سننے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان ہم تک پہنچا دیا تو گویا ہم نے سن لی لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کر اس قرآن سے فائدہ کیا خیال رہے کہ رات کا آخری تہائی دنیا کے ہر حصے میں مختلف اوقات میں ہے مثلاً ہندوستان میں رات کے نو بجے ہوں تو مکہ معظمہ میں رات کے تیس بجے ہیں جس وقت تہائی رات باقی رہے گی اس بجھنے میں اسی وقت یہ توجہ کر کم ہوگی۔

ملہ یہ عمل تشہد بہت میں سے ہے اللہ تعالیٰ ہاتھ اور ہاتھ پھیلاتے سے پاک ہے لہذا اس سے پہلے اپنی رحمت و کرم کا وسیع فرمانا ہے سہ بجے تہائی بیکار ہو کر گویا قرض ہوں گی جن کا عوض نہیں ضرور ملے گا جیسے قرض خواہ کو قرض کا مال مقروض کی طرف سے قرضہ ضرور واپس مل جاتا ہے خیال رہے کہ فقیر تو اپنی حاجت روائی کے لئے قرض لیتے ہیں اور غنی و سلاطین رعایا کی حکومت روائی کیلئے قرض لیتے ہیں شاہی جنگ کا روپیہ اس لئے اپنے پاس رکھتے ہیں یا ملازمین کا فائدہ کا تنہا ہے جسے تا کیر لوگ اپنی کمائی پر بلا لگھ کر اس۔

پھر سے قرض لگتے ہیں اور ہر وقت ضرورت میں سود واپس کر کے دین رب تعالیٰ کا یہ قرض طلب فرماتا اور یہ تمام کا ہے اسے اس سے قرض کہیں انکار کر کم اور ہمارے ملینان کے لئے ہے سہ بجے ملہ اس کے فرمایا کہ روزانہ شمس کی رسالت قبولیت پوشیدہ ہے جیسے جو کہ اساعت مگر یہ ہے کہ پوشیدہ نہیں گوشہ نشین ہیں جی دہ گئی ہے یعنی رات کا آخری تہائی خصوصاً اس تہائی کا آخری حصہ ساری رات کا آخری چھنا حصہ ہے جو صبح صادق سے حاصل ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وقت مومن کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی اگر قبولیت چاہتے ہو تو ایمان کا لکڑ



ثَلَاثَةً وَيَتَامُ سُدُسُهُ وَيَصُومُ مَرِيئًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ كَانَ تَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي  
الْآخِرَةَ ثُمَّ إِنَّ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَامُ فَإِنْ كَانَ عِنْدَ  
النِّدَاءِ أَوَّلَ جُنُبًا وَثَبَّ فَأَقَامَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ  
ثُمَّ صَلَّى كَعَتَيْنِ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ ۖ الْفَصْلُ الثَّانِي ۖ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ

تہاں رات کھڑے رہتے پھر چھپنا ضرور سوتے ملے اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے مگر مسلم بخاری  
روایت سے حضرت عائشہ سے فرمائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اول رات سوتے تھے اور آخر رات جاگتے تھے  
پھر اگر آپ کو اپنے اہل سے حاجت ہوتی تو حاجت پوری کر دیتے پھر سو جاتے تھے پھر اگر پہلی اذان کے وقت حرات  
میں ہوتے جلدی کھڑے ہو کر اپنے پر پانی بہاتے اور اگر عجمی نہ ہوتے تو نماز کے لیے وضو کرتے پھر دو رکعتیں  
پڑھتے تھے مسلم بخاری تیسری فصل روایت ہے  
حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں

ملے یہاں تانے سے جب تک نماز ملا رہے اور وقت سے نفلی روزہ جس کا اگلے مضمون سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو رکعت  
اذیائے کرام بھی تہجد اور نفلی روزہ سے ادا کرتے تھے مگر ان کے طریقے اور تھے حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ طریقہ تھا جو یہاں مذکور  
ہے صلح یعنی دو تہائی رات سونے اور ایک تہائی رات جاگتے تھے اور اس جاگنے اور نماز کو دو تہائی دن کے درمیان کرتے  
اب بھی یہی چاہیے ملے اسی طرح نوافل تہجد اور نفلی روزوں کی محبوبیت کی چند وجوہ ہیں ایک یہ کہ اس میں روح کا حق بھی ادا ہوتا ہے  
اور نفس کا حق بھی تمام رات سوئے ہمیشہ افطار کر کے صبح کا حق نہ کرے اور رات بھر جاگتے ہمیشہ روزہ سے نفس کا حق مارا گیا  
دوسرے یہ کہ اس طرح تہجد و روزہ سے نفس پر بھاری بین لیا ارب کو یہ اس میں کیونکہ ہمیشہ روزہ رکھنے میں روزہ عادت ہو کر آسان  
معلوم ہوتے گنتا ہے مگر اس طرح ہر روزہ سے نئی لذت محسوس ہوتی ہے تیسرے یہ کہ اس میں جسمانی طاقت بحال رہتی ہے گھٹتی نہیں  
طاقت ہی سے ساری عبادتیں ہوتی ہیں خیال رہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تیز صوبی، بچو صوبی، چند صوبی روزہ سے  
رکھے کھجور کی کیا کچھ تار بخجور میں مسلسل روزہ نہ کھیں بل افطار نہ کرنا کرمت پر آسانی سو نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم الوقت میں  
جو علی کریں وہ افضل ہے رات کی ہر ساعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلی سے شرف حاصل ہوا اور ہمیں کہ ہر نماز کو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے عزت ملی ملے اس سے معلوم ہوا جو اس سے قربت کا بہترین وقت آخری رات ہے یعنی بعد  
تہجد کہ اس وقت عمدہ محال ہوتا ہے پھر سے ہمیشہ صحبت نقصان دہ ہے اور اس وقت کی قربت سے جو اولاد ہوگی وہ انشاء اللہ  
بیک و صالح ہوگی خصوصاً جب تہجد کے بعد قربت ہو صحبت صرف شہوت پوری کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس میں اور بھی منسلک ہیں۔  
یہ ہر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر کے سوتے تھے جیسا کہ دیگر روایات میں ہے اور یہ عمل بھی داخلی تھا، بلکہ عملی عملی کر کے سوتے  
تھے یہاں پر پانی حرام نہ کرنے کے لیے ہے اور وہ عمل بیان استعمال کے لیے ملے یہ سننے کی کہ تہجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ادا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ ذَابُ الصَّالِحِينَ  
قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّلْسَيِّئَاتِ وَمُضَاهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ مَا وَكَانَ  
الْزَّهْمُ مِنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ إِذَا أَصْفَوْا فِي الصَّلَاةِ  
وَالْقَوْمُ إِذَا أَصْفَوْا فِي قِتَالِ الْعُدُوِّ وَإِذَا فِي شَرْحِ الشَّنَةِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ  
عَبْسَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ النَّبِيُّ مِنَ الْعَبْدِ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم رات میں اٹھنا لازم پکڑ لو گے کیونکہ تم سے پہلے نیکوں کا طریقہ یہی تھا  
اور رب کی طرف قربت کا ذریعہ ہوگی بول کو مٹانے والا اور اندہ گناہوں سے بچا بنو الا کہ (ترمذی اور ابی  
ہے حضرت الوسیعہ بخاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص میں جن سے اللہ  
راضی ہوئے ہیں آدمی جب رات میں نماز پڑھنے لگے اور قوم جب کہ نماز میں صفت پانچوں اور قوم جب کہ  
دشمن کی جنگ میں صف آسا ہوں گے دشمن اس سے اور ابی ہر سند روایت ہے حضرت عمرؓ و ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رب بندے سے آگے کدات کے وسط میں بہت قریب  
ہوتا ہے

فرماتے تھے اور فجر کے قریب یا جماعت میں بھی یہی سنت ہے اور اگر بعد سنت فجر سے تیار استغفار پڑھ لیا جائے تو بہت ہی بہتر ہے۔  
سلسلہ برام و خوب کے لئے نہیں بلکہ تاکہ کہہ لئے ہے تجویز واجب یا فرض نہیں بلکہ سنت مکرر ہے وہ بھی اہل الکفر یا کفار کے لئے گزشتہ  
اٹھارہ روایا کا طریقہ ہے لہذا یہ فطرت ہے معلوم ہوا کہ سلسلہ انبیاء و اولیائے نبویؐ میں اور خاص دعا میں اس وقت مانگیں اور کھو  
یہ مقبول علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ ابھی نہیں بلکہ اور وقت تمہاری مغفرت کی دعا کروں گا یعنی تجویز پڑھ کر اس حدیث میں  
اشارہ فرمایا کہ جو تہجد پڑھے وہ کامل صالح نہیں خیال رہے کہ مکرر اور ہماری تہجد کی ہاں اس میں انہیں قبول کی نقل ہے اللہ تعالیٰ اس  
اسل کا طریقہ نقل کو بھی قبول کر لیتا ہے صاحب تجویز میں انہیں فقیر کی وصیت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پڑھا کرنا  
وہاں سے بہت ہے گا سلسلہ اس پر تجویز بھی ہو کہ تہجد کی برکت سے گناہوں کی عافیت چھوٹ جاتی ہے حضورؐ سے ان کی ہر بات میں  
صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ تجویز تہجد پڑھنا چاہیے اور فرقہ انہیں تہجد و جہاد و جہاد سے تہجد پڑھ کر کام اللہ کو پیار سے  
میں لہذا ان کے لئے اٹھنا بھی اسے پیارا اور لکھنے والے کی نگاہ پر ہے کہ یہاں قیام سے مراد تہجد کے لئے اٹھنا ہے لہذا اس وقت  
جاگنا ضروریات سے فارغ ہونا وضو و تجویز کرنا بھی خدا کو پیار ہے شہدائے رب کی رحمت اور اس کی رضائات کے آفرین چلے  
حصہ بندے سے بہت قریب ہوتی ہے خیالی رہے کہ یہاں قربت اوقات مراد ہے اور سب سے قریب احوال مرقۃ لہذا یہ حدیث  
اس کے خلاف نہیں کہ جب بندے سے سجدے میں زیادہ قریب ہوتا ہے اگر اس وقت بندہ سجدہ میں گلا ہو تو اسے وقت کا قریب بھی حاصل ہو  
گا اور حال کا بھی

فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَنْكُرُ اللَّهُ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ  
فَكُنْ زَوَاهِ التَّيْمِيَّةِ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ أَسْنَدًا ۖ وَعَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ  
الَّيْلِ فَصَلَّى وَاقْبَضَ إِهْرَاقَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَعُ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ  
إِهْرَاقَهُ قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاقْبَضَتْ رُجُومَهَا فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَى نَضَحْتُ فِي  
وَجْهِهِ الْمَاءَ زَوَاهِ الْبُؤْدُودِ وَالنَّسَائِيُّ ۖ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ  
الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَذِكْرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ زَوَاهِ التَّيْمِيَّةِ

اگر تم نہ کر سکو کہ اس وقت اللہ کے ذکر میں سے بنو تو یہی جادو ملے تو مذہبی اور فرمایا کہ یہ حدیث اسناد میں  
حسن صحیح غریب ہے لہذا روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے فرمائی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ اس  
شخص پر رحم کرے جو رات میں اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے کہ وہ بھی پڑھے لے کہ وہ اٹھ کر  
تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے اللہ اس عورت پر رحم کرے جو رات میں اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو  
بھی جگائے کہ وہ بھی پڑھے لے اگر وہ نہ مانے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے لے ابو داؤد و اسانی و ابوداؤد  
ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا آخری رات کے  
درمیان کی اور فرض نمازوں کے پیچھے لکھ (ترمذی)

لے اس میں خطاب حضرت ابوہریرہ سے ہے اور ان کے ذریعہ ہم سب لوگوں کے لئے شیعہ اہلسنت میں لکھا کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کا یہ فرمان عمر فارح علیہ السلام کے اہل ان کے وقت تھا آپ بہت اللہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد دیکھ کر خدا ہو  
گئے تھے اور اس کی دم ایمان سے آئے آپ چوتھے تھے میں شعر ۱۔ دیوانہ کہ ہر دو جہاں میں تیش ۲۔ دیوانہ قوم در جہاں را کہ سلف  
یہ ہے اس حدیث کی چند اسنادیں ہیں بعض اسنادوں میں غریب سے بعض میں حسن بعض میں صحیح متفقہ ہے یہاں فرمایا کہ عزت اور صحت میں  
مناقات نہیں سلفیہ کی کا یہ پانی چھڑکنا خدا کی نافرمانی یا اس کے بے لوثی نہیں بلکہ اسے نیکی کی رحمت دینا اور اس پر امان دینا کہ رب تعالیٰ  
فرماتے ہیں وَتَقَاؤُنَّ أَنْفُسَكُمْ وَالْكَفَرَى اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے برتر نیکی کرنا ممنوع نہیں بلکہ سب سے بڑا نفع و خیال ہے کہ لوگ  
عوام کی بزرگوں کی مشائخ کی دعا لینے کے لئے بڑے بڑے پانچ بیٹے ہیں۔ دوستو اگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیتی ہے تو خود  
بھی تہجد پڑھو اور اپنی بیویوں کو بھی پڑھا دو بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس جوڑے کو سزا بھرا رکھے جسے  
آخر صحت ملے کہ بے زکوة کی آخر کی تہائی حصہ اس تہائی کا درمیان وقت یعنی رات کا چھ حصہ فرض نمازوں سے سزاوارتہ نیچے دے  
خواہ ان میں فرضوں کے بعد دعا کے یا سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر بعض بزرگ ہم دعا میں فرضوں کے بعد ہی مانگ لیتے ہیں  
سنیبت و نقل پڑھتے ہیں ۲



وَعَنْ أَبِي هَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ عُرْقًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعَدَّ اللَّهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ وَأَطَعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصَّيَّامَ وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعُوبِ الْأَيْمَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ نَوْفَلٍ وَفِي رَوَايَةٍ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَهُ اللَّيْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

روایت ہے حضرت ابوالکاکب اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایسے درجے ہیں کہ جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دیکھا جائے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بننے جو بات نرم گوئی اور کھانا کھلائیں لگہ اور شہوات روزے رکھیں اور جب لوگ سوتے ہوں تو رات میں نماز پڑھیں لگہ اور حق پرست ہوں (الایمان) اور ترمذی نے حضرت ثمال سے اس کی نقل روایت کی اور ایک روایت میں ہے جو اچھا کلام کرے دوسری فصل روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر وابن عباس سے فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عبد اللہ فلاں کا طرح نہ ہونا جو رات کو اعتنا تھا پھر رات کا اعتنا چھوڑ دیا لگہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عثمان ابن ابوالعاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سہ بیٹے ان کی دیواریں اور کوشاں یہ صاف اور شفاف کہ نگاہ کو نہیں روکتے جس کا نور کچھ دینا میں شیشے کی دیواریں اور کوشاں میں نظر کو تھامے اس شفاف میں اس کے بغیر کوئی کھڑا اشارہ ہے سہ بیٹے وہ درجے ان لوگوں کے لیے ہیں جو نبی پر چار صفات میں ہوں پرمہمان دوست یا دشمن سے نرمی سے بات کرنا کفار سے سخت کلامی بھی عبادت ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے آيْتَهُ اَنْفَالُ الْاَنْفَالِ اور فرماتا ہے وَتَجِدُوْا اَنْفِيْكُمْ خِيْلَةً مِنْ مَّعْصُوْمٍ واما کھانا کھانا اس میں مشائخ کے لنگھل کا جوت ہے بعض بزرگوں کے ہاں چند روزی ہوتا کہ کبھی دو تین روزی دیا جاتا ہے وہ عام کو بہت عام کرتے ہیں سہ بیٹے ہمیشہ روزے رکھیں صوا یا پنج دنوں کے جن میں روزہ عام ہے بیٹے شوال کے یکم اور ذی الحجہ کو سوس یا تیرہویں یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں بعض نے فرسرایا کہ اس کے معنی ہیں ہر مہینہ میں سب سے تین روزے رکھے (جو کچھ نماز تہجد ریاضے دور ہے اور تمام نمازوں کی نرسن اس لیے اس کے پڑھنے والے کو مزے درپہنچے دیئے گئے غلام ہے کہ جو دو مسجد کا اجتماع بہتر نہ وصف ہے شاعر شرف مرد و مجتہد دست و کرامت بسودہ ہر کہ اس ہر مرد و درویش و زچہ و مسکن یا اندر بعض سستی کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا کہ چیدگر کہ کہ چید چور نہایت برا ہے اشدھت العاصت میں ہے کہ عبد اللہ ابن عمر و تمام رات عبادت کرتے تھے ان کے والد اس سے منع کرتے تھے مگر نہ مانتے تھے چنانچہ ان کے والد نے ہر گاہ رسالت میں ان کی شکایت کی تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا مقتدر ہے کہ تم میں سے یہ رات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ فِيهَا أَهْلَهُ يَقُولُ  
يَا آلَ دَاوُدَ قُومُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ يُسْتَجِيبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا الدُّعَاءَ  
الْأَسَاجِدَ أَوْ عَشَارَ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٌ فِي جَوْثِ اللَّيْلِ رَوَاهُ  
أَحْمَدُ، وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ فَلَانًا  
يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْبِقُهَا مَا تَقُولُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ  
فِي شُعَيْبِ الْإِسْبَانِ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

کو فرماتے تھا کہ داؤد علیہ السلام کی رات میں ایک گھڑی ایسی تھی جس میں اپنے گھر والوں کو جگانے کے لئے نہ فرماتے تھے  
اسے داؤد کے گھر والوں کو نماز پڑھ لو کہو کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعاؤں کو مسموعیوں کے سوا سب کی دعا  
قبول فرماتا ہے (احمد) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
سنا کہ فرض کے بعد بہترین نماز درمیانی رات کی ہے (احمد) روایت ہے ابی سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کیا فلاں شخص رات میں تو نماز پڑھتا ہے جب صبح ہوتی ہے چوری کرتا ہے فرمایا  
کہ اسے نماز اس چیز سے روک دے گی جو تو کہہ رہا ہے (احمد بخاری، شعب الایمان) روایت ہے حضرت ابوسعید و  
ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہد کے گے اور ہم اس پہنچ چکے تھے اور بیٹھو گے شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بہت تلاش کے باوجود ابی صاحب کا نام نہ ملا جو یہ قیام چھوڑ  
بیٹھے تھے بلکہ یعنی ساری بیویوں اور سارے بچوں کو کہہ کر لفظ اہل ان سب کو شامل ہے (۱) جو بکیر دونوں بڑے ظالم ہوتے  
ہیں کہ جادوگر لوگوں پر جانی ظلم کرتا ہے اور بچی و لڑکے بیکس وصول کرنے والے مالی ظلم بہت کرتے ہیں اور ان کے ذمہ حقوق العیال بہت  
ہوتے ہیں اس لئے ان کی تہذیب کے وقت ان کی سوانحی دعائیں قبول نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کی بددعا میں ان کے کچھ بڑی ہوتی ہیں صوفیا  
فرماتے ہیں دعا کی قبولیت چاہئے ہو تو بددعا میں دنوں عشار عشر سے ماہنامہ پیدوار کا دراصل حصہ ہو محنت لین ہے (۲) اس  
حدیث کی بنا پر بعض علمائے زمانہ فرمایا کہ ان سب کو مکہ سے نماز تہجد افضل ہے کسی نے حیدر آبادی کو کہا کہ دعا تو سب میں دیکھا ہو چکا  
کی گزری فرمایا عبادات خارج ہو گئیں اشارت فرمایا سو گئے تہجد کی رکعات کام میں آئیں (۳) یعنی رات کے آخری حصہ  
میں چوری کرتا ہے یا ان میں کم تو ہوتا ہے یہ بھی ایک قسم کی چوری ہے (۴) یعنی نماز کی رکعت سے وہ الیٰی عیوب سے توبہ  
کرے گا یہ حدیث اس بات کی شرح ہے رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنِ الْقَحْشِ لَوْ قَدْ تَنَزَّ حَبِيبَانِ رَبِّكَ كَمَا سَارَ سَمَاءَ عَادِلٍ مِّنْ  
كُوَيْتٍ فَاسْتَقْبَلْنِي بِعِلْمٍ كَمَا تَقَامُ كُوَيْتٍ نَّوِيًّا - بعض تو پہلے سے گناہوں سے محفوظ تھے جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض سے گناہ  
سرد ہونے اور لوہ میں تائب ہونگے جیسے یہ شخص جس کی شکایت ہوئی یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دناؤس  
چوری کے باوجود اس وقت کو اسے کیونکہ چوری کا ثبوت شرعی نہ ہوا، دشکایت کرنے والے کو عفت، پھر کوئی تہذیب فرمائی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا وَأَصَلَّ رُكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كَتَبَ  
 فِي الذِّكْرِ يَوْمَئِذٍ زَوَاةٌ أَبُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ زَوَاةُ  
 النَّبِيِّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَعَنْ ابْنِ عُثْمَانَ أَبَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْخَلِيلِ أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ يَقُولُ  
 لَأَمِّ الصَّلَاةِ ثُمَّ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ وَأَمَّ أَهْلَكَ يَا الصَّلَاةُ وَأَصْطَرِ عَلَى مَا أَلَسْتُكَ رُقَا

تے کہ جب کوئی شخص رات میں اپنے گھر والوں کو جگائے پھر وہ دونوں یا وہ ایک یا دو رکتیں پڑھ لے تو وہ ذکر کرتے  
 والوں یا قبول میں لکھ جائیں گے ملہ ابو داؤد، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کے بہترین لوگ قرآن اٹھانے والے اور شب بیداری کرنے والے ہیں  
 وہی شعب ایمان، روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ ان کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات میں جس قدر  
 رب جانتا نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب آخری رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے جگاتے ملہ احمد ان سے  
 فرماتے تازہ پھر یہ آیت تلاوت فرماتے کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دواں ہو تاں کہ جو ہم تم سے نفع نہیں  
 پہنچتے

کیونکہ وہ غیبت و کدہ رہے تھے بلکہ ان کی اصلاح کے خواہاں تھے جیسے شاگرد کی شکایت استاذ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تم  
 فلاں گناہ کرتے ہو تو ہمیں وارسی رکھتے یا نماز پڑھتے سے کیا فائدہ سخت غلط ہے انشاء اللہ یہ بیکیاں گناہ پھر آدمی کی گناہ کی  
 وجہ سے نیکیوں کو دور چھوڑ دے مگر نیکیوں کی وجہ سے گناہ چھوڑ دے :

۱۔ جیسے تھوڑے دو رکتیں پڑھنے کی برکت سے تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور اس وقت تھوڑے ذکر کی برکت سے  
 انسان ہمیشہ ذکر کرتے والوں کے زمرے میں آجائے حدیث شریف میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَكَانَ الْكَافِرُونَ اِنَّ اللَّهَ يَكْشِفُ  
 وَانْ كُنْ كَذِبًا اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ملہ قرآن اٹھانے والوں سے مراد قرآن کے حافظ ہیں یا اس کے محافظ جیسے حفاظ علیہ السلام نے کلام  
 کو ان دونوں کے بڑے درجے میں حدیث شریف میں ہے جس نے قرآن حفظ کیا اس نے نبوت کو اپنے دوسلوں میں گئے مٹا لے لے یا  
 حافظ انصاف قرآن کی بقا کا ذریعہ ہیں اعلیٰ، معانی و مسائل قرآن کی بقا کا ذریعہ اور موقیا اسرار موز قرآنی کے بقا کا۔ رات والوں سے  
 مراد تہجد گزار ہیں سبحان اللہ جس شخص میں علم و عمل دونوں ہیں جو بائیں اس پرش کی خاص مہربانی ہے جیسے خود خود تہجد رات سے ہی نماز  
 شروع کر دیتے ہیں۔ مگر بال بچے کو چھٹے حصے میں جگاتے اس سے معلوم ہوا کہ گھر کے بڑے کو بہت نیک ہونا چاہیے

تاکہ چھوٹے بھی ایک شبیں ہر عالم اور بادشاہ و امیر ان اگر نیک ہوں تو

ان کے ماتحت سب گرد و عوام و سریدیں نیک ہو جائیں

گئے

نَحْنُ نَرُفُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ رَوَاهُ مَالِكٌ

## بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

الفصل الأول: عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطُرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى يُظَنَّ أَنْ لَا يَصُومُ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى يُظَنَّ أَنْ لَا يَقْطُرُ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَكَهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا أَوْ رَافِعًا أَوْ نَائِمًا أَوْ رَافِعًا أَوْ نَائِمًا؛ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قُلَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مِنْ الْأَعْمَالِ تَطَهُّونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُيْمِلُ حَتَّى تَبْلُغُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ

ہم نہیں روزی دین گئے اہل انعام پر نیز گاری کا ہے (مالک)

## عمل میں میان روئی کا باب

پہلے فصل: روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عینے میں اپنا افطار فرماتے کہ گمان ہوتا آپ کیل کوئی دھوکہ نہ کھینچیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں آپ کو بارگاہِ نبوت سے کچھ دیر بعد چھوڑ دیتے اور سونا یا چھوڑ دیتے۔  
گوئی کہ عینے کے بعد گاری روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کو بارگاہِ نبوت سے کچھ دیر بعد چھوڑ دیتے، روایت ہے  
عہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عافیت وہاں تیار کر دی کہ کوئی کھانا نہ پکائی تھی اس وقت تک کہ وہاں سے کھانا نہ پکائی تھی

سے عینے نماز خصوصاً تہجد کی برکت سے روزی میں برکت ہوتی ہے، بعض صاحبین کو جب کبھی فخر و تفاخر ہوتا تو کھانا پکھڑا کر کے ہاتھ دے کر شروع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے پھر یہ آیت پڑھتے (مراقبہ)، سلمہ قصد کے معنی ارادہ بھی ہیں اور درمیانی رفتار بھی یہاں دوسرے معنی میں ہے خیال رہے کہ قرآن میں دو جہات تو میرا تمہارے کی طرف سے مقرر ہیں ان میں زیادتی یا کمی ہو سکتی ہے یہی نہیں تو اقل میں بندے کو اختیار دیا گیا ہے چاہے کہ چند آیتیں نقل اختیار کرے پھر نہ اس کے زیادہ یا اقل کرے کہ اس کا نام قصد ہے اور یہاں عمل سے مراد نفل عمل میں درمیانی حال ہیں ورنہ یہاں سے عینے سلمہ عینے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان شریف کے سو اسی روز میں سارا ماہ روزہ در کھتے تھے بلکہ کچھ تاریخوں میں مسلسل روزہ سے اور کچھ سال افطار یا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داخل کی تعریف فرمائی یعنی ہمیشہ ایک دن روزہ ایک دن افطار رہے مگر خود بخود جاریہ عمل ہے معلوم ہوا کہ روزہ داخل سنت تو ہے اور اس طرح روزہ سنت فعل اس کا ثواب زیادہ اس عمل کا قرب زیادہ جیسے بعد از نفل کھانے سے کہ کھانا زیادہ بیکار کھانے کا قرب زیادہ ہے۔  
عمل ہے سلمہ یعنی دوام رات سوئے تھے دوام رات جاگتے تھے اول رات سوئے اور آخر رات جاگتے اور بعد از عید پھر سو جاتے تھے۔  
سلمہ دائمی عمل اگرچہ تھرا ہو چاہے اور عارضی عمل اگرچہ زیادہ ہو اتنا اچھا نہیں سوئیے کرام فرماتے ہیں کہ درود و وظائف شروع کر کے چھوٹے نہیں سوئے زبان بند ہو اور موت کہنے تب یہ اعمال بند ہوں ان کا خیر حدیث ہے سلمہ خیال رہے کہ یہ تمام کلام نقلی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْبِلَ أَحَدُكُمْ نِشَاطَهُ وَإِذَا فَرَغَ فَلْيَقْ عُدَّ  
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ  
أَحَدُكُمْ وَلَمْ يُصْبِلْ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ التَّوْبَانِ فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا أَصْلَى وَهُوَ  
نَاسِئٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَعْفِفُ فَيَسِبْ نَفْسَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرُو وَلَنْ يَشْأَ الدِّينَ  
أَحَدًا (الْعَبْدُ فَتَدُّ وَآوَا قَارِبُوا وَابْشِرُوا وَاسْتَغْنُوا بِالْعَدْوَةِ وَالرُّوحَةِ

میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے ہر شخص بقدر ذوق نماز پڑھے جب فک جاتے تو بیٹھ جائے ملے  
و مسلم بخاری روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتے  
ہوئے اونگھے تو سوسلے لے کے کہیں دہائی رہے کیونکہ جب کوئی اونگھتے نماز پڑھے گا تو نہیں جائے گا کہ شاید  
وہ اسے معفیت کرے تو اپنے کو بد عادت سے لے لے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے میں فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین آسان ہے لے اور کوئی دین کو سخت نہ جائے گا۔ مگر دین اس پر غالب آجائے گا  
لے لہذا غلبہ کی وجوہ فرمایاں دو لے اور صبح شام اندھیری رات

عبادت کے لینے بے بقدر ملاقات شروع کر دو جب نماز سکھو فرض تو پورے ہی پڑھتے ہوں گے لہذا حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر دو وقت  
کی نماز ہی پڑھ سکو تو اتنی ہی پڑھ کر لے لہذا حدیث صاف ہے وجہات کثرت فرض کفایت ہیں الکی پابندی لازم ہے کہ  
یہ ترجمہ بنا بیت نمونہ ہے لینے اگر غم خود ملا لے مشقت والے کاموں کو اپنے پر لازم کر لو کہ روکا دوسرے وقت پڑھنے یا ہمیشہ روزہ کھنے  
کی نذر مال کو تو تو پر ہی جبری واجب ہو جائیں گی پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے مگر یہ مشقت رب نے رد والی تم نے خود اپنے پر ڈالی یہ معنی نہیں  
کہ ملا لال میں نہیں پڑتا سختی کہ تم ملا لال میں پڑھو رب تعالیٰ ملا ل کرے سچا کہ ہے پہلا مسئلہ باب افعال سے ہے دوسرا مسئلہ سے  
یہ حدیث دینی و دنیا کے شافل کو شامل ہے و دینا کی محنت کہنے والے ہمیشہ کامیاب ہیں +

لے لینے اگر کرے کہ کھڑے نوافل پڑھتے فک جی ہے تو بیٹھ کر پڑھے اس لینے میں انت اللہ قیام کا ثواب لے گا اگر نماز نفل سے ٹھک  
گیا ہے تو کچھ دیر آرام کے لینے بیٹھ جائے اس آرام میں نفل کا ثواب لے گا کیونکہ یہ آرام آئندہ نفل کی تیاری کے لینے ہے جو عبادت  
عبادت کی تیاری کے لینے وہ عبادت ہے اس لینے کا یہ جانا ہے کہ عالم کی نیند عبادت ہے کہ اس کے ذریعہ وہ بہت سے کام کرے گا وہ  
لے مسلم ہوا کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنا محروم و مستحب ہے کہ اس کی وجہ کہ آ رہی ہے لے مثلاً اونگھتے ہوئے بہانے وغیرہ نہ کرنا  
کہہ دینے غرض کہ معنی میں ہیں، غرض کہ معنی میں ہیں ملانا ذلیل و خوار کرنا اور بعض ساقیوں قبولیت کی ہوائی کی جو زبان سے نکلے وہ جو جانا  
ہے اس لینے بہت احتیاط پانا لینے خیال رہے کہ بعض وقت تندی امام کے چپھے اونگھ جاتے ہیں انہیں منہ دھو کر کھڑا ہونا چاہیے مگر  
اس اونگھ کی وجہ سے نماز یا عبادت نہ چھوڑنی چاہیے۔ یہاں تہجد و غیرہ نوافل کے احکام بیان ہو رہے ہیں لے اسلام آسان

وَشَيْئٌ مِنَ الدُّلْجَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَأَمَّنَ حَزْبَهُ أَوْ عَنْ شَيْئٍ مِنْهُ فَقَرَّ وَفِيمَا بَيْنَ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَصَلَوةِ الظُّهْرِ كَتَبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَ مِنَ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ عَمْرِانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ وَقَعْلًا جَنِبَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی نمازوں سے مدد ملے (بخاری، روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں قرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنے وظیفے یا اس کے کچھ حصے سے سوجانے پھر فجر و عشاء کے درمیان پڑھے تو ایسا ہی لکھا جائے گا گویا اس نے رات میں پڑھا ہے (مسلم، روایت ہے حضرت عمر ابن حصین سے فرماتے ہیں قرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھو اگر عاقبت نہ کر سکو تو بیٹھ کر اگر طاقت نہ کر سکو تو گرہ پر لے (بخاری، روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

دین ہے اس میں بیہودیت کی طرح یقین نہیں کہ ان کے ہاں ترک دنیا عبادت تھی ہمارے ہاں دنیا پوری ہی عبادت ہے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب فرماتا ہے شَيْئٌ مِنَ الدُّلْجَةِ يَكْفِيكَ الْيُسْرَةَ یعنی جو شخص جو عصر کی عبادت کو اپنے لئے ضروری بنائے وہ مغلوب ہو کر تنگ کر رہ جائے گا اور پھر گنج و سب کا شکار ہو کر بھر روزے رکھنے کی نذر مان لے تو دیکھ کر کہے گا پھر سارا ہی تذکرہ دہرے گناہ کا ہو گا۔ یعنی نیک اعمال کیے جاؤ اللہ سے قرب اختیار کرو اور لوگوں کو دین سے ڈراؤ نہیں بلکہ خوشخبریاں دے کر دھرم پامال کرنا بخود عرض و حق میں رہ کر اللہ کے لئے ہمارے کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ ہمیں اپنے فضلی سے بخش دے گا یعنی دوسروں کو خوشخبریاں دو یا خود خوشخبریاں لو۔

۱۔ اس طرح کہ صبح کو ان شراق شام کو اقامین شیب شیب جب بڑھ لیا کرو اس سے سیرانی اللہ میں جنہیں مدرک لگے۔ مساک کے لئے یہ عمل اچھے مساوی ہیں ۲۔ اس سے بعض ملے گئے فرمایا کہ اگر تنہا رہ گئی ہو تو دو پہر سے پہلے اسے نفل پڑھ لے تو انشاء اللہ تہجد کا جواب مل جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کا غلبہ دن سے ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے جَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لَهَا اَلْهٰذَا رَاتِ كَمَا اَعْمَالِ دِنِ مِّنْ حِوَرِ سَکَیْنِ یَزِدْنَ کے اول حصہ پر رات کے بعض احکام جاری ہیں اس کے لئے نفل اور رخصت کا کوئی حکم نہ ضرور ہو کر ہی سے پہلے ہو سکتی ہے گویا اس نے رات سے ہی نیت کی (اندر دعا و غیرہ) اسی طرح اگر دن کا غلبہ رہ جائے تو رات میں اور اگر لے کیوں کو دن کا غلبہ رات ہے (امامت و غیرہ) ۳۔ حضرت عمران ابن حصین کو سخت بواہر کا مرض تھا جس سے وہ بعض اوقات دو تھکے ہو کر نماز پڑھ سکتے تھے منہ جھیر کر انہوں نے اپنے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے جواب فرمایا جب کہ مسلم کے سوا اتمام سبوح میں ہے۔ خیال رہے کہ یہاں نماز سے فرض واجب و غیرہ تمام نمازیں ہم دین مجبور کر رہی احکام میں یہ بھی خیال رہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے لئے بہتر ہے کہ چھتیشہ نہ پڑھ لے بلکہ سوا اس طرح کہ پڑھ لے جو ان کا سر کا کوئی وسیعہ بھی قبلہ رخ ہو صورت عسر ان ابن



عَنْ صَبَؤِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ إِنْ صَلَّيْتُ قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّيْتُ قَاعِدًا فَلَهُ  
يُضْفُ أَجْرُ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّيْتُ نَائِمًا فَلَهُ يُضْفُ أَجْرُ الْقَاعِدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
الفصل الثاني: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّيَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَنْ أَوَى إِلَى قِرَائِهِ طَاهِرًا وَذَكَرَ اللَّهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ النَّعَاسُ لَمْ يَتَغَلَّبْ سَاعَةً  
مِنَ اللَّيْلِ يَسْئَلُ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا عَطَاهُ آيَةً ذَكَرَهُ  
النَّوَوِيُّ فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ وَآيَةُ ابْنِ السَّيِّئِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

پیغمبر کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھو تو افضل ہے اور جو نیکو کرنا پڑھے تو اسے  
کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب ہے لے اور جو لیٹ کر نماز پڑھے تو اسے بیٹھنے والے سے آدھا ثواب ہے (بخاری)  
دوسری فضیل روایت سے حضرت ابی امامہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے سنا کہ  
اپنے بستر پر پاکی ہو کر لیٹے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے حتیٰ کہ اسے صبح آجائے اسے ثواب کی کسی گھڑی میں کرنا  
نہ لگے گا کہ میں اللہ سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگے مگر اللہ اسے دے گا اسے نو سو سالے کتاب الاذکار میں  
ابن السیئ کی روایت سے ذکر کیا ہے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

صالح کو بوسہ بھی جس سے وجہ بھی نہیں لیت سکتے اس لئے انہیں واجب کر دیا کہ لیٹنے کا حکم دیا گیا فتح القدیر، البذاہر حدیث احاد  
کے خلاف نہیں اور فضلی کی حدیث میں ہے وَكَانَ لَعْنَةُ شَيْطَانٍ عَلَى مَنْ سَلَّمَ بِإِحْلَاءِ جِلْبَانِي الْفَسَلَةِ یعنی اگر منیہ کر نماز پڑھو جس کے توجہ لیت کر  
پڑھے تو کہیں غلطی نہ کرے یہ حدیث احاد کی دلیل ہے

۱۔ یہاں سوال نقل کر کے اس میں تمام جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص فضلی نماز قیام پر قائم ہوئے ہوئے بیٹھ کر پڑھے تو اسے آدھا ثواب ملے  
گا فرض نماز بلا غلہ پڑھ کر نہیں ہوگی بلکہ جو فرض میں قیام فرض نہ مانے وہ کامل ہے کہ اس کی فرضیت ضروریات دین سے ہے لہذا اس حدیث کی  
بنا پر جو شخص عصری وجہ و علما نے فرمایا کہ فضلی نماز یا جو قیام پر قدرت ہوئے کے لیٹ کر بھی جائز ہے مگر اسے ثواب بیٹھنے سے آدھا ملے گا  
یعنی قیام سے چارہم احادیث کے نزدیک فضلی نماز میں بلا غلہ لیٹ کر جائز نہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو نماز یا فرض نماز پڑھ کر تکلف کھڑے  
ہو کر یا بیٹھ کر پڑھے مگر پھر لیٹ کر پڑھے تو اگرچہ ہر ایک کی وجہ سے نماز تو ہو جائے گی لیکن قیام میں آدھا ثواب دے گا کہ جو پڑھ کر تکلف قیام  
یا قعود پر قائم رہا تھا اسے گناہوں سے پاک ہو کر توبہ و استغفار کرے یا ظاہر کی ہمتوں سے پاک ہو کر کسب و بستر سب پاک ہوں یا باطن کی  
سے پاک ہو کر وضو یا تمیز کر کے پاک ہو کر چکا لے نہ رہاں سے ذکر کرتا ہو اس سے بادل سے یا سانس سے یا اس آفاق میں کہ باوجود ستمنازہ عورتوں کی  
شہ میں یا آدمی اگر شب میں کر دیتے ہوئے بھی دریا مانگ لے گا تو قبول ہوگی اگر تبھی کے لئے اٹھ بیٹھے اور پھر دعا کرے تو سبحان اللہ لکھ  
اللہ ترندی نے شہراہن خوشب سے اور فرمایا کہ حدیث صحیحی ہے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَجَبَ رَبَّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ تَارَعَ عَنْ وِطَاطِهِ وَلَمَّا فَهِ مِنْ  
يَتَيْنِ حَيْثُ وَاهِلَهُ إِلَى صَلَوتِهِ فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَ لَا يَكْتَبُهُ أَنْظُرُوا إِلَى عَبْدِى تَارَعَ فِرَاشَهُ وَ  
وِطَاطِهِ مِنْ يَتَيْنِ حَيْثُ وَاهِلَهُ إِلَى صَلَوتِهِ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِى وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِى وَ  
رَجُلٌ غَزَا فِى سَبِيلِ اللَّهِ فَأَنْهَزَهُمْ مَعَ أَصْحَابِهِ فَعَلِمُوا نَوَاطِلَهُ فِى الْأَنْهَارِ وَمَا لَهُ فِى  
الرُّجُومِ فَدَرَجَهُ حَتَّى هُرِّقَ دَمُهُ فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَ لَا يَكْتَبُهُ أَنْظُرُوا إِلَى عَبْدِى رَجَحَ  
رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِى وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِى حَتَّى هُرِّقَ دَمُهُ رَوَاهُ فِى شَرْحِ الشُّنْفِ  
الْفَصْلُ الثَّالِثُ بِعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمارے دو شخصوں کو بہت راضی ہوا ہے ایک وہ شخص جو اپنے ستر اپنے لاف اپنے بیاہل اور اپنے گھروں  
دو یا تین کو کرنا دے کہ اپنے گھر پر پورے پورے مشغول رہے فرمایا ہے کہ اگر اس کو دیکھو کہ اپنے ستر اور لاف اپنے بیاہل  
اور گھر والوں کے درمیان سے مٹا دے گئے ہیں اے گھر والا برا میری رحمت کی رحمت اور میرے عذاب کے خوف کے اور ایک  
وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے تو اسے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کے لئے بھیج دے کہ اس پر بھی لگے ہیں کیا عذاب ہے  
اور وہ شخص کی کتابت تو لوٹ پڑے گا اس کا خون بہا دیا جائے گا تو یہ تمہاری خوشنودی کا کیا کوئی ثواب ہے کہ جو یہ میرا ثواب  
رحمت میرے عذاب کے خوف کہ تمہارے بیاہل پڑا اس کی کا خون بہا دیا جائے گا و شرح ستر میری رحمت اور رحمت ہے حضرت عبداللہ  
ابن عمرو سے فرماتے ہیں مجھے خبر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سہ اپنے غارتہ کے لئے نہ باگرم و نرم بستر چھوڑے بال بچوں سے ستر دے مسلی پر آجائے کہ وہ کہہ کرے ہونے میں اس جانتا ہلا  
ہے کہ وہ گھٹتا ہوا سستی سے نہ اٹھے بلکہ شکر کرتے ہوئے خوشی اور پھر حق سے اٹھے اور خدا کی توفیق کو غنیمت سمجھے سبحان اللہ یہاں  
بوش محبت دیکھا جانتا ہے افعال نازک کا پورا و رد کی خوشی ہے سہ یعنی نہ بچے سے ناامید ہے نہ مطمئن بلکہ کہ سہ ہے اور پھر نہ پڑے  
مترافہ فرما اپنے شخص کی ملکیت کی بشارت پر غائب ہے کہ باوجود نفس اور شیطان کے ہر گاہ بچے وقت تین چھوڑ دینا ہے کہ تین  
جڑی باریک ہوتے ہیں سہ خیال رہے کہ کسی حالت میں جب سارے بیاہل بیاہل چھوڑ گئے ہوں اسے بھی جہاد جانا رحمت تھا مگر  
ثروت کرنا اور یہاں دے دینا غنیمت ہے کہ باہر آج رہے اور اگر مسلمان بزدلی کی وجہ سے بلا عذر بھاگے ہوں تو سب گنہگار سب پر  
کر لیا یہی حالت میں ذمہ ہے یہاں شاید دوسری صورت مراد ہے جیسا کہ باہر سے معلوم ہو رہا ہے سہ اپنے بے پرواہی پر ناگزیر  
بھاگے گئے گا کا کفارہ جو سب کی اور بلی کی دہانت کا ذریعہ بھی خیال رہے کہ عذاب کا خوف اور رحمت کی امید مومن کے لئے ہے  
کا باعث تو ہے اس کی علت نہیں لہذا یہ حدیث صوفیہ کا اس قول کے خلاف  
نہیں کہ عبادت محض جنت حاصل کرتے ہیں ہم سے پیچھے کے لئے نہ کر  
بلکہ اللہ کے لئے کہہ دے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَوةُ الرَّجُلِ قَاعِدَةٌ نِصْفُ الصَّلَوةِ قَالَ فَأَيُّتُهُ فَوَجَدْتُهُ يَصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ صَلَوةُ الرَّجُلِ قَاعِدَةٌ أَعْلَى نِصْفِ الصَّلَوةِ وَأَنْتَ تَصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ خَزَاعَةَ لَيَتَنِي صَلَاتِي فَاسْتَرَحْتُ فَمَا لَهَا نَصْرًا أَبَوَا ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الصَّلَاةَ يَا بِلَالُ ارْحُضْ

عید و سلم نے فرمایا مرد کی نماز بیچہ کہ آدمی نماز ہے فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیچہ کہ نماز پڑھتے پایا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھا فرمایا اے عبد اللہ ابن عمر کہا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فرمایا مرد کی نماز بیچہ کہ آدمی نماز ہے لہ اور آپ خود بیچہ کہ پڑھ رہے ہیں فرمایا ہاں۔ لیکن میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں (مسلم) روایت ہے حضرت سالم ابن ابی الجعد نے فرماتے ہیں کہ خزانہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں میں نماز پڑھتا تو راحت پاتا تھا شاید لوگوں نے اس بات کو مینوبہ سمجھا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے سنا کہ اے بلال۔ بن ازکی بکبیر کہو میں اس سے راحت پہنچاؤں گا

ابوداؤد

لے اس ساری حدیث میں نماز سے مراد نماز نفل ہے مرد کا ذکر آتا ہے اور دعوت کا بھی حکم ہے خیال رہے کہ یہاں حضرت عبد اللہ کسی مجرب آدمی سے سامنے حاضر ہو سکے اور کچھ عرض کر سکے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے یہ عمل کیا لہذا یہ ہے اولیٰ میں شمار ہیں یا یہ حضرت اس وقت آداب بارگاہ سے پورے واقف نہ تھے جیسے کہ بعض نامواقفوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں لکھ کر پڑھا تھا لہذا ایسے نامواقفوں کی بے اولیٰ معاف جوتی ہے شعر: - موسیٰ آداب و نادانگی اند - سوزنہ راہ و در و نادانگی اند لے لیکن نواب کی کافیت جانتا تھا اس لیے ہے ہم کو بیچہ کہ نفل پڑھتے ہیں وہ نواب متدابہ جو نہیں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں نہیں جانا یا یہ صحابی ہیں جو نواب کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں متدابہ آج بھی بیچہ کہ یہ حدیث اس کی تفسیر ہے قلّٰ یٰ قُتَابُ بَشَرٌ لَّکُم دُعا کا ذکر ہے یہاں حقیقت کا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی چہرے ہرے میں شکل انسانی میں ہیں اور حقیقت و مرآب میں فرشتے گریہ قدم کو نہیں پہنچ سکتے اس سے وہ لوگ جوت پکڑیں جو اس آیت کو کواڑ بنا کر اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل اور حضور کو اپنی مثل سمجھ میں صلی اللہ علیہ وسلم جیسے لوگ ایمان کی وجہ سے اپنی مثل نہیں ہو سکتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ہوتے ہوئے ہماری مثل کیسے ہو سکتے ہیں لے وہ یہ بیچہ کہ نماز انہیں بوجہ ہے اور کہہ رہے ہیں کہ میں نماز سے لگا ہوا ہوں کہ سورہ ہمارے معنی و فہم میں ہے میں لے نبی نماز ہمارا راحت کا ذریعہ ہے اس میں مشغول ہو کر میں متدابہ اسی لیے عارف یا مہتمم فرمایا اس کی شرح وہ

حدیث ہے کہ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری آنکھ کی تھنڈک ہے ابھی

مطلب ان معانی کا تھا :

## بِهَارَوَاهُ الْيَوْمَ بَابُ الْوُتْرِ

الفصل الأول: عَنْ رِبْنِ عُرْقَالٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تَوْتِرًا لِمَا قَدْ صَلَّى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ

### وتر کا باب

پہلی فصل: روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں ستر تک چوبیس تک میں سے کوئی بھی رکعت کا وقت اگر گزرے تو ایک رکعت اور پڑھے جو اس کی پڑھی ہوئی نماز کو طاق بنا دے گی نہ کہ رات بھر کی اور اس کی آگے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر کوئی رات میں ایک رکعت ہے یا دو رکعت ہے حدیث میں فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں چوبیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے پانچ رکعت وتر پڑھتے۔

سلسلہ وتر کے فتویٰ معنی میں طاق، عدد حضرت یحییٰ شفیق کا مقابل رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ کشف القلوب فی شریعت میں ذکر خاص نماز کا نام ہے جو شاکر بعد منہج میں بائیس رکعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ ذکر میں طاق کے پانچ اختلاف ہیں ایک یہ کہ وتر نہایت میں با دو واجب ہمارے ہاں واجب میں دو رکعت یا دو رکعت ایک رکعت ہے یا میں ہمارے ہاں تین رکعت ہے یا چوبیس رکعت ہے خود دو سلام سے ایک سلام سے ہمارے ہاں ایک سلام سے ہے چوتھے کہ ذکر میں دعاے قنوت ہمیشہ پڑھی جانے کی با صاف رمضان کے آخری چند دن میں ہمارے ہاں ہمیشہ پڑھی جانے کی خیال رہے کہ اس میں میں ذکر میں صرف اس ایک رکعت کو کہ با یا بعد جو وتر کے آخر میں ہوتی ہے کبھی پوری نہیں کہتوں کہ کبھی پوری بھی کرنا حال ارشاد ہوگا کہ وتر سات یا نو یا گیارہ رکعتیں ہیں وہاں پوری بھی مراد ہے لہذا احادیث میں تناقض نہیں وتر کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم میں مضافاً فرمایا ہے بھی احادیث کی طرح میں کچھ عرض کرنا ہے گا انشاء اللہ سلسلہ یعنی بہتر یہ ہے کہ نماز چوبیس دو دو رکعتیں پڑھے چار چار یا بار بار زیادہ کی نیت نہ کرے یہ حدیث صاحبین اور امام شافعی کی دلیل ہے کہ رات کے نوافل دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے سلسلہ یعنی بہتر پڑھنے والے وتر بہتر کے بعد پڑھیں مگر صبح صادق سے پہلے پہلے پڑھ لیں۔ اس حدیث میں اشارۃ ارشاد ہے کہ اگر تہجد کی نماز وتر پڑھے ہفتے کے صبح کے وقت ختم کرے سلسلہ اس کے معنی میں کہ ایک رکعت دو رکعتوں کے ساتھ پڑھے یہ ایک رکعت تمام نماز کو طاق بنائے گی یہ مطلب نہیں کہ طاق اور ایک رکعت پڑھے ورنہ یہ حدیث نہیں رکعت والی احادیث کے خلاف ہو جائے گی کہ یہی میں اور احادیث میں سخت تناقض ہوگا لہذا یہ حدیث احتلاف کے خلاف نہیں ہے یہاں وتر لغوی معنی میں ہے یعنی ساری تہجد کو وتر طاق بنانے والی وہ ایک رکعت ہے جو دو دو کے ساتھ ملا دی جائے یہ مطلب نہیں کہ وتر کہ ایک ہی رکعت ہو جی ہے۔ جی علیہ السلام نے تہجد یعنی ناقص نماز سے منع فرمایا، ایک رکعت ناقص ہی ہے، نیز کوئی فرض نماز ایک رکعت نہیں یا دو رکعت میں یا چار یا تین وتر

بِخَمْسٍ (لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ  
 انْطَلَقْتُ إِلَى عَلِيَّةَ فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنِ خَلْقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنِ وَثَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقُلْتُ كُنَّا نَعْبُدُ لَهُ سِوَاكَ وَظَهْرُكَ فِيَعْبُدُهُ اللَّهُ مَا لَشَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْتَوِي  
 وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَدُكُ اللَّهُ وَيُحْمِدُهُ

جس میں آخر کے سوا کہیں نہ بیٹھتے تھے۔ مسلم بخاری اودایت ہے حضرت ابن ہشام سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ  
 کے پاس گیا عرض کیا اسام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا خبر دیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم قرآن  
 نہیں پڑھتے میں نے کہا ہاں بولیں صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اس میں نے عرض کیا اسام المؤمنین مجھے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خبر دیجئے فرمایا ہم آپ کی سوا کہ اور طہارت کا پانی تیار کر دیتے تھے کہ وہ تورات  
 میں جب اللہ چاہتا تھا اسے اٹھاتا تو آپ سوا کہ کرتے اور وہ نہ کرتے اور نور رکھیں پڑھتے تھے میں انھوں نے سوا کہیں  
 نہ بیٹھتے تھے پھر اللہ کا ذکر کرتے اور

دو یا چار رکعت تو جو نہیں گنتی لہذا صرف تین ہی ہوگی۔ آخری رات فرما کر یہ بتایا کہ ذکر کا وقت مستحب آخر شب ہے۔  
 اسے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب میں آٹھ رکعت جمہ اور پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اس طرح کہ ان پانچ رکعتوں میں  
 درمیان میں سلام کے لینے نہ بیٹھتے بلکہ سلام آخر میں ایک بار پھر پڑھتے تھے یہاں بیٹھنے سے مراد سلام کے لینے بیٹھنا  
 ہے ذکر التبیات کے لینے بیٹھنا کیوں کہ ہر وقت نماز میں سرور رکعت پڑھنا انتہیات پڑھنا تمام آئمہ کے ہاں واجب ہے  
 خیال رہے کہ پانچ رکعت وتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا فعل شریف تھا جو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا چنانچہ  
 ان ہی حالت میں ذکر کی روایات اسباب میں تین رکعت وتر کی آمد ہی ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ہے جو اس عمل کا  
 ناسخ ہے لہذا احادیث میں نماز میں تین سلام آپ انصاری میں تالیفی میں حضرت انس ابن مالک کے چچا زاد بھائی میں غزوہ  
 ہند میں شریک ہوئے اور کراں میں شہید ہوئے خواہ جس بصری نے آپ سے روایات میں (اشعہ) سلام لینے قرآن کریم  
 پر عمل آپ کی جمعی عادات کر کے یقین یہ خاموشی قرآن سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولتا جو قرآن آپ کا ہر مسلسل  
 قرآن کریم کی تفسیر ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شریف سے یہ حدیثی طور پر قرآن پر عمل ہے قرآن  
 ہماری ہدایت کے لینے آباد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی لینے فرمایا گیا ہڈی لٹائیں اور فرمایا ہڈی اللہ یقین قرآن  
 لوگوں کا یا متقین کا ہادی ہے نہ کہ آپ کا آپ تواذل ہی سے ہدایت یافتہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سلام لینے ہم حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سوا کہ اور وضو کا پانی آپ کے سر پرانے اول رات میں کھڑے تھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں سر پرانے



وَيَذَعُوهُ ثُمَّ يَنْصُصُ وَلَا يَسْلِمُ مُصَلِّيَ النَّاسِعَةِ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْبِدُهُ وَ  
يَذَعُوهُ ثُمَّ يَسْلِمُ تَسْلِيمًا يُسَبِّحُ بِهَا مِائَتَيْ رُكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَسْلِمُ وَهُوَ قَاعِدٌ قَبْلَكَ  
إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً يَا بَنِيَّ فَلَمَّا أَسَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ  
أَوْ تَرِبَتِ سَبْعُ أَوْ صَبَرَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ فِي الْأَوَّلِ قِيلَتْ قِسْمُ يَابُنِي وَكَانَ  
بَنِي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَهْلَ صَلَوةً أَحَبَّ أَنْ يَذْأَمَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ إِذَا  
عَلَيْهِ تَوْمٌ أَوْ وَجِعَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ

اس کی حمد کرتے اس سے دعا مانتے پھر اپنے سلام پھیرے کھڑے ہوتے نہ تو نویں رکعت پڑھ لیتے پھر بیٹھنے پھر اٹھ کر  
اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانتے پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہمیں سنا دیتے پھر سلام کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر  
پڑھتے اسے پھر رگڑ کر رکعتیں ہوئیں نہ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہوں اور اگر دو رکعتیں تو سات رکعتیں وتر  
پڑھنے لگے تھے اور دو رکعتوں میں پہلی رکعتوں کا سائل کرتے تھے اسے پھر یہ نو ہوئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب  
کوئی نماز پڑھتے تو اس پر بیٹھ کر کوئی دعا مانگتے اور جب آپ کو نیند یا تنگی ملا تو کھٹے سے مانگ لیتے تو ان میں بارہ  
رکعتیں پڑھ لیتے تھے اور چھ خبر نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

رکھ کر سونا سنت ہے اور یہ مذمت ہوئی کہ ذکر ہے وہ نہ سلام کے لینے اور اقیات کے لینے بلکہ مسلسل آنکھ رکعتیں پڑھتے جیسا کہ اگلے حوالے  
سے معلوم ہو رہا ہے لہذا آٹھویں رکعت پر بیٹھنے کو مگر اقیات وغیرہ پڑھنے کے لینے نہ کر سلام پھیرنے کے لینے۔ خیال رہے کہ امام المؤمنین  
نعمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تہجد بیان فرمائی کہ صرف وتر اور یہ حدیث بالاتفاق منسوخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سلام  
عمل تھا جب کسی کے نزدیک وتر تہجد سے ملا کر پڑھنا ہوتا نہیں اور کسی کے ہاں آنکھ رکعتیں مسلسل پڑھنا درست نہیں اگر تھک نہایت  
ہاں تہ تو ہر دو رکعت میں بیٹھنا اور اقیات پڑھنا واجب ہے لہذا یہ حدیث حالت صدقہ کی میں رکعت والی وتر کی حدیث کے خلاف  
نہیں کہ یہاں پہلے عمل کا ذکر ہے اور وہاں آخر کی اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو نفل پڑھنا مستحب ہے کھڑے ہو کر  
پڑھنا تو مستحب کہ نہ پڑھنا کا باعث ہے اور تہجد کے قرب زیادہ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف ہے وہ جو حدیث میں آیا کہ رات  
میں وتر کو آخری نماز بنا دو یاں تہجد سے مراد آخر ہے یعنی تہجد پہلے پڑھو وتر بعد میں یہ دو نفل تہجد نہیں تھے اس طرح کہ بارہ رکعت  
تہجد اور میں رکعت وتر علیہ و آلہ و سلم نے یہی کہ آگے کہ ہمیں کی روایت میں آیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کا پہلا ولا عمل بالصلی منسوخ ہے تھکے بیٹھے آخر عمر شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد وتر میں تو تبدیلی واقع  
ہو گئی مگر وتر کے بعد نفلوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی اس طرح بیٹھ کر پڑھتے رہے اولی سے ملا پہلی حالت ہے کہ وہاں سے بیٹھنے پہلے  
یا اس لینے پڑھنے کہ آپ پڑھنا تہجد فرض حق اور فرض کی قضا ضروری ہے تب تو یہ قضا آپ کی خصوصیت ہے یہ اس لینے کہ میں کی تہجد  
رہ جائے اور وہ نفل سے پہلے بارہ رکعتیں پڑھ لے تو تہجد کا ثواب پائے گا۔



اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَبَاحَ شَهْرٍ  
 كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ ابْنِ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ اجْعَلُوا الْآخِرَ صَلَواتِکُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَارَواهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ  
 وَسَلَّمَ يَا بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی  
 اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنَ الْآخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ بِتَرَاوُلِهِ وَمَنْ طَمَعُ أَنْ  
 يَقُومَ الْآخِرَةَ فَلْيُوتِرْ الْآخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ الْآخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ رَوَاهُ

علیہ وسلم نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھا جو اور نہ یہ کہ ساری رات صبح تک نماز پڑھی ہو اور نہ یہ کہ رمضان کے سوا  
 کسی مہینہ کا پورا روزہ رکھا ہو۔ مسلم اروایت ہے حضرت ابی عمر سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کا آپ  
 نے فرمایا اپنی رات کی آخری نماز وتر پڑھاؤ کہ مسلم اروایت ہے ابی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کا آپ نے  
 فرمایا صبح سے پہلے وتر پڑھ لو کہ مسلم اروایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ جو کہ رات میں نہ اٹھے کا خوف کرے وہ اول رات میں وتر پڑھ لے کہ اور جسے آخر شب میں اٹھنے کی امید ہو  
 وہ آخر شب میں وتر پڑھے کیونکہ آخر شب کی نماز حاضر کیلا کہ جسے شرب کا اور یہ بہت چلتے

لے۔ سہاں شریف مالک صدیق کا انتہائی اختیار ہے کہ اپنے علم کی نفی فرمادی میں جیسے ممکن ہے کہ اپنے سفر میں یا دور سے نبوی کے ہاں یہ عمل کئے ہوں  
 مگر میرے علم میں یہ بات نہ آئی عائشہ صدیقہ کی وہ روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے اس حدیث کے خلاف نہیں  
 کیونکہ وہاں سارا ماہ سے اکثر عبادت ہے یعنی قرآن سارا ہر خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہیں پورا قرآن پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا  
 کیونکہ قرآن قرآن کی تکمیل و قاف شریف سے چند روز پہلے ہی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل امت کی آسانی کیلئے دیکھنے کا ساری رات نماز اور  
 ساتھ میں ہونے کے روزے سنت فرموا ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی حد نہ تھا اس لئے بعض صحابہ کرام بھی تمام راتیں نماز میں ہوا کرتے  
 رکعت میں پورے قرآن پڑھ لیا کرتے اور میرے علم میں ہے کہ اس کی شرح ابی موسیٰ کی جا چکی ہے کہ حدیث بتیروانوں کے لئے تہجد کے اعتبار سے اور حدیث  
 پڑھنے والوں کے لئے عشا کے اعتبار سے لئے تہجد والے وقت تہجد سے پہلے پڑھیں اور دوسرے لوگ دوسرا سے پہلے پڑھیں لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث  
 خلاف نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر وقت پڑھنے کے لئے ہر وقت نماز کے بعد کچھ بعض علماء نے حدیث کی بنا پر فرمایا کہ  
 کی قصا نہیں صحیح ہے کہ قصا ہے جن کی کو قصا تہجد کے روزہ گئے ہوں اور وہ نماز وتر پڑھنے کے لئے پڑھنے تو اس کی خبر دو کہ کچھ امام اعظم کا قول ہے حدیث  
 شریف میں اگر روزہ رکھو تو صبح کے بعد پڑھو اس لئے امام شافعی بھی قصا اور کے قائل ہیں کہ یہ امر درج ہے جس سے ظہر ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے والے بھی شہر  
 اور کو صبح اول شب میں وتر پڑھ جیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر تم کو حیا و برکت کہتے  
 ہو اور اس قدر قوت و استقامت پر خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے ملازمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر آتے ہیں، بعض نے اس سے  
 ڈرا کہ مشہور کے معنی ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی ہے

مُسْلِمٌ، وَكَانَ عَائِشَةُ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْ تَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ وَاسْتَحْلَى وَشَرَّهُ إِلَى السَّحَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
 قَالَ أَوْسَانِي خَلِيْمِي يَنْذِلُ صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَكَعْنِي الصَّحْلَى وَأَنْ أَوْزُقِلَ  
 أَنْ أَمَامُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، الْفَصْلُ الثَّانِي، عَنْ عِصْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ  
 لِعَائِشَةَ أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَتِ فِي أَوَّلِ  
 اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ

مسلم، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں دو تہرہ بھی دے اور  
 شب میں اور صبح میں، آخری میں اور آپ کے دو تہرہ پر منہ بھی ہوئے لے، مسلم بخاری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ  
 سے فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب نے میری چیزوں کی وصیت کی ہر ماہ میں تین روزوں کی کھجور کھانسی کی دو کھنوں کی اور یہ کہ  
 سونے سے پہلے دو تہرہ کھا کر اور کھانسی کے بعد دو تہرہ کھا کر، دو سری فصل روایت ہے حضرت عصف بن حارث سے کہ فرماتے  
 ہیں میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت اول شب میں کرتے تھے یا آخر  
 میں فرمایا اکثر اول شب میں غسل کرتے تھے اور اکثر آخر میں سے میں نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے اس

لے سحر سے مراد رات کا آخری پچاس حصہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو غسل کے وقت دو تہرہ لینے اور کبھی عشاء پڑھ کر سونے  
 اور دو رات رات جاگ کر تہجد دو تہرہ پڑھ کر آخری عمل پر یا کہ صبح صادق کے قریب تہجد کے بعد دو تہرہ پڑھ کر مسلمان جس پر عمل  
 کرے سنت کا موجب یا نیک اگرچہ آخر رات میں پڑھنا افضل ہے لے شروع جہیز میں ایک روزہ و درمیان میں ایک ایک روزہ ایک  
 یا ہر شہ کے شروع میں ایک روزہ یا ہر جہیز کی تہریں چودھویں پندرھویں کے روزے تیسرا احتمال زیادہ قوی ہے لے اس لیے کہ آپ  
 بہت رات گئے تک دن کی کسی ہونی حدیث میں یاد کرتے تھے، ویر میں مستحکم سے تہجد کو ایکن مشکل ہوتا تھا (مراقبہ و شہادہ)  
 اس سے معلوم ہوا کہ وہی طرح کے لیے ہی تہجد کے رات گئے تک علم میں سخت کریں اور دو روزہ کے ساتھ پڑھ لیا کریں ان کے لیے سبق یاد  
 کرنا تہجد کے افضل ہے خیال رہے کہ بعض صحابہ خصوصاً ابو ہریرہ و قرآن کی طرح احادیث یاد کرتے تھے لے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا راز در بعض بابا ہے مگر صحبت پاک پائے میں اختلاف ہے، اس لیے بعض محدثین نے آپ کو صلی کہا ہے اور بعض نے تابعی  
 یہ اکثریت انصافی نہیں بلکہ صحیح ہے لینے اول شب میں غسل کر لینا بھی بد یا تھا اور آخر میں بھی لینے یہ بھی ناجائز ہے کہ سب سے بہتر  
 کرے اور یہ بھی کہ روایت ہم جنابت میں گزارے تہجد میں گنہگار کے وقت  
 غسل کر لے مگر ایسی صورت میں مستحب یہ ہے کہ وضو

کر کے  
 سوئے

روایت کو  
 مطالعہ  
 کرنا







خَرَجَ لَكُمْ مِنْ حَيْثُ التَّحَمُّلِ لَوْ تَرَجَعَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَظْلَعَ  
 الْفَجْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وَثْرَةٍ فَلْيُصَلِّ إِذَا الصَّبَحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُرْسَلَةٍ  
 وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيحٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِنَاتِي شَيْءٌ كَانَ يُؤْتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأَوَّلَةِ سَبْعِينَ مِائَةً وَفِي الثَّانِيَةِ يَفْعُلُ يَأْ

جو تھا اسے پہلے سرخ اونٹوں سے بہتر سے ملتا تھا اسے اللہ نے تمہارے لیے نماز عشاء و طلوع فجر کے درمیان کرکھا  
 تھے (ترمذی ابوداؤد) روایت ہے حضرت زید ابی اسلم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما  
 دو کہ کہیں سو جائے وہ صبح ہونے پر پڑھ لے گا (ترمذی مرسل) روایت ہے حضرت امیر المؤمنین ابی جریج سے فرماتے  
 ہیں کہ نہ حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن سورتوں سے وتر پڑھتے تھے فرمایا پہلی رکعت میں  
 سرخ اونٹ ستر ہزار ایک سو اسی دو سو تین میں کل پانچ سو اسی ہزار ایک سو تین

سے یعنی نماز پنج گانہ کے علاوہ چھبیس نماز وتر اور دیوان نمازوں کا وتر اور نکلے ہے اور اعتبار سے لینے دنیا کی تمام چیزوں سے کہ  
 سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے اہل عرب سرخ اونٹ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اس سے مسلم جو کہ قدر واجب ہیں  
 اللہ کی کھڑکے ایک مہنی یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ رب نے تمہیں ایک نماز یعنی وتر اور نماز بھی زیادہ دی کہ لینے وتر کا قدرت عشاء کا وقت  
 ہے مگر اس کے لینے شرط یہ ہے کہ شاکہ فرض کے بعد پڑھی جائے خیال رہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا لیکن مالک و  
 ابی سکین نے اس کی تصحیح کی ہے ترمذی نے اسے ضعیف فرمایا مگر جہت ضعیف یا مرآت امام ابو حنیفہ کو معتبر نہیں کیونکہ یہ چیزیں امام  
 صاحب کے بعد پیدا ہوئیں، بہر حال حدیث صحیح اور اس سے ذمہ کا وجوب ثابت ہے سنی ایضاً اگر عشاء پڑھ لے لی جو تہجد کے وقت  
 آگھر دیکھے تو صبح کے بعد نماز فجر سے پہلے وتر قضا کرے، پھر فجر پڑھے اس حدیث کے لینے وتر پہلے پڑھنا فرض ہے دوسرے  
 کے لینے بہتر اس سے معلوم ہوا کہ وتر ضمن سنت نہیں بلکہ واجب ہیں کہ صرف سنتوں کی قضا نہیں پڑھی جائے یہ حدیث امام اعظم  
 کی قوی دلیل ہے اگرچہ مرسل ہے کیونکہ زید ابی اسلم ابی جریج سے فرماتے ہیں مگر چونکہ آپ صریحاً فرماتے مالم یفعل  
 آپ کی مجلس میں میں چالیس سے زیادہ فقہاء بیٹھتے تھے حتیٰ کہ امام زین العابدین مجاہد کے  
 شاگرد ہیں اور امام مالک سیفانی کوفی و حجازی محدثین کے آپ سے بیٹھے ہیں  
 اس لیے آپ کی مرسل بقیتنا قبول ہے اور اللہ اعلم  
 آپ کی وفات ۱۳۶ ہجری

میں ہوئی

أَيُّهَا الْكُفْرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعُودَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ  
 رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَالِدِ إِبْرَاهِيمَ  
 عَنْ إِبْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ الْمَعُودَتَيْنِ : وَعَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَيْهِ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي تَقَوُّتِ الْوُثُرِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَ  
 عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِفْنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ  
 فَإِنَّكَ تَقْضِيهِ وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ إِلَّا لِرِزْلِ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ رَوَاهُ

ابو تیسری میں ظہر بوجہ انشاء اور خلق و ناس سے ملے و ترمذی، ابوداؤد، اور نسائی نے عبد الرحمن بن ابی زری سے روایت کی اور احمد نسائی ابن کعب سے اور دارقطنی نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے علی بن کعب سے روایت کی ہے حضرت حسن ابن علی سے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات سکھائے جنہیں میں ہر روز کے قنوت میں پڑھا کرتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دے جسے جنہیں تو نے ہدایت دی اور عافیت مانوں میں عافیت دے جس کا تو والی بنانا میں میرا والی ہو سکے اپنے دینے میں مجھے برکت دے اور قضاء و قدر کی برائی سے محفوظ رہے کہ تو میرے لئے جسے تو نے فیصلہ نہیں کیا جاتا جس کا تو والی ہو وہ ذلیل نہیں ہوتا اسے رب تو برکت و بھاری والا ہے

ملہ یعنی تیسری رکعت میں یہ تینوں صورتیں پڑھتے تھے خیال رہے کہ یہ حدیث امام اعظم نے اپنی مسند میں بول نقل کی ہے عن حماد و عن یزید و عن ابی اسود و عن عائشہ و عن عبد یقظہ میں اس صوفی نے نقل ہوا ائمہ کا ذکر ہے اور حاکم نے بشرط مسلم بخاری حضرت عائشہ سے روایت نقل کی کہ جس کے اکثر میں ہے کہ آپ تین رکعت کے بعد ہی سلام پھیرتے تھے اسانی سے حضرت عائشہ سے روایت کی جس کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو رکہ دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے امام طحاوی نے حضرت ابوالانبار سے روایت کی کہ اصل یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکہ مغرب کے فرضوں کی طرح پڑھتے تھے اور امام حسن نے فرمایا کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ دو تین رکعت میں ایک سلام نہ پڑھتے یہ حدیث امام اعظم و غیرہم کے قوی دلائل ہیں کہ دو تین رکعت ہیں اور ایک سلام سے اس کی بوری تحقیق اس مقام پر ہر گز نہیں دیکھو یا ہمارے کتاب جالین تصد دوم میں ملے یہی امام ابو یوسف کا مذہب ہے کہ دو رکہ تیسری رکعت میں صرف قل ہو اللہ احد پڑھتے خیال رہے کہ حدیث تین رکعت کے متعلق ایسی واضح اور صاف ہے کہ اگر کسی کو وہی کا گنجی نہیں ملے ہمیشہ سدا سال دو رکہ صرف نصف آخر رمضان میں لہذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ نہانے قنوت و تریں ہمیشہ پڑھی جائے خیال رہے کہ امام حسن کی پیدائش رمضان سنہ میں ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ سات برس کے تھے اس عمر میں کی ہر روایت متعبر ہے ملے یعنی پچاس جماعت میں والی بنا جنہیں تو نے ہدایت عافیت اور ولایت بخشی مبعض علماء فرماتے ہیں کہ ہدایت سے مراد ہے نیک اعمال کی برکری اور عافیت سے مراد ہے بری بیماریوں سے حفاظت اور بری خواہشات سے حفاظت ولایت سے مراد ہے اپنی حق میں لبنا اور ہمیں نفس و شیطان کے حواسے ذکر و تفسیر میں ہر متعلق رہے



الرَّمِيمَتِي وَأَبُودَاؤُدَ وَالنَّسَائِيَّ وَإِن مَّاجَةَ وَالذَّاهِيَّ وَعَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ فِي الْيَوْمِ قَالَ سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ زَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيَّ وَرَأَدْتُكَ مَرَاتٍ يُطِيلُ وَفِي رَوَايَةٍ لِلنَّسَائِيَّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ كَانَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِأَلْفِ ثَلَاثِينَ مَرَّةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخُرُوجِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِصَالِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي

در ترمذی و ابو داؤد و نسائی ۱۱۱ ہمارے دارمی روایت ہے حضرت ابی ابی کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ترکہ اسلام پھرتے تو فرماتے سبحان الملک القدوس والہوداؤد ۱۱ اور نسائی نے یہ روایت کوئین ہاؤر ذکر کے لیے اور نسائی کی عبد الرحمن بن ابی ہریرہ کی روایت سے کہ وہ انہوں سے اپنے والد سے کہ فرمایا کہ جب سلام پھرتے تو تین بار فرماتے سبحان الملک القدوس تیسری بار میں آواز کہتے تھے کہ روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کوئی ذکر میں فرماتے تھے اللہم میں تیری کلامی سے تیرے ذکر کی عافیت کی پناہ مانگتا ہوں، تیری تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت میں میں پناہ مانگتا ہوں

فیصلہ در فرما چھ فیصلہ کہ سہ سبحان اللہ نہایت مانع دعا ہے اگر دُعا میں یہ پڑھی جائے تب بھی جائز و بہتر ہے۔  
سہ اس طرح کہ دوس کی دال کو غریب کہتے تھے تنگ آخری بار میں جیسا کہ نہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد یہ بھی فرماتے رَبَّنَا وَرَبَّ الْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ اور روح کی سر کو بھی کہتے تھے جیسا کہ در فقیہی اور ابی ابی شیبہ کی احادیث میں ہے اور مسلمانوں کا اس پر عمل ہے تھ بیٹے بلند آواز سے کہتے اور در ذکر سے اس حدیث کے ماتحت لمعات و حقاہ و غیرہ میں ہے کہ ذکر بالجہر بہت اچھی چیز ہے بخبریکہ ریاسے خالی ہو کہ اس میں غافلوں کو شیا کرنا ہے، مومنوں کو جگانا ہے، شیطان کو جگانا ہے اور جہاں تنگ آواز سے پڑھنے والی تنگ کے جانوروں و جنات و اینٹ پتھر و لکڑی پانچ پانچ کرنا ہے جی احادیث میں ذکر بالجہر سے ممانعت آئی ہے اس سے وہ جہر مراد ہے جس سے دوسروں کو تکلیف ہو یا ذکر میں رہا ہو خیال ہے کہ بعض ذکر میں جہر شرط ہے جیسے اذان و تہلیل اور تقریب کے زمانہ میں قارئین کے ہند کبیر قریشی و غیرہ۔ تھ بیٹے دوسرے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے، بعض نے فرمایا کہ آخری الحیات میں سلام سے پہلے بعض کے نزدیک آخری سجدے میں امام احمدی صلی علیہ وسلم کے نزدیک تیسری رکعت کے قارئین میں کوہ سے اٹھ کر چن چن کر الے کہ اللہ اس وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے تھ بیٹے تیری ذات سے تیری صفات کی پناہ یا تیرے غضب سے تیرے رحم کی پناہ، سو فرماتے ہیں کہ ان تین بنا ہوں میں سے پہل پناہ میں توجیبہ صفات اور دوسری میں توجیبہ افعال تیسری میں توجیبہ ذات کی طرف اشارہ

ثَنَاءٌ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
**الفصل الثالث**، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهُ هَلْ لَكَ فِي أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَاوِيَةَ  
 مَا أَوْتَدَ الْأَوَّاجِدَةَ قَالَ أَصَابَ أَنَّهُ فَقِيهٌ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُيَكَّةَ أَوْتَرْتُمْ مَعَاوِيَةَ  
 بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرُكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ فَخَذَهُ فَقَالَ دَعُهُ  
 فَإِنَّهُ قَدْ حَبِيبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ بَرِيدَةَ قَالَ  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ مَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ  
 حَقٌّ مَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ مَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ

تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود کو اپنی حمد کے لئے (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) میری فضل روایت ہے حضرت ابی اسحاق سے  
 کہ ان سے کہا گیا آپ کو امیر المؤمنین معاویہ میں سلطان ہے ؟ کہہ تو ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں نہ تو آپ نے فرمایا  
 تنہیک کرتے ہیں وہ فقیر عالم ہیں کہ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی میکہ کہتے ہیں امیر معاویہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت  
 وتر پڑھی ان کے پاس حضرت ابن عباس کے مقام تھے وہ حضرت ابی اسحاق سے کہہ گئے انہیں یہ خبر دی کہ انہیں  
 چھوڑ دو وہ حضور کی کیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں لہذا بخاری روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے سنا کہ وتر لازم ہے تو جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں وتر لازم جو وتر نہ پڑھے  
 وہ ہم سے نہیں وتر لازم ہیں تو جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں۔ لے (ابو داؤد، روایت ہے

لے کیونکہ یہ محدود بندے کے اتفاق محدود بندے کے طاعتیں محدود خدا کے نام پر محدود مشعر، و غیر تمام گشت بیابان رسیدہ  
 ماچھیاں دراول وصف تو مانند ایم، نور، ہجے باد ہودہ ریشہ انسانی اللہ تعالیٰ پر حیا کرے بلکہ بار اللہ تعالیٰ غفر فی کلمہ  
 دے تو ہی جائز ہے (مروافہ) لے یعنی امیر معاویہ باقی بڑی غلطی کرتے ہیں کہ وتر میں رکعت کے بجائے ایک رکعت ہی پڑھتے ہیں پھر  
 آپ کو ان سے محبت ہے کہ اب انہیں سمجھاتے نہیں لے یعنی ایک رکعت وتر پڑھنا ہے مگر امیر معاویہ عالم میں فقیہ ہیں چنانچہ  
 کو غلطی پر ثواب بھی ملتا ہے لہذا میں انہیں سمجھا سکتا ہوں اور نہ تم ان پر اعتراض کرو لے یعنی اگرچہ ان کا یہ عمل غلط ہے لیکن  
 بزرگوں خصوصاً صحابہ کی غلطی کیڑا نا اور ان پر زبان طعن دینا کرنا سخت غلطی ہے یہ حدیث امام اعظم کی بہت قوی دلیل ہے کہ وتر میں  
 رکعت میں اس سے معلوم ہوا کہ میں رکعت وتر پڑھی ہر اکا اجماع ہو چکا تھا صرف امیر معاویہ کی غلط فہمی سے بے خبری سے ایک رکعت وتر  
 پڑھتے تھے اسی لئے حضرت ابی اسحاق کے خادم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے شکایت کی اور حیرت کی کہ آپ  
 انہیں مسئلہ بتاتے کیوں نہیں حضرت ابی اسحاق نے فرمایا کہ اس مسئلہ بان کا فعل جمع ہے بلکہ صرف یہ فرمایا کہ وہ جو صحابی اور مجتہد  
 کے طاعت کے لائق نہیں اور اس بنا پر ان سے قطع تعلق کرنا جائز ہے یعنی وتر فرض علی اور واجب اعتقاد ہی میں (مروافہ) لہذا اس

ابن سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تأمر عن الوثر أو نهي فله صل  
إذا ذكر أو إذا استيقظ رآه اليميدى وأبو داود وابن ماجه وعن مالك بلعد  
أن رجلاً سئل عن الوثر أو اجب هو فقال عبد الله قد أوتر رسول الله صلى  
الله عليه وسلم وأوتر المسلمون فجعل الرجل يردد عليه وعبد الله يقول أوتر رسول  
الله صلى الله عليه وسلم وأوتر المسلمون رواه في الموطأ وعن عبيد الله قال كان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم يؤثر ثلث بقرع بين يتبع سور من المفصل بقرع في كل ركعة ثلاث  
سور أخرهن قل هو الله أحد رآه اليميدى وعن نافع قال كنت مع ابن عمر بمكة

حضرت ابی سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو وتر سے سو جائے یا سے بھول جائے تو جب  
یاد آئے یا جب میلاد ہو تو پڑھ لے (نور الدیالوراد) ایسا ہے اور ابیت ہے حضرت مالک سے انہیں خبر پہنچی کہ ایک شخص  
نے حضرت ابن عمر سے ذکر کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ واجب ہیں تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر  
پڑھ کر دو میل نول سے وتر پڑھے تو وہ شخص کہ پوچھا یا بار بار سوال کرنے لگا اور عبد اللہ یہی کہتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے وتر پڑھ کر دو میل نول سے وتر پڑھے (موطأ) اور ابیت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ہمیں رکعت وتر پڑھنے سے نبی فیصل کی نو سو تیس پڑھتے تھے ہر رکعت میں تین سو تیس پڑھتے تھے جن کے آخر میں  
قل ہو اللہ احد تھی (ترمذی) اور ابیت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ میں کو معظم میں حاضر کرتے تھے ساتھ تمام

کے وجوب کا تھا اذکار کے وہ ہمارے طریقے سے فارغ لیئے گئے ہیں اور جو ہے واجب جانتے ہوئے نہ پڑھے وہ جماعت صالحین  
خارج ہے اور سخت گناہ ہے یہ امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب میں خیال رہے کہ جو مجتہد تاویل سے اس کے وجوب کا حکم  
کرے ان کا یہ حکم نہیں جب کہ تمام قرآن مجلی اور واجبات کا مال ہے ہم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تو سخت منع کرتے ہیں امام شافعی واجب  
فرماتے ہیں مگر کوئی کسی کو گناہ نہیں کہہ سکتا۔

لے لیئے ان کی تعداد واجب ہے اور وجوب کے لئے ہے یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب میں ملے بھان اللہ کسی قیام  
ہے کہ آپ نے وتر کے وجوب کا ذکر کیا نہ انکار کیا کہ آپ نے ہمیشہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبہ کو پڑھتے دیکھا مگر وجوب  
کی امر بابت تک پہنچیں اس لئے یا ایسا مستحبت نہیں کرتا پڑھنا میرے صوفیہ کے کہ فرماتے ہیں کہ حضور اقرئ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں  
ذکر علی کریم شخص ہائیکم راہو کا بار حقیقی ہے کہ امام احمد سنت فرمایم یہ خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مارت کی خبر یہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کہہ دیا ہے یہ واجب ہے ہر وقت سے طلعت فجر تا غروب آفتاب کی ناکست کے لیے گناہش کرے اور مل جائے نہ فرمتے تھے کہ لیئے پڑھ کر رکعت  
ایک ملتا ہے پڑھتے تھے ایک اور دو سو تیس رکعتیں اور پڑھتے تھے کہ پڑھ کر

سفرِ کربلا میں جنتینہ تھیں پڑھتے اللہ کی آخری صفت خَلَّ مَوَاضِعَ جَوَالِ قُحَى شامِ عینِ نساءِ سحرِ شمس کے ادھر بھی مطلبِ ریا کی بجائے گریہِ مہلب  
یادِ طاہرہ سے لے اس طرح کہ دورِ کثرت ایک رکعت تلاوی میں سے وہ نوازندہ تر گئی ادھر گریہِ مصطفیٰ میں کی ایک رکعت دورِ قُحَى میں تو یہ نسا کا رینا جہاد  
مستحقِ غم و غمناں تھا وہاں سے زیادہ فقیر بھی نہیں دورِ قُحَى تھے تھے لے فقیر کی رکعت میں انہیں چکر چکا اور کچھ بات نہ کیا وہ سے تو اس بات میں ایک رکعت  
دورِ کربلا کی رکعت پر غمناں تھے کہ جس کے فعل ہو گئے یہ بھی مستحقِ کربلا جہاد سے وہ دورِ قُحَى میں انہیں شریعت کے دو اس فعل نہیں پایا یا اس کا اپنے  
ملکی اس لیے کہ دورِ کربلا کی نماز سے اس وقت دورِ قُحَى کے کمال پر پہنچ گئے تھے کہ ہر ایک شعبہ میں دورِ قُحَى چکر چکا ہوئے تھے کہ پہلے بار کے دورِ قُحَى  
فعلِ غلابی تھے اس لیے دورِ قُحَى اور اس کے مصطفیٰ میں کو آپ نے ایک رکعت دے دے اور کربلا میں دورِ قُحَى سے اب استعانت کی کہ ہے لے یہ حضور صلی  
و علیہ وسلم کے کتبِ شریف کا ذکر ہے حسبِ سببِ مختلف غالب ہو گیا تھا تب جس دورِ قُحَى کرنا چاہتے تھے مگر دورِ قُحَى میں یہ وقت  
تھی اس لیے یہ مؤلف فرماتے خیال سے کہ فعلِ کربلا شروع کرنا اور کھڑے ہو کر کعبہ کی گھبراہٹ کرنا غمناں سے کمزور ایک بلا کراہت جائے اسی حدیث کی وجہ



باب الصوت

الفصل الأول عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ارَادَ أَنْ يَدْعُوَا

روایت ہے حضرت ثوبان سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملائی کہ آپ نے فرمایا یہ اگرنا مشقت اور بوجہ سے چاہے تم میں سے کوئی دوسرا پڑھے تو دور کہتیں پڑھو اگر گرات میں آٹھ بیٹا تو ضرور درجہ رکھیں اسے کافی میں نہ (دوسری روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے ساتھ دیکھ کر کہہ چکے تھے پڑھو غرض میں اس قدر لذت و عمل آیا کہ آج اس کا اثر دیکھ رہے تھے نہ امر

**فنون کا باب تیس**

پہلی فصل

روایت ہے حضرت ابوہریرہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا یا دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو کہو

کئے انکس کے برعکس بنے کھڑے ہو کر شروع کرنا پھر لعل علیہ السلام اعظم کے نزدیک بلا کر اس وقت جانے سے صاحبین کے ہاں بیکر و چکتب  
خود مرقاۃ (۱) اس کا تحقیق پہلے ہو چکی تھی لیکن کہہ رہے تھے کہ اس کی شرح خود ام المومنین کے دوسری روایات میں گزری ہے کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے رکعت و تہ پر پڑھتے تھے لہذا اس کے معنی بھی وہ ہیں کہ ایک رکعت سے گزرتے شیخ کو دہن پڑتا ہے، تاکہ ما حدیث متناہیں  
وہوں سے خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے بعد کے تفصیل میں بھی قرآن غنیمت کرتے تھے یہی وہ زمانہ تھی کہ حدیث حضرت ام  
سلمہ کے کیا اور وہ ان کی روایت حضرت عائشہ صدیقہ نے لہذا یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں، مختصر قرأت میں رکوع پینچ کر ہی پڑھتے  
تھے اور ان قرأت میں بھی کوفہ ہو سکتی تھی (مرقات)

سلسلہ پہنچے تھے میرزا کا گئے کیا میرزا جو وہ سوئے سے پہلے دوزخ چھوئے اگر تہجد کے لینے جاگ گیا تو تہجد بھی پڑھ لے وہ در انشاء اللہ ان در و نقول کا تہجد کبھی نہ پڑھا ہو کیا یہ سب بخدا کی اسی امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عند کرم تواری ہے سلسلہ ظاہر ہے کہ یہ نقل و تردد مکمل متصل ہوتے تھے حج کی خانہ سے پہلے کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتْ اُفْرَدُوْا مَرْكَبًا اَلْاَكْبَرُ دُفْعَةً تَحْتَهُ سَلْعٌ عَرَبِيٌّ میں قنوت کے معنی طاعت خاموشی و عبادت کا کیا نام میں یہاں اس سے خاص در عاقل ہوتے تھے تو تہجد دو میں دوزخ کے قنوت جو تہجد دوزخ کی تیسری رکعت میں پڑھ کر لے کر پہلے پڑھ جاتے ہیں اور قنوت تالاف کرمی خاص میں صلیبت میں وہاں اس امر کو دیکھنا اسے جہاد کے لئے توجہ دینی کی دوزخ میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد آج تہجد پڑھ جاتے ہیں اس باب میں دونوں قنوتوں کا ذکر کیا گیا احصاف کے ہاں دوزخ کا دعا سے قنوت متحر ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ اَلْحَمْدُ لَكَ اَطْلُقُ اَلْحَمْدُ لَكَ میں جو کہیں کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذلا تہجد میں قبیلہ مصر پر بدعا کرتے تھے توجہ کر لیں یہ عرض کیا کہ عرب نے آپ کو بدعا کرتے کے لینے پر کیا کیا اور پھر یہ دعا سنائی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ اَلْحَمْدُ لَكَ اَطْلُقُ اَلْحَمْدُ لَكَ میں جو کہیں کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذلا تہجد میں قبیلہ مصر پر بدعا کرتے تھے توجہ کر لیں یہ عرض کیا کہ عرب نے آپ کو بدعا کرتے کے لینے پر کیا کیا اور پھر یہ دعا سنائی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ اَلْحَمْدُ لَكَ اَطْلُقُ اَلْحَمْدُ لَكَ میں جو کہیں کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذلا تہجد میں قبیلہ مصر پر بدعا کرتے تھے توجہ کر لیں یہ عرض کیا کہ عرب نے آپ کو بدعا کرتے کے لینے پر کیا کیا اور پھر یہ دعا سنائی

عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُو أَحَدًا قَتَلْتُ بَعْدَ الزُّكُومِ فَرَبَّنَا قَالَ إِذَا قَاتَلَ سَمِعَهُ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ  
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِرِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَيْغَةَ  
اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مَصْرٍ وَاجْعَلْنَا سِنِينَ كَسَيْنِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ  
يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِهِ اللَّهُمَّ الْعَنْ قُلَانَا وَقُلَانَا لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ  
اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الْآيَةَ، وَعَنْ عَاصِمِ الْأَعْمَلِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ

کے بعد فتوح پڑھنے لے بارہا جب جمعہ انہ دن میں مجھے ربنا تک الحمد کہتے تو کہتے الہی ولید ابن ولید سلمہ ابن ہشام  
عیاش ابن ربیعہ کو نجات دے گئے الہی سخت پامال ڈال مضر پر اور اسے یوسف علیہ السلام کی قسط سالیوں کی طرح  
قسط سال بنا سکے یہ کاؤز بند کیے تھے اور انہیں قضاؤں میں فرماتے الہی فلاں فلاں عربیوں پر لعنت کر دے  
کرتے یہ آیت نازل فرمائی کہ میں انہی کو قتل کروں گا اور انہی سے حضرت عاصم انہ سے فرماتے  
میں میں نے انہیں ابن مالک سے

ایہاؤد سے بھی روایت کی ہے کہ قوت نازل ہو کر کے دوسرے کو رنجیدہ کی خاص معصیت کے موقع پر پڑھتی جاتی ہے احادیث بھی اسے ضرور  
جائز کہتے ہیں سہ اس حدیث میں دعا کا ذکر ہے اگے میں بد دعا کا چاروں صحابہ کو معظف میں کفار کے انھوں قید تھے ولید ابن ولید عدوی قرشی  
تھے خالد ابن ولید کے بھائی جنگ بدیع میں مسلمانوں کی قید میں آگئے تو حضرت خالد اور ہشام نے چار ہزار دو سو دے کر چھڑا لیا جب سب  
چھوٹ کر مکہ معظمہ پہنچے تو اسلام لائے اور فرمایا کہ میں یزید میں اسلام اس واسطے دلایا کہ لوگ مجھے بھی کہ میں قید سے ڈر کر اسلام لایا ہوں  
چنانچہ ان کے بھائیوں نے انہیں قید کر دیا اور سنت ایذا میں دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بد دعا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی دعا کی برکت سے یہ چھوٹ کر بدیع منہ آگئے سلمہ ابن ہشام ابن میثمہ ابو جہل کے متعلق تھے جہاں تھے جو وہم الاسلام صحابی تھا اور  
اسلام کی وجہ سے مکہ معظمہ میں سخت معصیت میں گرفتار تھے آخر کار یہاں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور ہمدانہ روٹی میں  
چرباؤں شہید ہوئے عیاش ابن ابی ریحہ ابو جہل کے سوتیلے بھائی تھے پرانے مومن تھے پہلے جڑ پھر بدیع پاک کی طرف ہجرت کی حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ابو جہل مال کی ہمارا کا بہانہ بنا کر دھوکہ سے انہیں مکہ معظمہ لے گیا اور وہاں ہماری قیدوں میں گرفتار کر  
دیا آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یہ بھیجا کر بدیع پہنچے اور غزوہ تبوک میں شہید ہوئے (لمعات) سلمہ یہ کچھ کہنا ہے تفسیر ہے یعنی  
بول بکڑا کہ یہ قسط سالی مسلط کر دے تاکہ جنگ اگر اسلام لائے انہیں مشرکین کہلا سکے بد دعا کی وجہ سے سخت قسط سالی میں گرفتار ہوئے خیال  
رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنی نفسیاتی وجہ سے بد دعا دی اپنے ظالموں کو معاف کیا اور دعائیں دیں ہاں دینی دشمنوں کو  
بد دعائیں دیں یہاں ای سی بد دعا کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث در حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رجوع اٹھائیں ہونے کے خلاف ہے اور  
ان حدیث کے بھی اس ارشاد ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بد دعا کرتے تھے سلمہ قوت نازل کر کا بلند آواز سے پلٹا منسوس ہے جیسا کہ  
آگے آتا ہے اب اگر چھینا پڑے تو آہستہ پڑے شہ یعنی آپ بعض جیلوں رمل و دکان وغیرہم کا نام سے کہاں پر لعنت فرماتے تھے بعض



مَا لَيْكَ عَنِ الْقَنُوتِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ قَبْلَ الزَّكَاةِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ أَمَا قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الزَّكَاةِ شَرًّا إِنَّهُ كَانَ بَعَثَ أَنَسًا يَقُولُ لَكُمْ الْفَرَاءُ سَبْعُونَ رَجُلًا فَاصْبِرُوا فَقُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الزَّكَاةِ شَرًّا يُدْعُو عَلَيْهِمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَّبَاعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الصُّبْحِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ

ما زمر فتوت کے متعلق پوچھا کہ رکوع سے پہلے غنی الباقین تو فوراً پہلے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد تو صرف ایک ماہ قنوت پڑھی کہ آپ نے ایک لشکر بھیجا تھا انہیں فرما کہ کیا ناخفا ستر درختے وہ شہید کر دیئے گئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک ماہ قنوت پڑھی ان پر بدعا کر دیئے گئے وہ قتل ہوئے اور قنوت پڑھا اور دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ مسلسل ظہر و عصر و شب عشاء اور نماز فجر میں قنوت پڑھی تا جب آخری رکعت میں سمیع اللہ

نمازوں سے مراد نماز فجر ہے جب کہ دوسری روایات میں ہے: اور اگر فجر کے سوا اور نمازیں مراد ہیں تو بھی منسوخ ہے۔ سہ بیٹے اس آیت کے خلاف سے قنوت نازل منسوخ ہو گئی معلوم ہو کہ قرآن شریف حدیث منسوخ ہو سکتی ہے خیال ہے کہ قنوت نازل کیا تو فجر منسوخ ہے یا عصر نہ تھا منسوخ وہ منسوخ پر اب بھی کہ ستر پڑھی جا سکتی ہے اس آیت کی تفسیر اور نسخ کی وجہ ہماری تفسیر حاشیہ القرآن نور الیقین میں ملاحظہ فرمادو۔  
سہ بیٹے قرآن و احادیث میں ہمیشہ رکوع سے پہلے ہی بھی رکوع کے بعد پڑھی رکوع کے بعد والی قنوت یعنی قنوت نازلہ فجر میں حتیٰ وہ قرآن ایک ماہ ہی پھر منسوخ ہو گئی، لہذا یہ حدیث عام اعظم کی دلیل ہے۔ سہ بیٹے قنوت نازل کہ وہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو ہمارے ہمارے قتل کے قتل ہو گئے تھے۔ یہ مصداق فقرا صمد تھے جو دن کو کھڑی ای جین کہہ کر فروخت کرتے اور اس سے صمد ہونے کے لئے کھانا تیار کرتے تھے رات عبادت میں گزارتے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدریوں کی تبلیغ کے لئے بھیجی جب یہ موعود پر پہنچے تو مکہ معظمہ و مکه کے درمیان ہے جہاں بنی ہزلی رہتے تھے تو عامری قبیلہ نے قبیلہ بنی سلیم حبیبہ وائل کو ان قہر کے ساتھ ان لوگوں کو گھیرا اور ان کو شہید کر دیا صرف حضرت کعبہ ابن زید انصاری بچے بچے ہیں وہ مرد مجاہد کہ سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے، پھر یہ عذوہ و خدیجہ میں شہید ہوئے یہ واقعہ بھی سنو وہیں ہوا انہیں شہداء میں عامری بنو ہزلی بھی تھے جنہیں فرشتوں نے دفن کیا، کسی کو ان کی فتنش نہ ملی اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قنوت صمدہ ہوا جس پر آپ ایک ماہ تک قنوت نازل پڑھی درمیانہ، اس کو آخر ہر ایک واقعہ پر بھی ہوا کہ قبیلہ عضل اور قہر کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ہماری تعلیم کے لئے کچھ ملے، دیکھئے تو آپ نے پھر صمد کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر حضرت عامر بن ثابت کو بنایا ان کا تھکانہ یہ مقام ربیعہ میں پہنچ کر حضرت عامر کو قتل کر دیا اور حضرت نجیب و زید ابی اسد راہ کو قید کر کے مکہ معظمہ قنوت کر دیا، پہلے واقعہ کا نام: ”بیروزہ“ ہے اور اس کا نام واقعہ ربیعہ و دونوں واقعات ایک ہی ہیں میں جو نے بیٹھے، بعد ماہ صفر ہجرت سے ۱۳۶ھ بعد ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازل پڑھی گئی، اسی وجہ سے بعض مراد میں ہیں یہ موعود کا ذکر ہوا یا کیا گیا ہے اور

لِئِنْ حَمَدَهُ مِنَ الزَّكَاةِ الْخَيْرَ يَدْعُو عَلَيَّ أَحِبَّاءَ مِنْ بَنِي سَلِيمٍ عَلَى رَجُلٍ وَرَكْوَانٍ وَ  
عَصِيَّةٍ وَيَوْمَئِذٍ مَنْ خَلْفَهُ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ: وَكَانَ أَكْبَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّتْ  
شَهْرًا ثُمَّ تَزَكَّرَهُ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ وَالنَّسَائِيُّ: وَكَانَ أَبِي مَالِكٍ الشَّجِيعُ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ  
إِنَّكَ قَدْ صَدَّقْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُمَانُ وَعَلِيٌّ  
هُمْ سُبَاكُوفَةٌ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَلُوا ابْقِيَتُونَ قَالَ أَيْ بَنِي مُحَمَّدٍ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ  
وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ مَاجَهٌ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ

بُیْنُ مَدَن تَوْبَتِی سَلِمْ کَمے کچھ فعلوں اور رکوان اور عصب پر بدنام کرتے اور کچھ واسے آمین کہتے لے (البرادور)  
روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہ قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی تھ (البرادور، نسائی)  
روایت ہے حضرت ابو مالک اشجعی سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا: یا اب! آپ نے تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے کچھ اور یہاں کو سنتیں حضرت علی کے کچھ قرینا پانچ سال تک نمازیں  
پڑھی ہیں کیا یہ لوگ قنوت پڑھتے تھے فرمایا: ہاں یہ بدعت ہے اے ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، فضل۔  
روایت ہے حضرت حسن سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے کو

بعض میں ترجیح کا مگر ان دونوں میں تضاد نہیں بعض ضارحین کو دھوکا لگا اور امامیہ میں تضاد ہی پیشے (مزناۃ) سے بیٹے ہاتھوں  
منازلوں میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت نازل پڑھی غالب یہ ہے کہ چرک منازلوں میں قنوت نازل بھی آواز سے پڑھی اور کہتے  
منازلوں میں قنوت نازل بھی آواز سے پڑھی ہو چکا۔

اسے معلوم ہو کہ قنوت نازل صرف امام پڑھتا تھا، متذکر صرف آمین ہی کہتے تھے اب بھی اگر پڑھنا پڑ جائے تو یہ ہوگا کہ ایسی رک  
منازلوں میں ترک کر دی مشافہ کے ہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ چرک کے سوا باقی ہر منزلوں میں چھوڑ دی ہر حال چار منازلوں میں قنوت نازل  
بالانفاق منسوخ ہے اور غیر میں اختلاف ہے، ہمارے ہاں منسوخ ہے شوافع کے ہاں نہیں اس لیے اگر کوئی اس چار منازلوں میں قنوت  
نازل پڑھے تو بالانفاق فاسد ہوگی، اسے آپ کا نام سدا ہی طاری ہی اشیعہ ہے خود تابعیوں والی صلیاں ہیں اسے بیٹے ہر سال  
کچھ مینے آپ کی خلافت کے بعد مدشہ یہ حدیث حنیفیوں کی قوی دلیل ہے یعنی عیشہ قنوت نازل کسی نماز میں  
پڑھنا بدعت مستحب ہے۔ دحضہ اور علی علیہ وسلم کا عمل دیکھ صلیاں کا، خیال رہے کہ یہاں

ہمیشہ قنوت نازل پڑھنا مراد ہے ورنہ علی مرتضیٰ نے جگہ صلیوں کے

موت پر قنوت نازل

پڑھی

ہے

النَّاسُ عَلَى أَبِي بِن كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي بِرِثْمِ عَشْرَيْنِ لَيْلَةً وَلَاقَتْهُ الْآفِي الضَّعِيفُ  
 الْبَاقِي فَأَذَاكَانَتِ الْعَشْرَةَ لِأَوَاخِرِ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ كَمَا نَوَا يَقُولُونَ أَبَقِ أَبِي  
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَيْلُ النَّسَبُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْقُتُوبِ فَقَالَ قَدَتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الزَّكُوعِ وَفِي رَوَايَةٍ قَبْلَ الزَّكُوعِ وَبَعْدَ كَارَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

ابن ابی کعب پر جمع کیا گیا کہ آپ انہیں بیس نمازیں نماز بڑھاتے ہیں میں باقی آدھے کے علاوہ دعا قنوت نہ پڑھتے  
 جب آخری عشرہ پڑھتا تو وہ ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے لوگ کہتے ابھی بیجا گئے تھے ابو داؤد اور حضرت  
 انس ابیہانک سے قنوت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت  
 پڑھی اور ایک روایت میں ابیہانک رکوع سے پہلے اور اس کے بعد ۵۰ (ابن ماجہ)

لے کیونکہ ابیہانک ابیہانک میں سے ہیں جنہوں نے سارا قرآن شریف حفظ کیا تھا اور آپ صیۃ القراءین، اس کے لئے قرآن کی امانت  
 کے لئے آپ کا یہ انتخاب ہوا آپ نصاب رسالت میں پورے قرآن کے حافظ تھے (مرفقاہ) اس سے حدیث کی بنیاد بعض بزرگ ائمہ  
 فرماتے ہیں کہ قرآن دہانے قنوت صرف آخری چندہ رمضان میں پڑھی جانے لگتا امام اعظم کے ہاں سارا سال پڑھتی چاہیے، یہاں قنوت سے  
 مراد ترک دہانے قنوت نہیں بلکہ رکوع کی خاص بددعا مراد ہے جو نکور اس زمانہ میں جہالت ہوتے تھے اس لئے رمضان کی آخر نصف میں  
 جس میں شبِ قدر بھی ہے مسلمان دن و رات میں کفار کے لئے بددعا کرتے تھے اگر یہاں دن و رات کے قنوت مراد ہوں تو اس میں حسب  
 ذیل غرایب لازم ہوں گی، ایک یہ کہ تعدیث ان تمام اہل حدیث کے خلاف ہو گی جس میں پورا سال قنوت پڑھنے کا ذکر ہے یہاں کہہ  
 پہلے عرض کر چکے امام محمد نے کتاب الاطعماء میں بروایت ابیہانک ابو حنیفہ عن حماد بن ابراہیم انھیں حماد بن مسعود روایت کی کہ آپ ہمیشہ  
 دن میں ہمیشہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے نیز دار قطنی اور بیہقی نے سوید بنی غنم سے روایت کی کہ حضرت خلفائے راشدین  
 آخر و ترس قنوت پڑھا کرتے تھے ابن ابی داؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی کہ کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر و ترس میں قنوت  
 پڑھا کرتے تھے امام حسن کی روایت پہلے ہی گزری کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو پڑھنے کے لئے دہانے قنوت سکھائی اور ذکر اس  
 حدیث سے دہانے قنوت عرف پانچ دن ثابت ہو گیا کیونکہ حضرت ابیہانک ابیہانک پڑھتے تھے بددعا میں بددعا سے جماعت میں قنوت شروع کرتے تھے  
 ابو یوسف کے بعد جماعت چھوڑ دیتے تھے تو پانچویں دن قنوت پڑھ لیتے اس لئے کہ تراویح چند روز جماعت سے پڑھنا چاہیے پڑھنا  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف تھا آپ کی سنت پر عمل کرتے تھے یا اس لئے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں غلوت میں عبادت کرنے  
 تھے بعض غلوں کی غلوت سے افضل ہوتی ہیں یا کسی اور مذکر وجہ سے خیال رہے کہ حضرت ابیہانک پہلا عمل تھا جب حضرت عمر نے آپ کو  
 تراویح پڑھانے کا باقاعدہ حکم دے دیا تو پورا مہینہ پڑھانے لگے لہذا اہل حدیث میں اتنا فرق نہیں لگتا بلکہ حضرت ابیہانک کی شان  
 میں گستاخ کی نسبت میں دقت بلکہ غمناک سے کہنے لگتا ہے یا غمناک میں چھوڑ گئے تب تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام کے واسطے مہینہ پڑھا  
 (إِنَّ آيَاتِنَا لِلْمُتَحَنِّينَ الْغُلَامَاتِ) (حدیث امام کا احقر امام لازم ہے ۵۰ یعنی قنوت پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پڑھا  
 اور میں چھوڑ دی، قنوت دن و رات نہیں پڑھتا۔)

## بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَذَ حَجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى قِيَامًا لَيْلًا حَتَّى اجْتَهَقَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحَّضُ لِيُخْرِجُوهُ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بَيْنَكُمْ إِلَيَّ رَأَيْتُمْ مِنْ ضِيَعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ تَأْقِمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَوةٍ الْمَرْغُوبَةِ فِي بَيْتِهَا إِلَّا

### ماہ رمضان میں قیام کا باب

پہلی فصل۔ روایت ہے زید ابن ثابت سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹان کا ٹکڑا بنا لیا اس میں چڑھ کر نماز پڑھی تھی کہ آپ پر لوگ جمع ہو گئے کہ پھر ایک شب لوگوں نے آپ کی آواز نہ سنی تھی کہ آپ سو گئے تو لوگ اس شخص نے لگتے کہ آپ شریف سے آئیں گے حضور نے ارشاد فرمایا میں نے جو تہجد ادا کی وہ تم پر دانی رہا ہے حتیٰ کہ میں نے یہ خوف کیا کہ تم پر نماز فرض کر دی جائے گی اور اگر تم پر فرض کر دی جائے تو تم قائل نہ ہو کہ تم نے اسے لوگو اپنے گھر میں نماز پڑھو کیونکہ وہ نماز فرض نہیں ہے سوا گھر میں

اس لئے تراویح کا باب اس میں پندرہویں شب کی عبادت کا ذکر بھی ہو گا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی تھیں اس واسطے کہ حکم بھی دیا ہے مگر تعداد مکانات کے متعلق کوئی یقینی روایت نہ مل سکی اس لئے کہا جائے گا کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹنیوں کی رکعت پڑھنا ہمیشہ پڑھنا، یا جماعت پڑھنا سنت صحابہ ہے اس کی پوری بحث ہماری کتاب حصہ دوم میں دیکھو اور اس باب میں بھی کچھ نقل کیا جائے گا ہم نے اس تراویح پر ایک مستقل رسالہ مکانات المعاصیر بھی لکھا ہے سیکھ ماہ رمضان میں بحالت اختلاف اس طرح کہ اپنے اور دیگر مسجد کے ایک گوشہ میں چٹان لکھ کر لی تاکہ غلوٹ میں غلط عبادتیں کریں اس سے معلوم ہوا کہ مختلف مسجد میں ہمارے نماز دھرو کا عام مذہب جو اپنے لئے بنا سکتا ہے مگر آنا و سب سے بڑے کھڑکیوں پر ہرگز تنگ ہو جائے (مناجات و غلوٹ) سیکھ قیام ہے کہ یہ نماز تراویح تھی اور اس طرح ادا ہوتی تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس حجرے کے اندر سے اقامت فرماتے اور صحابہ اس حجرے کے باہر آپ کی اقتدار کرتے بعض طائفے فرماتے ہیں کہ یہ نماز تہجد تھی وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تراویح پڑھی تھیں تراویح سنت صحابہ ہے گھر میں بات زیادہ گوی ہے سیکھ روش کلام سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ راتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرات اور کیں پر ادا فرمایا اور کیں میں صحابہ نے اقتدار کیا آج جو حکم آواز دہی لہذا اقتدار کر سکے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہ اپنے دکانے سے ادا کیے تھے اور ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیٹھے بھی نہ تھے کہ اسے فراموش تھے یہی تھا لہذا کہ شوق اور ہمارے ہر تہجد لکھی کہ رخصت اہل اور اس کیلئے مکانات کا کھانا کافی دیکھنا ہم سو رہے تھے سو رہے تھے اس قدر کہ چاند ہمیں معلوم ہوئی ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اگر آج جماعت سے تراویح پڑھا دی گئی تو تراویح ہی پڑھی تو نماز

الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْغَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ يَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَآمَنَ وَأَحْسَبَا بِغُفْرَانِهِ مَا نَقَدْتُمْ مِنْ ذَنْبِهِ فَوُتِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَيْتُمْ أَحَدَكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِيكِبَةً نَصِيبًا مِنْ صَلَواتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي يَدَيْتِهِ

بہتر ہے نہ کہ نماز کی ادائیگی ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی تہنیت دیتے انہیں اس کا ایک روز کی حکم نہ فرماتے تھے فرماتے تھے کہ جو رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب اجر کے لئے قیام کرے تو اس کے لئے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے لہٰذا یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور نہ سالہ یوں ہی رہا پھر خلافت حدیثی اور شریعہ خلافت فاروقی میں یہ معاملہ اسی طرح رہا کہ (مسلم اور ابوداؤد) حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ فرما بارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھے تو اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے کہ اللہ اس کی مساز کی برکت سے اس کے گھر میں سے

کے طرح فرض ہو جائیگا دوسرے کہ آپ کو یہ بھی خبر تھی کہ اگر تراویح فرض کر دی گئی تو جو امت پر مجاہد پڑے گا وہ اس پر پابندی نہ کر سکیں گے یہ دونوں چیزیں ملامتیں ہیں سے ہی تیسرے یہ کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لوگوں پر شرعی احکام مرتب ہو جاتے ہیں کہ ہاں فرما دیں تو شے فرض ہو جائے نہ فرما دیں تو فرض نہ ہو مگر اس کا حال بھی ایسا کہ اگر ہم یہاں کہہ دیتے تو حج ہر سال فرض ہو جاتا ایسے ہی کبھی آپ کے عمل پر شرعی احکام مرتب ہو جاتے ہیں کہ اگر آج تراویح نہ چاہیے تو فرض ہو جائیں نہ چاہیں فرض نہ ہو جائیں یہ میری سرکار کی سلطنت خدا واس کا پوری بحث ہماری کن سلطنت میں دیکھو جو کچھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر دیم و کریم ہیں اس رحمت کی وجہ سے آج تراویح نہ پڑھائیں یا پھر یہ کہ تراویح سنت ہو کہ وہ سنت ہو کہ جو صحابہ سے ہمیشہ پڑھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھنے کا ذکر کیا کہ فرمایا اس لئے سے ہمیشہ پڑھنا تراویح کو یہ سو کہ نہ دیکھا ہاں ان اربعہ کی جماعت سنت ہو کہ وہ عملی لکھا ہے۔

سہ ہاں عام نوافل کا ذکر سے دور غدار شراقی غدار سفر غدار کسوف غدار استسفا وغیرہ نوافل مسجد میں افضل ہیں اور اب تراویح بھی مسجد میں افضل ہو کہ اس کی جماعت سے اب کوئی مانع نہیں سہ ایسے تراویح کو فرض یا واجب نہ قرار دیا لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ سنت ہو کہ وہی نہ ہوں سہ ایسے تراویح کی پابندی کی برکت سے سارے صفیہ و گناہ معاف ہو جائیں گے کہ کوئی گناہ کبیرہ تو ہے سے اور حقوق الصبر و حق دانے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں اس کا ذکر بار بار کر چکا سہ کہ لوگ باقاعدہ پابندی سے تراویح کی جماعت نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو معلوم ہو چکا صدیق اکبر نے مختصر سے زیادہ خلافت میں جہادوں سے فراغت نہ پائی بلکہ فاروقی میں اس کا قاتل ہوا بھی جس کی تہنیت آ رہی ہے۔

مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرٌ أَرَوَاهُ مُسْلِمًا: الْفَصْلُ الثَّانِي: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ بِأَشْيَيْنِ مِنَ الشَّهِْرِ حَتَّى يَبْقَى سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتْ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتْ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ تَقَلْنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ فَقَالَ إِنْ الرَّجُلُ إِذَا صَلَّاهُ مَعَ الرَّهَامِ حَتَّى يَصْرِفَ حَسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتْ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُكَ وَالنَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَقُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا يَقِيَّةَ الشَّهِْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

پھر روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ کے ساتھ نماز کی تھی کہ آپ نے پہلے میں ہمارے ساتھ ناکل قیام نہ فرمایا کہ غشی کی حالت میں رہا تو گئے تب ہمارا ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ نہایت رات گزرتی پھر جب چوتھی رات ہوئی تو ہم اس کے ساتھ قیام کیا پھر جب پانچویں رات ہوئی تو ہم کو نماز میں دعا کی کہ رات کو بھی گزرتی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش کہ آپ سالہ راتوں کا قیام کا یہ لینے نہ فرمادیں گے کہ حضور نے فرمایا کہ انسان جب نماز کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے لیے ساری رات قیام شکر کیا جائے پھر جب چوتھی رات ہوئی تو ہمیں نماز پڑھانی گئی کہ رات تہائی باقی رہ گئی ہے پھر جب پانچویں رات ہوئی تو بے گھر لوگوں ایسی ہوئی اور تو گواہ کوئی فرمایا میں نماز پڑھانی گئے کہ ہم نے خوف کیا کہ ہماری تلاوت باقی ہے کہ میں نے کہا فلاں کیا چیز ہے فرمایا سحر کا شجر پھر پھر یہ

لے مصنف یہ روایت تراویح کے باب میں اسی لیے لائے کہ اس حکم میں تراویح بھی داخل ہے لہذا تراویح گھر میں پڑھنا افضل مزاجہ۔ شہ فرمایا کہ تراویح اس حکم سے خارج ہے مگر اگر آپس میں تراویح پڑھیں اور ایما سے پڑھنا افضل ہے زیادہ بڑی میں گھر میں پڑھنا افضل تھا جس کو جو پہلے گھر پہنچے گا وہی خود تراویح پڑھنے سے جہاں جماعت سے پڑھ جائیں وہاں جہاں جماعت سے قیام ہے سب لینے آپ نے تیسویں رمضان کو میں نے اپنی رات تک تراویح پڑھائیں اور چوتھی رات تک سب لینے پھر رمضان میں ہم تراویح فرض فرمادیں معلوم ہوا کہ صحابہ حضور اللہ علیہ وسلم کو مالک احکام مانتے تھے سب لینے پڑھنا جماعت سے پڑھ لینے سے تمام رات نواں پڑھنے کا تو یہ لہذا ہم تراویح نہ پڑھنے پر غم نہ کرے اس کی بحث پوری گزرتی کہ تراویح سنت مرکوبہ ہے لینے چھبیسویں رمضان میں نے وہاں رات تک آپ کی تشریف آوری کا انتظار کیا لیکن آپ تشریف نہ لائے اور ہم کو تراویح نہ پڑھائیں۔ اسکے سوا اس جملے کا اور مطالبہ نہیں ہو سکتا کہ میں تیسویں رات چونکہ غائب شہر سے اپنے آپ کو بھی اس رات تمام رات عبادت کی اور اپنے گھرانوں و صحابہ کو بھی بلایا اور آخر دراز تراویح پڑھی کہ میرے کتر بے بیگم خیال رہے کہ جماعت کے مسمیٰ میں کہ میں نہیں اسباب کو بھی کیا اس طرح کہ میں مسجد و مزاروں کی سب سے علیہ اور مردان کی علیہ اگرچہ اصل میں بیویاں بھی داخل تھیں مگر ان خصوصیت کے لیے ان کا ذکر نہیں ہوا بعض شہرین نے اس سے منازعہ کیا ہے مگر میں نے یہاں سے کہ نماز تراویح تھی۔ ان قسم



وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ إِبْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ لَمْ يَذْكُرْ تَرْكُكُمْ يَقُولُ بَقِيَّةُ الشَّهْرِ  
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَأَذَاهُ بِلِقَائِهِ  
فَقَالَ أَكُنْتُ تَخَافِينَ أَنْ يُخَيِّفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ  
أَكَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى  
السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَعْبُرُ أَكْثَرُ مَنْ عَدِدَ شَعْرَ عَنُقِهِ كُلِّ رَاوَاةٍ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَآدَارِزِينُ  
وَمِنْ إِسْمَاعِيلِ النَّازِدِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى الْبُخَارِيَّ يَقُولُ هَذَا

فاندر شہر جمالی رام داور ترمذی نسائی اور ابی ماجہ نے اس کی مثل روایت کی مگر ترمذی نے نہ لکھا کہ اس کا ذکر کیا روایت  
ہے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گہرا یاد کیا تھا کہ آپ نہایت البقیع میں تھے  
لہ تو آپ نے فرمایا ایک تہا میں سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ و رسول نہ کر دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خیال ہوا کہ آپ  
اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے تھے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں شعبان کی رات سارا دنیا کی طرف نزول  
فرمایا ہے تو قبلہ شوکاب کی بجائوں کے ہاں سے زیادہ کوئی شہر دیتا ہے نہ (ترمذی ابن ماجہ اور ابن نے یہ بھی زیادہ کیا  
کہ اگر آگ سے سختی ہو جائے تو یہ شہر ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بخاری کو سنا کہ اس حدیث کو

امرویت میں تراویح کی رکعت کا ذکر نہیں، اس کا ذکر شارح تفسیر فیاض میں کیا رہا ہے نہایت اللہ وہاں ہی ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ یعنی ایک دفعہ شعبان کی چند تاریخ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے مکان پر تھی اور آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے میں رات کو انھی  
تو آپ کا بستر عالی پایا، آپ کو ڈھونڈنے میں نہ ملنے کے لگا کوچوں میں نکلی کہ بستی سے باہر گئی تو دین کے قبرستان میں آپ کو ذکر و دعا میں مشغول  
پایا، اسے اس طرح کہ ہم پتھاری باری میں کسی اور بیوی کے ہاں رات کو قیام فرما رہی، جو بظاہر حق تلفی اور تم پر ظلم ہے خیال رہے کہ  
حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ازدواج کی باری اور ہم شرعاً واجب و مفسد محکم آپ نے خود اپنے کرم سے ان کی باری پر مغرور فرما دی تھیں  
اب اس کے خلاف کرنا، اپنے وعدہ کے خلاف ہو گا اس لیے اسے ظلم فرمایا، نیز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل رب کی طرف سے  
ہے اس لیے اس ظلم کو سب کی طرف بھی منسوب کیا لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں سنا کیونکہ آپ پر باری فرض نہیں اور آپ اس  
مسائل میں بخاری میں بالحدیث عزت مزبور تھی کہ میری باری اور بیوی نے کیوں سے لی۔ اس عزت میں کئی علماء فرماتے ہیں کہ عزت عورتوں  
کی فطری چیز ہے جس پر کوئی کچھ نہیں سنا، لیکن اس رات رب کی رحمت خاص دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور قبلہ کعبہ جس کے  
پاس بہت بجا رہیں ان بجوں کے جسم پر چہرہ قد پا میں اتنے گناہ گاروں کی منفرت ہوتی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ شب برات میں عبادت کرنا  
چترستان جانا سست ہے شب برات کے اس رات کو بھی شہدہ رکھتے ہیں بیٹے تمام سال کے انعامی امور کے فیصلے کی رات قدرتی اندازہ  
دین تعالیٰ فرماتا ہے فیہا یقرن فی مہجہ حکم اور ستائیسویں رمضان کو بھی شب قدر کہتے ہیں یعنی کئی کئی رات قدرتی ہوتی ہیں اس میں فرشتے اترتے  
نازل ہوتے ہیں کہ ان کی نکتہ جوئی سے رب تعالیٰ فرماتا ہے شَاقِلُ الْاَمْرِ نَكْتَةُ الْوَسْرِ دُخْ فِيْهَا شَبِّ بَرَكَةِ فَعَالِ الْاَعْمَالِ بَارِئُ الْاَسْ

الْحَدِيثُ، وَكَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةُ  
الْمُزْمَلِيِّ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوَتِهِ فِي مَسْجِدِهِ هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ  
بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَا النَّاسُ أَوْ رَأَى مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ يُصَلِّي  
الرَّجُلُ فِيصَلِّي بِصَلَوَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ لِي لَوْ جِئْتُ هُوَ لَا عَلَيَّ قَارِيٍّ وَاحِدٌ لَكُنَّ  
أَمْتَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَعَلَهُمْ عَلَى ابْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ  
بِصَلَوَةِ قَارِيٍّ قَالُوا عُمَرُ خَرَجْتَ لَيْلَةً هَذِهِ وَاللَّيْلَةُ تَأْمُونُ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَوْمِ

ضیف کہتے تھے کہ وہاں بہت عزیز و اہل بیت تھے اس لیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہاں کا ہر گناہ گنہگار  
میں سے بہتر ہے۔ میں بھی اس نماز سے افضل ہوں۔ سوئے فرماتے تھے کہ اہل بیت کے لیے اور ان کے لیے ایسی افضل روایت ہے حضرت  
سید المرثیہ ابن عبد القاری سے کہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد کو گیا تو میں متفرق  
الہ پر ایک انگ تھے کوئی ایک لے نام پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ کچھ جماعت پڑھ رہی تھی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا  
اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری کر دیتا تو بہتر تھا پھر آپؓ نے ارادہ کر لیا تو انہیں ابی ابراہیمؓ سے کہہ کر کہہ کر دیا  
تھے فرماتے ہیں کہ پھر میں دوسری رات آپؓ کے ساتھ گیا تو وہ ایک اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ  
نے فرمایا یہ بڑی اچھی بیعت ہے شہ اور وہ نماز میں سے اس سورہ سے جو اس افضل ہے جسے کو تم قائل کرتے ہو یہی

مواضع تھیں اور اس کی زندگی میں دیکھو کہ یعنی جو میں جگہ پڑھتا تھا وہی جگہ میں آج بھی پڑھتا ہوں۔ لیکن ہے اگر کفر یہ جائیں  
لے کوئی حق نہیں کیونکہ کفنی اہل میں حدیث میں ہے کہ اس کی بیعت بھی نہ کی کہ چکر اس حکم سے نماز میں تھیں مسجد  
وغیرہ بہت سے داخل مسجد میں شیخ نے کثرت میں فرمایا کہ جو کفر یہ نماز پڑھنے کی تہذیب کے لیے ہوا ہے اس کے لوگ مسجد میں  
نماز کے لیے حرم نہ لائیں پھر گونا گونا گویا ہوا۔ اور اس کے بعد کہ یہ ایک تہذیب کی حدیث ہے کہ یہ ایک اصناف الیہ اور یہ تہذیب  
تاریخ ہا طرف سے ہے آپؓ ابی میں حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حدیث اہل ایمان سے تھی کہ یہ بیعت رمضان کی باتوں میں سے ایک  
راست میں یہ حدیث میں داخل ہوا تو لوگوں کو اس طرح متفرق طہر و تراویح پڑھنے دیکھا کہ وہ جماعت سے پھر رہا ہے۔ کوئی ایک خیال  
رہے کہ فرائض کی جماعت اہل کے وقت مسجد میں مسجد و انہر و صانع سے تراویح کا حکم نہیں اب بھی پیچھے آئے والے تراویح کا  
جماعت کے وقت فرائض اور بقیہ تراویح پڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح کہ حضرت ابی ابراہیمؓ کو حکم دیا کہ صبح کو تراویح پڑھا  
کریں اور صبح کو حکم دیا کہ ان کے پیچھے میں نماز پڑھاؤں پھر میں کہیں خیال رہے کہ فرائض کے (ابن خود و فاروق تھے اس سے معلوم ہوا  
کہ فرائض اور بقیہ تراویح دو نمازوں کا نام ہے ان میں سے فرائض جماعت سے پڑھتے ہوں۔ اور بقیہ تراویح میں ٹھکانا کہ تراویح  
پڑھیں نہیں تمام تھے تراویح کی یہ حدیث اور جماعت کی حدیث۔ یہ حدیث میں جماعت اور جماعت کے بعد اس سے

تَقُومُونَ يَزِيدُ أَحْزَانِي لَيْلٍ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَ رَوَاهُ الْبَغَارِيُّ؛ وَعَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ أَمْرُ عُمَرَ بْنِ الْكَعْبِ وَتَبِيْعُهُمَا الذَّارِي أَنْ يَقُومَ لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِأَحَدِ عَشَرَ رَكْعَةً كَانَ الْقَارِي يَقْرَأُ الْمُنِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُولِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَبْصُرُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ؛ وَعَنْ الْأَعْوَجِ قَالَ مَا ذُكِرْنَا النَّاسُ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكُفْرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِي يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَلَاثِي رَكْعَاتٍ إِذَا قَامَ بِهَا

آخر روایت کے لئے اور لوگ اول رات میں پڑھتے تھے، البغاری روایت سے حضرت سائب ابن یزید سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے اہل ابن کعب اور عجم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں گیارہ رکعتیں پڑھائیں گے تو تمام عجمیوں نے پڑھنا چھوڑ دیا اور ان کی قیام کی وجہ سے لاشعری پر ایک لگاتے تھے تو شروع پھر سے پہلے فارغ ہو جاتے تھے۔ مالک روایت سے حضرت امیر سے فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو رمضان میں کا فزل پڑھنے کی کڑی پابندی فرمائی ہے کہ قاری میں سورہ بقرہ پڑھنا تھا اور جب وہ بارہ رکعتوں میں پڑھ گئے تھے تو لوگوں نے سمجھا

ہند کے امام زہری کے ایک بولنے سے تاریخ غت و صوا و مٹھ سے گراس پر مینگی، ایسا دستور اور تمام سے اور حضرت فاروق سے یعنی بدعت حسنہ ہے دوسرے یہ کہ ایسا داتا سہا پر ثابعت میں اگر چاہیں طے سنت کا جائز ہے اسی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اربعہ علیہم السلام نے سنۃ اللہ و السنۃ النبویہ کے لئے ہندو دونوں حدیثیں مشارع نہیں دیں۔ یہ سب سے کہ وہ بدعت بدہیں بعض بھی چاہیں مگر غرضی قرآن کریم کے احزاب اور صحابہ سے حدیثوں کو کنایہ کیا ہے جو کونا بدعت میں مگر وہ جو چاہے یہ کہ بدعت ایک راوی کے مسموم و مسمومہ فاروقی کی یادگار ہے لے لینے تم لوگ تاریخ تو پڑھو لینے جو مگر صحیح ہے دیتے ہو وہ دیکر بدعت انفل سے وہ بھی بیکار و بایہ مطلب ہے کہ کسی مذکورہ دوسرے قاری، اس قدر تاریخ و سبب نہیں ہوتا مگر جو بدعت ہوتا ہے جو بدعت سے اللہ ہے خیال ہے کہ تاریخ پر اس علت سنت ہی لکھی ہے لے اس سے معلوم ہوا کہ سبب کا عملی قاری اول رات میں پڑھنے کا صحیح خیال ہے کہ تاریخ کو سو کا ٹھکانہ کر دینے کے سونے سے پہلے پڑھے خواہ آخری رات تک پڑھنا ہے جس کا مستند میں ہوتا ہے۔ صابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمل کیا پڑھ کر سونے لے اٹھ رکعتیں تاریخ اور دین و دین الیٰہی میں کتب پڑھا اور کتب دینی داری یا تاریخ پر ابن کعب پر صابہ اور ذریعہ دلی نے اس حدیث سے غیر مقلدہ تاریخ پر دلیل کی ہے کہ یہان کے بھی خلاف ہے کہ جو کہ وہ در ایک رکعت پڑھنے میں اور اس میں ہیں کا ثبوت ہے اس حدیث میں جندہ رکعتوں کے ایک پر کہ حدیث صحیح نہیں بلکہ مضطرب ہے اس کے راوی محمد بن یوسف میں انہوں نے بیان کیا کہ یہ روایت کی اور محمد بن یوسف تیرہ کی، عبداللہ بن قیس نے انہوں سے انیس رکعتیں نقل کیں (ضع الہادی) ابن جندبہ نے فرمایا کہ یہ روایت ہم سے صحیح ہے کہ آپ نے لوگوں کو میں رکعت کا حکم دیا اور اتفاقاً ہم پر کوئی کہے کہ اولاً تاریخ پڑھ کر میں ہوں پھر بارہ پھر میں دو سو رکعتوں ہوں لہذا حدیث میں تعارض نہیں اس کی پوری کثرت جائز ہے ہمارا حق محمد دوم میں دیکھو لے مکین دوسریں کہ کوئی تاریخ کی آیات سونے زیادہ ہوں چھ سو لے ابراہیم بن ابی اٹھ رکعتوں میں

فِي ثَلَاثِي عَشْرَةَ كَرَّعَتْ رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ خُفِفَ وَأَهْمَالُكَ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا يَكُوفَ كُنَّا نَصْرَفُ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ فَسْتَعِجِلُ الْخِدْمَةِ  
بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَوَيْتِ السُّكُورِ فِي أُخْرَى مَخَافَةَ الْقَجْرِ وَأَهْمَالُكَ، وَعَنْ عَائِشَةَ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِينَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِي لَيْلَةَ التَّصْبِيفِ  
مِنْ سَتْعَانَ قَالَ مَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

کہ آسانی ہوگئی تھی کہ ایک روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی بکر سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بکر کو صرف  
سنا کہ رمضان میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خود اسے جلا کھانا لگاتے تھے صبحی ہاتھ دھو کر کھانے کے خوف سے دوسرے دن  
میں سے فجر کے خوف سے کہ ایک روایت ہے حضرت عائشہ سے وہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات کی رات کیا  
کیا کرتے جانتی ہو کہ اس رات بیٹھے پندرہ سو بیس منجانب میں کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ

ایسی بعض بیسی یا بیس جی تو تم تنگ کرانی لعل میں لالھی دیکھ لگاتے تھے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے معلوم ہو گا کہ لالھی بیک ٹیک لگا کر نماز پڑھنا  
جائز ہے اور نہ ہیست ہے یہ حدیث صحیح گذشتہ اس حدیث کی تفسیر ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ صبح پندرہ رمضان میں فرض کی غیبت پڑھتے  
تھے اس سے معلوم ہو گا کہ فوت غیبت نہ تو صحیح ہے بلکہ کہ جسے میں و ترکی غیبت کو غیبت نہیں مانتا اور نہ ہیست ہے بلکہ کہ اس میں جو مشہور ہے کہ  
ہیں اور لوگوں سے راضی ہیں اسے حلال ہے کہ کھانا کلام خدا والا آٹھ تراویح پڑھیں پھر پندرہ یا کس حدیث سے معلوم ہوا پھر میں تراویح پڑھ کر  
صباحا اتفاق ہو گیا جیسا کہ مرقاۃ، المعاد فیہ میں ہے نیز طبرانی، بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابانوی، مالک، ابن یونس وغیرہ میں حضرت ابن عباس سے  
ابن زبید، یزید بن وہبان، ابی بن کعب، ابو جعفر محمد بن علی وغیرہ سے روایتیں ہیں، بلکہ طبرانی، بیہقی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ وغیرہ  
نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ خود حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اٹھے و ترکہ بیس رکعت پڑھتے تھے اگرچہ ان کی اسنادوں میں  
عثمان ابن ابی عامر، راوی یزید بن کعب سے مگر جو کوفہ، ابان، اعظم سے بہت عرصہ بعد پندرہ یا بیس حدیث امام اعظم کو صحیح ہو گئی بعد کا ضعف  
پہلے دلوں سے کہ حضرت بنی طبرانی، ابن حبان میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں آٹھ رکعت پڑھتے  
تھے اس میں آٹھ تو بیسے ابن جابر راوی سخت ضعیف ہے لہذا حدیث نامی مل اور اگر صحیح بھی ہو تو وہ ان زمانہ تجدد میں ہے  
کہ تراویح اسی لیے طبرانی نے حضرت باب قیام اللیل یعنی مسجد کے باب میں نقل کی کہ میں نے تراویح میں تراویح ہی راوی ہے اور  
آٹھ تراویح جیسا کہ احتمال اسی لیے کہ آنحضری فرماتے ہیں کہ میں تراویح پڑھتے تھا اور میں نے تراویح میں تراویح ہی راوی ہے اور  
میں ہوا اب تو اسے عرب و غریب میں تراویح پڑھتی ہیں بلکہ بیس تراویح کے حساب سے قرآن کریم کے رکوع پندرہ سو ستاون ۱۵۰۰  
صحیح ہوتے ہیں کہ رکوع کہتے ہیں اس کو جس سے پندرہ سو تراویح ہیں رکوع کرتے تھے اگر تراویح آٹھ ہوں تو قرآن کے رکوع ۱۵۰۰ ہوتے  
اس کی پوری تحقیق جابر بن عبد الرحمن سے دیکھ ملے آپ عبد الرحمن ابن ابی بکر بن محمد بن عمر ابن جرم الضماری حنفی ہیں آپ ملے سے حدیث میں سے  
تھے سب اب کی عمر بنی شدھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ) انہیں حضرت شیخ نے اس شہداء المعانی میں مسند ابن ابی بکر کا

اللَّهُ فَقَالَ فِيهَا أَنْ يَكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ بَنَى آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يَكْتَبَ كُلُّ هَآلِكَ مِنْ بَنَى آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ رَفَعَ أَعْمَالَهُمْ وَفِيهَا أَنْ نَزَلَ أَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى زَانًا قُلْتُ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى هَامَتِهِ فَقَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَحَمَدَنَّ اللَّهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهِ يَقُولُهَا ثَلَاثَ فَرَاتٍ رَأَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ

اس میں کیا ہے تو فرمایا اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے انسان کے بچے لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سب کے انسان لکھ دیئے جاتے ہیں لہٰذا اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق آگے جاتے ہیں لہٰذا ان کو عرض کیا کہ رسول اللہ کی کوئی شکر رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاسکتا تو آپ نے میں بار فرمایا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاسکتا لہٰذا میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ آپ بھی نہیں تو آپ نے فرمایا ہاتھ شریف اپنے سر پر رکھا اور فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ بھلائی رحمت میں جیسے میں بار فرمایا کہ وہ بھی رحمت کرے۔

یہاں تک کہ وہ تو جگہ طائف میں شہید ہو گئے تھے یعنی اول شب کے زلزلہ شروع ہوا کرتے تو سب ایک بڑھتی ہی رہنے لگا پہلے انہیں کہیں جھٹکتے تھے، اب شیعہ میں بھی ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح کہ دہشتے پورے پورے سال بھر کے ہونے والے واقعات اس زمانہ صحیفوں میں لکھ دیئے ہیں اور یہ صحیفہ ان فرشتوں کے چمکتے کیلئے ہیں جن کے ذریعہ کاتب پتھر پر لکھتے ہیں ان کی فہرست ملک الموت کو اور پیدا کرنے والوں کی فہرست پتھر پر لکھتے ہیں ان فرشتوں کو رزقوں کی فہرست حضرت یساکیل کو دے دینا جاتی ہے اسی لئے اسے شب قدر کہتے ہیں یعنی اندازے کی رات، اس سے معلوم ہو کہ ان فرشتوں کو سال میں پیدا ہونے والے، مرنے والے لوگوں کا اور دہشتے والے یا دہشت کے واقعات اور دہشتے والے رزقوں کا پورا علم ہوتا ہے یہ معلوم ہے کہ ان فرشتوں کو دے گئے ہیں تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہو جانا تھے جیسے سال بھر کے اعمال پورے صحیفوں میں لکھے جاتے رہے وہ تمام بنو آدم ایک جگہ لکھ کر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی جگہ دے دی جاتی ہے، دہشتے چھلنے پانی کے قطرے مائیں وغیرہ سب کا تو کمال کا فرمایا جاتا ہے، فرشتوں سے مراد اسکا میں کہتا ہے (مرقاۃ) اس حدیث میں وہ لوگ فرمادیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے لحاظ سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشتوں کو رزق دہشتے کی خبر ہے لکھ جاتے رہے کہ ایک اعمال جنت کے کاتب ظاہری ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سبب تحقیق اللہ ہی حدیث اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ آفرین ہو گا ہمارا کمال ہم تصور ہو گا، بلکہ ایک عالم کی توفیق اور ان کی توفیق اللہ کی رحمت ہے، اصل تحریر اور رب تعالیٰ کا فضل و باریک بینی اور رب تعالیٰ کے علم غیب کا سرچہ اپنے رکن توحید کے بیچ لکھا تھا اس میں فرمایا گیا کہ جب میں سید عالم پیدا ہونے کے اور اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا جس سے کہ میں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال سے فرمایا امت کے کمال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سب کو اللہ کی رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لکھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر رحمت میں جس میں باری رب کے حکم سے تھا اسے



الْبَكْبَكِيُّ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُطْلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شُعْبَانَ يَعْفِرُ لِحَبِيبِهِ خَلِيفَةَ الْأَنْبِيَاءِ أَوْ مَشَاهِدَ رِوَاةٍ مِثْلَهُ وَرِوَاةُ أَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فِي رِوَايَةٍ الْأَنْبِيَاءِ مِثْلَهُنَ وَقَالَ نَفْسٍ وَعَنْ عَجَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شُعْبَانَ فَقُومُوا إِلَيْهَا وَصُومُوا يَوْمَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا يَقُولُ أَمِنْ مُسْتَغْفِرٌ فَأَغْفِرُ لَهُ الْأَمْسَرُزِقِ قَارِزُهُ الْأَمْبِتِي قَاعُفِيهِ الْأَكْذَا الْأَكْذَا أَخِي يُطْلَعُ الْفَجْرُ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ

### بَابُ صَلَوةِ الصُّبْحِيِّ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهُ يَوْمَ دَجَبٍ

روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر صبح چوبیس شعبان کی شب میں توبہ کرے فرماتا ہے تو کافر کی زندگی والے کے سوا اپنی سب مخلوق کو بخش دیتا ہے راوی ماجہ اور احمد نے عبد اللہ ابن عمر ابن عباس سے روایت کی اور ان کی روایت میں ہے دو کے سوا کہ روز اور قائل نفس نے روایت ہے حضرت علی نے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب چند صوبے شعبان کی رات ہو تو رات میں قیام کرو دن میں روزہ رکھو کہ کہو کہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سورج و دیتے ہیں آسمان و دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے کہ ہے کہ کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ کس بخش و دل کر کہ کوئی روزہ مانگنے والا ہے کہ میں اسے روزہ کی دل کی کوئی بار ہے کہ میں اسے آرام دوں کہ کوئی ایسا ہے کہ کوئی ایسا ہے سورج و چرخ کے چاشت کی نماز کا باب ہے

راوی ماجہ

فصل پہلی روایت حضرت اُمّی سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دن اپنے گھر میں تشریف لائے

حضرت اُمّی کہ فرماتی ہیں اس بات سے کہ اس بات کے ذہن سے سمجھ رہی ہوتی ہوئے ہیں اور شکل میں داخلے و چل و چل و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصل سے صحابہ کے سینوں میں معرفت کے توفیق پیدا ہوئے عام مسلمانوں کے سینوں میں ایمان و تقویٰ، ملہ کیز سے مراد نبوی کیے اور عدالت میں ہے اور قتل سے مراد ظلم قتل ہے و نہ کفار سے کہ نہ رکھنا اور جہاد میں کفار کا قتل، شکر و طاعت اور قائل نفس کا قتل عبادت ہے یعنی حج و عبادت کے دن ایک و صبر کے مکمل و غیرہ کے کئے سمجھتے ہیں اپنے قصور کی آہو میں سنا ہی چاہ جیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ عبادت کہ نہ والا اس رات کی رمعوں سے عروج ہے اور یہ کہنے دفتر کہ نہ یہ تیرہ عبادت عبادتوں کی اور عبادت جہاد و غیرہ عبادت ہیں ان تیرہوں کو روک اور شکر کہ تیرہ عبادت ملہ بہتر ہے کہ کہ رات جگ کہ نہ کرے اور اگر نہ ہو کہ تو تولد رات سوئے خیرات میں نہ کہہ بیٹھے اور نہ رات تیرہ کرے اور نہ دن روزہ رکھے تیرہوں چودھویں ہندوہوں کی ایک نفی روزہ رکھنے نہ نہیں تمام افضل باتوں کے اعلان جہاد کی آہو میں دیکھو ملہ جیتے اور انہوں کے آخری حصوں میں یہ کہ نہ فرماتی ہوئی



[illegible]

الصُّبْحِي فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّلِينَ حِينَ تَرْمِضُ الْفَضَالَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. الْفَصْلُ  
 الثَّانِي بِعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ دُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اللَّهِ  
 تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ قَالَ يَا ابْنَ آدَمَ ارْكَبْ لِي الرِّكْبَ رُكْعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفَأُ أَخْبَرَهُ  
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ نَعِيمِ بْنِ هَاشِمٍ الْغَطَفَانِيِّ وَأَحْمَدُ عَنْهُمَا  
 وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْأَسَارِ ثَلَاثٌ بَلَدٌ

پڑھنے دیکھا کہ تو قریبا کہ یہ حضرت جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسری گھڑی رسالت میں یہ نماز افضل ہے رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی نماز سب سے جب کہ اونٹنی کا چوگر ہو یا اسے نہ ہو مسلم اور دوسری افضل روایت ہے  
 حضرت ابوذر اور امیر ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ  
 رب فرماتا ہے کہ اس انسان کو خوشرواؤں میں سے پہلے یا پھر گھنٹیں پڑھے سے پہلے یا آخر تک تیرے لئے کئی ہوں گا  
 و ترمذی ابو داؤد اور دارمی نے تیسیم ابی ہاشم غطفانی سے روایت کی اور احمد نے اس صوب سے۔ روایت ہے  
 حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انسان نبی میں سو

بند اگر کوئی انسان روزانہ تین سو یا چھ سو نیکیاں کرے تو پھر چوڑوں کا حکم یہ ادا کرے گا باقی نعمیں بہت دوسرے یہاں چاشت سے مراد  
 اشراق ہی ہے اس نماز کے بڑے فضائل ہیں بہتر ہے کہ نماز پڑھ کر پھر پڑھی چھ سارے وقت یا ذکر تیری کر کہ ہے یہ کہ کہیں پڑھ کر پھر  
 نکلے انشاء اللہ ہر نماز کے لیے پائے کامل اشراق سے تسبیح چارم دن کرنے سے پہلے عید کا اگلی عبادت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض علماء نے  
 فرمایا کہ چاشت کا وقت بھی طویل آفتاب سے شرع ہوتا ہے اور نصف النہار پختہ ہوتا ہے مگر تیرے کہ چارم دن گذرنے پر پڑھ لکھا غرض  
 یہ حدیث ہے کہ کوئی نیک انسان اگر قریب نصف فرمایا ہے کہ اگر یہ نماز وقت سے پہلے پڑھ دے جسے جو کہ اس زمانہ گھڑی تیرھی کسی لیے اوقات  
 کا ذکر عبادت سے ہوتا تھا اپنے دو دیکھ کر کسی عبادت سے بیان فرمایا کہ اگر اس کے بعد اذان کی وجہ سے جب گرم ہو جائی یعنی خوب  
 دن چڑھ جائے وقت گزر گئی ہو جائے جو کہ اس وقت دل آرام کرنا پڑتا ہے اس لیے اس وقت نذر بہتر ہے کہ فوری یا چاشت کی  
 دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں اسی لیے مؤلف اس کو نوافل کے باب میں لائے یعنی میری رضا کے لیے یہ نماز پڑھے بلکہ بعض علماء  
 تک تیری حاجتیں پوری کر دینا تیری صلیبیں دینے کیوں یا خلاصہ یہ کہ تو اذان دن میں یا پناؤں میرے لیے نذر کر کے کہیں ان  
 دن تک تیرا دل غموں سے فارغ نہ ہوں گا بعد ان اشغال کی فراغت بڑی نعمت ہے دوسری روایت میں ہے کہ جو اللہ کا پوچھا  
 انفرادی کا ہو یا کہ جمعیہ کا ہو یا کہ کسی شے کے لیے آپ شہوہ اعمال میں آپ کا یا برعکس جو حسب اس کے حق ہے کہ میں نے  
 ہجرت کی حالت میں راستہ میں یا مان لائے لہذا میں قیام آؤں اس کے بعد اذان میں شریک رہے یہ زیادہ نیکان معاویہ کے زمانہ میں  
 تھا کہ وہ میں نے میں دن و رات پانی پیچ فرماتے ہیں کہ مروی ہیں آپ کی قبر کی رات ہوئی ہے بریکیں حاصل کی جائیں ہیں۔

وَيَسْتَوُونَ مَفْضَلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَنْصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْضِلٍ مِنْهُ يُصَدِّقُهُ قَالُوا وَمَنْ  
يُطِيقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ النِّعَاكَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِئُ وَالشَّيْءُ تُخَيِّمُ عَنِ الطَّرِيقِ  
فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الصُّبْحِ تَجْزِيكَ رَوْحَ الْبُوعَاوِدِ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ تَدْفِئُ عَشْرًا رَكْعَتَهُ بَقِيَ اللَّهُ قَضَاهُ مِنْ ذَهَبٍ الْجَنَّةِ مَرَّوَا  
الْقَمِيدِ وَيَابُنْ مُعْجَبَةٍ وَقَالَ الْتَوَيْدِيُّ هَذَا أَحَدُ بَيْتَيْ غَيْبٍ لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا مَنْ هَلَا الْوَجْدُ  
وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي

ساتر تیرہ بیٹے ہیں اگر ہر روز کی طرف سے ایک صدقہ دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا نیت کس میں  
ہے نہ فرمایا مسجد کا تسوک دینے کر دو تکلیف وہ چھوڑ سکتے سے سنا دے گا کہ یہ نہ پاف تو پابست کا دور کہتے ہیں  
کاٹی ہیں کہ الوداد و روادیت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو پابست  
کی بارہ رکعتیں پڑھ لے تو انہ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی فرماتے  
ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے جسے ہم صرف اس اسناد سے بھالتے ہیں کہ روایت ہے حضرت مساذ بن انس جنتی  
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جب غازی پور سے فارغ ہو تو اپنے گھر

لے ان میں سے آدھے جوڑ حرکت کرتے رہتے ہیں آدھے سحر کی پڑھیں اگر حرکت دے لے سکن جو پابست یا سحر جو پابست تو سحر کا نظام بچو  
جائے انسان کی زندگی دشوار ہو جائے (مقاہ) لے بیٹے روزانہ سوسا تھو صدقہ کرنا خواہم تو کیا خاص کی طاقت سے باہر ہے ہندو کی فکر  
قریباً سحر کے اور رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے لے بیٹھے صدقہ سے مراد مالی تحریات ہی نہیں ہے  
بلکہ نفل کی کیا اس مراد ہے کہ ہر کسی پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں علیہ وجوب یا لزوم کے لیے نہیں چونکہ مسجد  
کی صفائی راستہ صفائی سے افضل ہے اس لیے پہلے اس کا ذکر فرمایا ہر مسلمان کو یہ یاد کرنے چاہیے کہ عامی میں سحران ثواب بڑا ہے  
لے یہاں نفل سے مراد پابست کے نفل ہیں یعنی دو رکعت پڑھ لینے سے تین سوسا تھو توڑوں کا شکر ہو ادا ہوتا ہے اس سے مدح کا نام  
معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی صفائی راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کا جٹا نا نوافل سے افضل ہے کیونکہ دو نفل پڑھنا آسان ہیں مگر وہ کام  
نفس پر گہرا ہیں اور اگر کوئی نفل بھی پڑھا کرے اور یہ کام بھی کیا کرے تو زبردستی نصیب انام جعفر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں  
کھادی پانی لکھا ہے نگار آنکھ کی چوٹی محفوظ رہے چھل نہ جائے کان کے پردے میں کرنا دین رکھا تھا کوئی گیارہ اس واسطے سے دل میں  
نہ جائے تاکہ آنکھوں میں گری دیکھی تاکہ جو اوصاف ہو کر دماغ میں پہنچے (ترقاہ) لے بیٹھے جو بارہ رکعت چاشت پڑھنے کا عالمی ہی  
توانہ تعدد اس کے نام جنت میں ایک سونے کا بے نظیر محل کر دیا کیونکہ وہاں مکانات تو پہلے بنے ہوئے ہیں یا یہ مطلب کہ جنت کے  
میدان مساحہ میں اس کے لیے سونے کا محل بنادیا کیونکہ جنت میں کہنا تو فضیلت بھی ہے جس میں بارہ مکانات انسان کے اعمال کے بعد نہ  
ہاتے ہیں لے اسی لیے ملکہ فرماتے ہیں کہ پابست کی سارا تھو رکعت تک ہے جو جنت میں ملکہ فرماتے ہیں کہ ملکہ شریف نیز آنکھ کی حد میں درت

مَصْلَاةٌ حِينَ يَصْرِفُ مِنْ صَلَوةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَسْمَعَ رُكْعَتِي الصُّبْحِ لَيَقُولَ الْاِخْتِلاَعُ غُفْرَانًا  
 عَظِيمًا وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ وَأَوْ أَوْدَ الْفُضْلِ لَشَالَتْ بِعَنْ أَبِي مُهْرَبَةَ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافِظًا عَلَى شَفَعَةِ الصُّبْحِ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ  
 وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَأَوْ أَحْمَدَ الْزَيْدِيِّ وَإِنْ مَاجَةً وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا  
 كَانَتْ تَصِلِي الصُّبْحِ ثَمَانِي رُكْعَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَوْ شِئْتُ لَوُ شِئْتُ أَنْ أَبْوَءَ مَا تَرَكْتُكُمْ وَأَوْ مَا لَكُمْ وَ  
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلِي الصُّبْحَ اِخْتِلاَعًا فَقَالَ يَدْعُو بِأَوْ  
 يَدْعُو بِأَوْ لَيَقُولَ لَا يَصِلُكُمْ إِلَّا زَبَدُ الْبَحْرِ وَعَنْ مُوَرِّقٍ الْعَجَلِي قَالَ قُلْتُ لِرَبِّهِ عُمَرُ بْنُ

میں بیٹھا رہے، حتیٰ کہ اشراق کے نکل کر پھر سے صرف پڑھ ہی ہوئے نہ تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمنہ کے  
 بھاگ سے زیادہ ہوں نہ راہرو اور اگر کسی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کہ جو اشراق کی دو رکعتوں پر پابندی کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمنہ بھاگ بنے ہوں گے  
 راہرو تریابی ابی ماجہ راویات ہے حضرت عائشہ سے کہ آپ داشت لے آئے کہ کہیں پڑھتی تھیں پھر فرمیں کہ اگر کسی ماں  
 باپ اصحاب دینے جائیں تو میں پر کہیں پڑھوڑوں کہ راگ راویات ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم داشت پڑھتے رہتے تھے کہ تم کہتے آتے چھوڑیں گے نہیں اور چھوڑوے رہتے تھے کہ تم کہتے کہ اب آپ  
 پڑھیں گے یا نہیں اور تریابی راویات ہے حضرت مورق بن عجل سے فرماتے ہیں کہ میں نے سمنہ راہرو تریابی کیا

میں منقول ہے بارہ راویات غریب، ملے بیٹھے جہاں خبر کے فرق پڑھے مسجد میں یا گھر اور بعد فرض صطری بیٹھا رہے خواہ ناخواہ  
 بیٹھا یا کلاوت در ذکر کرے ملے یعنی اس کے گناہ وغیرہ کتنے بھی ہوں اس نماز اشراق پڑھنے اور صطری پڑھنے کی برکت سے صاف ہو جائیں  
 گے شیخ شہاب الدین مہروردی فرماتے ہیں کہ اس نماز سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے جدول کا نور ہے و اشراق کی پابندی کرے (اشعہ)  
 بعض روایات میں ہے کہ اسے حج کامل و مقبول کا ثواب ملتا ہے (مرقاۃ) اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث  
 مقبول ہے نیز ضعیف حدیث جب بہت ادا دوں سے روایت ہو جائے تو میں بن جاتی ہے مسلمہ ہاں شیخ سے مراد اشراق کے نکل  
 میں حفاظت سے مراد انہیں ہمیشہ پڑھنا ہے نہ کہ سفر اگر تریابی پڑھنے پڑھنے کے تو سفر جاری کر دے اور سورج چڑھ جانے پر یہ نفل  
 پڑھنے اور تریابی اس پابندی کی برکت سے گناہ غریب کا اس سے معلوم ہو کہ نفل پڑھنے کی کراہت نہیں ہاں انہیں فرض پڑھنا واجب سمجھ کر بیٹھی  
 کہ نماز میں ہے لہذا جو لوگ باوجود تاریکی کو پڑھنے میں یا ہمیشہ گیارہ صلوٰۃ کو پڑھ کر کہتے ہیں وہ اس بیٹھی کی وجہ سے گناہ نہیں گناہ بیٹھے  
 اگر اشراق کے وقت مجھ بیٹھے کہ میرے والدین زندہ ہو کر آگئے ہیں تو میں ان کی طاعت کے لیے نفل پڑھوڑوں بلکہ بیٹھے نفل پڑھوں  
 پھر ان کی قدم پوسی کروں اس کی اور بھی تیرہ ہیں کی گئی ہیں سگر زیادہ مناسب ہے، ان احادیث سے معلوم ہو کہ نماز داشت کی  
 احادیث بہت ہیں اس کی راوی صرف ام ابی نہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے جو منقول ہے کہ آپ داشت نہیں پڑھتے تھے اس سے

الفصل الأول: عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ليلال عند صلوة العجريا ليلال حدثني بأربع عمل عملت في الإسلام فاني  
 سمعت ذات عليك بن يدي في الجنة قال ما

[illegible]

عَمِلْتُ عَمَلًا رَجَعْتُ إِلَىٰ لَمْ أَطْهَرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا كَهَابًا إِلَّا صَلَّيْتُ  
بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أَصِلُ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا  
هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ  
بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ  
وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي

اپنے نزدیک کوئی امید افزا کام نہیں کیا جو اس کے گردن اور رات کی کسی گھڑی میں دھو نہیں کیا مگر اس شخص سے اس قدر نماز  
پڑھ لی جو میرے عقید میں تھی (اسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میں سارے کاموں میں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے کہ فرماتے تھے کہ جب تم  
میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے کہ توفیق کے سوا وہ نہیں پڑے کہ چھ کچھ اس میں تیرے علم کے مدد سے تجھے خیریت  
لگتا ہوں اور تیری قدرت کے وسیع تجربے قدرت لگتا ہوں وہ اور تیرا فضل لگتا ہوں تو قادر ہے اور میں قادر  
نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا کہ توفیقوں کا جانتے والا ہے الہی اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے لیے دین و دنیا اور انجام کا میرا

دے واقعات کو سن لیتے ہیں، دیکھ لیتے ہیں، یہ واقعہ اس تاریخ سے کوئی لاکھ سال بعد ہو گا مگر قرآن ان کالوں کے آج ہی میں ہے  
ہیں میرے یہ کہ انسان جس حال میں زندگی گزارے گا اسی حال میں وہاں ہو گا حضرت بلال نے اپنا مذہبی حنفیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
گزارش دی وہاں بھی خادم ہو کر ہی اسے اللہ تعالیٰ حضرت بلال کے صدقہ مجھے نصیب کرے کہ وہاں بھی اپنے پیارے محبوب کے گناہوں  
ان کی تین تین لکھوں اور پڑھوں شعر و سادہ چپہ کا باغ چیلے و پھول کھیلے کہ دن ہوں چیلے، رات کے تلے شاہیں کھیلے بھانکا زبان تباہ لے  
لے یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وغیرہ غسل کی تو دو غسل تھوڑے تھوڑے مگر یہاں اوقات غیر کہ میں پڑھتا ہوں، تاکہ  
یہ حدیث نہایت کی احادیث کے خلاف نہ ہو خیال رہے کہ حنفیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال سے یہ پوچھنا اسی لیے تھا کہ آپ  
یہ جواب دیں اور امت اس پر عمل کرے ورنہ حنفیہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے ہر چہ کے لئے مل سے واقف ہیں نیز یہ درمیان حضرت  
بلال کو ان نوافل کا بے شمار آدمی پر نوافل پڑھیں گے یا بند کی کریں گے مگر امت میں یہ خدمت نصیب نہیں تھی یعنی نماز استخارہ  
ایسے اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی صورت، استخارہ کے معنی میں خیر یا نکتہ یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کہنا یا جو کس دعا و  
نماز میں بندہ اللہ سے گویا مشورہ کتاب کے فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لیے اسے استخارہ کہتے ہیں کہ ہر شے کا کام نہ حرام ہو وہ  
فرصت و واجب اور روزہ و نماز کا عادی کام، لہذا نماز پڑھنے کا کہنے یا کھانا کھانے پانی پینے پر استخارہ نہیں ہے ہر ضروری کام اس  
کام کا پورا ارادہ ہو کہ صورت خیال جو جیسے کوئی کاروبار یا دیباہ مکان کی تعمیر وغیرہ کا معمولی ارادہ ہو اور نہ تو ہو کہ وہ معلوم اس  
میں بھلائی ہوگی یا نہیں تو استخارہ کر کے دلچسپی سے اسے خاص استخارہ کے لیے دن رات میں مکرر وہ اوقات کے علاوہ



وَعَايَنَةُ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلِهِ فَأَقْدِرْ لِي وَيَسِّرْ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَارْتِ  
 كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرُّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَتِهِ أَمْرِي وَقَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي  
 وَاجِلِهِ فَأَصْرَفَهُ عَنِّي وَلَصِرَ فِيمَنِّي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ قَالَ فَيَسِّرْ لِي  
 حُجَّتَهُ زَادَ الْبُخْلَى ثُمَّ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ عَيْبِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدِّقُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُدْنِيكَ ذَنْبًا تَغْتَنِمُ فَيَقُومُ فَيَنْتَهَرُ

یا فرما یا میرے لیے اس جہاں اور اس جہاں میں بہتر ہو تو اسے میرے لیے مقدّر فرما دے اور مجھ پر اس کو دے پھر مجھے نکتہ  
 دے کہ اوروں کو جانتا ہو کہ میرے دین و دنیا میں اور انجا کا دین یا دنیا کی میرے لیے اس جہاں اور اس جہاں میں شر  
 ہو تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھ سے تہ اور میرے لیے بھلائی مقدّر کر جہاں ہو تو مجھے اس پر راضی کر دے  
 فرمایا اور اپنی حاجت کا نام لے (بخاری) : دوسری فصل : روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو  
 بکر نے بخیر دی اور ابو بکر سے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر آپ کو کوئی  
 شخص نہیں جو تم سے کہے پھر اٹھو و نہو کرے

ابن ابی کرم میں فکر کیا آیتھا انکھودت پڑھے دوسری میں قل هو اللہ احد کر یہ ہی آسان ہے (مرقاۃ) : یہ یعنی اپنی علم و قدرت  
 کے صدف سے مجھے اس کام کے انجام سے مجھ پر ڈاکرے اور اگر غیر مژدہ ہو مجھے اس پر قادر بھی کر دے معلوم ہوا کہ اللہ کے صفات سے  
 امداد طلب کرنا ماننا ہے لہذا اگر غیر سے جانتے سے جانتا ہوں (مرقاۃ) ایسی اگر تو مجھے اس کام کا انجام بتا دے تو میں بھی جانی لوں  
 لے خیال ہے کہ یہاں اللہ کے علم میں مشک نہیں کرے تو کفر ہے بلکہ شک و تردد اس میں ہے کہ اس کام کی بہتری اللہ کے علم میں ہے  
 یہ تو کفر و بدعت ہے کہ کوئی اعتراض نہیں اور اعاظ میں شک لاوی کہ طرف سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں یہ اعلان فرما  
 یا وہ اب بہتر ہے کہ نہ سنے والا و تو ان الفاظ میں بدل کر کہے کہ یعنی مجھے اس کام پر قدرت بھی دے اسے آسان بھلا کر کہ اور  
 انجام کار ہو کہ مجھے نصیب کر دے یعنی میں کبیری تقدیر میں لکھ دے کہ تقدیر کی تحریر تو پہلے ہو چکی ہے کہ یعنی مجھے اس کام پر قدرت  
 بھی نہ دے اور میرے دل میں اس سے نفرت بھی پیدا فرما دے کہ چھوٹ جاتے پر مجھے رنج و غم بھی نہ ہو پھر میرے کہ یہ سنی بہت حسا  
 میں اس غلے کے اور دعائی میں بھی ہو سکتے ہیں کہ میں اس کام سے بے کراں کے عرض کوئی اور غیر کام عطا فرما دے اور اس میں شک یا  
 حتمات سے بچا کر دوسری جگہ لکھا یا درود کا دربار عطا فرما دے یعنی ہذا اللہ کی بھگوانے کام کا نام ہے ہذا اللہ کا یا ہذا اللہ یا ہذا  
 انتیر کہے حدیث شریف میں ہے جو مسترد کر دیا کرے وہ نقصان میں درج ہے گا اور جو مستند کر لیا کرے وہ نام و بھوکا اس استناد  
 کے کہ مجھ پر ضرر لاخود ہو دہ کرے انشاء اللہ کامیابی ہوگی بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ اگر سوتے وقت دو کہتیں پڑھ کر دے دماغ سے پھر اور مشق  
 رو جو جائے تو اگر خواب میں سوزی یا سفید باری یا یادو شئی دیکھے تو کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی یا لکڑی یا اندھیرا دیکھے تو کامیابی اور  
 نراوی کی علامت ہے مسات و درجہ میں کرے انشاء اللہ اس دوران میں خواب میں یا مشاہدہ ہو جائیگا استغناء کے اور بہت طریقے اس بگہر کر

پھر نماز پڑھے پھر اللہ سے معافی چاہے مگر اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ یہ پھر یہ آیت پڑھی اور وہ لوگ جب برائی کر لیں یا اپنی جانوں بظلم کر ڈالیں تو اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کہ اللہ فرمادیں اے مہاجر! ہن ماجہ نہ سناست کا کہ کون نہیں کیا، اور ایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ میں اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو نماز پڑھتے تھے (ابو داؤد) اور رعایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو اللہ جلایا کہ یا ایک مکمل جس وجہ سے جنت میں پھر سبقت لے گئے ہیں جنت میں بھی دیکھا گئے ہیں اس لئے تمہاری آیت سنی کہ عزت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی آذان نہ کہی مگر وہ کہیں بڑھ لیں اور کبھی حدیث نہ پوچھا کسی وقت میں نہ وضو کرنا شروع

[illegible]

عِنْدَكَ وَرَأَيْتَ أَنَّ إِلَهَهُ عَلَى رُكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا سَمَاءٌ وَاهُ  
الْقَبْلُ مَعْنَى بَعْدَ اللَّهِ بِنِ اَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهْجَتُهُ  
حَاجَةً إِلَى اللَّهِ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ التَّوَضُّعَ ثُمَّ فَلْيُصَلِّ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ  
لْيُتِنِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى فَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ  
الْكَرِيمُ سُبْحَنَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ  
وَمُعْزِلَاتِ عَذَابِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّكَ عَلَى ذُنُوبِ الْأَعْفَافَةِ وَلَا هُمْ

اور میں نے سمجھ لیا کہ پھر پر اللہ کے لیے دو رکعتیں لازم ہیں تو بے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہی کی وجہ سے ملے  
ازمندی اور روایت سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایتیں فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے پاک  
انسان سے حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے پھر اللہ کی حمد کرے اور پھر پھر اللہ کی حمد کرے  
دروود بھی پڑھے پھر کہے سو کوئی معبود نہیں علم والا ہے کرم والا ہے اللہ پاک ہے جسے عرش کا مالک ہے جسے سب  
تعلیفیں ہماروں کے مالک اللہ کی ہیں اچھی ہیں پھر سب سے تری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے اعمال اور ہر شے میں  
سے شمیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں شہیر کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی ظلم بغیر سزا دے اور کیسے نہ چھوڑ

ایسا ہی انسان اللہ تعالیٰ سے حاجت میں داخلے کے وقت ہوگا شہیر میں میں عیشہ یا شور بہتاریوں اور ہر وضو کے بعد دو نفل تین التوضو اولہم اذ ان کے بعد  
دو رکعتیں تینہ مسجد پڑھتا ہوں محکم سے مکروہ وقت طبعہ میں جیسے اذان خوب دینے والے ہیں ان دو رکعتوں یا ان دو رکعتوں کی وجہ سے تم نے  
صحبہ یا اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی نفل عبادت کو واجب کی طرح ہمیشہ ادا کرے تو اس سے نفل حرام نہیں ہو جاتا جیسے کہ کھانے دینے دینے کے بعد  
جو کوئی کھانے کے بعد کھانے میں وضو کرے اور اس کا استھان لیتے ہیں وہ وضو سارے خیال رہے کہ تین رکعت حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن بعض  
حاجتیں براہ راست اس سے آگے مانی ہیں اور بعض کسی تعلق سے ذلیل سے اس سے معلوم ہوا کہ بعض بندے حاجت روا سمجھتے ہیں اور  
انہیں مجازی حاجت روا مان کر حلقہ کشائی کے لیے ان کے پاس جانا شرک نہیں رہتا دعا مانگنے سے مراد وہی دعا دی جائے کہ  
حاجتیں سارے اس فلاح کا نام نماز حاجت ہے اس کا ترکیب اس اور بھی وارد ہیں کہ عقیدہ کو کس کو یعنی زیر بھی پڑھا گیا ہے اور پیش بھی لیجی  
اللہ جلالت والے عرض کا مالک ہے اور شرف کا مالک ہے اور عظمت والا ہے شہیر بھی ہے اسے اعلیٰ کی توفیق دے جو تیری رحمت کے نئے کاروبار  
میں ہمارے امور کو کہ روایت دے جو تیری مغفرت کا سبب ہیں اور تجھے توفیق دے کہ ہر ایک عمل کو کوئی چھوڑے گی جس کی روح اللہ روٹ کا شکر بنفس  
اور بنفس کے شکر پر غالب آتا ہے پھر وہ بھی کہتا ہے اس لیے اسے غنیمت فرمایا گیا ۛ

دعا یہ موقوفہ ۵۳۰ لے کوئی نفل نہیں ہو کہ کفایں اعمال اور ماہوں میں حدیث ضعیف بھی قبول نہ ملے یعنی یہ تسبیح کی نماز کا یا ان سے  
جو کس سے نماز ہر گز نہیں ہے بلکہ سبحان اللہ الحمد و شریف پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے مسئلہ اتساع کے لئے جس کے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے پچھلے الفاظ پر قرآن مجید میں انہیں شوق دلائے کہ لے اور شوق دلائے تاکہ غور سے اس کا اس پر ان کی سب سے ظاہر ہے

إِلَّا فَرَحَبَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ إِصْرًا إِلَّا قَضَيْتَهُمَا يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

### صَلَاةُ النَّسِيحِ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا  
عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ لَا أَعْطِيكَ إِلَّا أَمْنًا وَلَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِفَعْلٍ بِكَ عَشْرُ خَصَالٍ إِذَا أَنْتَ  
فَعَلْتَ ذَلِكَ غُفِرَ لَكَ ذَنْبُكَ أَوَّلُهُ وَأَخِيرُهُ قَلْبُهُ وَحَدِيثُهُ خَطَاؤُهُ وَعَمَلُهُ صَرَفِيَّةٌ وَ  
كِبِيرَةُ يَدِهِ وَعِلَاقِيَّتُهُ أَنْ تَصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ قَاتِعَةَ الْكِتَابِ سُورَةً فَإِذَا أُنْفِذْتَ  
مِنَ الْقِرْءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتُ سُبْحَنَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
خَمْسُ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرَكْتُمُوهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرَةَ أَوْ ثَلَاثِينَ رَأْسًا مِنَ التَّرْكَوْعِ

جو تیری رضا کا باعث ہے گھر سے پوری کر دے اے رکھ کر لے والوں سے بڑا کریم بنو اے (ترمذی وابن ماجہ) :  
ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے

### نَسِيحِ کی نماز

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے فرمایا کہ اے عباس  
چاہا میں تمہیں کچھ دوں کچھ عطیہ کروں کچھ بتاؤں کیا تمہارے ساتھ دس جھانپیاں نہ کروں گے جب تم وہ کرو تو  
اللہ تمہارے انگلی پھیلے سننے پر اے دانستہ نادانستہ چھوٹے بڑے چھپے کھلے گناہ معاف کر دے گناہ پرانے کفایتیں پر سحر  
ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لو گے جب تم پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو تو کھڑے ہو کر پندرہ بار  
کہو سبحان اللہ والحمد للہ واللا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ کر پندرہ رکعت میں دس بار یہ کہہ کر پندرہ رکعت سے ستر رکعت

کر اس سے گناہ صغیر و کبیر میں سے کسی کو گناہ کبیرہ اور متخوف العباد یعنی توبہ اور بخیر ادا کیے معاف نہیں ہوتے اور کبیرہ سے مراد اضافی کو  
میں کیوں کر گن، صغیر میں بھی بعض گناہ بعض سے بڑے ہوتے ہیں اور ممکن ہے اس سے ہر مرد کو قاتلہ نسیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے  
گناہ کبیرہ سے توبہ کی توفیق عطا فرماوے گا جس سے وہ بھی معاف ہو جائیں گے یہ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز میں کوئی سی  
سورتیں پڑھنا افضل ہیں تو فرمایا: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَأْتِيهِمْ إِلَّا بِمَا أَتَى اللَّهُ مِنْ تَوْفِيقِهِ وَهُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَرَدَّ الْمُخْتَارَ لَمْ تَرَمْذِي شَرِيفٌ بِنُورِ دَارِ عِدَّةِ اللَّهِ  
ابن مبارک یوں ہے کہ سبحان اللہ پڑھ کر پندرہ بار یہ نسیح کہے اور قرأت سے فارغ ہو کر دس بار یعنی قیام میں بیٹھیں بار کہے پندرہ بار قرأت  
سے پہلے اور دس بار اس کے بعد ہر رکعت میں یوں ہی کرے۔ احسان کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ دوسرے سجدے سے انگلیوں کو دس  
بار دیکھ کر رکعت میں پندرہ بار

تو دس بار کہہ کر پھر سجدہ میں جاؤ تو دس بار سجدہ میں کہہ کر پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ تو دس بار کہہ کر پھر سجدہ کر دو تو دس بار کہہ کر پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ تو دس بار کہہ کر پھر سجدہ میں ایک رکعت میں پچھتر بار سوئے ایسا چار رکعتوں میں کر لو گنہ اگر کسی کو توہر دن میں پینے کا پانی پھر سجدہ کرے اگر کسی کو توہر ہفت روزہ میں ایک بار گنہ کرے پھر سجدہ کرے اگر کسی کو توہر سال میں ایک بار گنہ کرے پھر سجدہ کرے تو ستر بار (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، دعوٰت کبیر، بخاری، ترمذی، ابوالفتح سے اس کی مثل روایت کی ہے) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھا کہ بندے کا وہ عمل جس کا قیامت کے دن پہلے حساب ہو گا وہ اس کی نماز ہے گھر نماز، شکیک ہو گئی تو ستر بار کا حساب ہو گیا اور نجات پایا اور اگر کسی نے گنہ گری تو محروم رہ گیا اور نقصان

۱۷۔ یسے دوسرے مجدد کے بعد قیام سے پہلے، منگلا حنا کے ہاں اس موقع پر بڑھ چکے۔ یہ دس بار قیام میں ادا ہو چکے اس طریقہ کی حدیث ترقی شریف میں موجود ہے ۱۸۔ تاکہ کل میں سو بار ہو جائیں۔ اگر کسی رکعت میں تیس بار پڑھنا قبول کیا یا کم پڑھیں تو اس سے مشکل دوسرے رکعت میں خود اپنی رو کر دے اگر اس کا زمانہ ہی سہ ہو کہ ناکام تو اس سہ سے نہیں بچتا۔ ۱۹۔ بہتر ہے مرد و خاتہ ۲۰۔ جن وقت چاہو پھر منگورہ وقت میں ادا کر دو بہتر ہے پہلے پھر بعد ۲۱۔ میں دن یا چوبیس روز بہتر ہے کہ جمعہ کے دن بعد وصال نماز سے پہلے پڑھے کیونکہ اس دن کی ایک نیک ستر گنا ہوتی ہے سیدنا عبدالعزیز عباس کا یہی قول ہے اور ایک کا اس پر عمل کرنا عطا شدہ جب یا ہر ایک گوارہ رمضان میں مخصوص شدہ جمعہ کے دن یا سب تیسویں رمضان پڑھے تو بہت بہتر ہے ۲۲۔ بعض مکتوں نے اس حدیث کو مضمون بنایا مگر یہ غلط ہے اس میں غلطی اور حکم ہے تعین کیا امام مقلدانہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسنہ۔ ۲۳۔ اعلیٰ نے فرمایا کہ سورتوں کے فضائل میں بہر حدیث صحیح تر ہے عبدالعزیز بدو کہ فرماتے ہیں کہ تیس حدیث بہتر ہے نماز سے اس پر عمل کرنا بہتر ہے ۲۴۔ فرماتے ہیں کہ یا ہر کسی حدیث کو ضعیف یا مضمون کہتے ہیں علماء ائمہ انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے خیالی ہے کہ کہا دانستہ

اِنْتَقَصَ مِنْ فِرَیضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اَنْظُرْ اَهْلَ الْعِبَادِي مِنْ نَنَظَوْعَ  
فَيَكْتَلِبُ بِهَآ مَا اَنْتَقَصَ مِنَ الْفِرَیضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَیْ ذَٰلِكَ وَفِی رَوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكَاةُ  
مِثْلُ ذَٰلِكَ ثُمَّ تَوَخَّذَ الرَّعْمَالُ عَلَیْ حَسَبِ ذَٰلِكَ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ  
وَعَنْ اَبِي اَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا اِذْنُ اللّٰهِ لِعَبْدٍ فِی شَيْءٍ  
اَفْضَلَ مِنَ الزَّكَاةَیْنِ یُصِلُہَا وَاِنْ اَلْبَزَلِیْدُ رُحْلَ رَاسِ الْعَبْدِ مَكَامَ فِی صَلَوتِهِ وَمَا تَقَرَّبَ

پاگیا اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہوگی تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نظر میں ان سے  
فرض کی کمی پوری کر دی جائے گی لہٰذا پھر فقیر اعمال اسی طرح ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر زکوٰۃ اسی طرح ہے  
پھر دوسرے اعمال اسی طرح کیے جائیں گے مثلاً (ابوداؤد) ہا اور احمد بن حنبل سے روایت ہے حضرت ابو  
امامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو دو رکعتوں سے پہلے وہ ادا کر لے گا  
تاکیدی حکم میں اور پھر کا دیا مثلاً اور جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے بھلائی اس کے سر پر نثار ہوتی رہتی ہے مثلاً اور  
بندہ وہی طرف کسی چیز سے

پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حق تعالیٰ میں پہلے قتل و خون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور اگر انہوں میں پہلے قتل کا لہذا حدیث  
اس کے خلاف نہیں رہیں فرمایا اگر پہلے قتل و خون کا حساب ہوگا مثلاً یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ عیب نکلا تو انکے عبادت اللہ  
تعالیٰ آسانی ہوں گے اور اگر ان میں بندہ پچھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرما  
دے گا مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق دے دے کو جنت دے کر اسے صاف کر دے گا اور اگر حقوق اللہ میں تو انہیں رحم  
خبردار اور اطراف شاہانہ سے دفع و بخش دے گا یہ مطلب بھی جو کتاب سے کہنا کہ پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کر  
کی دنیا میں تو نفع مل جائے گی لہذا وہاں جس کی غارتی ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے ہر حکم حدیث  
بالکل صاف ہے اس پر کچھ یوں کہ کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

لیجے ہاں کسی سے اور اس کی مراد نہیں بلکہ طریقہ ادائیگی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقہ سے ادا کیے ہوں گے تو وہ کسی کی نوافل  
سے پوری کر دی جائے گی یہ مطلب نہیں کہ وہ نماز نماز نہ پڑھے بغیر پڑھتا ہے اور وہ نوافل فرض ہی جائیں (ادامات) لہذا حدیث  
پر کچھ یوں کہ اگر حق تعالیٰ میں بندہ عیب نکلا تو انکے عبادت اللہ تعالیٰ سے پوری کی جائے گی کسی کے بھی حق تعالیٰ کیے جانے چاہیے کہ وہ  
محبوب علی اللہ علیہ وسلم ہادی کی پوری کسے یا بشریف لائے جس کو کہنے کو غنا اور پچھتوں کا بنا لہذا نہیں کام سے لے لیا جائے حکم اللہ میں مذکور  
سے افضل ہے یوں نہ ہو کہ تلاوت قرآن کی سبھوں کی ہر حرف و کلمہ ہر حرف و کلمہ خیال رہے کہ نماز کی تیار کی نماز کا انتظار نماز کے بعد دعا اور  
طبیخے سب نمازیں میں داخل ہیں۔ جب اگر کسی میں مذکور بات میں کمی ہوگی لہذا ان تمام اوقات میں نمازیں پڑھیں پچھتوں ہوتی رہیں گی۔ اس  
پچھتوں میں لطیف اشارہ اس صابن سے ہوا ہے کہ نماز کی کسی پچھتوں سے اور نماز کے خدمت کا بھی عزم نہیں ہونے



الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ يَسْتَلِمُ مَا خَرَجَ مِنْهُ يَغْفِرُ الْقُرْآنَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

## بَابُ صَلَوةِ السَّفَرِ

الفصل الأول بعن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالمدينة  
أربعاً وصلى العصر بدينه الخليفة ركعتين متفق عليه وعن حارثة بن وهب  
الخراساني قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن أكثر ما كنا قط وأما  
بيننا ركعتين متفق عليه وعن يعل بن أمية قال قلت

أنا قارب حاصل نہیں کرتے جتنا اپنے منہ سے ادا کیے ہوئے یسے قرآن (احمد و ترمذی) :

### تہفیف کی نماز کا باب

پہلی فصل یہ روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحجۃ  
میں عصر دو رکعتیں پڑھیں (مسلم بخاری) : روایت ہے حضرت حارثہ بن ابی وہب خراسانی سے کہ ہم کو نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے غزائی میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ ہم اتنے زیادہ ادا کرتے امن میں تھے جتنے کبھی نہ ہوتے تھے (مسلم  
بخاری) : روایت ہے حضرت یعل بن امیہ سے کہ قسربا نے میں کہ

دو رکعت کچھ برائی ٹوٹنے میں شعلہ پڑھتے زندہ سے بخاری و شعبہ زندہ داران نزل کہ کو یہ لہی کجبت از کجبت پیدا راں شوی پیدا :  
اس لئے جسے کہ منہ سے بر سر طرح صحرا فرما ادا ہو جائے وہ قسربا ہی کا بہتر کہ ذیل یہ ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر کچھ  
ہوئے قرآن پڑھنا بھی ثواب ہے دوسرے یہ کہ اگر بار بار ادا نہ کرے الفاظ قرآن کا منہ سے نکل جائیں تب بھی ثواب ملے گا کسی لئے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے کاعزیز فرمایا جتنی جیسے چھ ادا ہو جائے اسے سفر کے لغوی معنی میں کھڑا ظاہر ہونا کسی لئے اچھا ہے کہ اس قدر کہنے میں اور کتا اور کے  
ذیہ کو اس کا مطلوب فشر ہے اس کے معنی بھی ہو ہیں اس سے تفسیر چاہو کہ سفر میں دوسرے مقامات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس لئے  
اسے سفر کہتے ہیں اس اصطلاح شریعت میں لا ستر طے کرنے کی مخصوص صورت کا نام سفر ہے خیال رہے کہ سفر کے معنی میں کمزوری یا چننا اختلاف میں  
ایک یہ کہ سفر کا اصل کیا ہے ہمارے امام صاحب کے بیان میں دن کی گراہ یعنی ست دن میل دوسرے یہ کہ قصر واجب ہے یا جائز ہمارے ہاں اعتدال  
جو غیر مترتب ہے کہ اقامت تک مدت کیا ہے جس سے سفر قریب میں جاتے ہمارے ائمہ میں دن و شب و روز اور اس کے سفر کا واقعہ ہے جو کہ ایک رکعت کا  
کے ارادے سے روزانہ ہوتے تھے اس لئے کہ آدمی کو مدینہ سے بخاری یا سائر جگہوں گئے دو اہل حق و دال سے نہیں میل کے فاصلہ پر ہے وہاں قصر پڑھنا  
اس قدر کہ یہ غلطیوں سے اس کا مطلب یوں سمجھا کہ انسان اگر سیر کرنے یا تاکہیت کیجئے شہر سے باہر جائے تو مدار ہے بعض قلعہ ہے اس کی  
قرود کیا یہ صحت میں ضرورت آدمی کے بغیر یا رکے کہ وہ الحلیہ کا امام بھی بریل سے یہ اہل مدینہ کا جہان سے بغیر قلعہ کی اس بات کہ ہے وہاں کو حق کا مسجد  
آپ کو کہتا ہے اس وجہ سے اس کا مسجد کو کچھ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں حق ملنے سے جہان جنگ کہ ہے ایسے اسے یہ مل جگہ میں مگر یہ قلعہ ہے (مرقاۃ) کہ یعنی  
جہان الوداع میں ہم مسلمان ایک ایک سے زیادہ تھے ہماری ایجاد و شہادت جس مگر اس کے بعد وجود ہم نے نظر کیا الہا نڈی شریعت میں جو قصر کے لئے خوف کسار کی

لِعَمَرَيْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ تَفْتِكُمْ  
الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَقَدْ آمَنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ وَمَا عَجِبْتُ مِنْهُ فَسَلَّطْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ بِهِمَا عَلَيْكُمُ فَأَقْبِلُوا أَمَدَ قَتْلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ  
فَكَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ رُكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ أَقْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ  
أَقْمُوا بِهَا عَشْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَفَرًا فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ رُكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُنْ نَصَبِي فِي مَا

میں نے حضرت عمر ابن خطاب سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کفار کے قتل کا خوف ہو تو نماز  
قصہ عجب لوگ اس میں ہو گئے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جس سے نہیں تو ہے مجھے بھی ہوا تھا انہوں نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا حضور نے فرمایا کہ یہ رب کا صدقہ ہے تو تم پر کیا بعد اس کا صدقہ قبول کرو گے (مسلم)  
روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ گئے تو  
تو آپ مدینہ منورہ آئے تک دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے ان سے کہا گیا کہ تم میں کچھ دیر چھریں بھی تھے فرمایا میں  
شعبہ تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا تو  
انہیں دن چھریں دو، دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے حضرت ابن عباس نے فرمایا میں کہہ سکتا ہوں

قید ہے وہ اتفاق ہے اگر کسی میں اس سے معلوم ہو کہ وہاں پہنچے جہوڑے ہوئے وطن میں پہنچے مسافر ہو گا اور قصر کے گا دیکھو کہ مسافر  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو میں تھا مگر ان سے نہ مل سکا بلکہ وہاں مسافر نہیں اور قصر پڑھ رہے ہیں بعض مشائخ کہتے ہیں کہ میں ماجیلہ مسافر کیا کہہ سکتا ہوں  
میں تم پر کہہ سکتا ہوں کہ جب وہاں پہنچے کہ ان میں ان کے لئے نوحہ نہیں ہوتی نہ کہ ہوئے نہ نہ ملاؤ ان میں ہزار کے گزرتے حضرت ابی بنی اس سے کہ  
جس میں میں نہیں ہوں۔

لہذا یہی قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سفر قصر کا سبب نہیں بلکہ سفر میں کفار کا خوف قصر کا باعث ہے اب خوف تو ہے نہیں تو چاہیے کہ  
قصر پڑھ کر وہاں قرآن شریف میں خوف کفار کا ذکر اتفاقاً ہے کیونکہ اس زمانہ میں عوام مسافروں میں خوف ہوتا تھا کہ یہاں مسافر قصر کو  
خوف ہو یا نہ ہو یہ حدیث امام عظیم کی بہت قوی دلیل ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے کیونکہ اقبلا اُمر ہے اور وجوب کے لئے ہوتا ہے اس سے بھی  
جائے آئے رشتہ میں بھی اور دیکھو کہ میں بھی کیونکہ وہاں آپ نے مکہ معظمہ میں چند روز قیام کیا بیت و ذوالی عقی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر  
رشتہ میں قصر ہی کہہ کر اقامت نہیں کر سکتا۔ درد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو سفر میں ایک آدھرا اقامت کر کے دکھاتے مگر وہاں اہل  
صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لئے گھمبے شکر ہاں ہی مل گیا ہے مکہ معلوم ہو کہ وہاں دس دن کے قیام پر غار پوری کی جائے گی۔  
بلکہ یہ وہ دن ہے کہ بیت پر سیدہ ام سلمہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم کہیں چند دن قیام کیا بیت

بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَلَائِكَةِ تِسْعَةِ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقْمَنَّا أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ صَلَاتِنَا  
 أَرْبَعًا وَكَالْبُعَارَى، وَعَنْ حَقِصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ  
 مَلَائِكَةِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَجُلُهُ وَجَلَسَ فَرَأَى تَأْسِيفًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ  
 هُوَ أَقُولْتُ يَسْتَحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مَسِينًا أَتَمَمْتُ صَلَاتِي صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ بَكَرَ وَعَمَّرَ وَعَقَّلَ كَذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اوردے کے درمیان انیس دن تک دو دو رکعتیں پڑھتے رہے جب اس سے زیادہ ٹھہرے میں تو چار پڑھتے ہیں نہ  
 انجاری اور روایت ہے حضرت حنفی بن عاصم سے کہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کے راستے میں حضرت ابن عمرؓ سے مل گیا تھا  
 تھا آپ نے میں نے چار دو رکعتیں پڑھا میں چھانی منزل میں آئے اور پڑھتے تو کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا فرمایا یہ لوگ کیا کر  
 رہے ہیں میں نے کہا نفل پڑھ رہے ہیں کہ وہ بالآخر میں نفل پڑھتا تو ابھی نمازی پوری کر لیتا میں نے ہی منیٰ المدینہ دیکھا  
 رہا تو آپ فرمیں دو رکعتوں پر زیادتی نہ کرتے تھے اور ابو بکرؓ عثمانؓ کو ایسے ہی دیکھا تھے (مسلم بحیث بری) :

تو چار پڑھ رہے دو رکعتیں پڑھ رہے تھے اور ابھی تھوڑے دو دو رکعتیں پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو عقی  
 ذی الحجہ کی صبح کو حج سے فارغ ہو کر وہاں سے واپس ہوئے یہ حدیث امام شافعی کے باکل مخالفت ہے کہوں کہ ان کے ہاں چاروں کے  
 قیام پر قیام پڑھ کر چلی جاتی ہے ۵۰ یا ۶۰ رکعتیں پڑھ کر سفر کے بعد کو مکہ کی طرف فتح کر کے لینے تھا (اشعۃ اللمعات) اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نماز میں پندرہ دن کی حینت سے متعین رہے تھے یہی امام ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ ہم ایک دفعہ آفریقا گیا  
 قہری کرتے رہے چنانچہ بعد از نماز آئے بنی مسند میں امام محمدؓ نے کتاب الاثر میں حدیث ابن عمرؓ سے روایت کی کہ ہم ایک دفعہ آفریقا گیا  
 میں ہذا میں میرے ساتھ تھے وہاں ٹھہرے پھر قہری پڑھتے تھے یہ حضرت انسؓ عبد الملکؓ ابن مروانؓ کے ساتھ تھا میں ایک جگہ دو رکعت  
 تک ٹھہرے قہری پڑھتے رہے غلام میرے ہاں گھبراہٹ سے کہتا تھا کہ اگر اس کو غلام ارادہ کی جگہ پہنچوں ٹھہر جائے تو قہری پڑھے گا :

لے یہ حضرت ابن عباسؓ کا اجتہاد ہے جو انہوں نے فتح مکہ کے وقت سے کیا ظاہر ہے کہ انہوں میں اس پر عمل چھوڑ دیا کیونکہ طحاوی میں  
 ابی سے روایت آئی ہے کہ اگر تم سفر میں پندرہ دن قیام کی نیت کرو نماز پوری کرو دو رکعتیں پڑھو اگر حج شافعی فرماتے ہیں یہ آپس میں کاٹوا  
 صرف ابن عباسؓ کا ہے اس میں کوئی فقیر ان کے ساتھ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ غزوہ طائف یا غزوہ حنین میں تھا اور علیؓ اس پر  
 کہ غزوی ہر وقت پنج کا مستقر رہتا ہے کہ کب فتح ہو اور کب لوٹوں۔ لہذا اس واقعے سے استدلال قوی نہیں (مرقاۃ) اس کے چھ حصے ابن  
 عاصم بن عمرؓ کا خطاب ابن قرشؓ سے ہوئی حلیل اللہ تبارک و تعالیٰ میں سیدنا عبداللہؓ نے عمرؓ کے جیسے ہی بہت احادیث کے راوی ہیں کہ غلاب یہ  
 سفر سفر تھا کبھی منزل میں سب سے قبل ہو کر باجاءت نماز پڑھی پھر اپنے اپنے بیٹوں پر آگئے وہاں آپ نے لوگوں کو باجاءت کے ساتھ  
 باقاعدہ کھڑے کر اپنے بیٹوں پر نماز پڑھتے دیکھا اس سفر میں مدلی تھی یہ تو اعلیٰ سواری تھی جس سے جا سکتے تھے ان حضرات کے ان فعلوں  
 کی وجہ سے منزل کھوئی ہو رہی تھی تب آپ نے ناراض ہو کر یہ فرمایا کہ یہی ہے حضرت مسقر میں ان کے کہتا ہوں

وَعَنْ أَبِي عَتَّابٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ بَيْنَ صَلَوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَبْعٍ وَخَمْسِينَ الْمُعَرَّبِ وَالْعِشَاءَ رَوَاةُ الْبُخَارِيِّ وَعَنْ أَبِي سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ فِي السَّغَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يَوْمَئِذٍ إِلَى صَلَوةِ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَاحُضَ وَيُؤْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں چلتے ہوئے تو ظہر اور عصر کی کرتے اور مغرب اور شام جمع فرماتے تھے (بخاری) اور روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں راقض کے سوار رات کی نماز سواری پر پڑھتے جدھر بھی اس کا زمانہ ہوتا تھا (اشارہ ہے چڑھتے تھے) اور سواری پر پڑھتے تھے (مسلم بخاری) ۝

اور سفر و مکہ صرف دو فرض ہی پڑھتے تھے نوافل کے لینے انا اہتمام کرنا ہوتا تو فرض ہی پوسے کیوں نہ پڑھتے جلتے فقیر کی اس توجہ سے یہ حدیث بالکل واضح اور صاف ہو گئی اور کسی آئندہ حدیث کے خلاف ردی اگر کسی معنی کیے جائیں کہ سفر میں نفل مطلقاً نہ پڑھیں تو مسلم بخاری ترمذی وغیرہ نے اپنی احادیث اور کثرے سفر میں نوافل کی بہت احادیث نقل کی ہیں جن میں سے کچھ ایسی مشکوٰۃ شریف میں بھی آئی ہیں کہ بعض عقلمندوں نے اس حدیث کی بنا پر سفر میں نفل بلکہ سن و واجبات کو بھی منسک کیا یہ سخت غلطی ہے و

اے بیٹے سفر کرنے کی حالت میں ظہر اور عصر ہی طرح مغرب اور شام کیوں جمع فرماتے کہ ظہر آخری وقت میں پڑھتے اور عصر اول وقت میں ہی مغرب آخری وقت اور کثرت اور شام اول وقت لینے پر بنا رہا ہے وقت میں ادا ہوتی ۔ سورۃ جمع نہیں ۔ اس کا مطلب یہ بتیگی کہ عصر ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے اور شام مغرب کے وقت میں یعنی جیسے تحقیق میں مراد نہیں ۔ درود یہ حدیث قرآن شریف کے بھی خلاف ہوگی رب تلعلہ فرمایا ہے ۔ اِنَّ الْكَلْبَةَ كَانَتْ كَمَا اَلْعَوْفِيَّةُ يَنْتَابَا مَوْتًا یعنی نماز مسلمانوں پر اپنے اپنے اوقات میں فرض ہے اور دیگر احادیث کے بھی مخالف چنانچہ طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مغرب اور شام اس طرح جمع فرماتے کہ مغرب اس کے آخر وقت میں پڑھتے اور شام اول وقت میں اور بخاری نے حضرت مسلم سے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں یہ سب کے سب احادیث ہیں جو کج سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب پڑھتے تھے حضور صریحاً دیکھ کر عتاب پڑھتے ۔ نہ انی نے حضرت تابع سے طویل حدیث نقل کی کہ حضرت ابن عمر مغرب کی نماز کے لینے جب اتارے جب کہ شفق قریب مغرب غمی مغرب پڑھیں تو شفق غائب ہوگی شفق غائب ہونے ہی عشا پڑھ لی ۔ وہ حدیثیں اس حدیث کی شرح ہیں اور احادیث کے بالکل خلاف نہیں بلکہ حق میں ہیں ۔ اس کی پوری تحقیق جاء الخ حصر دم میں دیکھو ۔ اے بیٹے سفر میں نوافل سواری پر ادا فرماتے ۔ ان کے لینے سفر نہ ہونے اور اس کی پردہ نہ کہتے کہ رخ قبلہ کو بوزان ہو ۔ وہاں اس آیت پر عمل عتاف کیے کہ تَشَاوَرُوا فَاَوْفُوا وَحُجَّتْ اَمَلًا ۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے ۔ جس میں حضرت ابن عمر نے سفر میں نفل پڑھنے والوں پر ناراضی کا اظہار کیا معلوم ہو کہ وہاں مراد سفر تو کہ نفل پڑھنا تھا اے بیٹے جس وقت عشا جب و عمر واجب نہ ہوتے تھے صرف سنت تھے اب جو مکہ نہ تو واجب ہیں لہذا وہ سواری پر نہیں پڑھ جاسکتے چنانچہ حضرت



الْفَصْلُ الثَّانِي بِمَعْنَى عَاقِبَةُ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْرَ الصَّلَاةِ وَأَنْتُمْ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَعَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْقُدْحُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يَصِلُ إِلَى الْأَرْكَعَيْنِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفَرٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

### وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

دوسری فصل ہے روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا قصور اتمام سب کچھ کیا بلکہ (شرح سنن) میں روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طرہ کیا اور آپ کے ساتھ فتح مکہ میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ مغرب میں اٹھارہ شب قیام کیا دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے فرمادیتے تھے کہ شہر والو مجھ پر غور ہو ہم مسافر ہیں یہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ظہر دو رکعت پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ظہر چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے ساتھ سفر میں ظہر دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں

ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ قرآن پڑھیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے یہ واقعہ درج کر کے بعد کا ذکر فرماتا ہے بیچ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں چار رکعت والی نمازوں میں تھک کر ایک اور دو رکعت دیا اور میں اتمام یا بالکثرت سفر قصر کیا اور جہاں چاہے دو رکعتیں پڑھا وہاں اتمام اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ سفر میں چار رکعت والی نماز دیا میں بھی قصر کرتے تھے بھی تمام اور در حدیث حضرت عائشہ کہ اس روایت کے خلاف ہوگی جو جو اسلم بخاری میری سن میں کہی ہے کہ سفر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں گئی یہ نیز ہے شافعی اور حنفی نے بھی روایت کیا سب سے اس کی ساری سناروں پر ابراہیم میں سے سخت ضعیف لہذا بدعت قطعاً ضعیف تمام حالت میں اتمام و اضافہ دوم ثلثہ اس کی شہرت پہلے نہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ روز کی مسکنیت تک کبھی جیسا کہ نماز میں ہمارے میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روایت دے دی ہے خیال رہے کہ یہاں اٹھارہ دن کا ذکر ہے اور حدیث ابن عباس میں جو اسی گزرتی تھی دن کا ذکر تھا۔ لیکن رات اٹھارہ اور دن ابیس تھے یا وہاں غزوہ طائف دن کا ذکر ہے۔ بہر حال حدیث میں تعارض نہیں اس حدیث سے مادم ہو کہ مسافر نماز کو چاہیے بعد نماز پڑھنا جو مسافر کا اعلان کر دے تاکہ پیغمبر مقتدر اپنی رکنیں پوری کریں گے اس سے صاف معلوم ہوا کہ سفر میں صرف دو رکعتیں پڑھیں گے۔ مستقول میں دو قصر ہے ان کے معانی یہ حدیث گزشتہ حدیث میں ملتی تھی کہ شریعت سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں

اور حدود گنتیں پڑھیں اور پھر اس کے بعد کچھ درہنچا اور مغرب حضورؐ کی طرف براہِ تین رکعتیں ہی پڑھیں۔ حضرتؐ کی کہیں اور تفسیر میں دن کے دو تہیں اور اس کے بعد دو رکعتیں (ترمذی) پندروایت سے حضرتؐ کا دعا اور چل سے فرماتے ہیں کہ یہ کرمی اللہ تعالیٰ وہ دم خورہ ہو کہ میں تم سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو کہتے تھے کہ اُدھ الرُوح ڈھلنے سے پہلے کو چ کر دیتے تو ظہر بھیجے کرتے تھے کہ عصر کے لیے اترتے تھے یوں مغرب میں جب کو چ سے پہلے سورج چھپ جاتا تو مغرب اور عشاء کہتے تھے اور اگر سورج چھپنے سے پہلے کو چ کرتے تو مغرب میں دیر لگاتے حتیٰ کہ کھتا کہیں اترتے تھے چار دنوں کو جمع فرماتے تھے (ابوداؤد ترمذی) روایت حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

ناراض ہوئے۔

لے بیوقوف مغرب کے فرض دل کے دتر میں ان میں تغیر نہیں کہ قصاص رکعت میں جو تہلہ اس سے معلوم ہوا کہ رات کے دتر بھی نہیں ہیں ۔  
 تہ اس طرح کہ عصر ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے اس کا نام جمع تقدیم ہے یعنی نماز اپنے وقت سے پہلے ادا کر لینا تہ اس طرح عصر  
 کے وقت میں پڑھتے اس کا نام جمع تاخیر ہے یعنی نماز کا وقت کے بعد پڑھنا تہ یہاں یہ حقیقتی ہی مراد ہے۔ جمع صورتوں کا اس سے  
 اشتغال نہیں یہ حدیث امام شافعی کی انتہائی دلیل ہے کہ سفر میں جمع تقدیم بھی جائز ہے اور جمع تاخیر بھی ۔ اس کے متعلق چوتھ  
 طرح گفتگو ہے ۔ اولیٰ یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے ۔ ابو داؤد نے فرمایا کہ میں تقدیم کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہ ملی امریک  
 (الفرقاۃ) دوسرے یہ کہ مسلم بخاری میں حضرت ابن مسعود کی روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عصر وقت میں  
 نماز پڑھتے نہ دیکھا حالانکہ آپ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ باجماعت نماز ہی اس وقت  
 پرادا کرتے رہے چونکہ حضرت ابن مسعود و معاذ ابی جہل سے زیادہ فقیہ بھی ہیں اور زیادہ حافظ بھی ۔ اس لئے ان کا حدیث کو زیادہ  
 ترجیح ہوگی فیسے کہ یہ حدیث آیت قرآنی جو ہمیشہ کہ چکے اور ان متواتر احادیث کے خلاف ہے جن میں ملائکہ کے اوقات کا ذکر ہے  
 لہذا یہ حدیث سرگرم قابل عمل نہیں ۔ خیال رہے کہ عروہ اور دترمذ میں نماز کا اپنے وقت سے دوہیں ۔ بلکہ وقت اپنی حدود سے ہٹ  
 گئے اس طرح کہ عروہ میں وقت عصر ظہر میں آگیا کہ نماز عصر وقت ظہر میں اور دترمذ میں وقت مغرب و شام میں پہنچ گیا کہ مغرب وقت



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ وَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّعَ لِقَبْلَةِ يَتَاقِيَهُ فَلْيَكُفِّرْ عَنْ صَلَاتِهِ حَيْثُ وَجَّهَهُ رُكْبَتَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَكَفَّرَ جَابِرٌ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَتِهِ فَجِئْتُ وَهُوَ يَصِلُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ خَوَالِثِي وَيَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنْ الرُّكُوعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، الْفَصْلُ الثَّلَاثُ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَابْنِ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَيْرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بَعْدَ ابْنِ عُمَرَ إِذَا صَلَّاهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ عَلَيْهِ، وَكَفَّرَ عَائِشَةُ قَالَتْ فَرَضَتِ الصَّلَاةَ

میں وہ وسلم سفر کرتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی اونٹنی پر قبضہ کر لیتے پھر گھبراہٹ سے پڑھتے رہتے اب آپ کو سواری چاہر بھی متوجہ کرتی تھی (ابوداؤد) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی کام میں بھیجا جب میں کہانوں آپ اپنی سواری پر چڑھ کر بیٹھتا تھا اور بعد رکوع سے زیادہ پست کرتے تھے (ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت میں دو رکعتیں پڑھیں آپ کے بعد ابوبکر نے اور حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر نے حضرت عثمان نے اپنی شریعت خلافت میں تھک چکے تھے اور حضرت عثمان نے چار پڑھیں تھے ابن عمر جب انا کیساتھ نماز پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ نماز دو دو رکعتیں

عثمان میں حتیٰ کہ اگر کوئی حاجی اس دن مغرب عشا کے وقت سے پہلے پرچھ لے تو سوگی ہی نہیں بیڑہ احادیث متواتر معنی میں یہ فرق خیال میں مجھے بہت یاد رکھ رہا ہے۔

صلو اللہ علیہ وسلم کے وقت وہ قبلہ بچتا تھا پھر بعد میں رخ بدل جانے کی پروا نہ کرتے اب بھی سفر میں نوافل کا یہی حکم ہے خیال ہے کہ سرکارِ اقدس کی قبلہ کی طرف سے بھیجے تھے وہ سفر قطع ہو جانا بلکہ اونٹنی کا رخ جانبِ سفر چھوڑنا یا رخ جانبِ قبلہ صلو اللہ علیہ وسلم قبلہ جانبِ جنوب تھا مگر آپ کی نماز جانبِ شرق اور اوجہ ہی یعنی اور رکوع یا سجود اشارے سے کہہ دیتے تھے اس طرح کہ رکوع کے لئے سر کہہ جاتے اور سجود کے لئے زیادہ صلو اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان نے فرمایا کہ سر کہہ کر نماز قصری پڑھیں پوری پڑھیں اور حضرت عثمان نے شروع خلافت میں ہمیشہ قصری پڑھ کر کسی پوری پڑھیں اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار نہیں بلکہ اس پر قصر پڑھنا ہی فرض ہے ورنہ حضرت ابھی اتمام بھی کیا کہتے تھے یعنی اگر خلافت میں حضرت عثمان صرف میں میں ہمیشہ چار پڑھنے کے لئے مٹی کے علاوہ اور سفر میں بھی اتمام دیکھا اور سنت میں اگر کسی قصر کو اگر آپ مسافر کو اتنا دیکھا تو اسے نماز زاد میں کسی قصر کرتے کسی اتمام خیال ہے کہ آپ کے مٹی میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ عثمان کے نوافل سے آپ کو مٹی میں قصر کرتے دیکھا تو کسی کے اسلام میں نماز کو دو رکعتیں ہیں اسى وہم کو رد کر کے کہنے کے لئے آپ نے کہ میں نے پڑھا یا وہاں ایک ایک رکعت یا وہاں ایک پوری

رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَتْ أَرْبَعًا وَثَرَكْتَ صَلَاةَ  
السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تَقِيْمُ قَالَ تَأَوَّلَتْ كَمَا  
تَأَوَّلَ عُمَرُ بْنُ مَتْفِقٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى السَّارِ يَنْبَغِيكُمْ صَلَاةَ  
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رُكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رُكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ  
عَنْهُ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَبَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ السَّفَرِ رُكْعَتَيْنِ

فرض کی گئی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار رکعتیں فرض ہو گئیں اور نماز سفر پہلے ہی فرض ہو چکی تھی اس  
زمرہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبد اللہ سے پوچھا کہ حضرت عائشہ کا کیا خیال ہے کہ پوری کر لی ہیں کہ وہ نماز حضرت عثمان کے  
تاویل کا طرح انہوں نے بھی تاویل کر لی تھی (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ وہ اپنے میں کہ اللہ نے تمہارے نبی کی  
زبان پر ایسا لکھا ہے کہ نماز سفر میں چار رکعتیں ضروری ہیں اور کہیں اور خوف میں ایک رکعت فرض کی گئی ہے (مسلم اور روایت ہے  
انہی سے اور حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نماز میں دو رکعتیں ہی مشروع کی ہیں

کو تعلیم کی کہ کعبہ اب اگر ایک دن کے لیے بھی آپ کو معظمہ آئے تو نماز پوری کرتے تھے (مسند امام احمد و عبد الرحمن بن داود طبری)  
مخبر تھے فتح القدر وغیرہ اس کی تحقیق تھی ہمارے کتاب جہاں الحی حصہ دوم میں ملاحظہ کرو گے یہی ہے حضرت ابن عمر کو معظمہ میں جب عثمان  
رضی اللہ عنہما کی اور عقیقہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے۔ ایکے پڑھتے تو قصر کرتے۔ حکم بھی یہی ہے کہ مسافر بقیم امام کے پیچھے نماز  
پوری پڑھے

۱۔ یعنی ہجرت سے پہلے نماز دو رکعت تھی بعد ہجرت قرآن تو دو رکعت رکھی گئی۔ حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ میں نے  
حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کیا آپ سفر میں قصر کرتے یا اس طرح فرض ہے۔ جیسے ائمہ سنت میں پوری پڑھنا یا صرف  
وجوب قصر کی نہایت قوی دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور مسلم بخاری کا ہے۔ اسے ضعیف نہیں کہا جاسکتا کہ یہی ہے  
حضرت عائشہ صرف مختار و معظمہ میں ہمیشہ پوری نماز پڑھتی ہیں کبھی قصر نہیں کرتیں باقی سفر طریقیں ہمیشہ قصر کرتے ہیں ان تمام باتوں میں اس سفر  
مختار میں یہ خصوصیت ہے کہ یہی جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تمام کی کوئی وجہ نکال لی ایسی ہی حضرت ام المومنین سے بھی کوئی وجہ اس تمام کی  
نکال ہوگی مجھے اس کی خبر نہیں امام نووی نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان و حضرت عائشہ صلی علیہما وسلم سفر میں قصر و نماز دونوں جانتے تھے  
لہذا یہاں کا شکی کی دلیل ہے کہ یہی تھی کہ حضرت عائشہ و حضرت عثمان و حضرت عائشہ صلی علیہما وسلم سفر میں قصر و نماز دونوں جانتے تھے  
گئی یعنی دو رکعتیں تو خود اسی روایت کے خلاف یہ رائے کیے نام کہ سنائی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک ایک قصر و نماز اور دونوں جانتے تھے تو یہ سفر میں بھی قصر  
کرتیں کبھی نماز اگر ایسا کہ صرف مختار میں تمام کیا اور علیہ کیا یہاں بھی قصر نہ پڑھا اور دوسرے سفر میں بھی قصر نہ پڑھا اگر ان کا یہ مذہب تھا  
تو حضرت زمری اسے تاویل فرماتے مگر اسے ان کا مذہب قرار دینے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب تو یہ تھا کہ جب تک کہ ان کی اولیٰ کی نافرمانی نہ ہو  
وہ تاویل کی کیا عیب تھا بلکہ یہی ہے کہ آپ کو معظمہ میں ہندوؤں نے قیام کی نیت کی تھی ہوگی اور آپ کا خیال یہ ہوگا کہ ہمارے نبی کو پھر وہ دن کا مسافر

وہ دونوں پوری ہیں کوتاہ نہیں ملے اور دوسریوں سنت اسلام سے ملے (ابن ماجہ) : روایت ہے حضرت مالک سے انہیں خبر پہنچی کہ حضرت ابن عباس اس قدر سافت ہیں نہ ان قدر کثمتے تھے جو کہ اور اطفال انکہ اور عیاض اور کہ جس کے دریاں بہتے تھے امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ سافت چارہ برید سے ملے (صوطی) : روایت ہے حضرت بلال سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا تھا عیاض و سفروں میں رہا میں نے ایک بوزیر دیکھا کہ اپنے سورج ڈھکنے کے بعد ظہر کے پینے کی حد تک پانی چھوڑی ہوں (ابو داؤد و ترمذی) :

میں حضرت منصور علیہ السلام کی حیات شریف میں منع تھا آپ کی وفات کے بعد جائز ہے یا یہ ممانعت ہمارے مردوں کے لئے بھی معتبر ہے یا نہیں بالادعہ کے لئے جو روایت حضرت بالغ نے بھی اس وقت بالادعہ نقلی روایت کو ترک کر دیا ۱۵۰ اس طرح کہ قاری کا سفر سونٹ کر کہانہ بنیامام کے پیچھے صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت کیلئے جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہو رہا ہے اس حدیث سے متعلق جو کہ سفر میں نذر کرنا ایسے ہی ترک ہے جیسے حشر میں پوری ترک نہ تھا و تاہم اگر اعتبار نہیں۔

[illegible]

بَابُ الْجُمُعَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ  
الْآخِرُونَ السَّائِفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَبْدَأُهُمُ أَوْفُوا الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِمَّنْ  
بَعْدَهُمْ ثُمَّ هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِصَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ

جمہور کاناس سے ۲

پہلی فصل: رہائش، حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم دنیا میں بھیجے ہیں نہ قسمت کے دن آگے ہوں گے نہ جہنم کے کہ انہیں نہ کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد لکھا ہے یعنی جو کہ ان کا دن بھی تھا جو ان فرسہ بن گیا تھا وہ اس میں اختلاف کر بیٹھے۔

[illegible]

ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دے دی لہٰذا اس میں لوگ مارے تاج میں سیودہ کی کل ہیں جیسا کہ پانچوں تک (مسلم بخاری) سلم کی روایت میں ہے کہ ہم سب میں ہیں اور قیامت کے دن آگے جنت میں ہم سب پہلے جائیں گے اور ان کے سوا کہ ان میں ہیں اور اس کی دوسری روایت میں انہیں سے اور حضرت عبداللہ سے ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں ہے کہ تم دنیا والوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے ہوں گے کہ ہمارا فیصلہ مخلوق سے پہلے ہوگا لہٰذا یہ روایت ہے حضرت ابومرہ سے فرماتے ہیں خضرؑ

لہ یعنی عظمت والا دانہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوبی ہے رب تعالیٰ چاہتا تھا کہ میرے بندے پر دانہ میری عبادت کے لیے بنے  
خالی رکھیں۔ مگر جو دو نصاریٰ کو تیار کیا بلکہ انہیں اختیار دیا بلکہ ایک حکم جو دن چاہو اپنی عبادت کے لیے جو چلو جو چھو جتنی غیب  
کرنا انصاری نے اوارا محمد کی طرف کسی کا خیال نہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ انتخاب بہرہ پر دیکھو اور بلکہ جو میں خود جمع کر دیا گیا۔ تاکہ ہم  
انتخاب میں غلطی نہ کریں بلکہ مرقات نے ابن سیرین سے روایت فرمائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ  
کے انصاری نے سوچا کہ جب یہودیوں اور عیسائیوں کا عبادت گاہوں میں رہے تو ہم بھی کوئی دن کیوں نہ مقرر کر لیں۔ انہوں نے عہد  
کے دن حضرت سعد ابن زہراء کو امام بنا کر ان کے پیچھے دو کتبیں ادا کیں اور اس دن کا نام پہلے عہد کے طور پر کھاسا کی تائید  
ابن خزیمہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ انصاری کہتے ہیں، سعد ابن زہراء وہ ہیں جنہوں نے ہجرت سے پہلے میں مدینہ میں جمعہ پڑھایا  
اس بنا پر یہاں ہندی بنا اللہ کے معنی یہ ہوں گے کہ رب تعالیٰ نے میری امت کے خیال کو مجھ فرمایا خیال اسے کہ نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں عہد کر کے پہنچے اور عہد ربانیت کا آغاز وہاں ہوا۔ عہد میں بنیم رہے۔ پھر وہاں سے عہد کے دن نبی سالم اپنی عہد  
میں تشریف لائے اور اس مسجد میں جمعہ پڑھا جو طویل وادی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا عہد تھا جو اس مسجد میں ادا ہوا فقیر نے اس  
کی زیارت کی ہے اور دای در نقش پڑھ میں مسجد نبی کے راستہ میں ہے شکستہ مال ہے سٹھ یعنی ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہمیں سٹھ  
اور دوسرا دن یعنی شنبہ یہودیوں کو اور تیسرا دن اتوار یہ عیسائیوں کو۔ جیسے ہمارا دن ان کے دنوں سے پہلے ہے ایسے ہی ہم بھی  
ہر عہد اس حدیث سے معلوم ہو گا کہ ہفتہ جمعہ سے شروع ہوتا ہے اور ہفتہ شنبہ پڑھ سٹھ اس طرح کہ نہروں سے پہلے ہفتہ میں حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم جائیں گے اور ان دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پہلے جائے گی پھر دوسری امتیں سٹھ ہر حدیث کو مستند حدیث  
کی شریعت سے جس نے بنایا کیجیے ہونے سے ہر امر اور پہلے ہونے سے ہر مطلب حیا ان کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ  
 آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ لِسَاعَةِ الْأَرْضِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَرَاةٌ  
 مِثْلَهُ، وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لِسَاعَةً كَمَا  
 يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَنْعَظَا كَأَنَّهُ مُتَنَفِّعٌ عَلَيْهِمَا وَرَأَى مُسْلِمٌ  
 قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لِسَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا مُسْلِمٌ  
 قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَنْعَظَا بَيْنَا ۚ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بَنِ أَبِي مُوسَى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین وہ دن جس میں سورج نکلے وہ جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام سے  
 اسی دن جنت میں گئے اسی دن وہاں سے بھیجے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی ہوگی (مسلم) اور روایت ہے کہ اسی  
 سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ میں ایک گھنٹی ہے جسے بندہ مومن نہیں پانگا اس میں اللہ سے  
 خیر مانگے مگر اللہ اسے وہ ضرور دیتا ہے (مسلم بخاری) ہر قسم نے زیادہ کیا فرمایا وہ چھوٹی سی گھنٹی ہے اور مسلم  
 بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جمعہ میں ایک ساعت ہے جسے مسلمان نہیں پانگا کہ گھنٹا ہوا نماز پڑھتا ہوا اللہ  
 سے خیر مانگے مگر اللہ اسے ضرور دیتا ہے (مسلم بخاری) ہر قسم نے زیادہ کیا فرمایا وہ چھوٹی سی گھنٹی ہے اور مسلم  
 کہیں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھے کی ساعت کے بارے میں فرماتے سنا کہ

قیامت میں ہر مومن پر کلمہ ربی کی کیوں نہ ہو کہ اصل مقصود یہ امت ہے ہاں اس کے تابع (مرفوعہ)

لہ یعنی پہلے بھی بڑے بڑے واقعات اس دن میں ہی ہوئے اور آئندہ نہایت اہم اور سنگین واقعات قیامت کا اسی دن ہوگا۔  
 اس لیے یہ دن بڑی عظمت والا ہے۔ خیال رہے کہ اگر علیہ السلام کا حجت میں جانا تھا اللہ کی رحمت تھی اللہ ہاں شریف لانا بھی  
 کہو نہ کہ وہاں پہنچنے گئے تھے یہاں کھانا اے اور اس دن میں خوشیوں میں خانا عبادت میں نہایت مہربان ہے دیکھو ماہ وصال و شب قدر اس لیے  
 دن ناقیامت افضل ہو جاتا ہے اور اس دن میں خوشیوں میں خانا عبادت میں نہایت مہربان ہے دیکھو ماہ وصال و شب قدر اس لیے  
 افضل میں کہ میں قرآن شریف نازل ہو اس میں ان کی عقیدہ ہے کہ شب ولادت شب حوائج و ضروریات افضل برائیں ہیں ان میں قرآن  
 کر اخرویشاں مہربان ہے اس کا اخذ یہ حدیث ہے ۱۰ یعنی وہ ساعت قبولیت دعا کی ہے رات میں روزانہ وہ ساعت آتی ہے مگر  
 دنوں میں صرف جمعہ کے دن بقدرتا نہیں معلوم کہ وہ ساعت کب ہے۔ غالب یہ ہے کہ دو گھنٹوں کے درمیان یا مغرب کے کچھ پہلے ۱۱  
 یعنی اس ساعت میں صلہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی۔ رفاہی شفیق کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی جو جہنم کا درجہ  
 صرف دعا کی پروردگار ہی یکتا ہے میں اسی جانب اشارہ ہے ورنہ نماز کی حالت  
 میں دعا کیسے مانگی جائے



الْجُمُعَةِ فِي مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّهْمَانُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ: **الفصل الثاني** **بَعْنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِلَى الطَّوْرِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقُلْتُ مَعَنَا حَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَةِ وَحَدَّثْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِي مِمَّا حَدَّثْتَهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ نَبِئَ عَلَيْهِ وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ كَابَةِ الْإِدْمِ مِصْبُوحَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مُشْرِقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا**

وہاں اسکے بیٹھنے سے اولے نماز کے درمیان ہے ملا مسلم اب دو سری فصل ہا روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں طور کربلا گیا تہ تو کعب احبار سے ملا انکے پاس بیٹھا انہوں نے مجھے نورائے یابنیں سنائیں اور میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں کہ جو حدیثیں میں نے انہیں سنائیں ان میں یہ بھی تھا کہ میں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین دن وہ دن جو پر سورج طلوع ہوتا ہے جو کارن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں تار سے گئے اسی میں ان کی قبر قبول ہوئی اسی میں وفات پائی اسی میں قیامت قائم ہوگی ہے ایسا کوئی بات تو نہیں جو جمعہ کے دن جمع سے آفتاب نکلنے تک قیامت کا اثر ہے ہوئے نہ نظر ہوئے

لے جیسے جس وقت سے امام ہنر پر خطبے کے لئے بیٹھے اس وقت سے نماز جو ختم ہوئے تک قبولیت کا وقت ہے مگر اس وقت میں تیار کی نماز ہوتی ہے ذکر نماز پر چڑھان حال ہوگی زبان قال کیونکہ اس وقت نماز کلام سب حرام خیال رہے کہ اس روایت کے متعلق علماء کے چالیس قول ہیں جس میں دو قول زیادہ قوی ہیں ایک اس وقت کا دوسرے آفتاب ذوب ہونے وقت کا حضرت فاطمہ زہرا اس وقت خود حجرے میں بیٹھتی اور اپنی خادمہ حضرت کوہر کھڑا کریں جب آفتاب ذوب ہونے لگا تو خادمہ آپ کو خبر دیتیں اس کی خبر پر سرکار اپنے ہاتھ اٹھائیں صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کہ: **لَعَلَّ رَبَّكَ وَوَعَدَكَ وَوَعَدَكَ سَائِرًا هَلْ بَدَّيْتُ النُّبُوَّةَ** سے ظاہر ہے کہ طور سے مراد وہ مشہور طور پہاڑی ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے ملکہ آپ کا نام کعب ابن لہی کہتے ابو اسحاق قبیلہ حمیر سے ہیں یہود کے بڑے مشہور عالم تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا یا سنگہ ملاقات دیکھ کر کہ عبد قاروقی میں ایمان لائے اور خلافت عثمانی سے یہ مقام محض میں وفات پائی لہذا آپ تابعین میں سے ہیں ملکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسرائیل سے توجہ بہت شریف کی وہ آیات سننا کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں ہیں تاکہ اس سے ایمان تازہ اور دل روشن ہو جس کی احادیث میں تورات پڑھنے سے حضرت یوحنا کو منع فرمایا گیا وہ تورات کی وہ آیات مراد ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں یا اس سے بدایت لینے کے لئے پڑنا سراجے اب بدایت معرفت قرآن و حدیث میں ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم دیا دوسری روایت میں ہے کہ عاشرہ کے دن ہوگی سنگہ اس کا سہارا یہ کی اجازت دے گی ملکہ جتنے جمد کے دن بر جانا و منتظر ہوتا ہے کہ شاید آج قیامت ہو جب یہ چیزیت سورج شکل آتا ہے تب تکنا ہے کہ

الْحَيَّ وَالْإِنْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَصْطَادُ فَمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يَصِلُ بِسَأْلِ اللَّهِ شَيْئًا إِلَّا  
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذَٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَةَ  
فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ مِنْ سَلَامِهِ  
فِي ذَنَّتِهِ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَعْبَارِ وَمَا حَدَّثَنِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ كَعْبٌ  
ذَٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ كَذِبٌ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَةَ  
فَقَالَ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ آيَةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَصْنَعَنَّ عَلَى فَقَالَ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ

ہن واثق کے اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ سے کچھ مانگے مگر رب  
اسے دیتا ہے کعب بولے کہ یہ ہر سال میں ایک بار ہے میں نے کہا یا کعب ہر جمعہ میں ہے تو کعب نے تورات پر مبنی توہین  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن سلام سے طووس نے انہیں کعب کے  
پاس بیٹھے اور تو کہ میں نے ان سے جمعہ کے بارے میں گفتگو کی سنائی، میں نے کہا کہ کعب بولے یہ ہر سال میں ایک دن  
ہے تو عبد اللہ ابن سلام نے فرمایا کہ کعب نے غلط کہا کعب نے ان سے کہا پھر کعب نے تورات پر مبنی توہین کیا کہ وہ ہر  
جمعہ میں ہے نب عبد اللہ ابن سلام بولے کہ کعب نے یہ کہا کہ عبد اللہ ابن سلام نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کوئی  
ساعت ہے ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا وہ مجھے بتا دیجئے اور ازل سے کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن سلام نے فرمایا کہ وہ  
جمعہ کے دن کی آخری گھنٹی ہے ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں بولا کہ وہ

آج قیامت نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جانور دل کو بھی معلوم ہے کہ قیامت جہنم کو آدھے گے اور انہیں ہمارے دلوں کی بہت خبر ہے  
کہ آج قیامت دن ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کی تورات میں بھی جمعہ کے فضائل احسان میں قبولیت کی ساعت کا ذکر  
تھا مگر حضرت کعب کی یاد نے غلطی کی کہ وہ سمجھے تورات میں یہ ہے کہ سال کے ایک جمعہ میں قبولیت کی ساعت ہوتی ہے یہ حضور صلی اللہ  
وسلم کا بڑا مہرہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہنم کی ترویج تو تورات کے بتوں کے عالم میں بھی نہیں دیکھی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ایک صحابی نے بتا دیں کہ یہاں کلاب مبنی جوڑ میں ہے مگر مبنی بھول جانا یا غلطی کہ تلبہ اسے مسلمان ہوا کہ ایک عالم نے غلط فہم سے کہہ دیا  
عالم درست کر کے مسائل کو بتا سکتا ہے کہ وہ غلط تھا سہ سبحان اللہ یہ حضرات بالکل بے نفس تھے انہیں کسی ذلت سے متاثر نہ تھا وہ اصل مسئلے  
سے بحث تھے امام بخاری نے بخاری شریف میں جو امام ابو حنیفہ پر رحمت لہو اس اعتراضات کیے ہیں انہیں امام اعظم سے متاثر نہ تھا وہ کچھ کہہ کر مسائل غلط  
اور درست کے خلاف میں اپنے اس طرح اعتراضات کہ گئے انکا انداز بہ حدیث ہے لہٰذا اب ہم اہل بخاری کو برا نہیں کہہ سکتے کہ تقدیر حق سے بنا

اِخْرَسَا عَیُّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصَادُ فِيمَا عِبْدُ مُسْلِمٍ وَهُوَ يُصَلِّي فِيمَا خَفَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ لَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَمُوءٍ فِي صَلَوةٍ حَتَّى يَصِلَ قَالُوا هَرِيرَةٌ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ فَهَؤُلَاءِ لَكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبُؤْدُ أَوْ دَوَّانِزِمِذِي وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ إِلَى قَوْلِهِ صَدَقَ كَعْبٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِسْمُ السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ لِلْغَيْبِ بِنَةِ الشَّقِيقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَيَذْخِلُ

جمہور کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ اسے نماز پڑھتے ہوئے پائے لا عبد الا لمن سلام ہوئے کر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی گھر یا مکان کا مظلوم ہے بیٹھے ہو وہ نماز پڑھتے تک نماز میں ہے البتہ یہ وہ فرماتے ہیں جس نے کہا فرمایا وہ یہی ہے کہ (مالک، ابوداؤد و ترمذی، نسائی، ابوداؤد احمد نے صدی کعب بن روابی کی روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ ساعت جس کی جمہور کے دونوں میں ایک مل جائے وہ وہ صبح کے بعد سے آفتاب ڈھونڈ ڈھونڈ کر (ترمذی) روایت ہے حضرت اوس بن اوس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا گھر میں دونوں میں سے حرم کا دن ہے اس میں حضرت آدم پر پہلا گھر اور

میں کل رب تعالیٰ فرماتا ہے وہاں جو علیٰ الغیب یضیق خیال رہے کہ مال کے بدل سے علم کا بدل زیادہ بڑا کیونکہ علم خرچ کرنے سے گھٹتا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ مال سے علم کے سراغ چھوڑ کر وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے گا یہ غالب ہے کہ اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کریم فرمایا ہوگا اور ہو سکتے ہیں کہ تو یہ بت میں سمجھ کر یا اپنے بزرگوں سے سیکر فرمایا ہو مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ کو اسلام لانے کے بعد تو یہ بت پر آمادہ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایسا جرم کر سکتے تھے +

لے لیجئے اس وقت نماز نہ کر رہے کہ درخشاں نماز نفل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اسے نماز پڑھتا ہوا پالتا ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ وہ وقت نماز کا ہے۔ لہذا آپ کا قول اس حدیث کے مخالف معلوم ہوتا ہے کہ یعنی تمہارا کارِ عبادت میں غمانہ سے متیقن نماز نہ رہیں بلکہ جو کچھ نماز اور ہے سو چو کہ اس وقت مغرب قریب ہوتی ہے لوگ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ تو نماز کا ہی ہوتے ہیں اب اگر دعا مانگ لیں تو نماز میں بھی ہیں اور دعا بھی مانگ رہے ہیں خیال رہے کہ اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ یہ ساعت مغرب کے قریب ہوتی ہے بہتر ہے کہ دو خطبوں کے درمیان دعا مانگ لے اور خطبہ اور نماز کے درمیان بھی اور اس وقت بھی ہم سب مل کر کہیں کہ اس ساعت کے بارے میں چالیس قول ہیں اس میں خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت سے خراج دیا ہے آپ پر کوئی کی چیز چھپے گی یا ساعت بلکہ ساری ساعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ سے جتنی ہو چکی ہیں اسرا البتہ میں سے اس ہے اس کا نام نہ فرمایا جیسے شب قدر بلکہ لوگ اس کی تلاش میں مباحث زیادہ کریں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ شاید یہ حدیث نبوی

اَدَمُ وَفِيهِ قَيْصُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ كُنَّا كَثُرُوا عَلَيْنَ الصَّلَوةِ قِيْدُ فَإِنْ صَلَوْتَكُمْ  
مَعْرُوضَةً عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَوَتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ ارْتَمَتْ قَالُوا يَقُولُونَ بَلَيْتُ  
قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ  
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدُّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی میں وفات دیتے گئے اور اسی میں صور پھونکا ہے اور اسی میں پہوشی ہے لہذا اس دن میں تمہارے درود پڑھاؤ اور پڑھو  
کیونکہ تمہارا درود تمہارے پیش ہوئے ہیں بلکہ لوگ بولے یا رسول اللہ! درود آپ کیسے پیش ہوں گے آپ تو ہم سے  
بڑے ہونگے (یعنی گڈی) بلکہ فرمایا کہ اللہ نے میں پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے گئے ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی وغیرہ  
کثیر الشہادہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ساتویں بیت میں مگر شاندار مسامتت پوشیدہ ہے یا گھوڑی رتھی ہے کسی جمعہ میں کسی وقت اور کسی جمعہ میں دوسرے وقت  
لے اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ تاریخ اور جس دن میں کوئی اہم واقعہ کسی ہوجائے وہ دن اور تاریخ تا قیامت اہم  
ہیں جاتی ہے دوسرے یہ کہ اس دن اور اس تاریخ میں ان واقعات کی یادگار بن جائے کہ باہتر ہے تیسرے یہ کہ وہ یادگار بن  
جیادات سے قائم کی جائیں کہ انکو اور کبیل کو دے یعنی اس دن زیادہ عبادتیں کی جائیں میلاد شریف، گیارہویں شریف، عید  
مہراج، مہینہ بزرگ، کاجی، متعدد ہے اور ان سب کی مثل یہ حدیث اور ذکر ان شریف کی کیا بیش میں یہ دیکھو جیاد، الحق حصہ اول :-  
کہ یعنی عید کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیک کا ثواب سنہرگی ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، لہذا  
افضل دن میں افضل عبادت کر کیوں کہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ فی پیشین ہوئے ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں خیال  
رہے کہ پیش ہی درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر عید کے دن خصوصی پیشی ہوتی ہے خصوصی قبولیت و مرقاة  
۱۰۰ سوال انکار کے لئے نہیں بلکہ کیفیت پہنچنے کے لئے ہے یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح  
شریف پہنچو گی یا روح سے انجم ہو جیے گا یا علیہ السلام سے رب تعالیٰ کی طرف سے پیش کی خوش خبری یا کہ عرض کیا تھا خدا یا میرے  
پیش کیسے ہوگا میں پوچھا ہوں میری بیوی یا بچہ یہ سوال بھی کیفیت پہنچنے کے لئے ہے کہ انکار الہذا اس پر درود افضل کوئی  
اعزاز نہیں کر سکتے خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ان باب پر پیش ہوتے ہیں میرے کہ شیخ پر مگر وہاں پیشی بھی ہوتی ہے ۔  
وہ بھی فقط درود یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور درود مع انجم پر مرقاة ۱۰۰ لہذا ان کے اجسام زمین  
کے کسی جہت میں نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ ایک سال تیار کی بیعت نہ  
کڑی کے سہارے کھڑے رہے بعد ایک نے آپ کی لاشی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر ہمیں علماء  
فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر چربا شہم نہ تھے اور دانتوں نے آپ کا گوشت کھا یا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ سینہ کا جسم کثیر  
نہیں کھا سکتا جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے نہ زندگی میں اختلاف یہ ہو سکتا ہے جیسے لوہا جاتو  
اور رنگ ان پر اثر کرتے ہیں شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی میں کہ نبی علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ زندگی میں یا نہی

الْيَوْمَ لَمْ نُؤَدِّ يَوْمَ الْيَمِينَةِ وَالْيَوْمَ الشُّهُودِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَا طَلَعَتِ  
الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يَوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللَّهَ  
خَيْرًا إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيدُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عَازَاةً مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاللَّيْمِيُّ وَ  
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَهُوَ يَصْغَفُ  
الْفَصْلُ الثَّلَاثُ بِعَنْ ابْنِ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْدِرِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ یوم کو خود قیامت کا دن ہے اور یوم مشہود ہونے کا دن ہے اور شاہد جسے کا دن ہے جو سے بہتر کسی دن پر ان کا طبع  
نہیں ہوا ہے اس میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مومن اللہ سے دعا نہ کرے ہوئے نہیں یا اگر اللہ سے قبول  
کرتا ہے اور کسی چیز سے بنا وہ نہیں مانگا مگر اللہ اسے بنا دیتا ہے کہ (احمد ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب  
ہے کیونکہ ابن عبیدہ کے سوا کسی حدیث سے پہنچی ہی نہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں کہ یہ کسی متصل  
روایت سے حضرت ابو لہب ابن عبد المندر سے وہ فرماتے ہیں فسر یا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اور حقیقی ہے کہ شاید وہی طرح صرف معنوی اور روحانی اس کی پوری تحقیق جَدَّ مَبِ الْقُلُوبِ اور تَارِجِ مَدِينَتِ  
میں ملاحظہ کیجئے۔ واضح ہے اور علامہ جمال الدین بیہقی نے اپنی کتاب مَشْرِجِ الْحَدُودِ فِي أَحْوَالِ الْقُبُورِ میں حیات  
انیسا پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی فروح میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں  
مگر نماز پڑھتے ہیں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں (رحمۃ) ۱۵ اس روایت کو ابن حبان (ابن خزیمہ  
نے اپنی صحیح میں نفی کیلے حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علی شرط بخاری ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد  
صحیح ہیں۔

۱۵ یعنی سورہ برداء میں جو فرمایا گیا کہ وَالْيَوْمِ الْاَوْفَوْوْشَ اَعِدَّ دَعْوَتُ هُوْدَ اس میں یہی دن مرد میں کتیامت مومنوں کے وعدوں  
کا دن ہے اور کافروں کی وعیدوں کا اور بقرہ کی نوں میں مذکور وہ دن ہے جو سب مسلمانوں کو وفات میں مبتلا کرے اور جو خود مومنوں کے  
گھروں میں پہنچ جائے لہذا یہ مشہور ہوا اور جب شائد اس کی اور بہت تفسیریں ہیں جو ہم نے اپنی کتاب نور العارفان میں بیان کی ہیں وہاں  
ملاحظہ کیجئے۔ ۱۵ یعنی تمام دنوں سے جمیع ہنر سے حضرت امام مالک جو فرماتے ہیں کہ سوا افضل ہے ان کی مراد جزئی فضیلت ہے لہذا  
ان کا وہ قرآن اس حدیث کے خلاف نہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشنہ کے طفیل میں مجتہد ملا ۱۵ یہاں مومن فرمایا گیا پچھل احادیث  
میں سلمہ نہ لگا کر یہ دونوں لفظ یہاں ہم سمجھیں ۱۵ مگر جو نکو اس کو گزشتہ اصابت سے قوت پہنچ گئی لہذا اب یہی لہیرہ ہے نیز  
فصل اعمال میں حدیث ضعیف بھی قبول ہوئی ہے ۱۵ آپ کا نام رناع ہے انصاری میں اس کی میں بیعت العقیدہ میں حاضر تھے  
یہ میں حضور اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہے نعمت میں  
آپ کا حشر کھا گیا، غافرت مضمون میں وفات پائی ا کمال .



کہ جو کہ ان اللہ کے نزدیک تمام دنوں کا راز اور حرام سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیدِ بقیعہ اور عیدِ اضحیٰ کے دنوں سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ اوصاف ہیں فقہ نے حضرت آدم کو اس میں پیدا کیا اور اللہ نے اس میں حضرت آدم کو زمین کی طرف اتارا اسی میں اللہ نے حضرت آدم کو وفات دیا اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ کوئی شے نہیں مانگی مگر رب سے دیتا ہے جب کہ حرام چیز مانگے اسی میں قیامت قائم ہوگی کوئی مقرب فرشتہ آسمان زمین سے جہاں میں ہمارا دنیا الیہ نہیں جو جیسے کہ دن سے خوف کرتے ہوں سکے (ابن ماجہ) صحابہ نے معافہ سے یوں روایت کی کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا میں جسے کہ دن کے بارے میں خبر دیکھے گا میں کافر بنوں گا میں کہ تو فرمایا اس میں پانچ صفیں ہیں اور انھیں دیکھ لیں کہ ہر روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

[illegible]



کریہ علیٰ الصلوٰۃ وعلیٰ الصلاۃ کہ جس وجہ سے اس دن کا نام جمع رکھا گیا فرمایا اس لیے کہ اس میں جہاد کے والد حضرت آدمؑ کی بیوی کے گئی لے اسی میں بیوی تھی اور شنبہ ہے اسی میں پھرے گئے اور اسی کی آخری تین گزروں میں اسی گھڑی سے جو اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی قبول ہوئے (۱۴۴۵) وروایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بخلاں درود روزیادہ پڑھو کہ جو کدہ حاضری کلاں ہے جس میں فرستے حاضر ہوئے تھے اگلا اور کدہ کوئی درود نہیں پڑھتا جس کلاس کا درود پڑھ کر پیش ہوتا ہے سچے کہ اس سے فارغ ہو جائے تو فرماتے ہیں میں نے سچے کہا کیا موت

[illegible]

اس سے اس فرشتے کی قوت و رفتار معلوم

کے بعد بھی فرمایا کہ اللہ نے زمین پر میوؤں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے لہذا اللہ کے نبی زیدہ ہیں مرنے والے ہیں

[illegible]

ابن ماجہ: روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوئی مسلمان نہیں کہ جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو مگر اسے اللہ عذابِ نیرس سے محفوظ رکھتا ہے (ابن ماجہ و احمد و

معلومہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی زور و سول کی طرح ہوئی تو قبول فرمایا جاتا اِنَّ اَنْتَ يَا اَهْلَہُ صَفِیُّوْنَ اس حیات کی مفصل تحقیق ہماری تفسیر یعنی بارہ دوسم میں دیکھیں۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم درویش سادہ عالم جمہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جڑ میں سادہ عالم درخت ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فنا ہو گئے ہوتے تو ہمارے ختم تھا۔ جیسے درخت کی ہر شاخ میں ہر کونہ کی کاپڑہتی ہیں اور ہر کونہ میں ہر حرکت درخت کاپڑہتی ہے۔ ایسے عالم کیا نام دیتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کاپڑہتے دے رہا ہے دیکھو جسم کا سوا کچھ اور حضور سزاگاہ نہیں کہ بھی درویشے والیت ہے اگرچہ بے کار ہو گیا ہے۔ ایسے ہی ہم گنہگاروں پر غائب الہی نہیں اسکا اگرچہ ہم بے کار ہیں مگر واسطی مصطفیٰ پاک سے واسطہ نہ رہا۔ رب تعالیٰ فرما ہے مَا کَانَ الْاَنْفُ لَیْسَ بِہِذِہٖ دَانَتْ وَ اَنْتَ خَلِیْقُہٗ اَکْرَہُ اَنْتَ اَنْتَ صَلِّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ میں دے رہے ہوتے تو ہم پر مذہب آجاتا یا جیسے غنا۔ ہماری بارگاہوں کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہے اِنَّکَ تَفْعَلُ مَا تَشَآءُ عَلٰی صَوْتِہٖ اِنَّ اٰیۃَ الْاَنْفٰسِ تَاْکُلُ مِنْکَ مَا لَیْسَ بِہِذِہٖ حَسْبُہَا لَہٗ لَیْسَ حَسْبُہٗ سَبْہَا لَہٗ وَ اَنْتَ عَصَا بِرَیْکَ تَنْکَلُ کھڑے رہے بہت عرصہ کے بعد وہ ایک نے اٹھی کھاتی تھ آپ کا جسم زہی پر کیا ہی عرصہ میں ہر جسم بگڑتا ہے دیکھ کر کہ گھایا، وہ غیب! ہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلماتِ غلام ہیں۔ جب الہی ہر (جو کہ زندہ جاوید ہو گئے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم سے رزق سے مراد رزقِ حسی ہے۔ یعنی جتنی سوسے ان کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں جس سے وہ بہرہ مند رہتے ہیں جب ان کے غلام یعنی شہدائے روضہ جنت میں پہنچتی ہیں۔ وہاں کے چھل کھاتی ہیں اور جب میرٹھ کو دنیا میں جنت کے پھل دینے گئے اور انہوں نے کھائے تو قرآن مجید نو ابیائے کرام خصوصاً ابیالاعباس کے رزق کا پوچھنا۔ اصحاب کہف اور ان کا گناہ صد سال سے سولہ رہے ہیں انہیں قیامت کی زندگی پر براہِ رستہ رہا ہے۔ سورج ان پر درجوب ہیں تپتی ذات، دھماکہ ہنوزی اور جوں و بولانی ان پر ہر گئی نہیں پہنچا۔ حضرت انبیاء علیہم السلام ان سے اعلیٰ حسن والی زندگی رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد وفات ایسی ارواح کا نانا نفع ہے۔ جب بے جیسے زندگی شریف میں تھا۔ چنانچہ ہمارے وزیر و کتب احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زہم کسی دولت نہ کوئی ہمارا وارث۔ ہمارے بعد ہماری ارواح کے نفع اور شمال کی خواہش سے جو کچھ وہ خود ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب تک میرے جسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق دفن ہیں۔ میرے لیے یہ عجاوب ہیں جاتی تھی مگر جب سے جناب عمر دفن ہوئے ہیں میں عجاوب جانتی ہوں اگر وہ حضرت زید بن ابیہر تو یہ نرم گس سے ہے بعض اوقات کہ جس کا صمد ہا برس کے بعد اب بھی درست دیکھ جاتے ہیں اگر وہ باکل مردے میں تو ہم گناہ کیوں نہیں۔ حیات نہ پر بارہ دلائل ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب دروس قرآن میں دیکھو۔

۲۔ مکہ شہر کے رہنے والے کو اس کی اسناد نہایت معتبر اور قوی ہے اور ہر محدث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ میں منقول ہے بلکہ بعض

الرَّمِيدِي وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَيْسَ أَسْنَدُهُ مُتَّصِلٌ، وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ  
قِرَاءَةَ الْيَوْمِ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الرَّايَةَ وَبَعْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ لَوْلَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا  
لَا كُنَّا نَأْهَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمٍ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ وَفِي يَوْمٍ  
عَرَفَةَ رَوَاهُ الرَّمِيدِي وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ

ترندی الرمدی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے کہ اس کی اسناد متصل نہیں ہے اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ  
آپ نے یہ آیت پڑھی الْيَوْمِ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ لکھو دین کو الایۃ آپ کے پاس ایک یہودی تھا وہ بولا اگر یہ آیت ہم پر  
اتری تو ہم اسے عید بن لیتے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن میں اتری یعنی جمعہ اور عرفہ کے  
دن تک (ترندی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے، اور روایت ہے حضرت انس سے کہ فرماتے ہیں

حاب وعذاب سے محفوظ ہے جیسا کہ روایات میں ہے ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ کتنے شخصوں سے حجاب قرہ بنی ہوا جس میں سے ایک یہودی  
سے امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب میں لکھا جو اربعہ میں اس حدیث کو بہت اسنادوں سے نقل فرمایا اور فرمایا کہ اسے احمد ترمذی  
ابن ابی الدنیا ابن وہب ہیثمی نے قوی اسنادوں سے نقل کیا ابو نعیم نے علیہ میں حضرت جابر سے کچھ تھوڑے اختلاف کے ساتھ  
روایت کیا اور عید بنے کتاب الترمذی میں ایسا ابن کثیر سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو جمعہ کے دن فوت ہو جائے اسے شہید کا ثواب  
ہے اور عذاب قبر سے نجات ہے ابن جریر نے عطا سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان جمعہ کے  
دن بارگاہ میں وفات پائے وہ عذاب قبر اور قعرہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ رب تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے ذکر کوئی حجاب  
نہ ہوگا اور قیامت میں دیئے گئے گا کہ اس کے ساتھ گواہ ہوں گے اور اس کے چہرے پر نورانی مہر ہوگی اور مرقاة دلسات و اشواق  
لہذا یہ حدیث نہایت قوی ہے اور دوسری اسنادوں سے اسے قوت حاصل ہے امام ترمذی کو جو اسناد ملے وہ متصل نہ ہوگی اور  
اگر حدیث ضعیف بھی ہوتی تو بھی فضائل میں قبول تھا چھانے کہ یہ حدیث تو بہت قوی ہے کہ یہودی نے یہ امر اصرار کیا کہ مسلمان ناقدر سے  
ہیں اور ہم قدر دان ہیں کہ ان کے قرآن میں ایسی تعلیم الٹاں آیت ہے کہ میں اسلام کے مکمل اور پرمشروع ہونے کے خبر دی گئی۔ لیکن انہوں  
نے اس کے نزول پر کوئی خوشی نہ منائی ہم ایسے قدر دان ہیں کہ اگر یہ آیت ہماری توبہت میں ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن ناقصات  
عید مناتے آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو قوتوں میں دن یہ آیت از کہم ہے اس دن قدرتی طور پر اسلام کی دو عیدیں جمعہ اور عرفہ کا دن  
وہ عید اور جمعہ ہی عید۔ خیال رہے کہ یہ آیت گجاکر کے دن عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اس سے معلوم ہوا کہ  
جہنماریوں میں اللہ کی نعمت ہے انہیں عید بنا کر شرفا اچھا ہے مرقاة نے فرمایا کہ یہ سوال کرتے

دائے حضرت کعب احبار اور ان کی جماعت تھی۔ جنہوں نے

قبول اسلام سے

پہلے یہ سوال کیا

تھا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا وَرَحِّبْ وَشَعِّبْ وَبَلِّغْنَا مَقْصِدَنَا  
قَالَ فَكَانَ يَقُولُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لَيْلَةً أَغْرَوْ تَوْمَهَا الْجُمُعَةُ يَوْمَ أَزْهَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاللَّحْنَوَاتُ الْبُكَيْرِيُّ

### بَابُ رُجُوبِهَا

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ بِعَنِ ابْنِ عُمرَ بْنِ مُرَّةٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ وَمُنَادٍ لِيَسْتَهَيِّنَ أَقْوَامٌ عَلَى وَدَعِهِمُ الْجُمُعَاتُ أَوْ لِيُعَلِّمَنَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ  
ثُمَّ لِيَكُونَنَّ مِنَ الْعَفْلَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝ الْفَصْلُ الثَّانِي بِعَنِ ابْنِ الْجَعْدِ الصُّمَّامِيِّ

کہ جب رجب آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں رجب اور شعبان میں برکت دے اور میں رمضان کو بکری  
لے فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے تھے جو کجی رات روشن رات ہے اور جو کجی دن محکوم دن ہے (یعنی دعوات کبیرہ)  
و جمعہ واجب ہوئے کا باب ۴

پہلا فصل: روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اس جمعہ کی کڑیوں پر فرماتے تھے کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر  
وہ مانتوں سے ہو جائیں گے کہ (مسلم) دو ہری فصل: روایت ہے حضرت ابو الجعد صمّامی سے کہ

لے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ رجب ختم ہونے کا ہینہ ہے شعبان پانی دینے اور رمضان کاٹنے کا کہ رجب میں نوافل میں خوب کوشش  
کرو۔ شعبان میں اپنے گناہوں پر روؤ اور رمضان میں رب تمہارے گناہ کو دھو کر کے اس کھیت کو خیریت سے کاٹو۔ ان کے اس  
قول کا مافخر یہ حدیث ہے یعنی رجب میں ہماری عبادتوں میں برکت دے اور شعبان میں ششور و خضوع دے۔ اور رمضان کا پانا  
اس میں روزے اور قیام نصیب کر لے لہذا اس اہمیت میں ہی خوب عبادت کرو اور دن میں بھی سہ واجب سے مراد فرض ہے  
شیخ القدری نے فرمایا کہ جمعہ دائمی وجہ اسلام ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ تاکید جس کا منکر بالاتفاق کا فر ہے بعض پر تو  
نے اسے فرض کفار کہا ہے غلط محض ہے فرض کفار وہ ہے کہ سب پر فرض ہو مگر بعض کے اوپر سب پر ہی اللہ ہوا ہیں۔ جمعہ میں یہ بات  
ہیں جمعہ دہائیوں و فیروزہ پر فرض ہی نہیں اور جمعہ پر فرض ہے ان سب کو چھوڑنا ہے گا جسے نماز بیگناہ حائضہ اور نفاس والوں کو  
پر فرض ہی نہیں مگر جمعہ پر فرض ہے وہ سب پر نہیں، لہذا نماز بیگناہ کو فرض کفار کہہ سکتے ہیں اور جمعہ کو سہ ایسے جو سستی سے  
جمعہ اداء کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سستی خیال  
رہے کہ یہاں روزے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آئندہ آئے وہ اسے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ  
کوئی صافی تہک کہ جمعہ تھے شے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام وہ سب ہے کثرت ابو جعد قیل یا عمرو ابن العباس عبد مناف سے ہیں۔  
ان کے نام میں بڑا اختلاف ہے آپ صحابی ہیں اور آپ سے ایک ہی حدیث منقول ہے۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَزَلَّتْ ثَلَاثُ جُمُعَاتٍ تَوَّابًا يَهْتَاطِعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ  
سُلَيْمٍ وَأَحْمَدَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَزَلَّتْ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلَيْتَ تَصَدَّقَ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ  
فِيَصِفِ دِينَارًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَعَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ سَمِعَ الذِّكْرَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ أَدَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَعَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

قریباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہین جیسے سستی سے چھوڑ دے اللہ اس کے بدل پر ہر کوسے گامے (ابو داؤد و ترمذی  
نسائی ابن ماجہ دارمی و ابوداؤد نے صفوان بن سلمہ سے روایت کی ہے روایت کی ہے حضرت  
سمروان جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بلا وجہ چھوڑ دے تو ایک دینار  
غیرات کرے اور اگر نہ پائے تو آٹھ دینار (احمد ابو داؤد ابن ماجہ) روایت سے حضرت عبد اللہ بن  
عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا جمعہ اس پر ہے جو اذان سننے (ابو داؤد) گامے روایت  
سے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا جمعہ اس پر ہے جسے رات اسکے گھر میں بکھر دیے  
شہ ترمذی) بنا دے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے روایت سے حضرت طارق بن شہاب سے زلفہ و حارثہ (اصحاح)

طہ سستی کی تہی سے معلوم ہوا کہ منور کیا کہ ہم نہیں مہر سے مراد غفلت کی مہر ہے نہ کہ کفر کی کیونکہ جمعہ چھوڑنا فاسق ہے اکثر نہیں اس سے  
معلوم ہوا کہ بعض گناہوں کی سختی کا باعث میں اور گناہ معذیرہ بار بار کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے طہ اس کی اصل یہ ہے کہ  
صدقہ کی برکت سے غضب الہی کی آگ بجھ جاتی ہے ورنہ اس صدقہ سے جمعہ کا جواب مل سکتا اس زمانہ میں بعض مفتی مجرموں پر  
کچھ کھارے کا فتویٰ دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے طہ یعنی مصافات شہر میں جہاں تک اذان کی آواز سننے ان پر جمعہ فرض ہے  
اس سے معلوم ہوا کہ شہر کے اس پاس رہنے والوں پر بھی جمعہ فرض ہے جسے نماز شہر کہتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ اس شہر کی جسے اذان کی  
لہو اب بدیع جمعہ پڑھے سفر کو نہ جائے یا مطلب ہے کہ اذان سننے ہی دیوبند کا رویہ چھوڑ دو جموعہ کی تیار کر دیو یا اذان سے دوسری  
اذان مراد ہے کیونکہ کئی اذان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی یا نہیں بعض نے فرمایا کہ اس سے اذان اول مراد ہے جو زمانہ عثمانی  
میں پہلا جو سننے والی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے احکام آج بیان فرمادیئے طہ مثلاً اگر جمعہ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے گنگے  
بیہقی نے اس کی تائید دوسری حدیث سے کی لہذا اب یہ حدیث حسن ذخیرہ ہے طہ یعنی جو لوگ شہر سے آتے فاصلہ پر ہوں کہ کبڑے اپنے



فرمایا میں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کو جبکہ یہ مسلمان پر امامت تھی ہے فرض ہے سوائے چار  
شخصوں کے مملوک غلام عورت بچہ، بیمار (البدواذ) اور مشرک مسلمان بنے بغاظ صاحب نبی و اہل کے  
ایک شخص سے یا تیسری فصل: روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کے  
متعلق فرمایا جو جبہ سے بچھو رہے تھے کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نہ پڑھائے  
پھر ان لوگوں کو جو مجھ سے بچھو رہے تھے کہ میں ان کے گھر میں آگ لگا دوں (مسلم) روایت ہے حضرت  
ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اگر جبہ چھوڑ دے وہ اس کتاب میں منقہ لکھا جائے گا جس  
میں تم مجھ سے مذہب دینی اور بعض روایات میں ہے کہ تم میں فرمایا کہ (شافعی) روایت ہے حضرت جابر سے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قریب امت پر ایمان رکھتا جو اس پر جمع  
کے دن نماز فرض ہے سوا یہاں یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام کے لے جو کھیل کود یا تجارت

وطن سے جا بیک شہر نہیں، پھر وہاں عید بڑھ کر گلیں اور شام سے پہلے پے گھر جا بیک چوگرہ حدیث ضعیف ہے اس لئے اسی کے اطلاق پر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نے عمل دیکھا صرف شہر والوں اور مسافرات شہر والوں پر مقبور وصال ہے۔

۳۴ آپ فقید محسب سے یہی کہوئی میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے مگر فرماں بہت کم ہے، زیادہ حدیثی و فاری میں ۳۳

سز ووں میں شریک ہوئے مثلاً میں وفات پائی سٹھ ہمارے وہ بیمار ادب ہے جسے مسجد میں آئے میں حرج ہوئے طلب نہیں کر سکیں در

ہو چھوڑ دے وہ خیالی ہے کہ حضرت اسی سے دور بخون، سفر، ناپائیدار گاؤں و اولیٰ عمری جو عمر میں نہیں آگئے لوگ جو چھوڑیں تو

ان کا فرض ادا ہو جائے گا اور ظہر واجب نہ ہوگی، خیال رہے کہ جمیع کے لئے جماعت شرط ہے یعنی امام کے علاوہ میں آدمی سٹھ اس سے

معلوم ہوگا کہ جو فرض ہے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو بلا غرض بعد میں پڑھتے تھے اسے آزاد کے منافع میں اور اگر مکمل کیے بہت سے غافل

\* مانا، اس حدیث کی شرح جماعت کے یہاں میں گزری کہ یہ جیسے جہیز میں بلا غرض ہوئے، وہ منفق عمل ہوگا اور یہ نفاق اس

برائے لازم ہوگا کہ ہر اس سے نکلنا مشکل ہوگا، اس حدیث کا مطلب ہے کہوں کہ جو چھوڑنا نفاقوں کا کام ہے۔

تَحَارَةً اسْتَعْتَقَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الدَّارِ الْقُطَيْبِيُّ :

## بَابُ التَّطْيِيفِ وَالتَّبَكُّيْرِ

الفصل الأول: عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ لِحُلِّ تَوَمِ الْجُصْعَةِ وَيَسْطَهْرُ وَاسْتِطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدَّهْنُ مِنْ دَهْنٍ أَوْ مَسَّ مِنْ طَيْبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَقْدِرُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يَقْصِدُ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَصُتُّ إِذَا كَلَّمَ إِلَّا قَامراً

کی وجہ سے لاپرواہ ہو جائے تو انہوں سے لاپرواہ ہو جائے گا اللہ ہی پر وہ لائق حمد ہے (دارِ قطیبی) :

### صفائی کرنے اور جنت کی بات

پہلے فصل ہر روایت سے حضرت سلمان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ کوئی شخص نہ جہنم کے دل میں گھر کرے اور نقدِ طاقت صفائی کرنے اور اپنے تل میں سے کچھ لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو ملے سے شہر سے باہر جائے تو وہ شخص کو گناہ سے بچے اور تقدیر میں بھی ہے وہ نماز پڑھے یا چھوٹا یا بڑا ہو تو غاموس رکھے

لے یہاں سفر کا ذکر بھی کیا گیا ہے سفر کرنا جو یا سفر میں کسی بگڑے ہوئے طور پر بظہار ہوا دونوں کا یہ حکم ہے ہاں جہنم کے دل نماز سے پہلے سفر کرنا مکروہ ہے لے جو کام نماز سے روکے وہ مکمل کو دوسرے خواہ نظام کرنا ہی اہم ہوا اسی لئے اسلام میں جہنم کے دل و دختر کا دروازہ باز رہتا رہتا ہے تاکہ ایمان شکنوں کی وجہ سے لوگ نماز سے غافل نہ ہو جائیں لے تطہیف و طافت سے بننا بھی صفائی و پاکیزگی اس میں بدلتا ہے اور دونوں کی صفائی داخل ہے اور بدن کی صفائی سے مراد غسل ہوا کہ جماعت اور زیارت کے بالائے شان و اعتبار کے ان کو داخل کرنا واجب ہے کہ یہ تمام کام جہنم کے دل سنت میں تکبیر یا کورہ سے بنا بھی ہو کر کا اگلا حصہ اسی لئے شرفِ حق کو کورہ اور کورہ کی لڑائی کو کورہ کہتے ہیں یہاں مراد ہے نماز جہنم کے دل وقت سے جس میں پہنچ جانا بعض صوفیاء جہنم کے دل فجر سے پہنچنے سے کہتے تھے جبکہ کمالِ فضل و جہت ہے حضرت نسل و جماعت و جہنم و نماز فجر سے پہنچنے کہتے تھے علمہ فرماتے ہیں کہ ہوا دل خطیبہ پالے اس لئے تکبیر پر عمل کر لیا لے یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جہنم صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض امارت میں عورتوں کا ذکر ہے وہاں عبارت یہ ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ لِحُلِّ تَوَمِ الْجُصْعَةِ وَيَسْطَهْرُ وَاسْتِطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدَّهْنُ مِنْ دَهْنٍ أَوْ مَسَّ مِنْ طَيْبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَقْدِرُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يَقْصِدُ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَصُتُّ إِذَا كَلَّمَ إِلَّا قَامراً

اور اب دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ بخشے نہ جائیں گے (بخاری)۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جو عذر دیں وہ نہ مارا اور پھر جو عذر پیش کیے حتیٰ کہ ان کا خطبہ سے فائدہ پہونچا ہے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جہاد اور دوسرے جہاد کے درمیان اور تین دن زیادہ کے گناہ بخش دیتے جائیں گے (مسلم)۔ روایت ہے ابی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عذر متوکر سے توہم چکا کرے گا پھر عذر میں آوے تو غرض میں آوے لو کہانہ لگا کر سنے جسے تو اس جہاد اور دوسرے جہاد کے درمیان کے گناہ بخش دیں گی کیا دینی کے بخش دیتے جائیں گے جس کو لگا کر سنے اس نے لکھا کہ (مسلم)۔ روایت ہے ابی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

بہت بے رحمی سے اس طرح کہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور راستہ جیوں کو پیر کر ان کے درمیان بیٹھے لکڑیاں جگڑائے وہاں بیٹھ جائے  
بعض لوگ مجھ سے بھی پیچھے ہیں اور پہلے صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں کہ تجھ کو ایسے کے نفل یا مسرت  
مجھ پہلے پہنچنے زیادہ تھی میں کیونکہ مجھ کی پہلی چار کتابیں گھر سے پڑھنا بہتر ہے غرض کہ اس سے جمع کے غرض مراد نہیں کیونکہ آئندہ خطبہ  
سننے کا ذکر ہے جو قرعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں یہ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطبہ کے وقت حاضر ہونا فرض ہے۔ لہذا  
اس وقت نفل پڑھنا کتاب کا نام پانچواں ہے دوسرے یہ کہ اس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی حاضر ہونا ہے کہوں کہ یہاں حاضر ہونا فرض ہے  
پر خوف و زہما۔

لے دوسرے معبد سے اور آئندہ معبد ہے اگر گذشتہ دوسرے معبدی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ان خیمہ لکر ابو داؤد کی روایات میں ہے معلوم ہو کہ بعض نیکو لوگ انساہوں کا کفارہ بجاوائیں سب نماز فرماتے ہیں ان احتساب سے کہ جو کجا احتساب علی علی علی و فرات میں کہ عمل جو نماز کے لیے منسوب ہے کہ درود معبد کے لیے لہذا جس پر محمد کی نماز ہائے اچھے لیے اصل سنت نہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے یعنی فرماتے ہیں کہ جو کجا احتساب نماز جو یہ قرب کر چھوٹا کر اس کے منسوب معبد پر چھوٹ کر یہ کہ اصل معبد کا وقت طلوع غروب سے شروع ہوتا ہے سب لیس دس دن کے گناہ کو ایک نیک کا ثواب دینا گناہ بڑا ہے پچھل حدیث میں آنے والی کا ذکر تھا یہاں دس کا ذکر دواؤں درست میں جتنی فقرہ زیادہ آنا ثواب یا داؤد آنے والے دن کا بخش کا وعدہ تھا پھر دس دن کا وعدہ ہوا اس طرح دس دن کے فاضل تین ستمان سب اور اگر سے اس میں معلوم ہو کہ جو کجا احتساب واجب نہیں سنت ہے صرف دس دن کی کہ وہ گناہ گار نہیں ام الکالم کے بالدر عمل اور جو ہے یہ حدیث کے خلاف ہے اس طرح اگر اگر دور ہو تو

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَفَقَّتَ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ  
الْأَوَّلَ وَالْآخِرَ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِلدَّيْنِ يَهْدِي بَدْءَهُ ثُمَّ كَالَّذِي يَهْدِي بَقْدَرَهُ ثُمَّ  
كَبِشًا ثُمَّ دُجَاجَةً ثُمَّ بَيَضَةً فَإِذَا أَخْرَجَ الْإِمَامُ حُلُوًّا وَاصِحًا مُمَوَّسَةً مَوَّسَةً  
مُتَّفِقَةً عَلَيْهِ: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْفَضِيلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَوْتَ مُتَّفَقَةً عَلَيْهِ: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اُن کے پیچھے آنے والوں کو کھتے ہیں کہ اور دوپہر میں وہاں پہنچنے کا کی مثال اس کی ہے جو اونٹ کی گردی پیچھے لگے پھر اس کی جو لگ لگائی پڑی پیچھے رہنے کی پھر ریل کی پھر اُٹھنے کے کی خبرات کہے کہ پھر جاباں لگنا ہے تو فرشتے پیچھے ٹریٹ لیتے ہیں اور خطبہ غور سے سنتے ہیں کہ (مسلم بخاری) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے کہ چپ رہو جبکہ امام خطبہ پڑھتا ہو تب بھی تم نے یہ پورہ کام کیا ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فسر مانتے ہیں فرمایا

صرف خاموش رہے اور اگر امام سے قریب ہو کر خطبہ کی آواز نہ سنی تو کان لگا کر سننے لگے یعنی خطبہ کے وقت صرف زبان سے خاموشی کا نہیں بلکہ سکون والیناں سے بیٹھنا بھی ضروری ہے کیونکہ چندوں سے کھیلنا بھی منور ہے اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت دامن یا پچھے سے ہو کر سامنے میں ہے اگر دیکھو کہ جو اس وقت تیزن خطبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

لے یہ فرشتے مخصوص ہیں جن کی ذہنی جود کو کوئی ہے اعمال لکھنے والے نہیں یعنی نے فرمایا کہ جمعہ کی طلوع فجر سے کھڑے ہونے میں بعض کے نزدیک آفتاب چمکنے سے مگر حق یہ ہے کہ سورج ڈھلنے سے شروع ہوتے ہیں کیونکہ اسی وقت سے وقت جمیع شروع ہوتا ہے اسے معلوم ہو کہ وہ فرشتے سب آئے والوں کے نام جانتے ہیں خیال ہے کہ اگر اول اسوا آدمی ایک ساتھ مسجد میں آئیں تو وہ مسبا اول ہیں لگے یعنی جو سورج ڈھلنے ہی وقت جمیع داخل ہوتے ہیں مسجد میں آجائے اسے مکہ معظمہ اونٹ کی بدی پیچھے والے کا ثواب ہے لگے اس میں اشاعت بنا گیا کہ جس صوف امیروں پر فرض ہے اسی لیے ان کی بدی صرف اونٹ کا ہے کہو مگر جمیع بول پر بھی فرض ہے اسی لیے ان کی بدی صرف ان کے کھنچے قبول ہے لہذا حدیث پر میرا اعتراض نہیں کہ بدی تو صرف اونٹ کا ہے بکری کی ہوتی ہے یہاں مرئی اُن سے کہ اگر کہیں بول بواہ خیال ہے کہ بدی قربانی کا وہ جانور ہے جو مکہ معظمہ ذبح کیلئے بھیجا جائے کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے لگے یعنی جب امام خطبہ کے لیے منبر پر آتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر اساتوں کے ساتھ خطبہ سنتے لگتے ہیں اب جو اس وقت آئے گا اس کا نام ان کے دفتر میں لکھا جائے گا اسے ثواب ملے گا لگے اس سے معلوم ہو کہ خطبہ کے وقت دینی بات کرنا بھی منع ہے دیکھو اس وقت خاموشی کا حکم فرما امر بالمعروف ہے مگر منع ہے لہذا اس وقت تلاوت قرآن سنت و افضل تلاوت رب ہی منع ہے کہ یہ تیز امر بالمعروف سے کم ہیں علماء فرماتے ہیں کہ اس حالت میں بولنے والوں کو ہاتھ سے خاموشی کا اشارہ کرے خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بات خطبہ ایک شخص کو سنتیں دے گا کہ دیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دہم خاموش رہے جیسے حضرت جابر نے کہا کہ اگر آپ نے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبِضَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَخَالِفُ إِلَى الْمُقْعِدِ  
فَيَقْعُدُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ ائْتُوا زَاكَ مُسْلِمًا: **الفصل الثاني** بَعْنِ أَبِي  
سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
وَلَبَسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طَيِّبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ ثُمَّ أَقَامَ الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْتَانِي  
النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ أَقْصَتِ إِذَا أَخْرَجَ إِيَّاهُ خُتْمٌ يَفْرَعُ مِنْ صَلَاتِهِ كَأَنْتَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دن تمہیں سے کوئی اپنے بھائی کو نہ ملے کہ پھر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ۱۰۱ یہ  
کہہ دے کہ جگہ میں گئی بیش کروٹہ اسلام اور دوسری فصل، روایت سے حضرت ابوسعید و ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو جمعہ کے دن غسل کرے وہ اپنے بہترین کپڑے پہنے لے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو نکالے  
تو پھر صبر میں آئے تو لوگوں کی گردن میں نہ پھلانگے پھر جو اس کے مقدم میں نکلا ہے نماز پڑھے پھر جب نام نہکے  
تو خاموش رہے کہ نماز سے فارغ ہو جائے لے لے تو

خطیب نہ کہ وہاں کہیں گویا لے لیا لہذا وہ احادیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ یہاں خطیب جاری رہتے کی حالت میں وہ رہے یہ بھی خیال رہا  
کہ خطیب خطبہ روک کر کسی سے کلام نہ کر سکتا ہے جب کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان سے خطبہ کی حالت میں پوچھا کہ وہ یہاں کیوں پہنچے  
اور صرف دشمنوں کے کیوں آئے اصل کیوں نہیں کیا، عمر کا مسلمان کا اور حکم ہے خطیب کا اور حکم اور خطیب بھی نبی کی کام کر سکتا ہے۔  
دنیوی جہن مغزات نے فرمایا کہ خطیب سے پہلے موزن کا لوگوں کو یہ حدیث پڑھ کر کرنا واجب ہے لیکن خطیب کا منبر پہنچ کر لوگوں کو  
سلام کرنا ناجائز نہ ہو خطیب کے دوران میں دنیا کی بات پر موزن کا اور بھی آدہ نہ کہ اس میں کہنا منع خیال رہے کہ وہ بعض اپنے خطبوں میں  
غلامی کے اندیشہ کو کلام کیا یاں دہا کہتے تھے ان کے منہ میں اس حدیث کی آیت نام لے کر انی کہے اس سے کراہی ہر دو دیکھتے ہیں حضرت عمر بن عبد  
الرحمن نے اس میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اہل بیت اور ان کو خطیب کا لیا یاں دیتے تھے تو انہیں سے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّ الْاُمَّةَ بَاتِرَا لِدَلِ  
وَاَنْتَ سَابِقٌ لَهَا بِسَبِّ وَبِقِسْفٍ مِّنْ مَّجْرُوحٍ كَمَا اَنْتَ بَيْنَ سُلَامَانَ اِجْمَاعًا تَبْتَئِينَ اس لیے اچھی میں (مرفقا) اس سے وہ لوگ حرکت پکڑیں  
جو یہ بیعت کو حرام کہتے ہیں۔

لے کسی کو اتار کر اس کی جگہ بایہ امید میں منع ہے خصوصاً جمعہ میں زیادہ منع کہ اس دن ایک گناہ کا عذاب بھی سزا گناہ ہے ہاں اگر  
کوئی خودی اپنے استغوا نہ کرے لے لے جہوڑے تو کتاب کا مستحق ہے کہ وہی پیشوا کا احترام عبادت ہے حضرت صدیق اکبر نے  
عین نماز کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مصلی چھوڑ دیا اور منتہی ہی گئے لے بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرد کے لیے  
سفید کپڑے بہترین عورت کے لیے رنگین مرد کے لیے سرخ و پیسے کپڑے میں ہی خواہ مٹنے کے بعد رنگے گئے ہوں یا رنگے ہوئے سوختے  
ہوئے گئے ہوں (مرفقا) اسے صرف مرد گئے عورتوں کو خوشبو لگا کر لٹکانا منع ہے اس میں اشارہ فرمایا کہ یہ خوشبو لوگوں سے مانگے نہیں کہ  
سوال نہ ہے لے صاحبین کے کہ خطیب شروع ہونے سے کلام سلام منع ہے ان کی دلیل پہلی حدیث میں تیس ام اعظم کے نزدیک امام

كَفَّارًا لِّمَا بَيْنَهُمَا وَيَبِينَ جُمُعَةُ النَّبِيِّ قَبْلَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَلَ وَبَكَرَ وَابْتَسَكَرَ وَفَضَّلَ وَلَمْ يَذْكِبْ وَذَاتَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْمُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ مِثْلُ سَنَةِ أَجْدٍ صَبَّاهَا أَوْ قِيَامًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى الْحَكِيمِ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَايَ ثَوْبَيْنِ مُهَيَّئَتَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَ عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْضَرُوا الذِّكْرَ وَادْخُلُوا مِنَ الْأَمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُزَالُ يَتَبَاغَضُ حَتَّى يُوْخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ

اس جملے اور لکھے جمع کے درمیان کا کفارہ ہو گا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت اوس بن اوس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جمعہ کے دن نہلائے اور نہلائے اُسے اور جلدی آئے اور جلدی کام کرے اُسے اور پیدل آئے سوار نہ ہوئے اور امام سے قریب بھیجے اور کالنگ کرنے لگے اور کوئی یہودی نہ کرے تو اسے بہ ہدم کے عوض ایک سال کے عمل و روزوں اور شب بیداریوں کا ثواب ملے گا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عبد اللہ بن سلام سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کسی پر کیا دشواری ہے کہ اگر ممکن ہو تو جمعہ کے دن کے لیے دو کپڑے کا کاج کے پتروں کے سوا نہ لے لے (ابن ماجہ) اور ایک سے بھیجے ابن مسعود روایت کی ہے روایت ہے حضرت معمر بن جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خطبے میں حاضر نہ ہو امام کے قریب بیٹھو کیونکہ انسان دو روز ہوتا نہ جاتا ہے جسے کہ جنت میں بھیجا جائے گا اگرچہ وہ غسل ہو جائے (ابوداؤد)

خطبے کے لیے نکلنے سے کام و سلام حرام ہو جاتا ہے الکی دیل یہ حدیث ہے مگر مذہب امام عظیم قوی ہے کہ اس میں احتیاط بھی ہے

اور دونوں حدیثوں پر عمل بھی  
۱۔ یعنی نماز سے پہلے ہر کسی سے صحبت کر کے تکرار و بھی نہلائے اور جمعہ کے وقت دل میں سکون سے یہ گاہیں بھی نہلائے  
۲۔ بعض نے فرمایا ان دونوں نظموں کے معنی ہیں کہ پڑھوئے اور خود نہلائے بعض کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ خطبی وغیرہ سے سروکھو اور نہلائے  
۳۔ یعنی مسجد میں جملہ حاضر ہوا اور نوکیلاں کر لیں و ذکر تلاوت صدقہ فریاد وہ سب کچھ جلدی کرے اسی لیے بعض حضرات زیارت خجندیہ نماز سے پہلے کی کہ تم میں ان کا غایہ حدیث ہے کہ تاکہ ہر قدم پر نیکیاں ملیں عید کے دن عید گاہ کو بیدل جانا بھی بہتر ہے تاکہ خطبے سے بھیجے غرض کہ کسی کی وجہ سے جو کچھ درود والا غرض تو یہ ہے کہ اس نے کسی کا گوشہ نشین کرے کہ نصف اول میں بیٹھے ۴۔ حدیث باطل غامضی کہ سنتے ہیں اس میں کسی کا بول کی ضرورت نہیں یہ سب میں آئے کا ثواب ہے پھر حدیثوں کا مضمون اس کے خلاف نہیں اور بقدر دل ملنے سے یہ بھی صحیح ہے کہ جب نماز الگ رکھے جو بوقت نماز میں نہ لگے اور بعد میں آتا دیکر اسے امام نہ لے اہل الحدیث تو نماز خجندیہ دیکھنے الگ جگہ



روایت ہے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے مروی ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گزشتیں چلا لیں اس سے دوزخ کی طرف پل بن جائے (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث مطروکہ ہے روایت ہے حضرت معاذ بن انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن لوگوں بیٹھنے سے منع فرمایا جبکہ امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ (ترمذی، ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اونٹنی تواریخ لے کر سے مٹ جائے (ترمذی) اور دوسری فصل: روایت ہے حضرت ثانیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منع فرمایا کہ کوئی کسی کو اس کے گھر سے اٹھائے اور وہ خود بیٹھ جائے ہے ناخوش سے کہ ایک ایک کہ جب جمعہ میں

رکھتے تھے کہ خیال رہے کہ باگاہاں ایسے اخلاص و اداس کا جوڑن قبول ہے۔ یہ ذکر فقط ظاہری عمل لہذا جو عہد میں سستی سے آئے اور یہی میں پہنچے اگرچہ اس کا عہد تو ہوجائے مگر وہ ثواب دے گا جو عہد کی پہنچنے والے کو ملتا ہے اس انصاف العظمیٰ علیہ السلام کو ہم نے کس نفیس طریقہ سے سمجھا اگر ایسا آدمی اگرچہ جنت میں جائے مگر جہد کی خاطر سونے والوں سے پیچھے ہے

[illegible]

قَالَ فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْضُرُ الْجُمُعَةُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ رَجُلٌ حَضَرَهَا لِيُؤْذِيَكَ حَظُّهُ مِنْهَا وَرَجُلٌ حَضَرَهَا لِيَدْعَاكَ دَعَا اللَّهِ إِفْتَدَاكَ وَأَعْطَاكَ وَإِنَّمَا مَنَعَكَ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا لِأَنْصَابٍ وَ سَكُونٍ وَلَمْ يَتَحَظَّرْ رَقَبَةً مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فِي كَهْرَاءِ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَمَلٌ مِثْلُهَا رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَكَلَّمَ

فرمایا جمع میں اور غیر جمع میں (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع میں تین طرح کے شخص آتے ہیں جو وہاں پہنچنے کے لیے گیا تو اس کا یہی حصہ ہے کہ اور جو شخص وہاں دھاک کے لیے حاضر ہوا تو یہ ایسا شخص ہے جس نے اللہ سے دعا مانگی اگر چاہے دیر سے چاہے منہ کر دے کہ اور وہ شخص جو وہاں بیٹھے اور خاموشی کے لیے گیا نہ کسی سلمان کی گردن پھلانگی اور نہ کسی کو لڑائی دی تو یہ جمع اگلے جمعے اور تین دن زیادہ کے لیے کفارہ ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو نبی لایا اس کے لیے دس گنا ہے (ابوداؤد) یہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن سے

ہو امام اپنے مسئلے سے موقف اپنی تکبیر کی جگہ سے دوسرے کو بتا سکتا ہے ایسے ہی اگر بیگم پہلے سے کسی اور آدمی کی خطا وہ اپنا زوال یا بچہ کی طرف اشارہ کر دینا کرے گا دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا وہ اسے اٹھا سکتا ہے۔

لے دوسری باتوں میں بھی خیال رہے کہ کسی کے گھر جا کر اس کی عزت کی جگہ بیٹھو اگر تم بیٹھ گئے تو صاحب خانہ تمہیں وہاں سے اٹھا سکتا ہے کہ کوئی بیگم اس کی جگہ سے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ سے منع فرمایا یعنی بیٹھنے سے منع اس کی اپنی جگہ سے نہ مٹاؤ اور یہاں بیگم اس کی جگہ نہیں لے لے یعنی لوگ جمع میں محض شغل کے لیے جاتے ہیں اور مسجد و قاعہ کے آداب کا اسی لحاظ نہیں رکھتے وہ پہلے ثواب لے لیا کر جو کہ لوٹتے ہیں اس میں بہت سوزش و داخل ہیں۔ غور تو ان کی تاک جانا کہ نہ جوتا چراتے محض جگہ و بیگم کے مبینہ میں دوستوں سے خوش گویاں کرنے و چیز کے لینے و ایا جانا یا نمازی حکام سے عرض موعوض کرنے کہ یہاں پاس ان سے ملاقات ہو جانے لگی یا بالادلوں سے بھیک مانگنے کو نہ ملے کسی خاص نیت سے جمع میں جانا یا عروہ کا ذریعہ ہے کہ یہ عمل تصوف کا حصہ ہے کہ عبادات محض دعاؤں یا حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لیے نہ کہ وہ رب کو راہمی کرنے کے لیے نہ کہ وہ اگر اس کی رضا و تعظیم ہو گئی سب کچھ مل جاتا گا۔ خیال رہے کہ شرط میں زبان سے دعا مانگا کر اس سے کہ لینے ان لوگوں کی نیت صرف اطاعت اور عبادت ہے نہ کہ محض دعا مانگنا یا دعا بھی مانگنے میں تو اس لیے کہ رب کا حکم ہے یہ لوگ بہت کا حیلہ لوٹتے ہیں۔ خیال رہے

کہ یہاں انصاف اور سکوت علیحدہ معنی میں ہے امام سے دور فقط

تلاش ہے پاس والا بھی خاموش رہے اور سننے بھی

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يُخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَجْمَلُ أَسْفَارًا وَالَّذِي يَقُولُ لَهُ أَنْصِتْ لَيْسَ لَهُ رَوَاةٌ أَحْمَدٌ وَعَنْ عَبْدِ بْنِ السَّيَاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ يَأْمُرُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَاتَّعَسَلُوا وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ طَيْبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَالِ رَوَاهُ مُالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَهُوَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا وَعَنْ الزَّهْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَتَعَسَلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْمَسَ أَحَدُهُمْ مِنْ طَيْبٍ أَهْلَهُ فَإِنْ لَمْ

امام سے خطبہ کرتے ہوئے بائیں کرے وہ اس گدی سے کی طرح ہے جو کہتوں کا دفتر اٹھائے لے اور جو اس گتہ سے غاموش رہو اس کا جھوٹ نہیں لے (اصح) روایت ہے حضرت عیسیٰ بن سابق سے (اسلام) کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جموں میں سے ایک جموں میں فرمایا اے مکانات کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عید بنا لیا ہے اور تمہارے پاس جو کچھ ہو تو اسے کھانے میں ضرور نہیں لے اور ہر کوئی (مالک) اور ابن ماجہ نے اس سے اور ابن عباس سے منقول روایت کی، در روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانوں پر ہر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں نہ اور اپنے گھسے کی خوشبو سے لگاویں

سہ جیسے رنگہ مکاناتوں کے علم سے قلم نہ نہیں اٹھا تا صرف بوجہ میں درجابہ ایسے ہی یہ شخص خطبہ سے فائدہ نہیں اٹھا تا محض کہنے ہاتھ کی تکلیف برواۃت کہ تلے بہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ محال خطبہ دینی و دنیوی کوئی گفتگو یا تو نہیں امام احمد سے دور دوائے مساجد کو جو اس خطبہ کی آواز دہرائی ہوئی ہو کہ کی اجازت دے کہ یہ حدیث ان کے خلاف ہے کیونکہ یہاں کلام مطلق ہے سہ یعنی اس کا جو کامل نہیں کیونکہ یہاں یہ نصیحت ہے پر خود عامل نہیں کہ اور دل کو تو خاموش کر دیا ہے خود بولتا ہے خیال رہے کہ بعض دفعہ صحابہ نے محال خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کر لیا ہے بعض نے قیامت کے بارے میں کچھ پوچھا ہے ان کا وہ عرض و معروض خطبہ شروع ہونے سے پہلے تھی یا ختم ہونے کے بعد یا وہ سب کچھ اس حدیث سے مشروط ہے یا ان بزرگوں کی خصوصیات ہے لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، مماثلت کلام کی حدیث کا اندازہ فرماں پاک ہو کر ہی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُ رَبِّكَ فَاتَّقِ اللَّهَ، سہ کیونکہ حدیث تابعی میں وہ نیزہ مابنی کا ذکر کیے حدیث بیان فرما رہے ہیں اس کا نام ارسال ہے سہ یعنی جو حدیث کی حدیث ہے اس میں خوشی خوشی اور مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اگر چیلے کیلے گئے تو کیرلوں اور نرم کر دے لوگوں کو تکلیف ہوگی بعض حضرات عید میلاد اعراس بزرگان میں ہنا کر صاف کپڑے پہن کر جاتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں جانا ہو وہاں اچھے لباس اور اپنی کپڑے سے جانا چاہیے اسی لئے عرفات میں غسل کرنا صاف کپڑے پہننا سنت ہے تقاضا نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عطر و خوشبو وغیرہ تو لیں گے لیکن خاص نہیں جیسا کہ اس زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا اور اس سے بھارت پیدا چھٹے میں جیہ کہ مگر نہیں مند کا عید ہے اسی لئے پرانے ہندو عطر نہیں لگتے تھے سہ یعنی جبکہ وہ منوں میں سوگ کر دے مطلب نہیں کہ نماز پڑھنے وقت سوگ

يَحْيَى كَالْمَاءِ لَهُ طَيِّبٌ رَوَاهُ الثَّوْمِيّ وَ قَالَ هَذَا لِحَدِيثٍ حَسَنٍ

## بَابُ الْحُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ بِعَنِ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ يُقِيلُ الشَّمْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنُ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

اگر پائیں تو پانی ہی اس کے لیے خوشبو ہے (احمد ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے

## خطبہ اور نماز کا باب

پہلی فصل : روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آداب و عمل جانے پر جمعہ پڑھتے تھے (بخاری) : روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے فرماتے ہیں ہم دوپہر کا کھانا اور آرام جمعہ کے بعد ہی کرتے کرتے تھے کہ (ترمذی) : روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم

کو کہہ کر مسواک سنت و خواہے کہ سنت نماز کیا کہ وضو کی بحث میں مرقیہ یا چاکلا تھا اگر خوب سے لینے پر خوشبو کے شراب میں جب مسلمانوں پر غریبی بہت تھی مونا پیتے تھے وہ صوب میں کام کرتے تھے جب جمعہ کا غسل فرض تھا پھر فرضیت مسنون ہو گئی سنت باقی ہے اور اگر نسبت مروت سے توحید تکمیل مل جائے کہ نزدیک جمعہ میں ملان کیلئے سبکے مارا کوئے باز آئے انکا اخذ یہ حدیث ہے مگر یہ دلیل کو سب کے دیکھنا یہاں خطاب جمعہ پڑھنے والوں کیلئے ہے نیز ان کے ہاں بھی جمعہ پڑھنے والوں کیلئے خوشبو لگانا سنت نہیں ہے۔  
۱۔ پیتے اگر عطر خریدنے کے لحاظ سے ہو مگر اس کی تیار ہونا اسے غسل میں ہی اس کا ثواب بھی مل جائے گا مقصد یہ ہے کہ عطر کسی سے مانگومت گھر میں ہوتو لگا دو ورنہ حیرت خطبہ کے سنوئی مٹی میں لگو لیں سے خطاب کرنا۔ شریعت میں اس کا کام کو خطبہ کا ہا ملے جس میں شہادتیں نصیحتیں وغیرہ ہوں خطبہ حمد کی نماز کے لینے شرط ہے عیدین کے لینے سنت، نکاح و طلاق سے پہلے بھی سنت ہے مسنون ہے کہ خطبہ حمد نماز سے کم ہو کر لی سوا اور نہ ہاں میں اذان تکبیر خطبہ پڑھنا یا عین تہنیم سے کہو کہ غلٹانے یا شہدین نے نماز اس درم اور حشر و حقیر ایسے ملک نے کئے جہاں کی زبان عربی نہ تھی لیکن کہیں نماز نہیں کہ ان گلوں میں چیر چیر میں پڑھی گئی ہوں خطبہ سے مراد صرف وعظ و نصیحت مراد نہیں تاکہ سامعین کا سمجھنا ضروری ہو لیکر اس کا مقصد وانشاء کا ذکر ہے جس کے لینے زبان عربی ہو ورنہ ہے قرآن کریم نے خطبہ کو ذکر الشفایا و وعظ نہیں کہا ہر نماز فرماتا ہے فاستمعوا فی وجہکم انکم سماعین کو وعظ خطبہ سے پہلے سناؤ خطبہ میں غار کی بارود داخل کر کے شہداء اسلامی یوں بولتا ہے ہر سنے لینے زوال سے پہلے اذوال کے وقت خیمہ نہیں بڑھتے بلکہ ظہر کے وقت میں ادا کرتے تھے چونکہ جمعہ ظہر کا تھا ہے اس لینے اسوقت میں ادا ہو گیا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ عیدانہا بڑھنے سے پہلے جائز نہیں امام احمد ہاں وقت جمعہ سورج نکلنے سے شروع ہوا جتنا ہے یہ حدیث ان کے خلاف ہے سنے لینے جمعہ کے دن ہم دوپہر کا آرام بھی نہ کرتے تھے اور کھانا بھی نہ کھاتے تھے وہ وقت تیار ہی جمعہ میں گزارتے تھے۔ یہ دونوں کام نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز تیسرے سویرے ہی پڑھ لیتے تھے جس کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کا وقت آتا تھا کہ یہ معنی گوشتہ حدیث کے خلاف میں لہذا

سے پہلے -

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا أَرَادَهُ مُسْلِمًا وَعَنْ عُمَارِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقَصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْلَةُ مَنْ فِقْهَهُ فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنْ مِنْ الْبَيَانِ سِحْرًا أَرَادَهُ مُسْلِمًا وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاةُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاسْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَانَهُ مُنْذِرُ رَجِيْشٍ يَقُولُ صَبَحَكُمْ وَمَسَاءَكُمْ يَقُولُ بَعْدُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرَأُ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ

جہاں سے روئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے تھے جن کے درمیان آپ بیٹھتے تھے ملے قرآن پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے آپ کی من زبانی تھی اور خطبہ بھی درمیان (مسلم) روایت ہے حضرت عمار سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مرد کا نماز کو لیس کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے عالم ہونے کی علامت ہے لہذا نماز دراز کرنا اور خطبہ مختصر کرنا بعض بیان جہاد میں ملے (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی اور اللہ اللہ شریف بلند ہو جاتی اور آپ کا غضب سخت ہو جاتا (ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کسی شکر سے ڈرا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میرے گوشت پر آن پڑ گیا یا نام کو لگا اور فرماتے کہ میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجا گیا ہوں اپنی کھانے اور مزین کئے

۱۔ اس حدیث سے چہ منسلک معلوم ہوئے ایک یہ کہ جمعہ کے ایسے خطبے دو پڑھے جائیں اور دوسرے خطبہ میں قرآن کریم کی آیت بھی تلاوت کی جائے تیسرے یہ کہ خطبے میں وعظ و نصیحت کے الفاظ بھی ہوں چوتھے یہ کہ خطبہ نہ بہت دراز نہ بہت مختصر یا پختہ یہ کہ دو خطبوں کے درمیان منیر پر بیٹھ کر فاصلہ کر کے خیال رہے کہ تخلقا اور صیابہ داخل بیت الرحمن اللہ عنہم کا ذکر نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ سنت صحابہ بلکہ بدعت حسنة ہے۔ پس کی وجہ ہم پیسے عرض کر چکے ہیں یہ ضرور در کی جائے جو لوگ ہر بدعت کو حرام کہتے ہیں وہ اس کو کیا کہیں گے۔ ۲۔ ایسے فرض جمعہ خطبہ جب سے بڑے سہول کیوں کہ نماز مقصود ہے خطبہ اس کے مابین نیز خطبہ میں خلق سے خطاب ہے اور نماز میں خالق سے عرض نماز و حق لہذا یہ دراز چاہیے مگر خطبہ اتنا مختصر بھی نہ ہو کہ اس کی سبائیں درمیان ۳۔ ایسے بعض خطبے اور وعظ و قول پر بہادوسا اثر رکھتے ہیں لہذا اسے دراز نہ کرنا تاکہ زیادہ ترخی پیدا نہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ بعض بیان جہاد کا اثر رکھتے ہیں کہ پڑھنے میں غلو ہے اور اثر زیادہ لہذا خطبہ چھپا ہو مگر موثر ہو ۴۔ ایسے خطبے کا انصاف کا اثر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے طلب شریف پر ہوتا تھا جس کی تلاوتیں آپ کی آواز اور آدھ کموں سے سنو اور سوت قیاس جلیں بھی موثر ہوتی ہے جن کا اثر مبلغ کے دلی میں ہوتا ہے کہ یہاں غصہ سے مراد جلال الہی اور عظمت ربانی کی تعجبات کا ایک کے جہر سے برقرار ہونا ہے نہ کسی پر ناراض ہونا بلکہ گول سے مراد حضرت ملک الموت کا لشکر ہے ایسے موت قریب ہے تیاری کرو مرنے کے



السَّابِقَةِ وَالْوُسْطَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمَنِيرِ وَنَادَا يَا فَالِكُ لِيَقْضِيَ عَلَيْكَ رَبِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَازِمَةَ ابْنِ التَّعْمَانِ قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قِي وَالْقُرْآنَ الْحَبِيبَ إِلَّا مَعَ لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا كُلُّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمَنِيرِ إِذَا خُطِبَ النَّاسُ مَرَّوًا مُسْلِمٌ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطِبَ فِيهِ عَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرَتْهُ طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُخْطِبُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ

اٹکی کو طے لے (مسلم) روایت ہے حضرت یحییٰ ابن امیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر آیت پڑھتے سنا وہ نَادَا قَاتِلُکَ الْوَکَلُ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ام ہشام بنت عمار بن ابی العباس النعمان سے فرماتے ہیں کہ میں نے سورۃ قی والقرآن البجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ایک سہی یاد کی ہے اب جبرم کو منبر پر بڑھتے تھے جب کہ لوگوں کو خطبہ فرماتے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت عمرو بن حریث سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ پر سیاہ عمامہ تھا جس کے دونوں کنارے تھے دو نورے کہ دونوں کے چٹے لٹکائے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ جب کہ تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حال میں آئے کہ امام خطبہ پڑھتے

وقت شام کی امید نہ کرو اور شام کے وقت میں کی

لے لینے چاہیے اب یہ دو انگلیاں بہت ہی قریب ہیں ایسے ہی قیامت اب بہت ہی قریب ہے دنیا کا عمر کا بہت کچھ گزر چکا، غور باقی ہے یا چاہیے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے پر ظاہر ہیں ایسے ہی قیامت کثیر پر ظاہر ہے میں اس کے حالات اور اس کے آنے کی تاریخ سے خبر دار ہوں (مسلم) اس بیت میں اس پر کار کا ذکر ہے جو چہنسی مذہب سے تنگ آکر مالک سے فریاد کریں گے اس معلوم ہوا کہ خطبہ میں فرماتے والی آیتیں پڑھنا زیادہ بہتر ہے کہ ان سے دل نرم ہو جائے (مسلم) اس طرح کہ خطبہ میں سورۃ قی کا کوئی آیت اور کسی میں دوسری آیت کو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ قی کی خطبہ میں نہیں پڑھی یہ جو کچھ جمعہ میں حاضر رہتی تھیں اس لیے سنتے سنتے اس سورۃ کی ساقط ہو گئیں تھیں اس حدیث سے چونکہ معلوم ہوئے ایک ہر خطبہ و نماز عمامہ سے بہتر ہے ایک صلیب حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز سنتی نمازوں سے افضل ہے، دوسرے کہ عمامہ کی سبقت ہے تیسرے کہ خطبہ کا عمامہ سنت کے خلاف ہے، شکر و دریا چیلے جو خطبہ کہ عمامہ کے دو شکے سزا افضل ہے اور دونوں پشت پر تھے سول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا اور شکر ایک باشت سے کچھ زیادہ، امیر معاویہ اور حضرت ابوہریرہ اکثر سیاہ عمامہ باندھتے تھے، اسی سنت کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا تھا یہ واقعہ جو یہاں مذکور ہوا آپ کے مرض وفات کے خطبہ کا ہے۔

خطبہ ادریس  
مرآتِ جلو دوم

يَخْطُبُ فَلَمْ يَكُنْ رُكْعَتَيْنِ وَالْبُحُورَ فِيهِمَا رَأَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. **الفصل الثاني** عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا اصْبَحَ الْمُنْبَرِ حَتَّى يَقْدِرَ عُرَاةُ الْمُؤَذِّنِ

چاہتا ہو تو دو رکعتیں پڑھ لے اور ان میں اختصار کرے (لے (علم) اور ایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ ایک رکعت نماز کی پانی اس نے نماز پائی (لے) (مسلم بخاری) دو روزی فصل ۲ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے جب منبر پر پڑھتے تو کولہ بیٹھتے تھے حتیٰ کہ خدشا ہو جاتے بیٹھے

لے ان دو رکعتوں سے اور تہیز المسمیٰ کے نفل میں یَخْطُبُ کے معنی ارادہ خطبہ میں نہ کہ خطبہ پڑھنا کیونکہ خطبہ کی حالت میں کلام، خطبہ نماز نفل سب سے اہم ہیں چنانچہ مؤطا امام مالک میں حضرت ذہری سے مروی ہے کہ امام کا نکلتا تھا تو کھنکر دیتا ہے اور امام کا بولتا کلام کو نہ کر دیتا ہے اور انابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی و ابی عمر الائمہ لکھنے کے بعد نماز و کلام سب کر دیتے تھے نیز ابی ابی شیبہ نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ جب امام منبر پر بیٹھ جاتے تو نماز جانتے نہیں اور امام ذہری سے روایت کی کہ جو جمعہ کے دن خطبہ کی حالت میں آئے وہ بیٹھ جاتے نماز پڑھے امام شافعی و امام احمد نے اس حدیث کی تائید فرمائی کہ جمعہ کے دن غیبت المسمیٰ واجب ہے اور بحالت خطبہ پڑھی جائیں مگر یہ دلیل کمزور ہے کیوں کہ غیبت المسمیٰ جب بھی واجب رہے ہو یہی وجہ ہے کہ دن کیوں واجب ہوں گی۔ نیز اس سے یہ حدیث ان تمام احادیث کے خلاف ہو جائے گی جو ہم نے عرض کیوں، نیز جمہور صحابہؓ ابی ابی اس وقت نفل ناجائز کہتے ہیں لہذا وہی معنی حدیث کے لیے جائیں جو ہم نے کیے تاکہ سید حدیث و ایت فخری کے خلاف ہو ورنہ دیگر احادیث کے (اختلافات) سے ظاہر ہے کہ یہاں نماز سے مراد نماز جمعہ ہے اگرچہ الفاظ حدیث میں حمید کا ذکر نہیں اور مطلب یہ ہے کہ جماعت کی ایک رکعت ملنے سے نواب کامل ملتا ہے ورنہ مسئلہ ہے کہ وہ امام کو انقیات یا سیدہ سہو میں پائے اس نے بھی جواب دیا کیوں کہ دوسری جگہ حدیث میں یہ ہے کہ اس قدر تہیز المسمیٰ کے ساتھ نماز مل جاتے وہ پڑھ لیا اور باقی قضا کروا لی گئی اس پر فریقہ امام کے ساتھ آخری التہیز میں شریک ہو تو وہ چار رکعتیں پڑھے گا مسلم ہوگا اس نے جماعت پال سے مومن کے علاوہ اور دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے دروازہ کتبہ پر خطبہ پڑھا ہے وہاں منبر امیر معاویہ کی ایک ادب سے جسے صحابہ نے بغیر اعراس منظور کیا اور جب سے اب تک وہاں بھی خطبہ منبر پر ہی ہو رہا ہے وہاں منبر پر خطبہ سنت امیر معاویہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہی شریعت میں تھا اور آپ ہمیں یہ کھڑے ہوتے تھے

یہی سنت ہے اب تو کھانچ کر کہتے

سیریاں میں

ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُبُ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَعَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ  
اسْتَقْبَلَنَاهُ يُوجِّهُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ  
مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ ضَعِيفٌ نَاهِبُ الْحَدِيثِ: **الفصل الثالث** عَنْ جَابِرِ  
بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقُومُ  
فَيَخُطُبُ قَائِمًا مِمَّنْ نَبَأَتْ أَنَّهُ كَانَ يَخُطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَالدَّهِ صَلَّيْتُ نَعْدًا  
أَكْثَرُ مِنَ أَلْفِ صَلَوةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ

مؤذن پھر کھڑے ہوتے تو خطبہ پڑھتے پھر بیٹھے اور کلام نہ کرتے پھر کھڑے ہوتے خطبہ پڑھتے تھے (ابو داؤد) :-  
روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہوتے تو ہم  
آپ کی طرف اپنے منہ کر دیتے تھے (ترمذی) :- اور ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کو ہم صرف محمد بن فضل کی حدیث  
سے ہی پہنچاتے ہیں ابودرداء ضعیف ہے حدیث بھول جاتا ہے ۱۰ تیسری فصل :- روایت ہے حضرت عمر بن  
سمرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے  
تو کھڑے کھڑے خطبہ پڑھتے تھے نہیں خبر دے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے وہ بیٹھ جاتے تھے خدا کی قسم میں نے تو آپ کو یہ سنا  
دوم از نمازوں سے زیادہ نمازیں پڑھیں تھے (مسلم) :- روایت ہے حضرت کعب بن عجرہ سے کہ آپ بعد میں آئے

سارہ کی سنت ہے کہ امام پہلے منبر پر بیٹھے پھر اس کے سینے کے مقابلہ میں جہاں سے خطبہ پڑھتا ہے وہاں سے خطبہ پڑھتا ہے  
دوسری بات یہ ہے کہ اس حال میں میں خطبہ پڑھتا ہوں کہ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور اس کے سامنے کھڑے ہوں اور اس کے سامنے کھڑے ہوں  
کے نام بیٹھے ہیں مگر اس حال میں میں خطبہ پڑھتا ہوں کہ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور اس کے سامنے کھڑے ہوں اور اس کے سامنے کھڑے ہوں  
ہے اور اہل انہرین کرنا بیعت اور خوشامی کہ بعض امام فرماتے ہیں کہ خطبہ سے دور بیٹھے ناگزیر بیعت اور فاسقوں کے  
تقریر دے سکتے ہیں اس طرح کہ آپ کے سامنے والے کو رو قبیلہ پڑھتے اور دائیں بائیں والے قبیلہ سے کچھ پھر کر بیٹھتے تاکہ ان کا منہ  
ہام کی طرف ہو جائے لیکن اب سب ہی رو قبیلہ بیٹھتے ہیں کہ بعض صوفیوں کی کہتے وقت خواہی نہ ہو فوجیت :- یہاں کہ ان امام کا منبر پر  
چہن کو فوجیت کو کو سلام کرنا منہ سے کہو کہ اس وقت فوجیت جواب دے سکیں گے امام شافعی کے ہاں جائز ہے کہ ہر خطبہ کیلئے  
کھڑا ہوا سنت ہے خواہ خطبہ حمد و عیدین ہو یا خطبہ و عطا یا خطبہ نکاح جو شہر جہاد سے فوج ہونے میں وہاں تلوار سے کر خطبہ پڑھے اور  
جو کوئی مسلمان ہو گئے وہاں خالی ہاتھ چہرے (مقات) دوسرے خطبہ کے دار پہلے خطبہ سے کہہ کہ جو سنت یعنی نماز پھر گیارہ آئی پڑھیں  
دو گنا جہر کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا سوچے پڑھے میں اس کے کہ جب بعد ہجرت شروع ہوا جس کے بعد دس سال آپ  
کی زندگی شریف رہی اس عمر میں مجھے اتنے ہی ہوتے ہیں (مقات) :-

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَمْرِ الْحَكِيمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ أَنْظِرُوا إِلَيَّ هَذَا الْحَبِيبُ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَادْرَأْهُ وَاتَّخِذْهُ أَوْلِيًّا وَنَفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوهُ فَإِنَّمَا رَأَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَمَّارَةَ بِنْتِ رُوَيْبَةَ أَنَّهَا رَأَتْ رَأَى بَشْرَ بْنِ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ فَقَالَ قَبِيحُ اللَّهِ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي بِكَ أَنْ يَقُولَ يَبْدُهُ هَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الْمَسِيحَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ لِحُجُلِسُوا فَاسْمِعُوا ذَلِكَ إِبْنُ

اور عبد الرحمن بن ام کہ پیغمبر خطبہ پڑھ رہا تھا اے وہاں کس عیبت کو دیکھو پیغمبر کو خطبہ پڑھ رہا ہے مالا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جو یہ ہجرت یا کھیل کو دیکھتے ہیں نوادہ مرد و درجہ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا پھوڑ دیتے ہیں (مسلم) اور رایت کے حضرت عمارہ بن رویبہ سے کہ آپ نے بشار بن مروان کو منبر پر اپنے دونوں ہاتھ اٹھانے دیکھا تو فرمایا کہ ان دونوں ہاتھوں کو تھپڑ کر کے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے زیادہ دوکرے تھے کھانپنے ہاتھ سے یوں شاد کر رہے اور اپنی کھانپنے کی انگلی سے اشارہ کیا کہ (مسلم) اور رایت سے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ پیغمبر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو قرآن مجید پڑھ جاؤ گے یہ حضرت ابن مسعود نے سن لیا

اسی ہی امیر میں سے تھا اور ان کی طرف سے منبر پر وہ خطیب (اشع) سے اپنے خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کا عمل شریف بھی ہے اور وہ ان شریف سے کچھ ثابت ہے اس لیے کہ یہاں آیت میں قائم ہے مراد خطبہ کا قیام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ خدیجہ کی ناک کی آدھا اعلان ہوا سوائے بارہ صاحب کے تمام لوگ خدیجہ کی کے لیے چلے گئے جس کے متعلق یہ آیت کریمہ انشائیہ لہذا یرثہن ذوات ودرت دونوں کی مخالفت کر رہا ہے خیال رہے کہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ امیر معاویہ جب بہت بڑے اور کمزور ہو گئے تو پہلا خطبہ پیغمبر کو پڑھنے سے اور دوسرا کھڑے ہو کر پڑھنا عثمان غنی کبھی دوران خطبہ میں تھک کر بیٹھ جاتے تھے کچھ بار پیغمبر کو خطبہ دیتے تھے کھڑے ہو جاتے ان دونوں بزرگوں کے یہ عمل جیسوڑا تھا اموی بادشاہوں کے ان دونوں کی دیکھا دیکھیں بلا ضرورت یہ کہ خطبہ دینا شروع کر دیا اس بنا پر بزرگ ناراض ہوئے خطبہ میں قیام سنت سے فرض نہیں اسی لیے انہوں نے خطبہ پڑھانے کا حکم دیا (اشع) سے اس حدیث سے موجودہ واپسین عبرت پکڑیں جو ہاتھ بچا کر بلکہ خود بھی معلوم ناپاک کر دے کہ ختم میں موت دانتے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے کہ مراد سنت ہے اس وقت بعض حضرات سنتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھے بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف گاہ کی پر تعظیم کھڑے ہوئے انہیں فرمایا بیٹھ جاؤ (مرقاۃ و لمعات) اس چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت خطبہ سنتیں پڑھنا منع نہیں جب کہ ہر مذہب ہے دوسرے یہ کہ تعظیم کی چیزیں امام کی تعظیم کے لیے اس کی آکس کے وقت کھڑے ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا آئندہ قیام سے منع نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ خطیب کا کھڑا ہونا سنت ہے اور صاحبین کا بیٹھنا ہے

مَسْعُودٌ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَرَأَ الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَى  
يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَوَاكَ ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رُكْعَةً فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أَخَذَ وَمَنْ  
قَاتَلَتْهُ الرُّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا وَقَالَ الظَّهَرُ رَوَاكَ ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ

## بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ

الفصل الأول عَنْ سَالِوَيْنَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ

تو آپ مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اے عبداللہ بن مسعود آ جاؤ (ابوداؤد) دروایت سے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو جمعہ کی ایک رکعت پالے تو اس کے ساتھ دوسری ملائے جو اس کی دونوں رکعتیں جاتی رہیں وہ چار پڑھے یا ستر یا

## خوف کی نماز کا باب

پہلی فصل: روایت ہے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے والد سے راوی

لے یہاں اللہ پر ہے صابری کا احوال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تھے دروازے پر یہ آواز سنی تو وہیں آپ جو تلوں پر بیٹھ گئے تہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا مانے فرمایا کہ ہمارا دوسرے سخن اور لوگوں سے تھا کہ تم سے اس ادب اور اطاعت کا تعجب ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے حق میں جس چیز سے ابن مسعود راہی اس سے میں راہی اسی لینے ہمارے امام اعظم سراج الامت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامے لڑائی کے بعد آپ کے قول کو تمام صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں صوفیا فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ قتال میں صدق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حضرت ابی مسعود اس اطاعت کی بنا پر اب تک عجیب تھے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہو گئے اب تک طالب تھے اب مطلوب ہو گئے۔

شاعر نے کہا کہ اور عشق صادق آئندہ است بے بر سرش عشق عاشق آئندہ است سب سے حدیث ابامحمد کی دلیل ہے کہ جیسے جمعہ کی اکیس رکعت تھے دوسری رکعت کا بعد وہ ظہر اور اگر لے اس نے جو نہیں پایا حضرت عثمان کے نزدیک جو سلام سے پہلے مل جانے وہ مجہدی تھے اہل کدیل حدیث سے جو صحاح ستہ سے بروایت ابوسلمہ و ابوہریرہ نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو تو پکارتے ہوئے دو آواز اطمینان سے آؤ جو یا اودہ پڑھ کر جو پڑھو رہے ہو پوری کر لو اس میں نماز جمعہ وغیرہ سب داخل ہیں یہ حدیث اولیٰ تصنیف ہے جیسا کہ امام نووی نے فرمایا اور اگر صحیح صحیح ہو تو یہاں دو رکعتوں کے نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا کوئی حصہ ہے سلام کے بعد یا سلام کی حالت میں پیچھے۔ نوٹ: نماز جمعہ صرف شہر یا اطراف شہر میں ہو سکتی ہے گاؤں یا جنگل میں ناجائز ہے یہ مسئلہ نہایت عموماً کہ اس کے متعلق کوئی حدیث منکوتہ میں نہیں آئی اس لیے ہم بھی چھوڑتے ہیں کسی کو شوق ہو تو ہمارے کتاب فتاویٰ نعیمیہ میں دیکھ جہاں ہم نے قرآن و احادیث سے اس کا نہایت نفیس ثبوت دیا ہے اور





عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ تَأْوِعْ لَا أَرَى ابْنَ مَعْمَرٍ  
ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ يَزِيدِ بْنِ  
رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خُوَاتٍ عَنْ صَلَاحٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَوةَ الْخَوْفِ إِنْ طَائِفَةٌ صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهُ الْعَدُوَّ فَصَلَّى بِالنَّيِّ  
مَعَ رَكْعَةٍ ثُمَّ شَبَّتَ فَأَيْمًا وَأَيْمًا ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَبُّوا وَجَّاهُ الْعَدُوَّ وَجَاءَتْ  
الطَّائِفَةُ الْآخَرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَوةِهِ ثُمَّ شَبَّتَ جَالِسًا وَأَيْمًا

پھر میں قبے کو منہ ہوا نہ ہولہ نافع کہتے ہیں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابن عمر نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روایت کی تھی (بخاری) وہ روایت سے حضرت یزید بن رومان سے وہ صالح بن خوات سے مروی ہے وہ ان سے مروی ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی تھی ایک لڑکا بچے کے ساتھ صلیب آرا ہوا اور دوسرا لڑکا دشمن کے مقابل رہا اپنے اپنے ساتھ لے لے کر ایک رکعت پڑھائی پھر یوں ہی کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی پھر چلے گئے وہ اور دشمن کے مقابل منہ منہ ہو گئے پھر دوسرا لڑکا آیا اپنے انہیں رکعت پڑھائی جو اپنی نماز سے باقی تھی پھر اسی یوں ہی بیٹھے رہے ان صاحبوں نے اپنی نماز پوری کر لی

آیت کے بہت موافق ہے جو صلوۃ خوف کے بارے میں آئی ہے اس لئے سخت خوف کے موقع پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو نماز کی نماز قضاء کر لی جھانگتے دو تھے یہ بدل یا سوا جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں یہ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ نمازیں قضاء فرادینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا کھدائی زیادہ تھی۔ نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہذا وہاں تو خندق دشمنوں کے داس کے خلاف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا تھا اور جنگ خندق میں سارا الدین خطرے میں تھا اس لئے کیونکہ صحابہ کا وہ قول جو عقل سے دور اور حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس کی تابندہ قرآن کریم کی آیت سے بھی بوری ہے رہا حال فرما تا کہ ان بچہ بچہ کو ڈر رکھا تھا اور کھانا سلا یہ دونوں بزرگ تابعی ہیں ثقہ ہیں غزوات صحابہ میں ابھگ احمد و یحییٰ بن عمرو بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے سلاخ خود ذات الرقاع سے میں واقع ہوا چونکہ اس غزوہ میں صحابہ پیدل اور تنگ پاؤں تھے۔ سفر کرتے کرتے ان کے ناخن چھوڑ گئے اور پاؤں بھٹ گئے انہوں نے چپے چپے پاؤں پر چپے چپے لیٹ چھیر رہے تھے کیا اس لئے اس کا نام ذات الرقاع بھی چھوڑا اور سپردوں والا غزوہ نیز اس کے برعکس میں ایک ایسا ہمارا اور جنگی بڑا تھا جس میں رنگ برنگے پتھر اور رنگ برنگ زینیں تھیں اس لئے بھی ذات الرقاع کا رنگ سلاخ لیٹ چلی جانت اپنی دور رشتیں پوری کر کے ایک رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور ایک رکعت تنہا پھر دشمن کے مقابل کئی ہی صلاۃ اللہ علیہ وسلم آخری درجہ خاص و شرف منظر کھڑے رہے، یہ حدیث پہلی روایت کے مقابلہ میں اس آیت کو فراموش نہ کرنا کہ انصار میں کھڑا رہنا خلاف اصول ہے اس لئے امام اعظم نے

پھر حضور نے ان سب کے ساتھ سلام چیر لیا (مسلم بخاری) اور بخاری نے دوسری اسناد سے قاسم سے انہوں نے صلح ابن  
خواریج انہوں نے سہل بن ابی خنیس سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ورنہ اسے حضرت جابر فرماتے  
ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جسے کعب ذات الرقاع میں بیٹھے فرماتے ہیں کہ جب تم کبھی کسی سایہ دار  
درخت پر پہنچتے تھے تو وہ درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے تھے نہ فرماتے ہیں کہ کفر کا ایک شخص آیا اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواریخ و سنت سے لٹی ہوئی کھلی تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواریخ و سنت کی تلافی  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں تو اب نہیں دو بلا مجھ سے آپ کو کون بچا کر فرمایا مجھے کچھ  
سے اللہ بڑی گناہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دیکھا کہ اناس نے تواریخ میں کھسکے  
لگا دی وہ غصہ رائے ہیں کہ یہ مٹا کر اذان ہوئی تو آپ نے ایک

پہلی روایت گولیا ہے

یہی روایت کو بیابان

اس طرح کو سلام میں صرف یہ دوسرا گروہ شریک ہوا مگر جسے گروہ کو تحریر کی نفیست مل جائے اور اس کو سلام کی نماز خوف کا یہ طریقہ امام شافعی دو ایک نے اختیار کیا اور امام اعظم نے یہ طریقہ اس کی وجہ سے ہم پہلے عرض کر چکے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے می آرام کریں، باقی لوگ اور وہ خوف کے نیچے دوپہر نماز سے تھے کہ ان کو کمان کے ساتھ ایسے اور حیلہ اور لہریاں تھیں جب پیستے کے لیے جوتے نہتے توجھے وہ ذیہ کہاں سے آتے یہاں بھی سب دستور ایک درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کا صحابہ نے اللہ درخت کے نیچے آئے کہو کہ اس وقت سرکار یا سورہ تھے یا اس طرف سے بے توجہ تھے یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل رب تم پر کیوں نہ تھا رب تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا **وَلَا تَجْعَلُ لَكَ دُونَكَ حُلُوفًا** میں اللہ اس میں اور اتنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت آپ کا نظیروں پر مبرجوں پر ہم سب کو معلوم ہوا **عَلَامَةُ الْوَقْدَةِ** اسے اس بلوگ کہا کہ اسے قدرتی طور پر ایسی جگہ پر بھیجیں سے تھوڑا اس کے ہاتھ سے گرنے لگا اور وہ خود بھی گرنے بعض رعایات میں سے کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس سے بہت خلعتوں نے ہدایت پائی مگر اب وہ وفات

يُطْلِقُهُ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأْخِرُ وَأَوْصِلُ بِالطَّلَافَةِ الْآخِرَةِ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَأَنَّهُ لِرَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رُكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رُكْعَتَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى  
 بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الْخَوَافِ فَهَضَفْنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ وَالْعَدُوَّ  
 بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَذَلِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ جَمِيعًا ثَمَّ رُكْعَةً وَرُكْعَةً  
 جَمِيعًا ثَمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ أَخَذَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفِّ الَّتِي

ٹولے کو دو رکعتیں پڑھائیں وہ بھی ہٹ گئے اور دوسرے ٹولے کو دو رکعتیں پڑھادیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی چار رکعتیں ہوئی اور قوم کی دو، دو رکعتیں تھیں (مسلم بخاری) روایت سے اپنی سے فرماتے ہیں ہم کو نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز خوف پڑھائی ہم نے حضور کے پیچھے دو صفیں بنائیں دشمن ہم سے اسیے اور  
 قیل کے درمیان تھا تھ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچہ کی ہم سب نے پیچہ کی ہم سب نے پیچہ کی اور  
 ہم سب نے رکوع کیا پھر حضور نے رکوع سے اپنا سر اٹھا لیا پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھا لیا پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھا لیا

ہیں وہ اسلام تو نہ لایا لیکن آئندہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل نہ ہوا، آپ کے اخلاق کی ریاضت کو کیونکر وہ نقل و تحمل یا سختی  
 جو پکا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا ہو سکتا ہے کہ اسے سمجھانے دے دیا یا بھی خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ہیئت بھی اس پر طاری ہو گئی ہو جس سے پہلے وہ گریں، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسبیح دینے پر اٹھ کر کھڑا اس نے  
 خود بھی ٹانگی ہو (ازرقاۃ) :

اسے یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے کہ کوئی اس سے پہلے ذات ارتقا میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں ہمارا اس لیے  
 علاؤ فرماتے ہیں کہ کچھ حدیث میں ناز فرما کر کھڑا اور یہاں ناز لہذا کر کے کوئی کھڑا ہو چکا ہے اور یہاں ہمارا اس لیے  
 امام شافعی کے بھی مخالف ہے کہ کوئی اس کے نزدیک اگر نام چار رکعتیں پڑھے گا تو مقتدین کو چار رکعتیں لا محالہ پڑھتی پڑیں گی اور یہاں ذکر ہوا  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھی اور قوم نے دو دو کر اس کی توجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چند  
 دن ٹھہر کر گذر کے محاصرے کی نیت فرمائی ہو اور اس بنا پر تمام صحابہ نے اور آپ نے چار رکعتیں پڑھیں جن کو صحابہ کی ہر حاجت تھی  
 دو رکعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور دو علیہ وہاں دو رکعتیں پڑھنے سے یہی مراد ہے اس کے علاوہ اور کوئی توجہ  
 اشکال سے متعلق نہ ہوگا بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی حاجت کے ساتھ فرض ادا کے اور دوسری حاجت کے ساتھ نقل و حرکت کے  
 درمیان میں سلام پھیرنا چاہیے تھا نیز ہر صحابی نے فرضائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں پڑھیں، کیونکہ اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی دو نمازیں ہوئیں نہ کہ ایک نماز کی چار رکعتیں، بعض نے فرمایا کہ اس وقت قصر کے احکام آئے نہ تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے سب کو چار پڑھائیں، دواغی اقتداء میں اور دو علیہ کہ اگر یہی درست نہیں کیونکہ ذات ارتقا کا غرض شافعیہ میں ہے، یعنی  
 نے اس ساتھ میں ہے کیونکہ اس میں غرض وہی البوسنی اشوری بھی شریک تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

بَلَّيْهِ وَقَامَ الصَّفَّ الْمَوْخِرُ فِي خَيْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ  
 وَقَامَ الصَّفَّ الذِّمِّي بَلَّيْهِ إِخْدَارَ الصَّفِّ الْمَوْخِرِ السُّجُودُ ثُمَّ قَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ  
 الْمَوْخِرُ وَتَأَخَّرَ الْمَقْدَمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعًا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ  
 الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ إِخْدَارَ السُّجُودِ وَالصَّفِّ الذِّمِّي بَلَّيْهِ الذِّمِّي كَانَ مُوَحَّدًا  
 فِي الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمَوْخِرُ فِي خَيْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 السُّجُودَ وَالصَّفَّ الذِّمِّي بَلَّيْهِ إِخْدَارَ الصَّفِّ الْمَوْخِرِ السُّجُودَ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝ **الْفَصْلُ الثَّانِي ۝ عَنِ**

اور پھل صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی بلا توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ پورا کر لیا اور آپ سے  
 مستقل صف بھی کھڑی ہو گئی تو پھر صف سجدہ میں گر گئی پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے پھر پھل صف آگے ہو گئی اور  
 پہلی صف پیچھے علی بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب نے رکوع کیا پھر حضور نے اور ہم سب نے  
 رکوع سے سر اٹھا کر پھر حضور اور وہ صف جو آپ کے مستقل تھی اور جو رکعت اٹھنے میں پھل صف تھی سجدہ میں  
 گئے اور پھل صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی تھ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ سے مستقل صف نے  
 سجدہ پورا کر لیا تو پھل صف سجدہ میں علی بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ نے سجدہ کر لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم  
 سب نے اکھٹا سلام پھیرا (مسلم) ۝ دوسری فصل بدرایت ہے

فتح خیر کے بعد آئے ہیں اور فتح خیر سے ہمیں ہے بعض عمر میں تھے فرمایا کہ غزوہ ذات الرقاع دو بار ہوا ہے ایک بار شہر میں اور  
 ایک بار مکہ میں ہمیں کبھی ہی نازا تھوڑے سے پہلے آج بھی اللہ تعالیٰ نے پیٹے میں کیا وہ ہی زیادہ بڑی ہے ۱۰ ماہ صحابہ  
 حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے، جن کی لمبی لمبی دھکیں ہو گئیں غیر تحریر قیام، رکوع اور قیوم ربیعہ حضور اور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ساتھ ہی گھر سجدے میں فرق ہو گیا

۱۰ ماہ صحابہ سجدے سجدہ نہ کیا نہ دشمنی ٹوٹ نہ پڑے نہ کڑی دشمن کے مقابل کھڑی رہی خیال ہے کہ اس صورت میں سادہ صحابہ تنہا نہ  
 نازا تھوڑے تھے چونکہ دشمن جانب قبلہ تھا اس لیے ایک جہات کو کہیں جانے کی ضرورت نہ پڑی، مگر اسے دلائل صرف دشمن کا لڑائی  
 رہا اگر اس وقت حجاز تو یہ سجدے والوں کو تھوڑا سا اور سب ایک دم قہار کرتے یہ نہ ہوتا اگر سجدے والوں کے اور لڑائی کرنا کا سنا دیکھتے تھے ۱۰  
 بعض شام میں نے کہا کہ ان صفوں کا آگے پیچھے ملنا وہ قدر مل سے تھا کہ زمین سے اور نہ نماز جاتی رہتی گریہ غلط ہے کہ نماز خوف میں بیٹھے مہرے  
 کی اجازت دینی تھی یہ نہ تھوڑی خطرناک حالت ہوتی ہے، اگر نازی و ضرورت جانے تو نماز دھوکے سے یہ بھی ممکن تھا ہے، کہ یہ میری عمر ۱۰  
 ۱۰ ماہ صورت میں تمام مقتدرین کو دونوں سمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل گئیں اور سب تھوڑے تھوڑے اور سلام میں امام کے ساتھ شریک  
 رہے یہ واقعہ تمام عثمان کا ہے اور نازا خوف کا یہ بھی ایک طریقہ ہے جبکہ دشمن جانب قہار ہو کر ترجیح پہلے طریقہ کو چلیا کیونکہ یہی



جَابِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ فِي الْخَوْفِ يَبْطِلُ  
تَحُلُّ فَصْلَةٍ بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَسَلِّمُ ثُمَّ جَاءَ طَائِفَةٌ أُخْرَى فَصَلَّاهُمْ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ  
سَلَّمَ وَآدَا فِي شَرْحِ السَّنَةِ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ صُجُحَانِ وَعَسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لَهُمْ كَلِمَةٌ صَلَاةُ  
هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَاؤِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاجْمَعُوا أَعْرَضُوا عَنْهُ وَعَلَيْهِمْ مَقِيلَةٌ  
وَلِجَدَّةٍ وَإِنْ جِدَّ تَبَيَّلَ آتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَنْ يُقْسِمَ أَصْحَابُهُ

حضرت جابر سے کہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بطنِ غنم میں نماز خوف پڑھاتے تھے تو آپ نے  
ایک ٹولہ کو دو رکعتیں پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ پھر دوسرا ٹولہ آیا تو انہیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر  
سلام پھیرا (آخر صند) دوسری فصل: روایت سے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم صبحان و عسفان کے درمیان اترے تھے تو مشرکین نے کہا کہ ان کی ایک نماز سے جو انہیں  
اپنے باپ بیٹوں سے زیادہ پیاری ہے یعنی عصر کو انہی طاقت جمع کر لو اور ان پر ایک دم ٹوٹ پڑے گا اور  
حضرت جبریل ہی کہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے صحابہ کو دو رکعتوں میں

آیت قرآن کے زیادہ موافق ہے۔ یہ کہان پُصْلُ ماضیہ بعید کے معنی میں ہے کیونکہ ایک ہی ظہر حضور اوزصلی اللہ علیہ وسلم نے  
اسی پڑھائی۔ بطنِ غنم کہ مظہر اور طائف کے درمیان ہے فقیر نے وہاں کی زیارت کی ہے، بعض نے کہا کہ بطنِ غنم کے  
مظہران کا ایک حصہ ہے، بعض قریضین کہتے ہیں کہ بطنِ غنم درہ منورہ کا ایک پار ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ان میںوں مقام کا نام بطنِ غنم  
ہے لیکن یہ واقعہ طائف کے راستہ کا ہے۔ امام شافعی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی  
بار فرض کی نیت کی، دوسری بار بطنِ غنم کے ان نفل والے کے پیچھے فرض نماز پڑھ سکتی ہے، اس لیے ان صحابہ کے فرض ادا  
ہو گئے، احادیث کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں ایک فرض نماز دو بار پڑھ لی جاتی تھی، یہ واقعہ اس وقت کا ہے حضور اوزصلی اللہ علیہ  
وسلم نے دو فرض و دو فرض ہی پڑھا، امام غزالی نے اسی جواب کو اختیار کیا، یا یہ واقعہ حضور اوزصلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات  
میں سے ہے۔ یہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پوری نماز پڑھنا چاہتے تھے کہ حضور اوزصلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل فرمایا اور فرمایا،  
تھ صبحان کہ مظہر کے پاس ایک میدان ہے جس میدان میں یہ پار واقع ہے اس کو بھی صبحان کہتے ہیں اور عسفان کہ اور مدینہ  
کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو کہ مظہر سے دو منزل کی فاصلہ پر ہے، پہلے حجاج اسی راستہ سے مدینہ منورہ جاتے تھے۔

یہ ان کا پہلا کا شہدہ تھا یعنی یہ مسلمان مرنا قبول کرتے ہیں کہ اس نماز کو نہیں چھوڑتے، یہ راز ان تمام عقیدتوں نے انہیں بتایا جو  
جبرائیل کی خبر پر غیور طور پر مشرکوں کو بھیجے رہتے تھے یا کسی اور درویش انہیں بڑے لگ کر بولا، اسی کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا کہ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ حَتَّى تَتَوَضَّعُوا لَهُ وَلَا تُسَبِّحُوهُ وَعَلَيْكُمْ مَقِيلَةٌ وَاجْعَلُوا

الفصل الأول **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى قَائِلٌ شَيْئًا يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ  
فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ

یانت دیں انہیں بطرح نماز پڑھائیں کہ دور افتادہ لوگوں کے پیچھے رہے جو اپنا کچا اور بدعتیہ دیریں لہان سب کی ایک ایک رکعت ہوگی اور رسول اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں (تہ تہری، تہری) نہ کی ۴

پچیسے تین کی ہفت از کتاب

پہلی فصل : روایت ہے حضرت ابو سعید خدریؓ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید البقر کے دن عید کا تشریف لے جاتے تھے تو یہ سب چیزیں جس سے شروع فرماتے نماز تہنوتی پھر لوگ فارغ ہونے تو لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھتے تھے ۵

[illegible]

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الظفر کو بھی درجہ نبوی یا بقدری ہی میں بخود ہی، کیونکہ حاجی و نازق بقید تہلیل سے جو شرعے باہر تھے اسی اس سے معلوم ہو گا کہ ان کا



فِي عَظْمٍ دَوِصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ أَنْ كَانَ يَرِيدُ أَنْ يَفْطَحَ بَعْدَ قَطْعِهِ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمْرٍ بِ  
ثُمَّ يَتَصَرَّفُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ عِزْمَرَةَ وَلاَهُتَيْنِ بَعْدَ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةَ رَأَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ ابْنِ  
عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَمَعْمُرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَبْلَ  
الْخُطْبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْعِيدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ  
أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَلَى النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالْصَّدَقَةِ فَذَاتِ تَمَنُّنَ

ابن مسعود اور وصیت فرماتے تھے کہ اگرچہ اس کے ارادہ ہوتا اور وہاں ہی جماعت لینے یا کچھ کچھ کرنا چاہتے تو  
اس کا حکم کرتے مگر وہیں ہوتے نہ کہ کلمہ پڑھنا یا اور وصیت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک دو عیدوں سے زیادہ عیدیں پڑھیں اور ان کے ارادہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابو بکر و عمر و عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے تاکہ  
(مسلم بخاری) حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین میں حاضر ہوئے  
فرمایا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور تہنیک کا آپ نے ذکر  
نہ فرمایا پھر کھڑوں میں تشریف لے گئے تو انہیں وعظ و نصیحت کی اور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دیا تاکہ

عیدین نماز میں پہلے پڑھتے تھے بعد میں حضرت عید بنبرہ تھا کہ کلاس نمازیں نہ تو عید گاہوں میں نہ پڑھتا نہ مسجد نبوی سے وہاں پہنچا گیا اسی لئے علامہ فرماتے ہیں  
کہ عید گاہ کا منبر وصیت حسنہ سے تھا اللہ ربی ہے کہ وہاں نہ پڑھتا نہ جاکر نہ گھر سے سے جانا منع و مکروہ وہاں کے سربراہ مسجد نبوی ان حکم سے  
تھے جہاں اللہ ہمارے مسجد نبوی اللہ عید گاہ مساجد و عبادت کلام کو نہیں دہیں سے نماز کا سنتے تھے وہیں سے نماز کی مطلب یہ ہے کہ عید گاہوں میں  
سہا ہوں کی عمر کی ہوجاتی اور وہاں سے ہی شکر اسلام کی راہ گئی تہنیک میں مقرر ہو جاتیں مگر تہنیم عید گاہ میں ہوتے ذکر و تلاوت نہیں تھے تو کہہ سکتے  
کہ نہ وہیں زیادہ سے عیدین میں اذان شروع کر دی تھی اس کی تردید کے لیے صحابہ کرام ہمارے فرمایا کرتے تھے تاکہ لوگ اس سے باز رہیں، ان لوگوں کو  
زبور کی یہ بحث نہیں، خیال رہے کہ اگر تہنیم کی اطلاع گزوں یا مہین ۱۱ اعلان سے کہلا جائے کوئی ایسا فقہ نہیں، مگر اذان و ذکر ہوتا ہے نماز عید گاہ  
جو کہی نماز کے لیے تھی اگرچہ حضرت عثمان غنی و علی رضی اللہ عنہما یوں ہی کہیں کہ جو کہ برود حضرت صحابہ کی نگاہ میں بہت ہی عظمت والے شایع نہیں تھے  
اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا، بعض شایعین سے بھی ہے کہ حضرت عثمان نے خطبہ نماز سے پہلے پڑھا، بعض نے کہا کہ عبادت عثمانی میں وہاں  
بے حرکت کی مگر اس کا ثبوت نہیں ہوئی حضور سے ان مروان جب امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ کا سامان قناتب اس نے اب کیا تھا اور وہ بھی اس  
یہ کہ بعد نماز لوگ خطبہ سنتے رہتے، جاتے ہیں علی کی کرتے تھے، امیر معاویہ نے اس پر سنت و اعتراضات کیے آخر کار وہ  
طریقہ مٹ گیا، انشا پر ہے حبیب کی سنتوں کا حافظہ ہے، از مرقاۃ وغیرہ اس کے جو کہ عیدوں کی معنی مردوں سے پیچھے ہوتی

يَهْوِينَ إِلَىٰ آذَانِهِمْ وَحُلُوفِهِمْ يَدْفَعْنَ إِلَىٰ لَيْلٍ لَّمْ أَرْتَقُمْ هُوَ وَيَلَّالَ إِلَىٰ بَيْتِهِ  
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ إِبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكَعَتَيْنِ  
لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَمَرْنَا أَنْ نَخْرِجَ  
الْحَيِضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدَنَّ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ وَدَعَوْتُهُمْ وَ

میں نے عورتوں کو دیکھا کہ اسے کانوں اور گے کی طرف ہاتھ بڑھائیں اور بلال کی طرف زیرو چھینک  
دیتیں پھر آپ اور بلال اسے ٹھہرا پس پورے دن (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن  
عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نماز  
پڑھی نہ ان کے بعد (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ام علیہ سے کہ فطانی میں کہ ہم کو حکم دیا گیا تھا کہ ہم بیویوں  
میں حاضر نہ اور پردے والی عورتوں کو عید گاہ ہمارے بائیں ٹکے مکہ مکرمہ مسلمانوں کی جماعت اور دعاؤں میں حاضر ہوں گے

تیس اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی آغاز وہاں تک نہ پہنچی تھی، لہذا یہاں سے فارغ ہو کر ان میں حاضر علیہ وعظ فرماتے  
تھے انہیں غصوت سے حد قدریات کا حکم دیتے تھے جس کی وجہ اگلی احادیث میں آ رہی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مدتہ سے  
مرد غصہ نہیں ہے کیونکہ وہ نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، نیز ان بیویوں نے یہ حکم سن کر اپنے زیر پریش کئے ہیں اگر فطر باکرۃ  
ہو تو حساب سے دکان حاتی، غالب یہ ہے کہ یہ حد فطریہ عیدوں کے لیے تھا:

۱۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حد کا حکم دیتے اور حضرت بلال وصول کرتے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت بغیر خداوند کی  
اجازت حیات کر سکتی ہے اپنے مال سے تو بہر حال اور خداوند کے مال سے جب جبکہ اسے عرفی اجازت ہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد و  
عید گاہ میں چندہ کرنا جائز ہے اور اپنے لیے حلال کرنا حلال، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کرنا عورتوں پر فرض نہ تھا۔  
کیونکہ آپ ان کے لیے شہر والد کے تھے حضرت بلال غازی اپنا منہ ڈھکے ہوئے حوں گے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منظر  
خطبہ رخصت، وہ تو جو چاہتا تھا نصیحت کے طور پر امتان بزرگوں کی قبل عید ہوتی ہوگی ایک عید دوسرے جناب مصطفیٰ کا دیدار صلی اللہ  
وسلم اس حدیث کی بنا پر جاری فرماتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے نفل کوہ میں چلی آؤ اس دن اشراق واسے اشراق میں پڑھیں اہل گھر کی فرقتا ہوگی  
نورہ گھر حصار پڑے کہ عید گاہ میں تھیں اور نماز عید سے پہلے گشتا، نماز مسجد میں پڑھنا منع ہے تاکہ لوگوں پر اپنا عیب ظاہر نہ ہو ۲۔ آپ کا نام  
بنت کعب یا بنت ماریت ہے، کنیت نام عطیہ انصار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماحضرت غزوات میں وہیں پڑھیں کی مرم کی تھی  
عقل ۳۔ میں تمام عورتوں کو عید گاہ لاؤ جو نماز کے قابل ہیں وہ نماز عید پڑھیں اور نماز کے قابل نہ ہوں وہ مایہ شریکوں کی طوافتے ہیں اور نماز کے  
سے عورتوں کو مسجدوں اور گاہوں وغیرہ سے روک دیا گیا، حضرت عائشہ صدیقہ فدا کی ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے موجودہ حالات ملاحظہ فرماتے  
تو آپ بھی منع فرمادیتے جب اس وقت یہ حال تھا تو اس نماز کا کیا پوچھنا، مگر خیال رہے کہ اب زمانہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو پردہ  
ان محاسن میں آئے کہ اجازت دو۔ مگر یہ کہ عید میں بائیں بائیں اور رہتا ہوں سے نہیں بڑک سکتیں تو یہاں سے روک دینا ان کے لیے

تَعْتَزِلُ الْحَبِیْصُ عَنْ مَصْلَاهُمْ قَالَتْ اِمْرَاؤُا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِحْدَا نَالِیْسَ لَهَا جَلْبَابٌ  
 قَالَتْ لَیْسَ بِهَا صَاحِبَتْهَا مِنْ جَلْبَا هَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ عَلِیْشَةَ قَالَتْ اِنْ اَبَا بَكْرٍ  
 دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَ هَا كَارِیْتَانِ فِی اَیَّامٍ مِّنْ تَدْفَعَانِ وَتَضْرِبَانِ فِی رَاۤیَةِ تَغْنِیْبَانِ  
 تَقَاوَلَتِ الْاَضْبَالُ یَوْمَ یَعَاكُفُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْعَشٍ بِتَوْبِهِ فَاسْتَهْرَهْمَا  
 اَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْمَا اَبَا بَكْرٍ فَاَنْهَمَا

حبیص والیاں عید گاہ سے الگ ہیں لہذا ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہے  
 فرمایا اس کی بیوی اسے اپنی چادر میں سے اوڑھ لے (مسلم بخاری) اور ولایت سے حضرت عائشہ سے فرمایا ہیں کہ  
 حضرت ابو بکر ان کے پاس مناک کے زمانہ میں آئے جب کہ ان کے پاس دو چکیاں تھیں وہ چکیاں تھیں اور ایک ولایت میں تھیں  
 وہ گیت گاتی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث کے بنائے تھے لہذا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے لے کر حضرت عثمان  
 ان چکیوں کو چھڑکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ وہ ان کو کھولا تو فرمایا اسے ابو بکر انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ درستی

تباہی کے اسباب مبع کر دینا ہیں، اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ عید گاہ اور اجمعی مجلسوں میں کھجور پھول کو بھیجے جانا چاہیئے  
 و ازمنہ تا : شہ یعنی اگر زمانہ پر دھیں گی تو مسلمانوں کی دکانوں سے تو فائدہ اٹھائیں گی، اپنے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے شرعی  
 احکام معلوم کریں گی، عید کی روایت پر بھائی کی، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کی مجلسوں،  
 صالحین کی صحبتوں میں حاضر کر دینا اور ان سے رکت حاصل کرنا سنت سے ثابت ہے۔  
 شہ یعنی نذری صورتوں کی مجلسوں سے کچھ بہت کر پھیل کر کہ اس زمانہ میں اپنا عید گاہ مذہبی تھی اور اب بھی عید گاہوں پر کچھوں کے  
 سارے احکام جاری ہیں وہ جنگل کے حکم میں سے جیسا کہ کتب فقہیہ میں مذکور ہے شہ یعنی اگر اس کے پاس دو چادر ہیں جوں، تو  
 ایک چادر تھوڑی در سے لے کر عینہ اس طرف بھی کر دے دے اور اگر ایک بڑی چادر ہو تو کچھ حصے سے اسے ڈھاپ لے، ہر حال  
 اسے عید گاہ پہنچانے کا کوشش کرے شہ دو دونوں چیزیں انصار کی تھیں ایک حضرت مسنان ابن ثابت کی بیٹی تھی اور دوسری کسی اور کی،  
 گروہوں نے تو باقی تھیں اور در قریب فرار و مر اسقہ، حکومت سمجھو، بیچیاں تھیں، حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت بابا کے سنی  
 تاج رہی تھیں جیسا کہ شہ سے متفق ہے، جیسے اب بھی بیچیاں خرچ سے گایا یا جا کر لی ہیں، بعض نے کہا کیاں ہمارے تھیں شہ  
 یعنی گندے یا عشق گیت دیتے، مگر شہاعت اور ہادری کے گیت تھے لہذا نہ مدینہ منورہ کے قریب ہی تھے نہ کے علاقہ میں ایک  
 جگہ تھی، جہاں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزیمہ میں بڑی خون ریز جنگ ہوئی تھی جس کی عداوت ایک سو بیس سال تک رہی تھی، پھر  
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قبیلوں کو لگا کر شہ کو لگا دیا اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے اَوَلَمْ تَكُنْ لَّيْلًا مِّنْ لَّيَالِي مَا  
 دُکَّتِ غُلُوبُ كُودِمُ كُرْنِ كَسِے گائے ہاتھ، خیال رہے کہ گائے والی چیزیں تھیں گیت بھی غرض تھے آج کل کے غرض گائے قلعہ حرم میں  
 حضور حرمان روکیوں کے لیے :

يَا أَيُّهَا عِيدُ وَفِي رَفَائِيهِ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لَكَ قَوْمَ عِيدٍ أَوْ هَذَا عِيدٌ نَأْمَنْفِقُ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ  
 أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو أَوْ يَوْمُ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ مَرَاتٍ  
 وَيَأْكُلُ هُنَّ وَتُرَاوَاهُ الْبَيْحَلُ ۖ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
 كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ رَوَاهُ الْبَغَارِيُّ ۖ وَعَنْ الْأَبْرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النِّعْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا تَبَدَّ إِلَيْنَا فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نَصُصِلَ

عید کے دن میں لے لو ایک روایت میں ہے کہ اسے ایک بکرہ قوم کی عید بتائی ہے یہ ہماری عید ہے کہ وہ کہتا ہے: یہ روایت  
 ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ نہ جاتے تھے کہ کچھ بھجوا رہے تھے  
 لیکن حلقہ کھاتے تھے کہ (بخاری) یہ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو انہی صلی اللہ علیہ  
 وسلم عید گاہ کے رستے میں اختلاف کرتے تھے (بخاری) اور روایت ہے حضرت عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ابھی عید کے دن میں خطبہ سنایا تو فوراً کہا آج اس دن میں جس چیز سے ہم شرمندہ کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز

لے حضرت ابو بکر صدیق سے کہنے کی گیت سی نامائز میں، عائشہ صدیقہ کو مسئلہ میں معلوم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ ہے میں اسی لیے  
 انہیں مجھ کا حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ گیت ہمارا اجازت سے گائے جا رہے ہیں ناخدا نہیں، اس میں خوشی کا اظہار ہے،  
 اس سے معلوم ہو اگر عید، شادی، مقبضہ، عقدہ وغیرہ خوشی کے موقعوں پر بچپوں کے ایسے گیت گانا نماز میں، آج کل کے غنائیت،  
 سندھو نمازی، سچے بچوں میں اچھے عیدوں میں اظہار خوشی کرتے ہیں، قوم کیوں نہ کریں، اظہار فرماتے ہیں کہ کفار کی عیدوں کا احترام کرنا اس  
 دن کی طرح سے بدن خوشی کرنا کفر ہے، اچھے عیدوں پر جواز خوشیاں منانا سنت، پنجاب میں نماز عید کے بعد خوشی میں عید گاہ پہنچ کر میل کود  
 کرتے ہیں، یہ نماز ہے، نیز وقت اور تاشہ، اعلان نکاح یا عید کی خوشی کے لیے یہاں نماز ہے، مگر حاج سلفاً ناخدا انہی کی پوری ہے  
 اللہ اور اللہ کتاب اللہ میں آئے گی۔

۲۵۹۔ لیکن اس لیے تاکہ ان دفعان کے طریق کی تبدیلی ہو جائے، سنت ہے کہ عید کی نماز کو کچھ کھا کر جائے، اب مسلمان موبائل، شہر  
 خود وغیرہ کھاتے ہیں جن میں چھوٹے بھی ہوتے ہیں، ان کا اندر یہ حدیث ہے، ادا ہے سنت کے لیے عید پر جیسے ضرور ہونے چاہئیں  
 فضلاء اور بزرگ اسے بھی حرام کہتے ہیں معلوم ان کا، مذکور کن سی حدیث ہے، مگر لطف یہ ہے کہ کما وہیں کہتے ہیں، ملن کے ان کھانا  
 حرام ہے اور کھانا نماز ۲۵۹۔ یعنی عید گاہ جاتے اور راستے سے واپس ہوتے دوسرے راستے سے تاکہ دونوں راستوں کو برکت  
 حاصل ہو اور دونوں طرف کے باشندے سب سے فیض پائیں، اور طرف کے متعلق مسلمانوں کے اگر وہ ہم کو کچھ کر چکیں، اور  
 راستوں میں جبر کر جو دونوں راستوں کو فخر پر خیرات، جو اہل قرابت کی تھوڑی زیادتیوں میں حرام راستوں میں واقع ہیں، اور دونوں  
 راستے ہماری سزا و ایام کے گواہ بن جائیں، لیکن جاتے وقت دراز راستہ اختیار فرماتے اور روتے وقت مختصر، تاکہ  
 جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑیں اور قراب زیادہ ملے، معلوم ہو اگر عید گاہ میل مینا، اور جاتے آتے راستہ بدنا



ثُمَّ نَزَّحَ فَنَزَحَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُتُنًا وَمَنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاكِرٌ لِحَمْدِ عَجَلَةٍ لَاهِلِهِ لَيْسَ مِنَ الشُّعْبِ فِي شَيْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَيْدَ بَعَثَ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلَيْدَ بَعَثَ عَلَيْنَا اسْمُ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ الْأَنْبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَأَلْفَيْدَ بَعَثَ لِنَفْسِهِ مِنْ ذَبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ نَمَّ شُكُّهُ وَأَصَابَ سُتُنًا الْمُسْلِمِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيُخْرِجُ الْمُصَلِّيَّ

پڑھیں پھر لوٹیں تو قربانی کریں یا جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پایا اور جس نے ہماری نماز سے پہلے ذبح کر لیا وہ گوشت کی بجائی ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کیلئے ذبح کر لیا وہ قربانی نہیں ہے (مکتبہ المدینہ) اور ایک حدیث ہے کہ حضرت جندب ابن عبد اللہ بجلي سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے وہ اس کی جگہ دوسری ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے تک ذبح کر لیا ہو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے ہے (مسلم بخاری) اور وایت ہے کہ حضرت بلال سے فرماتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز سے پہلے ذبح کرے وہ اپنے لیے ذبح کرے جو نماز کے بعد ذبح کرے اس کی قربانی پوری ہوگی اور اس نے مسلمانوں کا پھر پڑھ لیا (مسلم بخاری) اور وایت ہے کہ حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں ذبح اور کھسک فرماتے تھے ۵

سنت ہے :

۱۔ یعنی بغیر عید کے دن مقصودی عبادت میں دو دن نماز اور قربانی، جن میں نماز پہلے ہے اور قربانی بعد میں، انکا احادیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس دن غسل بھی کرے ۲۔ عید گاہ پر اسے کھینچ کر لے کر جہاں نماز پڑھ کر پوری نماز سے پہلے قربانی جائز ہے اور قربانی کرنے والے کا نماز عید پر صحت مند نہیں بلکہ شرم میں کسی جگہ نماز ہو جاتا تھا ۳۔ اس لیے کہ عید کے چھیننے کے وقت نماز عید نہیں پڑھتی۔ ۴۔ ناب کے میز سے ذبح کیا گیا کہ اس وقت نماز عید ہو گئی اس کے بعد نماز قربانی کی جگہ پڑھنے عید گاہ گئے تو نماز ہے، یہ تمام مسائل اس حدیث سے لیے گئے یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ نماز سے پہلے قربانی کی جائیں، امام شافعی کے ہاں جو جاتی ہے کہ عید نہیں ۵۔ یعنی نماز کے بعد اس کی قربانی درست ہے اس سے پہلے درست نہیں ہمارے ہاں پہلے والی قربانی کا اناور واجب ہے، امام شافعی کے ہاں مقبہ یہ جو میں ان کے مخالف ہیں ۶۔ یعنی نماز سے پہلے کا ذبح درست ہے اور بعد نماز عید عبادت ۷۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز کے بعد مطلب سے پہلے قربانی ہو جائے تو درست ہوگی ۸۔ تاکہ اگر آپ کو قربانی کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کا طریقہ سیکھیں اور جو کچھ فرما رہا ہے ان میں تقسیم کرنے میں آسانی ہو خیال رہے کہ مقوم اور گئے کہ اگر کو قربانی میں کثرت ذبح ہے اور لہذا میں پھر تاخر، غر حرم اور کھجور کے اسے کھجور کے ایک پائوٹان سے بانٹ دیتے ہیں، پھر میں چل ولا نیز وہ ان کے کن کے

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَكِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَلْبَعُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ ابْدَأْتُ لَكُمْ اللَّهُ بِمَا آخِرَ لَكُمْ يَوْمَ الْأَمْصَحِيِّ وَيَوْمَ الْفِطْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمَ يَوْمَ الْأَمْصَحِيِّ حَتَّى يَصْبِرَ رَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدِ

(بخاری: دو مرتبہ اصل، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لے گئے اور اہل مدینہ کے دروں تختوں میں وہ کھیلنے تھے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں وہ بولے کہ ہم ان دنوں میں زمانہ جاہلیت میں کھیلتے تھے مگر اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں ان کے عوض ان سے دو ایسے دیے ہیں بقرعہ اور بقرعہ (الوڑڈ) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نہ جاتے تھے جتنے کہ کھانا کھاتے اور بقرعہ کے دن کھانا کھاتے تھے کہ نماز پڑھ لیتے تھے (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد) روایت ہے حضرت کثیر بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

پڑھ گئے ہیں اور اسے کہتے ہوئے میں تک لے جاتے ہیں، اور ان میں تحننیت ہے اور گائے بکری وغیرہ میں مذبح؛  
**سنة** ان میں سے ایک کام ہزار ہزار سال کا پہلا دن، یہ نیکار سے لفظ ہے نور روزے بنا اور دوسرے کام ہرجان خفاء، غالباً نور روزہ جزوی کی پہلی تاریخ ہوتا ہوگا، اور ہرجان جولا میں دالہ دالہ علم، ان لوگوں نے یہ دن مجوسوں سے لیے ہوں گے جو اس میں فارس، ہندوستان، چین، آرمینیا، ان دنوں میں کھیلنے کو نہ لے کر عوض ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کر کے خوشی منا سوا۔ خیال رہے کہ ابھی کفار اپنے بڑے دنوں میں جوئے کھیلنے میں شرا بی بیٹے ہیں ایک دوسرے پر لگ جاتے ہیں، انسانیت سوز اور بے حیائی کے کام کر کے خوشیاں مناتے ہیں، اسلام میں ہر کام انسانیت بلکہ روحانیت کا ہے۔ مہرقات نے یہاں فرمایا کہ مشرکوں کے دن خوشی کرنا عاریتوں کا طریقہ ہے، اور سچ و حکم کا، سب سے کثرت رافضیوں کی حرکتیں، تم ان دنوں سے بچو، محمد اور بنی خریفین میں اس دن میں کچھ نہیں ہوتا، اور سچ و حکم کے دن خوشی نہ مناتے ہیں، بباد یہ کرتے ہیں کہ اس دن عثمان غنی خدیجہ جوستے تھے گورہ حقیقت پر مجوسوں کی نقلی ہے، علامہ فرماتے کہ اگر یہ روزہ کے دن کسی کو کسی کو ایک آدمی دینا سچ دینا اس دن کی تعظیم کیے سے تو دینے والا کما حقہ اور اس کے ساتھ اعمال اچھے ہو گئے **سنة** معلوم ہوا کہ عید کے دن کھانا کھانا اور بقرعہ کے دن اگر کھانا سنت ہے بڑے بڑے کچلے قرانی ہی کا گوشت کھائے۔ مہرقات اور فتح القدیر میں ہے بڑے بڑے کے عید کے دن کوئی میٹھی چیز کھا جائے، لہذا سوزیا وغیرہ وغیرہ کھا لینے سے بھی یہ سنت ادا ہو جائے گی، بعض علماء نے اسے یہ بڑے بڑے کہ بقرعہ کے دن عورتوں کے بھی ٹانہ سے پہلے کچھ دکھائیں **سنة** ان کام میں عرف مذہبی ہے، وغیرہ کہ کثیر بن عبد اللہ نہایت صریح راوی ہیں، بعض محدثین نے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں، بعض نے فرمایا



عَبْدَيْنِ فِي الْأَوَّلِ سَبْعًا قَبْلَ الْفَرَعَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْفَرَعَةِ وَآثَةَ التَّرْمِيدِ  
وَالْإِنْ نَاجَاةً وَالذَّارِيَّةَ، وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَبَا بَكْرٍ عَنْهُمْ كَبَّرُوا فِي الْعِيدَيْنِ وَالْإِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلُّوا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَ  
جَهَرُوا بِالْفَرَعَةِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى وَ  
حَدِيقَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبِتُ فِي الْأَضْحَى وَالْفُطُرِ فَقَالَ أَبُو  
مُوسَى إِنْ كَانَ يَكْبِتُ رَأْسًا كَيْدَ رَأْسِ الْخَنَازِيرِ فَقَالَ حَدِيقَةُ صَدَقَ رَوَاهُ الْبُؤَادُ، وَعَنْ الْبَزْزِ

نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات بکبیریں کہیں اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ گھڑیاں (۱) اس میں ابو داؤد، ترمذی، دارقطنی، جعفر بن محمد سے (۲) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر نے عیدوں اور استسقاء میں سات اور پانچ بکبیریں کہیں اور خطبے سے پہلے نماز پڑھیں اور قرأت اویچی کی (۳) (شافعی) روایت ہے حضرت سعید ابن العاص سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اور حدیقہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید و فجر عید میں بکبیریں کیسے کہتے تھے تو ابوموسیٰ نے فرمایا کہ آپ نماز جنازہ کی طرح چار بکبیریں کہتے تھے کہ حضرت حدیقہ نے کہا یہ سچے ہیں (ابوداؤد) ۴ روایت، حضرت بزاز سے

کہ پندرہ رکعت ہے (۵) اکثر ائمہ حدیث نے ان پر عمل کیا ہے (۶) (غنیۃ المصابین) ۷  
۸۔ عید و فجر و عید اور نماز رکعت کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی بکبیریں پہلی رکعت میں سات میں دوسری میں پانچ اور دونوں رکعتوں  
میں قرأت سے پہلے ہی امام شافعی کا یہی مذہب ہے، ہمارے ہاں دونوں رکعتوں میں بکبیر عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے  
پہلے اور دوسری میں قرأت کے بعد ہمارا یہی دلیل آگے رہی ہے ۹۔ تبوب ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو سن کر کہا کہ وہ بکبیریں  
عید اور کونساں عیدیں صلیت کہتے ہیں، چنانچہ ابوداؤد نے کہا کہ کتاب ہے، امام شافعی نے فرمایا: بکبیر کا معنی اس کا معنی ہے، ان جہان نے کہا  
کہ جو کچھ ہے، ابو حاتم نے کہا کہ یہ سچ نہیں، ان میں سے کسی نے فرمایا کہ اس کی روایت پر کوئی دلیل نہیں دینا، ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف  
ہے قابل استدلال نہیں (۱۰) امام آپ کا نام جعفر جعفر صادق ہے آپ کے والد جعفر، اقرآن کے والد علی ابن حسین یعنی امام  
زین العابدین، لہذا آپ امام حسین کے چوتھے بیٹے رضی اللہ عنہم ۱۱۔ یہ حدیث بھی امام شافعی کی دلیل ہے، مگر وہ طرح مبرور ہے بلکہ  
یہ کہ امام جعفر صادق تابع نہیں بلکہ تابع تابعین کے بھی بعد میں لہذا ان کی یہ حدیث مرسل نہیں ہو سکتی، نیز آپ نے حضرت صدیق نقادی  
کو بھی نہیں بھیجا، دوسرے یہ کہ بعض محدثین میں امام جعفر صادق کی یہ حدیث حضرت علی بن عقیل سے مروی ہے، ہر حال حدیث مرسل  
جو یا مرفوع اس میں کوئی ثوابی چیز ہے جسے کوئی امام جعفر صادق نے علی مرتضیٰ کی حقاقت سے بھی نہیں کی (۱۲) (۱۳) امام آپ ابویہی مرفوع  
میں اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجے کی کائنات و نعمات بخشی، ثمن غنی کے لیے بصورت قرآن مجید کو سننے والے آپ بھی تھے آپ کا رب و رحیم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہت، بلکہ بدر سے پہلے پیدا ہوئے تاجی ہیں ۱۴ اس طرح کہ رکعت اول میں ایک تہجد پڑھیں تہجد

۱۔ یعنی کمان ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھا اس کی تعظیم کیلئے کی جا چکی ہے کہ جو شر محکم سے منع ہوئے مومن وہاں کمان یا توڑ کر خطبہ پڑھا بہتر ہے اور جو شر محل سے حاصل مومن وہاں عصا پڑھ کر خطبہ پڑھا جائے لہذا یہ واقعہ دین پاک کاتبین سے منع یعنی دین مذہب اور میں معہ یاسین کا خطبہ لکھی ہاتھ میں لے کر پڑھتے تھے، کیونکہ اگر شر محکم سے منع نہ ہو جاتا یعنی ان کے کندھے پر ہاتھ نہ لگا کر خطبہ پڑھا نہ لکھی کی نہ تو ان کمان وغیرہ بھی جائز ہے ۲۔ اگر یہ واقعہ پر وہ آنے سے پہلے کہ اسے تو حضرت بلال بنے حجاب عورتوں کے سامنے دوسے اور اگر پوس کے احکام آنے کے بعد کہ اسے تو خاہر ہے کہ حضرت بلال اس طرح کھڑے ہوئے کہ نہ عورتوں کی آداب بھیج سکے نہ عورتیں آپ کو کہہ سکیں کہ عورتوں کی تشریف سے جانے کی وجہ سے عرض کی جائے کہ میں نے وہاں سے عورتوں کی زیادہ عین اور عورتوں کے عظیم شہانہ اور زیادہ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ دو دوسرے راستے سے لوگ آئے (قرنہ، داری، ہاروات) سب انہی نے ایک راستے پر گئے دن بارش ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز عید مسجد میں پڑھائی تھی (ابوداؤد، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر و ابن حزام کو کھانے کے لیے کہہ کر بلایا تو انہی نے کہا کہ ہم نے عید پر کھانا کھا کر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو وہ منظر دکھانے (شافعی) اور روایت ہے حضرت ابن انس سے کہ وہ اپنے بچوں سے

[illegible]

۱۰۰ یعنی آپ ہمیشہ نازعہ بھنگل میں پڑھاتے تھے لیکن ایک بار بارش ہو گئی تو لوگوں نے چنگل چھوڑنا بھی کر لیا تھا، اور وہاں کوئی جگہ نہ رہ کر چلی، اس لیے مسجد نبوی میں میرے بچا لے گئی، ملازماتے ہیں کہ ہمیشہ چنگل نازعہ بھنگل میں رہنا ہوتا ہے سوائے بارش کے وہاں کہ معتدل میں یہ نازعہ بھی گرم تر ہوتی ہیں، افضل، مسلمانوں کا اس پر عیش سے عمل رہا، مگر بارش کے علاوہ اس پر کسی اعتراض نہ کیا حتیٰ کہ نواز خانہ استسقا اور فخریہ مسجد میں بھی عیش میں بلا کراہت جاتے ہیں، دوسری سہ ماہی میں نازعہ تیز کر دیا ہے، امام سیوطی نے اسے دانستہ میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا نازعہ جنازہ دروازہ کعبہ کے پاس نہیں چلی گئی (دارمناقا)،

[illegible]

نہی ہے کہ اس عید پر بھی نماز کے بعد اس کی دعا مانگی جائے اور عید کے بعد نماز کے بعد عید کی دعا مانگی جائے۔

یہ خیال رہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ابراہیم ابن محمد میں جو محدثین کے نزدیک قوی نہیں، ابن حجر نے فرمایا کہ حدیث ضعیف ہے،

لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَكْبًا جَاءَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهَلَالَ يَأْتِيهِمْ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَفْطُرُوا وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مَضَلَّاهُمْ رَأَوْا كَيْدًا أَوْ ذَلَالَةً النَّسَائِيُّ: **الفصل الثالث** عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُؤْعَدُّنَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى ثُمَّ سَأَلَتْهُ بَعْضُ عَطَاءٍ بَعْدَ حِينَ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ لَأَذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةٌ وَلَا نِدَاءٌ وَلَا كَلَامٌ لَيْدًا يَوْمَ مَكَّةَ وَلَا إِقَامَةٌ وَلَا أَمْسَلِيمٌ. وَعَنْ ابْنِ إِسْعَمِيلَ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ

ملاوی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو ایک قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے کبھی چاند نہ دیکھا ہے حضور نے حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں اور کل صبح عید کا چلین لہذا البود اور ذوالنسائی ابہا تیسری فصل: روایت ہے ابن جریر کے لئے فرماتے ہیں عطاء نے حضرت ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے خبری ان دونوں نے فرمایا کہ عید فطر کے دن افذان نہ کی جاتی تھی پھر کچھ عرصہ بعد میں نے عطا سے اس بارے میں پوچھا کہ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے جابر ابن عبد اللہ نے خبر دی کہ عید کے دن افذان کے کچھ وقت اور بچکنے کے بعد نہ تو نماز کی افذان ہے نہ کچھ عام اعلان نہ کچھ اور پھر بیٹھے اس دن نماز ہے نہ کچھ کہ (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابوالعباس خدی سے کہ رسول افذان صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لے جاتے تو نماز سے ابتدا کرتے

لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث قبل اور مثال عمل ہوتی ہے کیونکہ یہاں وقت مستحب کا ذکر ہے آپ کا نام عبد اللہ ہے اس میں ایک کے بیٹے میں انصاری کی ہی بہت کم عمر تھی میں اپنے والد حضرت اش کے بعد بہت عرصہ زندہ رہے: طارق، طارقی اور ابن ماسرہ نے مزید کیا کہ گواہی بعد زوال ہوئی تھی اور انیسویں رمضان کو گوردخار تھا، یہ حدیث امام اعظم کی بہت بڑی دلیل ہے کہ نماز عید کا وقت فدا سے پہلے تک ہے نہ کہ شام تک کیونکہ اگر مغرب تک وقت موزنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج ہی نماز پڑھا دیتے، خیال رہے کہ عید الفطر کی نماز ایسے فہم میں دوسرے روز ہو سکتی ہے اگر تیرے دن نہیں ہو سکتی، لیکن نماز فطر عید میں روز تک پڑھی جا سکتی ہے، دوسری، اگر دوسری، یا دوسری، (کتب فقہ)

آپ کا نام عبد اللہ ابن عبد العزیز ابن جریج ہے فقہ میں کئی ہیں قرظی میں اسلام میں پیسے مصنف میں مہاجر میں کہ مستقر میں وقت پانی آپ خود بھی تابعی ہیں احمد آپ کے والد بھی سنے میں اس مسئلہ کی تفصیل دیکھی کہ اگر اجالا نماز پڑھنے کو چاہا تھا، حق یہ ہے کہ ان دونوں میں کچھ فرق ہے اور یہ جگہ کہ شدت کی تفسیر ہے کیونکہ نماز عید کے لیے اعلان گوردخار تو پورا جلا ناہیت پیشا بالافاق

فَإِذَا صَلَّيْتَ صَلَاتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ مُجْلِسُونَ فِي مُصَدِّقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ  
حَاجَةٌ بَعِثَ ذَكَرًا لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يَغَيِّرُ ذَلِكَ أَمْرُهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ  
تَصَدَّقُوا نَصَدَّقُوا نَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ  
حَتَّى كَانَ مَرُوانُ بْنُ الْحَكَمِ فَرَزَجَتْ لِحْصَاهُ مَرُوانُ حَتَّى آتَيْنَا الْمَصْلُ فَإِذَا الْكَيْفُ لِلصَّلَاةِ  
قَدْ بَنَى مِنْ بَنِي طَلْحَةَ وَلَيْنَ فَإِذَا أَمْرُؤَانِ يُنَاكَرُ عَيْنَيْهِمَا كَأَنَّهُ يُجِدِّي نَحْوَ الْمُنْبَرِ وَأَنَّهُ أَحْبَدُ  
نَحْوَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا تَرَيْنَا ذَلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْإِبْتِدَاءُ لِلصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ

جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں پر توجہ ہوتے لوگ اپنے مقام پر بیٹھے ہوتے اگر ہر ایک کو بھڑکھڑکھنے کی ضرورت ہوتی تو  
لوگوں سے ذکر فرمادیتے یا آپ کو اس کے سوا کوئی اور ضرورت ہوتی تو اس کا حکم دیتے لہذا وہ فرماتے تھے خیرات کرو  
خیرات کرو زیادہ خیرات کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں لہٰذا ہر ایک پائیں ہوتے حاملہ عورتیں یا بچے کے سروان میں کم  
کا زمانہ آیا کہ تو میں مروان کی کہیں ہاتھ ڈالے نکاحی کریم عید کا پہلے تو دیکھا کہ ان عورتیں صلیت لے کر بیٹھ گئے  
کا ہنر بنایا ہے لہٰذا مروان مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے لگا شاید مجھے مذکر کی طرف کھینچنا تھا ورنہ اسے میں نماز کی طرف  
کھینچنا تھا جب میں نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو میں بولا کہ نماز سے ابتدا کرنا کہاں لگیا وہ بولا نہیں لے ابو سعید جو

جائز ہے، صرف اتنا ذخیرہ ہے، لہٰذا یہ حدیث سن کر یہ پہلے گزری، پہلے عرف کی جامعہ کہ نماز سعیدین کے لیے نماز اذان ہے  
نہیکر، اور اس کا خطبہ بعد نماز ہوگا، اور عید کا میں دینی کام کے استقامت کے جاسکتے ہیں اسے خاص یہ ہے کہ تاکید کے لیے میں بار  
خیرات کا حکم دیتے تھے اور یہ زمانہ دورانِ خطبہ میں جتنا تھا ایک بار سانسے دلوں سے فرماتے، اور سر کی بار بار دھونے کی تیسری  
بار بائیں دلوں سے، یا یہ مطلب ہے کہ اپنی دنیا کے لیے خیرات کرو، اپنے مردوں کے لیے، اور اپنی آخرت کے لیے خیرات کرو  
یا کہ نذرتاً و دو فطر و دو صدقہ نفلی و دو عترتی زیادہ خیرات اس لیے کہ قاضیوں نے کہیں کہ دوزخ میں ہم زیادہ دیکھی گئی ہیں۔  
اسے یعنی خلفائے راشدین بھی خطبہ نماز عید کے بعد ہی رکھی، خیال رہے کہ مروان ابن حکم سترہ میں مدینہ کا حکم تھا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت  
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا، لہٰذا وہ صحابی نہیں، یا میرے معاصرین کہ زمانہ میں مدینہ کا حکم تھا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت  
عثمان غنی نے اپنے آخر غزوات میں اور امیر معاویہ نے خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا، مگر یہ غلط ہے، عید اگر اس حدیث سے مراد ہے  
معلوم ہو رہا ہے، نیز حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق و فاروق و عثمان و علی رضی اللہ  
عنہم کے ساتھ نماز عید پڑھی، یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، لہٰذا اس بدعت کا مود مروان ہی تھا، لہٰذا کہ میں اس سے  
قبل عید کا میں نماز تھا، مروان نے پہلے قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا، اس پر اعتراضات ہوتے، تو اس نے وہاں ہی سہرہ پڑھا، لہٰذا یہ  
حدیث ان روایات کے خلاف نہیں، اگر مروان مسجد نبوی سے سہرہ پڑھا تھا، خیال رہے کہ کثیر ابن صلیت ابن سعد کی کربندی حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام قلیل تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر کثیر رکھا۔



عَامَّةً فِي الْأَمْنِيَّةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَكْتُمُ بَيْنَ أُمَّلَحَيْنِ أَقْرَبَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمِعْتُ وَكَتَبْتُ قَالَ

قرآنیاتی کا باب ۳۵

ہر فصل اور روایت سے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چوت کبر سے بیعت کے لئے بکروں کی قربانی کی کہ تم انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ وغیرہ کی فرمایا

۱۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ سنت یہی ہے کہ خطبہ نماز ہے جیسے ہو لیکن اب مصلحت اور حکمت ہے کہ نماز سے پہلے جو کو گلاب لوگ نماز کے بعد خطبہ کے لیے بیٹھے نہیں، اسی لیے اس سے خود کہہ کر کھٹک کھٹک کر نماز میں جرح اس میں نہیں ہوں یہ بعد بزرگوں میں سنت یعنی انمولی حذر دل کی وجہ سے یہ سنت میں بیچوری جاسکتی مام لوگ۔ ۲۔ مصلحتی اہم خطبہ بعد ہی اس رکوع اس سے دیکھنے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت عثمان یا امیر معاویہ نے خطبہ مرکز پہلے پڑھا اور دوسرا بعد پڑھا یہ ممکن نہ کرتے اور دوسرے یہ کہ نماز کی مصلحتوں کی وجہ سے سنتیں نہیں پھیر دینی جاسکتیں اس سے وہ گلاب کو گلاب جوجا کر کہہ دے ہیں کہ خطبہ اذان تک رکھ کر نماز میں اور دو زبان میں پڑھ کر لوگوں کو دل میں سنت خطبہ اور غیر محفوظ بنائیں دن چڑھا، اسی لیے نماز سنت کو ختم کیا جاتا ہے جو کو قربانی ختم کر کے ان شہروں میں تیار ہوا ہے جو کو قربی ہے اس سے اسے اچھے ملک کا بھی اعلیٰ بھی ہے اور صحابہ بھی قربانی صرف خطبہ کے دونوں میں ہی بیت عبادت نماز شروع کرنے کا نام ہے حج کے ذریعے خواہ ہم کو قربان کر دینے کا حق باج کے جرموں کا کفار ان میں سے کوئی قربانی نہیں کر سکتا چاہی مسافر جو ہے میں اور مسافر قربانی نہیں، اسی لیے ان دونوں کے نام بھی علیحدہ ہیں دوم قربان، درم سنت درم حاکمیت، ابوی و دوم قربیت میں نہیں اختیار کیوں نہیں کی، نزدیک تمام ہاؤز صرف دوم قربت میں مذبح جو کہتے ہیں اہل قربانی پر جو کھنچوں کے نزدیک مسلمان آزاد، اللہ تعالیٰ قربانی واجب ہے بعض ممالک کے ان سنت کو کہو، امام کے کان میں قربان واجب ہے بغیر پرست، مگر مذبح حقیقی ثابت قوی ہے جو کو گوریت ہے قربان کھنچوں کے نزدیک و آخر یہی قربان نماز میں اور قربان کر کے، اگر فیض امر ہے جو واجب ہے کہ آج یزید علی بن علی علیہ السلام کے مدینہ منورہ میں حلیہ قربانی کی، نیز قربانی دینے والوں پر سنت اسلامی کا طریقہ انبیا و اوصیاء ان کے قربان و وصیاء ان کے نماز کے بعض ہیں ہندوؤں مسلمان ہزار علیہ السلام قربان کی قربانی رکھنا چاہتے ہیں کبھی کہتے ہیں قربانی صرف کفار و اہل ایمان یا کفار ہے قربان و وصیاء ان کے نماز کے بعض ہیں ہندوؤں مسلمان ہزار علیہ السلام قربان کی قربانی رکھنا چاہتے ہیں کبھی کہتے ہیں قربانی صرف کفار ہے مگر کرب کے قربان کھنچوں کے نزدیک و آخر نماز کے بعض ہیں ہندوؤں مسلمان ہزار علیہ السلام قربان کی قربانی رکھنا چاہتے ہیں کبھی کہتے ہیں قربانی صرف کفار ہے مگر کرب کے قربان کھنچوں کے نزدیک و آخر نماز کے بعض ہیں ہندوؤں مسلمان ہزار علیہ السلام قربان کی قربانی رکھنا چاہتے ہیں کبھی کہتے ہیں قربانی صرف کفار ہے



رَبِّهِتُمْ وَأَصْنَعُوا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهَا وَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ  
عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرَ بَكِشَ أَقْرَنَ يَظَاهُ فِي سَوَادٍ وَيَكْرِي فِي  
سَوَادٍ وَيَبْطُرُ فِي سَوَادٍ فَأَتَى بِهِ لِيُصْبِغَ بِهِ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ لَكَ الْمُدِيَّةُ ثُمَّ قَالَ اشْحِذِيهِمَا  
بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْبَكِشَ فَأَصْبَحَهُ ثُمَّ دَجَّحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُمَّ تَقَبَّلْ  
مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صُغِيَ بِهِ رَوَاكُمُ سَلَامٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمْ بَنُو الْأُمَيَّةِ إِلَّا أَنْ يَغْدِرَ عَلَيْكُمْ فَنَتَبَّحُوا

کون آپ کو ان کروں کی کروں پر اپنا قدم رکھے دکھالہ آپ فرماتے تھے بسم اللہ اگر (مسلم بخاری) اور واسطہ حضرت  
عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ فلے بکے کا حکم دیا جو سیاہی میں علیے سیاہی میں بیٹھے سیاہی  
میں دیکھتے تھے آپؐ حضرت میں حاضر کیا گیا کہ اس کی قرانی کرے فلان عائشہ چھری لاؤ چھری فرماتے تھے برتر کرو، میں نے  
کر لیا چھری چھری بکری اور بکرا پکڑ کر لیا پھر اسے ذبح کیا پھر فرمایا بسم اللہ اللہ اسے الحمد والحمد وامت محمد  
کی طرف سے قبول فرمائے پھر اس کی قرانی کی کہ (مسلم) اور روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سال سے کم جانور ذبح نہ کرو سگ جب کہ دشوار جو تو جیسے سگ کا

پاکستان میں اٹھوایا تاکہ اگر یہاں بندہ جو جاسے تو وہاں آسانی سے زندہ ہوئے گرانڈ انڈیا کے دن مصطفوی کا جوار جوشہ روشن رہے گا دیکھو  
مروان کی کوشش سے طلحہ بنی ناز سے پیسے نہ دیا سکا ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنے غریب امتیوں کی طرف سے جو قرآنی پر کارور نہ  
جوں جیسا کہ آگے آ کر اسے ایک قرآنی سارے غریبوں کی طرف سے کافی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ایک سجدہ اللہ اللہ تعالیٰ ہم جیسے لاکھوں گنا گناہوں کا بیڑا بارگاہے گاہ قرآنی اگر وہ ایک ہے کہ اس کی ہے جو ساری مخلوق میں  
کیتا ہے صلہ اس طرح کہ سنا کر قلم بردار کرنا اور سنا پاؤں اس کے داجے کہتے ہیں رہا، بائیں ہاتھ سے اس کا سر کی الار  
دائیں ہاتھ سے چھری چھری خیال رہے کہ ذبح پر پیشہ اللہ، کہنا فرض ہے اور اللہ جگہ، کہنا مستحب اور اس وقت  
درد شریف پڑھنا ہمارے ہاں کردہ ہے، امام شافعی کے ہاں سخت درمقاہ بہتر ہے کہ جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے غلام  
اگر ذبح کرنا نہ جانتا تو ذبح اور سے کرے اگر سائے جو مردہ بہتر ہے صلہ یعنی اس کے پاؤں سر میں اور انگلیں سیاہ ہونا بائیں ہاتھ  
کا پیسے دیتے صلہ یہ تشہیر بنا کر کہے ہے یہ ذکر اللہ کی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذبح کر لیا اور حبیب اللہ جیہیں بھی درمقاہ کیا  
ذبح کرے کہ کسی میں ذبح کا لالہ فرمایا اللہ تعالیٰ اسے کہ سنا کر گناہوں کے دیکھا کہ جو میری تر کی جاسے صلہ یعنی قرآنی کے قرآنی ہیں انہیں بھی  
شرک فدا ہے اس سے معلوم ہو گا کہ اپنے فرائض و واجبات کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں اس میں کی نہیں آسکتی، حدیث کھانا  
ماننے دیکھ کر اہمال ثواب کرنے کی قوی دلیل ہے کہ بکری ماننے ہے اور حضور اس کا ثواب اپنی اور امت کے کہ بخش رہے ہیں  
شہ بیٹے اس کا گرفت پکار کر لوگوں کی دعوت کی لغت میں لکھا کے معنی ہیں دوپہر کا کھانا کھلایا، یہاں لغوی معنی میں ہے

حَدَّثَنَا مِنَ الصَّانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَعْطَاهُ عَمَّا لَيْسَتْ بِهَا عَلَى صَحَابِيَةٍ ضَخْمًا يَفِيضُ عَتُودٌ فَذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَخْمٌ بِهِ أَنْتَ وَفِي رَوَايَةٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي حَدٌّ قَالَ صَحِيحٌ بِهِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذِيحُ وَيَحْدِي الْمَصْلِي  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقْرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزْءُ  
عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

چھ ماہ کا بچہ نہ ہو کہ وہ اس طرح سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں عید میں  
فرمائی کیلئے تقسیم فرمانے کو دس تھ تو ایک شش ماہ بکری کی بھی اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب  
نے فرمایا اس کی قربانی نہ کرو ایک ولایت میں سے کہیں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھ ماہ کا بچہ یا قربانی کی روشہ  
(مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کا دس بکریاں دیکھ کر فرماتے تھے  
تھ (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گاؤں کے سات کی طرف سے ہے اور اونٹ  
سات کی طرف سے ہے (مسلم و ابوداؤد) لفظ ابوداؤد کے ہیں: روایت حضرت ام سلمہ سے فرمائی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی

ملہ یہ معنی بہت موزوں ہیں کہ کوئی ایک سال سے کم نہ گائے دو سال سے کم اور اونٹ پانچ سال سے کم کا جائز نہیں ان مردوں  
میں ان سب جائزوں کا نام مسند ہو تا ہے، یہی طرح چھ ماہ کا بچہ اگر چھ ماہ سے کم ہو تو ایک سال کی بکریوں سے مل جائے تو قربانی جائز  
ہے: خیال رہے کہ معز بکری بیڑ و نہ سب کو شامل ہے غنم صرف بکری کا نام ہے اور خن بھیر اور نہ کا، اس حدیث سے  
معلوم ہوا کہ ایک سال کی بکری کی قربانی چھ مہینہ کی بکری کی قربانی سے افضل ہے، افزافہ نے بیان فرمایا کہ افضل قربانی اونٹ کی ہے  
پھر گائے کی پھر بکری کی پھر بھیر کی ملہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں قربانی کے جائز تقسیم فرماتے تھے لہذا اب  
بھی اگر کوئی ایسے لوگوں میں جائز تقسیم کرے اور لوگ اس کو قربانی کریں تو جائز ہے لطیفہ: اس زمانہ کی قربانی بند کرنے والوں  
نے حکومت پاکستان کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مزدور حکومت ملک میں قربانی نہ کرے وہ ہم رو یا شاہل حکومت سے عرض کرتے ہیں  
کہ وہ ہر سال اپنے مجاہد سے قربانی کے جائز مسائل میں تقسیم کیا کرے اس کے بیٹے ایک فخر رکھے کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے قربانی نہ نہیں کی تقسیم کی ہے ملہ حضور جہاد بکری کو بھی کہتے ہیں اور جہاد بھیر کو بھی یہاں بکری مراد ہے اسی لیے حضرت عقبہ  
نے عقب سے پوچھا کہ میں قربانی کیسے کروں، ابن ابی بردہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قربانی صرف تینیں  
جائز ہوگی اور دس کو نہیں یہاں شیخ نے انہیں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام غریبہ پر درپے گئے ہیں یہ وہاں میں کم جاری فرماویں  
یعنی آپ بھلائے الٰہی یا ملک حکام میں اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ سے دیکھ لیں تاکہ لوگوں کو قربانی کا طریقہ آجائے  
اور قربانی شائع ہو جائے خیال رہے کہ یہ کتب کا وہ نسخہ پاک تھی تاکہ کہ غنم کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غنم میں نہ ہیں عید پر بھی نہ

اسلام  
مسلم  
مسلم  
مسلم

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ يُضَيِّعَ فَلَا يُمْسُ مِنْ شَعْرَةٍ وَ  
بَشِيرَةٍ شَيْئًا وَفِي رَوَايَةٍ فَلَا يَأْخُذُ شَعْرًا وَلَا يُقْلِمَنَّ ظَفْرًا وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ رَأَى هِلَالًا  
ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَيِّعَ فَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرَةٍ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ إِبْنِ  
عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامِينَ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِمْ أَحَبُّ  
إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَكَأَنَّ

اللہ علیہ وسلم نے کرب عشرہ واجب ہے تو تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال کھال کو بالکل ہاتھ نہ لگائے نہ اور  
ایک روایت میں ہے نہ بال لے نہ ناخن کاٹے ایک روایت میں ہے کہ جو بقرہ عید کا چاند دیکھے اور قربانی کرنا چاہے  
تو نہ اپنے بال لے نہ ناخن (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
وہ زمانہ کوئی نہیں جن میں نیکیاں رب کو اس دن سے نہ یاد ہو یا ریاکاریوں نہ لوگوں نے عید میں کیس  
یا رسول اللہ نہ اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا نہ

عید کی قربانی کی اس سے دو گہ عزت ہوگی جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں ہے یہ جیسے لگاتے اور اونٹ کی قربانی میں سنا  
آویں شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان میں سے کوئی گوشت یا اجزاء گوشت کے لیے شریک نہ ہو یا اسے قربانی کرنے والے پر  
یا بعض فقہاء کے خیال کے مطابق اور فرضی سب اس پر متفق ہیں کہ لگاتے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں صرف  
اسلمی ابن راہ ہو سکتے ہیں کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں یہ حدیث اصناف اور شواہد کی دلیل ہے  
اس لیے جو اہل حجاز یا غیرہ ان قربانی کا ارادہ کرے وہ بقرہ عید کا چاند دیکھنے سے قربانی کر نہ لے نہ لگ ناخن بال اور مرد اور کمال وغیرہ نہ  
کھائے نہ کھائے تاکہ حاجیوں سے قدرے مشابہت ہو جائے کہ وہ لوگ احرام میں حجامت نہیں کر سکتے اور تاکہ قربانی ہر بال ناخن  
کا ذریعہ بن جائے یہ حکم استنباطی ہے وجہی نہیں لہذا قربانی واسطے حجامت نہ کرنا بہتر ہے لازم نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ایسا  
سے مشابہت بھی ایسی ہے بلکہ جو قربانی نہ کر سکے وہ بھی اس عشرہ میں حجامت نہ کر لے، بقرہ عید کے دن بعد نماز حجامت کر لے  
نوازش اللہ ثواب پاس لے گا، جیسا کہ بعض روایات میں ہے، خیال ہے کہ منیٰ آؤ آؤ سے بعض شافع فرماتے ہیں کہ قربانی واجب  
نہیں صرف سنت ہے ورنہ یہ کیوں فرمایا جاتا کہ جو قربانی کرنا چاہے وہ حجامت نہ کر لے اور کہتے ہیں کہ حضرت صدیق و فاروق قربانی  
نہیں کرتے تھے تاکہ لوگ اسے واجب نہ سمجھاویں، مگر یہ دلیل مسترد ہے کہ جو حدیث شریف میں نماز جمعہ کے اور جمعہ کے لیے یہی  
منیٰ آؤ آؤ کا ارشاد ہوا ہے کہ فرمایا جو جمعہ پر صبا چاہے وہ غسل کرے، جو جمعہ کرنا چاہے وہ جلدی کرے حالانکہ جمعہ ہی فرض ہے اور جمعہ ہی  
جو کہ جمعہ صبح ہر شخص فرض نہیں اور قربانی ہر شخص پر واجب نہیں اس لیے اس طرح ارشاد ہوا، اور حضرت صدیق و فاروق کا  
قربانی نہ کرنا کہیں ثابت نہیں (مرقاۃ) اس لیے بقرہ عید کے پچیسے عشرہ میں رب تعالیٰ کو بندوں کے نیک عمل بہت پیارے ہیں جن پر  
بہت ثواب دے گا کیونکہ یہ زمانہ جمعہ کا ہے اور اسی عشرہ میں عید کا دن ہے جو تمام دنوں سے بہتر ہے ماہ رمضان کی آخری دس راتوں

قربانی کی  
بشرطیکہ  
ان میں سے  
کوئی گوشت  
یا اجزاء  
گوشت کے  
لیے شریک  
نہ ہو

الْجَهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا الرَّجُلُ خَرَجَ بِنَفْسِهِ قَالَ هَلْ يَرْجِعُ مِنْ ذَلِكَ بَشَرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
 الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبَشَيْنِ  
 أَقْرَبَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوبَيْنِ فَلَمَّا أَوَّجَهُمَا قَالَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضَ عَلَى أَمَلَةٍ إِبْرَاهِيمَ حَبِيبًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنْ صَلَوَاتِي وَنُسُكِي وَمَحَبَّتِي وَ  
 مِمَّا فِي يَدَيْ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا تُمْسِكْ لَهُ وَلَا لِأَهْلِهِ أَهْرُتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ هَذَا وَ

اللہ کی راہ میں جہاد رسول نے اس کے چار بیٹا جان و مال کے کرکھلے اور کچھ دلہا لے کر بخاری (دوسری فصل) رواایت  
 حضرت جابر سے فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھائی چکیرے سینک والے بکرے بقرہ کے دو ذبح کیے تھے جب  
 اچھلے قیلے روٹا یا تو فدا کیا میں نے اپنے کو اس کی طرف توجہ کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کیے وہ ابراہیمی پرہیز  
 گئے سرے ہیں سے الگ مشرکوں میں سے نہیں ہوں کہ یقیناً میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت  
 دین اللہ کے لیے ہے اسکا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ملا اور میں مطیعین سے ہوں کہ الہی برکت سے ہے اور

میں نیکیاں بہت قبول ہیں کہ یہ زمانہ اعتکاف کا ہے اور اس میں شنب قدر ہے رب تعالیٰ نے فرمایا دلیال عشرہ دس دنوں کی قسم  
 خیال ہے کہ دن تو بقرہ عید کے اول عشرہ کے افضل ہیں اور راتیں رمضان کے آخری عشرہ کی افضل، اسی لیے یہاں آیات فرمایا  
 گیا اور قرآن شریف میں یہاں، واللہ قرآن وحدیث متعارف نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ افضل دنوں میں عبادت بھی افضل  
 ہے، اسی لیے شنب معراج، شنب بولات، شنب میلاد میں عبادت افضل ہیں کہ یہ افضل راتیں ہیں \*

سہ بیعت بقرہ عید کے پچیس عشرہ کے اعمال، دوسرے زمانہ کے جہاد میں افضل ہیں، جان و جہاد جس میں غازی جان و مال سب کچھ  
 قربان کر دے یہ اس عشرہ کی نیکیوں سے افضل ہے، معلوم ہوا کہ اس عشرہ کا جہاد تو مست ہی افضل ہوگا سہ ماہہ مذکورہ میں کہ کوئی حضرت  
 صل اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر یزید کو ادھت ذبح کیے تھے مزدحمے اور مکہ منکر دوسری قربانیاں حضرت جابر نے رکھی تھیں کہ کوئی  
 انصاری ہیں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھتے تھے اس سے دو لوگ عزت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ  
 مکرمہ میں چاہیے اور کہیں نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ختنی جانور کی قربانی جائز ہے کہ ختنی ہونا عیب نہیں بلکہ گناہ ہے کہ ختنی کا  
 گوشت اعلیٰ ہوتا ہے، یوں بھی ختنی، یوں بھی ختنی جیسے کہ بھی قربانی درست ہے سہ ماہہ قربانے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ  
 نے جو شرف یعنی نبوت کے حضور سے پہلے اور بعد شریک و کفر اور گناہ سے محفوظ رکھا، اور آپ اول عمری سے عابد و زاہد تھے کسی عبادت  
 میں کسی دوسرے نبی کی انہماک نہ کی، بلکہ ظہور نبوت سے پہلے دین ابراہیمی کی عبادت میں کرتے تھے جو اسلامی عبادت کے مطابق تھیں جب  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں اعتکاف و عبادت کر رہے تھے دشنام و غیرہ سہ ماہہ یہ قرآن کریم کی  
 آیت سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نماز شروع کرنے وقت اور قربانی کرنے وقت پڑھا یہاں تک سے مراد قربانیاں ہیں ورنہ  
 اس موقع پر آیت پڑھنا درست نہ ہوتا اس سے دو لوگ عزت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ قربانی کا نبوت قرآن سے نہیں۔ خیال رہے کہ نیک



لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّيهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ ثُمَّ دَخَلَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّحَارِ  
وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ دَخَلَ بِحَيْدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ هَذَا  
عَنِّي وَعَنْ عَمِّي لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي وَعَنْ حَنْشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ فَقُلْتُ لَهُ مَا  
هَذَا فَقَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أَضَعُ يَدَيَّ عَلَى رَأْسِهِ عِنْدَ رَوَاةِ  
أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَنَحْوِهِ وَعَنْ عَمِّي قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ نَسْتَنْفِرَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَا نَضْحِي بِمَقَالِيلِهِ وَلَا مَدَائِرِهِ وَلَا شُرَكَاءَ وَلَا خُرَقَاءَ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَنَّهُمْ رَأَوْهُ رَأَيْتُ مَا لَمْ

تیرے لیے ہے محمد مصطفیٰ امدان کی امت کی طرف سے ہے بسم اللہ اکبر محمد فریخ فرمایا اور ابو داؤد ابان ماجہ دارمی اور احمد ابو داؤد و ترمذی کی دوسری روایت میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذکر فرمایا اور کہا بسم اللہ اکبر الی یہ میری طرف سے اور میرے اس امت کی طرف سے جو قرآنی ذکر کے لئے روایت ہے حضرت نفیس سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ سے قرآنی ذکر فرمایا ہے قرآن کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ میں اپنی طرف سے بھی قرآنی ذکر کروں لہذا میں حضور کو طرف سے قرآنی ذکر کرتا ہوں کہ ابو داؤد اور ترمذی نے اس کی شہادت روایت کی ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم کچھ کان دیکھ لیں کہ نہ لگے کان کھٹے کی قرآنی ذکر کرنے کے لئے نہ کان چھٹے کی نہ کان پٹھنے کی نہ ترمذی ابو داؤد و سلمانی دارمی ابان ماجہ ابن ماجہ کی روایت اذن پر فرمے ہوئے ہیں

جمع ہے فیہیکہ اس کے معنی اعمال حج بھی ہیں اور قرآنیات بھی مگر یہاں قرآنی مراد ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَصَلِّ رِزْقَكَ وَنَفَرَ سَلَامًا یعنی خدا یا قرآنی تیری توفیق سے تیرے راضی کرنے کے لیے کر رہا ہوں اسے میرے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما اس کی شرح ہو چکی ہے سلام یعنی تاقیامت فرمائے امت کی طرف سے میری یہ دوسری قرآنی ہے اب امرائے امت کو چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قرآنی کیا کریں اس سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی واجب ہے اور مال عبادات میں نیابت جائز ہے سلام یہ ہے کہ حضرت علی تک میرے قرآنی کرتے تھے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مطابق آپ کی حیات شریف کے اور ایک ایسی طرف سے اس سے سلام ہو کہ بعد وفات مرحوم کی طرف سے قرآنی دینا چاہتا ہے ہاں کہ بیت کی قرآنی ہو تو اس کا سلام گزشتہ شرات کو رہا جائے اگر وارث یا خلیفہ سے محض ثواب کے لیے بیت کی طرف سے قرآنی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر و امیر سب کو کھلائے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی قرآنی توجہ رکھے مسلمان برکت کے لیے کہیں کس نام بھی بعض خوش نصیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قرآنی کر رہے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے کہ اکھ کان سے مراد سامے اعضا ظاہری ہیں قرآنی کرے یہ وہ جانور فرما جائے جس کے کسی جن میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جو اس کے حسن میں کی پیدا کرے یا جسم میں نقصان لہذا انھما کا ناہانہ دم کان بہت دیر وغیرہ جانور قرآنی نہ کیا جائے ان محبوب کی تفصیل کتب فہرستیں دیکھو وہ لبنان میں چھپے کان

قَوْلِهِ وَالْأَذُنَّ، وَعَنْهُ قَالَ نَبِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَضِيقِي بَا عَصَبِ  
الْفَرْقِ وَالْأَذُنَّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، وَعَنْ الدَّارِمِيِّ عَزَبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَاذَا يَنْتَفِي مِنَ الصَّحَابَةِ فَأَشَارَ بِسَيْدِهِ فَقَالَ أَرْبَعًا الْعَرَجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَمُهَا وَالْعَوْرَاءُ  
لَبَيِّنُ عَوْرَتِهَا وَالْمَرْبِضَةُ الْبَيِّنُ مُرَضُّهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا يَنْتَفِي رَوَاهُ مَالِكٌ وَاحْمَدُ  
وَالْتِّرَمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرَمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْمَحِي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحَبِيلٌ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ  
فِي سَوَادٍ وَيَمْسُ فِي سَوَادٍ رَوَاهُ التِّرَمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرَمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ:

روایت ہے: انہی سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ ہم ٹوٹے یا جگ اور کٹے کان والے یا  
قرآنی کر لیں (ابن ماجہ): روایت ہے حضرت بلال ابن عازبؓ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کن قرآنیوں نے  
پچا چاہیے تو آپؐ نے انہی کے اشارے سے فرمایا چارے سے ملے لنگڑے سے جس کا لنگ ظاہر ہوئے سے جس کا کانین  
ظاہر ہوئے میرا سے جس کی بیماری ظاہر ہو اور دیشے سے غولہی میں سیلنگ نہ رکھتا ہو (مکمل احمد ترمذی،  
ابوداؤد النسائی، ابن ماجہ، داریم) روایت ہے حضرت ابو سعیدؓ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سیلنگ ملے جس کے قرآنی کر لے تھے جو سیاہی میں دیکھے سیاہی میں کھائے اور سیاہی میں چلے  
(ترمذی، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ):

کوثر تار کئے ہیں، اور قرآنی میں جس سے کان کو فرقا، اس میں اکثر کان کا اعتبار ہے یعنی اگر آرمے سے زیادہ کان سلامت ہے اور  
آرمے سے کم چاہیٹا یا کان ہے تو اس کی قرآنی جائز ہے اور اس کے برعکس کی ناجائز، یعنی سیلنگ ٹوٹے یا کبھی حال ہے :  
ملے کیونکہ اس سے جانور کے سن میں کمی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ بڑے اور چوٹے جانور کا قرآنی جائز ہے، یعنی جس کے پیدائشی  
سیلنگ نہ ہوں یا کان چھوٹے ہوں کیونکہ غضب وہ کھانا ہے جس کے کان یا سیلنگ کٹے ہوں جس کے سیلنگ کا چھلکا اگر کمی ہو قرآنی  
جواس کی قرآنی جائز ہے کیونکہ وہ بھی غضب نہیں ملے یہ چار اصولی طبیب ہیں جس میں بہت سے فردی عیب شامل ہیں، لہذا حدیث  
ان احادیث کے خلاف نہیں ہیں میں زیادہ موجب کا ذکر ہے ملے یعنی وہ گودا جانور جو قرآنی کا وہ تک بھی ہو سکے اور وہ کان میں کی ایک  
آنکھ کی روشنی یا کل ساری رسی ہواس سے کم رنگ اور ایک آنکھ میں معمولی سیل وغیرہ کا ہونا ضرر نہیں ملے مرض ظاہر ہونے کے پہلے  
پیش کردہ نہ کھائے اور سیلنگ نہ ہونے کی علامت ہے کہ وہ بڑے پن کا وجہ سے کمی نہ کر سکے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنی  
کے اندرون میں عیب جو عمومی نہ ہوں ضرر نہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ دیوانہ جاور جس کی دلوانی ظاہر ہو اس کی قرآنی نہ کی جائے، ملے کیونکہ  
اس جانور میں عیب نہیں ہوتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ کورٹے اور کورٹیں آنکھ واسے جس کے قرآنی انھیں ہے اور قرآنی میں زیادہ گوشت دیکھو :  
زیادہ چربی دیکھو ایک کورٹے کر کے کی قرآنی دو ذہنوں کی قرآنی سے فضیلت ہے :



وَعَنْ مَجَاشِعٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْجَدْعَ  
يُؤْكِلُ مَنَاقِبِي مِنْهُ الشَّيْءُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَّمَانِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ: وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِعْمَتِ الْأَصْحَابَةِ الْجَدْعُ مِمَّنِ الصَّانِ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
سَفَرٍ فَخَصَّرَ الْأَرْضَ حَتَّى فَاقَتْ رُكُنَاتِي الْبَقَرُ سَبْعَةً وَفِي الْبَقَرِ عَشْرَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
التَّيَّمَانِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ: وَعَنْ  
عَافِيَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ

روایت ہے حضرت مجاشع سے جو بنی سلیم سے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جَدْع کا تشبہ میرے پاس  
میں کیفیت کرتا ہے جس میں کمر کی ایک لچک کا بیڑہ (الوداد، التیمانی، ابن ماجہ) در روایت ہے حضرت ابوہریرہ  
سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جَدْع کا تشبہ میرے پاس ہے (ترمذی)  
روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک لکڑی  
عید لگتی تو ہم لگاتے ہیں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہو گئے (ترمذی، التیمانی، ابن ماجہ)۔  
ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے: روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ انسان بقرہ کے دل کوئی ایسی جگہ نہیں کہتا جو

لے آب کا نام یا شیخ ابن سعد ابن عبد بن دحب سلمی ہے، صحابی ہیں، صحابہ ہیں، حضرت محالد کے صحابی ہیں لے میں مجاہد اور نبی  
کے مشفق ماہر ہوتے، جب کہ قرآنی حائز ہے اگر ایک سالہ بکریوں سے مل جائے، اس کی شرح پہلے گذر چکی، مجاہد اللہ شہ کے معنی کی  
تعمیق پہلے کی جا چکی لے اس لیے فرمایا کہ لوگ اس کی قرآنی میں داخل اور دفعہ ذکر کریں، کیونکہ بظاہر اس کی قرآنی جائزہ معلوم ہوتی تھی اس  
حدیث کی بناء پر تمام علماء اہل صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ مشفق ماہر و نبی یا صحابہ کی قرآنی حائز سے (لغات)  
لے اس طرح کہ کسی جگہ پندرہ روز کی نیت سے ٹھہر گئے تھے، در مسافر پر قرآنی واجب نہیں، یا یہ قرآنی استصحابا کی گئی، جیسے بعض  
مجاہد اپنے اور اپنے ہر موزوں کی طرف سے کہ مستند میں قرآنی دے دیتے ہیں  
لے اسحاق ابن داؤد کا یہی مذہب ہے، ان کے علاوہ باقی تمام اس پر متفق ہیں، کہ اورف کی قرآنی میں بھی سات ہی آدمی شریک ہو گئے  
ہیں، یہ حدیث اس گذشتہ حدیث سے مستور ہے جو پہلے گذر گئی، کہ گائے اور اونٹ سات سات کی طرف سے جائز ہے (لغات)  
مراعات سے فرمایا کہ عبد اللہ ابن عباس کی بعض روایات میں یوں بھی ہے کہ ہم اورف میں سات یا دس شریک ہو گئے، لے اشک  
کی بنا پر حدیث قابل عمل نہیں، نیز یہ حدیث حسن غریب ہے اور سات کی روایت نہایت صحیح، لہذا اس کے مقابل یہ حدیث  
مترک ہے:

يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَهْلَائِكَ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِفَرْغٍ مِمَّا وَأَشْعَارُهَا  
وَأَطْلَافُهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعُ بِالْأَرْضِ فَطَبِّبُوا إِنَّمَا أَنْفُسُ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ  
كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَصِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِصِيَامِ لَيْلَةٍ الْقَدَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَسْنَدُهُ ضَعِيفٌ ۚ الْفَصْلُ الثَّالِثُ ۚ عَنْ  
جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ الْاَصْحَى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خون بہانے سے خدا کو زیادہ پیاری ہو لہ یہ قرآنی قیامت میں اپنے پیسگوں بالوں اور کھوپڑی کیسے تھلے لگیں گے اور خون  
زمین پر گرے گا جسے پہلے اللہ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے لہذا خوش دلی سے قرآن کریم (نہدی) ابن ماجہ اور طبرست  
ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ کو اپنی  
بقیہ کے عشرہ کی عبادت سے زیادہ پسند ہو اس زمانہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے  
اور اس کی ہر رات کا قیام شب اللہ کے قیام کے برابر (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی) فرماتے ہیں کہ اس سنار  
ضعیف ہے بیہقی فصل: روایت ہے حضرت جندب ابن عبد اللہ سے فرماتے ہیں کہ میں بغیر غیر لیٹے  
قرآن کی کئی دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا

اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی میں حضور خون بہا اور کشت کی بات کیا جائے لہذا اگر کوئی شخص قرآنی کی قیمت ادا کر دے اس سے دل  
میں اگر کشت خیرات کر دے قرآنی ہرگز ادا نہ ہوگی اور کیوں نہ ہو کہ قرآنی حضرت خلیل اللہ کی نقل ہے انہوں نے خون بہا تھا کشت  
یا پیسے خیرات نہ کیے تھے اور نقل درج درست ہوتی ہے جو مطابق اصل ہو خیال رکھے کہ اسلام سے پہلے قرآنی کا گوشت کھا حرام  
تھا اسے بھی اگلا جاتی تھی قرآنی کا حکم تھا اب کھنے کے وقت میں وہ لگ جاسکتے ہیں آئی قرآنیوں نے ذکر و سب کا گوشت دکھایا  
اس کے مکہ اور قرآنی کرنے والے کے نکیر کے پتے میں رکھی ماسے کی جس سے نکیریں مبارک ہوئی (ملحات) پھر اس کے لیے ہر روز  
جے کی جس کے ذریعہ یہ شخص کھانا یا پھر اطعمہ کرے گا اور اس کا ہر عضو ملک کے ہر عضو کا ذریعہ ہے کا درجہ (مستند) یہی اور اعمال تو کوفہ  
کے بعد قبول ہوتے ہیں اور قرآنی کرنے سے پہلے ہی لہذا قرآنی کو بیکار جان کر یا تنگ دلی سے ذکر و سب کو مٹا کر کھائے تو اس کا ذکر و سب یہ حدیث  
بالکل اپنے ظاہر ہی معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں اسنے ثواب بخش دینا رب تعالیٰ کے کرم سے یہ نہیں کیوں جو کران دنوں میں  
حضرت خلیل نے اپنے فرزند کی قرآنی دی تھی اور صحابی حج بھی اسی زمانہ میں کرتے ہیں اچھوں کی نسبت سے زمانہ اور زمیں بھی اچھے بن جاتے ہیں  
خیال رکھے کہ اس حدیث سے دوسرا فقرہ خارج ہے کہ اس دن روزہ حرام ہے شہ کوئی مضائقہ نہیں کہ کوئی نفع اس اعمال میں حدیث ضعیف  
قرآن ہے نیز بیہقی و حرم نے حضرت عبدالمعین عباس سے اسی کی مثل روایت کی اس کی وجہ سے یہ حدیث حسن نہیں ہے ۚ

فَلَمَّا بَعْدَ أَنْ هَضَمُوا مِنْ صَلَاتِهِ وَسَلَّمَ فَأَذَاهُ وَيَرَى لِحُمْلِهِمْ رَاحَ فَقَدْ ذِيحَتْ  
 قَبْلَ أَنْ يُفْرَحَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ يُصَلِّيَ فَلَيْدَ بَحْ  
 مَكَانَهَا أُخْرَى وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ هَضَمَ الَّذِي صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّجْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ  
 ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلَيْدَ بَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلَيْدَ بَحْ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَ كَانَ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى  
 رَوَاهُ الْإِسْلَامُ وَقَالَ بَلَّغْنِي عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلَهُ، وَعَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سَنِينَ يَكْفِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَعَنْ زَيْدِ بْنِ

قوا بھی آپ نماز سے آگے دیکھتے تھے نماز سے فدا نہ ہوتے ہی پھر سلام ہی پھر اٹھ کر قرآن میں گوشت دیکھ کر  
 آگے نماز سے فدا نہ ہونے سے پہلے ذبح کر دی گئی تھیں لہٰذا نوذیا کہ جس نے نماز سے پہلے یا ہماری نماز سے پہلے  
 ذبح کر لیا ہو تو وہ اس کی جگہ دو سرا اٹھانے کے لئے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرہ کے دہان  
 نماز پر بھی چھ خطبہ پڑھا پھر قرآنی اور نوذیا کہ جس نے نماز سے پہلے قرآنی کر لی وہ اس کی جگہ دوسری قرآنی کرے اور جسے قرآنی  
 نہ کی ہو تو وہ اللہ کے نام پر قرآنی کرے لہٰذا چوتھی روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا قرآنی پڑھ کر بعد  
 دو دن تک (بک) اور نوذیا کہ مجھے حضرت علی ابن ابی طالب سے اس کی مثل روایت پہنچی ہے: روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف دس سال قیام کیا قرآنی کرتے رہے (قرمذی) روایت ہے حضرت زید بن

لہٰذا غائب یہ جانو زمان لوگوں نے ذبح کیے ہوں گے جن پر نماز عید نہ تھی یا نماز عید شروع ہونے سے پہلے ذبح کر دی گئی ہوں گی حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز انہیں دیکھا جو کھانا کھا رہے تھے یا اعتراض نہیں کرنا ذبح کرنے والوں نے نماز عید کو نہ پڑھی، یہ نہیں کہا  
 سنا کہ اگر کوئی پہلے ہی اور جگہ نماز عید پڑھ چکے ہوں گے تو اگر اس زمانہ میں یہ نماز صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتی تھی،  
 نیز اگر ایسا ہوتا تو سرکار قرآن ہوتا نہ کہ کلمہ دیتے تھے اس کی شرح پہلے گذر چکی کہ شہر میں جہاں نماز عید پڑھنا ہوتی وہاں قرآنی کا  
 وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور کھانوں میں نماز عید سباز نہیں، وہاں دوسری تاریخ کی پوچھتے ہے شروع ہوتا ہے اور  
 بارہویں کے آفتاب دو بجے تک رہتا ہے، یعنی شہر اور گاؤں اعتبار میں علیحدہ میں اعتبار میں یکساں تھے حدیث امام ابو مسعود کا  
 واحد ایک قوی دلیل ہے کہ قرآنی بارہویں کے آفتاب دیکھنے تک ہے، امام شافعی کے ہاں چارہویں کی حد تک یہ حدیث اگر صحیح  
 موقوف ہے کہ ذبح کے حکم میں ہے، کیونکہ یہ بات عقل سے نہیں کی جا سکتی، چارہویں تاریخ کی کوئی روایت صحیح نہیں تھی اگر چہ  
 قرآنی عمل نہ ہو کیونکہ بارہویں تک قرآنی کا یقین ہے اور تیرہویں میں شبہ ہے سال اس حدیث سے دیکھ سکتے معلوم ہونے  
 ایک یہ کہ قرآنی واجب ہے روزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی دیکھو بیان حجاز کے لیے قرآنی پھرتے، دوسرے یہ کہ قرآنی صرف  
 کو مسئلہ میں ہی نہیں ہر جگہ ہوگی۔ اس سے آج کل کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو عبرت چاہیے

بَابُ الْعَيْتِ حَبْرَةٍ

الرحم سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قرآن میں فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت میں عرض کیا کہ ان میں سے میں کیسا ملے گا فرمایا ہر مال کے عوض میں نبی عرض کیا کہ اون یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اون کے ہر مال کے عوض میں ایک ملے (ارحمہم و ابن ماجہ)۔

عقبرہ کا باب

پہلی فصل : روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انفرج ہے میری عمر و منہ  
فرمانے ہیں کہ فرج وہ پہلا تھا جب مالونہ کہ جو ان کے باں پیدا ہوتا جسے اپنے چہروں کے لیے ذرا کرتے تھے اور  
عتیرہ و جب میں تھا وہ (مدل بخاری) اور دوسری فصل : روایت ہے حضرت عتیرہ بن مسہم سے  
فرمانے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسکر فرمایا تھے

[illegible]

فَسَمِعْتُمْ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ لَهْلٍ يَدَيْتٌ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْجِيَةٌ وَعَتِيدَةٌ هَلْ تَذَرُونَ مَا الْعَتِيدَةُ فِيهَا الَّتِي تَهْوِي بِهَا الرَّجِيئَةُ رَوَاةُ الرَّقِيقَةِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْإِسْلَامِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ضَعِيفُ الْأَسْنَادِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْعَتِيدَةُ مَنْسُوخَةٌ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ بِحَسْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِیَوْمِ الْاَضْحَى عِيْدًا لَجَعَلَهُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ الرَّمِيضَةَ انْتَهَى أَفَأَكْضِي بِهَا قَالَ لَا وَلَكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاطْلُقْ أَرْكَا وَتَقَضَّ شَارِبَاتِكَ وَتَحْلَقْ فَذَلِكَ عَامُ أَضْحِيَّتِكَ عَبْدُ اللَّهِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ

کرمین نے آپ کو فرماتے سالے لوگوں بھر والے پر ہر سال ایک قربانی ہے اور ایک حج اور یا کیا جانتے ہوئے کیا ہے یہودی ہے جسے تم یہ جہیہ کہتے ہو (لہذا، ابو داؤد، ابی، ابن ماجہ اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے، اسناد ضعیف ہے کہ ابو داؤد نے فرمایا کہ عتبہ منسوخ ہے پیمبری فصل، روایت سے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے بقرہ عید کے دن عید منانے کا حکم ملا جسے اللہ نے اس امت کے لیے مقرر کیا تاکہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے تو اگر میں عید کا مادہ جانوری پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں فرمایا نہیں کہ لیکن اپنے بال اور ناخن کتر اور موچیں کٹاؤ زیر ناف تک بال صاف کر و تمہاری ہی کل قربانی ہے (ابو داؤد، نسائی)۔

سے امریہ معلوم کہ اس کا موجب یا سنیت منسوخ ہے یا جہت باقی ہے :

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ عید قربانی کی طرح واجب ہے، قربانی سے منسوخ ہوا کہ عید اور عید کے بعد کوئی اسلامی حکم منسوخ نہیں ہوا، لیکن یہ حدیث بالکل ضعیف ہے، نیز اس حدیث صحیحہ کے مخالف ہے، ابھی مسلم بخاری کی حدیث گذر چکی کہ نہ فرغ ہے یہ عید کو ہر گھر والے پر تو قربانی بھی واجب نہیں، وہ یہ میری پر ہی واجب ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ عید کو مختلف ابن سلیم سے روایت کرتے دابے عرب البربر میں اور وہ محدثین کے نزدیک بالکل قبول میں عید وہ جسے شعلق ابو داؤد وغیرہ میں روایات ہیں جن سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے سہ کہ اس دن بیکہ ہے بلکہ خربوں میں میں نماز بقرہ عید و صبح اور قربانی منامیں اور قربانی کر کے خیال دے کہ یہ سارے اس کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کے لیے ہیں جو سارے نماز بقرہ عید کے کہ وہ گناہوں والوں کے لیے نہیں اگر اس کا فرضی کارن ہوتا سب کے لیے ہے، لہذا یہ جہاں بالکل صحیح ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں سہ منسوخ سے خاموشی دیتا، اب اصطلاح میں منسوخ وہ ہاؤر کہتا ہے جو کچھ دلوں کے لیے کچی کو عیدیت سے دیا جاتے تاکہ وہ اسے چارہ بھی کھائے اور اس کے دودھ ایلن سے فائدہ بھی اٹھائے یہ مالک کو واپس کر دے جو کہ یہ شخص غریب بھی ہے اور یہ جانور بھی اس کا پانی نہیں دے کرے گا ہے اس لیے اس کی قربانی سے منع کر دیا گیا ہے یعنی غریب آدمی

**بَابُ صَلَوةِ الْخَسوفِ**  
**الفصل الاول** عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خُسِفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَقَدَّمَهُمْ فَهَمَلِي رَئِيعَ رَكَعَاتٍ  
 فِي رَكْعَتَيْنِ وَارْتَبَعَسَتْ جَذِبَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ

## گہری کتب کی نمائندگی

پہلی فصل: روایت سے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
 سورج کو گرہن لگا تو آپ نے اعلان بھی بھیجا کہ نماز تیار ہے پھر آپ امام ہوئے تو دو رکعتوں  
 میں چار رکوع اور چار سجدے کیے گئے تھے

اس مشن میں جماعت دارگاہ، تقریب کے دن بعد نماز میں جماعت کرانے تو انشاء اللہ قرآن کا ثواب پائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی صرف امیروں  
 پر ہے مگر ان پر نہیں ہے حدیث گذشتہ قرآنی کی احادیث کی شرح سے خیال رہے کہ صاحب مسئلہ اس حدیث کو طبرہ کے باب میں لے کر آئے تھے کہ  
 عذرہ کوئی نہیں نہیں کیونکہ سرکار نے سائل سے یہ فرمایا کہ قرآنی تو رکوع اور اگر جب تک تیرے پاس مل آجائے تو تیرے کو دینا بدلے صوفت یا صفت  
 کے معنی ہیں دھن جانا اہل عرب کہتے ہیں خُسْفَتِ الْعَيْنِ فِي الشَّيْءِ اس کا مطلب ہے دھن میں دھن لگا اور کہا جاتا ہے خُسْفَتِ الْقَادُونَ  
 فِي الْأَرْضِ قَادُونَ زَمِينٍ دھن گیا ارب تائے فرماتا ہے فَخُسِفَتْ بَابٌ وَبَدَأَ الْأَرْضَ مِنْ ابِ اصطلاح میں چاند گرہن کو خسوف اور  
 سورج گرہن کو کسوف کہتے ہیں، کیونکہ اس وقت چاند سورج دھن ہوا محسوس ہوتا ہے خیال رہے کہ یہاں خسوف سے مطلقاً گرہن مراد ہے  
 چاند کا ہونا سورج کا، بخیر کہ اصل مطلب یہ ہے کہ سورج گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے اور چاند گرہن کی بھی، کیونکہ کتب میں چاند گرہن لگا تھا، چاند اقنوں  
 میں، جبکہ ان جہان وغیرہ میں، نماز کسوف جماعت ہوگی، اور چاند گرہن کی نماز طبرہ طبرہ، یہ دونوں نمازی سنت ہیں، دو رکعتیں  
 ہیں عام نمازوں کی طرح پڑھی جائیں گی، ہاں ان میں تمام رکوع وغیرہ بہت دراز ہو گئے ہیں دن حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی وفات ہوئی،  
 بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ چاند کی دس تاریخ تھی لٰہذا انھوں نے یہ قول باطل ہے کہ سورج گرہن چاند کی باطلی آخری تاریخوں میں ہی ہو سکتا ہے خیال  
 رہے کہ کسوف عرب اور مشرقین ہند کے اس گرہن کے متعلق عجیب خیالات ہیں، کھار عرب کہتے تھے کہ کسی برس آدمی کی بے ادبی یا چھپے آدمی کی  
 وفات اور گرہن لگتا ہے پھر مشرقین ہند کا عقیدہ ہے کہ چاند اور سورج پہلے انسان تھے انھوں نے جھگڑیں چاروں سے کچھ ترس لی اور ادا کر لی اس بنا  
 میں انھیں گرہن لگتا ہے، چنانچہ ہندو گرہن کے وقت جھگڑیں کو خیرات دیتے ہیں، اور لگنے والے جھگڑیں بھی کہتے ہیں کہ سورج چاروں کا قرض چکا کر لیا  
 ان نوبات سے بچا ہے وہ فرماتا ہے کہ اس کی قدرت کی نشاں ہیں جب جیسے چاند سورج کو لٹا کر دے اور جب چاہے ان کا نور بھیجے  
 چونکہ یہ فرقہ انھوں کے تصور کا وقت ہے اس لیے اس وقت نماز حضور و دعائی، مگر عمدہ دراز نماز اور نماز کو دم کیے جائیں گے پھر رکعت میں دو رکوع  
 اور دیکھو اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع ہر رکعت میں چار رکوع ہر رکعت میں ایک رکوع ہوگا اور دو رکوع سے



فَاَرَكْتُ رُكُوعًا قَطًّا وَلَا سَجْدَةً سَجُودًا قَطًّا كَانَ أَطْوَلُ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا  
قَالَتْ جَاهِلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِفِرْعَوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اخْتَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا  
مِنْ قِرْعَةٍ وَسُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ  
الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے دروازہ کھولا وہ میرے کعبے کے لئے (مسجد نبوی) پر روایت ہے اس نے  
فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر عمل کیا اور اس نے گہن کی نماز میں (یعنی قرأت کی لئے) کلمہ پڑھا اور روایت ہے حضرت  
عبداللہ بن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج غمہ گیا تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کیساتھ نماز پڑھی آپ نے دروازہ قیام کیا سورۃ بقرہ کی قرأت کے بعد  
تک پھر دروازہ کھولا پھر اٹھے تو بہت دروازہ قیام سے کچھ کم تھا پھر دروازہ کھولا  
جو پہلے رکوع کے لئے تھا پھر اٹھے

اس لیے کہ عالم نے باستان صحیح جو مسلم ہماری کی نظر پر حضرت ابوبکر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سو رکوع کے گہن کے وقت  
دو رکوعیں پڑھیں جو عام نمازوں کی طرح تھیں نیز حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گہن پڑھی پھر نبی صلی  
فرمایا اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فَادْعُوا رَبَّهُمْ حَقَّ دَعْوَاهُمْ وَاصْلُوا صِلَاهُمْ فَاصْلُوا صِلَاهُمْ وَاصْلُوا صِلَاهُمْ وَاصْلُوا صِلَاهُمْ وَاصْلُوا صِلَاهُمْ  
پڑھتے ہو اس طرح اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہے ہوں۔ حدیث قولی اور فعلی سے معلوم ہوا کہ گہن کا نماز اور نمازوں کی طرح ہے نہ بارہ رکوع والی نماز  
سخت مضطرب ہیں۔ چنانچہ جن رکعت دو رکوع میں رکوع چار رکعت یا چار رکوع اچھا حدیث میں آئے ہیں اللہ ان میں سے کوئی حدیث قابل  
عمل نہیں نیز بارہ رکوع کی اکثر حدیثیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں یا حضرت عبداللہ ابن عباس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہوئی ہیں اور حضرت ابن عباس سے بھی تھے یہ دونوں نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ  
سب سے جیسے اچھی صفت والوں پر ظاہر ہوں گے وہ اپنے اپنے بنیوں جو سکتے، اور مردوں کی روایت ایک رکوع کی ہے لہذا انما رضی کے  
وقت ان کی روایت قوی ہوگی نیز چند رکوع والی حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت ہیں اور ایک رکوع والی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس  
بے قیاسی کے وقت ایک رکوع والی حدیث کو ترجیح دی جائے گی، اس بنا پر امام صاحب نے ان دعاؤں پر عمل  
دیکھا۔

لے آپ کا فرمان اپنے متعلق ہے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز باجماعت بہت دروازہ نماز اور نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز  
نہیں اس سے بھی دروازہ پڑھتے تھے سب سے بعض نمازیں نے نماز گہن کی نماز بارہ سے کہ مطلقاً خسوف چاند گہن پر ہی ہوا

ثُمَّ سَجَدْتُمْ قَامِيًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ  
الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ قَامِيًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ  
دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدْتُمْ أَنْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ  
الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْبَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْشِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ قُلُودًا أَرَعَيْتُمْ  
ذَلِكَ فَأَذْكُرُ اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَعَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا نَسَمُ  
رَعَيْنَاكَ تَلَعَكُنْتَ فَقَالَ إِنِّي رَعَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عَقُودًا أَوْ لَوْ أَخَذْتُهُ لَا كَلَمْتُ  
مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَرَعَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَلِيمًا مِنْظُرًا قَطُّ أَقْطَعُ

پھر سجدہ کیا پھر قیام کیا تو بہت دیر قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر دو رکعتوں کا کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر  
تھا پھر سر اٹھایا تو وہ ان قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر دو رکعتوں کا کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر  
مر اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر فارغ ہوئے جب کہ سورج صاف ہو چکی تھا تب پھر فرمایا کہ سورج چاند  
اللہ کی نشانیاں ہیں سے دو نشانیاں ہیں نلو کسی کی موت کی وجہ سے گھٹتی ہیں کسی کی زندگی کی وجہ سے بڑھتی  
جینے پر دیکھو تو اللہ کا ذکر گوشتوں نے عزت کیا یا رسول اللہ! نے انکو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کھڑے  
پھر دیکھا کہ آپ نے کچھ بیٹھے فرمایا میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس سے خوش شہ لیا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا  
نیک کھاتے رہتے تھے اور میں نے آگ دیکھی تو آج کی طرح سورج کھسکا رہا والا منظر کبھی نہ دیکھا

ماتا ہے اور جہاد گرمین کے بارے میں مغرب احمادیت کہہ رہی ہیں کہ آپ نے آہستہ آہستہ گرمین کی غارات میں ہوتی ہے لہذا  
وہاں مہر مناسب ہے اور سورج گرمین کی غارتوں میں ہوتی ہے وہاں آہستہ آہستہ غریب رہے کہ اس حدیث میں جہاد کا ذکر  
نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نذر گرمین کی یہ نذر جہاد سے دھمی لے لی یعنی انہوں نے قیام اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن  
آہستہ آہستہ اور آپ قیام کا نذرہ نہ لگائے کسی صحابی سے پوچھ بیٹھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی سورۃ پڑھی  
لے میان دونوں جگہ سجدے پڑھیں جو عام طور پر نذر کی رکعت میں کیے جاتے ہیں لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے ایک سجدہ کیا لیکن حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے دو رکوع کی ہمت اسی گندہ چلی لے لی کہ گرمین کا پورا  
وقت لمبی نازیں لگادیا اور وقت کچھ بچ رہا تو وہاں ماس گذارتے

لے اس کلام شریف میں اس حالت کے معنیہ کا رد ہے جو اہل عرب میں پھیلا ہوا تھا اور اتفاقاً اس دن حضرت ابراہیم کا انتقال بھی ہوا تھا  
اس سے ان کے خیالات میں اور بدستور ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نذر اللہ کا وقت نہ ہو تو نذر  
گرمین پھر وہ ذبیحہ بخیر استغفار اور باقی ذکر و اسماء اللہ کی جامع کلام ہے ۵۰ یعنی جنت میرے سامنے آگئی یا جنت کے پاس ہم پہنچ گئے  
اور اس کے انگوڑے خوش گوشت صلی اللہ علیہ وسلم یا تقاریر یا تقاریر یا تقاریر اس کا خوشہ نہیں اور قیامت تک کے مسلمانوں کو

وَرَبِّكَ أَكْثَرُ أَهْلِيهَا النَّسَاءُ قَالَ الْوَابِسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَكْفُرُ هِنَّ قُلُوبُ يَكْفُرُنَّ  
بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرُنَّ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُنَّ الْإِحْسَانَ وَلَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى الْوَابِسِ  
أَخَذَهُنَّ الدَّهْرُ ثُمَّ زَعَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِمَا  
وَعَنْ عَائِشَةَ تَحْوِجِدِي ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ  
انْصَوَّفَ وَقَدْ انْجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

میں نے زیادہ دوزخی عورتیں دیکھیں تھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول یہ کیوں فرمایا۔ ان کے کفر کی وجہ سے عرض  
کیا گیا کہ انہیں اللہ کی کافروہیں فرمایا خداوند کی ناشکری ہیں اسان کی منکر میں اگر تم ان سے زیادہ عجب تک جھلائی  
کرو پھر تھاری طرف سے کچھ ذرا سنی بات دیکھ لیں تو کہیں کہیں نے تجھ سے کچھ بھلی نہ دیکھی تھ مسلم بخاری ۱۰  
روایت ہے حضرت عائشہ سے حضرت ابن عباس کی مثل ام المؤمنین نے فرمایا کہ پھر یہ کیا تو دراز کیا پھر  
فارغ ہوئے جب کہ آفتاب کھل چکا تھا پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ

لو کھا دیں اور کھلا دیں، مگر خیال یہ الگ کہ پھر جنت غالب ذریعہ گی اور ایمان بالغیب ذریعہ گا۔ خیال اسے کہ جنت کے پہلوں کو فنا  
نہیں رہ تھان فرماتا ہے اَلْكَفَّ ذَاوِشَرِّ لِّلْهِ اَلْكَفُّ وَخُوشَ دَنِيَا مِ اَمَّا تَوْقَاتٍ رَجَعُوْا دِيَارَهُمْ اَوْ لِكُلِّ جَانِدٍ مَّرْكُزٌ  
سند کا بانی مولانا کھوں سال سے استعمال میں آرہے ہیں کچھ کی نہیں آئی اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وہم جنت اور وہاں کے پہلوں وغیرہ کے ہمگی ہیں کہ خوش توڑنے سے رہتے منع کریں خود زرا  
ہر کہ وہاں فرماتا ہے اِنَّ اَعْطَيْتُكَ اَنْتَ كَوْشَرُ اَمْسِي لِيْهِ خُوشَ اَللّٰهِ عَلٰى دِيْلَمِ تَعْمَا لِيْ كَوْشَرُ بَانِي بَارِ بَا لِيْلَا۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے وہ طاقت دی ہے کہ وہ نہ میں کہہ کر جنت میں داخل کئے ہیں اور وہاں تعارف کرکے ہیں، ان کو ہاتھ  
میز سے جنت میں پہنچ سکتا ہے، یہی ان کا ہاتھ ہم جیسے گنگاروں کی دستگیری کے واسطے نہیں پہنچ سکتا، اور اگر کیوں کہ جنت  
قریب آگئی تھی کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں ہرگز حاضر نہیں، ہر حال اس حدیث سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر مانا پڑے گا  
یا جنت کو۔

ملہ بھیجے نہ نہیں سے دوزخ کو بھی لافظ فرمایا اور وہاں کے مذاہل اور عذاب پانے والے بندوں کو بھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ آئندہ واقعات کو دیکھ لیتی ہے کہ وہ دوزخوں کا دوزخ میں مانتا یا جنت کے بعد ہوگا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج  
ہی دیکھ رہے ہیں جیسے ہم خواب و خیال میں آئندہ واقعات کو دیکھ جیتے ہیں، خیال رہے کہ پہلے دوزخ میں تھیں زیادہ ہوں گی اور جنت میں  
موجود زیادہ کہ نہ میں تھیں زیادہ ہو جائیں گی اس طرح کہ دوزخ میں تھیں صفائی سے یا اس جگہ کہ جنت میں پہنچ جائیں گی اگر یہ  
مرد مصافی پاکر نہیں گئے مگر ان کی تعداد عورتوں سے متوڑی ہوگی لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس  
میں فرمایا گیا کہ جنت میں ادسے بائقی کے نکاح میں دنیا کی عورتیں ہوں گی و بڑائی، کہ یہ کہ یہاں ابتدا کا ذکر ہے اور

السَّمْسُ وَالْقَمَرُ آتَاكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يُخْفِيَنَّ لِأُولَىٰ أَحَدٌ فَلَا تَلِيْوَتْهُمَا فَلَا زَاوَيْتُمْ  
ذَلِكَ قَدْ عَوْا لِلَّهِ وَكَذَبُوا وَصَدُّوا أَنْ تُقَامُوا قُلْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهُ تَأْمِنُ مِنْ أَحَدٍ أ  
عِيَرٍ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَزِيْزِي عَبْدَهُ أَوْ تُزَيَّرِيَهُ أَمْ لَهُ بَدَلٌ مِمَّا يُلْقَىٰ فِيهِ آيَاتُهُ لَا تُفْعَلُونَ مَا أَعْلَمُ  
لَضَحِكَتُمْ قُلُوبُكُمْ وَلَكِنَّكُمْ كُفِرْتُمْ عَلَيْهِ وَعَنْ آيَةِ مُوسَىٰ قَالَ خُصِفَتِ الشَّمْسُ  
فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَعَا يَحْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَانْتَبَهَ السَّجْدَ فَصَلَّى

سورج اور چاند اللہ کی نشان دہیوں میں سے ہیں کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے نہیں کہتے جب تم یہ دیکھو تو اللہ  
سے دعا کرو کہ جس کی روزگار بڑھو اور نجات کرو۔ پھر فرمایا اے محمد مصطفیٰ کی امت رب کی قسم اللہ سے زیادہ کوئی  
اس پر سخت نڈھالی نہیں کہ اس کا غلام یا لونڈی نہ کرے اسے محمد مصطفیٰ کی امت رب کی قسم اگر تم وہ جانتے ہو جس جاننا  
ہوں تو تم بتائے کہ اور دوسرے زیادہ سے (سورج غریب) اور ولایت سے حضرت ابوبکرؓ سے فرماتے ہیں کہ سورج گھبر گیا  
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے اس خوف سے کہ قیامت آگئی کہ مسجد میں تشریف لائے

اس حدیث میں اہم کا الزام قاتلہ یعنی موت کی نفرت میں یہ بات ہے کہ کسی کا احسان یا نہیں رکھتا۔ برائی یا اچھوتی ہے۔ یہ  
اسلام کے خلاف ہے۔ جس کے کلمہ قرآن شریف میں دیا گیا ہے جو بندوں کا شکر نہیں کر سکتا۔ وہ خدا کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔  
اے مضمون دونوں بدچیزوں کا تقریباً یکساں ہے۔ ان دونوں میں کچھ فرق ہے۔ یہاں خطاب مالداروں سے ہے۔ کیونکہ گریہ کے وقت  
صدقہ دینے کا بھی کو حکم ہے۔ بلا علی قاری نے فرمایا کہ اکثر دنیا میں غلاب مالداروں کی وجہ سے آتا ہے اور رعیتیں غلاب کی وجہ سے  
زیادہ گناہ مالدار پر کرتے ہیں۔ کہ وہ مال کی وجہ سے بہت گناہوں پر قادر ہوتے ہیں لہذا ہر رعیت میں انہیں زیادہ بڑا چاہیے ہے  
یعنی جیسے ایک شریف آدمی کو یہ گناہ اس میں کہ اس کا غلام یا لونڈی نہ کرے وہ اس پر ان کو سخت مسرت دیتا ہے۔ ایسے ہمارے  
کا غضب بندوں کے قیام پر خوش ہیں آتا ہے خیال رہے کہ گھر کے بعد پڑھیں گناہ زنا ہے۔ جس پر سخت عذاب آتا ہے۔ اسی  
شریعت میں اس کی سزا موت کی سزا ہے۔ یعنی سنگسار کرنا ہے۔ یعنی اللہ کے عذاب اور غضب جو میرے علم و مشاہدہ میں  
ہوئی۔ اگر تمہارے علم و مشاہدہ میں آجائے تو بہت سہولت جانتے، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کھل ہے۔ کہ دونوں جہاں کو سمجھنا  
ہوئے ہیں۔ سب کچھ دیکھتے سمجھتے دینا میں بھی شامل ہیں۔ یہ یہ بعد ازین حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یعنی حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کو قیامت کا خوف ہوا۔ اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ابھی قیامت کا وقت نہیں خود ہی تو طاعت  
قیامت کے شمار بیان فرمائی ہیں۔ رب تعالیٰ نے سارے جہاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پھیلانے کا وعدہ  
کیا ہے۔ جن کی اطلاع اس سے پہلے سرکارِ ہدایت کے پہلے تھی۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ اشعری فتح قبر کے سال ایمان لائے  
اور سونے فتح اس سے کہیں پہلے نازل ہو چکی تھی۔ جس میں یہ تمام وعدے تھے۔ نیز ڈر خوف دلی کے حالات ہیں۔ دوسرا شخص عورت  
ہی سے سلام کر سکتا ہے۔ رخصت حال سے خبردار نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اذان یہ بیان کیا۔ (لغات) لہذا اس حدیث





ملے آپ کی کنیت ابو سعید الخضریٰ ہے آپ عبدالنضر، ابن عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا اصل نام عبدالکعبہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا، خلافت عثمانیہ میں جنتان اور قتال میں آپ ہی فتح کیا اور اشعثہ الکلبات، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، البصر میں نیام رہا۔ شہ میں وفات پائی (اکمال)، ملے یعنی آپ اس وقت تکیدہ سے ہیں اور کیا کر رہے تاکہ میں خود بھی وہ عمل کیا کروں اور لوگوں کو بتایں بھی کروں۔ سلسلہ یعنی تیرناں یا اغوا نامہ سے کہہ کر اس وقت ہاتھ چھوئے اور ٹکے ہوئے رئیس جو تے ٹکے اٹھے اور بندہ ہوئے جو تے نہیں یا صلوات معنی دعا ہے یعنی آپ مائتہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ یہ تیار یا نماز میں تھے یا ہاتھ اٹھائے دعا مانگا رہے تھے اور نماز گزرنے کے نیام میں یا اغوا اٹھانے کا کوئی موقع نہیں اور یہ کہ یہ مذہب ہے کہ پچھ پوری کی خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے نماز گزرنے میں درنگ تسبیح و تہلیل وغیرہ کی البتہ سورۃ فاتحہ و بقرہ کرنا واجبہ و غیرہ کے سلام پھر دہاں حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رکعت میں ایک ہی رکوع اور دو سجود کیے، نماز کو بڑھ کر رکوعوں سے دلائل میں آیا، لکھنا یہ وہ کردار ہے یہ حدیث بھی امام اعظم کی دلیل ہے شہ یعنی مصابیح میں بجائے عبدالرحمن کے جا رہے ہیں۔ میں نے درست کر کے مشکوٰۃ میں عبدالرحمن کر



قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَنَاقِفِ فِي كُفُوفِ النَّفْسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، الْفَصْلُ  
الثَّانِي عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
كُفُوفٍ لَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا وَلَا التَّهْمِيدَ وَأَبُودُودُ وَالْبَسَائِي وَابْنُ مَاجَةَ، وَعَنْ  
عِكْرَمَةَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ حَجَّالٍ مَا تَلَتْ فَلَانَةً بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَعَرَسَ جَدًّا فَيَقِيلُ لَهُ تَسْجُدُ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَعَيْتُمْ آيَةَ فَاسْجُدُوا وَأَنْتُمْ آيَةُ أَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّهْمِيدِيُّ، الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ رُو

فرائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرسن میں غلام آباد کر کے حکم دیا (بخاری) : بدوسری نعل : روایت  
ہے حضرت سمروہ بن جندب سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرسن کی نماز پڑھائی تو ہم  
آپ کی اولاد نہیں سنتے تھے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) بدروایت ہے حضرت عکرمہ سے  
فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے کہا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلاں بیوی وفات پاگئیں تو آپ سجدہ  
میں گر گئے تھے آپ سے کہا گیا کہ کیا اس گھڑی سجدہ کرتے ہیں تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ جب تم کوئی انسانی دیکھو تو سجدہ کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے تشریف سے جاننے سے بڑی کون سی  
نشانی ہے لہذا ابوداؤد، ترمذی، ابویسری، فضل : روایت ہے

دیباہ اس جگہ مرقات نے ترمذی، بخاری والو داؤد، نسائی، اور حاکم کی احادیث روایت ابن عمر، عبداللہ ابن عمر، اسمرہ ابن جندب، عثمان  
ابن عفیر، عبیدہ بن جراح، ابی بکرہ و غیرہ ہم سے بہت احادیث نقل کیں۔ جن میں نماز گرسن کی ہر رکعت میں ایک رکعت اور دو سجدوں کا ذکر  
ہے۔ اور فرمایا کہ چند رکعت والی احادیث مضطرب متعارض ہیں۔ ہم وہ تفصیل یہاں چھوڑتے ہیں۔ اگر کسی کو شوق ہو تو اس جگہ  
مرقات کا مطالعہ کرے۔

ملکہ کہ اس وقت غلام آباد کیے جا رہے۔ کیونکہ عناق اور تمام قسم کی خیرات سے عذاب دفع ہوتا ہے۔ مثلاً یعنی اس نماز میں آمیت  
قرأت کی بھی امام اعظم کا مذہب ہے۔ یعنی روایات میں جبری قرأت کا بھی ذکر ہے۔ جب جبر و اختیاب میں تعارض ہو تو اختیاب  
کی روایات کو ترجیح ہوئی۔ کیونکہ دن کی نمازوں میں اختیاب اصل ہے۔ مثلاً یہ سجدہ بیعت کا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اصحاب اور بیویاں زمین والوں کے لیے امن ہیں حالانکہ دن کی وفات امن کا محتاج ہے اور ان کا جامعہ معتدل کا آغا ہے۔ خیال کیجئے  
کہ یہ لائی صاحبہ حضرت عذیبہ ہیں۔ جس سے تمہاری حضرت حفصہ شکر پوری قول قوی ہے اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے غلام ہیں۔  
عکرمہ ابن ابی جہل اور ہیں لہذا مرقات و دعوات نے اس جگہ فرمایا کہ یہ حضرات بابرکت ہیں۔ جن کے وسیلے سے عذاب درد نہلائے، وب  
کی رحمتیں آتی ہیں۔ ان کی وفات پر ذکر اٹھائی تو اعلیٰ اور سب سے زیادہ کر دے کیونکہ ان کی حیات کی برکت تو حیات ہی دے اب اللہ کے ذکر

ابنِ کعب قال انكسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى  
بهم فقرأ يسورة من الطويل وركع خمس ركعات وسجد سجدتين ثم قام الثانية  
فقرأ يسورة من الطويل ثم ركع خمس ركعات وسجد سجدتين ثم جلس كما هو  
مستقبل القبلة حتى اجلى كسوفهما رواه ابو داود وعين النعمان بن بشير قال  
كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل يصلي ركعتين  
ركعتين ويستعمل عنهما حتى انجذبت الشمس رواه ابو داود وفي رواية للنسائي ان  
النبي صلى الله عليه وسلم حتى حين انكسفت الشمس هتلا صلواتك على ركب و

حضرت ابی ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھبرا گیا تو آپ نے لوگوں کو نماز  
پڑھانی طویل کی کوئی سورۃ پڑھی اٹھ اور پانچ رکوع کیے اور دو سجدے پھر دو سو رکعت میں کھڑے ہوئے تو طویل  
کی کوئی سورۃ پڑھی پانچ رکوع کیے اور دو سجدے پھر چلے گئے فیسے ہی قبلے کو نہ کیے بیٹھے بیٹھے دعا  
مانگتے رہے تھے کہ اس کا گرجن کھل گیا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عثمان ابن ابی سہر سے فرماتے ہیں کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھبرا گیا تو دو سو رکعتیں پڑھتے رہے اور صبح کے بارے میں پوچھتے تھے  
تھے تھے کہ سورج کھل گیا اٹھ ابوداؤد اور نسائی ایک روایت میں ہے کہ جب سورج گھبرا تو نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ہمدی تمام نمازوں کی طرح نماز پڑھی کہ رکوع اور سجدہ

کی رکعت سے عذاب دور ہے خیال رہے کہ ازواج مطہرات کی وفات کی طرح سورج گرہن بھی اللہ کی نشانی ہے۔ لہذا اس وقت  
بھی ڈر و ڈھل اندر سوچا جائے۔ اس لیے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی۔  
۱۷ سورۃ حجرات سے بروج تک کی سورتیں حوال یا طویل کھلائی ہیں حضرت ابی ابن کعب یہ فرمایا غلازے سے سے رزق کس کی ماسی  
سیلے آپ نے سورۃ کا نام نہیں یاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قنات تو آجستہ یعنی رکوع کے پچھلے گز چکا یعنی اتنی ہی رکعت ادا کی  
کہ شاید طویل کی سورۃ پڑھی اٹھ اس حدیث میں فی رکعت پانچ رکوع ثابت ہوئے چار تین دو ایک کی روایتیں گز چکیں  
ان احادیث میں مطابقت ناممکن ہے ماسی ایسے ایک رکوع کی روایت نقل علی علی ہے خیال رہے کہ کثرت گرہن کے بعد دعا مانگا  
بھی مسنت ہے یہ نیز گمانگے ایک رکوع سے جو کثرت رواج ہو یا قوم کی طرف رج کرے۔ امام دعا مانگے گنگ آئیں کہیں گے کھڑے ہو کر دعا  
مانگے ملا علی یا کماں پر ٹیک لگا رہے (المتکبر بریضہ) اسے نہ کہیں نے اس کی شرح میں بہت دشواری محسوس کی ہے یہ کہ جو کثرت گرہن  
احادیث میں صرف دو رکعتوں کا ذکر تھا اور یہاں زیادہ کا بعض نے فرمایا کہ جب گرہن ہمدی کھل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو  
رکعتیں پڑھیں اور جب دیر میں کھلا تو زیادہ پڑھیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف ایک ہی دفعہ سورج گرہن ہوا ہے  
اس لیے توجیہ نہیں ملتی ابس اب ہی کہا جا سکتا ہے یہ ایک روایت ہے مگر مذکورہ دعا تو ان کے خلاف ہے یہ ناقابل قبول

يَسْجُدُ وَلَهُ فِي الْخُرْبَةِ أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعِجِلًا إِلَى الْمَسْجِدِ  
وَقَدْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى خَرًّا اجْتَلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ  
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا بِمَوْتٍ عَظِيمٍ مِنْ عِظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّ الشَّمْسَ وَ  
القَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا بِمَوْتِ أَحَدٍ وَكَالْحَيَوِيَّةِ وَلَكِنَّهُمَا خَلِيقَتَانِ مِنْ خَلْقِهِ يُحْدِثُ  
اللَّهُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتَّى يَجِيءَ أَوْ يُحْدِثُ اللَّهُ أَمْرًا

بَابُ فِي سُبُحُو الشُّكْرِ  
وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ ۝ الْفَصْلُ

کرتے تھے کہ اورد اس کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عجلری جلدی سجدی کی طرف آئے  
سورج گر گیا تھا تو نماز پڑھیں گئے کھل گیا پھر فرمایا کہ جاہلیت کے کہتے تھے کہ سورج اور چاند زمین کے کسی بڑے  
آدمی کے مرنے پر گرہتے ہیں کہ حالانکہ سورج چاند کسی کی موت پر نہیں گرے کسی کی زندگی پر یہ تو خلق الہی میں سے  
دو مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ مخلوق پر جو چاہے جادو کرے کہ اس بات پر نماز پڑھا کر دیتے کہ سورج کھل جائے یا  
اللہ کوئی واقعہ کر دے گا

سجدہ شکر کا باب

یہ باب پہلی اور دوسری فصل سے خالی ہے لہذا میرے ہاں یہ فصل

شہرتی جیسے اور نقل پڑے جاتے ہیں کہ ہر رکعت میں ایک رکوع اور سجدے ایسے ہی یہ نماز گئی بھی پڑھی گئی یہ حدیث امام اعظم کی دیلی  
ہے کہ نماز اگر میں ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں اس کو پوری بخت ہم اس با سجدہ میں پہلے کہے ہیں اس حدیث  
کی تائید دوسری حدیث سے آج حدیث سے ہو رہی ہے اور قیاس شرعی بھی اس کے موافق ہے لہذا یہی قابل عمل ہے شہ اور  
اقتضا آج حضرت ابراہیم کا انتقال بھی ہوا ہے تو اس واقعہ سے ان کے خیال اور پختہ ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لیے کہ ان کو  
کرسن کوٹہ جیسے بادشوں اور آدمیوں کا آئینہ میں نزلے کی کے مرنے جینے سے نہیں بلکہ رب کی قدرت کے اظہار کے  
لیے ہیں۔ ایسے ہی چاند سورج کا گناہی کی موت زندگی کی دوسرے نہیں بلکہ اس طرح نصف النہار کا وقت آجائے یا سورج گھٹنے کی  
حالت میں غروب ہو جائے یا چاند کے گھٹنے کی حالت میں غروب ہو جائے تو نماز چھوڑ دو۔ تو تو کہیں نہیں نماز منع ہے یہ مطلب نہیں  
کہ قیامت آجائے کہ کوئی اس وقت دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہوگا پھر فرمائی کہ اگر اللہ کا ارادہ کیا لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ہے یعنی دینی  
یا دنیوی یا خوشی کی فکر نہ کر سجدے میں اگر جانا ہے سجدہ شکر کا جانا ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ بدعت و منوع ہے بعض کے ہاں  
سنت ہے امام احمد کا یہ قول ہے بعض علماء نے کہہ فرمایا یہ نہایت ہی کہ سجدہ شکر کی حدیث میں سجدہ سے خارج مراد ہے، یعنی یہ

دوسری روایت ہے حضرت ابو بکر سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی کی چیز پہنچتی یا آپ خوش ہوتے تے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تے (ابوداؤد، ترمذی، ابن عمری نے یہ حدیث حسن مرسل ہے، روایت ہے حضرت ابو جعفر سے کہ کہہ کر یہ عمل اللہ علیہ وسلم نے انھیں اخلافت لوگوں میں سے کسی کو دیکھا تو آپ سجدے میں گر گئے تے (دارقطنی) اسکا تے شرح سنن مصابیح کے الفاظ ہیں ؟ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں

کمل المعانی اگر قول نبوت صبح سے اپنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوجھل سے قتل مدائن بکرنے میں کذاب کے قتل اور سب سے اعلیٰ مرتبہ سے ذبح  
بجائے قتل کی خبریں سن کر کھڑکے اور کھپانے لگے قول تو یہ کہ نبی کی شہادت پر جو سے مگر گئے۔ اور کلمات و احکام نے اپنی صاحب مدین  
سے اس باب کی فصل اول میں تمام کی کہ جو کچھ انہیں صحیحین میں اس کی کوئی روایت نہ ملتی حیرت ہے کہ انہیں ایک کذاب قول پر یہ سہو کرنا کہ انہیں  
میں موجود ہے۔ مگر مصنف کا ادھر خیال نہ گیا اس نے تفسیر فصل تمام نہ کیا، مجھے اس کی نزد ہذا روایتیں نہ ملیں اسے اس عبارت میں  
راوی کو شک ہے کہ صحابی نے اُسکو سُنا دیا یا پیشتر بہم خیال رہے کہ سُنا دیا یا اُس کی تہذیب سے یا اس کی عقل پوشیدہ یا اس کی  
یلام بارہ شاد آگیا ہے یہی منصوب ہنر عالی نفس ہے طلباء و علما اس کے ذریعے دھوکا دکھائیں، اسے چنانچہ ابوہریرہ کذاب کی فصاحت مل گیا  
گیا تو آپ سید مکر مگر گئے کہ آپ کا نام جوہر میں ابن حسین ابن علی بن ابی طالب ہے کہینت ابوہریرہ لقب یا قرعہ یعنی آپ امام یزید  
العامرین کے بیٹے ہیں، امام جعفر آپ کے بیٹے ہیں آپ تابعی ہیں حضرت جابر ابن عبد اللہ سے ملاقات ہے شامہ میں میں پانچ سو اور  
شامہ میں روایت ہے، اجتہاد البیہقی میں وہی ہے و فقیر آپ کے مراد پر حاضر جواب غایا تیرا کسر کہے تو نہ مجھے اعفاء اصحیح بخشے اور اس حدیث  
سے بچا یا۔ یہ تیرا اپنی حفاظت کا ہے نہ کہ اس کی آفت میں مبتلا ہونے کا کہ کوئی کہتا ہے جو حضرت صنوص صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پلائے مگر دوسری روایت سے  
اس حدیث کو قوت دیتی ہے کہ حدیث میں ہے کہ صنوص صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی کوئی کہہ کر کہا کہ دوسری روایت میں ہے کہ صنوص صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ایک کوئی کوئی ملائے کہ کوئی کہہ کر کہا کہ، (مرقات)، غنائش انفس سے بنا جیست است قد منیف، حرکت ناقص، انصاف، علما و  
ہیں کہ کوئی آفت زندہ کو دیکھ کر کبھی عدا کوئی نہ کرنا چاہیے حضرت شہل نے ایک دنیا میں جیسے آدمی کو دیکھا تو سجدے میں گر  
گئے اور آپ نے دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَدْحُی غَاثًا بِیْ اَمْرًا اَنْتَ لَکَ بِہٖ وَ قَدْ عَلِمْتُ عَنِ اَبْنِ جَرَرٍ عَنْ حَقِّ بْنِ عُبَیْدَہٗ اَنَّہٗ دَعَاہُ وَ رَوٰہُ  
و ہذا ہی حدیث زندہ کو دیکھ کر آدمی حائے تو ان شہداء حاضر رہے و الا اس حدیث سے قدر در ہے کہ دنیاوی مصیبت والے کو دیکھ کر



خَرَجَ نَحْمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نَزِيدَ الْمَدِينَةِ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمِّي فَلَعَطَانِي ثَلَاثُ أُمِّي وَخَرَّتْ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي ثَلَاثُ أُمِّي وَخَرَّتْ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثُ الْأَخْرَفَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ

### بَابُ الْأَسْتِسْقَاءِ

کرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ سطر سے چلے۔ مدینہ پاک کا ارادہ کرتے تھے جب ہم عزروا کے قریب پہنچے نہ تو حضور اترے پھلے پئے تھا اٹھائے ایک گھری اندر سے دعا مانگی پھر جی سے میں گرسے اس میں بہت ٹھہرے پھر اٹھے تو ایک گھری پئے تھا اٹھائے رہے تھ پھر سجدے میں گرسے وہاں بہت ٹھہرے پھر اٹھے ایک گھری پئے تھا اٹھائے پھر جی سے میں گرسے تو کیا کہیں پئے رہے اپنی امت کے لیے رسول کیا اور شفاعت کی تو رہے تھے تہائی کی امت کو دیکھ میں رب کا شکر کرتے پھر جی سے میں گرسے پھر جی سے اپنا سر اٹھا پائے رہے اپنی امت کے لیے سوال کیا تھے تہائی کی امت کو دیکھ میں رب کا شکر کرتے پھر جی سے میں گرسے پھر جی سے اپنا سر اٹھا پائے رہے اپنی امت کے لیے سوال کیا اس نے مجھے آخری تہائی بھی دے دی تو میں رب کا شکر کرتے پھر جی سے میں گرسے (احمد، ابوداؤد)۔

### باب الشكر

آہستہ پڑے، فاضل و بدکار کو دیکھ کر آواز سے پڑے تاکہ اسے عبرت ہو۔

لے عزروا اور مقام حقیق میں ایک خشک پہاڑی کا نام ہے جو کہ یہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی بہت کھپے، اس لیے اسے عزروا کہتے ہیں۔ اور عزروا اونٹنی ہے جس کا دور ہو جاتا ہے۔ سخت دھار پھرتے عزروا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا ٹھہرنے کے واسطے سے تھا۔ بلکہ ہندوؤں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تپا یا گی کہ خوشی برکت والا ہے یہاں دعا کریں، لہذا دعا کے لیے آئے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں پہلا سجدہ دعا کے لیے تھا۔ کیونکہ سجدے میں دعا جلد قبول ہو جاتی ہے باقی سجدے دعا کے لیے بھی تھے اور شکر کے بھی، آخری سجدہ صرف شکر کے لیے تھا۔ اس لیے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی۔ یا یہ سب سجدے شکر کے تھے۔ دعائیں تو یہ سب کہ ہاتھ اٹھا کر مانگی گئیں، دوسرا احتمال تو یہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ دعائیں یا ہاتھ اٹھا کر اور آہستہ مانگنا سنت ہے۔ لہذا یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے گناہوں کی مغفرت ان کی عیب پوشی اور بلند کی مراتب و دیگر تمام چیزوں کی دعائیں کی رہے تھیں۔ تہذیب و تمام امت کی کتبش وغیرہ کا وعدہ فرمایا پہلی بار میں سید القیوم یا خیر القیوم دوسری بار میں مقصود یا تیسری میں ہم جیسے خالین عاصین گن گناہ بخشے گئے اب ہمیں کے لیے جہنم میں بیشک نہ ہوگی اس سے دوسرے معلوم ہوا ایک دیکھو کہ جی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر رب کی رحمت نہیں پاسکتا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

سلسلہ یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عاصم ابن مازن النضاری ہیں خود بھی صحابی ہیں اور والدین بھی صحابی، آپ بدر میں شریک تھے احد میں مجھے آپ نے ہنسی کے ساتھ بل کر مسیلا کر کے اس کو قتل کیا، یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عاصم بدر میں تینوں نے اذان غلبہ میں دہلی سختی دے بھی النضاری ہیں گروہ بیعت خندقہ اور حنک بدر و عجزہ میں شریک ہوئے (مراۃ) سلسلہ اس سے معلوم ہوا کہ نثار استسقاء نماز عید کا طرح بھگلی میں پڑھی جائے یا جماعت میں قرات لہذا آواز سے ہر مرتبہ کہے کہ یہاں رکعت میں مصروفی اور دوسری میں غائبی پڑھی جائے بعد میں خطبہ ہو پھر فقہ رخ ہو کر دعا مانگی جائے اور دعا میں اپنی یاد دہانی کی جائے کہ خدا یا ہے چادر کا رخ بدل گیا ایسے ہی سو کم کا رخ بدل دے یہ تمام چیزیں سنت میں ہاں سنت ہو کہہ میں کیونکہ حضور اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نثار ادا کی ہے صحیفہ صرف دعا مانع، امام اعظم کے سنت سے الکار کی کا بھی مطلب ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ



فَأَنذَرَهُمْ حَتَّىٰ يَسُوءَ بَيَاضُ أَنْطِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَاكْشَارَ ظَهْرِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَخَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ حَتَّى أَصَابَهُ مِنْ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَعِدْتَ هَذَا قَالَ لَأَنَّهُ حَدِيثُ عَمْدٍ بَرِيءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. **الفصل الثاني**

اس قدر باتحاش تھے کہ آپ کی نعلوں کی سفیدی دیکھی جاتی ہے نہ کہ لم بجائی اور روایت ہے انہی سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی تو اپنے ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ (اسلم) یہ روایت حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے اور غرض کرتے ہیں بہت اور نافع بارش ہوتی ہے (بخاری) اور روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش برسی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا اٹھایا دیا تاکہ آپ پر کچھ بارش پڑے گی ہم نے غرض میں کیا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا فرمایا کہ یہ اچھا شے ہے آپ کے پاس سے آتی ہے کہ (اسلم) اور دوسری فصل

علیہ وسلم کی چادر شریف چار گوشہ کی اور دو گوشہ ایک بالشت چوڑی تھی، جن روایات میں آیا ہے کہ آپ نے رکعت اول میں سات تنجیر کی ہیں اور دوسری میں پانچ وہ سب ضیف ہیں کہ یہ نیکو ان سب میں محمد ابن عبد العزیز ابن عمر ابن عبد الرحمن ابن عوف ہے، جیسے مذکور ہے مگر حدیث فرمایا اور فرمائی کہ نے منورک الحدیث کہا، ابوہام نے ضیف الحدیث فرمادیا، اسی لیے ابن ابراہیم پر کسی نے عمل نہیں کیا، نہ لڑا مستغفار کی برکعت میں ایک ہی تنجیر جو کہ دیگر اہل کی طرح ستھ بیان یا خدا اٹھائے کہ لکھی نہیں بلکہ سرسے اونچے ہاتھ اٹھانے کی لکھی ہے جیسا کہ آگے کہ آیا ہے، بی بی اور دعاؤں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس دعا میں سرسے اونچے، ستھ یعنی اگر چادر یا بغیر نہ پہنتے ہوتے تو بغیر شریف کی سفیدی دیکھی جاتی لڑا اس سے بی ثبات نہیں ہوتا کہ آپ نے بغیر نہیں نماز پڑھتے تھے ستھ یعنی سرسے اونچے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ بغیر زمین کی طرف دیکھی کر دیا یا بار کی پشت زمین کی طرف کر دے تاکہ وہ اپنا پانی اس پر بہائے۔ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ساری دعاؤں یا لکھی، لکھی کا خیال ہے کہ پہلے چھیلیاں آسمان کی طرف کرے پھر زمین کی طرف، مرقات و لغات و دیگر میں ہے کہ رحمت مانگنے کے لیے چھیلیاں آسمان کی طرف کرے اور بلاؤں کو مٹانے کے لیے زمین کی طرف، چوکی اس دعا میں بلاؤں کو مٹانے کی دعا خواست ہوتی ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی ستھ ضیف محبوب سے بنا میں برتا، اصل محبوب تھا مگر کہ ضیف ہے یعنی خدا یا جسے والا سببت پائی برسا اور اسے لکھی تنجیر یا جو کچھ غرض ان اعضا پر لیے اور وجہ بیان فرمائی کہ یہ پائی یا بھی عالم تقدس سے آیا ہے جیسے اپنا سر اور سینہ مبارک کھول کر کچھ فطر سے ان اعضا پر لیے اور وجہ بیان فرمائی کہ یہ پائی یا بھی عالم تقدس سے آیا ہے جیسے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَصَلِيِّ  
فَاسْتَسْقَى وَخَلَّ رِءَاؤُهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَجَعَلَ عِطَافُهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ  
الْأَيْسَرَ وَجَعَلَ عِطَافُهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللَّهَ رَوَاهُ الْبُؤْدُودُ؛ وَحَدَّثَهُ  
أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خِمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فَإِذَا دُ  
انْ يَأْخُذُ أَسْفَلَهَا فَيَجْعَلُ أَغْلَاهَا قَلْبًا أَتَقَلَّتْ قَلْبُهُ بِالْعَلَى عَاتِقِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُؤْدُودُ؛  
وَعَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ الْحَيَّامِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي بَيْنَ أَشْجَارِ  
الزَّيْتِ فَرِيضًا مِنَ الزُّورَاءِ فَأَعْبَدُوهُ اسْتَسْقَى رَأْفَاعًا يَدِيهِ قَبْلَ وَجْهِهِ لَا

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن زبیر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تشریف لے گئے اور ذوالحجہ کا گئے  
یاد رکھیں کہ اودھ قبلہ رو ہوئے تو انبیاء چادر ملنے کی اس کا دیبا کھینچا ہوا ہے بائیں کندھے پر ڈال دیا اور بائیں کنارہ وائیں  
کندھے سے تشریف پہنچا اللہ سے دعا کی اے اللہ ابو ذرؓ اور روایت ہے انہی سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عید کو دم نہ دے مارش کی آپ پر کالاکھیل تھا آپ نے چاہا کہ اس کا چمچا حصہ لے کر اوپر کر لیں جب  
جب یہ جاری ہوا تو اسے اپنے کندھوں پر چڑھائی لے (احمد، ابوداؤد) اور روایت ہے حضرت یونسؑ سے  
جو کہو کہ اللہ کی مٹی میں ہے کہ انہوں نے نور اس کے قریب تھا ازراستہ کہ اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گئے  
بارش کرنے دیکھا ہے آپ کھڑے ہوئے دعا مانگ کر کہ یہ تھیں اپنے چہرہ بالکے سامنے یا پھر اٹھائے بارش

اس عالم کے اجزاء، اجماع طبعی نے، لہذا برکت والا سے اس سے برکت حاصل کر لی۔ حضرت حج سے آئے والوں کے ہاتھ پاؤں چوستے ہیں اور ان کے بدن سے اپنے کپڑے لگاتے ہیں یعنی حوض مبارکوں کے لیے نقیض لکھ کر پاش کے پانی سے دھوا کر لیا کرتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے، ہارٹس کے وقت اور کعبہ کو دیکھ کر لٹکا دیا سنت ہے۔ اس حدیث میں صرف دو کاموں کا ذکر ہے بیگ نال کے لیے اپنی اور بھی ہوئی چادر لپیٹ کر ہاتھ کو منہ کو حال الٹ ہو جائے خشکی جائے تری آگے لگائی جانے ارزال کئے، دوسرے دھانچا، معلوم ہوا کہ آپ نے نماز استسفا، نہ پڑھی، لہذا حدیث امام اعظمی کی دہلی سے کہ استسفا میں نماز شرط نہیں صرف دعا سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ قرآن مجید فارغ ہو تو اس طرح چلے کر گنجلنا سترہ اوپر کرے اور اگر رنگ ہو تو صرف دایاں کنارہ ہی بائیں طرف ڈال لے خیال سے کہ چادر چھینا صرف امام کا کام ہے مقتدی یہ مذکر کیے کہ بھوکہ بی جملی علیہ السلام نے صحابہ کو اس کا حکم دیا اور نہ انہوں نے یہ کام کیا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ دوسرے خطبہ میں چادر لٹاے، اور اگر نماز و خطبہ ادا نہیں کیا ہے تو دعائیں اس کی تلخ کا نام عبادت میں عبد الملک ہے جو بھوکہ نماز دعا میں جملت میں بھی توں کے نام ذبیحہ کو گرفت میں کھاتے تھے اس لیے آپ کا لقب آبی اللہ بھی ہو سکتا اس گرفت کے اندر کی آپ بڑے پرلے صحابی ہیں غزوہ جتین میں شہید ہوئے، عیرک کے کڈا کر وہ غلام میں ہیں و دولل حضرت صحابی ہیں اسلئے اصحابہ الذین

بِحَبْرٍ وَرِيْهِمَا رَأْسَهُ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ وَالْزَيْدِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ  
 حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنِي فِي الْإِسْتِسْقَاءِ مُتَبَعًا كَمَا مَثَوُا مِنْ عَمَلٍ  
 مُتَحَسِّيًا كَمَا مَثَرُوا رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ وَالْزَيْدِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ  
 شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ  
 اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبِهِمَتْكَ وَانْقِصِرْ رَحْمَتَكَ وَأَجِ بِلَدِّكَ الْمَيْتَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ  
 الْبُؤَادُودُ وَحَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَكِّي فَقَالَ اللَّهُمَّ  
 اسْقِنَا غَيْثًا مَغِيْثًا هَرَبًا هَرَبًا نَعَانِ أَفْعَا غَيْرَ ضَرَارَةٍ أَجْلًا غَيْرَ رَجُلٍ قَالَ فَأُطِيعْتُ عَلَيْهِمُ

ہم سب نے سمجھا کہ جو سر سے اونچا کرتے تھے (الہوداؤد) اور زیدی (ابن عباس) نے اس کی شکل روایت کی، روایت کی حضرت  
 ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے بارش کے لیے سادہ کپڑے زیب تن کئے مابھی کرتے تو انہیں  
 اور زیدی کرتے تشریف لے گئے تھے (زیدی، الہوداؤد و انس، ابن ماجہ) نہ روایت ہے حضرت عمر و ابن شعیبہ سے  
 وہ اپنے والد سے خود اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش کی دعا کرتے تو کہتے ابی  
 اپنے بندوں کے جانوروں کو میرا رکھتی رحمت پھیلا دے اپنے مرد و شہر کو زندہ کر دے تھے (مالک، الہوداؤد)  
 روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کھائے دیکھا تھے وہ تھے کہ ابی  
 ہیں لیکن ہاتھ کے پیر کے جو سر پر خلا نقصان نہ ہو والا فراموشی میرا کرتا تھا یعنی میں نے حضرت یحییٰ کو فرمایا کہ وہ فرمایا کہ

جہیز منورہ کے حوزہ کا ایک حصہ میں جو نوجو وہاں کے پتھر کا لے گئے اور چکڑ میں گویا ان پر نیل مل دیا گیا ہے اس لیے اسے احباب  
 الزینت کہتے ہیں یعنی نیل سے جوئے پتھر، زوردار کی کیفیت، باب المجد میں ہوئی ہے  
 سلمہ یعنی اس وقت نہ سنا نہ دیکھا، صورت دعا مانگی اور ہاتھ سر کے مقابل رکھے خیال ہے کہ حضور الاوصی اللہ علیہ وسلم  
 نے بھی ہاتھ مبارک سر کے برابر رکھے ہیں کبھی سر سے بھی اپنے اٹھائے ہیں لہذا یہ حدیث سر سے اپنے کچھ اٹھانے کی حدیث  
 کے خلاف نہیں کہ کبھی وہ عمل تھا کبھی سلمہ یعنی استسقاء کے لیے دولت خاندان شریف سے پہلے وقت یہ حال تھا کہ لباس  
 عاجز و غفانہاں پر الفاظ احماس کے تھے یعنی متواضع دل میں متواضع حضور خدا تعالیٰ، ذکر الہی میں مشغول تھے انھیں تر  
 تھیں (مفتخر) اب بھی صفت یہی ہے کہ استسقاء کیلئے جاتے وقت ابھی غفرا لباس پہن کر جامیں کو بھکاریوں کی  
 درویشی کی سے رات میں پر سارے کام کرتے ہوئے جاتے ہیں لہذا اللہ و عاقل و ذلیل ہو کر سلمہ اگرچہ بند دل میں جاؤ بھی داخل  
 تھے گروہ کو بے گناہ ہیں، ہم گنہگار ان کی بے گناہی سے ہم پر جنس کی آتی ہیں ہمارے گناہوں سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اس لیے خصوصیت  
 سے ان کا ذکر کیا، رحمت پھیلائے سے مراد چکل کو مرچا کر دینے اور مردہ سے گزندہ کرنے سے مراد چھک زہن کو زکریا  
 ہے کہ کوئیں پانی سے پھر پانی تا اب لبریز ہو جائیں، سبحان اللہ کیا جامع دعا ہے سلمہ کو کا کت نوع تکبار پر سب ایک ہی آدہ سے

السَّمَاءُ وَرَأَاهُمُ الْوُجُوهَ إِذْ رَأَوُا فَالِقَ الْإِثْنَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَاتُ النَّاسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمَصْبِيِّ وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يُخْرِجُونَ فِيهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَدَأَ أَحْلِبُ النَّاسُ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَلَّمَ رَجُلًا وَحِيدًا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ يَأْكُمُ وَإِسْتَيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ آبَائِنَ زَفَانِهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَفْرَكُمُ اللَّهُ أَنْ تَدْعُوهُ وَعَنْكُمْ أَنْ تَسْتَجِيبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَيْلَ يَوْمِ الدِّينِ لَا

ان پر آسمان کھولیا لے (البرق اور) تیسری فصل: روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش رک جانے کی شکایت کی کہ تو منبر کا حکم دیا جو عید گاہ میں بچھوایا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا جب لوگ نکلیں گے حضرت عائشہ فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج کا رنگ دیکھا تو شہر ہونے لگے میرے بیٹے اللہ کی بکھر و صدمہ کی بکھر و صدمہ کو تو نے اپنے شہر کے ٹھٹھکی کی بارش کے وقت سے بہت مانے کی شکایت کی اللہ نے نہیں دیا مانگے کا حکم دیا اور تم سے دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا کہ اپنی فرمائش مانگوں نہیں انشاء رب العالمین کی ہیں جو مہربان رحم والا ہے تمہارا مت کے دن مانگ ہے اللہ سے

ہے میں جس کے معنی ہیں اعتماد کرنا، جب لگنا، اٹھانا، بھیلانا، یہاں آنکھری و دھیمی میں ہے یہی آپ کا بخدا اٹھائے اور بھیلانے ہوئے تھے۔ یہ ہے دعا سے جواب دہ اور وہ ہے قبولیت چھپانا، محبوب نے کہا بارش میں دیر نہ لگے چاہئے والے رب نے فرمایا کہ فرماؤ، جن احادیث میں ہے کہ انسان دعا میں علوی درگاہ سے وہاں عبدیت کی تعلیم ہے، یا یہ مطلب ہے کہ لڑتے تو ہیں میں اگر دیر لگے تو دعا سے بدلہ نہ ہوا اور لوگوں سے رب کی شکایت نہ کرے، اللہ ایدیت اس کے خلاف نہیں صلہ میں بارش کا زمانہ سے اور نہیں آئی، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ خط کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں یا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں اور ہماری بکھری ہوئی ہے، رب تعالیٰ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ کی شکایت کرتا ہے فرمایا ہے اَلَمْ نَكُنْ مِنْ قَبْلِهِ حَفَظًا فَتُحَذِّرُ الْاِثْمَانَ دوسرے یہ کہ صحابہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الہی میں اپنا براہ رسد مانتے تھے وہ کچھ نئے کہ ہمارے اعمال کی قبولیت تقبلی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقبلی مقبول ہیں یا نہیں یہ وہ ایسے وقتوں پر خود فرمایا اور دعائیں ادا نہ کرتے تھے بلکہ دوشے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہتے تھے، حالانکہ انہوں نے فرمایا کہ یہاں بیت بھی متقی اور متقی استغیاب تکمیل اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جسکے میں کرنا بیاد و اولیا و کے وسیلہ کی کوئی ضرورت نہیں اپنے اعمال کا وسیلہ پکڑو گویا ان کے نزدیک ان کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مقبول ہیں صلہ کہ فلاں دن تم سب دن جمع ہو کر دعا پڑھیں بیچ بائیں گے شاید قبولیت کی گھڑی اسی دن میں ہوگی جیسے کہ مقبوع علیہ السلام نے اپنے لوگوں سے فرمایا غفرت استغفروا، لکنہ میں تمہارے لیے دعا ہے غفرت ابھی میں پکڑوں گے لہذا تم میرے وسیلہ سے دعا کرو گے

۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸



اسْتَسْقَىٰ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَوَسِّلُ إِلَيْكَ يَتِيمًا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَوَسِّلُ إِلَيْكَ يَتِيمًا فَاسْقِنَا فَيُسْقُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَرَجَ نَبِيُّ هِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَإِذَا هُوَ بِقَلْبَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضُ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ ارْجِعُوا فَقَدْ اسْتَجِيبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ هَذِهِ الْقَلْبَةِ رَوَاهُ الدَّرَقُطَنِيُّ

جن نبی اس ابن عبدالمطلب کے توسل سے دعا کے بدر کر گئے کہ وہ اور میں کرتے ہی ہم نبی بارگاہی اپنے نبی کا وسیلہ کرتے تھے تو تو بارش بھیجتا تھا اور ہم اس نبی کے ہی کا وسیلہ کرتے ہیں ہم پر بارش بھیج تو لوگ کہہ کر کے جاتے تھے کہ (خدا کی) بارش ہے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرائض سنا جاتے تھے اور ان کے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ یہ لوگ کہہ کر کے ایک چوٹی پر بیٹھے جو اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ نبی کی وجہ سے نبی کا قیول ہو گیا کہ (اللہ تعالیٰ) (بارش عطا فرمائی) ۴

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ معنی اور آپ کی نبوت کی دلیل یعنی آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نبوت صحابہ کو انھوں سے دیکھا وہی اس کی معنی کو ہی دیکھا کہ ان کے معلوم ہو کر حضرت نبی کا ہی وسیلہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی امت کے اولیٰ کا وسیلہ بھی ہو سکتا ہے اللہ کی برکت سے ہمیشہ آتی ہیں حضرت عمر بن الخطاب کا وسیلہ اس طرح لینے کہ ان کے توسل سے بارگاہ الہی میں دعا کرتے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور حضرت عباسؓ اس طرح کہ ان کے توسل سے میرا وسیلہ رہے برس خلیا اس طرح آپ نے مجھے رسوا و خرمندہ نہ کر یہ کہتے ہی بارش آتی تھی (واشئہ الامعات) سے یعنی تیرے نبی کی ظاہری حیات میں ہم اس طرح ان کا وسیلہ لینے تھے کہ ان سے بارش کی دعا کرتے تھے ان کے ساتھ چاکرنا راستہ مستحق و برحق ان کے چہرہ اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ مولیٰ اس نورانی چہرہ کی برکت سے بارش بھیج۔ شعور و انقیاد استسقی العما فی وجہہ بشارت الیک انھی و قد صدقوا و انزل الیک ان کی ظاہری حیات شریف کی برکت سے بارگاہ والا یہ نہ ہوں ان کی دعاؤں والا وسیلہ نامیں ہوگی تو اب ان کے چچا کے وسیلہ سے بارش بھیج۔ خیال رہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا وسیلہ یا اس لیے عرض کیا کہ نبی کے چچا کے توسل سے دعا کرتے ہیں مولیٰ ہو کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے گا کہ وسیلہ درست ہے شعر شریف کی نسبت بڑی چیز ہے۔ خدا کی نعمت بڑی چیز ہے۔ اس حدیث کی بنا پر میں نے عقل ماملوں کے کہا ہے کہ زندہ ہو لوگ کا وسیلہ چھوٹا جائز ہے رسول کا ناجائز و کجوجاب عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا وسیلہ چھوڑ دیا مگر غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ اس حدیث میں چھوڑ کا ایک لفظ بھی نہیں آتا میں حضرت فاروقؓ نے یہ نہیں کہا کہ اب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا، دوسرے یہ کہ اگر حدیث کا یہ مطلب ہو تو یہ حدیث قرآن کی آیات کے بھی خلاف ہوگی اور دوسری احادیث کے بھی رب تعالیٰ کی دوا ہے فَاَنْ تَوَدَّعَا صَاحِبًا اَمْ حَبِيبًا بَرَكًا وَاَدَا اَمْ بَرَكًا سے ان دونوں پر اللہ کی برکت ہوگی کہ ان کی قوتی و یار دہائی کے واسطے وہ نبی بھیجے گئے حضرت موسیٰ و ہارون کے تعین و عمار کے وسیلہ سے نبی اسرئیلؑ کی جگہوں میں نجات پانگے تھے رب تعالیٰ کی دوا ہے کہ وَتَقِيَّةٌ بَيْنَهُمَا شَرَكٌ اِنْ مَنُوسَىٰ وَاِنْ عَادُوْنَ حَضَرُوا صَلَّى اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ان کتاب آپ کے وسیلہ سے جگہوں میں نجات پانگے تھے



## بَابُ فِي الرِّيحِ

الفصل الأول: عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نصرت  
بالصبا وأهلككم عاد بالدبور متفق عليه: وعن عائشة قالت سألت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم صراحاً خافه أنه منه لهوائه إسماعيل فكان إذا رآه عيماً أو  
يخفى في وجهه متفق عليه: وعن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا عصفت

## ہواؤں کا باب

پہلی فصل: روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہوا  
کے درپے میری مدد کی تھی اور کچھوا کے ذریعہ قوم عاد ہلاک کی تھی (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت  
عائشہ سے فرمائی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ہنستا ندیکھا کہ آپ  
کے جڑے سے شریف دیکھ لیتی تھ آپ صرف سکڑا کرتے تھے آپ جب بول ہواؤں کہتے تو کیجے چہرہ میں اثر  
خوف معلوم ہوتا (مسلم بخاری) روایت ہے ابی سے فرمائی ہیں کہ جب تیر ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رب تعالیٰ فرماتا ہے فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فِئْتًا عَلَيَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِذَا هِيَ مَكْرُوهَةٌ باب الکرامات میں آئے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ فہم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے روضہ کچھت چٹواری اور قبر انور کے وسیلہ سے دعا ہے بارش کی تو بارش آئی یہاں جاہ  
عمر کے فرمانے کا مشابہ ہے کہ وہ اشاروں والا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہر اسلستفا پڑھنے والا وسیلہ جاتا رہا یہاں  
بننا چاہتے ہیں کہ مسل اول وسیلہ اولیاء میں درست ہے اس کی گہر مرقا میں ہے کہ امیر معاویہ نے خط میں حضرت زید ابن اسود  
کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے اور ان سے بھی کہتے تھے کہ وہ بھی ہاتھ اٹھائیں اور بارش آئی تھی۔

سہ یہ نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے آپ نے جبرئیل کو ہاتھ اٹھائے دیکھا اویہ دھانکے سن کر فرمایا تو نے ہیں پیدا کیا ہے  
جس روزی دے روز ہم ہلاک ہو جائیں گے ہم بھی تیری مخلوق ہیں انسانوں کے گناہوں سے ہیں برباد کر دینا (معاذ فرما لیں)  
کرنا واسلستفا کے مرقعہ پر مآذروں کو بھی ساتھ سے مآذروں کی اصل یہ حدیث ہے سہ دیکھ کر یہ کہ جمع ہے جو روح سے  
جا، سمجھو رحمت، رب تعالیٰ فرماتا ہے رَبُّكَ فَتَنَّاكَ مِنْ تَحْتِ الدُّنْيَا لِيَكُونَ مِنَ الْغَافِلِينَ اور ہزار اہماتوں کا ذکر ہوا اس  
لیے اسے ریح کہتے ہیں، قرآن شریف میں اکثر تفر کی ہوا کو ریح اور رحمت کی ہوا کو ریح کہا گیا ہے سہ عبادہ ہوا ہے جو مشرق سے  
مغرب کو چلے دینے ہوئی ہے اکثر بارش لاتی ہے اور دلیر ہوا وہ ہے جو مغرب سے مشرق کو جاتے دیر گرم دھنک ہوئی ہے دین  
کو خشک کرتے ہے اور اکثر ہواؤں کو چھاؤ دیتی ہے۔ بارش کو دودھ کہتی ہے سوزہ دھنک میں جب سرد سے گھار غروب نے دین پاک  
کو گہر یا نھا تو انیک رات پروا ہوا تیر مآذروں میں سے گھار کے جیسے اڑ گئے دیکھیں اڑ گئیں، مآذروں جھاگ گئے، ان کے منہ می ریت

اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کے دن بد و عاجز دیکھتے تھے اب بھی پرستی چاہیے نبی اسے سوال کیا اس ہو گیا کہ تمہاری بھلائی بھی نہ تھا بھول اور غصہ میری بھلائی بھی اور اس کے غم کی اور دشمنی شریک تھی یہی بات کاغذ بول لکھ کر نبی اسے حاضر دہا پر اس نے دیا ہے، جو اس سے فرمے نہ رہا چاہیے بادل بھی عذاب بھی لانا ہے، قوم عابدہ غلاب بادل کی ہل چل کر اس کا پناہ خیال ہے کہ اللہ کی رحمت قوت ایسا ہی کی کی بل ہے اور اللہ کے وعدہ پر ہے اطمینان کیا کہ وہ کھڑے ہے اور سخت گرفت ہے، بالوں ہی فراتے اس پر ایمان کو کر کے ہے، عباد پر اس کو فرمے، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ اس خوف ہونا غصہ میری رحمت خدا نے غصہ لایا اس کو یہ عذاب نہیں ہے کہ اگر عذاب تھا لے لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا عذاب کرنا ہے تو کھڑوں پر بھی عذاب نہ لگے گا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وعدہ پر ایمان نہ تھا اس لیے فرمے تھے کہ میں اس سے وعدہ خلافی کی جواور عذاب بھیج یا جو عذاب کہیں جتنوں نے مجھ سے یہاں اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَذُنُوبُهُمْ الْعِظِيمُ اَلْاَعْلٰی اَلْاَعْلٰی اَلْاَعْلٰی اس آیت کی تحقیق امرات کے شرور میں اس کا بھی ہے نیز ہزار ہی تفسیر اور الحوائج میں لفظ اور لغوی یہاں تک نہیں کہ کیا تم کہ ہو گا، بالوں کے نہ لگی، عورت کے سپین

وَيَزُلُ الْعِثُّ الْاِيَةَ رَاةَ الْبَحْرِ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تَطْرُقَ أَوْ لَكِنَّ السَّنَةَ أَنْ تَطْرُقَ وَلَا تَنْتَبِثُ الْأَرْضُ شَيْئًا رَاةَ الْمُسْلِمِ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرِّيحُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ تَأْتِي بِرَحْمَةٍ وَبِالْعَذَابِ فَلَا تَسْلُوَهَا وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ خَيْرِهَا وَعَوِذُ بِهِ مِنْ شَرِّهَا رَاةَ الشَّافِعِيِّ وَابْنُ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ عَسَاكِرَ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرَّبِّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنُوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَمْلُوءَةٌ وَأَنَّ مِنْ لَعَنَتِي شَيْئًا

بارش بر آسمان ہے (بخاری) اور روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قطعاتی زمینیں کہ تم پر بارش نہ ہو لیکن قطعیہ کہ تم پر بارش ہو اور خوب بارش ہو مگر زمین کچھ نہ لگے (مسلم) یہ دور رس فیصلہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہوا اللہ کی رحمت ہے رحمت بھی لاتی ہے عذاب بھی لہذا اس سے برا نہ نہ کہو اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کی شر سے اللہ کی پناہ مانگو (مشافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، دغوات، کبیر) اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا پر لعنت کی تو فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو یہ تو زمین پر لعنت ہے اللہ تو کسی ایسی چیز کو لعنت کرے

میں لو کہ ہے بالکل، کہاں مرے گا، کل کہا کرے گا، یہ عجیب کی عجیب ہیں جن سے ہزار عجیب کا پتہ چلتا ہے، یہ چیزیں حساب و غیرہ کی عقلی علم سے معلوم نہیں ہو سکتیں صرف رب تعالیٰ جانتا ہے ہمارے وہ بتائے وہ جانتا ہے اسی لیے نہیں متفح فرمایا یعنی چاہیوں اور ظاہر ہے کہ عقل و دماغ میں وہ چیزیں رکھی جاتی ہیں کہ ان کی کو دینا اور نہ دینا کی جاتی ہے رب تعالیٰ نے یہ علوم بعض فرشتوں، انبیاء، اولیاء کو بخشے ہیں

سے یعنی سخت نظریہ ہے کہ باوجود بارش کے پیداوار نہ ہو کہ اس کے بعد یا سخت ہوتی ہے اور اس سے سخت نقطہ وہ ہے کہ پیداوار بھی خوب چھوڑنا ہی نہ گمانی ہو عیساک بعض احوال میں ہے، آج کل یہ عیسائی کہ نقطہ اللہ کی مرضی ہے پیداوار نہ ہونے کی بہت عورتیں ہیں، زمین کچھ لگاتے ہی نہیں، لگاتے گریبا وجود جاتے، درخت ہوں گھٹیں نہ لگے، لگے ہی لگتی ہوا ہے کوئی نقصان یا بحیثیت پیچھے تو ہوا کو گایاں نہ دو کیونکہ وہ تو کھال سے نکلتا لاتی ہے خیال ہے کہ ہوا رحمت ہے مگر کہ قبول پر مطلب لاتی ہے مومنوں کے لیے رحمت ہے ایسے غفلوں کی دشمنی کرتی ہے یہ بھی رحمت ہے لہذا بارش پر اعتراض نہیں کرنا جب ہوا رحمت ہے تو عذاب کیوں لاتی ہے سے ہوا میں آٹھ ہیں چار رحمت کی، چار عذاب، چار رحمت، چار عذاب، چار رحمت اور چار عذاب کی عاصف، قاصف، صرصر، عظیم، پہلی دو مسند رول میں عذاب کی ہیں آخری دو خشکی میں (مرفاۃ) ۲

ہو اس کے لائق نہ ہو تو عزت خود کرتے داسے پر ہوتی ہے لہٰذا فریاد نمذکی نے فرمایا حدیث عرب سے روایت ہے  
تختیاری ابن ابی کعب کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو لائی دودو جب کہ کوئی بانی جدید دیکھو تو کوئی اور چھ  
سے اس ہوا کی عیالی اسی ہوا میں سے اس کی عیالی اور اس کا اسے حکم ہے اس کی عیالی مانگے ہیں اور اس ہوا کی  
شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اور اس کا اسے حکم ہے اس کے شر سے تیری بناء مانگے ہیں لہٰذا فریاد تختیاری نے فرمایا  
سے قربانے میں کہ ایسا کبھی نہ ہو اگر جو پہلے اور کی کوئی علیہ وسلم اپنے گفتگوں میں شریعت پر بنیاد کر کے کہ کوئی اسے شر بنا  
سے عذاب نہ بنا اسی لیے ریاست بنا کر نہ تھا اس میں اس فرمایا کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ تم اپنے رب پر اللہ تعالیٰ بھیجتے اور تم  
اپنا کچھ بھیجی اور تم نے عذاب نہ ہوا تم میں بھیجیں اور یہ کوئی شر بنا دیئے دلی حوا میں بھیجیں کہ دشمنی بھیجتے، دعوت کیوں نہ کیا  
سے حضرت عائشہ سے فرمائی میں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو تم جب کہ سمجھان پر کوئی نہ

۱۔ یعنی جو اہانت کا مستحق نہیں اب جو اس پر لعنت لگائے گا تو وہ لعنت خود اس کا اپنی ذات پر پڑے گی اس سے معلوم ہوا کہ جو اہانت پر لعنت پڑے اور کو رائت حبیبہ کو سولی سے صلیب سے کہا سب ناجائز ہے ۲۔ یہی ہر گال دینے سے فائدہ تو کوئی نہ ہوگا تم مجھ اور تم کا جبر جاؤ گے اس دعا کے پڑھ لینے سے ثواب بھی ہوا گے اس سے اور کوئی نقصان نہ ہوگا امام غزالی فرماتے ہیں کہ لعنت کے اسباب کئی ہیں کفر، بدعت، فسق، بھلائی یہ کوئی نہیں تو جو اس پر لعنت کہی ۳۔ دروں پڑ گیا کہ بھاکر راتوں پر غلے ہو کر یہ فرماتے تھے اس طرح جیسا تھا تمہاری عمر کا اظہار ہے خصوصاً یہ دعاؤں کے وقت اسی نصیحت قبولیت کا فائدہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے اس حدیث کی شرح قرطانی اُمت سے فرمایا کہ قرآن کریم میں ریح تو مذاب کی ہوا کو کہتے ہیں اور مراح رحمت کی ہوا کو اس لیے مخصوص اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا کہ اسے ریح نہ بنا اور مراح بنا، خیال رہے کہ قرآن کریم میں بھی ریح رحمت کی ہوا کا لیا

یعنی اہل خودار دیکھتے تو اپنے کام کا بیچوڑ دیتے اور اصرار و مزاج جو ماننے لے اور کہتے رہتی جو کچھ اس میں ہے اس کی نسبت تیر ہی نام اٹھکا ہوا ہے اور پھر اگر کسی بات کو انکار کا شکر کرتے اور اگر مردش کوئی نوک ہے انہما سے نفع بخش مارش، تا اور اور انسانی، اس بات پر شافی، غلط فہمی کے ہیں۔ روایت ہے حضرت زکرا عن عمر سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طیب گرج کو لوگ لے کر آ رہے تھے کہ انہوں نے کہا نبی ہمیں اپنے عقب سے غارت زکرا اور اپنے عذاب سے پہلے بلکہ زکرا اس سے پہلے نہیں مایفیت دے اور احمد اترنے کی احمدی سے کہا یہ حدیث طریب ہے۔ فضل بن عمر۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ جب آپ گروئے نئے تو نبیائے چھوڑ دیتے اور کہتے ہاں وہ گروہن جس کی نسبت وہ محمد کی ہے اور فرشتے، کھڑے سے لے (اکا)

[illegible]

باب عيادة المريض وروايب المريض

الفصل الأول: عن أبي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أطعموا الجائع وعودوا المريض وفكوا العاني رواه البخاري. وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام وإتيان الحاجة، وإزالة الهم، وإزالة الكرب، وإزالة الهم.

## جسازوں کی کتابیں

بیمار پرسی اور بیماری کے ثواب کا باب

میں اس عمل کو روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں: فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو لکھا کہ یہاں کی طرح پڑھا کرو تو قید کی چیزوں کو لکھنا اور یہ ہے قرآن میں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان پر یہ حق ہے کہ اسلام کا تبارک و تعالیٰ کی یاد میں نہ کہ انجانوں کے کہ انجانوں کو جو حق و باطل کی حیثیت کا صحابہ و بیاناہ وسلم بنا کر، روایت ہے اسے ابھی سے نہ سنا ہے اب فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خون ہا میرے ذمہ ہے، گویا آپ کو حضور علیہ السلام کے اس زمان پر اس قدر اعتماد تھا، مرقاۃ:

[illegible]



وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُيِّرَ الْمُسْلِمُ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ قِيلَ مَا لَهِنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذَا لَقِيتُهُ فَلْيَمْلِكْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَأَنْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدِ اللَّهَ فَتَمَتَّتْهُ وَإِذَا أَمْرُضَ فَعُدُّهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ وَادْفَنْهُ وَسَلَّمَ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَفُتِحَ عَنْ سَبْعٍ أَمْرًا بِعِدَاةِ الْبَرِيِّضِ وَابْتِغَاءِ الْغَنَائِزِ وَتَثْبِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِذَا رَأَى الْقَوْمَ وَفَضْلِ الْمَطْلُومِ وَ

مسلمان کے سامنے پچھن چکی ہیں پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کیا فرمایا جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو لیکن چھ سب ملانے تو قبول کر دے اور جب تم سے خیر فرمائیے چاہے تو کر دے جب چھیکے اللہ کی حمد کے تو اس کا جواب دو جب بیمار ہو تو نماز کرو جب مرنے تو سنا بخدا گمراہ مسلم از روایت ہے حضرت ابراہیم عاتب سے فرماتے ہیں کہ تم کوئی عملی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا اور اس سے منع کیا جن میں مریض کی زیادت، جنازوں کے ساتھ جاتے چھیک دینے کا جواب دینے سلام کا جواب دینے دعوت قبول کرنے قسم دینے کو برک کرنے سے منع دینے کی مذکور کے کا حکم دینا اور سونے کی کھچوٹ دینے

محمد ذکر سے باہر نام ہے کہ بار بار چھیکتا ہے تو وہ میرا جواب ضروری نہیں اہل اسلام کی سنت ہے اور جواب دینا فرض مگر کتاب سلام کا جواب دینا یہ دینا سنتوں میں سے ہے جس کا جواب فرض ہے زیادہ سے زیادہ شامی اور تاتار وغیرہ اس کے مسائل افشا، اللہ کتاب الادب میں آئیں گے :

سہ تین وقت سلام کرنا سنت ہے اگر کسی آنے کی اجازت چاہتے وقت، ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت یہاں دوسرے سلام کا ذکر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور جب راستہ میں چلتے ہوئے کسی سے ملاقات ہو تو چھپکے سے ملے والا آگے والے کو سلام کرے اور اگر دونوں سامنے سے آئے ہیں تو چھپو مارے کو حضورؐ سے زیادہ کو سلام کریں اور اگر ان میں یہ کوئی فرق نہ ہو تو میرا ہے سلام کرے، جامعہ میں سے ایک کا سلام یا جواب سب کی طرف سے ہوگا مثلاً مدد کے لیے یا کھانے یا غلام دولت میں انتقام کے لیے تو ضرور جاوے، ہاں اگر مجبوری یا مزدوری ہو تو نہ جاوے سہ یعنی تم سے کوئی مشورہ کرے تو اچھا مشورہ دلا کر شرعی مسئلوں پر تو ضرور تادیب نقد نظم سے بنا بھی تلوں، کیا مانتا ہے عسل بنی صائمہ منیضہ سے یہی خاصا اچھی رائے دہن میں برائی کا شائبہ نہ ہو نہ اگر چھیک جلدی سے نہ ہو نہ صفائی و مایہ کا قدیم ہے، آدم علیہ السلام کو پورا ہونے ہی سب سے پہلے چھیک آئی اس نیکر میں اس رحمہ کرنا چاہیے، لیکن جگہ مشورہ کے چھیک کے دن جلدی ہی نہ کی جائے، ناز و جاذبہ کے لیے جانا بھی مسنت ہے اور وہی کے لیے یہی شہ میں کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے تو نہ کر سکتے ہو تو ضرور کر دو، تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفوا واجب نہ ہو بخدا کوئی قسم نہ کرے کہ کسی قسم میں سب تم فلاں کام نہ کرو میں نہیں پھوڑوں گا میں، یا سدا کی قسم کی قسم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو علق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کرو، بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو مثلاً لمعات و مرقعات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر بھی یا ستاس منی المقدور اس کی ضرورت ہوگی جائے :

باریک دھوئے ریشم و دیباچ پہنتے تھے سرخ بندے کہ اور قسی پہنتے تھے چادری کے زین کے استبدال کے منہ خسیا یا اور ایک روایت میں ہے کہ چاندی میں پینے سے منع فرمایا کہ خود نیایش اس میں پیے گا وہ اکثر میں اس سے تنگی لگے گا کہ سلم جانوی اورایت ہے حضرت ثویان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عادت کرنا ہے تو جنت کے درجہ میں رہتا ہے حتیٰ کہ لوٹ آئے ہ۔ سلم روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن خزانے گاہے انسانی میں بھروسہ اتو تو نے میری عزت پر کسی نہ کی بندہ کہے گا اے اللہ میں تیری عادت کیسے کرتا تو جو جانوں کا رب ہے فرماتے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فضل بندہ بھروسہ اتو تو نے اس

[illegible]

میلہ پر ہوئی کہ کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی امانت کرنا تو مجھے اس کے پاس پانا اے آدمی میں نے تجھ سے کہا تھا مجھ کو تو نے بے وفائی اور عناد کر کے گا لیا ہے میں نے کہہ گا تو میرا دل کل بے قراری کا گیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے خلاف جیسے کہ کہا تھا گھٹاؤنے سے دوکھایا ہے یہ خبر کبھی اگر تو سے کہنا تو میرے پاس پانا اے انسان میں نے تجھ سے پانی لگا تو تو نے مجھے دیا اور عناد کر کے گا لیا میں تجھے کیسے بلاں تو تو میرا دل کل بے قراری کا تجھ سے میرے خلاف نبد سے پانی لگا تو نے اسے دیا اگر تو سے پانی لگا تو آج میرے پاس وہ پانا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباسؓ کہ اگرچہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس میاں پر نہ کے لیے تشریف لے گئے اور جب پہنچا کہ کسی عیالدار کی امانت فرما کر گئے تھے کوئی درویش بھلا سے جا رہا تو صفائی کے لیے جانا تو اس سے بھی اگر کوئی درویش اس امانت کے صفائی کے لیے بولا

[illegible]

كَلَّامٍ حَسْبُهُ تَفَوُّدًا عَلَى شَيْخٍ يَكْبِتُنْزِيلُهُ الْفُؤَادُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَنْعَمُ  
إِذَا رَأَى الْبُغَارَ وَسَكَنَ عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَيْتُ  
إِنْسَانٌ مَسْحَهُ بِمِصْبِيهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبَ الْبَأْسُ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لِشَفَاءِ الْإِنْسَانِ  
شِفَاءُكَ شِفَاءُكَ لَا يَعْدُ رِسْمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ إِذَا اشْتَكَيْتُ الْإِنْسَانَ الشَّيْءُ  
مِنْهُ وَكَانَتْ يَدُهُ قَرِصَةً أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْبَحِهِ يَسْمُ اللَّهُ تَرَبُّهُ  
أَرْضُنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُ الْبَشَرِ سَقِيمٌ كَأَنَّ رِبِّي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

پرگز جس نے تو بہت بڑھ کر بیمار ہوا ہے اسے تو جھٹکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے ہی کہیں لے  
(بخاری) الروایت سے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو اس پر  
اپنا ہاتھ رکھ کر پھر دے اور فرماتے اسے لوگوں کے رب بیماری دور کر دے اسے شفا تو ثانی ہے کہ شفا تو صرف  
تیری ہی ہے وہ شفا دے تو بیماری کو چھوڑ دے کہ اسلام بخاری الروایت ہے ابھی سے فرمائی ہیں کہ جب کسی شخص کا کچھ کہتا  
یا اسے چھڑا چھینا اور نہ تو بتاؤ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ یوں فرماتے یہ ملامت داری نہیں کہ ملامت بعض  
کا فقو کہ کہ بیمار ہے بیمار کہہ رہا ہے کہ ہم سے شفا دینا ہے کہ اسلام بخاری الروایت ہے ابھی سے فرمائی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کرنا بہت معلوم ہوئے کہ ہر غریب و امیر کے گھر بیمار پر ہی کے واسطے تشریف لے جاتے، سہانہ اللہ کی پاکیزہ  
کہہ ہے کہ ایک طلوع میں سہانہ معانی روحانی مصافحوں کا ذکر فرمادیا:

سبحانی اگر خدا کی رحمت سے ہوا ہے تو میرے جوان بہ ارشاد اہلکار کرنا راضی کے لیے ہے معلوم ہوا کہ بیماری میں رب سے ایسے نہیں  
ہونا چاہیے، صابر و شاکر بنا ہونہی ہے، یہ صاحب بدری تھے جوان آداب سے بے خبر تھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خدا سے تم  
کا ایسا نام لین جو قرآن میں نہ ہو جائز ہے بلکہ اس کے معنی خراب نہ ہوں اس کی اصل قرآن مجید میں موجود ہونے شافی قرآن کے اسامی کے  
انہی میں سے نہیں لے کر اس کی اصل جو مورد ہے خفوت کی فضیلت تھے یہ انہی النشانی کے تفسیر ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کامل  
نعت کی دعا مانگو یعنی وہ شفا دے جو بیماری اور گردی سب کچھ دور کر دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار پر ہاتھ پھرنا بھی سنت  
ہے تاکہ کام کی برکت کے ساتھ ہاتھ کی برکت بھی مریض کو پہنچے یہ حدیث صوفیا اس کے اصل کی اصل ہے تھے یعنی اولاً آپ مرض کا کچھ  
انگلی رکھتے پھر انگلی رکھ کر عاب شریف لگا کر شفا لگاتے، پھر اس کا ہب مرض کی جگہ کر دیتے اور پڑھتے سب کے کفصلہ تعالیٰ جارا  
عاب اور ہب کی شفا ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیماری پر ڈھنگے اور معتزہ جائز ہیں بشرطیکہ اس کے  
الفاظ کفر نہ ہوں اور کوئی کلام حرام نہ ہو اس کی اصل یہ حدیث بھی ہے اور وہ بھی کہ نظر بد میں نظر داسے کے ہاتھ پاؤں کو  
و حصار بیمار کو چھیننا مارد و شامی نے نظر اور مارد و دفع کرنے کے بہت ٹوٹے میدان فرماتے ہیں دوسرے  
یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاب شریف شفا ہے، بعض صوفیاء دم کرتے وقت کچھ عاب بھی دہاں دیتے ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ يَدَيْهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ  
الَّذِي تَوَقَّيَ فِيهِ كُنْتُ أَنْفَثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفَثُ وَأَسْحَجَ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرَضَ أَحَدُهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ  
بِالْمُعَوَّذَاتِ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ شَكَاهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجْعَلُهُ فِي جَسَدِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ  
عَلَى الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سُبِّحَ مَرَّتَابِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ  
مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأَحَازِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ فِي رَأْسِهِ

عیدِ مسلم جب یہاں ہوتے تو اپنے پیرامون کی آیات دم کرتے اور اپنا ہاتھ دایں پھر سے لے تو جب حضور کو وہ بیماری  
ہوتی جس میں حضور کے کلمات ہوتی تو میں آپ پر دی دعا میں دم کرتی جو آپ دم کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ پھر میری (مسلم  
بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے قرآنی میں کہ جب حضور کے گھر دارا میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس پر اعوذ  
والی آیات دم کرتے تھے روایت سے حضرت عثمان بن ابی العاص سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
خود میں دردی کی شکایت کی بخالی کے کہ میں تھا کہ توالی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے جسم کے ہر  
حصہ پر اپنا ہاتھ رکھو میں ہر جسم اللہ اور سات بار یہ دعا پڑھو میں اللہ کی عزت اور اللہ کی قدرت  
کی تائید میں اس کے شر سے خواب میں پانا ہوں اور جسے اللہ خوف کرے گا وہیں آپ کے ہاتھ کی تائید میں ہوتی ہے (مسلم)

اس کی اصل یہ حدیث ہے تیسرے یہ کہ مذہب پاک کی شکی شکال سے دہان کی ناک کو جو ناک شفا کا مانتا ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے اتنا  
میں حوالہ کو میں کی خاک بھی شفا ہوتی ہے اگر کوئی مسافر اپنے وطن کی نماز پڑھیں سے جاتے ہیں میں سے بخود ہی پینے کے گھر میں  
ڈال دیا کہ تو شفا اور وہاں کا پانی نقصان نہ دے گا

لے عنی میری نکت کی طوط ہے میں وہ آیات پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کرتے پھر ہاتھ شریف بیاہر کر پھر لیتے تاکہ آیت قرآنی کا دم شریف  
اور ہاتھ کی برکتیں جمع ہو جائیں اس حدیث سے حوالہ کا دم درود بیاہر کر پھر ہاتھ بیاہر کر پھر ہاتھ ثابت ہوا ہے یعنی عرض وفات میں حضور صلی  
علیہ وسلم نے توم دو ما میں مدی پھوڑا نہیں کیونکہ آپ جانتے تھے یہ بیماری آخری ہے اس سے شفا نہیں دیتا، گرام المومنین ہیں  
وہیں شفا کے لیے آہیں پھوڑیں اور برکت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دم کریں لے بیسے ملن اللہ اس کی دیر یہاں  
ہاتھ پیرنے کا ذکر نہیں کیونکہ آپ کسی غلطی نہ کرتے تھے کسی ہاتھ بھی پیرتے تھے

لے اس سے معلوم ہوا کہ بیماری، ناداری اور تمام مصائب کی شکایات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں ہم گناہوں کا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم سے نراہر کوئی حدیث سے ماخوذ ہے، اس میں رب سے ناراضی نہیں بلکہ اپنے شہنشاہ سے فرار ہے اور عقیدہ کے لیے  
عرض سرمد میں ہے جیسے مظلوم ماک سے اور بیمار حکیم سے اپنی شکایات پیش کرتے ہیں شہ خیال ہے کہ ان صحابی نے خود

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ جَبْرِئِيلَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اسْتَنْكِتْ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَزْفَيْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ لَوْ عَيْنَ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَزْفَيْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَعْيَدَ كَمَا يَكَلِّمُ اللَّهُ التَّائِمَةَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَأَمَّةٍ وَيَقُولُ إِنَّ أَبَا كَنَّا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا اسْمَهُ يُعِيلُ وَإِسْحَاقَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي أَكْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ بِهَمَا عَلَى لَفْظِ

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ جب جبرائیل علیہ السلام کی خدمت میں آئے عرض کیا کہ محمد مصطفیٰ ایک کتاب میرا نہیں ہے فرمایا اے فرمایا میں آپ پر اللہ کے نام سے اسوں کو تیار ہوں موزی جیسے ہے شخص کی شرارت کے بعد والی آنکھ سے اظہر نہیں شفا ہے اللہ کے نام سے اسوں کو تیار ہوں کہ وہ مسلم اور اہل بیت سے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ پر یوں تو تعویذ کرتے کہ میں تمہیں اللہ کے پورے کلمات کی بنا میں دیتا ہوں کہ میری طاقت و زہد علیہ جانور سے اور میرا کیا کرنے والی نظر سے نہ اور فرماتے کہ تمہارے والد اسی دعا حضرت اسماعیل واسحاق کو تعویذ کرتے تھے کہ (بخاری اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں شیر کے لفظ سے آئے)

ہی دعا دہائی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت سے کہ دعا کی مشاع کر ام سے جو وہ طیفوں اور دعاؤں کی اجازت لی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے، اجازت سے عمل کی تاثیر زور جاتی ہے، دعائیں ملا توں میں اور بندگان کی زبان اور اجازت و نقل بغیر یا نقل شیراز سے والا ملا توں میں کو نہیں مار سکتا۔

۱۔ حضرت جبرائیل فرماتے تھے کہ جو بکر نے بھیجا تھا یہ مزاج پر ہی رب کی طرف سے تھی، قرآن کریم فرماتا ہے وَمَا تَسْتَعْجِلُ لَنَا الْبَاقِعُ فَقَالَ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا یہ نہ تھا کہ رب ان کی مزاج پر ہی کرے اور یہ ہی جبر کو بھیج کر ان پر دم کرے۔  
شعخ سر بالیں انہیں رحمت کی دکان ہے، جو حال کر جاتا ہے تو ہمارے بن آئی تھی یہاں انہوں نے جو آدمی کے معنی میں نہیں کہ فرشتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اس سے پاک ہے کہ وہ ہماری منزلت یا اسلامی ٹونگہ ملا دیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند و نقل وہی وہی اقیس ہیں اور یہی شخص تو رکھے مکہ کلمات اللہ سے مراد مائے اسماء اللہ ہیں، چونکہ وہ ہر شخص اور خدائی سے پاک ہیں اس لیے انہیں تائیات کی گئی جیسے اللہ کی زبان میں ضروری ہے ایسے ہی اس کے ناموں کی بنا بھی ضروری ہے، مونی وہی اصطلاح میں معنی دیا اسلام کہ اللہ میں جو سے علیہ السلام کہہ رہے ہیں اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پستہ رب ہی کی پستہ ہے، صحابہ کرام تو ہماروں میں آپ کے بالی اور ہاں سے شفا حاصل کرتے تھے۔

۲۔ کہ معلوم ہوا کہ جبرائیل اور نظر دے سے کہی اس ان بیان ہو جاتا ہے جن کا قرآن حکم سے ثابت ہے ۵۔ اس میں اشارہ ہے کہ جیسے حضرت اسماعیل واسحاق ذریعہ ابراہیم کی معدن اور کلان میں یوں ہی حضرت حمزہ و حسین شش مصطفیٰ کی اصل ہیں (مرقاۃ)۔



التَّائِيَةِ ۖ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُضَيِّبْ مِنْهُ زَاوَاهُ الْبَخَارِيَّ ۖ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُضَيِّبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَضِيبٍ وَلَا وَصِيٍّ وَلَا أَهْمٍ وَلَا حَرْبٍ وَلَا آذٍ وَلَا عَمْرٍ حَتَّى الشُّوْكَةُ يَسْأَلُهَا الْكَافِرُ اللَّهُ يُهَاطِطُ بِهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَخَذْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَاظُ فَمُسْتَنَدٌ بِيَدِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَاظُ وَعَمَّا شَدِيدًا فَقَالَ لَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ ابْنِي أَوْ عَكَ كَمَا يُوعَاظُ رَجُلَانِ مِنْهُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلٌ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُضَيِّبُهُ آذٍ مِنْ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جس کو بھلا چاہتا ہے اس کو مصیبت دیتا ہے کہ (بخاری، روایت ہے ابھی سے اور حضرت ابو سعید سے وہ بھی کہ یہ عمل اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ مسلمان کو تکلیف بخاری غم و رنج ایسا ہے کہ وہ غم سے کہ کاٹا جواسے لگے جس میں پیچھا لگا کر اللہ اس کی برکت سے غلط پس شادی تباہ ہو کر غم بخاری روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملا ہوا جبکہ آپ کو بخاری تھا میں نے اپنے اقر سے ہم اچھے اور غریب کیا رسول اللہ حضور کو کہنا یہ سن کر سخت اٹھ کر آئے کہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہاں مجھ کو تمہارے دو تفصیل کے برابر بخاری ہوا کرتا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اس لیے جگا کہ حضور کو خواب بھی دو گنا ہے کہ فرمایا ہاں یہ فرمایا کہ مسلمان اب نہیں جسے کوئی تکلیف

لے تاکہ وہ مصیبت زدہ بندہ اس پر صبر کرے اور اس کے درجے بڑھیں، انسان صبر سے وہاں پہنچتا ہے جہاں دیگر عبادات سے نہیں پہنچ سکتا۔ خیال رہے کہ فیض صحت کی کسر سے بھی جو سکنا ہے اور فتح سے بھی یعنی اس کی مین رمال اور اولاد میں سے کچھ سے لیتے ہیں۔ یا یہاں ہے کہ اذنی اور غم میں معنی ہیں، کبھی ان دونوں میں فرق کیا جاتا ہے کہ اذنی وہ ہے جو کسی کی طرف سے انسان کو پہنچے، اور غم میں یہ قید نہیں، نیز خون سموی غم کو بھی کہتے ہیں اور غم سخت کو معنی وہ غم جو انسان کو قربا ہے جو اس کو دے، بعض سے ظہور آگے آئے وہ اسے خطر سے پر تکلیف کا نام ہے اور گذشتہ پر غم و محزون، خلاصہ حدیث یہ ہے کہ مسلمان کی حقیر تکلیف بھی اس کے گلوں کا کفارہ ہے، مصروفی، فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو عبادتوں میں لذت دے، اس پر اسے غم ہو بھی جس لوں کی معافی کا باعث ہے، عبادت کی لذت پائے والا لذت کے لیے بھی عبادت کرتا ہے، اگر اس سے محروم خالص اللہ کے لیے سکھ تو ملے تو ملے سے نہ جانتی تھانہ کی گئی اور تکلیف، اس جو سے معلوم ہو کہ غلام آقا کی حجاج بھی کرے اور اس کے ہم کو اچھی لگنے، خیال رہے کہ بخاری مرض انبارا ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بخاری سے ہوئی۔

سکھ یہ ہے صابا کا ادب و احترام نبی رسول اللہ تو ہم بھی نہیں کیا ہو گا کہ آپ کی بخاری غلاموں کی معافی کے لیے جو آپ کو گناہ و خطا سے نسبت ہی کیا، آپ کی بخاری صرف بخاری روایات کے لیے ہو سکتی ہے، اس سے معلوم ہو کہ جن جیسے سڑوں سے ہم

قَرَضَ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَظُّ اللَّهِ تَعَالَى بِهِ سَيْنَانِيهِ كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَفْعُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ  
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَلْجَمَ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَافَتَيْ وَدَاقَتَيْ فَلَا  
أَكْرَهَ شِدَّةَ الْمَوْتِ إِلَّا حِدَابًا بَدَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْبَحَّارَ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ  
مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ الْمُؤْمِنِ كَمِثْلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ  
تَقْبِيهَا الرِّيحُ تَصْرِعُهَا هَرَّةٌ وَتَعْدِلُهَا أُخْرَى حَتَّى يَأْتِيَ أَجَلُهُ وَمِثْلُ الْمُنَافِقِ كَمِثْلِ الْأَرَزِقَةِ

بیاری وچیز چھوگر لاشہ قتال اس کے گناہ یوں بھارت جیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو لے کر ہمارا کی روایت سے  
حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں اس نے لایا کوئی نہ دیکھا جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت بیاری ہوتی ہو کہ علم  
بیاری روایت ہے اسی سے فرمائی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اور گلے کے دو بیان وفات پائی تھیں تو اس نے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے سختی موت کو بھی ناپ نہیں کرتی تھ کہ بیاری روایت ہے حضرت کعب بن مالک  
سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی مثال کھجور کی سی ہے جسے برائیاں جھلائی ہیں کبھی گراؤ تو نہیں  
کبھی بیاہر کر دیتی ہیں یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے اور منافق کی مثال غنچوڑ صنوبر کی کسی ہے۔

گوکہ اہل کے گناہ معاف ہو جتے ہیں ان سے ایک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں یہ ملہ مسلمان سے مراد گناہ مسلمان سے بے گناہ  
مسلمان جیسے ابو بکر صدیق و امیر جمہور اور ناجحہ جیسے اس حکم سے علیحدہ ہیں ان کے درجے بلند ہوں گے، اسی جلد سے معلوم ہو کہ لفظ مسلم  
اور مومن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہو کر تے یہ الفاظ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہیں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم تو عین ایمان ہیں، ہم نے اسی تفسیر بھی پہلے بار سے میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں یٰٰلَہٗٓ اَکْبَرُ اَکْبَرُ اَکْبَرُ اَکْبَرُ میں امت سے  
خطاب ہوتا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوتے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی، اور انبار وغیرہ دوسروں کی کاروں  
سے زیادہ سفت جوتی تھیں، چنانچہ بیاری نے اب میں اور ان مامیہ و ماکہ و یثرب نے شعب الامان میں حضرت ابی موسیٰ سے فرماتے  
کہ کہ میں نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیاری دیکھا کہ مکمل شریف کے اور سے نماز کی پیش محسوس ہوئی تھی میں نے فوراً کس  
پارہل اللہ تبارک و تعالیٰ نماز میں اور کیا میں تیر نماز ہوتا ہے سب اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف آپ کے جسم بڑھا  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھے آپ کے سینہ پر اور سر مبارک اگلے کے پاس سبحان اللہ، غار میں صمدی ایک کورہ شرف حاصل  
ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ کے زانو پر تھا اور بوقت وفات اس طباطباً ہر وہ عقیقہ صمدی کو یہ عزت ملی، قرآن  
کی برائی عزت والی ہے، ان حضرات کے جسم قرآن والے کہ رسل ہیں ان کی عزتیں قیامت میں دیکھنا۔

سب سے پہلے میرا یہ خیال تھا کہ تیرے کی تکلیف گناہوں کی زیادتی سے ہوتی ہے اور موت کی آفتاں رب کی نعمت ہے کہ جب سے میں نے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت نزع دیکھی تب سے یہ دونوں خیال مجھے رہے۔ خیال کلاشہ تھا نے سنے بیاریوں اور وفات کی تھکلیوں کو حضور

الْمَجْدِيَةِ الَّتِي لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ إِجْمَاعُهَا فَرَةً وَاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ وَعَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ التَّرْبَةُ  
تَمْلِكُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يَصْبِيهِهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ لَا تَهْتَرِجُهُ تَسْتَحْصِدُ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ السَّائِبِ فَقَالَ  
مَا لَكَ تَفْرَقِينَ قَالَتْ الْحُمَّى بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تَسْبِي الْحُمَّى فَأَهْمَأْتَتْ هَبْ مَعْطِيَا  
بَنِي آدَمَ كَمَا يَنْدُ هَبْ الْكَيِّزُ حَبِثَ الْحَدِيدُ رَأَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ

جیسے کوئی آتش نہیں بجھتی حتیٰ کہ کچھ دیر اس کا کھڑنا سونا سے نہ دھم بھاری روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں  
قریباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروڑوں کی مثال کیفیت کی کہ جسے جو اہل بھلائی رہتی ہیں اور رحمت کو  
محببت بخشتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال درخت صنوبر کی سی ہے جو کھٹکے تک جھیش نہیں کرتا نہ دھم نہ بھاری  
روایت ہے حضرت جابرؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام السائب کے پاس تشریف لائے تو  
خدا کر کہیں کیا ہوا کہ کانپ رہی ہوں میں جاسے اس کا ستیا اس پر دیا چکرور کر کہ وہ نوا نواں کی خطا میں ایسے دور کر لے  
جیسے تھو لوہے کیسے کہو تم (مسلم) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں مسدایا

الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے زیادہ کیا کہ یہ امت تک آپ کے مصیبت زدہ آئیں آپ کے ان حالات میں کہ قسمی پائیں مبادک میں  
وہ رسول جن کی مبارکامی تبلیغ اور امت کے لیے ذریعہ رحمت ہے صلی اللہ علیہ وسلم  
سے بھی مسلمان کی زندگی بھاری مصائب و تکالیف کی گھر کی ہوتی ہے، جن روہ مگر کے گئی ہوں ہے پاک و صاف ہوتا رہتا ہے،  
منافق و کافر کی زندگی آرام و آسائش سے گزرتی ہے جس سے اس کی غفلتیں بڑھ جاتی ہیں، پھر کچھ دیر ہی موت آتی ہے، یہ قاعدہ اگر تیر  
ہے کہ نہیں، بعض کافر اگر بیمار رہتے ہیں اور بعض مومن کم بیمار ہوتے ہیں مگر بعض غافل بیمار ہو کر اور زیادہ غافل بلکہ بے ادب مچاتے  
ہیں اور کب کو گالیاں دیتے ہیں، اور بعض مومن تندرستی میں ایک سانس ذکر الہی کے بغیر نہیں لیٹتے مگر ایسا بہت کم ہے لہذا اس حد  
پر کوئی اعتراض نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بالکل بچوں ہے اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ مومن خوشی سے رہتا ہے اور منافق صبر و استقامت  
و ایسا ہے، موت ایک دہی ہے جو دہا کو صراٹھ کھینچ جاتی ہے اور چھائی کے مجرم کو چھائی تک مومن کی دوزخی کھینچ کر آخرت  
کی راحت کی راحت کا سبب بن، منافق کی دوزخی راختیں آخرت کی مصیبتوں کا ذریعہ ہے یہی قاعدہ اگر تیر ہے وہ مومن دنیا میں  
کتنی ہی آرام سے ہے انشاء اللہ آخرت کے دائمی عذاب سے بچے گا کافر دنیا میں کتنی ہی مصیبت سے رہے مگر آخرت میں  
نجات نہیں پائے گا نہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ کی مصیبت زدہ کافر نے کسی عیش و اسے مومن سے کہا کہ تمہارے ہی نے فرمایا ہے  
دنیا مومن کی جیل ہے اور کافر کی جنت گرجاں میں جنت میں ہوا اور جیل میں انہوں نے فوراً جواب دیا کہ تو آخرت  
کی مصیبتوں کو دیکھ کر دنیا کی ان تکالیف کو جنت سے کھانا اور ہم ہاں کی راستوں کو دیکھ کر یہاں کے عیش کو جیل سمجھتے ہیں اور

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْضَى الْعَبْدَ أَوْ سَافَرَ كَيْتَ لَيْلٍ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُتَقِيًا  
صَحْبًا كَرَامًا أَوْ الْبُعَارِ، وَعَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْطَاعُونَ  
شَهَادَةُ كُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَحْسَنَ لِلطَّاعُونَ وَالْمُبْطُونَ وَالْعَرِيقُ فَصَاحِبُ الْمَدِينِ وَالشَّيْخُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوجب بندہ جیسا یا سافروا اپنے کھوس کے دیں مثل کچھ جانتے ہیں جو وہ کرتا ہے اور اگر کسی  
کڑا تھا نہ رکھا کی روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طاعون، مبطون، عریق، صاحب  
مدینہ، شہید، ایک ہزار روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ شہید، شیخ، ایک  
کے طاعون والا، پید کی بیماری والا، ڈوبا ہوا، صاب کر مرنے والا اور اللہ کی

داد کا شہید

سبھی کے نیزم ان معنیوں میں مل نہیں لگاتے ہیں اگرچہ اسے کلاس برگو ملے اور تم یہاں سے ماہانہں پہنچتے، بارے بھی کہ حدیث  
یا نقل صحیح ہے سے اللہ علیہ وسلم سے اور ہمارا ایک یاد و معنوں کو بھی ہے اگر تمہارے باؤن تک ہر گ میں اور کس سے، لہذا یہاں  
ہم کی تحلوں اور گہوں کو صاف کر کے گا نام سہیلی نے ایک ایک کبھی شفق الغریبی اختیار لکھی، اس میں روایت حسن عرفان  
کی کہ ایک رات کا بخار تمام صفائیں صاف کر دیتا ہے، حضرت ابوالدرداء فرماتے کہ میں نے ایک رات کا بخار ایک سال کا بخار  
سے حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ بخار جسم کی بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہوس کر جسم سے بھگتا ہے، حضرت ابی  
ابن کعب نے دعا مانگی تھی کہ خدا یا مجھے ایسا بخار نصیب کر جو تیری راہ میں پہلے تیرے گھر آئے اور تیرے گھر کی مسجد  
تک پہنچے سے درود کے، چنانچہ آپ کو بخار ہلکا ہوا، رہتا تھا اور اسی سال میں مسجد وغیرہ مایا کرتے تھے اور قاتلہام  
الہی صفت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ مجھے بھی بخار نصیب کرے گا اس حالت میں اعلیٰ حضرت  
نے دین کی وہ خدمتیں کیں کہ سبحان اللہ

ملے میں کہ بریلوی، مصر کی وجہ سے وہ تہذیب وغیرہ قوائی نہ چھو سکے یا جماعت میں حاضر نہ کے قواس کو ان کا ثواب مل جائے گا نیز  
تندرستی میں ان چیزوں کا بہانہ جو حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیماری یا سفر میں فرائض صحت جو جانتے ہیں وہ تو ادا کر کے ہی چڑیں  
گئے اور اگر وہ گئے ہوں تو ان کا قصا واجب، جو اہل طاعون طعن سے بنا بھی نذرہ مارا، چونکہ اس بیماری میں مریض کو بھروسہ یا  
زخم سے ایسا عکس ہوتا ہے جیسے اسے کوئی نیرے مار رہا ہے، مونیان چھو رہے اس لیے اسے طاعون کا جانا ہے یہ مشہور  
وہابی بیماری ہے راز لعات، چونکہ حقیقت اس مرض میں مایا کہ جنات نیرے مار رہے ہیں اس لیے اس میں شہادت کا ثواب ہے  
احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا روایت کی کہ میری صحت کی فاعلین اور طاعون سے ہوگی، عرفان، لکھ شہید کے معنی میں گواہ یا مامر  
چونکہ شہید میں شہید نہ گواہ ہوگا، نیز وہ اپنے خون سے تھوہرہ رات کی گواہی دیتا ہے اور میرے ہی ہر گاہ ای میں حاضر ہوتا ہے  
اور اس کی جان کی پر رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، ان وجہ سے اسے شہید کہتے ہیں، شہید حقیقی ہے جو ظن نقل ہو اور شہید

مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونَ  
فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَدَّ أَبَیْ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ  
مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونَ فِيمَكَثُ فِي بَلَدِهِ صَاحِبُ رَأْمٍ حَتَّى يَأْتِيَهُ لَوْ صِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ  
اللَّهُ لَهُ الْأَكْنَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَاهِدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَعَنْ أَصَافَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ رَجَزٌ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ  
قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَأْسًا فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ إِذَا وَقَعَ بَأْسٌ أَنْتُمْ هَا أَفَلَا تَخْرُجُوا فَمَا رَأَى  
مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ سُبحَانَهُ وَ

اسلم بخاری اور ابی داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روای میں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو  
حضور نے مجھے بتا کر کہ ایک مذاب سے اللہ تمہیں پر پائے بھیجے گا البتہ تمہیں اسے مٹانوں کیلئے رحمت بنا دے ایسا کوئی  
ہوگا کہ جس کے شہر میں طاعون پھیلے وہاں میرے کہہ کر کے اتریں گے پھر یہ جانتے ہوئے کہ وہ دینی بھیجے گا جو اللہ نے اس کے  
پیشہ کا ملکا اسے شہید کا سوا ثواب ہوگا کہ بخاری اور ابی داؤد نے حضرت اسام بن زید سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے طاعون ایک مذاب تھا جو بنی اسرائیل کے ایک ٹولہ پر اتار دیا وہ لوگ پہلے وہاں پر بھیجا گیا تھا تو جب تم اسے  
کسی زمین میں آؤ تو اس میں نہ مارو اور جب وہاں پھیل جائے تو تم نہ مارو اس سے نہ بھاگو کہ اسلم بخاری اور ابی داؤد نے حضرت  
انس سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ رب تعالیٰ مفسدات ہے

حکم دو جنہیں شہادت کا ثواب دے دیا جائے، شہید علی قربان ۸۰ میں جن میں سے میان یا پنج کا ذکر ہے جو طاعون کی بیماری میں صابر  
ہو کر مرے وہ شہید ہے جو بیٹھ کر بیماری دست و پیروں سرے، اتفاقاً قوب مہاسے، اونٹنے سے گر جائے یا عمارت میں رہ  
جائے یہ سب حکم شہید ہیں اور وہ بالحدیث میں دیکھنے والے یا اوپر سے کودنے والے حرام موت مرتبے شہید ہیں جنہ  
اس میں مرقاۃ نے شہادت کی موت ہی نہیں فرمائی ہے

سلف نبی طاعون کا ثواب پر عذاب ہے جو کہ فراس میں مرے گا وہ مذاب کی موت مرے گا سلف یعنی یہ صابر خواہ طاعون میں فوت ہو جائے  
یا نہیں جب ہی مرے گا، اسے وہ شہادت ملے گا جو طاعون میں مرے شہادت کے اجر کا باعث ہے جیسے کہ روایات میں ہے کہ  
جو تاجر باہر سے غنہ لاکر فروخت کیا کہے تاکہ شہر کا قحط دور ہو جب مرے گا جیسے مرے گا شہید ہو گا کوئی طالب علم اور مرنے والے  
یہودی بنی اسرائیل تھے جن سے کہا گیا تھا کہ تم قبر کے لیے بیت المقدس میں سجدہ کرتے ہوئے جاؤ اور وہ کہتے ہوئے تھے انہیں پر  
طاعون بھیجا گیا جس سے ایک ساعت میں جو میں ہزار ہلاک ہو گئے رب تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ سَلَّنا عَلَيْهِمْ دُخَانًا مِنْ السَّمَاءِ اس  
سے معلوم ہوا کہ جو لوگ شہروں کی بے ادبی کرتے پھر اب انہی آجائے گا کہ وہ شہید ہو جائیں خود یا نہیں چاہیے اور  
جب آجائے گا تو تمہارا نہیں چاہیے، خیال رہے کہ ہمارے فرزند نہیں بچا بلکہ استغفار پر آمال ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی



تَعَالَى إِذْ ابْتَلَىٰ عَبْدَ اللَّهِ حَبِيبِيَّ بِهِ ثُمَّ اصْطَرَعَوْصَتَهُ مِنْهَا الْجَنَّةَ بِرِيدٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
**الفصل الثانی:** عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ  
 مُسْلِمٍ يُعُوذُ مُسْلِمًا عَدُوًّا إِلَّا صَلَّاهُ عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّىٰ يُمَسِّيَ وَإِنْ عَاذَهُ عَشِيئَةً  
 إِلَّا صَلَّاهُ عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّىٰ يَصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
 أَبُو دَاوُدَ وَكَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ قَالَ عَاذَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعْدَنِي  
 رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَصَّاهُ  
 فَاحْسَنَ التَّوَصُّوَةِ وَعَاذَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا يُوعِدْ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِينَ خَرِيفًا

جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں میں جیلا کر دوں پھر وہ میرے گرجے تو میں ان کے عوض اسے  
 جنت و دیگر بخاری، دوسری فصل، روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس نے  
 کو اپنے کوئی مسلمان نہیں ہو کر کسی مسلمان کے گرجے کہ جنت بیاربرسی کرے مگر ستر ہزار فرشتے اسے شام تک دعا میں دیتے ہیں اور اگر شام  
 کو بیاربرسی کرے تو میں تک ستر ہزار فرشتے جائیں دیے میں اور اس کے لئے جنت میں بار ہوگا کہ (ترمذی، ابو داؤد)  
 روایت ہے حضرت زید ابیہ ابراہیم سے فرماتے ہیں کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کے دو دریں بیاربرسی کی کہ (احمد  
 ابو داؤد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اچھی طرح دیکھا کہ  
 اور طلب ثواب کے لئے اپنے مسلمان بھائی کی بیاربرسی کرے تو کو

ستر سال کے فاصلہ پر دوزخ سے دور رکھا جائے گا

عالموں کی جگہ سے کسی ضرورت کے لیے باہر جاتے منافع نہیں بھاگنے کی نیت سے نکلنا گناہ ہے :-  
 اس طرح کہ اسے اتھار کر دوں یا اس کی حیثیٰ ایک دم گزرد کر دوں، بعض روایتوں میں ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے ایسے شخص کو  
 پانچ سو سال عیبت پر ان انبیاء و اولیاء کے حالات میں غور کرے جو اپنا پرکار و بار دیکھتے، سیدنا عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں  
 ہوئے تیرہ بار کرتے تھے **مَنْ عَصَىٰ ابْنَ مَرْثَدٍ هَبْ اللَّهُ مَوْنَهُ يَحْيَىٰ تَوَسَّاهُ:** **فَوَيْلٌ لِّمَنْ يُوَفِّيهِ اللَّهُ ذُنُوبَهُ يَوْمَئِذٍ**  
 میں اگر میری آنکھ کی روشنی جاتی رہی تو کیا ہوا، میری زبان اور دل میں تو بہداریت کا نور ہے مگر میں سے لے کر دوپڑے تک کاغذ نہ کھا جاتا  
 ہے، اور زوال سے شروع رات تک مشاہد خیریت جتنے ہونے چھوڑ کو بھی کہتے ہیں اور بار کو بھی، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی  
 بیاربرسی معمولی سی نیکی معلوم ہوتی ہے مگر یہ لائقہ اذیتوں کی دعا کرنے کا ذریعہ ہے اور نیت سے کا سبب ہے کہ صرف رخصانے والوں  
 کے لیے ہو سہ اس سے معلوم ہوا کہ معمولی بیاربرسی میں بھی بیاربرسی کرنا سنت ہے جیسے آنکھ یا کان یا اڑھ کا درد کہ اگرچہ خطرناک  
 نہیں ہے مگر چونکہ خدا نے فرمایا کہ ان بیاریوں میں اعادت سنت نہیں ان کا مطلب ہے منت مومنت مومکہ میں مرفاقتے فرمایا  
 کہ میں بیاری کی وجہ سے بیاربرسی پھر نہ سکے اس میں عبادت کرے مگر یہ حدیث صحیح الاسناد ہے جو حق و برائی میں جو ہے کہ جتنی آنکھ و



رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ  
يُعُوذُ مُسْلِمًا فَيَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُ الْعَظِيمُ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا  
شَفِيَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ خَضَّ وَاجِلَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ مَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ مِنَ الْحَبِيِّ وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ  
بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كَلِّ عَرَقٍ نَعْلًا وَمِنْ شَرِّ حَزَنٍ النَّارِ وَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا يَعْرِفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ يَصْعَفُ فِي

لہ اور ابو داؤد اور ترمذی سے حضرت ابی عباس سے فرماتے ہیں قربا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں ہونا کوئی مسلمان  
کسی مسلمان کی بارگاہِ نبویؐ کہنے کو سات بار کہہ دے کہ کہ میں عظمت واسمہ اور عرشِ عظیم کے سب بیضے اللہ کے دعا کرتا ہوں کہ تجھے  
شفاء سے ہمراہ ہوگا لیکن اس کی موت ہی آگئی جو ہے ابو داؤد، ترمذی، روایت ہے انہی سے کہ کبھی کبھی ہم ان سے یہ روایت  
اچھیں ہوا کہ انعام و روزی کی یہ دعا سمجھتے تھے کہ کہیں کبریا کی دوسرے اللہ کے نام سے میں ہر خوبی سے ہماری مدد اور آگ  
کے شکر کی شہادت سے عظمت واسمہ کی بناہ انگلیا ہوں کہ (ترمذی، اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے صرف ابراہیم بن  
اسمعیل کی حدیث سے پہچانی گئی ہے۔ اور وہ حدیث میں ضعیف اسے جانتے

دائے درد ہی عبادت میں ہے۔ حدیث فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی نے بعد مجمع روایت کیا (ضعف) یعنی باوجود ساری برکتی  
یونکہ عبادت اللہ کے عبادت ہے اور عبادت باوجود میرے نیز عبادت میں دعا اور درپیش ہر کچھ کہہ کر نہ ہوتا ہے اور باوجود دعا و دم  
بہتر ہے بعض لوگ باوجود قربانی و فدا و ایصالِ ثواب کرتے ہیں، بلکہ یہاں وہیں شریف کا گناہ باوجود مہربانی اور کھاتے ہیں پھر یہی ایک اصل ہے  
لہ بعض عبادت کی برکت سے وہ روزے سے اتنا دور ہے کہ اگر وہاں سے چلے تو ستر سال میں روزے کے کنارہ پہنچے بغیر خیال رہے کہ  
شریف موسم خزاں کو کہتے ہیں یہی ربیع موسم ہمارا کہ گناہات ہے، مگر یہاں اس سے سال مراد ہے جزو ہوں کر کل مراد یا اسنہ ہجری  
خلافتِ فاروقی سے شروع ہوا چلے کسی واقعہ سے سالوں کا حساب لگاتے تھے جیسے قبل کا سال، فتح کا سال وغیرہ  
لہ اکثر دعاؤں میں آخری تعداد میں بارگاہی ہے یہاں سات بار ہے تاکہ میرا کہے ساتوں اعضاء سے بیماری دور ہو نیز بیماری کا  
دفعہ ہم سے اس لیے تعداد بچا ہے تین کے سات کردی گئی (لسان) اسلئے یہ حکم تقبی ہے یعنی اکثر شفاء ہوگی یا مطلب یہ ہے کہ اگر اس  
عمل کے تمام شرائط جمع ہوں تو بفضلِ تعالیٰ ضرور شفاء ہوگی، اگر کسی شفاء ہو تو سمجھو کہ بیماری طرف سے کوئی کوتاہی ہے اللہ رسول  
ہے جن اس سے معلوم ہوا کہ موت کا علاج نہیں امتناع میں ہے کہ اگر غریب اور گریہ دعا پڑھی جائے تو انشاء اللہ اس کی جان کنی  
آسان ہوگی اور ایمان پر نفاذِ غیب ہوگا، نو شک و دعا اور شفا کا چھانے گی، شفاء سے ظاہر ہو تو شفاء باطن ہوگی  
تکہ چونکہ ہماری اس آگ کی تپش ہوتی ہے اور اکثر دردِ گے خوش اور غم کے دباؤ سے ہوتے، اس لیے خصوصیت سے  
ان دونوں کی شرف سے بنا، مانجی و ہماں شرف سے مراد تکلیف ہے، راحت کا مقابل، یہ شرف کے مقابل نہیں ہوسکتی بیماری

الْحَدِيثُ: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
 مَنْ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا وَاشْتَكَاهُ أَخَاهُ فَلْيَقُلْ رَبَّنَا الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقْدَسُ أَسْمَاكَ  
 أَهْرَكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتَكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحِمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا  
 حُوبَنَا وَخَطَايَاَنَا أَنْتَ رَبُّ الصَّالِحِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحِمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ  
 عَلَى هَذَا الْوَجْعِ فَيَبْرَأَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَبْغُو دُرِيضًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَسْكَالَكَ  
 عَدَاؤًا وَهَيْئَتِي لَكَ فِي جَنَازَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا کرتے ہیں جو کچھ بیمار ہو  
 یا اس کا بیمار یا بیماری کی شکایت کرے تو کہے ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے اللہ تعالیٰ نام پاک ہے تیرا حکم آسمان و زمین  
 میں ہے جیسے تیری رحمت آسمان میں ہے بول ہی اپنی رحمت میں ہیں کہ تمہارے لئے دعا و شفا کو بخش دے تو پاؤں کا  
 رعب ہے کہ ہم پر اپنا رحمتوں سے کوئی رحمت آمار اور اپنی شفا میں سے شفا اس دروہا ہمارا تو وہ اچھا ہو جائے گا  
 (ابوداؤد) اور حاجت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص  
 کسی بیمار کی عیادت کو جائے تو بول کہے اے اللہ ہی جسے جسے کو شفا دے وہ تیری راہ میں تیرے دشمن کو دشمنی کرے گا یا  
 کسی جنازہ سے میں جائے گا اللہ (ابوداؤد) اور حاجت ہے حضرت علی ابن زید سے وہ امیر سے راوی ہے کہ انہوں نے

خلفہ تعالیٰ خبر جوتی ہے میں باعث ثواب اللہ حدیث پر عرض نہیں بلکہ چنانچہ امام قرطبی نے فرمایا کہ وہ متروک الحدیث ہیں  
 مگر کام روایتی ہے یہ حدیث پر روایت صحیح نقل کی یہ حال ترمذی کو ضعیف ہو کر میں، مگر ان حدیثیں کو صحیح علی، اگر ضعیف بھی جوتی تو  
 غنائی اعمال میں قبول بھی ملے بیٹے اللہ کی بارشامت و حکومت آسمان میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آسمان یا زمین میں ہونے سے پاک  
 ہے آسمان و زمین ہے جہاں کسی کی ظاہری حکومت بھی نہیں، نیز وہاں مہارے معلوم ہی رہتے ہیں اسی لیے اکثر ائمہ تعالیٰ کو آسمان  
 کی طرف نسبت کرنے میں ملے یعنی صدقہ ان فرشتوں کا جنہیں تو نے بیماری آزماری سے محفوظ رکھا ہے، اس بیمار کو شفاء دے اس  
 سے معلوم ہوا کہ رنگ مخلوق کے حوالہ سے دعا کرنا منت سے ثابت ہے اللہ کی ربوبیت عامہ ساری مخلوق کے لیے ہے  
 اگر ربوبیت خاصہ صرف پاک لوگوں کے لیے بیٹے جسمانی روزی سب کو دیتا ہے، کھانا، دینا وغیرہ، روحانی روزی مغفرت عرفان و  
 ایمان صرف پاکوں کو ایسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا حال ہے کہ آپ دُحْمَةُ اللَّعْلَمِیْنَ میں ہیں اور بِالْمَوْتِ یُنِیْنُ دُحْمُ  
 الشَّحْمِ بھی، اللہ حدیث واضح ہے وہ بیٹے اسے مولے اگر تو نے اسے شفاء دے دے تو ممکن ہے کہ بھی توار یا فقم یا  
 زبان سے کفار کا جسم بادل زخمی کرے یا کسی مسلمان بھائی کو ادھے قطع پیچا کرے کہ بعد موت اس کے جنازہ سے میں ذکرت کرے  
 معلوم ہوا کہ ائمہ یا گذشتہ ایک اعمال کی حرکت سے دعا کرنا منت ہے اور جب اللہ کسی بیمار کو شفاء دے تو اس کے شکر میں

وادی میں یہاں سے کل ان سال کا چلا گیا۔

سوال کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیات بظاہر معافی کی آیات کے معنی خلاف ہیں اور اس کے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا جبکہ برہنہ ظاہر اور دل کے خیال تک کا حساب ہے تو معافی کیسی

ملے بیٹے تہا سوال بہت ہی اچھا ہے اور ہم سے کہیں کہ یہ سوال نہ سوچا اچھا ہوا کرتے ہو چہرہ پر نہ آیت کی تفسیر میرے ساتھ ہی جاتی تھی غلامہ جواب یہ ہے کہ تم بھی ہر برہنہ باطن خدا کا غذاب قیامت میں ہوگا، اور کسی خطا کی معافی نہ ہوگی کہ معافی نہیں بلکہ دنیا میں مومن کو معمولی سی تکلیف پہنچ جاتی ہے وہ اس کی خطا کو عرض بن جاتی اللہ تعالیٰ اس کا حساب و عتاب یہاں ہی کر دیتا ہے لہذا آیات معافی میں آخرت کی معافی مراد ہے اور عتاب کی معافی ہے اور یہاں دنیا کی تکلیف مراد اور عتاب کا ثبوت ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں خیال رہے کہ غذاب دشمن کو دیا جاتا ہے اور عتاب دوست پر ہوتا ہے تو ظاہری سے جرم کر کے باطن پر گناہوں سے مراد حقوق اللہ کے گناہ مغیرہ ہیں درنہ شرعی حقوق یوں ہی ہندوں کے حقوق برائی وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے جو بدعت کا مطلب نہیں کہ مقروض بلکہ یہ نازیبا کسی برائی سے اسے کوئی گناہ قریبی معاف ہوگئے، اور نہ پڑوسی کوئی غریب بھی، لہذا اگر حدیث جبرک انوی اس بارے میں عرض کر سکتے ہیں یہاں ہندوں سے ملے ہوئے گناہگار بندے ہیں کہ ہم کو تو تکلیف پہنچتی ہے وہ ہمارے گناہوں کو

وَمَا يَعْصُوا اللَّهَ تَعَالَى عَنْهُ أَكْثَرُ وَقُرْ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُمْ أُنِيبُوا إِلَيْكُمْ وَ  
يَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ وَاهِ الْيَزْمِدِي وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ الْعَبْدُ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرَضَ قِيلَ لِلْمَلَائِكِ  
الْمَوْكِلِ بِهِ أَكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتَّى أَطْلُقَهُ أَكْتُبَهُ إِلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ابْتَلَى الْمُسْلِمُ بِلَدِيٍّ فِي جَسَدِهِ قِيلَ لِلْمَلَائِكِ أَكْتُبْ  
لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاكَ عَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ عَفَرَهُ وَرَحِمَهُ

اور جو کہ رب عبادت کو تباہ ہے وہ بہت ہے اور آیت یہ تلاوت کی جو معصیت نہیں بخشتی وہ تباہ ہے بقول کی کہ مائے حق  
رب کو توبت معافی دیتا ہے لہٰذا ہر آدمی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ جب جسد عبادت کے لیے صبر کرتا ہے کہ چھ پارہوں کا ہے تو اس پر مقرر شدہ فرشتہ سے کہا جاتا ہے تو اس کے  
تندرستی کے قیام کے لیے ہر اعمال کو بحال رکھیں اسے شفا سے دلا دیا جائے اس پر ہر ایک صحت اُس کے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتہ سے کہنا کہ تباہ ہے کہ تو اس کی دوا بخیاں  
لکھ جو پہلے کرتا تھا کہ پھر اگر رب اسے شفا دیتا ہے تو اسے وجود تباہی اور پاک کر دیتا ہے اور اگر اسے وفات دیتا ہے  
تو اسے

وجہ سے ہے اس کا قدر سے پہلے لگا دینے انبیاء اور بعض معجزہ دہی۔ طہرہ میں جنہوں نے کبھی گناہ کی ہی نہیں اور جو عیسیٰ و عیسیٰ و عیسیٰ  
بھی آتی ہے ان بزرگوں کے متعلق گذشتہ احادیث تھیں کہ ان لوگوں کے درجہ بڑھانے کے لیے بیماریاں آتی ہیں، اللہ تعالیٰ  
حدیث گذشتہ احادیث کے خلاف ہے اور اس سے آریوں کا آؤں گا کہ نہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی گناہ کیے تھے جس  
کی نذر اب رہی ہے اور یہ حدیث عصمت انبیاء کے خلاف ہے کہ اگر نبی ہے گناہ ہوتے تو انہیں بیماری و مصیبت کیوں آتی تھی اگر ان حدیث کو  
نہ سمجھ کر پہلے دیکھیں گے بہت سے غلط ممالک اس سے نکال دیے بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُمْ مِنْ ذَنْبٍ  
مِصِيبَتِ مَرَدِّہِ یعنی غزوہ اعراس پر قبیلہ معصیت اور شکست پہنچی وہ تیسری اپنی غلطی سے تھی کہ تم نے درہ غالی چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ کر  
تم پر ٹوٹ پڑے اس صورت میں آیت بالکل واضح ہے۔

سچے یعنی رب تعالیٰ تیسری بہت غلطیوں سے درگزر فرمادیتا ہے بعض پر معمولی چوکڑیاں ہے وہ بھی نہیں الگ کر سکتے اور اگر وہ اعتقاد رکھتے  
کے لیے اس پر پڑیں بھی اس کا گرم ہے۔ بلکہ یہی تندرستی میں عبادت کرتا ہے۔ رب سے غافل نہیں ہوتا پھر بیماریاں جاتا ہے۔  
سچے اس کی شرف پہلے ہو چکا کہ اس عبادت سے مراد غلطی عبادت مسجد میں حاضری وغیرہ ہے کہ اگر تندرستی میں یہ نہ کر سکے تو  
اسے برابر ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ اس سے اشارہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر زندہ نہ ہو تو تندرستی بیماری یا کسی وجہ سے فراموش ہو جاتا ہے  
پھر تندرستی ہوئے اس حالت میں اُسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہوگی اس کی تحقیق کتب حق میں ہے۔  
سچے سبحان اللہ کیا بیمار کفران ہے کہ بیمار کو تندرستی کی نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے، مگر تندرستی کے گناہوں کا عذاب نہیں ہوتا یعنی

رَأَاهُمْ فِي شَرْحِ الشَّجَرَةِ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهَادَةُ سَبْعُ سَوَاسٍ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمُطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ وَصَاغَ الْجَنْبُ شَهِيدٌ وَالْبَطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْمَلِكِ شَهِيدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِحَبْلِ شَهِيدٌ رَأَاهُمْ مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنَاسٍ أَشَدَّ بَلَاءً قَالُوا لَنَبِيٍّ أَمْ لَأَهْلٍ أَمْ لَنَبِيٍّ الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَلَنَ كَانَ فِي دِينِهِ صَاحِبًا أَشَدَّ بَلَاءً وَإِنْ كَانَ فِي

جنت دینا ہے اور اگر نہ لے کر دو نوں کو پیش شرف میں ہر رویت ہے حضرت ابی بن علی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کی رو میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور چالیس ۲۰ طاعون والا شہید ہے ڈوبا ہوا شہید ہے ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیش کی بیماری والا شہید ہے تگہ آگ والا شہید ہے ادب کر مرنے والا شہید ہے موت ولادت میں سر ہانے والا شہید ہے تگہ دھماکے والا شہید ہے (ابو داؤد، نسائی، رواجیت سے حضرت سعد سے فراتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں کتنی صہبت دے کہ کوئی میں فرمایا انبیاء پھر تزیین و ارا فضل لوگ نے انسان اپنے دیناری کے مطابق بتلا کر دیتے ہیں اگر اس کے دین میں معنی ہے تو اس کی باتیں بھی محنت ہوں گے اور اگر اس کے

اگر جو بد معاش بیماری کی وجہ سے چوری، بد معاشی نہ کر سکے تو اس کے نامہ اعمال میں چوری وغیرہ لکھ نہ جائے گی، بلکہ ممکن ہے کہ توہ کی توفیق مل جائے جس سے اُن کی ہون کی معافی ہو جائے اس سے یہاں صانع عمل ارشاد ہوا ہے سب اس لیے ہے کہ ہم اس کے عیب کی امت ہیں :۔ سہ یہ جو غریبی گذشتہ مترجہ کی تائید کر رہا ہے کہ مومن کی بیماری میں لگا ہوں کی تو عیاش ہو جاتی ہے مگر بدستور دنیا کی کھجیاں نہ ہوتی ہیں، لہذا بیماری روحانی قتل ہے یا عیال و دل کا مہاں مسئلہ جن میں شہادت فی سبیل اللہ کا ثواب عطا ہے جنہیں شہادت مل چکی تھے ہیں کہ ان لوگوں کا حشر شہداء کے ساتھ ہو گا مگر ان شہداء توں کچھ شرفی ہو گا بیماری نہیں ہوتے۔

سکھ یعنی جو طاعون میں مبتلا ہو کر مرے اور پھٹ کے درود یا دست یا استسقاء وغیرہ بیماری سے مرے یا ذات الجنب کی بیماری سے مرے ہیں میں پسیلوں پر پھنسیاں نو داڑھی توں پسیلوں میں درود اور بخار ہو جائے اکثر کھانسی بھی اٹھتی ہے، بہ سب لوگ حکم شہید ہیں، یہ رب کرمیت ہے کہ ان لوگوں کو وہ شہادت عطا فرماتا ہے، لہذا اس طرح کہ عاقل فوت ہو جائے یا ولادت کی حالت میں یا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکم شہید ہے، بھلے نے فرمایا کہ اس سے مراد کنواری عورت ہے جو بغیر شادی فوت ہو جائے شہدے ہر گزوں کی سنت آزمائش کی چند وجوہ ہیں، ایک یہ کہ، نہیں آزمائشوں میں ایسی لذت آتی ہے، جیسی دوسروں کو، نعمتوں میں، دوسرے یہ کہ ان کی یہ تکلیف اُن کی بندگی کی دلیل ہیں اگر وہ بیمار نہ ہوں تو معتقد ہیں انہیں خدا سے کچھ فیلیوں سے نفع کو خدا سمجھا، کیونکہ وہ کبھی بیمار نہ پڑا، تیسرے یہ کہ ان کی مصیبتوں کی وجہ سے دوسرے پر مصیبت آسان ہو جاتی ہے اگر بلا کے واقعہ سے لوگوں کو بہت صبر و ملوک نصیب ہو جائے شہدے کیونکہ جو سے طالب علموں کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے، اور بعد امتحان انہیں ملکہ

ذِيهِ رَقَّةٌ وَهُوَ عَلَيْهِ قَمَازٌ لَكَ حَدَّثَ بِمَشْيٍ عَلَى أَرْضٍ مَلَأَهُ ذَنْبٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَابْنُ مَاجَةَ وَالْذَاوِيَّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ مَا أَخْطَبُ أَحَدًا يَهُونُ مَوْتٌ بَعْدَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالسَّائِيَّ وَوَعْنًا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَمَوَاتٍ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَكَ قَدْ حَمَّ فِيهِ مَاءٌ وَهُوَ يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثَوْبَيْسَمَ وَجْهَهُ ثُمَّ  
يَقُولُ اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى مُسْكِرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ سَكِرَاتِ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

یہاں پہلی خبر ہے تو اس پر اسانی کی جانے لگی ایسا ہی ہوا ہے کہ سختی کو وہ زمین پر بے گناہ ہو کر پہلے گا (ترمذی، ابن ماجہ،  
دارمی، ترمذی قرآن سے نہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے روایت ہے حضرت عائشہ سے قرآن میں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی شہادت موت دیکھنے کے بعد کسی کی آسانی موت پر رشک نہیں کرتی نہ (ترمذی، السائی، دارمی) ہے انہی سے قرآن  
پڑھ کر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کی حالت میں دیکھا آپ کے پاس پانی کا کپڑا تھا آپ پیائے اس کا ٹھوڑا لیتے  
پھر چہرہ اور پر پیچھ لیتے تھے اور عرض کرتے اے نبی موت کی تسکین یا دشواریوں پر مہمیسری میں مدد فرما لے

(ترمذی)

یہی بڑا حدیث ہے اور چھوٹے طالب علموں کا امتحان چھوٹا شعر پڑھ کر کلمہ بہت ہے اور چھوٹوں سے دیکھ دوڑ نہ مارے سب یہاں سے  
رہیں گے جاننا اور سورہ سلعہ دوسرے کی بھلائی اپنے لیے بھی چاہنا غلط یا رنگ کھانا ہے اور کسی کی نفی پر چلنا اور اس کا زوال  
چاہنا سدا میں کہ جاتا ہے۔ رنگ بھی اچھا ہوتا ہے بھی بڑا اگر حسد ہمیشہ بری ہی ہوتا ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں کسی  
کی جان بچانی آسان دیکھی تو رنگ کرتا اور چاہتی تھی کہ میری موت بھی ایسی ہی آسان ہو، کبھی تھی کہ آسان ہی نزع مرے دے اسے کی گئی و  
مقبولیت کی علامت ہے، اگر جب حضورؐ اور اسے اللہ علیہ وسلم کی شدت نزع دیکھی تو یہ خیال در رنگ دونوں جاتے رہے  
سبکو گئی کہ سختی جا بھی اچھی چیز ہے بُری نہیں، سلعہ غنی یا پتیش دور کرنے کے لیے یہ عمل فرماتے تھے۔ کو کو بوقت موت بہت  
گرمی محسوس ہوتی ہے۔ اسی لیے اگر اس وقت میت کو پسینہ آجاتا ہے، اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی لیے اس وقت من میں  
پانی پکانے کا حکم ہے اگرچہ سردی کا موسم ہو، سلعہ بعض شام میں نے فرمایا کہ مسکرات سے مراد دوسرے اور بڑے خیالات ہیں، جن سے  
میت کو دھواں رب سے ہٹ جانے اور مسکرات عکرات کی جمع ہے جیسے غنی رب تنہا لے فرمایا دے دیکھنا مسکراتی  
ہیں وہ تکلیف مراد ہے جو عقل ذائل کر دے یعنی سخت تکلیف اور بد دعاؤں کی تعلیم کے لیے ہے کہ اس وقت بد دعا کریں  
مطلب یہ ہے کہ مجھے ان تکلیف کو برداشت کرنے کی طاقت دے یا انہیں کم فرما دے، یہاں شیخ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم سلطنت الہیہ کے متولی اور منظم ہیں کون دکان کے سارے احکام آپ کو سپرد ہیں، تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
دار حکومت میں ہے، ایسی ذمہ داری جب احکام کا کہیں کی بارگاہ میں جیسے تو اسے بہت زیادہ ہوتا ہے اس وقت حضور



وَابْنُ مَاجَةَ: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى  
بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ  
بِعَذَابِهِ حَتَّى يُوَافِقَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ الْقُرْمِيُّ: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا  
أَبْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخَطَ فَلَهُ السَّخَطُ رَوَاهُ الْقُرْمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ يَكُونُ مِنْ أَوْ

امام ماجہ) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے فوراً ہی عذاب پر دنیا میں سزا میں دے دیتا ہے اور جب کہ بندے کی برائی چاہتا ہے تو اس کی سزا میں گناہوں کے محفوظ رکھتا ہے حتیٰ کہ اسے قیامت کے دن پوری پوری گناہوں کی سزا دیتی ہے روایت ہے ابھی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر آپ کو کسی بڑی بلا کا ساتھ ملے گا تو اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں جتنا کر دیتا ہے جو راہ میں سزا ہے اس کے بغیر نہ دیتا ہے اور براہ راست سزا اس کے بغیر نہ دیتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے آزمائش کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے جو راہ میں سزا ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن اور مومنہ کو اس کی جان و مال و اولاد کو

صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت اللہ کا غلبہ تھا انہی کی کیفیت تھی (اشعة اللہ عکس) اسی شدت کی اور محبت و قربانیاں کی گنجی میں مگر حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہمارے عقل و قیاس سے ورا ہیں +

سچے یقین تھا کہ ہوں پر دنیا میں پہنچو جو جانا اللہ کی رحمت کی علامت ہے اور باوجود دوسرے دنیا و دنیاوی گناہ کے ہم طرح کا عیش و نشاط نصیب انہی کی شفا ہی ہے کہ اس کا غلبہ دین ہے کہ تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دئی جائے و اللہ کی پناہ اس کے مقصد ہے کہ کسی مومن صالح کو جہنم میں گرفتار نہ دیکھ کر یہ نہ سمجھ کر کہ بڑا آدمی ہے، کیوں پر بڑی مصیبتیں بڑے درجات ملنے کا ذریعہ ہیں حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی فرد بدکار پر بڑی جا جائے تو اس کا درجہ بڑھ جائے، یہ سچہ مومن کے لیے ہے، اور اسے کہ بہتر دنیاوی و دینی دنیاوی کارہائے جہنم کے دہشت کی مشاغل کو پاؤں پاؤں سے سودا کر کے بھر کر مصیبت میں دے، جب بھی دوزخ میں آئے اور اگر مومن صالح مظلوم کرام میں دے جب بھی سختی مان تکلیف دے مومن کے دہرے زیادہ ہوں گے بشرطیکہ عباد اور شاگرد رہے۔

اس کے خیال دے کہ عذابا ناراضی و لاکام ہے، لہذا تکلیف میں ہائے دامن کرنا اس کے دفع کی کوشش کرنا یا مریض و مظلوم کا حکم و حاکم کے پاس جانا ناراضی کی علامت نہیں، ناراضی یہ ہے کہ دل سے سمجھ کر رب سے چھ پرہیز گاری میں اس جگہ کا متفق نہ تھا جہاں مومن فرماتے ہیں کہ بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے پہلے اللہ بندے سے اور بھی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کی توفیق پاتا ہے، پہلے وہ مومن یا مومنہ ہوتا ہے تو بعد میں ہم اسے یاد کرتے ہیں پھر ہماری یاد کے بعد رب میں یاد کرتا ہے کہ خدا کی توفیق کا یہ عکس بہت باریک ہے تو انہی فرماتے ہیں قلعت اللہ قلعت لیک ما است + اچھی گداز و سوز و درد و انہی کی ما است +

الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خِيَابٍ ثُمَّ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ  
وَرَوَاهُ مَالِكٌ نَحْوَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ  
السَّيِّئِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ  
مِنْ اللَّهِ مَنَازِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ لَتَلَذَّةِ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبَرَ  
عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَازِلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنْ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ  
اللَّهِ بْنِ شُعَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ ابْنِ آدَمَ وَالْجَنَّةُ نِسْعُونَ

میں بتیہ سنی و ترجمہ اس کے کہ وہ سب سے اس طرح ملتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا نہ (قرمہ کی) مالک نے اس کی  
مثلاً توفیق کا لئے کہا کہ ہر حدیث حسن صحیح سے روایت ہے حضرت محمد بن خالد ملی سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے  
مروی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی بندہ کے لئے کوئی درجہ رب کی طرف سے مقدر ہو چکا ہو چکا  
یہ پہلے ملے سے نہیں پہنچ سکتا تو اس سے اس کے ہمہ مال یا اولاد کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر کرنا ہوتا ہے۔  
حتیٰ کہ اس کو درجہ پہنچ جائے جو وہ رب کی طرف سے اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے (احمد ابو داؤد ابویات سے حضرت عبد اللہ  
ابن شعیبہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس کے پاس ۹۹ بلائیں  
ہیں

ملے یعنی جیسے نمازی پاک و صاف ہو کر مسجد میں جاتا ہے ایسے ہی مومن بلاؤں کے پانی کے ذریعہ گناہوں کی نجاتوں سے محفوظ ہو  
کر صبر و قہر میں حاضری دے کر نماز قرب ادا کرتا ہے اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ یہ قانون ہم جیسے گناہوں کے لئے ہے انبیاء اولیا و جہوں  
پیکر اس سے علیحدہ ہیں ان کی معیتوں کی اور جو ہے ایسے قانون اور سے قدرت کھاتا ہر حال یہ حدیث قانون اعتراض نہیں کہہ سکتے یعنی ہر حال  
خالق کے داد سے جو معافی ہیں ہر حد تک محبت پاک میں رہے ان کا نام شرع کلام الہی حکم ہے۔

لکھ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہو گئے ایک یہ کہ معیت پر صبر اللہ کی توفیق سے ملتا ہے ذکر انہی بہت درجات سے اور  
صبر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، دوسرے یہ کہ درجات اعمال سے ملنے ہیں کشش رب کے کم سے ملے ہوئے فرماتے ہیں کہ جنت کا  
دافع اللہ کے فضل سے ہوگا مگر وہاں کے درجات مومن کے اعمال سے، مگر کبھی دوسرے کے عمل بھی کام آتے ہیں صابر مومن کی  
جوئی اولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی رہے گی اگرچہ کچھ عمل نہ کر سکی کیوں کہ ماں باپ کے عمل سے، رب فرماتا ہے وَالْحَقَّ أَقِيمُ  
ذُنُوبَكُمْ إِنَّ شَاوَا لَاحْضَرُ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں امام حسینؑ کے صبر میں ہم گناہوں کا حصہ ہے، حق کے مال میں  
فیروز کا حصہ، ان سرکاروں کے اعمال میں ہم بدگواروں کا حصہ، رب فرماتا ہے ذُنُوبُ الْاَوَّلِیِّیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ذُنُوبُ  
یہ کہ ان لوگوں کے درجات وغیرہ پہلے سے ہی مقدر ہو چکے ہیں جہاں لامحالہ پہنچتا ہے۔ قیامت کے دن اس کا کلمہ ہوگا۔

لکھ یہ نعمت میں مقرر ہو کر کئے اصطلاح میں موت کو نہ کہا جاتا ہے کہ اس کا وقت مقرر ہے، پھر بلاؤں اور آفتوں کو نہ کہا جاتا ہے  
کہ اسباب موت ہیں، بلکہ یا تو ماں ہی ہے یعنی ذُنُوبُ الْاَوَّلِیِّیْنَ انہوں میں گھرا ہوا پیدا ہوا ہے، کیونکہ اس کا نفس اتارہ بہت

مَعِيَّةُ إِنَّ أَخْطَاةَ النَّبِيِّ أَوْقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتَّى مَيِّتَ رَوَاهُ الزُّمَيْدِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَا هَلِ الْعَافِيَةُ يَوْمَ الْفَيْقَةِ جِنٌّ يُعْطَى أَهْلَ اللَّبَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ فَرَصَتْ فِي الدُّنْيَا لِلْقَارِضِ رَوَاهُ الزُّمَيْدِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَعَنْ عَامِرِ الزَّمْعِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَسْقَامَ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتِ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَاكَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَفَارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ وَإِنَّ الْمَنَاقِبَ إِذَا أَمْرَضَتْ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيدِ عَقْلَهُ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَذَرِ لِمَنْ عَقَلُوهُ وَلَهُمْ أَرْسَلُوهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ

اللہ! سب بلائی سے بچ گیا تو بڑھاپے میں پڑے گا کہ کمر چلے نہ دھڑکی اور فرمایا اگر یہ حدیث غریب ہے، وہاں تک حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبائست کے وہی جب بلاؤں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام دے گا میں تمہاری کہہ گا کاش کہ میں دنیا میں کچھ نہیں سے کافی کسی بہترین نہ دھڑکی اور فرمایا اگر یہ حدیث غریب ہے، وہاں تک حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ ذکر فرمایا تو فرمایا کہ میں کو جب بیماری پڑتی ہے پھر اللہ اسے آرام دے دیتا ہے تو یہ گویا شہر گن ہوں گا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے بدلے نصیحت لے اور منافق جب بیمار ہوتا ہے پھر آرام دیا جاتا ہے تو اس اوٹ کی طرح ہوتا ہے جسے اس کے مالکوں نے ہاتھ دیا پھر کھول دیا۔ وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں ہاتھ دیا اور کیوں کھولا کہ تو ایک شخص کو بلا یا رسول اللہ

مگر کئی ہے یا جنوں سے ٹھکانا پڑتا ہے آرام پا کر دعویٰ خدا کی ملک کر بیٹھتا ہے پائل صدر رہے، یعنی انسان کی مثال اس کی سی ہے جو ۹۹ جنوں میں ہر طرف سے گھیرا ہو، ۹۹ سے عدد قاص مراد نہیں بلکہ کثرت بیان فرمانا مقصود ہے :  
لے، یعنی انسان کے لیے اسباب موت بے شمار ہیں، ہر گھڑی موت ہو سکتی ہے لیکن اگر ہم بدو گار ان سب سے بچ گئے تو آخر ہاتھ پاؤں کے باقی رہیں گے، لہذا حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر میں تو آفتیں تھیں مگر انسان اپنے کمال سے بچتا رہتا ہے کیونکہ ہر چیز سے تقدیر نہیں ہر ہمتی یعنی خداوند آرزو کریں گے کہ ہم پر دنیا میں ایسی بیماریاں آئی جو تیس جن میں پڑنے کے ذریعہ ہماری کھال کاٹی جائیں تاکہ ہم کو کبھی وہ قواب آئے نہ جو دوسرے بیماروں اور اداخت زدوں کو مل رہا ہے۔

لے اب صحابی جن نام بیمار سے قرا انداز کر رہے تھے اس لیے رام لقب ہوا آپ سے موت پر یہ ایک حدیث مروی ہے لہذا جنوں کے کیونکہ مومن بیمار ہیں اپنے لگنا ہوں سے تو یہ کتاب ہے کہ یہ بیمار میرے کسی گناہ کی وجہ سے آئی اور شاید یہ آخری بیماری میری جس کی بعد موت ہی آئے اس لیے اسے شفاء کے ساتھ مغفرت بھی نصیب ہوتی ہے شے بلکہ منافق غافل بھی سمجھتا ہے کہ فلاں وجہ سے میں بیمار ہوا تھا اور فلاں دوا سے مجھے آرام ملا، اسباب میں ایسا پھنسا رہتا ہے کہ سبب اسباب پر نظر ہی نہیں جاتی نہ تو یہ کتاب ہے نہ اپنے لگنا ہوں میں غور :  
۱۱

اِنَّهُ وَمَا اَلَسَّ قَامَ وَاللّٰهُ مَا هَرَضَتْ قَطُّ فَقَالَ قَمَرَعَنَّا اَفَلَسْتَ هَذَا رَوَاهُ الْبُؤَدُ اَوْدُ وَعَنْ  
 اَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَقِصُوا لَهُ  
 فِي اَحْلَاهِ فَاَنْ ذَلِكْ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطِيبُ بِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ  
 هَذَا اَحَدُ بَيِّنَاتِ غَرِيبٍ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ لَمْ يَغْدَبْ فِي قَبْرِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا اَحَدُ بَيِّنَاتِ غَرِيبٍ  
 الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يُحَدِّثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیمار یاں کیا ہیں قسم رب کی میں تو کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تو فرمایا ہمارے پاس سے ہٹ جا تو ہم میں سے نہیں ملے (اور اور اور) بڑا  
 ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کن مریض کے پاس جاؤ تو کچھ دوازی حیات کے  
 پائیں کر کے اس کا کمر دور کرو مگر کچھ نہ گھونٹو نہ کھو دو کر سہی اور اس کا دل خوش ہو جائے گا (ترمذی ابی امامہ)  
 ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت سلیمان ابی صر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
 جسے اس کے بیٹے نے مارا تو اسے مذاب قبر پر ہو گا (احمد ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے تبسری  
 فصل۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت کرتا

ملے یہ شخص منافق تھا جس کا کفر پر مرننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا اس لیے اس شخص سے اسے یہ جواب دیا بعض روایات  
 میں ہے کہ اس کو خود پر یہ بھی فرمایا کہ جو دوزخ کو دیکھنا چاہیے وہ اسے دیکھو (مرقاۃ) اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرایا اخوان  
 میں شخص بیمار نہ بھرتے پر ایسی شخص نہ فرماتے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے لوگوں کے  
 اچھے برے انجام کی خبر دی ہے مالا مال یہ علوم غیب سے ہیں دوسرے یہ کہ کفار پر سختی کرنا بھی اخلاق ہے رب فرماتا ہے اِنَّكَ اَوْ عَلٰی  
 اَنَّكَ اَوْ عَلٰی بَيْنَهُمْ سَابِ کَا سِرْ کَلَامُ اَبِي اخلاق حسہ ہے حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار پر نرمی برقی ہے جن کے ایمان کی امید  
 تھی آج کل لوگوں نے اخلاق کے معنی غلط سمجھے ہیں کہ نفس و جنس سے نا بھنی نضر یعنی غم دور کرنا بیمار کو دوا نہیں کہ تو بچے  
 کا نہیں مریض بہت سخت ہے بلکہ کو انا اللہ شفا ہوگی۔ گھر و زمین، بعض حبیب مریض کے آخر دم تک ہمت بندھانے والی پائیں  
 کرتے ہیں اسے دوا نہیں ہونے دیتے ان کا خدہ یہ حدیث ہے اس کا نام دھوکا دہی نہیں بلکہ اسے تسکین کہے ہیں دواں بیمار کی ہمت  
 ٹوٹ جاتی ہے جس سے وہ اور زیادہ بڑھال ہو کر بہت تکلیف اٹھاتا ہے۔

سکھ یعنی تدارک دھارنا بندھانے سے اس کی ہمت بڑھ جائے گی مرقاۃ نے فرمایا کہ موت کے وقت میت کو دھوکا دہی کر دینا خوشبو  
 لگانا مناسب ہے اس سے جان بچتی آسان ہوتی ہے بلکہ اگر ملکی ہو تو اس وقت اسے غسل کر دوا دے کر پیرے پتا دے اگر جو سکھ دے دوسرے غسل نماز  
 دوا کی نیت سے پڑھے یہ پائیں حضرت سلمان فارسی، حضرت حبیب اور حضرت سیدہ خاتمہ الزہراء سے منقول ہیں کہ انہوں نے بوقت وفات  
 یہ اعمال کیے سب کیفیتیں یہ ہیں اس میں کہ اس سے میت کو خوشی حاصل ہوتی ہے - سکھ یعنی پست کیا بیماری سے مرے والا

وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ  
 أَسَلِمَ فَقَطَّرَ لِي أَيْدِيَهُ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسَلِمَ فَقَذَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أَفْقَدَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ إِدْرِيسَ بْنِ أَبِي  
 قَالِ زَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَاهُ مِنْ أَمَامِهِ السَّمَاءُ طِبْتُ وَ  
 طَابَ مَشْأَاكَ وَتَبَوَّعَتْ مِنْ جَنَّةٍ مَزَلَّةٌ لِرَبِّكَ وَمَنْ جَاءَكَ قَالَ إِنَّ عَلَيْهِ لَخَيْرًا

قصہ کہ وہ بیمار ہو گیا تو اس کی بیمار پرسی کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اس کے سر پر کپاس تشریف فرما ہوئے  
 اور فرمایا سلام لے آئے اس کے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس کے اس قصہ کہ باپ بولا بیٹا حضور راہِ اوصافِ کامل کی بات مان لو پھر سلام لے آیا  
 بنی علی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے واپس آئے کہ کد کا شکریہ جس نے اسے انگ سے بچا لیا کہ اچھا روایت ہے حضرت ابو ہریرہ  
 فرماتے ہیں فیما یرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیمار کی بیمار پرسی کرنے ہمارے تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے تو اچھا تیرا  
 چلنا اچھا تو ہے جنت میں گھر لے لیا کہ ابنا صاحب روایت سے حضرت ابی عباس سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی

فیہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم

عذابِ قبر سے محفوظ ہے کیونکہ اسے دنیا میں اس مرض کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچ چکی یہ تکلیف قبر کا وہیہ بھی تھی  
 سلمہ اس بیوی کی پرکار کا نام ملکہ دوس تھا جو اپنی خوشی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی گمان تھا معلوم ہوا کہ کفار کے بچے اگر کوئی بیماری  
 صحبت یا خدمت اختیار کریں تو انہیں روکنا نہ چاہیے لہذا وفات اس سے انہیں ایمان غیبی ہو جاتا ہے۔

سلمہ اس سے معلوم ہوا کہ خرقہ قاسمی کی بیمار پرسی جائز ہے اور بیمار پرسی کے وقت بیمار کے سر ہاتھ بیٹھا مسکتے ہیں اور کہ فرسے کو  
 کو بھی ایمان کی تحقیق کرنا درست ہے اور کہ فرسے کا ایمان قبول ہے جبکہ وہ سمجھ دار اور دیر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام کو جمع کرتے  
 نہیں کرتے وقت میں ان کی امداد کرتے ہیں اس حدیث سے ہم کنگھروں کو امید بندھتی ہے کہ انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتے وقت  
 نہ جمع ہوں گے اس وقت ہماری دستگیری فرما جائے، اگلے اور فرماتے ہیں کہ اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص خدام کو ان کے مرتے وقت  
 کمر پڑھانے تشریف لاتے ہیں ایسے لوگ دیکھ کر جنہوں نے مرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر یا خبریں کوئی خود بہتر  
 مرگ پر اٹھ کر کھڑے ہوئے حاضر رہے کہ عقیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے سے جی پوسنے باپ کے خون سے خود کھنہ پڑھو یا بلکہ اجازت چاہئے  
 کیلئے اس کی طرف دیکھا کہ اب کی شان اس نے اجازت دیدی۔

سلمہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گمان نہیں جاتی دیکھو اس پر سلمہ اس خدمت پاک کی بدست سے مرتے وقت ایمان  
 با اربابِ تعالیٰ فیض کی بددی خدمات قبول فرمائے اور اس پر کی فیض سے بھی سلمہ مرتے وقت کمر غیبی کرے آئیں امرتے وقت کا ایمان  
 بھی قبول ہے مگر عرو سے پہلے اور پہلے کا ایمان بھی معتبر خیال رہے کہ مریض کو کفار کے دنا بھی کہ جنہیں بڑے بھلے کی تیرہو اگر کسی حال میں مریض  
 کو جنہیں کسی کمر پر غیر ضروری کسی کو مذہب نہیں دینا لیکن با ضروریہ جسمی میں چوکی پر کچھ دے گا اگر غیر ایمان مریض کو دوزخ میں جانا لہذا حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی مریض بالکل درست ہے کہ ایمان کی وجہ سے اللہ نے اسے بالکل دوزخ سے بچا لیا، کفار کے بچوں کی پوکھت ہماری تفسیر اور

مِنْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْعِهِ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا  
الْحُسَيْنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحْتُ بِحَمْدِ اللَّهِ يَا زَاوَادَ الْبَغَارَةِ  
وَمَنْ عَطَاءِ بَيْنِ إِيَّيْهِمَا قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ إِهْرَاقَ مَنْ أَهْلُ الْمُجْدَةِ  
قُلْتُ بَلَا قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ اتَّبَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي  
أَصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكْشَفُ فَادْعُ اللَّهَ فَقَالَ إِنِّي شِئْتُ صَبْرًا وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتُ دَعَوْتُ  
اللَّهَ أَنْ يُعَاقِبَكَ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ لِي أَتَكْشَفُ فَادْعُ اللَّهَ إِنَّ لَكَ تَكْشِفُ فَدَعَا لَهَا

وہم کہ اس سے کہ آپ کی اس بیماری میں جس میں وفات ہوئی لوگوں نے کہا اے ابو الحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مجھ کی کن فرمایا اللہ صحت میں میری کہ (بیماری) روایت ہے حضرت عطاء ابن ابی رباح سے کہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت  
ابن عباس نے فرمایا کہ میں تمہیں جنتی عورتوں کو دکھاؤں میں نے کہا ہاں ضرور فرمایا یہ کالی عورت تھی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں مریں گری جاتی ہوں اور کل جاتی ہوں میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے  
مضور سے فرمایا اگر تو چاہے تو میری جنت پر سے لیے ہے وہ اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تجھے آرام دے کہ  
دو ہوں میں میری گردن کی پھر لوئی کہ میں کھل جاتی ہوں اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ ضرور اسے اس کے لیے دعا کی کہ

(مسلم بخاری)

انہر خان میں دیکھو کہ پکارنے والا فرشتہ ہوتا ہے اور یہ کام یاد عاہ ہے یا قبر میں خدا کرے تو اور شہر پہنچا اچھا اور جنت میں مکان پاسے  
یا تو اچھا ہے اور تو نے گویا جنت میں مکان بنالیا، مگر یہ بتائیں اس کیلئے ہیں جو نقص و مضائقہ اٹھائی کیلئے بیمار ہو گئے کہ سے یہ  
لے یعنی آپ کے مرض میں کوئی بظاہر نہ تھا مگر جناب علی نے یہ فرمایا، مطلب یہ ہے کہ خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب  
پاک خدہ رست ہے یا اللہ! اللہ! آپ خرب محبت ہیں، اس سے دوسرے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ بیمار کی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بیمار کا حال  
آنے والے سے پوچھ لیا جائے، دوسرے یہ کہ اگر بیمار کا حال خراب بھی ہو تب بھی اعتدال ہے جو ہے جائیں کہ اس میں خال بھی نیک ہے اور صحت  
اکہی کی امید بھی ستھ آپ تابعین میں سے علی بن ابی طالب فقیہ دعالم ہیں، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان جیسا فاضل نہ دیکھا اسہ  
رنگ تھے پہلے ایک آنکھ بیکار تھی بعد میں دینا بنا ہو گئے تھے پاؤں سے بھی معذور تھے آپ کے فوت ہونے کے دن امام اور زانی نے  
فرمایا کہ آٹھ زنی بہترین مومن سے خالی ہو گئی (اللہ) اسے اس مبارک عورت کا نام سیدہ و یا سقیر ہے بی بی خدیجہ کی لکھی چوٹی کی خدمت  
انجام دیتی تھیں (نعمت) و مرقات انکے لکھی کہ گئے تھے بدن کا پوش نہیں رہتا اور وہ وغیرہ اگر چاہا ہے، خود کرتی ہوں کہ بھی پوشی  
میں ستر نہ کھل جائے تھے اس میں ارشاد معلوم ہوا کہ بھی بیماری کی دوا اور مصائب میں دوا نہ کرتا ثواب اور میری مثال ہے اس کا نام  
خود کئی نہیں، خصوصاً جب رنگ بد جائے کہ یہ مصیبت رب کی طرف سے امتحان ہے تو براہیم علیہ السلام نے فرود کی آگ میں جاتے وقت  
اور حضرت حسینؑ نے میدان کربلا میں دھوکے کی دعا کی، اور نہ عام حالات میں دوا بھی مسکت ہے، اور دعا بھی حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اکثر دعا کی ہے اور صدیق اکبرؑ نے مرض وفات میں دوا بھی خیال رہے کہ مرین برت رکھ کر جان دے دینا خود کشی



میتے شہداداؤں اوس خود بھی صحابی ہیں اور دالہ بھی صحابی اور حضرت سنان ابن ثابت کے پیچھے ہیں۔ انہیں اللہ نے علم و حکمت دونوں عطا فرمائیں اور سنا بھی کو نام عباد اللہ ہے قیود و مراد کے مطابق یہاں اس زہر کے خاندان ہے جس کا نام بھی، بعض نے فرمایا کہ عبداللہ صحابی صحابی ہیں اور دالہ عبداللہ صحابی ہیں، یہاں غالباً تابعی مراد ہیں جسے سبحان اللہ کیا بار بار لکھ رہے ہیں، یہاں تو ان کی خدمت سے غافل نہیں مصیبت میں گرفتار ہوں مصیبت سے آزاد، اللہ کے پیار سے مصیبت پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں، یہ یوسف علیہ السلام نے میل بانا منظور کیا لیکن کیا بات نہ ماریاں فرماتا ہے خلاصہ سبب التوجع لحدیثی اذیۃ اس میں خواست تک میراد کو تعلیم ہے کہ میرا جی میں بڑا اسے داکے کرنے کے اس قسم کے گمان کا کریں، وہ کیا بھی میرا جی بھی نعلت سے ہے۔

مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَجَبَلْنِي عَلَى مَا بَيْنَتَهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجِعِهِ ذَلِكَ كَيْوْمٌ وَ  
لَدُنَّاهُ مَهْ مِنْ الْخَطَايَا وَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَقْبَدْتُ عَبْدِي وَبَيْنَتُهُ فَأَجْرُ الْوَالِدِ مَا  
كُنْتُ تَجِدُون لَهُ وَمَوْصِيهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا كُرِيتُ ذُنُوبُ الْعَبْدِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يَكْفِيهِمَا مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا اللَّهُ بِالْعَزِيزِ لِيَكْفِرَهَا عَنْهُ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مُرِيضًا لَمْ يُزَلْ  
بِخَوْصِ الرَّحْمَةِ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا اجْلَسَ غَفَسَ فِي مَارَؤَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَعَنْ ثَوْبَانَ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ الْحُمَّى فَإِنِ احْتَمَى قِطْعَةً مِنْ

وہ اس مبتلا کرنے پر پیری محکم کرے تو وہ اپنے اس بستر سے گناہوں سے بول پاک اٹھے گا جیسے کہ اسے اس نے پہلے رب  
تعالیٰ کے گناہوں سے اپنے بندے کو قید کیا مبتلا کیا تو اس کے لیے وہ ثواب ہمارے کی حمد و ثناء کی حمد و ثناء کی حمد و ثناء  
کرے گا کہ (احمد، اروایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندے کے گناہ  
زیادہ ہو جائے میں اور اس کے پاس گناہ مٹانے والا مل نہیں پاتا تو اللہ اسے نہیں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہ مٹا  
دے (احمد، اروایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی مریض کی بیماری کی کہ توہم و  
میں غوطے لگتا ہے کہ سختی کو ٹھیکے جائے جب بیٹھ جائے تو وہ صحت میں ڈوب جائے ہے (امام احمد، اروایت ہے حضرت  
ثوبان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جلا کرے کہ تو جب اس آگ کا جھوٹا ہے۔

لے کیونکہ اس کے لیے کئی لشکر جمع ہوئے، بیلاری، اس میں میر، میر رب کا لشکر گزشتہ دنوں سے تیر، میر موت کی تپاوری دنیا سے  
نفرت، تیر اور وہاں کی وحشت کا خوف، یہ ساری چیزیں گناہوں کے متعلق کفار سے میں جو فیصلہ تھانے میں میرا کو حاصل  
جو نے میں خیال رہے کہ یہاں گناہوں کے شے سے مراد مغفرت گناہوں کی معافی ہے، حقوق شریعت کے میں یا بندہ وں کے  
وہ بغیر ادا کئے معاف نہیں ہوتے، بیمار کو چاہیے کہ قرض عظام وغیرہ جلدی ادا کرے کیونکہ جاری موت کا پیغام موتی ہے اگلے  
گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو صاف کر دینا، یہی جتنی نیکیاں یہ بندہ دینا کہ سختی میں کرنا تھا اور اب بیماری میں نہ کر سکا اس کے نہ  
اعمال میں وہ ساری نیکیاں کئے جا رہی ہیں کہ اب اس کی طرف سے کوئی بندہ کی پیشین گوئی ہے کہ غم کی رو سے، بلانی اور حاکم کی  
روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دل کو پسند کرتا ہے، اسی لیے موصیاء فرماتے کہ رنج و غم میں درود و خیریت زیادہ چڑھو کیونکہ اکثر رنج و غم  
میں جوں کی رو سے آتے ہیں اور درود و خیریت کی برکت سے گناہ مٹتے ہیں، اب یہ کہ گناہ مٹانے والے کسان پیچھے رنج و غم میں جس کہ میں گھر  
کے نکلنے سے میرے پاس پہنچنے تک دریا سے رحمت میں غوطے لگاتا جاتا ہے (اشعار کہہ کر رحمت برطرف سے گھر لیتی ہے  
اور یہ گناہ سے پاک کر دیتی ہے کہ یہ غصا بن عرب کو ہے جس میں اکثر صغریٰ نکلتے آتے تھے جس میں مثل مفید ہوتا ہے، ہم لوگ اس  
پر فرما دینا کہ شے سے شے ملے کر اس کیونکہ میں اکثر وہ بیمار ہوتے ہیں جن میں مثل نقصان دہ ہے اس سے توبہ کا فطر، مجوز ہوتا ہے

ہر کسی کو میں بخدا میں حسن مفید ہوتا ہے۔ جو کہ دیگر مریض کے سر پر روت بندھواتے ہیں یہ سہ مفاد ہی بخدا کے لیے ہے۔ علی اکبر  
 جسے ہم پر یہ حکیم عمل کرتے ہیں قرعہ میں نرگس میں مفاد ہی بخدا میں غیبی کارا ہے سے کیا جاوے اور کائنات سے فرمایا کہ ایک شخص  
 نے فرج و بدایت دیکھا کہ اپنے پر اسے آزما کر فرج ہو گیا۔ مشکل بچا تو وہ حدیث کا منکر ہو گیا۔ ملائکہ اس کا اپنی جہات تھی اس کی  
 شرح لکھ کر اس کو دوسری بار بیان مخصوص اعضا کے کیا وہ در کرتے ہیں مگر خدا اسے ہم کے کیا نہ کر کہ یہ گمراہ ہیں چڑھتا ہے اس معلوم  
 و اگر آپ کی سچی بیاریوں کو بارگاہ منت جہم ہے سہ رحمت و قربانی کی آگ۔ اسی لیے اس آگ کا بیج طوف منسوب فرمایا اور اس کے  
 لیے مومن کو خاص کیا۔ جو آگ نہ جلاوے وہ رحمت ہی ہے۔ عشق و محبت کی خوف خدا کی آگ بھی آگ ہے جو ہر سہ اللہ کو ہو کر  
 رہتی ہے سہ جہانوں کی دنیا ابن مرزا ابن محمد انبیاء علیہ السلام سے غضب الایمان میں حضرت مجاہد سے آیت کریمہ **وَاِنْ يَسْتَفْزِرُوْا**

روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ نے فرماتے مجھے اپنی رحمت و جلال کی قسم جسے بخشا یا جس کا کو  
اسے دینا ہے وہ نکالوا گاؤں سے اس کی روک سے سارے گناہوں کو جہاں تک ہمارا دور رسدقی تک کے ذریعہ نکال دلو گاؤں کے رہنوی اروایت ہے  
حضرت شیخین علیہ السلام کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک نوجوان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کو ملے کہ میں ہمارے  
تو میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارے کسی کلمہ ہے کہ میں تو اس پر قی ہوں کہ مجھے بڑھاپے کے  
مصطفیٰ میں ہمارا کئی اقوت کے ہمیں دے گا کیونکہ جب ہمارے بڑھاپے کے واسطے کمال دہکے جاتے ہیں جو وہ ہمارے سے پہلے کرتا  
تھا جس سے ہماری عمر اسے روک دیا شہ رتین اروایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان  
کی عادت ذکر کرتے تھے کہ میں نے اس کے بعد کہ اچھا سمجھتی ہے شعب الایمانی، روایت ہے حضرت عمرؓ سے

[illegible]

خطاب سے فرماتے ہیں: قریباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حبیب تم کسی یہاد کے پاس مباد تو اسے اپنے لیے دعا کے لیے کہو کہ اس کی دعا خواہش کرنے کی دعا کی طرح ہے۔ لہذا ان ماجرہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ یہاد کے پاس کم بیٹھا اور کم شہور کرنا سنت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح بے آواز ہیں اور اختلاف بڑھ گئی تو فرمایا: جا سہ پاس سے اٹھ جاؤ سہ

المعقودين ،

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں

قریبا رسول

[illegible]

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا أَهْضَلُ الْعِبَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَشُعَيْبُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَعَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاكَرَ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا أَتَيْتَنِي قَالَ أَشْتَهِي  
خُبْرَكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْرٌ فَلْيَبْعْهُ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بارگاہی آزمائشی روچنے کے وقفے کے بعد ہے کہ اور یہاں اس سبب کی مرسل روایت میں ہے کہ  
بہترین عبادت جلد اطمینان ہے کہ رشتہ الایمان یعنی، روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک شخص کی عادت کی توفریا تیرو دن کیا چاہتا ہے وہ بولا کہ بھول کر رہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے  
پاس گہرول کی روٹی ہو وہ اپنے اس گہوالی کو بھیج دے تلے پھر نکیریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرا پہلی احکام مارے سچا کیے است پر رشتہ کے لیے قرار ہے میں مرض کی نسبت زیادہ ہے اب آپ کو کہنے کی تکلیف نہ دی جائے اس  
اختلاف رائے بنارجموعی آثار میں ادبی نوکریں تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس سے پہلے جاؤ اس کی پوری تحقیق لفظ آگے آئے ہوگی میں  
وگ کہتے ہیں کہ سرکار حضرت علی مرتضیٰ کے لیے خلاف گفتا جاتے تھے جو جناب عمر نے خرید نہ ہوئے وہی ہر صاحب کوام بارگاہ نبوی میں آواز دینا میں  
اس سے خود نشانہ و ہر مذہب کو کہنے اور ان کے اعمال میں ضبط ہو گئے یہ اتفاق فرماتا ہے لاکر فَعَوَّاهُ أَصْحَابُ أَنْكَرُ فَوْقِ مَحْذُوتِ النَّبِيِّ  
الَّذِي أَنْ تَحْبُكُ أَهْلُ الْكَلِمِ مَرَّةً دُونَ آيِسِ غُلَامِي سَلِي اس سے کہ خود جناب علی مرتضیٰ نے ابوہریرہ کی بیعت کرتے وقت سب کے سامنے فرمایا کہ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَلِي اس سے کہ میرے ہوتے انہیں راست کے مسئلہ پر کو ایک نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے بازو سے حق  
نہ چھپایا انبیاء میں سے کہنے پر آپ کیسے خاموش نہ ہوتے تھے نیز اس واقعہ کے بارہا ہر وقت غریب ہوئی اس دوران میں تحریر کیوں نہ  
کر لی نیز حضرت حسین نے نامہ لکھ کر یزید کی بیعت نہ کی سروسہ دیا تو حضرت علی مرتضیٰ نے ہماز علیہ کی بیعت کیسے کر سکتے تھے حالانکہ  
ابوحنیفہ نے علی مرتضیٰ سے اس وقت عرض کی تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ابوالکر کے مقابلے میں آپ کے لیے یہ لشکر سے جنگ بھر دوں  
تو جناب نے انہیں روٹ دیا (ازمرقات و دیگر) در سراسر اعتراض اس لیے غلط ہے کہ علی نے نبی حضرت علی و غیر سب صحابہ میں سے کو کہ  
یہ خود تو سب کی گفتگو سے چاہیز نہ سب تھلے نے ان حضرات پر جناب فرمایا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، خیال دے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہند آواز ہر نام میں نہیں صحابہ کرام علیہ میں بھیخیز تشریف میں اذان و اقامت میں اونچی آواز میں کرتے تھے  
دوران و عظم میں نہ تو خبر گنا تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز میں اونچی کرنا جس سے سرکار کی آواز و جب جاتے یہ  
مسئلہ ہے یہاں سب کی آواز میں کی جاتی تھیں گوشت ہی کی آواز میں کی ضرورت کی شکل اختیار کر گئی ہے

ملہ عرب کے چر واءے اونٹنی درہنے کے دوران عموماً دھوکے کے اس کے نیچے کہ حضور پر چھوڑتے تھے تاکہ اونٹنی اپنی دودھ می اتار دے  
اس وقت کہ وقت کتنے میں نہایت ہی معمولی جتنا خاموشی بار کی عبادت میں بہت کم سنیواس کی وجہ سے عرض کی جا سکتی تھ یقیناً اس صورت میں  
جب بارگاہ اس کے بیٹھنے سے تکلیف میں یہاں مرقات سے بہت عجیب حکایتیں بیان ہیں ان میں سے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی میار سے



إِشْتَهَى قَرْنِيصُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ زَوَاكِرُ ابْنِ مَاجَةَ. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ  
تَوَفَّى رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِنْ وَلَدِيهَا أَقْصَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَنِي  
مَاتَ بَعْدَ مَوْلِدِهِ قَالَ وَلَوْلَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ الرَّجُلُ دَامَتْ أَعْيُنُ مَوْلِدِهِ قَلَسَ  
لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطِعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ زَوَاكِرُ النَّسَائِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتٌ عَرَبِيٌّ نَهَى بَادَةَ زَوَاكِرِ ابْنِ مَاجَةَ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن مَاتَ فَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا أَوْ فِي فِتْنَةٍ الْقَدِيرُ  
عُدَّ رَجِيحٌ عَلَيْهِ بِرُزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ زَوَاكِرُ ابْنِ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ. وَعَنْ

تھارا جیسا کہ چاہے تو اسے کھلا دیوے ابن ماجہ، روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک  
وٹھوس فوت ہو گیا جو وہاں ہی پیدا ہوا تھا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ اس پر بیلاش کی زندگی کے سوا  
کچھ اور رحمت ہونا ہوگی اسے کیا رسول اللہ کیوں فرمایا کہ مدینہ منورہ ولادت گھر میں تہا جسے تو اس کی ولادت گاہ سے اس حوض  
نقیض قدر تک ایک کچھ نہیں پہنچا کہ (شافعی ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے کس قدر موت شہادت ہے (ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے کہ جو بیمار ہو کر مراد شہید ہو کر مراد صواب قبر سے پچایا گیا اور جمع شہادت میں اس پر جنت کا رزق پیش ہوتا ہے گا۔  
فقہ ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان، روایت ہے حضرت

کے پاس بہت درمیشا پر لاکھ تین تکلیف کیا ہے جہاں سے کیا تمہارے بیٹھے کے ساتھ اللہ کے معامد کرام کے فقر و فاقہ میں غور کرو کہ نہ  
جہاں کے گھر گھروں کی رونق ہے نہ خود مکار کے ہاں، اس لیے اعلان کرنا چاہا کہ اگر کسی کے ہاں گھروں کی رونق کا گواہ قرآن کے لیے مجھ  
اور آج کل کے مصلحان کے نام پر انھیں گمراہی سے ہر شعور پر یا مصلوں خواب راحتش نہ تاج کسریٰ زیر پائے امتش نہ  
لے سہمان اللہ کی حکمت نہ حکم ہے جہاں کامل میں جہاں کی سچ فرمیں کہ اسے اسی میں اس کی شہادت ہے بلکہ غرض امتش میں جو، جھوٹا خواہش  
نقصان دہ ہے، ہم اور مصلوں خواہش کا فرق، غیب کرنا ہے بعض علما نے فرمایا کہ یہاں ناپس جہاں مراد ہے یعنی جب جہاں کی زندگی کا امید  
نزدیک ہے تو اسے پرہیز شکر از حوالے دے دینا کہ دنیا سے نہ سستاموڑ جائے ساتھ یہ امتش کی قید رونق اور غرض میں فرق کرنے  
کے لیے ہے یعنی مسافرت کی موت و غلبہ کوئی غلبہ نہ نہ تمام علما اس پر متفق ہیں کہ مدینہ منورہ کی موت کو مصل میں موت سے  
سبھی افضل ہے ساتھ میں اس کی تیرا تیری کش و کھانی ہے جیسے ولادت گاہ سے موت کی جگہ تک کا فاصلہ اور اس سارے مہمان  
میں جنت کا باغ ہر جگہ یعنی جہاں قبر کا ذکر ہے ورنہ جنت میں معمولی سی جگہ کی حکمت ساری روئے زمین سے زیادہ ہوگی،  
درمناۃ و لمعات، یا مطلب یہ ہے کہ جنت میں اس ملک کے مصلوں ایک مکان آتا وسیع دیا جائے گا اگر یہ اور بھی زمین اس کی  
مک ہوگی مگر مصلوں فرماتے ہیں کہ مصلوں کا ہے جہاں اور نہ جہاں جہاں کہ حدیث آپس میں بادشاہ جہاں کہ دنیا میں مسافروں کی طرح رہو جہاں

الْعَدْرِيَّاتِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْتَصِمُ الشَّهْدَاءُ وَ  
الْمُتَوَقِّفُونَ عَلَى فُرْشِهِمْ إِلَى رَيْثَاءٍ عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ يَتَوَقَّفُونَ مِنَ الطَّاعُونَ فَيَقُولُ الشَّهْدَاءُ  
إِنَّا قَاتِلُوا كَمَا قَاتَلْنَا وَيَقُولُ الْمُتَوَقِّفُونَ إِنَّا قَاتَلْنَا مَا قَاتَلْنَا عَلَيْهِ قَدِيمٌ كَمَا مَتْنَا فَيَقُولُ رَيْثَاءُ أَنْظِرُوا  
إِلَى جَرَاحِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَتْ جَرَاحُهُمْ جَرَاحَ الْمَقْتُولِينَ فَأَيُّكُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَإِذَا جَرَاحُهُمْ  
قَدْ أَشْبَهَتْ جَرَاحَهُمْ رَوَاكَ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَبُخَارِيُّ جَابِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفَارِغُونَ الطَّاعُونَ كَالْفَارِغِينَ مِنَ الرُّحَى وَالْأَصْبَارِ فِيهِ لَهَ أَجْرٌ شَاهِدٌ وَلَا أَجْرٌ

عواس ایسی ساریہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید اور اپنے بستر پر ہونے والے الشہداء وعلی کی بارگاہ میں  
ان کے متعلق جھگڑتے ہیں جو طاعون میں فوت ہوئے لہ شہید کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور  
وہیں سے والے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو اپنے بستر پر ہمارے طرح فوت ہوئے رب فرماتے ہے کہ ان کے زخم جھگڑ  
اگر ان کے زخم مقتولوں کی طرح ہوں تو یہ ان ہی سے ہیں الہی کے ساتھ میں دیکھا تو ان کے زخم شہداء کے زخموں کے  
مشابہ ہیں لہذا احمد و نسائی و بخاری و جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا  
جہاد سے بھاگنے کی طرح ہے اور طاعون میں ساریہ کو شہید کا ثواب ہے (احمد)

یہ سب کو جو پردہ میں مراد شہید اور جو دیں میں بھی پردہ میں کی طرح رہا وہ بھی شہید معلوم ہوا (امام شافعی) بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں مرض  
سے پیش کا ہمارا مدد ہے جیسا کہ دوسری مثالوں میں گذر چکا، بعض نے فرمایا کہ اصل میں یہاں مراد طاعون یا وبا کی نقلی سے مرعیا گریا  
یعنی جو تیزی کی بنا پر فوت ہو رہا ہے، بعض نے فرمایا یہاں مرعیا گریا، اگرچہ یہ ہے کہ یہاں مرعیا ہی سے اور مرعیا اپنے  
معموم پر ہے رب سے تو ہم کہیں قید میں نہ لائیں، جو مسلمان کسی بیماری میں مرے انشاء اللہ وہ ان رحمتوں کا مستحق ہوگا، صبح شام  
کے رزق سے مراد لامحدود زندگی ہے یعنی اسے ہمیشہ جنت سے روزگار ملے گا :

لے عمن کے مرنے پر اس سے ملاقات کرنے کی گزشتہ زمینوں کی رحمتوں کی پیمائش میں تم کا شیعہ جو تہا ہے اسی جماعت کے لوگ  
اسے اپنے ساتھ لے جائے ہیں دلی کردار کو کھلا، شہید کی روح کو کھلا، غرض کہ ان باتوں سے کہ بعد قیامت جنت میں ہی ہر روح اپنے ہم  
جنوں کے ساتھ رہے گی لے طاعون میں مثل یا جھگڑ سے پرکھ لیں ان نقلی میں جو صورت کر زخم میں باقی ہیں ان میں ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے  
کوئی برص یا مارا ہے جو کہ ثبات برص یا مارا سے ہی اس میں اس لیے اس کو طاعون کہتے ہیں بعد موت ان کے زخم شہداء کے زخموں  
کی طرح ترار دینے جانی گئے اور ان لوگوں کو شہیدوں کے ساتھ رکھا جائے گا، اس حدیث سے اشارہ معلوم ہوا کہ موت کے بعد  
صہبیا میں جو لگاتیں گے ان کے ساتھ کس سے کہاں تک بھیجیں گے لے میں اگر کوئی طاعون سے بھاگتا ہو طاعون سے مرے تو اسے کوئی  
نواب نہیں جیسے بزدل بھاگتا ہو اگر اسے تھیں تو شہید کا ثواب نہیں، اور اگر طاعون میں مہر کرنے والا کسی اور بیماری سے بھرے تو شہید  
کا ثواب پاسے گا :

باب خبر الموتى وبكره  
الفصل الأول عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَحُوا أَحَدَكُمْ الْمَوْتَ أَمَّا مُحْسِنًا فاعلموا أَن يَزِدَّادَ خَيْرًا وَأَمَّا مُسِيئًا فاعلموا أَن يَسْتَعْتَبَ زَادَ الْخَيْرِ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفِيقُ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُو بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ أَنَّهُ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ أَمَلُهُ وَإِنَّهُ لَمِنْ رُبِّ الْمَوْتِ سَعِيرَةٌ الْآخِرَةُ إِلَّا الْمُسْلِمَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَيَّنُّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرْبٍ لَهَا بِهِ فَإِنْ كَانَ لَابِدًا فَأَعْلَا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ احْبِبْ مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَوَقْفِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي مَقْفَرًا عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ رَبِّ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ

پہلی تفصیل - روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی  
 موت کی آرزو کرے ایک کار تو اس لیے کرشاید وہ نکال جائے اور بدکار اس لیے کرشاید وہ توبہ کرے سنا  
 (بخاری، روایت ہے) اسی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی نہ موت کی آرزو کرے ورنہ اس کے  
 آگے سے پہلے اس کی دعا کرتے کیونکہ جب وہ مر جائیگا تو اس کا میرا بیٹا جو اس کی عمر بھائی ہی بڑھائی ہے، مسلم  
 روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی کافری نہ ہو جسے کفر کی وجہ سے موت کی  
 تہدید کرے پھر اگر کافری ہی چاہے تو یہ کہ اپنی حیثیت کو میرے لیے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھو اور جب میرے ہوتے ہیں تو میرے  
 مجھے موت ہے (مسلم بخاری، روایت ہے) حضرت عبداللہ بن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ

[illegible]

لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ إِلَهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ  
 أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَ الْمَوْتَ بَشَّرَ  
 بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَكَرَاهِيَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَمَامَةِ وَلَحَبِّ لِقَاءِ اللَّهِ وَأَحَبَّ  
 إِلَهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَ يُبَشِّرُ بَعْدَ إِبِّ اللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِنْ  
 أَمَامَةِ فُكْرِهِ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ عَائِشَةُ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللَّهِ  
 وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ  
 فَقَالَ مُسْتَرْجِعٌ أَوْ مُسْتَرَاخٍ مِنْهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرْجِعُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ

چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے اور کولتے ہیں چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا نہیں چاہتا اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے  
 جب حضورؐ یا حضورؑ کے بعض بیویوں نے کہا کہ تم تو میرے گھرانے میں تو فرمایا کہ یہ ظہیر بن سبیر کہ جب وہ کسی کو مچھلنے سے تو اسے لٹک کر مارا اس کے  
 اہرام کی رت دی جاتی ہے تب اسے کوئی چیز اگلے جہاں سے پیاری نہیں ہوتی اس پر وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور  
 کافر کو جب سخت ماضی ہو لے گا تو اسے اللہ کے عذاب و سزا کی خبر دی جاتی ہے تب اسے اگلے جہاں نہ کیوں ملے گا پسند نہیں ہوتی لہذا وہ اللہ سے  
 ملنا پسند کرتا ہے اور مسکرا کر کہہ دے کہ تم میری اللہ اور حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ موت اللہ کے ملنے سے پہلے ہے وہ روایت صحیح  
 ابو قتادہ سے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار بارگرا تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس سے راحت حاصل کی  
 گئی تھی یا راحت پاگئی، تو کہہ کر کہ رسول اللہ راحت پا کر ملے ہوئے ہو اس سے چھوڑنے والے سے کیا مطلب فرمایا کہ بھروسہ

مصلحت نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا انشاء اللہ ایسے ہی ہو گا چنانچہ مسجد نبویؐ حرم ابی نماز کی حالت میں مصلحت نے  
 مصطفیٰؐ پر آپ کو کافر جو مسیور ابو لؤلؤ نے شہید کیا، دعا دیکھا تھی کہاں سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہو گیا کیوں نہ ہو رب کی یہ باتیں ہیں  
 رب ان کی باتیں ہے، سبھی یہاں اللہ کو ملنے سے مراد موت ہے کیونکہ موت ہی خدا سے ملنے کا ذریعہ ہے یعنی منہ سے موت مانگنا منع مگر  
 اسے پسند کرنا چاہتا پسند کرنے سے معنی ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگائے اور آخرت کی تیاری کرے ایسے بندے کو رب پسند کرتا ہے اس  
 کی زندگی میں خدا کو پیاری ہے اور موت بھی، ہر ایک کی زندگی موت خدا کے ارادے سے ہے جیسا کہ اس کی زندگی اور موت رب کے ارادے  
 سے ہی ہے اور اس کی رضا سے بھی و ارادے اور رضا میں بڑا فرق ہے جگہ جہاں کوئی کی شدت اور اس کی سختیوں کی وجہ سے اس لیے  
 کہ دنیا میں پیاری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ نے دنیا کی قدریں دیکھی ہی کہاں فقر و فاقہ میں نہ  
 سادہ زندگی گذاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک پائی میراث نہ ملی اٹھارہ سال کی عمر شریف میں بیوگی کی چادر اوڑھ لیا اور بڑھ سال  
 کی عمر شریف میں کسی گذاری رضی اللہ عنہا صدیقہاں سبھی کے وہ عام مومنوں کا حال ہے خواص کو جان کتنی کے وقت جمال مصطفیٰؐ دکھا دیا جاتا ہے ان کی  
 اس وقت کی خوشی بیان سے بابر ہے پھر انہیں جانتی قطعاً اٹھو کہ نہیں ہوتی روح خود بخود شوق میں جہم سے نکل آتی ہے جیسا کہ بار بار دیکھا گیا  
 کلمہ چنانچہ ان کو فراموشی کے وقت بہترین مصیبتیں جمع ہو جاتی ہیں ذرا چہرے کا تم آئندہ مصیبتوں کا خوف جان لیکنے کی شدت غمگین ہونے کی موت

الْمُؤْمِنِ يَسْتَرْجِيهِ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَإِذَا أَهْلًا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْقَاجِرُ يَسْتَرْجِيهِ مِنْهُ  
الْعِبَادَةُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالذَّوَابُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَالِمٌ فِي سَبِيلٍ وَكَانَ  
ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا الْمَسِيَّتُ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا الصُّبْحُ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ  
مِنْ صَبْحَتِكَ لِمَرْضَتِكَ وَمِنْ جُودَتِكَ لِمَوْتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ؛ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ  
هُوَ يَصْنَعُ الظَّنَّ بِاللهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ؛ الْفَصْلُ الثَّانِي؛ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

وہاں ایک کھوکھلا ہوا تیرول کے چھوٹے لڑکے کو دیکھ کر ہم سب نے اسے اور دیکھ کر جسے اسے اس کی شہر وخت اور چھوٹے جسم کی راحت پسند آئی تھی۔  
 اس لڑکے کی ادایت، مختصر بالوں والا سر، گردن کے نیچے ایک عجایب کے طور پر باریاں بولوں اور گویا بگم سا سر جو ایک  
 کھوکھلا لڑکے کی طرح ہی نظر آتا ہے۔ کب تک شام ہو تو ہمیں کچھ غصہ نظر آ رہا اور جب سب باتوں کو شام کی امید پر دیکھ کر اور ان کی خندرتی سے یہ امید کیلئے  
 اور زندگی سے موت کیلئے ایک خوش گھٹو اور ادا کی، مختصر، باریک گردن کے نیچے سے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو آپ کی وفات سے تین دن  
 پہلے فراتے ناکر سب سے کہی کہ جسے ہنگاماً مل کر کہنے سے ابھی اس کو کھتا ہوں، دیکھ، افضل دوسری۔

مید ہے اور اگر فکری موت مصیبت تھی ہے اولیاء اللہ کی موت کو مرسم کہا جاتا ہے یعنی شادی عہد یعنی موت پیسے ہے رب سے ملنا بعد ازاں اس وقت کی پسند و ناپسند ملاقات رب سے پیسے ہیں کی پسند و ناپسند ہو گی ہے شہ یعنی عاقل بالغ نیت ان دو قسموں سے خالی نہیں ہیں اور مرگ و دنیا سے راحت پاتا ہے کہ یہاں کے تقرب و دُکھ کوئی احکام سے محو ہوتا جاتا ہے یا دنیا اس سے راحت پاتی ہے ۔

سہ حضرت ابوالہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں موت پسند کرتا ہوں اپنے رب سے ملاقات کے لیے، و بیماری پسند کرتا ہوں خطائیں مٹانے کے لیے اور فحش پسند کرتا ہوں تو اضع و اوتھکا رسید کرنے کے لیے عہد یعنی بدکار و رندہ و خود کا فر ہو یا کسی یا مسلمان اس کی بدکاری کی وجہ سے باتیں نہیں آئیں یا سیلاب آتے ہیں زمین میں مٹی یا نیاں نساہرتے ہیں جس سے سارے جانوروں و درختوں وغیرہ کو تکلیف ہوتی ہے اسی لیے یہ لوگ سلام کی موت پر آسمان اور زمین روتے ہیں رب فرماتا ہے ﴿لَا يَكُنْ لَكُم مِّنْ دِينٍ شَيْءٌ﴾ اور فاجر کے مرنے پر سب رید ہوش ہوتے کیونکہ اس کی بدکاریوں سے سب مصیبت میں تھے رب فرماتا ہے ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ یہ حدیث ان بتوں کی غیبت پر لکھتے ہیں جیسے سافر کی منزل اور دہان کی زب و زینت سے دل نہیں لگا کر کہہ کر اسے آگے جانا بڑا ناہ ایسے ہی تم یہاں کے اہل دوسرا ان سے دل نہ لگاؤ ورنہ رستے وقت ان کے پھر ٹھٹھے بہت تکلیف ہو گی موفیاء جو فرماتے ہیں کہ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا کرکن ہے وہاں دھن سے مراد جنت ہے یعنی اہل وطن و باعدہ نہ موقوف کہ وہ مومن کا روحانی دھن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے پچھلے شخص سے خطاب کرتے کرتے کہ زعل کی کمی ایمان نہ دیا نہ صبر نہ آخری نماز سیکر کہ وہ صحت رستہ اور زندگی کو غنیمت جانو گی تقدیر ہو سکے میں نہیں کیا کہ اور نہ بیماری میں اور موت کے بعد کہ نہ نہ فرما کر کھش کر دیاں میں عبادت کا کلی اچھی نہیں جب بڑھا یا گیا پھر بات میں فرق نہیں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأَكُمْ مَا أَوَّلُ مَا يَقُولُ اللَّهُ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُولُونَ لَهُ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ اللَّهُ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُولُ لَهُمْ يَقُولُونَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُولُ قَدْ صَجَبْتُ كَمَا مَغْفِرَتِي رَوَاكُ فِي شَرِّ السَّنَةِ وَأَوْبَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ أَذْكَرَهَا فِي الدَّلَاتِ الْمَوْتُ رَوَاهُ الْإِمَامُ وَالتَّيْمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لَا

روایت ہے حضرت اماد ابن جبل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ قبر میں مسلمانوں سے پہلے کیا فرمائے گا اور مسلمان پہلے کیا عرض کریں گے لہٰذا ہم نے کہا حضور ضرور فرمایا ہمارے۔ فرمایا اللہ تمہو مسلمانوں سے فرمائے گا کیا تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے عرض کریں گے ہاں یا رب فرمائے گا کیوں عرض کریں گے کہ ہم تیری معافی اور مغفرت کی اس لئے گئے تھے تب فرمائے گا کہ تمہارے لیے میری بخشش واجب ہو گئی تھی شہر سزا و جوعیم (علیہ السلام) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیاوی زندگی تم کی حوال موت کا ذکر کرنا ہے کیا کرنا ہے فرمادیں؟ اماد ابن جبل روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ تھا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن

ہے فرمایا بھی غیبت جب جو انی ہو چکی یہ یہ چھاپا بھی نہ ہو گا موت جس دم آگئی یہ وہ صوفی فرماتے ہیں نیک خلق کی نشانی یہ ہے کہ بندے پر زندگی میں خوف خدا غالب ہو اور مرتے وقت امید، نیک کار نیکیاں قبول ہونے کی امیدیں رکھیں اور بدکار عافی کی، امید کی حقیقت یہ ہے کہ انسان نیکیاں کرے اور اس کے فضل کا امید وار رہے بدکاری کے ساتھ امید رکھنا دھوکا ہے امید نہیں، اس حدیث کی بنا پر بعض بزرگوں نے کہا کہ خوف کی عبادت، امید کی عبادت ہر ہے بلکہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بھی ثابت ہوا اور امت پر رحمت بھی، امتحان کے پرچے چھپائے جاتے ہیں اگر امتحان سے پہلے پرچہ ظاہر ہو جائے تو رد کر دیا جائے بلکہ اس پر یہاں سے ہی امتحان ختم کر کے پرچے بھی ظاہر کر دیئے اور شکر کے دن رب سے ہم کلامی کا پرچہ بھی ظاہر فرمادیا، مطلب یہ ہے کہ قبر میں نہ گریہ کرے نہ گھبراوے نہ بدیدنا اور شریعت رب سے یہ فرمایا نیکیاں جو اب دنیا پر گشتِ حور و خیر سے اپنے امرا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کہ قبر و حشر کے رجوں سے خبردار ہیں اور یہ ہے کہ رک رک کر وقت اپنی انت کے ایسے غمخوار ہیں جن سے ہٹنے سے مراد آخرت کی حاضری ہے باوجود ادا علی، امید و رجوع کا حکم سے ملنا چاہنا ہے اور انہما ہوا کیا چاہتا ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے کہ میں اپنے بندے کے گناہوں کے پاس ہوتا ہوں خیال رہے کہ بندے کا رب کی تقاضا ہونا اس کی عظمت ہے کہ رب بھی اس سے ملنا چاہتا ہے نہ دینے پر جس ہے رب دینے کا عادی تھے ہر شخص کی موت اس کی دنیاوی لذتیں کما نئے پیٹے سونے وغیرہ کے مزے فنا کر دیتی ہے ہاں مومن مردے کو زندہ کر کے ذکر اور تلاوت قرآن سے لذت دیتی ہے نیز زیارت قبر کرنے والے سے اس جو تہا ہے برزخی لذتیں یا تاجہ جو مراد کی لذتوں سے کہیں اچھے ہیں اللہ تعالیٰ ہر رب اعتراف نہیں کر مراد سے تلاوت و اہمال ثواب و عہد سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ کہاں لذتوں سے جہاں لذتیں مراد ہیں نہ کہ روحانی اور یہ حدیث دوسری روایت کی عنایت نہیں ملتا فرماتے



صَحَابِهِ اسْتَجَبُوا مِنْ اَللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاةِ قَالُوْا اِنَّا اسْتَجِبْنَا مِنْ اَللّٰهِ يَا بَنِيَّ اَللّٰهُ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ  
لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ مِنْ اَسْتَجَبِيْ مِنْ اَللّٰهِ حَقَّ الْعِبَادَةِ فَلْيَحْفَظِ الرَّاسُ مَا وَكَلِيْ وَلْيَحْفَظِ  
الْبَطْنُ وَمَا وَكَلِيْ وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبَلَاءَ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ  
اسْتَجَبِيْ مِنْ اَللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ  
بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخَفُّ الْمَوْتُ مِنَ الْمَوْتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ  
فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْتُ

اپنے صاحب سے فرمایا اللہ سے پوری کیا کرو، انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ خدا کا شکر ہے کہ تم اللہ سے نیت کرتے ہو یہاں ملے فرمایا  
یہ نہیں ہے لیکن جو اللہ سے پوری نیت کرتے تو وہ سر اور اس میں محفوظ رہیں اور اس کے اندر کی چیزیں دل کے  
مخاطفہ سے دور ہوں اور موت اور گل جانے کو یاد رکھنے نہ جو آخرت چاہتا ہے وہ دنیا کی فریب سے محفوظ رہتا ہے جس نے یہ  
کیا اس نے اللہ سے پوری نیت کی اور احمد، ترمذی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت  
عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کا تحفہ موت ہے کہ پہنچے، شنبہ الیامی  
روایت ہے حضرت بريدة سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موت

ہیں اور جو روزانہ موت کو یاد کر لیا کرے اس کے لیے دیر رسدات بعد ملے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام میں خطاب صحابہ کرام سے  
ہے مگر مفسر و ساری امت کو سنانا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرام کو رب سے غیرت نہ تھی، رب تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا  
ہے یا اَبَا بَالِغِہُ النَّبِیِّ اِنَّہٗ لَیْسَ بِہٖ حَقِّ الْحَیَاةِ حَقَّ الْعِبَادَةِ -- نیز صحابہ کرام کا یہ جواب نہ رباء کے لیے ہے نہ نبی کے لیے بلکہ ترفیق الہی کے شکر یہ کہ طور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حال کسنا رہا نہیں، بلکہ یہ صوفی ہر نیکیاں کر لیا اور زبان سے حیا کا اقرار کرنا پوری حیا نہیں بلکہ ظاہری  
اور باطنی اعتناء کو گناہوں سے بچنا چاہیے، چنانچہ ذکر و غیر خدا کے سجدے سے بچائے، نامہ رونا و دماغ کو یاد اور ذکر سے بچائے زبان  
آنکھ اور کان کا ناپائیدار ہونے دیکھنے سے بچائے، یہ سر کی حفاظت ہوئی، پیٹ کو حرام کمانوں سے، شراب گاہ کو زنا سے، دل کو بری  
خود اہلشوں سے محفوظ رکھے، یہ پیٹ کی حفاظت ہے، حق یہ ہے کہ یہ فتنیں رب کی عطا اور زبان مصلحتی صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا سے نصیب  
ہر کسک میں ملے ہیں، دنیا کی حرام چیزوں سے بچنا ہے اور علل ازیتوں میں بھنستا نہیں، خیال رہے کہ دنیا کی فریب سے وہ جو دنیا کے  
لیے کی جائے لہذا بعد کے دن اچھا لباس، جمعہ کا غسل و خوشبو، صومہ وغیرہ روضۃ اقدس کی حاضری پر لباس فاخرہ پہننا سب دینی  
زینتیں ہیں دنیا کی زینت اور دوسری دنیا میں زینت کچھ اور، پہلی بری ہے دوسری اچھی، دوسری کو رب نے نہ زینت اللہ فرمایا کہ  
فرمانا ہے لَنْ یَّجُزَّیَ حَرَمٌ زَیْنَتُہٗ اَللّٰہِ اَلَّذِیْ اٰخِرَتُہٗ یُعْبَادُہٗ بِاَوَّلِہٖ فَرَمَانَا ہے خُذْ زَاوِیْلَکُمُ عِنْدَکُمْ مَسْجِدًا -

بلکہ یعنی موت مسلمان کو رب کا تحفہ ہے کہ جو کہ رب سے دے دے اور زینت میں پہننے کا ذریعہ ہے، اگر کسی موت کا فرکے لیے مصیبت  
ہے کہ جو کہ مسلمان کا محبوب رب ہے اور کافر کی محبوب دنیا، موت مومن کو محبوب سے طلاق اور کافر کے محبوب سے چھڑائی ہے۔

يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَانِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَازِمٍ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَمُوتُ الْفَجَاءَةِ أَخَذَهُ الْأَسْفُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ  
 زَادَ الْبَيْهَقِيُّ وَشُعْبَةُ الرِّبَاسُ وَرِزْقُ بْنُ كَثَّابٍ أَخَذَهُ الْأَسْفُ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةُ الْمُؤْمِنِ ۚ  
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَاةٍ هُوَ الْمَوْتُ فَقَالَ كَيْفَ  
 تَجِدُكَ قَالَ أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ نَوْبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ رَاحِيَتُكَ عَنِّي فِي قَلْبِ عَبْدِي وَبِثَلْ هَذَا الْمُؤْمِنُ إِلَّا عَظَاةَ اللَّهِ تَأْيِيذًا وَأَمَنَةً مِمَّا  
 يَخَافُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۚ **الفصل**

یہ باتی کے پسینہ سے مراد ہے کہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابی حنیفہ علیہ السلام میں ان کا رستہ فرماتے ہیں فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگہانی موت غضب کی جگہ ہے کہ اور اوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور مدنی نے  
 ان کی کتاب میں یہ پڑھا کہ کاد کے پیر غضب کی جگہ ہے اور میں کہے ہیں رکت اورایت ہے حضرت انس سے فرماتے  
 ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس کی موت کی حالت میں تشریف لے گئے تو فرمایا کہ اپنے کو کیا ہے اسے کہ  
 اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے امید کر رہا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ وہ میری جگہ کے دل میں اس کا یہی حال نہ پائیں تو میں مگر اللہ اسے اس کی امید دیتا ہے اور ڈراؤنی چیز ہے میری  
 دیتا ہے کہ ترمذی، ابن ماجہ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے بفضل

لے اس حدیث کی بہت شرح میں ظاہری شرح یہ ہے کہ مرتے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اگرچہ سردی کا موسم  
 ہو گا یا یہ پسینہ اچھے فائے کی علامت ہے یعنی اسے جانکج کی شدت زیادہ ہوئی ہے تاکہ مراد سے گناہ معاف ہو جائیں، اور  
 درجہ بلند ہو جائیں، بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ مومن مرتے وقت نگ نیکوں میں عفت کرتا ہے وغیرہ (معانی)۔  
 سبھی یعنی ہاٹ نکل کی موت غضب رب کی علامت ہے۔ کیونکہ اس میں بندے کو تو یہ نیک مل لیں اچھی وصیت کا موقع نہیں ملتا کہ  
 یہ کافر کے لیے ہے مومن کے لیے یہ بھی نعمت ہے جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے کیونکہ مومن کسی وقت رب سے غافل نہ رہتا ہی نہیں، دیکھو  
 حضرت سلیمان و یعقوب علیہم السلام کی وفات آج تک بھی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک موت مومن کے لیے راحت  
 ہے اور کافر کے لیے پکڑا (معانی) مرقات، اس میں ہے کہ پاس میں اسے ڈر ہے یا امید خیال رہے کہ اُمت کی وفات کے وقت اب بھی حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اسے کھر سکھاتے ہیں جیسا کہ بار بار دیکھا گیا ہے کہ یعنی بوقت موت مومن کمال دُوبے ہوئے  
 کی طرح چاہیے جسے ایک مونا نیچے کر دیا ہے دوسری ادھر، گناہوں میں غور کر کے غیبت میں ڈوب جائے رب کی رحمت میں سوچ کر تر جائے  
 لیے کہ بچ کر نہ تھیں معافی دے دیتا ہے خیال رہے کہ مومن یا کفر مکان ہے یا زمان جیسے مغل سبب یعنی امام حسین کی شہادت کی جگہ

[illegible]

یادقت لفظ مشرانہ سے یا مابذ کے لئے ۱۰ مٹھکھکھکھکھ کا ظرت مکان ہے یعنی خبر پانے کی جگہ اور یا میل یا پسر لگی جوتی  
جہاں دشواری سے پیچیں گروہاں پر سارے میدان کو دیکھیں جو چنگ موت کے دقت انسان دنیا اور آخرت دونوں کو دیکھتا ہے اور  
ہے گھبراہٹ کا دقت اس لئے سے مطلع فرمایا گیا ایں دینی تکلیف سے گھبراہٹ موت کی نہ مانگو کیونکہ موت کی شدت ان تکلیف  
سے بہت زیادہ ہے کیا بادش سے بھاگ کر پناہ کے لئے کھڑا ہوتا چاہتے ہوئے طر اگر گاہوں میں گڈرے تو عذاب الہی ہے،  
جیسے شیطان کی عمر اور اگر عبادتوں میں گڈرے تو رحمت الہی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی عمر اللہ یہ دوسری طرف نصیب کرے سکھ صوفیاء  
فرماتے ہیں کہ حق کی بات کا من میں پہنچتی ہے اور دماغ کی بات دماغ میں۔ مگر جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل ہی پر پڑتی ہے نہ معلوم حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کیسے پیار سے تھے جنہوں نے سنا کہ کہ ایمان تازہ سے دماغ دشمنی اور دل نرم کر دینے اس کلام پاک میں یہ  
تاثیر قیامت تک رہے گی میرا قریب اب بھی جو رہا ہے سکھ میں کی میری زندگی میں اللہ میرے پاس رہ کر موصی مانگتے ہو تو میں اس وقت ہر  
ممکنہ طور پر میرا حق نصیب میں جو موت سے بانی رہی گی اگرچہ تمہیں بعد موت بڑے درجے میں کے گروہ سارے درجے اس ایک نظر قریبان  
جو تمہیں اب جیسے جس کسی خیر سے پوچھ لیا کہ مومن کی زندگی بہتر ہے یا موت اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مومن کی حیات بہتر  
تھی اور سرکاری وفات کے بعد اب موت بہتر ہے کہ اس زمانہ میں زندگی میں دیدار تھا ادواب بعد موت ہی کو چاہئے (العلات ماشعہ) :-  
جان تو جانتے ہی جانتے گی قیامت یہ ہے ۱۰ کیا میں مرنے پر تمہارا ہر بخارہ تیرا شہ یعنی اگر درخ کے پلے پدیا کے لئے ہو تو موت  
مانگتے ہیں کوئی ناہمہ تمہیں اور اگر جنت کے لئے تمہاری مدد شہی ہوئی تو موت مانگتے تمہارے لئے معز، کہو کہ لمبی عمر میں زیادہ نیکیاں

میں آدھ لکھن بہت قیمتی اور نفیس تھا اسے دیکھ کر آپ کو حضرت خزہ کی یکس کی شہادت یاد آگئی تھی لیکن مرد کے لیے کفن سنت میں کیونکر

جس کو موت آرہی ہو اس کے پاس کیا کہا جائے؟

پہلے فصل، روایت سے حضرت ابوسعید و ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مردوں کو لالہ لالہ کر کے دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم پر اہمیت سے اس کا حال دیکھا تو اچھی بات ہو لو کہ جو کچھ فرشتے تم سے کہہ کر آئیں

[illegible]

تَقُولُونَ رَاَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامِينَ مُسْلِمٍ  
فَصَبِيْبُهُ مُصْبِيْبُهُ يَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاَجُونَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي مُصْبِيْبِي  
وَاجْخَلْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا قَامَتْ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ  
خَيْرٌ مِنْ ابْنِي سَلَمَةَ أَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ابْنِي قَلَمَةَ فَأَخْلَفَ اللَّهُ  
لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلَى سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَخْصَصَهُ ثُمَّ قَالَ إِنِ الرَّؤُومَ إِذَا اقْبَضَ بَعَثَهُ الْبَصَرُ فَضَحَّ

کہتے ہیں کہ مسلم اور ابیت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب ایک کوئی ایمان نہیں جسے کوئی مصیبت  
پہنچے تو وہ وہی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا کہ تم اللہ کے ہیں اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں ابھی مجھے میری مصیبت میں اسیر رہے  
اور اس کا بہتر بدلہ مل کر اللہ سے بہتر عرض رہتا ہے کہ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں بولی کہ ابو سلمہ سے بہتر کوئی مسلمان ہوگا۔  
وہ تو پہلے گھر لے میں جنہو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہجرت کی پھر میں نے یہ دعا کہہ دی کہ چنانچہ اللہ نے مجھے ان کے  
عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائی کہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر بقیہ  
لائے ان کی آنکھیں کھلی گئی تھیں، انہیں زندہ کر دیا، پھر فرمایا کہ روح جب قبر میں کرلی جاتی ہے تو نظر اس کے کھینچا جاتی ہے

دعا سے مغفرت ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں مسافرین دینی کام نہ کریں، آخر وقت تک دعا سے شفا کر سکتے ہیں، اعلیٰ حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میری جانکشی کے وقت اس حجرے میں آجاک انساں، لیکن اجماع دار کا فراموشی سے فراموش رہا یہ پیشہ و  
کلمہ تہجد

سے جو کھلموت ادران کے ساتھ اس بات پر آمین کہہ دیتے ہیں جو تہجد سے منہ سے نکلتی ہے مثلاً یہ عمل بڑا مجرب ہے، ادرت شدہ  
میت ادرت شدہ ہر سب پر واجب ہے لیکن کسی کی چیز کے لئے کہ امید ہو اس پر آمینوں تک پڑھے، اور سب سے ایسی جو بھی ہو اس  
پر پورا پڑھے، اگر ضرورت کی یہ ہے کہ زبان پر یہ الفاظ ہوں اور دل میں صبر اور عفت، مثلاً ابو سلمہ حضرت ام سلمہ کے پہلے خاندان تھے  
جو کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جھگڑا تھے اور جو بھی کے بیٹے میں آپ نے مع گھر بار پہلے ہمش کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ پاک  
کی جانب سے گھر ہجرت کرنے میں آپ اڈل میں اسی سے آپ نے آؤک بکیت، فرمایا ام سلمہ کی لگا میں ان خصوصیات کے علما  
سے ابو سلمہ بڑی طور پر سب سے بہتر تھے اس لیے آپ نے یہ خیال کیا کہ حدیث پر اس میں میں جو سب کا خلیفہ تھے راشدین نے  
ابو سلمہ سے افضل تھے، لیکن ایمان کتنا تھا کہ اس دعا کی برکت سے مجھے ان سے بہتر خاندان ملے گا مطلق دیکھ گئی تھی لیکن یہ ہیں  
سے عقل کی بنا پر ایمان کہ انی اور مدینہ پہنچی، اس کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی جن پر انھوں نے ابو سلمہ خیرا بن -  
تکہ میں روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتا ہے، اس لیے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ  
ہوتا نہیں البتہ شکر فراوانی ہو جاتی ہے اس لیے آنکھیں فرماتے کہ وہ کہ اگر نہ تھو رہا ہوتا تو اس سے مجھ کو نہ ملتا اور جیڑ سے



كَاسٍ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَبَرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمُنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ  
ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَغْفِرُ لِي سَلَمَةَ وَأَزِفَ حَدَّ رَجْنِهِ فِي الْمُهْدِيَيْنِ وَأَخْلَفَهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَائِرِينَ وَ  
أَغْفِرُ لَنَا وَلَهُ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ وَأَفْسَحَ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَتَوَرَّاهُ فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئَ تَوَفِي سُبْحَى بِبَرٍّ حَبْرَةٍ مُتَّفِقَةٍ عَلَيْهِ  
الْفَصْلُ الثَّانِي بِحَنِّ مَعَاذِ بْنِ جَبَل قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ  
أَخْرَجَ كَرَامِهِ لِأَلِ اللَّهِ الْأَدْلَى دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ نِسَارٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأُوا السُّورَةَ يَس عَلَى مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ

ابن کثیر کے لوگوں نے کہ وہ بیکاری تو حضور نے فرمایا اپنے متعلق خیر کی دعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمینہ کہتے ہیں کہ  
پھر فرمایا اے ابو سلمہ کو بخش دے اور ہم اپنی والدین میں ان کا درجہ بلند کران کے ساتھ ساتھ ان میں ان کا توفیق دے جاوے دے رب العالمین  
ہمارے اور ان کے خیریت کی دعا میں روکتی اور وسعت دے کہ وہ مسلم اور اہل بیت سے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو میری یاد اور توفیق ملے کہ وہ مسلم بھائی اور میری فضل و روایت ہے حضرت  
معاذ بن جبل سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کسی کا کلام لا الہ الا اللہ شہادہ کا وہ جنت میں جائے گا کہ وہ اللہ  
روایت ہے حضرت معقل بن نسیار سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے مرنے والوں پر سورہ یس پڑھا  
کرو (احمد ابو داؤد)

ہاتھ دینے جائیں بلکہ اس سے معلوم ہو کہ کثرت پر ہذا کا نام سے روایات میں آئیں جس سے مکان و ارضیں، اپنی اہل اور کواں کرنا ہوا ہے  
بلکہ کبھی کبھی ایسے ہاتھ لگایا جائے کہ فرشتہ بھی ایسے موت نہ لے یا اللہ نے علم کر لیا اَلْعَبْدُ بَا دَعَا اَللّٰہِ مِیْنِ مِیْمَتِ دَعَا  
دے وہی وہی کہانہ لکھنا اور جامع و عام ہے ایست کے ساتھ لگان اپنے اور اس کے مسلمانوں کے لیے ہر طرح کی دعا، لکھ لکھ  
سکے جس کی یاد میں کہن دیاں، صوبہ میں کایک شہر ہے سہل کی یاد میں منظر اور بہتر میں برقی ضمیر، اس سے معلوم ہوا کہ کثرت کو بھی لا  
ہر شخص دے جائے، بلکہ زندگی میں جو کچھ اسے پسند آتا ہے اس کی کتنی دیکھنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روایات میں مذکور ہے کہ  
کہ میں اگرچہ عمر کم کر رہا ہوں، لیکن مرنے وقت کلمہ پڑھنا چاہیے کہ اس کی برکت سے جسے بخش ہوگی، مرنے والے کو کلمہ پڑھانا  
حدیث پر عمل ہے، روایت میں تو بھی آیا ہے کہ کلمہ پڑھ کر سورہ حدیث کتاب الایمان کی اس حدیث کی شرح ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہ  
یا جنتی ہوگا، یا جنتی پر حدیث میں کسی نام کی کی حدیث میں، بعض روایات میں ہے کہ جس کا کلام لا الہ الا اللہ ہو اس کے گناہوں کی  
معافی ہوگی، لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ جسے کی زبان کلمہ پڑھ سکے، اس سے مراد پورا کلمہ ہے، اس میں مدد سے روایات میں جو حدیث  
ہو، بعض نے کہے ہیں کہ جس کی زبان کلمہ پڑھ سکے، اس سے مراد پورا کلمہ ہے، اس میں مدد سے روایات میں جو حدیث  
کے وہ پڑھتے رہا حضرت اسعادت، آخر ان کی ہر سورہ میں کوئی خاص نام نہ ہو جسے سورہ یس میں منکلمات کی تاثیر ہے

مَاجَةٍ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ عُثْمَانَ بْنِ مِطْعُونٍ وَهُوَ مَيْتٌ وَهُوَ يَنْكِحُ حَتَّى سَأَلَ دُمُومَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهِ عُثْمَانَ رَوَاهُ الزَّيْدِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ، وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبِلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيْتٌ رَوَاهُ الزَّيْدِيُّ وَابْنُ كَاجَةَ، وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحَّوٍ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ فَرَضَ قَاتَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّدُهُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَّثَ بِهِ الْمَوْتَ فَأَذُوْتُ بِهِ وَتَجَلَّوْا فَإِنَّهُ لَا يَبْنِي حَيْفَةً مُسْلِمٌ أَنْ تُحْسِنَ يَنْظُرَ فِي أَهْلِهِ وَآهَ أَبُو دَاوُدَ: الْفَصْلُ الثَّلَاثُ، عَنْ عَبْدِ

ابن ماجہ، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان ابن مظعون کی میت کو چومنا حلال کر کے حضور پروردہ سے کسی کو یہ حکم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان کے چہرے پر پڑے تھے کہ ترمذی، ابوداؤد، روايت ہے ابی سے فرمائی کہ ابوبکر صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چوسا، یا حلال کر کے حضور وفات یافتہ تھے کہ ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، حضرت حنین ابن وحیح سے طبری، ہار، ہار ہوسے تھے تو ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امداد کیلئے تشریف لائے چہرہ فرمایا میرا گمان ہے کہ طبری کی وفات آگئی ہے مجلس کی خبر دینا اور صلہ کرنا کیونکہ مسلمان میت کا چہرے گھر والوں میں رکھنا مناسب نہیں تھے (ابوداؤد، ترمذی، ابومیر، فصل، روایت ہے حضرت

لے حضرت عثمان ابن مظعون پہلے: ہمارا جہاں جو دین پاک میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے ان کی قبر کے سرانے پتھر کاٹا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضانہ بھائی میں صاحبِ جبرین میں اسلام سے پہلے بھی کبھی شراب نہ پی، بڑے عابد اور تہجد گزار صحابی تھے ہجرت کے تیس ماہ بعد شعبان کے حنین میں وفات پائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انہیں چوتھا منسل دینے سے پہلے تھا اس کے علوم ہوا کہ میت منسل سے پہلے بھی پاک جوتی سے اس کا منسل حینات کا سا منسل ہے، لعلات، لعلات میں اسی جگہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا عظیم الشان مقبرہ بنا گیا تھ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو تسلیم اور شفقتاً چومنا جائز ہے، ابن مرداویہی کہ اس کے فوت ہونے کے بعد مردی کی مرد کو نہیں چوم سکتی، ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر یا حسن آپ کی بیٹائی پر رکھ کر کہنے لگے چومنے سے اللہ رکھتے تھے تو پھر سے ان باپ خدا، آپ زندگیاں میں اچھے اور بعد وفات بھی تھ حنین ابن ورج صحابی میں انصار میں آپ سے مرثیہ ہی ایک حدیث مروی ہے، تھ اس سے دو منسلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ میت کے لیے اعلانِ عام کرنا بھی جائز ہے اور خاص بزرگ والی قزاق کو خبر کرنا بھی مانکر وہ نماز اور دفن میں شرکت کر لیں، دوسرے یہ کہ میتی الامکان دفن میں جلدی کی جائے، بلا ضرورت دیر نہ لگایا جیسا کہ ہمارے جناب میں رواج ہے سخت مانع ہے کہ اس میں میت کے چھوئے جیسے اور اس کی جے مرثیہ کا اندیشہ ہے، مگر اس حکم سے انبیاء کرام مسخشی میں حضور علیہ السلام کا دفن شریف وفات سے تین دن بعد بڑا مسخو خلاف پہلے طے کر گئی تاکہ زمین غلیظہ اللہ سے خیال نہ رہے کہ حضرت سلمان علیہ السلام کا دفن وفات سے چھ روز ایک سال بعد ہوا (قرآن شریف) خیال رہے کہ یہاں حیفہ جیسے مردہ ہے نہ کہ مردار

عبداللہؑ کا بھڑے لہ فراتے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے مردوں کو تبلیغ کرو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مرد اللہ کے کرم والے ہیں پاک ہے شرعی حکم کا یہ ہے ماری حوالہ اللہ علیہ السلام کی لئے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دعا نہ پڑھو کیسے فرمایا بہت اچھی دعا ہے (ان کا ترجمہ درود ہے حضرت ابراہیم سے فراتے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیت کے پاس فرشتے آتے ہیں کہ اگر کوئی نیک جو کلمہ تو اس سے کہتے ہیں اس پاک روح کو مل چکا ہے جس جنوں کی نکل قال تعریف حضرت ابراہیمؑ کا رزق اور اس نعمت کی بشارت حاصل کر اس سے کہتے رہتے ہیں جس کی نکل آتی ہے نہ پھر اس کو آسمان کی طرف چڑھایا جاتا ہے اس کے لئے آسمان کو سوا بیت کہا جاتا ہے کون ہے فرشتے کہنے میں یہ نکل ہے تو کہا جاتا ہے کہ عرب کا نیک جو کلمہ جس جنوں کی نکل آتی ہے اور نکل ہے اور حضرت ابراہیمؑ کا رزق

جیسے قرآن کریم میں ہے **كَيْفَ يُوَدِّعُ سُوءَ ظَنِّ اَخِيهِ** لہذا اس لفظ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مردہ نجس ہوتا ہے :

لقد آپ مہدائے انجمن الی طالب قرشی اسی علی مرتضیٰ کے صحابی ہیں، جنہوں میں پیدا ہوئے، اسلام میں سب سے پہلے آپ کا پیدائش ہوئی بہت کئی خوش خلق اور علم تھے، آپ کا لقب ابو جعفر تھا، والدہ کا نام اسما بنت مہزمین ہے ۹۰ سال عمر کوئی سنہ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

ملہ اس کا خرچ پہلے لڑکا کر جو رہا اوس کے پاس ہی رہا اور رکھنے کے بعد فریبی ملہ بھی زندہ ہی بطور واسطہ رکھا گیا بہت غلاب پائیں گے ملہ یعنی کمالوت ادراس کے ساتھی مومن کے پاس رحمت کے فرستے استقبال کے لیے اور کانفرنس کے پاس غلاب کے فرستے گرفتاری کے لیے ان کے علاوہ دوسرے ہیں شہ نفس اور روح میں فرق اختیار ہی ہے، علامہ شکرگوٹس کہتے ہیں ان النفس اذا انفكت تبا الشجره اور ظفر غیر کرور قی الامم وجموع امیرتہن قیالیان جہنم کی صنعت سے نفس میں غلبہ کے عمومی پیدا ہونے کی وجہات، ظاہر یہ ہے کہ نفس طیب ہے اچھے عقائد کی طرف اور جہنم طیب سے اچھے اعمال کی طرف اشارہ ہے، یہی تیرہ عقائد ہی اچھے اور اعمال میں صالح ملہ معلوم ہو کر مومن صالح کی روح کو کچھ کم نکالنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ بشارتیں سن کر خود بخود ہی خوش ہوئی نکلا کی ہے م بار خداوند دو بھانج بار

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴

سہ فریضہ پر درود مستحکم فرماتا ہے یہ منہ سے بھی کہی گئی اور علیہ السلام میں کہتے، فرماتے ہیں کہ یہ درود اس روح پر مرقعہ ان کی خصوصیت ہے جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑا کر کے اٹھنے سے علی قلیات ہمارے اسامی اور میں ان کے اکمل حکم کو یاد رکھنا چاہئے۔ یہ درجہ میں رکھو، ہر روز صحت اور قیامت کے درجہ میں درجہ کا نام ہے اس وقت میں درجہ میں مختلف جگہ تھی ہیں کوئی درجہ جنت میں اعلیٰ علیین میں کوئی چارہ مزم میں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب حضور میں ہیں ویسا کی عبارت ان سب کو شامل ہے کہ درجہ جہاں میں ہوسم اور قبر سے تعلق حضور رحمتی ہے اسکی قبر پر یہ سلام دفعتاً پڑھتے ہیں سہ یعنی حضرت ابراہیم رب نے انہی چارہ رنگ پر لگا کر ان کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے جو سے ہیں جاد کی تمنا کی مرقات ہے فرمایا کہ اس وقت ہر کوئی کہہ کر کہے کہی کا درود کہ علیہ وسلم فرمائی تھی آپ کا علی اس بنا پر خاص ہیں زندگی کے حواس دہ کی چیز جو حسن کر سکتے ہیں یہی مقبول علیہ السلام

لَا ضِيَاءَ قَرِيبًا عَنْكَ إِلَى رَوْحِ اللَّهِ وَرَحْمَانٍ وَكَرِهَ غَيْرَ عَصَبَانٍ فَخَرَّ حَرَّكَ طَيْلِبٍ نَحْمُ الْمَشَاءِ  
 حَتَّى أَنْهَ لَيْسَ أَوْلَهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْكُلَ بِهَ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطِيبَ هَذِهِ الذِّمَّةُ  
 الَّتِي جَاءَ تَكْلَمُ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ بِهَ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَشَدَّ فَرْحًا بِهَ مِنْ أَحَدِكُمْ  
 بَعَاثِهِ يَقْدِمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَاذَا أَفْعَلُ فَلَنْ مَاذَا أَفْعَلُ فَلَنْ فَيَقُولُونَ دَعُوهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِي  
 نَحْمِ الدُّنْيَا يَقُولُ قَدْ مَاتَ أَنَا أَنْتُمْ فَيَقُولُونَ قَدْ ذَهَبَ بِهَ إِلَى أَهْلِهِ لَهَا وَبِهَ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا

اٹھ کر طرف سے راحت روحانی الٰہی اور اسی رب کی طرف چل تو وہ بہتر میں ملک کی خوشبو کی طرح نکلتی ہے لہٰذا جس تک بعض فرشتے  
 بعض کو دوزخ دیتے ہیں اسے آسمان کے دروازوں تک لاتے ہیں لہٰذا آسمان کے کچھ میں یکساں خوشبو اور خوشی سے تہلیل  
 پھر اسے ملازم کی خوشبو کہہ سکتے ہیں مومنین اس کی وجہ سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جسے تم کو گناہ آدمی کے جانے سے  
 خوش ہونے تکلیف سے بچنے میں کوٹھار کیا کرتا ہے فلاں کیا کرتا ہے پھر کچھ میں سے جو دوزخ دینا کے کلم میں تھا لہٰذا یہ کہتا ہے اگر وہ مر گیا  
 کی کیا بات اس نے کیا کہتے ہیں کہ اسے ام دوزخ میں پہنچا دیا گیا ہے وہ اور کافر کے موت جب آتی ہے تو اس کے

نئے مکان میں جوئے سمیرے دھلا جوتے والی قمیص پوشی کی خوشبو محسوس کر کے فرماتا ہے اِنِّیْ فَرِحْتُ بِذَنْبِیْ یُوسُفُ بعض شاعریں نے فرمایا  
 کہ یہ عمل ذنوب بطور خوشی کیا جی اگر قرب بدبو یاد تو ایسے تک دھک لوگر تیرا جو جزی ہے سکہ روح کو لپیٹنے کے لیے جنت کا لباس  
 میں جی محسوس کے جسم کا کفن میاں کا کپڑا ہوتا ہے اور روح کا کفن جنت کا کپڑا

لہٰذا میں اس کے جسم سے نکلنے وقت بہترین خوشبو کی خوشبو نکلتی ہے جسے فرشتے محسوس کر کے خوش ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ مومن  
 کی روح ہر وقت خوشو دار ہے مگر اس خوشبو کے ظہور کا وقت یہ ہے، اس وقت خوشی کی قبر سے بہت دور تک ملک کی خوشبو  
 نکلتی ہے جیسے کہ شجرہ شریف میں آئے گا، حضرت سلیمان جبرولی کا صاحب دلائل الخیرات کی قبر سے بھی بہت دور تک خوشبو کی خوشبو  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا لباس پسینہ کی خوشبوؤں سے کیا ہوا ملک جاتی تھیں، یہ اسی روحانی خوشبو کا ظہور تھا اسلئے جی جسے بہت  
 کو قبرستان سے جاتے ہوئے لوگ کندھے بدلتے ہیں ایسے ہی اس روح کو آسمان پر لے جاتے ہوئے فرشتے ہاتھ بدلتے ہیں مگر  
 ملک کر نہیں بلکہ اظہار عزت کے لیے سکہ بھی اس روح کو سلطان روحوں کے شکاروں پر پہنچاتے ہیں اعلیٰ علین جنت، درواز جنت اور  
 عرض الخیر کے نیچے جہاں کے یہ لائق ہوں اور مومنین کی دوحیں اس کفر کے وقت وہاں موجود تھیں بعض زندوں نے یہاں سے جہاں سے نکلنے  
 فرات شہدائے ذرات کے آئے کی قبر پر ہے، یہاں جانا ان کے ساتھ رکھنے کے لیے تیار ہے اس لیے ان کی خوشبو جی جسے بہت دور تک  
 جاتے والی روح کو گھیر کر اپنے زندہ دوسروں کے حالات پر بھیجی ہیں میرا نہیں میں سے بعض روحیں پوچھنے والوں کے کچھ ہیں کہ سوالیہ جواب  
 غم کرو اسے آرام کرنے سے دیرالجبی ذریعہ تکالیف اور شدت نزع سے چھوڑ کر ایسے میں شایاں رہے کہ مومن کا یہ سوال اشتقاق کی وجہ  
 سے ہوتا ہے دوزخ مومن روحیں اپنے زندوں کے حالات سے خبردار رہتی ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے وَفِيهِ نَبِيٌّ مِّنْ آلِكَ وَكَانَ مُعِیْناً  
 یُوحِیْ ذِیْقَہُ فَمِنْ أَفْرِیْهِ انْشَاءُ اللہ کے گھر مومن روحیں ہر صغیرت کو اپنے گھر کے زندوں سے ایسا ہی جواب کی درخواست کرتی ہیں نیز زیارت قبر



اَحْضِرْ رَأْتَهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِسَمِّهِمْ يَقُولُونَ اُخْرِجِي سَاحِطَةً مَّا خُوِّطَا عَلَيْكَ اِلَى عَذَابِ  
 اِلٰهِكَ عَزَّوَجَلَّ فَكَذَّبَ كَاثِبِينَ رَجِمَ جَهَنَّمَ حَتَّى يَأْتُوْنَ بِهِ اِلَى بَابِ الْاَرْضِ يَقُولُ مَا اَنْتَ هٰذَا  
 الرَّجِمُ حَتَّى يَأْتُوْنَ بِهِ اِرْوَاحُ الْكَافِرِ اِذَا اَحْمَدُ الشَّامِيُّ وَسُكْرُ الدَّيْلَمِيِّ بَيْنَ عَارِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَّاهُ اِلَى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَتْهُمَا اِلَى الْفَرِّ وَلَمَّا لَحِقَ الْجُلُوسُ  
 رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَانَ عَلَى رُؤُسِنَا الطُّيْرُ وَفِي يَدِ عَدُوٍّ يَمْنُكَتُ بِهِ فِي  
 الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْفَيْرِ فَرَفَعْنَا رُؤُسَنَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِنَّمَا  
 كَانَ فِي رَقِطٍ مِنَ الدُّنْيَا وَقَبَالِ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةُ مِنَ السَّمَاءِ وَبَيَّضَ الْوَجْهَ كَارِضٍ وَجْهَهُ

ہاں عذاب کے فرشتے ٹاٹ لے کر نہیں ملے کہتے ہیں اے رسول اللہ! تو نے ہمارے ناراض ہونے کے عذاب کی طرف بل توڑ  
 ہوا اس سخت بد کو کھڑے کھتی ہے تھے کہ اسے زمین کے دروازے تک لائے ہیں تلہ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کسی سخت درجہ سے بیان کی  
 کہ اسے فکر کی وجہ سے پہنچا ہے جس میں تھے (احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، ابویوسف، ابویہ) کہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 ایک انصار کے جنسے میں تھے قبر پر پہنچے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے کہ آپ کے پاس ایسے بیٹھے ہیں کہ ان کے  
 رسول پر بندے ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں چھری تھی جس سے آپ وہیں کر دیتے تھے کہ پھر انہوں نے انہوں کو دیکھا کہ ان کے عذاب  
 قبر سے ان کی تباہی ہو چکی کہ بندہ مومن جب دین سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جاتے تھے تو اس پر آسمان سے سفید  
 چہرہ کے فرشتے اترتے ہیں گو ان کے چہرے سے سورج ہیں کہ چہرے کے ساتھ جنت کے

کرنے والوں کو پہنچاتی ہیں اور قبرستان گزرنے والے سے دعا کہ درخواست کرتی ہیں شہ یعنی اپنی مدد میں سے کوئی کسی کے بارے  
 میں سوال کرتی ہے تو یہ جانے والی مدد گنتی ہے کہ وہ تو رکھا تھا اسے ہاں پہنچا نہیں تو اسی پر چنے والی حاجت کی طرف سے جواب  
 دیتا ہے کہ وہ کام تو کرنا پڑا ہے کیا ہمارے پاس کیسے آتا اس جواب سے بھی سلام ہو رہا ہے کہ یہ دروس دینا والوں کے حالات اند  
 ان کے اپنے بڑے غم سے غم دار ہیں، مثال یہ ہے کہ یہاں ام بسنی اصل اور عثمان ہے رہتے فرما رہا ہے کاشکے ہا کر دینے یعنی وہ  
 اپنے عثمان سے دور ہو گیا وہ ملے دور کا ٹکٹ لائے ہیں تاکہ اس میں اس دور کی کمیشنیں اس کا کھن ہے تلہ اس مبارک میں  
 سارا پوشیدہ ہے یعنی زمین آسمان کے دروازے پر بلا آسمان سے سارا دار میں کہا جاتا ہے یزید سے مراد اس کا سارا دار میں ہے جس کے  
 نیچے سجین ہے انکار کا شکار نہ اور اسے سختی زیادہ توئی ہیں کی تاہم دگے معنوں سے بھی چوری ہے تلہ میں میں جہاں پہنچے پہنچا  
 کتاؤ میں گریباں کوئی کسی سے ہو چکا نہیں کہ تاہم ایک اپنے حال میں گرفتار ہے تلہ غم میں ہے جس و حرکت بھی لگا ہیں کے ہوئے  
 جیسے ہر دین کا شکار ہی حال لگا گرفتار کے گرفتار میں ہیں و حرکت ہے جیتا ہے، صبار کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جیتا ہے  
 ہی مٹا کرتے تھے حضور آپ کے کلام فرماتے کے وقت دلمات، شہ یعنی کسی اکھ میں تھے جس کے باعث، غیر اختیار و جھنش  
 ہر جہاں جیسا کہ چوتھے وقت انسان کی کرتا ہے تلہ یا تو صحت کے ترشہ، تلک ہی رہے یا اس مرتے والے کا نور ہدایت ان کے

النَّاسُ مَعَهُمْ لَكُنْ مِنَ الْفَاقِ الْجَنَّةِ وَخَوِّطْ مِنْ خَوِّطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلُوَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ  
يُخَيِّ مُلْكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ أَيُّهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ أَخْرِجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ  
مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسْبِيلَ كَمَا تَسْبِيلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ  
يَدْرُكُهَا فِي يَدِهِ صَرْقَتُ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذَهَا وَيَجْعَلُهَا فِي ذَلِكَ الْكَفِّ وَفِي ذَلِكَ الْخَوِّطِ وَ  
يَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطِيبٍ نَفْحَةٍ وَسَكَّ وَجَدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ قَالَ فَيُصْبِعُ بَنَانًا لَمْ يَكُنْ  
يَعْنِي بِهَا عَلَى فَلَاحٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْأَكْثَرِ مَا هَذَا الرَّوْحُ الطَّيِّبُ يَقُولُونَ فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ  
بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يَمُونُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهَوْا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْطِفِقُونَ  
لَهُ فَيَقِفُ لَهُمْ فَيَشْفَعُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مَقْرُبُهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا حَتَّى يَنْتَهِيَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ

کفنوں کفن اور وہ ان کی خوشبو بھری ہے جتنے کہ میت کا تاج لگا، پیشہ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اس کمر  
کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اے پاک روح اللہ کی بخشش اور مہربانیوں میں تو وہ بھگتی ہے ایسی ہی ہوئی جیسے شک  
سے فطرت ملک الموت اسے لے جاتے ہیں جب جیتے ہیں تو رشتے ان کے اتحاد میں مل جھ رہیں چھوڑتے ہیں کہ لے لے لے  
ہیں اس کی کفن اور خوشبو میں ڈال دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روکنے والے زمین پر پتھر میں سے  
فربالاسے لے کر چلتے ہیں تو رشتہ داروں کی کسی جماعت پر نہیں گذرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا نفیس خوشبو ہے یہ کہتے ہیں  
کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اس کا وہ اسم لے کر جو زمین میں لیا جائے تھا سچی کر لے لے کر نہادی آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کے  
پیشہ کھولتے ہیں تو کھول دیا جاتا ہے اسے ہر آسمان کے فرشتے اور ہر آسمان پر پہنچ جاتے ہیں جی کر سوا تو اس آسمان تک

چھوڑ دی جاتی ہے اور سرے معنی زیادہ قوی ہیں :

سَلَامٌ خَدَّكَ الْمَوْتُ جی اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے بھی لہذا یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ یہ کہنے والے اور فرشتے  
یہ سبحان ان کے کیا نظارے ہے کہ ان کی اس وقت سوز و غم کیسے اور کدو شریف رہے ہیں اور فرشتوں کی طرف سے یہ آوازیں اور شہریں ملی گویا  
میت پر دریا ہے جسے انسانوں کی جماعت و دُعا کر رہی ہے اور فرشتوں کی جماعت استقبال سلاہل سنت کے نزدیک روح ایک  
طیغ جسم ہے جو بدن میں ایسے حرارت کئے ہوئے ہے جیسے گلاب کے پھول میں پانی اور موزا کے نزدیک ریاضت و عبادہ سے بنا  
صفت ہوتا ہے اگر روح قوی جس سے روح آبسانی نکل جاتی ہے جیسے کہ درخت پر جسے سے قوی جانور ان دونوں قوتوں کا امتزاجیت  
ہے خیال رہے کہ کلمات موت روح نکلتے سے پہلے قوتی سے عوس کو کلمات قوتی سے کہ روح کا نکلنا آسانی سے ہوتا ہے نیز روح کا  
آسانی سے نکلنا جسم کی لڑائی کے خلاف نہیں جس میں کہ کاشق سے اس کے نکلنے پر پڑتا ہے لہذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے کہ تاویل کی حدیث میں سلاہل روح  
عوس کی خوشبو میت کی ان خوشبوؤں پر غالب ہو جاتی ہے کیوں کہ خوشبو ان کی کہ جسے مرقان کی ہے جہاں صلی علیہ وسلم کے مشفق کی ہے ان کو

چینا دیتے ہیں طرہ فرمانا ہے کہ میرے ہندسے کی کتاب میں ملین میں نکھوتے اور اسے زمین کی طرف کر دیکر کوئی شخص نہیں دیکھتا۔ یہ سیکارہ دیاں ہی تو نواؤں کا گواہ ہیں ہی ہے دودھ اور نکھولوں کا فرمانا ہے اس کی روح جسم میں دالیں کی جاتی ہے جتنے پھر اس کے پاس دودھ تھتے آئیں گے اسے جھانے میں اور اس سے کہتے ہیں کہ رب تیرا کون و کہتا ہے رب میرا اللہ ہے و کہتے ہیں دین کا کیا وہ کہتا ہے دین میرا السلام کہتے ہیں یہ صاحب کون ہیں جبر میں بھیجے گئے وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کہتے ہیں تجھے کچھ معلوم ہو یا یہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان دیا اس کی تصدیق کی کہ تو انسان چکا کرنے والا ہوتا ہے کہ میرا ہندو ہے اس لیے اسے یہ جنت کا فرش بھی دے یعنی یہ اس کے ہندو اور جنت کی طرف دودھ اور نکھول دے فرمانا ہے اس کو بھیج

کی خوشبو اس کے متعلق نہیں ہو سکتی تھی اس لیے خوشبو سے مست ہو کر وہ گفتگو کر رہے ہیں جو آگے ملکہ ہے ورنہ وہ حضرات تو ہمیشہ جنت کی خوشبو میں رہتے ہیں بلا واسطہ اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اولاد اللہ کی رحمت سے دیکھو اس نیک کا برکت سے اس کے باپ کا نام بھی خوشبو سے احترام سے لیتے ہیں، دوسرے یہ کہ اس روح کے ساتھ وہ قسم کے خوشبو ہوتے ہیں نیک ڈیوٹی والے اس لیے جس کے دستار سے وہاں پہنچنا ہے دوسرے استقبال اور سرکاری کرنے والے خوشبو سے براہِ احترام کے لیے اس کے ساتھ بہت دور تک جاتے ہیں مکہ حجاز، آسمان سے ملازمت ہے یا بندہ و یا عرش الہی کی کوئی نئی دہلی سے قرب جی میں عین ایک دفتر ہے جی میں کچل کے نام اور نام اعمال لکھے جاتے ہیں لیکن اس سے کہ جو صبر کے اعمال اس سرسبز نخل کو داس کا نام بھی اس فرشتے میں مکہ رواں جاتے کتاب الروح میں لکھا کر یا سازش ہو جائے نا اور ساری گفتگو ایک جگہ ہوتی ہے کہ کوئی مدح کی رفتار ہو سکتی ہے لاکھوں گنا قریب ہے، دوسرے جی سمنے والے کے مدح ناقلاً آسمان پڑا کر عرش اعظم کے نیچے سیدہ کے جسم میں ٹوٹ آتی ہے اور اس میں ایک سیکنڈ نہیں فنا ہوتا (ہر بات اپنے فوٹو نظر اور قوت خیال کی رفتار اور دیکھ لو کہ ظاہر ہے کہ جسم کے سارے ابراہیمی روح داخل ہوتے ہیں اور وہ ورنہ موتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ صرف سیدہ تک جاتی ہے مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں لیکن یہ زندگی میں ہوسکتی ہوئی ہے اگر مردہ ہمارے سامنے پڑا ہے تو اس پر یہ ساری اور ذات گزرتا ہے جو خوشبو میں گئی تھی اس کی کل شرح باب عذاب قبر میں گذر چکا بعض اور بتاتے ہیں کہ عذاب قبر سے پہلے ماکھانا کھینچ لیا گیا ہوگی روح نہیں کسی سے وہ سوال ہوتا ہے کسی سے یہ امانے میں وارد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات میں بھی ان صاحب کے صفات بتا رہے ظاہر ہے کہ یہاں سے والا کوئی فرشتہ فوتا سے جو رب کا کام اقل کرتا ہے ۶

مِنْ رَحْمَتِهَا وَطَيْبَهَا فَيَفْخِمُ لَهُ فِي قَبْرِهَا مَدَّ بَصَرَهُ قَالَ وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ  
الْتِّبَاتِ طَيِّبُ الزَّرِّحِ يَقُولُ بَشِّرْ بِالْذِي يَمُرُّكَ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ  
أَنْتَ فَوَجَّهَكَ الْوَجْهَ عَمِّي يَا الْخَيْرَ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحِ فَيَقُولُ رَبِّ اأَمِ السَّاعَةِ رَبِّ اأَمِ  
السَّاعَةِ حَتَّى أَجْعَلَ لِي أَهْلًا وَمَالًا قَالَ وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي الْأَقْطَاعِ مِنَ الدُّنْيَا وَاقْبَالَ  
مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكٌ لَهُ سُوْدَا الْوَجْهِ مَعَهُ الْمُسَوِّحُ فَيَغْسِلُ سُنَّ مِثْرُ

جنت کی رحمت و خوشبوائی ہے، ساتھ ساتھ اس کی قبر میں فراخی کی حالت ہے۔ وہ فرمایا کہ اس کے پاس ایک عورت اچھے کرداروں میں سے تھی۔  
واللہ شخص ایسا ہے کہتا ہے اس سے خوش ہو کر تجھے سرور کے گی یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھے وعدہ کیا جانا تھا۔ یہ کہتا ہے تو  
کون ہے تیرا چہرہ بھلا لانا ہے کہ وہ کہتا ہے میں تیرا ایک مل ہوں کہ تب بندہ کہتا ہے یا رب قیامت قائم کر یا رب قیامت قائم  
کر کہ میں اپنے گھر یا اہل میں سے نہیں ہے۔ فرمایا کہ بندہ کو قریب دنیا کے غائبے اور آخرت کی آمد میں ہوتا ہے تو اس کی طرف  
آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اترتے ہیں جن کے ساتھ ٹاش ہوتے ہیں اس کے اندر تک و تک پیٹھ

لے پیٹنے سے موسیٰ کا مانی کے بعد جنت میں جیسے پہنچا بلکہ جنت کو دیکھتا ہے وہاں کی خوشبو میں غرق ہو جاتا ہے۔ اگر شہرہ دہلی کے رہنے  
جنت میں پہنچ جاتی ہیں بعد قیامت وہاں جہنم کا داخل ہو گا، مرقات نے یہاں فرمایا کہ قبر کی فراخی بشارت کی حد تک ہوگی اور وہاں  
بشارت بقدر بصیرت ہوگی، پیٹنے وہاں بشارت میں مختلف ہوں گی، لہذا قبروں کی فراخیاں بھی مختلف ہوں گی۔ علم پر مے مراد وقت ہے  
پیٹنے جی تمام غم و تکلیف کا خاتمہ ہو چکا کہ وہ وقت آگیا کہ تجھے ہر طرف سے خوشی کی خوشی رہے اس وقت کا تجھے سے علم و مشائخ و ذوق  
کریم اور سریم علیہ السلام نے وعدہ کیا تھا جس وعدہ کی بنیاد پر تو نے ایمان و تقویٰ اختیار کیا تھا میناں رہے کہ اس وقت کی بھی اعتبار  
نہیں ادا کیا دیکھ رہے گی کہ پیٹنے کو کون سیب ہے کہ غریب کو عیب بشارت دیتا ہے اور اور وہاں ہاں موسیٰ ہے جہاں دنیا والے مجھے چھوڑ  
گئے تیری قوم و صورت ہی ایسی باری ہے جس کو دیکھ کر کم غلط ہوتے ہیں، خوشی نصیب ہوئی ہے۔ اخیر سے مراد خوشی یا بشارت ہے  
کہ عمل دنیا میں ایک حالت و کیفیت ہے۔ غور و خوض و محنت میں جہاں مشکل میں غمزدہ ہو گئے ہیں ابی خواب میں اعمال جہاں مشکل میں نظر  
آتے ہیں رو صفت علیہ السلام نے فشک بایوں و بنی گاہوں کی تعبیر غلط سالی سے دی، تری بایوں کی تعبیر فرات سالی سے اس طرح خواب میں علم و  
عمل مفید و جاری پائی کی شکل میں دیکھے جاتے ہیں۔ عہد نامی میں میں احتمال ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد ہو میرا وانی، اور میرے یہ کہ اس سے  
مراد ہو میرا انجام، مان غم جو کہتے ہیں، تیسرے یہ کہ ماموہ کہ ہو اور ملی عمل پیٹنے وہ خواب جو میرے لیے اہلی سے مراد مثنیٰ میناں پر ہوتی  
قیامت جلد قائم کرنا کہ اپنے خواب اور جنت کے گھر باریں واپس جاز ہو کہہ انسان جنت میں سے آیا ہے اس لیے وہاں جانے کو کوٹھا  
فرمایا کہ اس کو گھنے سے جہنم لوگ سمجھ کر دنیا میں اعمال کے لیے انا مراد ہے کہ یہ کہ قیامت قائم ہوئے پر مد عمل کا وقت  
ہو گا کہ ان مردوں میں انا غم غام ہے کہ ان فرشتوں کے اپنے ہنرے کا ہے نہیں ہوتے بلکہ یہ کہ کا کہہ کا کہہ دہلی کا رنگ ہے جو ان چہروں میں  
نظر آتا ہے تیسرے کا لے آدمی کی سیاہی انہیں میں، اور ہو سکتا ہے کہ ان کا پشاد رنگ ہو کہ وہ غضب الہی کے مظہر میں کہ یہ سیاہی ان

مَدَّ الْبَصَرَ ثُمَّ بَدَىٰ مَلَكَ الْمَوْتِ حَتَّىٰ يَخْلُسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ إِنَّهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ اتُّخِيَتْ إِلَىٰ سَخَابٍ مِنَ اللَّهِ قَالَ فَتَقَرَّقُ فِي جَسَدِهِ فَيَنَارِعُهَا كَمَا يَنَارِعُ السُّقُورُ مِنَ الصُّوفِ النَّسَبُولِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا اخْتَهَا لَمْ يَدْرُغَهَا فَيَدْرُغُهَا عَنْ يَمِينٍ حَتَّىٰ يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمَسُوحَةِ وَتُخَذَّرُ مِنْهَا كَأَنَّ رِيحًا جَفِيَّةً وَجَدَتْ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ فَيُصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُوتُونَ بِهَا عَلَىٰ فَلَاحٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا مَا هَذَا الرَّوحُ الْخَبِيثُ فَيَقُولُونَ فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَمِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمِّي بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّىٰ يَنْقُضَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الَّذِي لَا يَسْتَقِيمُ لَهُ فَلَا يَقِيمُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلْبِسَ الْجَمَلُ فِي سَمِّهِ الْخِيَاطُ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سَبْعِينَ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَىٰ مُنْطَرِحًا رُوحًا

جانتے ہیں پھر مک ملوت آتے ہیں اس کے سر کے پاس بیٹھتے ہیں کھینچنے کے غیبت جان رب کی ناراضی کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے جسم میں کچھ پھرتی ہے وہ اسے ایسا کھینچنے میں جیسے گرم سیخ بیگی اوند سے کھینچی جاتی ہے کہ پھلے سے لیتے ہیں جیسے میں اور دوسرے فرشتے وہ جان مک ملوت کے ہاتھ میں ہلکے ہلکے نہیں چھوڑتے تھے کہ اسے ان ناگوں میں ڈال بیٹھے ہیں اور اس روئے زمین کے بدترین مردار کی سی بدبو نکلتی ہے اسے کہہ کر چڑھ جاتے ہیں تھے فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گندے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ کون غیبت جان ہے وہ اس کے دنیاوی بدترین ناموں سے جس سے موسوم کیا جاتا تھا نام کہہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بیٹا یہاں تک کہ اسے کہہ کر گمان دنیا کے آتے ہیں کہ کھولا جاتا ہے تو اس کے لیے کھولا نہیں جاتا چھروں اور شعلہ اللہ علیہ وسلم غور باریت پر بھی زمان کے لیے آسمان کے دروازے کھیں اور وہ جنت میں جائیں تھے کہ اوپر سولی کے نام کے میں داخل ہو جاتے تھے پھر رب اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کی کتاب پچاس زمین کے سمیچیں میں نکھو پھر اس کی جلد بچھ دو جاتی ہے

فرشتوں کی قیادت کے خلاف نہیں دیکھو انگوٹوں کی طرح کالی ہے مگر نور ہے ٹاٹ سے دوزخ کا سخت اور کہہ کر اس پر مراد ہے جیسا پیسے کہا گیا ہے اسلئے ظاہر ہے کہ فضل سے مراد روح ہے روح اگرچہ نورانی ہے مگر یہ عقیدہ کہ نور بد عملیوں کی وجہ سے اسے غیبت کہا گیا جیسے پان کی طبیعت شندی ہے گراگ بر کے جانے سے آگ کا سا کام کرتا ہے روح اگرچہ سارے جسم میں پھیلی ہوتی ہے مگر اس زمان کو سن کر اعتنا کی طرف متوجہ ہے جیسے چھپتے پھرتے سے غیبت فرمایا گیا اس تشبیہ میں بتایا گیا کہ کافر کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اگرچہ وہ باطل فیصلہ سے مرے تھے کہ اس کے ساتھ دگر تک نفی آتی ہیں جیسے گرم بیج کے ساتھ بیج کی اوند لیٹ جاتی ہے اسلئے اگرچہ فرشتے جانتے ہیں کہ اس کے لیے آسمان دکھے گا لیکن اسے دھوکا کرنے سارے فرشتوں میں اس کا حال بد دکھائے اور خود اس پر اس کی مردودیت ظاہر کرنے اور آسمان سے زمین پر پڑنے کے لیے لے جاتے ہیں اسلئے اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان بشارت فرشتے جو زمین کی مختلف جگہ خبیثہ ہیں اور مختلف نام ہیں یہ روح گذرتی ہے اور ملائحتیں متنی ہے یا تو لے جانے والے فرشتے انہیں نام لٹاتے ہیں یا وہ خود ہی سوال کر کے خود ہی جواب دیتے ہیں کہ کو کدو ہر لوگ کے ناموں اور کاموں سے خود انہیں کھاس تعلیق سے معلوم ہو رہا

مرنے والے کو تلقین

ظَوْحًا ثُمَّ قَرَأَ وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَانَ آخِرَ مِنَ السَّمَاءِ فَخُطِفَهُ الطَّيْرُ أَوْ هَوِيَ بِهِ الرِّيحُ  
فِي مَكَلٍ سَجِيٍّ فَنَعَادُ رُوحَهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكٌ فَيُخَبِّرُهُ يَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ  
فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ لَمْ أَهْدَ إِلَّا دِينِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا  
الَّذِي لَدَيْ بَعْثَ فَيَنْكُرُ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَسْأَلُهُ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ  
فَأَفْرَسَهُ مِنَ النَّارِ فَقَالَ يَا أَبَا إِبْرَاهِيمَ مَنْ خَرَّهَا وَسَمَّوْهَا وَصَدَّقَ عَلَيْهِ قَبْرُهُ  
حَتَّى تَخْلُفَ فِيهِ أَضْرَاعَهُ وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ فَيُخَبِّرُ الْوَجْهَ فَيُخَبِّرُ الْبَيْتَ مُنْذَرًا الرِّيحَ فَيَقُولُ إِنِّي شَرُّ

پھر حضورؐ نے یہ دعوت دی کہ جس نے اللہ سے شرک کیا گو یا وہ آسمان سے گرا گیا جسے پتہ نہ کہتے ہیں یا اسے درد نہ مگر میں ہوا میں پھینکتا ہے۔ لہٰذا پھر دعوتِ محمدؐ میں وہ اپنی حقانیت کے پاس دو دفتر لے آئے ہیں اسے بھانپنے میں کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اے اے میں نہیں جانتا۔ پھر کہتے ہیں تیرا کیا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر کہتے ہیں یہ کون صاحب ہے جو تم میں بھیجے گا؟ وہ کہتے ہیں اے اے میں نہیں جانتا کہ نبی آسمان سے پکارے گا۔ وہ لاپرواہتا ہے بھجوانا ہے۔ اس کے لیے آگ کا پستھار اُدارا اور آگ کی طرف دو دروازہ کھولو تب اس تک دونوں کی گمراہی دور ہو جائے گی کہ کوئی ہے اس پر فراقِ تنہا کی جاتی ہے کہ اس کی پسلیں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں لہٰذا اس کے پاس ایک بد شکل ہنسے لباس والا پتھر دلو اور آگ آگاہ ہے کہ اس کی خبر لے

کہ کفار کی جنت میں جانا ممکن بالذات ہے کیونکہ اگر اوٹ بڑا ہے اور کوئی باک پھر تزاوٹ کا نام کے میں سمانا بالذات محال ہے کہ یہ اجتماعِ حقیرانہ کی فرد ہے یعنی لوگوں نے یہ نکتہ بھی نہیں نوکھ دیا کہ رب اوٹ کو چھوڑ کر دیتے بانا کہ کڑا کو دینے پر بقادر ہے، لہذا کفار کا جنت میں جانا ممکن ہے، خیال رہے کہ فاسق مومنوں کے لیے جو حدیں آئی ہیں ان سب کے خلاف ہو سکتا ہے مگر کفار کی اس نوعید کے خلاف بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اپنے ان ساری دہیوں کو اپنے الادے کے متوقف رکھا ہے کہ فرمایا باری تعالیٰ کہ **يَعْلَمُ مَنْ فِي جَهَنَّمَ خَبِيرًا** جو کچھ وہاں آدوں کے ذلک کے لئے ہے، لہذا یہ حدیث مسئلہ خلاف و غیرہ کے خلاف نہیں اس کی پرکری تحقیق ہمارا کتابِ قطبِ نبوی میں جلد اول و دوم و سہ حصوں میں ہے جس میں کفار کے نام و ذات ہیں اور ان کے مرنے کے بعد میرے نامہ اعمال بھی اس میں درج کر دیئے جاتے ہیں، یہ سارا کتبہ میں کے لیے ہے جیسے علیین مائلوں کا محفل سے اور یہ بھی میں سے مشتق ہے جیسے قہانہ کہ کیونکہ اس میں قیدیوں کے نام و کام درج ہوتے ہیں اس کتاب میں کفار کی زندگی کے حالات و مذکور ہیں عربی میں علیہ السلام نے اس کے بعد موت کے اس حال پر بھی تحقیق فرمایا ہے جیسے کفار اور برے گروے اور شباطین نے ان کی نکال دی کہ علیہ السلام اس کی شرح بابِ عذابِ قبر میں گذر گئی وہاں عرض کی گئی تھا کہ کافر اگر چاہا تو اپنی جہول جاسا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ میں عیسائی یا یہودی یا کافر تھا نیز اہلِ بدعت و غیرہ نے عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مگر نہ انہیں پہچان سکے لیکن قیامت تک کے مسلمان جنہوں نے کبھی حضور علیہ السلام کی زبانتی نہ کی وہ فوراً پہچان لیں گے کیونکہ وہاں کی پہچان علیہ السلام سے ہے نہ کہ جہولان سے علیہ السلام میں جو ملا ہے کہ میں جانتا تھا یہ دنیا میں رب کو جانتا تھا نبی کو چھوڑتا تھا تب بھی رب کا شریک ٹھہرتا تھا اور نبی کا انکار کرتا تھا یا یہ مطلب ہے کہ وہ کتابا ہے میں یہ باتیں جانتے کے قابل نہ تھا پھر اسے



بِالَّذِي يُسَوِّتُ هَذِهِ الْأُمُومَكَ الَّتِي كُنْتَ تُوعِدُ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ فَوَجَّهَكَ الْوَجْهَ مُحَمَّدٌ رُبَّ الشَّيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ فَيَقُولُ رَبِّ لَا تَقِيمِ السَّاعَةَ وَفِي رِوَايَةٍ تَحِيَّكَ وَالْإِدْبَارَ إِذَا خَرَجَ رُوحُهُ صَلَّوْ عَلَيْهِ كُلُّ مَلَائِكَةٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَائِكَةٍ فِي السَّمَاءِ وَفُتَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُونَ اَللّٰهُ أَنْ يُعْجِزَ بِرُوحِهِ مِنْ قَبْلِهِمْ وَتُزْرَمَ نَفْسُهُ فِي الْكَافِرِ فَيُلْعَنُ كُلُّ مَلَائِكَةٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَائِكَةٍ فِي السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُونَ اَللّٰهُ أَنْ لَا يُعْجِزَ رُوحُهُ مِنْ قَبْلِهِمْ

جو بچے ملکیں کرے گی وہ دن ہے جب کہ تجھ سے وعدہ تھا مردہ کہتا ہے کہ تو ہے کون کہ تیرا چہرہ فشر ڈرا انا ہے وہ کہتا ہے جس سے برے مل جوں تب یہ کہتا ہے اہی قیامت نہ قائم کر لے اور ایک روایت میں اس کی مثل ہے اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب لوگوں کی جہنم تھی ہے تو آسمان وزمین کے درمیان کے سارے فرشتے اس پر دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں ہر دروازے والے ہی دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کی طرف سے پڑھے ملے اور کافر کی جان اس کی لگوں کیسا قدر کا لگتی ہے اس پر آسمان زمین کے درمیان والے فرشتے اور آسمان کے سارے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ملے ہر دروازے والے ہی دعا کو کہتے ہیں کہ اہی اس کی روح ان کی طرف سے نہ پڑھے

یہ ماقول باق مناسک یہ نکل کر عذاب کا خوف ہے صرف کا فر کے لیے ہے بعض گنہگار مسلمانوں بلکہ نیک کاروں کو بھی تنگی قریبوتی ہے مگر وہ خدا کی رحمت ہے جیسے ماں پیار سے بچے کو دوس دہاتی ہے جس سے بچہ گھبراتا ہے وہ پوری محبت عذاب قریبوتی گذر چکی ہے تاکہ میری روحانی دیکھو اور مجھے جہنم میں نہ جانا پڑے جس کا عذاب یہاں سے سخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر قیامت اور وہاں کے حالات کو جاننا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جہنم کو موت کی خبر ہی نہ پہنچی مان کے لیے حساب قریبوتی ملے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مرتے اور اس کے اچھے خاتمہ کو سارے فرشتے دیکھتے اور جانتے ہیں خواہ آسمانی فرشتے ہوں یا درمیان، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے حقوق میں بڑے عالم ہیں بھی ہر شخص کی موت اور اس کے خاتمہ سے خبردار ہیں ایسی ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں مومن کے لیوان بلکہ ان کے مراتب ایمان کی بھی گواہی دیں گے اور مومنوں کی شفاعت کریں گے اگر آپ کو لوگوں کے ایمان و کفر کی ہی خبر نہ ہو تو یہ کام کیسے کر سکتے ہیں، خیال رہے کہ ہر روح کے لیے آسمان سے جانے کا دروازہ مقرر ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر ہے غازیوں کے لیے ادا دروازہ ہے حاجیوں کے لیے اور غازیوں کے لیے اور صحابیوں کے لیے اور مگر ہم بھی ہر دروازہ کے فرشتوں کا یہ دعا کرتا اظہار اشتیاقی کے لیے ہے کہ بے خبری کی وجہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب اللہ کی گواہی کے مرتے بعد نبی قبیس پسنائی نماز جاہزہ پڑھائی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ جہنمی ہے، شک یعنی کھلائے ہوئے نہیں جانتے تھے کہ اگر لوگوں کا دروازہ آسمان کے دروازے پر وقت نہ جہنمی رہتے ہیں ضرور کئے تھے، خیال نہ کہ آسمانوں میں ہے نماز دروازے ہیں بعض سے رزق آتے ہیں بعض سے عذاب بعض سے فرشتے بعض سے مرتے والوں کی روحیں اندر جاتی ہیں، ایک دروازہ وہ بھی ہے جو خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوائج میں جاتے کے لیے مفادہ پسے کسی کے لیے کھلا تھا نہ پھر

رَوَاهُ أَحَدُهُ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا احْضَرْتُ كَعْبًا لَوَقَاةً اَتَتْهُ اُمُّ بَشِيرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَنْ لَقِيتُ فُلَانًا قَاتِلًا عَلَيْكَ وَمِنْ السَّلَامِ فَقَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا اُمُّ بَشِيرٍ عَنْ اَسْغَلُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَنْ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَرِيقٍ تَعْلُو شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى قَالَتْ فَمَوْذُوكَ رَوَاهُ ابْنُ مَالِكَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَسَمِعَهُ عَنْ أَبِيهِ اَنْ كَانَ يَخْبِرُ اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سَمِعَهُ الْمُؤْمِنِينَ طَرِيقٍ تَعْلُو فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ رَوَاهُ مَالِكُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ

(الحمد وروایت ہے حضرت عبدالرحمان بن کعب سے وہ اپنے والد سے راوی نے فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب کی موت آئی تو ان کے پاس ام بشر بنت البراء بن معرور آئیں سے بولیں بلے ابو عبد الرحمن اگر تم فلاں سے تو موت انہیں میرا سلام پہنچانا کہ وہ لوگوں ام بشر انہیں بخشے ہم تو ان چیزوں سے زیادہ مشغول ہیں گے وہ بولے اے ابو عبد الرحمن کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ رسول اللہ کی روحیں سبز برہندوں میں جنت کے درخت تکھاں جاتی ہیں تو کیا میں بولیں یہی ہے کہ وہ ابن عباس، پیچقی، کتاب البعث والنشور، روایت ہے انہی سے وہ اپنے والد سے راوی وہ بیان کرتے تھے کہ کئی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی روح برہندہ سے جنت کے درخت میں اٹھایا جائے گا کہ انہیں جس دن اسے اللہ تعالیٰ کا تو اس کے جسم میں لوٹا گئے گا) (مالک، سنن ابی یوسف، فی کتاب البعث والنشور)

بعد کی کسی کے لیے کہنے، اسی لیے حدیث صحیحہ میں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبریل ہیں گئے دروازہ کھولا تو دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو تمہارے ساتھ کون ہے اگر یہی کوئی مام دروازہ ہوتا تو اس سوال کے کیا سنی تھے، اے حواریین انصاری ہیں یا نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زاد بچہ میں پیدا ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے آپ کے والد کعب ابن مالک انصاری چلنا وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا واقعہ سورۃ قمر میں مذکور ہے سلام بزرگی مصابت میں اختلاف ہے البتہ ان کے والد جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سہ حق یہ ہے کہ فلاں سے مراد ان کے بیٹے بشر ہیں جو ان کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے جس کا انہیں بیعت ضرور تھا مادہ سورۃ قمر میں جو بیعت ہونا اس کی معرفت اپنے بیٹے کو سلام کیا کہ بیعتی تھی اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی آئیں، اگر کوئی مطلب یہ ہے کہ اگر تیسری روح اسی جاہلیت میں سے ہو جس سے بشر ہے تو کم مزدوران کے پاس مبارک گئے اور ان کے ساتھ جو گئے تھے مینی جہنم جو حالت میں گرفتار ہوا کسی کو کسی کی خبر نہ ہو یا کفار کے لیے ہے تہدی موت تو شیعہ لقیوں قسم جو نہ اور اطمینان شرع ہونے کا وقت ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی روحیں جنت میں پہنچ جاتی ہیں اسی لیے اس طبقہ کا نام جنت الاروی ہے مینی روحوں کی بنا، لینے کی جگہ ان کا نام یہ حیثیت ہے ان کے نزدیک شہداء کہے گئے ہیں جنت کا خاص طبقہ ہے اس سے معلوم ہو کہ درجہ کے لیے نہ انہیں جنتیں اور وہاں کی نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں شہید بھی بعد موت مومن کی روح برہندگی

وَالشُّوْرَ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَكَّكَدِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَوْمُوتُ فَقُلْتُ أَقْدَرَأُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ  
**بَابُ غَسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينِهِ**  
**الفصل الأول** عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَعْمَلُ يَابِتَةً فَقَالَ اغْسِلْنَاهَا لَنَا أَوْ خُصَّاسًا أَوْ كَثْرَمِنْ ذَلِكَ أَنْ زَايَيْنَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ رَوَاهُ

روایت ہے حضرت محمد بن عبد اللہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا جبکہ وہ وفات پا چکے تھے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا (ابن ماجہ)

### میت کے غسل اور کفن کا باب

پہلے فصل ہر روایت ہے حضرت ام عطیہ سے کہ فرماتی ہیں ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف تھا کہ جب کہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے کہ تو فرما کہ لانا میں ہیں باہر یا پانچ بار اور اگر سن سب سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور میری غسل دو

نگاہ میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے اور وہاں کے پھل کھاتی ہے فرق یہ ہے کہ وہیں ہر وقت کھاتی ہیں اور ان کی رو میں صبح و شام ہمارے جیسے کہ اس سے ہم کو مزہ ملا رہی مدد کہیں بھی رہے گا اس آسم سے متعلق رہتا ہے امرتا ہے اس کچھ فرما کر کہنے کے بعد وہیں کا ہم کو مدد کی طرح لطیف ہوا کہ ہے پرنا پھر وہیں جہنمات جہاں پہلے عالم کی سرکرتا ہے دیکھو سراج کی رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مدوح کا طرح نور پر چکا تھا اور وہاں اللہ کے لیے تمام زمین سیرت دی گئی ہے وہ ایک وقت مختلف جگہیں موجود ہوتے ہیں ان کی کرامت تو دنیا کی اس زندگی میں دیکھی گئی ہے پھر عالم مدوح کا کیا جو صاحب شہدین نے اس حدیث کا اس لیے ذکر کیا کہ برحق ہے وہاں ہے اگر انسان مدوح برحقوں میں بیخواسے تو اڑیں گا اور ان ثابت چکا کہ یہ ان کلمات ہے وہ مدوح خود اس شکل میں ہوا کرتا ہے اور اگر اس سے اسے کی تسلی اس میں قدرت مانتا ہی گئے گا کہ جس کی مدوح میں جاتی ہے وہیں کی مدوح کا پر وہیں جاتا ہے جیسے متنوں کا شکل لسانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں کہہ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قبر میں تشریف لائے گی تم سے ان کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا سلام عرض کرو دنیا اس سے معلوم ہوا کہ وہیں سوائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض و دعویٰ میں لایا ہے متعلق تو امر کرنا اور پہلے ہی یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم بدیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہو گے جسے بھی وہاں یاد کرنا شعور میں ہیں جی یاد رکھنا ساکن کو چہ یہاں ان سلام شوق پیچھے یکساں درخت عزت کا کلمہ تمام امت کا اس واقعہ کے کہ وہیں مست کامل فرمیں گناہ سے ہی یہ ہے کہ غسل نہایت نہیں ہو کہ غسل نہایت کی طرح حدیث سے منسلک ہے وہی ہون کی نذر خود نور ہے اس کی کرامت منکر کر کہ حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ وہیں کی زندگی اور موت میں میں نہیں ہوتا (اللہ) ان کا راز ہر ایک کو امت اسے نہیں کہتی ہے کہ شہید کی امت اس میں حدیث میں جی یاد رکھنا ساکن کی نذر دھرم میں نور اللہ شہید کی امت میں نہیں نور کی امت میں تم کے ہی کوئی منت نذر کے لیے میں پڑے عورت کے لیے یا پانچ گنا کہ وہاں کے لیے اور پڑے عورت کے کہ میں کوئی ضرورت، ضرورت وہاں کے لیے ایک ایک کپڑا اللہ انکسار میں بہت کو جب انصاف میں اکثر حضور صلی اللہ

علاوہ اسکے ساتھ فرزند میں شریک ہیں زعمیوں کی طرح یہی کہہ کر قہقی کہہ رہا ہے اور یہی حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جولوہیہ اہل ابن عباس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نام اور ادنیٰ بڑی بیٹیوں میں سے ہیں وراثت پائی، انھیں نے فرمایا کہ ان کو تمام زجر حضرت عثمان غنیؓ میں کی وراثت ملے گی تو یہی گفتگو فرمائی اور یہی ہے کہ اس طرح کو یہی کہہ سکتے ہیں پانی میں حوش دے دو کہ کو کہہ کر یہی سے میں خوب کٹا ہے خوشی وغیرہ صاف ہوتی ہے اور اس سمیت کا بدن جلد بزرگ نہیں تین بار غسل دینا سنت ہے سات بار تک جائز اور علاوہ اس سے زائد وہ کہہ کر استعمال جائی بارز سنت ہے باقی میں جائز خیال دیکھ کہ غسل سنت میں کلی اور ناک اس میں پانی نہیں پڑتا یعنی آخری بار حوائی ان پر جلا اس میں کھو کا قطرہ جو کھو کہہ کر بہتین خوشی ہے اس سے کہہ کر دے کہ ہم کے قرب نہیں آئے مگر عوامی جہیز نے یہ کہہ کر آخری پانی میں لایا جائے، انھیں نے فرمایا کہ اسے خوشبوؤں میں شامل کیا جائے بہتر ہے کہ دروڑوں جگہ استعمال کیا جائے مثلاً شہادہ و دیگر اگلا تا ہے جو جسم سے ملا ہے شہر میں ہاؤں سے ملا ہوا ڈھانڈا دے کر پڑے مٹی پر مہینہ زینبؓ ان کے جسم سے ملا ہوا دھواؤں اور پر تین دن کفن میں شمار دیتا بلکہ رکت اور ترقی کی مشکلات حل کرنے کے لیے رکھا گیا، اس سے تین مسئلے حلوم سے ایک یہ کہ دروڑوں کے بال، ناخن، ان کے استعمال کر کے بزرگ ہیں جن سے دیا، قبوہ و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں، قرآن شریف میں ہے کہ جو صفت اسلام کا قبض کر کر کے یعقوب علیہ السلام کی تاباں تحقیق روشن ہو گئی اس صافیت میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ میں عمر بن ماسد کو دعا کر کے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن، بال، و تین دن شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے، اور دوسرے یہ کہ دروڑوں کے بزرگوں اور قرآنیت با دعا کی جیسے با دعا نہ کر کہ ریت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا مذکور کہ سنت ہے۔

نہیں ہے یہ ان چیزوں کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے کہ جب میت پھوٹے پھوٹے گرائن کی ہے حسی ہوگی و جھڑوہ یا فوٹو کلمہ رکھو یا بار فرماتے ہیں وہی تاب مذکور ہو رکت کے لیے جیسے ہیں حالانکہ پانی دیتے ہیں بیچ کر کہی بناتے سب کو سلام ہے کھنی اٹنی کھنے اور حرکات کن میں رکھنے کی بڑی رحمت جاری کتاب مبارکھی سنتہ اول میں دیکھو یہی سنتی ہے میت کو دروڑوں پر اس طرح حش و دروڑوں کو بار بار صمد وھو و دیگر دایاں میان مرقات نے فرمایا کہ گرفتار انگلی پر پھر اچھٹ کر کر کے اس کے اوتوں اور تختوں پر پھر دے تو مستحب ہے۔

مکہ حضرت ام علیہ کا عمل اپنی رائے سے جو کچھ کر مٹا مٹا کر اس کے من حصے کر کے چھٹی تہی میں جس سے وہ مدار سے بال۔

بَعْضُ سَعْرَانِيَةٍ مِنْ كُرْسِيِّ لَيْسَ فِيمَا قَبِصَصَ وَأَعْمَامَةٌ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَهْنَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنْ تَجَلَّكَ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ صِفَتِهِ وَمَا فِيهِ مِنْ حَرَمٍ فَمَا تَفَعَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِعْشَاؤُهُ بِمَا وَاسِلُهُ وَكَهْنُوهُ فِي نَوَاسِئِهِ وَلَا تَسْوَهُ بِطَيْبٍ وَلَا خَشَعَرٍ قَارِئَةً فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلَكَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَدُهُ حَدِيثُ ثَابِتٍ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى **الفصل الثاني** عَزَّ

کھن دیا گیا جن میں تیس اور بار نہ تھے (مسلم بخاری)؛ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کھن دے تو اچھا دے گا (مسلم)؛ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ تھا جسے بحالت احرام اسکی ادھنی نے کھل دیا وہ فوت ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پانی اور میری غسل دوا دارا اس کے دو کپڑے میں سے کھن دوا اور نہ اسے غور شو کہ وہ نہ مرے شو کہ قیامت کے دن ہمیکہ کہتا تھا کہ (مسلم بخاری) اور ہم خیاب کی حدیث کہ مصعب ابن عمیر قتل کیے گئے اللہ اللہ تعالیٰ باب جامع المناقب میں ذکر کریں گے کہ: دوسری فاصلہ روایت ہے

پیشہ کے چھپے بہتے ہیں، منعت یہ ہے کہ نیت حرمت کے بال دو حصے کیے جائیں ایک حصہ بائیں طرف سے دوسرا آئیں سے سید پر ڈال دیا جائے، سارے بال کا چھپے رہنا مسنون نہیں؛

اس میں مسنون صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتی، یعنی سفید کرے کہ کھن دیا گیا یہی منعت ہے اور فی یار شہن کھن منعت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشم کھن حرام ہے یہاں تیس سے سلی کوئی قیاس مراد ہے جو زندگی میں ہی جاتی ہے کھن کی قیاس مراد نہیں کہ وہ تو سنت سے اس سے ملامت ہوتا ہے کہ کھن کے وقت قیاس انکار بھی مقلد نایہ حدیث حضرت جابر ابن عمر ؓ کا اس حدیث کے خلاف نہیں کہ میں نے کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیاس میں کھن دیا گیا قیاس انکار اور نہ ذکر ہاں کھن کی قیاس مراد ہے عامہ کے متعلق بعض علما نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان میں عامہ نہ تھا بلکہ عامان کے علاوہ تھا اس بنا پر مشائخ علما صوفیاء کے کھن میں عامہ دینا مستحب ہے والد اعلم۔

اس میں اچھے سے مراد بہت جلدی اور بیش قیمت کھن نہیں بلکہ چھپے کرے مرنے والا جو کہ نیت تھا ایسے کرے میں کھن دیا جائے وہ حد والوں میں نہ شادی والوں میں یعنی وہ مایہ نڈھایہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ کھن میں غور نہ کر بعض مذاہبات میں ہے کہ مردوں کو اچھا کھن دیکر وہ آئیں میں ہٹے ہیں تو اچھے کھن سے خوش ہوتے ہیں مسئلہ احناف کے ہاں یہ حدیث اس حدیث کی خصوصیات میں سے ہے جو عرم کا جو ایسے احرام میں فوت ہو جائے یہ کھن میں اسے دگر مردوں کی طرح یہ کھن سے کہہ کر دینا جائے گا ایسے مسنون ہے اللہ علیہ وسلم نے اس کی کار کھن دیکر کھن کے ساتھ تم ہی کی کہ کرنا کھن کھن وہ حق کے احکام کی اعادیت عام میں ان میں عرم اور غیر عرم کا فرق نہیں مسئلہ یعنی وہ حدیث صحاح میں یہاں بھی نہیں کہنے اسے اس باب کے مناسب سمجھا، واللہ

حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرما باز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید کپڑے پہنو کر کھڑکھادیے تم اگر کپڑوں سے بہتر ہیں اور اس میں لپٹے کپڑوں کو کھن دوں وہ خدا اور پیغمبر اللہ سے کہو وہاں ان کا ہے ننگا تیز تر نہ کہ لے (ابوداؤد) ترمذی ابن ماجہ نے موات کا حکم روایت کیا ہے روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرما باز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت جسمیا کھن نہ دو کہ کوئی بہت جلد گل جائے گا (ابوداؤد) یہ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ آپ کو جب مواتی تو آپ نے کھنے کیلئے مٹکا لے انہیں پہنا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میت انہیں کپڑوں میں لٹکے لیکن میں مرے گا (ابوداؤد) یہ روایت ہے حضرت عمارہ ابن صامت سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ میں نے جوڑا سے شہ ادب بہترین قربانی سبیکہ والا دلاؤں ہے

جائے یہاں کے وہاں لائیں گے پہلے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ زندوں اور مردوں کے لیے مفید کچرا اکٹبا ہے روز عمویت ہیست کے لیے  
 پزشکی، سونی اسرغیلا پر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید ادرہ ہے تلہ یاں سر سے زندوں کا سر مراد ہے کیونکہ مردے کا سر  
 لگانا ناست نہیں، زندہ سر سے مراد سادہ اصفیٰ یا سر سے یہی چتر ملا، حدیث شریف میں ہے کہ کرمی محل النذیہ وسلم روز ازہ شب کو  
 سر سے وقت ہر آنکھ میں تین مین سلائی لگاتے تھے اس سے پک کے بال بڑھتے ہیں اور آنکھوں میں روشنی ہوتی ہے تلہ یعنی نایت  
 قیمتی اور ہمدردی کفن نہ دیکر ہر اسراف صحابہ سے اور بیکار بھی، اسی لیے فقہاء نے فرماتے ہیں کہ میت کو درمیانی کفن دیا جائے اس لباس میں جس میں  
 وہ اپنے دوستوں سے ملے جاتا تھا یا اچھا یا جاتے حد کا کہی حدیث میں گذر گیا تلہ آپ نے اس حدیث کو غفار ہیستی پر محمول کیا ہے  
 کہ حضرت عثمان غنی نے اذین علیہ السلام فی القبر کفن میں ساری درہاگہا سمیٹا حاکم کہ وہاں سے کھڑی خود سے مراد یہاں  
 تھا اس حدیث میں کپڑوں سے مراد حال ادرہ عالی ہی یعنی ایوان و کفر تقویٰ ادرہ، تین حال میں مرے گا کسی میں تاسات کے دن گائے گا اور نہ  
 قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ سب مردے اپنی قبروں سے نکلے دوسرے عترت انھیں گے دفن فرما ہے کَمَلَبَدًا اَوَّلًا مَلَبَدًا نَجِيدًا  
 بعض علما نے اس کی توجہ میں کہ میت قبروں سے کپڑوں میں یا نکلے گی محض سر نکلی ہی گئیں یہ معنی بہت ہی عجیب، اعات اشع علانی  
 پیر اور بلند ہو سکتے ہیں دو کپڑوں پر لپیٹا جاتا ہے چونکہ دوسری درایت ہی آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو توفیق میں اور ہمیں میں کفن دو کپڑوں



رَوَاهُ الْبُؤَدُودُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ أَحَدَانِ يُنَزَعُ عَنْهُمَا الْحَدِيدُ وَالْجُودُورَانِ يُدْفَنُونِ بِمَا هُمُ مَوْتِيَاهُم رَوَاهُ الْبُؤَدُودُ وَابْنُ مَاجَةَ، الْفَصْلُ الثَّلَاثُ بِعَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ أَبِي سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عُقُوبٍ أَقْبَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قَتِلْ مَصْعَبَ بْنَ عُقُوبٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنْكَ كُنْ فِي بَرْدٍ فَإِنْ نَحِطَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ بَدَأُ رَأْسَهُ وَارَاهُ قَالَ وَقَتِلْ حَمْرَةَ وَهُوَ خَيْرٌ مِنْهُ سُبُطٌ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا قَاسِطٌ أَوْ قَالَ أَعْطَيْتُمُنِ الدُّنْيَا مَا أَعْطَيْنَا وَ لَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونُوا حَسَنَاتًا نَحْلُكُ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَنْتَعِ حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ رَوَاهُ الْبَغَارِيُّ

(الوادد) اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابولہاس سے روایت کی ہے روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے امد کے متعلق حکم دیا کہ ان سے یو باد پرستی میں ان کی جائیں اور اپنے غویں اور کٹوں میں دفن کر دی جائیں (الوادد) اور ابن ماجہ نے ترمذی سے روایت ہے حضرت سعد بن ابی ہاشم سے وہ اپنے والد سے راوی کہ عبدالرحمان بن عوف کے پاس کہنا لایا گیا کہ وہ کچھ روئے دار تو رہا کہ مصعب ابن یزید جو مجھے بہتر تھے جب شہید ہوئے تو ایسے چادر میں لٹک دیئے گئے کہ اگر ان کا سر ڈھکا جائے تو بالوں کھل جائے اور اگر پاؤں ڈھکے جائے تو سر کھل جائے حال ہی میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت حمزہ جو مجھے بہتر تھے کہ وہ بھی شہید ہوئے چہرہ پر دیا اتنی پھیلائی گئی جو پھیلائی گئی یا انہوں میں دینا اتنی جوتی میں جلوس ہے کہ ہمدی نیکیوں کا کتاب جلد دے دیا گیا ہو کہ پھر دے دے سچی کھانا چھوڑ دیا رکھ (عقب رہی) :

اس لیے حد کے لیے تین کوئے سنوں ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنس میں بھی موزا بنز ہے، جسے دار پر حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھو کچھوی رحمۃ اللہ علیہ عرف اشرفی میاں نے اپنی موت و کنس کے لیے یہی موقوفات شریف کا شہد آب بنز اور خاک شفا محفوظ رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ کنس کے وقت یہ شہد پائی اور خاک شفا لا کر میرے منہ میں چپایا جائے اس اس مولا کنس میں مجھے کنس دیا جائے یہ اسی حدیث پر عمل تھا انھوں نے کہ فقیر اس وقت حاضر تھا کہ حضرت کنس میں سنہ و یا

لے شہید کیا یہی حکم ہے کہ اس گستاخ خود زہ و پرستین و غیرہ تارلی جاتی ہیں اور اسے اپنی پسے ہوئے کپڑوں میں بٹریل مع خاک و خون دفن کیا جاتا ہے، اہل کنس کی پوری کڑی ساقی ہے، شفا شہید اگر صرف کڑے پانچا مہینے ہوتے ہے تو اسے چادر اور دی جائے گا شہید کو غسل دینے کا سنت ہی احادیث میں جو بخاری اور دیگر صحاح و غیرہ کتب میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے منقول ہیں لے انظار کے لیے غالباً روزہ نفل متا کہ نامہ بن اور پرتکلف تھا، میں کہ آگے معصوم سے معلوم ہوا ہے کہ آپ بہترین کھانا کچھ کر حضرت مصعب و حمزہ کی مروت کے لیے یاد کر کے روئے گئے لے آپ کا یہ فرمان ہو، واکساری کے لیے ہے دربار مشرہ مشرہ میں سے ہیں اور حضرت مصعب و حمزہ ان میں سے ہیں تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ عشرہ بشرہ و دو چھ مہار سے افضل ہیں (لغات)

لے بیعت مہار کے لیے کہ ان کی جگہوں کا سارا مال ملال و طلب خدا جو غنیمتوں اور تبارکوں سے حاصل ہوا، پھر ان لوگوں سے

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کی بات کو اس کے غلاموں کو دیکھ کر بھی مان لیا۔ آپ نے حکم دیا کہ لوگو! اس کو اپنے غلاموں پر کھانا پکانا اور اس کا نام حضرت فریضۃ اللہ بنام لیا جائے اور وہ فرماتے ہیں کہ نبی اللہ نے حضرت عباس کو قید کیا۔ **جنانے کے کینے تھیں اوس پر نیراز پڑھنے کا باب** تھیں تھے (مسلم بخاری)۔

یہی فضل و روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ان سے

[illegible]

اَسْرَحُوا بِالْجَنَازَةِ اِنْ تَكْ صَالِحَةٌ فَيُرْتَفَعُ مَوْثَبًا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكْ سَيِّئَةٌ ذَلِكُمْ فَشَرٌّ  
تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُو سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّجُلُ عَلَا عَنَّا قِرْمٌ وَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ  
قَاتِلِي مَوْتِي وَاِنْ كَانَتْ عَاصِرًا لَمَقَةٍ قَالَتْ لَا هَلْهَا يَا وَبْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا اِيْمًا مَعَ صَوْتِهَا  
كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَبَحَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَتَقْوُمُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا

کو تیرے چاروں گوشہ ایک سے تو بھلائی ہے جس کی طرف تم اسے جا رہے اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو وہ ایک  
برا چیز ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو (مسلم بخاری) : روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے پھر اسے لوگ اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ ایک ہوتا  
ہے تو کہتا ہے مجھے چلو تے اور اگر بہت ہو تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے ہائے اسے کہاں سے جلتے ہو اس کی  
آواز ان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اگر ان سے کہیں کہ وہ میری ہوش ہو جائے گا (بخاری) : روایت ہے  
ابھی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ گے جو اس کے ساتھ جائے وہ

دور پہلے ہی، سارے جنازہ سے پیچھے ہی رہے، بدل آگے پیچھے ہر طرف چل سکتا ہے گریدل جاتا اور پیچھے رہتا ہر طرف سے ضرورت کے  
وقت میت کو ساری رہے جا یا بھی جائز ہے جبکہ قبرستان بیت دہر ہو جیسے کراچی یا ممبئی اور نہ سنت ہے کہ کیا آدمی اپنے کندھوں پر  
اٹھا کر اس طرح سے جائے کہ میت کا سر آگے ہو پاؤں پیچھے، نماز جنازہ فرض کیا ہے اس نماز کی بین شریعت میں میت کا مسلمان ہونا،  
پاک ہونا، نماز کے آگے رکھا جانا، نماز اٹھنا، غسل سے پہلے یا آداب جنازہ پر یا ساری پر رکھے ہوئے یا نماز کے آگے پیچھے رکھے ہوئے یا نماز جنازہ  
میں نہیں ملے میت کو قبرستان پر دفن کرنے سے روکنا عام فساد سے زیادہ اور دھڑلے سے کہے کہ ہر گز میت کے چھل یا پھٹ جانے  
کا مذہب کو توڑ دیتے ہو جسے سے جائیں گے یعنی بزرگ اور بد میت کو نیز یہ ہے جا یا جائیے ایک کا کہنے کے اس کا لگا لگا اس کے لیے غیر ہر حال  
جہلی یا پھیلاؤ، کو کہ اس لیے کہ وہ رحمت سے دور ہے تم سے بھی جہلی دور ہو جائے، اس سے سلام ہو اگر کہے آدمی کی محبت ہے بعد ازیں  
غیر چر جائے کہ اس کی زندگی کی قربت تھا یا نہ تھا ہے فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الرِّكَائِیْمِ تَعْمُ الْقَوْمُ الْعَظِیْمِ تَعْمُ جَنَازَہ سے مراد میت ہے  
اور اس کے رکھے جانے سے مدد کرے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان کے جانے کے لیے رکھا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ مردہ دریاں تال  
یہ گفتگو کرتا ہے کہ تو کہ اسے نہ سڑ میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے اب اسے یہاں ٹھہرا دیا گیا سلام ہوتا ہے اس کے لیکن سے ملکر یہ حوا  
اس سے سلام ہو اگر اس حالت میں ہی کسی ہم بیان ہو چکی ہو تو ہے اور ہر موت مردہ ہر جا بھی ہے مٹا بھی ہے جس کا باب عذاب قبر میں گذر چکا کہ  
مردہ چلتے والوں کے چروں کی آہٹ مٹانے کے، احمد طریقی ابن ابی الدینا، معرفی اور ابن منذر نے لایا ہو بخدی کے روایت کی کثرت اپنے غسل دینے والے  
انہوں نے لایا کہ کہن دینے اور قبر میں اسے دے کہ سب کا تاج ہے اور امت مٹانے اس عبادت سے سلام ہو اگر مردہ کی کسی گونہ زبان تال سے آواز کے ساتھ یہ

يَقْعُدُ حَتَّى تُصَدِّقَ عَلَيْهِ، وَكَانَ جَابِرٌ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَمِئًا مَعَهُ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ مِمَّنْ فَاذْأَرَايَكُمْ الْجَنَازَةَ فَتَوَمَّوْا تَتَفَقَّحَ عَلَيْهِ، وَكَانَ عَلِيٌّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَمِئًا وَقَعَدَ فَقَعَدَ نَأْيَعِي فِي الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ مَالِكٌ قَالَ دَاوُدَ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ، وَكَانَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةً مُسْلِمٍ إِيَّائَنَا وَاحْتَبَأَ أَبَاكَانَ مَعَهُ حَتَّى يَصِلَ عَلَيْهِ مَا يُقْرِئُ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنْ الْأَجْرِ

یہ سنئے کہ رکھ دیا جائے (مسلم بخاری) بروایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں ایک جنازہ گزر رہا تھا اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو یہودیہ تھی، فرمایا موت و شہادت ایک ہے تو جو میں جنازہ دیکھا کرو تو کھڑے ہو جا یا رکھو (مسلم بخاری) یہ روایت ہے حضرت علی سے کہ آپ نے آپ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہوئے پھر آپ بیٹھنے لگے تو ہم بھی بیٹھنے لگے، بیٹھے جنازے میں تھے کہ (م) اور مالک اور ابوداؤد کی روایت ہیں کہ اگر وہ اپنے سے پہلے کھڑے ہو کر بیٹھنے لگے، یہ روایت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کو گھبرا کر دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ بیٹھنے کے لیے اس پر ہاتھ رکھو اور اس کو گھونے سے روکنا

ہو جائے تو وہ خواب کے دو تھلا اٹھ جائے

جوتی ہے جسے باوجود فرسختہ و ننگ و سب سے تنے میں انسان کو اس لیے نہ سناؤ گی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں دوسرے اس پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ دائرے سے تو ایمان بالغیب نہ رہے ۵۰ اولایت کے لیے کھڑے ہو جانے کا حکم تھا یا تویت کی تعلیم کے لیے یا ساتھ دے فرشتوں کی یا مرنے کی گھبراہٹ کے اظہار کے لیے، لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا اس کی ناجائز حدیں آگے آ رہی ہیں اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حیثیت کے ساتھ معاملہ نہ چاہے اسے کھڑا ہونا کرنا ہے یا نہ ہونا

۱۔ لوگوں کی طرف سے زمین پر ناکارگراس کی امداد کی ضرورت پڑے تو یہ بآسانی امداد کر کے یہ حکم بھی جاری ہے کہ حیثیت کو کدھوں سے اتارنے سے پہلے بیٹھ جانا کرنا ہے اگر وہ اپنی معنی میں کہہ کر بیٹھ جائے تو یہ حیثیت منسوخ ہے جس کا نام آج آگے آ رہا ہے شروع اسلام میں دفن سے پہلے بیٹھنا کہ وہ قصاب ہوتا ہے شہ گھبراہٹ اور غصہ ظاہر کرنے کے لیے نہ کہ کافریت کی تعلیم کے لیے اس وقت کھڑا ہونا خوف کی علامت ہے اور پیشاب یا سختی زل اور غفلت کی نشانی اگر یہ حکم منسوخ ہے جب تک آگے آ رہا ہے کہ یہ حیثیت گدشتہ احادیث کی ناجائز ہے یعنی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے ہم بھی اسی پر عمل کرتے ہیں بعد میں آپ نے عمل مجرب دیا ہے میں مجبوراً اللہ اور کھڑا ہونا منسوخ ہے۔ خیال رہے کہ وہ قیام منسوخ ہوا ہے جو صورت گھبراہٹ کے اظہار یا لاگو کرتی ہے تعلیم کے لیے کوئی ساتھ ماننے کا لڑوہ نہ ہوا ساتھ ماننے کے لیے اشتغال خواب بھی ضروری ہے مگر ان دو قیودوں سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ کافر کا حیثیت کے ساتھ باوجود کافریت میں کوئی کمال اعمال کا خواب ایمان سے نہ رہے دوسرے یہ کہ کیا گامی، تقویٰ نظر سے کسی مالدار کو خوش کرنے کے لیے ساتھ جاسے یہ بھی کوئی خواب نہیں صیغہ کراچ عثمانی صیغہ ہے کہ غریب کے جنازے پر اٹھانے والے میں مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور

وئے گا پھر احمد کے برابر اور جو اس پر نماز پڑھ کر کوفہ سے پہلے لوٹ جائے وہ ایک سحر لکھو لوئے گا (مسلم بخاری)۔ روایت ہے اچھی سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غصہ خفا کی موت کی طرف دعا میں دن انہوں نے وفات پائی کہ اور بخیر و صالحی کے ساتھ عیادہ تشریف لگے ان کی صفیں بنائیں اور چار زنجیریں کہیں کہ (مسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمان بن ابی لیثیہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا پھر ایک توسل سے ان سے پوچھا

ایس کے برائے پرکشش نو شاہیوں کا جو جم ہوتا ہے جو بیزار مانے ہوئے بھی ہے وغیرہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔  
 یہ نو شاہیوں کے بیویں جسے کوڑا لگا کر مارتے ہیں اور ان کے چہرے سے خون کے قطرے پڑ جاتے ہیں۔ یہاں  
 تجربہ دار صرف حقداروں سے نہ کہ دنیا کا ہر شخص ایک ایک شخصوں سے خاص ہے یعنی صرف نماز گزاروں میں شرکت کرنے والا اور صاحبِ پانا  
 ہے اور ان میں بھی شرکت کرنے والا نہ کہ غائبی بادشاہ جسے کاتبِ نشان کا نام احمد خاں ہے یہاں تھے بعد میں سلطان ہوئے اور  
 جوش میں ہمارے جواہر کو امن بھاری، ان کی منتیں بھی کیں ان کا انتقال رجب ۱۰۰۰ھ میں ہوا اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام  
 نے اور دراز ملک غائب حاضر سب کو دیکھ لیتی ہے کہ جنت اور دوزخ میں ایک جہت کا نازل ہے (ملاقات)

[illegible]

فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ هَذَا وَالْمُسْلِمُونَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِبَعْضِهِمْ أَلَمْ تَسْمَعُوا

ترجمہ: یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ کہتے تھے (مسلم) : نہ رات سے حضرت طلحہ ابن عبد اللہ ابن عوف سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ سورہ فاتحہ پڑھی پھر فرمایا تم جان لو کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے (بخاری) :

اس ایک کے اور کسی غائب صحابی پر نماز غائبانہ پڑھنی لہذا اس حدیث سے نماز غائبانہ کا جو ثابت کرنا بہت کمزور ہے مگر جب غائب خفی نہایت قوی ہے کہ جنازے کی نماز حاضر میت پر ہو سکتی ہے تو اگر غائب رہے :

سلحہ چاروں اماموں کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جن پر بے شمار عبادت محمودہ اور وہی اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کا عمل چار تکبیروں پر ہی تھا کیونکہ خود زید ابن ارقم چار ہی کہتے تھے اور جس نماز میں انہوں نے پانچ نہ کہیں تو صحابہ نے ان سے پوچھ کر شرح کر دی ، مشاعر میں فرماتے ہیں کہ حضرت زید ابن ارقم بھول کر پانچ کہ گئے تھے جب صحابہ نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نماز درست ہو گئی ، کیونکہ پانچ تکبیروں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے ، اس صورت میں حدیث بالکل واضح ہے ہم مجھے کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھولے سے پانچ تکبیریں کہ جائے تو نماز فاسد ہوگی ۔ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ پھر تکبیریں بھی ثابت ہیں مگر وہ سب مسووع ہیں چنانچہ غلط امام محمد ہی ایک حدیث ہے جس میں ہے کہ عند فاروق تک صحابہ نماز جنازہ میں کبھی تکبیریں چار کہتے کبھی پانچ کبھی پھر حضرت عمر فاروق نے سب کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر تم میں ہی اختلاف رہے گا تو قیامت تک سارے مسلمانوں میں اختلاف رہے گا ، تحقیق کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جنازہ میں چار تکبیریں کتنی کیں ، تحقیق سے ثابت ہوا کہ آپ نے چار تکبیریں کیں اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا ، چنانچہ حضرت عمر نے مدینہ مکہ پر حضرت امیہ بن عمر نے کوفہ پر حضرت حسن ابن علی نے جناب علی مرتضیٰ پر امام حسین نے حضرت حمیہ پر چار تکبیریں ہی کیں مگر فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا جنازہ پڑھا تو آپ پر چار تکبیریں ہی کیں اس کی پوری تحقیق کے لیے شیخ الفقیر، لغات و معانی میں دیکھو ۔

سلحہ آپ مشہور نا ہی ہیں ، حضرت عبداللہ ابن ابی سہل کے جیسے کہ اس حدیث کی بنا پر لوگ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے نماز پہنچنے کی طرح اس میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا چہ وجہ سے ایک یہ کہ اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے نماز جنازہ کے اندر سورہ فاتحہ پڑھی مگر نماز جنازہ کے بعد میت کے احوال تو اب کے لیے سورہ فاتحہ پڑھی کیونکہ یہاں صَلَّيْتُ کے بعد فقہاء نے فاتحہ تقیید سے معلوم ہو رہا ہے کہ قرأت نماز کے بعد بھی جیسے خَافَ أَنْ يَطْلُبَهُمْ فَأَنْتَبَهُمْ وَأَدَّاهُ سِرَّهَ یہ کہ اگر ان کو لیا جائے کہ آپ نے نماز کے اندر ہی پڑھی تو یہ نہیں ہوتا کہ کسی تکبیر کے بعد پڑھی ، جس سے یہ کہ اگر کوئی تکبیر بھی اپنی طرف سے مقرر کر لے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ میت پڑھی یا نہ میت دعا و یا نہ میت عادت تھی یہ کہ آپ کے سورہ فاتحہ پڑھنے پر سارے حاضرین صحابہ کو کھٹ کھٹ جواب آپ نے عذر کے طور پر کہہ کر میں نے اس لیے علی کیا تاکہ تم جانو کہ یہ میت ہے معلوم ہوا کہ صحابہ اس کو سنت نہیں جانتے تھے اور نہ پڑھتے تھے مگر آپ کو عذر نہ کہی پڑھی پھر



روایت ہے حضرت عوف بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو میں نے اس کی دعا حفظ کر لی آپ فرماتے تھے اے اللہ اس شخص کے لئے عافیت سے اسے عاف کر اس کی جان اچھی فرما اس کی قبر فراخ کر اور اسے پانی برف اور ادرال سے دھو کر اسے ادرال سے خطاؤں سے ایسا صاف کر دے جیسے تھو سفید کرنا میں نے اسے صاف کر دیا ہے اور اس کو اس کے گھر سے اچھا گھر دیا وہاں پہنچے گھر والے اور اس کی بیوی بہن بیوی عطا فرماتا اور اسے جنت میں داخل کر اور قبر اوداگ کے عذاب سے بچا لے اور ایک روایت میں ہے اسے قبر کے نذر اوداگ کے عذاب سے بچا لے فرماتے ہیں تم کہ میں نے اسے آرزو کی گریہ میٹ میں ہوتا ہے (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابوسعید الخدریؓ کہ میں نے عہدہ الرضوان سے کعب

یہ کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ شہادت لعوی فرمایا یعنی یہ بھی ایک طریقہ ہے، کہ بجا آئے اور شفاء اور دعا دے کر یہ پڑھ کر جانے احتیاج بھی کہتے ہیں کہ نبوت شفاء یاد عالمہ پڑھنا جائز ہے بہ نیت کلمات منع چھتے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہو سو قانون کہ یہ کما بھیہ کر ام بھی جنازہ میں فاتحہ کی تلاوت نہ کرتے تھے چنانچہ مؤلف میں عن مالک عن نافع سے کہ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ تلاوت قطعاً نہیں کرتے تھے اسی مؤلف امام مالک میں ہے کہ کسی نے حضرت ابو ہریرہ سے پڑھا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے تو آپ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جائے تو پہلے حکیم کبیر اور عمار کی حمد کہ پھر دوسرے ثعلبہ پڑھو پھر یہ دعا پڑھو اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الْاَنْبِیاءِ اجمعین حال اس حدیث سے نماز جنازہ میں تلاوت فاتحہ پر دلیل کی جاتی ہے ناگاہ باطل ہے غریب احتیاج شفاء تو کسی سے بھی شرح بخاری میں اس جگہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما ابوبکر رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہما، سعد بن حنیف، ابن عمر، سعد بن جبر، رضی اللہ عنہما اور عمار رضی اللہ عنہما میں جنازہ میں فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے ۛ

اس لئے یہاں رب کی رحمت کو پائی بہت اور اولہ کہ لکھا کہ مشن سے پائی سے مناسے میں دل کو خوشی دماغ کو فرحت جسم کی صفائی اور اس سب کو بھی حاصل کرتے ہیں مگر اسے دوزخ کی آگ میں کیا کراث نہ کہ تاکہ معافی اور رحمت کے مشن سے پائی سے ۔

اس لئے یہ کڑے کی صفائی دوسرے عسوس میں پتی ہے ایسا بھی مستعد کڑے کی قدر نہ کی گئی ہے قیامت کے بعد اس رحمت میں عمر دسے غلات خندہ دسے اور جو زمین اور دنیا کی بوی جو دیاں حوس سے بھی خوبصورت ہوگی اور جس میں دنیا کی سنی پھر دیاں کوئی فرما نہ ہوگی وہ اسے غیب کہ لکھا اس دعا میں اتوزن میں کہ رحمت میں دنیا کی عویں خوردوں سے بھی ایسا ہوں کی بھر یہ الفاظ کیوں ارشاد فرماتے تھے تاکہ بے

عَائِشَةُ لَمَّا قُوفِي سَعْدُ بِنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أَصِلَ عَلَيْهِ فَإِنَّكَ  
ذَلِكَ عَلَيْهِ بِمَا قَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِي بِصُكْرٍ فِي  
الْمَسْجِدِ سَهْمِيلٍ وَابْنِهِ رَوَاهُ مَسْرُوفٌ وَعَنْ سَهْمَةَ بِنْتِ جَنْدَبٍ قَالَتْ صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ فَأَنْتِ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا مَتَّقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ

سعد ابن ابی وقاص کی وفات ہوئی تہ تو حضرت عائشہ نے فرمایا انہیں مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی ان پر نماز پڑھ سکوں تاکہ اس کا آپ پر اجر مل سکے اور آپ نے فرمایا اللہ کی قسم بیٹا کے ذریعوں میں سہیل اور اس کے بھائی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تھی تہ (مسلم) روایت ہے حضرت سہیل ابن جندب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر نماز پڑھی جو اپنے نفاس میں فوت ہوئی تھی تو آپ اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھو کہ ہم بھاری بہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے

معلوم اللہ علیہ وسلم کی آنکھ ماہر فیہب ہوتی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا پڑھا کہ اے اللہ میرے پڑوسی محمد پر بھیجے مقتدیوں نے سن لی نہ آپ کی وفات اپنے عمل ہوئی جو مدت متور سے دس میل دور مقام یثیق میں تھا لوگ آپ کی میت اپنی گردن پر اٹھا کر مدینہ منورہ میں لائے تاکہ میں دفن کیا جاسکے یہ واقعہ میرے سامنے ہے کہ زمانہ میں بولتے ہیں ان کے زمانہ کی بھارت میں نبوی میلہ ہوا کہ اپنے گھر سے میں بھی اتفاق کروں اور نماز میں شریک ہو رہا تھا کہ تمام صحابہ تہ کہ ان کا زمانہ مسجد میں جاتے نہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں کسی مسجد تھ کہ مسجد نبوی میں بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی تھی بلکہ وہ حضرات اس کو نماز جانتے تھے ورنہ انکار کیوں کرتے تھے ان لوگوں کا نام آہل اور سہل ہے ان کی مال کا نام و مدینہ تہ محمد بن عقبہ بیٹا سبب ان کے والد کا نام عروا بن وہب یا وہب ابن زبیر ہے جو مشہور مدینہ کی صحابی ہیں ان بچوں کا اور ان کے والد کا انتقال مشہور میں ہوا ہے اپنی مال کی نسبت سے مشہور میں ان خیال رہے کہ مسجد نبوی میں نماز جنازہ امتنان کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے میت مسجد میں لایا نہ ہوا کہ اسے کراؤا دیا جائے یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میت مسجد میں نماز پڑھے اس کا کوئی ثواب نہیں اور ایک روایت میں ہے قَدْ شَفِیْتُ لَهٗ لَیْسَ وَہ کچھ نہیں امام شافعی کے مال کا کرامت جانتے ہیں اس حدیث کی وجہ سے ان کی دلیل صرف اپنی حدیث ہے مگر ان کا یہ استدلال بہت کمزور ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ تمام صحابہ کا حضرت عائشہ صدیقہ کے اس فرمان پر اتفاق کرنا اس بات کی گنجی دلیل ہے کہ وہ حضرات مسجد میں نماز جنازہ نہ جانتے تھے ورنہ ان کے زمانہ میں اس کا رواج بالکل دفعاً دور ہے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورت اپنی جنازہ مسجد میں پڑھا اس کے سوا کوئی مسجد میں نہ پڑھا اگر مسجد میں جنازہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا کہ تہ تیسرے یہ کہ یہ زمانہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش لیا اپنے اتھکان کی گھوڑی کی وجہ سے پڑھا بہا لسنہ مجوری عنادات کی گئی اسے جانتے تھے ہیں تھے یہ کہ یہاں مسجد سے غارت مسجد مراد ہے اس کے احتمالات کے ہوتے ہوئے اس حدیث سے اس مسئلہ کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے (دعوات) افسوس دہیال سے مراد کہ بائین ہے دوسرے مسئلے زیادہ ظاہر یہ خیال رہے کہ امتنان کے نزدیک امام میت کے سینے کے مقابلہ کلمہ اویسیت مراد ہے یا عورت کو کچھ سینہ میں دل ہے اور دل میں ایمان اس لیے کہ امام احمد و کئی دوسرے ان کو غالب فرماتے ہیں اس نے

عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَدْرٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا قَالُوا  
 الْبَارِحَةَ قَالَ فَلَا أَذْنَمُونِي قَالَوَاذْنَمْنَا فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُقْطَعَ فَقَامَ فَصَفَّحْنَا  
 خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُومُ الْمَسْجِدَ  
 أَوْ شَابَ فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْعَنَهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ  
 أَفَلَا كُنْتُمْ أَذْنَمُونِي قَالَ فَكُنَّا نَمُصُّ رُءُوسَهُمَا وَأُخْرَى فَقَالَ دُونِي عَلَى قَبْرِهَا فَلَوْ كُنْتُ فَصَبَّحْتُ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر گئے دے جو رات میں دفن کیا گیا تھا فرمایا یہ کب دفن کیا گیا انہوں نے عرض کیا آج  
 رات فسردیام نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی اجوں نے عرض کیا ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا  
 یہ تا پسند کیا کہ آپ کو چٹائی تو آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں آپ نے اس پر نماز پڑھی (مسلم بخاری)  
 روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ ایک جشی عورت یا مرد مسجد میں مجاہد دیتے تھے اسے نماز پر صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے گم کیا تو اس عورت یا مرد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گیا تو انہوں نے مجھے اطلاع کیوں دی کہ  
 راوی کہتے ہیں کہ اس عورت یا مرد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا معاملہ حقیقتاً فرمایا ہے اس کی قبر بتائی ہے بتائی ہے اس کی قبر پر نماز پڑھی

حضرت انس کے پیچھے ایک مناد پڑھا تو آپ میت کے سینے کے مقابل کھڑے ہوئے اہل علم شافعی کے ہاں عورت کے مقابل کھڑا ہوا اور  
 عورت کے سینے کے مقابل ان کی وکیل ہے اگرچہ استدلال کر دے کہ کوئی بیان درسطحاً ملے دینا اور مزید فرمایا ہے کہ انشاء کے  
 لحاظ سے سینہ ہی وسط سے دیکھ کر سینے کے اوپر ہاتھ اور سر سے اور اس کے نیچے پیٹ اور پاؤں نیز ہر سکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سینے  
 کے مقابل کھڑے ہوں کہ کی طرف مائل راوی نے اسے مقابل کر لیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میت پر عند دلزدہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 لوگوں سے آڑے بننے کے لیے کر کے مقابل کھڑے ہو گئے ہوں تاکہ میت کا پردہ رہے اتنے احکامات کے ہوتے ہوئے ان کے استدلال  
 یقیناً کمزور ہے اور عزائم و لطعات و ہلے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رات میں دفن ہونا ہے دوسرے یہ کہ دفن میں ہمدی  
 کی جائے کہ رات میں دفن ہونا تو بوجہ دو دن ہونے کا انتظار نہ کیا جائے دیکھو صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے انتظار میں سوچ  
 ایک میت کو نہ رکھا بلکہ خود اس پر نماز پڑھ کر دفن کر دیا تیسرے یہ کہ قبر پر نماز پڑھنا ہے جب غائب ہو گیا اچھی میت محفوظ ہوئی گئی چھٹی یہ کہ میت  
 پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے مسلمانوں کے دفن ہیں وہ بڑا ہیے اکتیجی اؤ علی بالیہ یقیناً کتب صحیحہ مروی کے علاوہ اور لوگ نماز پڑھیں تو  
 کی گویا بہر حال نماز پڑھنے کا حق ہے دیکھو صحابہ نے اس میت پر نماز پڑھ لی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پڑھی صحابہ نے حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر جب انہیں مسجد کا انتقال ہوا تھا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سے باہر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہینڈ کے بعد  
 ان کی قبر پر نماز پڑھی مگر رات سے نماز پڑھنے کا بابرک نام طواہن برامین غیر ملکی ہے ہر نماز کے حیف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
 میں از میں یہ دعا پڑھی کہ طویہن کران سے راضی اور میرے راضی انکے بھانڈا اس شہنشاہی انکر کرمانے ہو لکھتے ہو شکر و مہربانی کے کہ ہو میں ہوں  
 تم لیے رحمت اللعالمین ہو بہر نماز سے فرمایا کہ جواب عرض کرنے والے ابوہریرہ صدیق تھے اور اس شخص کا نام اسود تھا رضی

عَلَيْهِمْ قَالُوا إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورُ مَمْلُوءَةٌ ظَلَمَةً عَلَىٰ أَهْلِهَا وَإِنَّ اللَّهَ يَبْعُثُ فِيهَا رُسُلًا عَلَيْهِمْ مُّتَّفِقٌ عَلَيْهِمْ وَلَفْظُهُ عَلَيْهِمْ وَعَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَاتَلَ ابْنَ بَقْدِيدٍ أَوْ بَعْضَهُمَا فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا جُمِعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَذَانَسُ فَيَا جُمُعُوا لَهُ فَاخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمُ الرُّبُوعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ لِمُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَىٰ جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يَنْتَرِكُونَ يَأْتِيهِ شَيْئًا إِلَّا أَشْفَعَهُ اللَّهُ بِهِ رَوَاهُ

پھر فرمایا کہ یہ قبر باقی میتوں پر تیار کی گئی ہے جس میں اللہ میری نماز کی برکت سے انہیں نوراں کر دیتا ہے لہذا مسلم ہماری لفظ مسلم کہیں ہو اور ایت سے حضرت کرب ابن عباس کے مونس سے وہ عیال میں عباس سے راوی کہ انہما فرزند حضرت علی بن ابی طالب ہیں وہاں آپ نے فرمایا کہ اسے کرب دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے فرماتے ہیں میں نکلا تو کچھ لوگ جمع ہوئے تھے میں نے آپ کو خبر دی اور فرمایا کہ تم کہہ سکتے ہو کہ چالیس ہوں گے میں نے کہا ہاں فرمایا میت کو لاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں جو مر جائے اس کے جنازے پر چالیس آدمی کھڑے ہوں جو اللہ کا کوئی شریک نہ جانتے ہوں۔ اللہ ان کی سفارش اس میت کے بارے میں ضرور قبول فرماتا ہے (۱) (۲)

اللہ عزوجل تعین ہلے اس سے چند حصے معلوم حصے ایک حصہ کہ مسجد کی خدمت بکار نہیں باقی موقوف کیا گئے ہیں کہ جو غاروں کی صفائی چاہتا ہے وہ غاروں کی صفائی کیا کرے دوسرے حصہ کہ اسلام میں کوئی حقیر نہیں لوگوں نے قریب جان کر اس کی موت کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دئی مگر حضور نے اسے کچھ قریب پرچہ کی کس کی قبر کی امیر ضرور فرماتے ہیں

کشتہ کہ حلق داروں کے کلمات ہر سال یہ جنازہ گزرتا ہے اور نماز کی آمد ہے

تیسرے کو کلمات خود ساری قبر امیر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود وہیں آپ کی نمازوں کے بعد دعا فرماتے ہیں کہ قبر پر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے لوگوں کو احسان دینی ہے کہ اسباب ہیں جیسے جہیز و عیال کو کافر و کافر و وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہیں جو کشتہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اپنی امت کے لیے اقامت باقی ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر پر فرماتے کہ بعد ساری قبر پر میری قبر پر انشاء اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ یہاں ملنے بیٹے دعا سے صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ میں نے کچھ کچھ دیکھا ہے کہ ان کا عیال کا کیا ہو سکتی ہے مگر غلط ہے ورنہ تا قیامت عیال کے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پر بیٹھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھا کرتے۔ وہاں کے نماز پڑھنے کے بعد اور کسی کو جنازہ پڑھنے کا حق نہیں دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود رکھا مسلسل نماز میں کوئی بھی گریب صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر پر غلطی سے مسلیں اور دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پر نماز پڑھنے کی پھر گئے کہ میں نے کرب تاہیں ہیں میرا ہی عباس کے آگے رکھو تمام تمام اور مسلمان کہ معظم اور میرے منورہ کے درمیان مقام میں اس کے مرقات میں ہے کہ یہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے اس کی برکت سے

دھردل کو بھی خیال ہے کہ وہ کوئی تشبیہ کا ہے، وہی تنہی کی کو قعدہ اور قرعہ ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراضی مسلمان ہیں، وہ در سینا اولیٰ اور حاشا کہ ہوں ہیں مگر طول و فساد کی ہوتے ہیں جسے بدلہ یہ حضرت محمد گنہگار ہیں کی ولایت کے خلاف نہیں ہو سکتے کہ اگر کو اس کو قید ہو جو عرب نے اپنی رحمت و وسیع فرادی ہو اور چاہیں کی غازی عربی کشش کا وعدہ فرمایا ہو بعض روایتوں کا تو اور بھی امید افزا ہے جسے یہ کہ اگر یہ انسانا قیامے دین عقاید خلق اور موزی تھا و قیو فریہ ہذا اس جملہ پر نہ ذریعہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ہر صحابہ عادل اور حق ہیں رب فرماتا ہے **كَلَّا وَخَدَّاهُ الْعَصَیْ** یہی ہے جسے ہر گنہگار اور نہ یہ اعتراض ہے کہ مردوں کو برا کہنا جسے ہر صحابہ نے اس کو دوسرے کو برا کہی کہ اگر کوئی جہانہ و منافق اور فاجر غفلتہ لہذا تھا کہ اسے منہ سے جس کے لیے ہو غفلتہ اللہ کے ہاں وہی ہو نہایت زبانی خلق نقادہ خدا کا اس کی تائید اس آیت سے ہے **لَنُكَوِّنَنَّ لَهُمْ دَأْبَهُمُ الْعَنَّا** اس سے ہر حد سے منوم ہونے کے لیے کہ یہ کسی عام مسلمان قدرتی طور پر ہوں اللہ کی وہ واقعی ولی اللہ ہے رب تعالیٰ اور ولی اللہ کی علامت یہاں فرماتا ہے **لَنُكْمِ الْفِتْرَةِ خَلْقِي الْخَبْرُ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** یعنی ان کیسے دنیا میں بھی جانشین ہیں کہ عام مسلمان انہیں حق کہتے ہیں اور آخرت میں بھی کہہ رہے ہیں انہیں جن کیس کے لہذا حضور فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ** کہ میں نے جو کچھ محمد و احداثی الیقینا اولیٰ میں کہ انہیں مسلمان ولی سمجھتے ہیں ولایت کے ثبوت کے لیے قرآنی آیت کی ضرورت نہیں دوسرے یہ کہ جو کام مسلمان ایجاد اور ثواب سمجھیں وہ واقعی ہے لہذا اگر میں بلامد شریف عرس بزرگان ختم خواجگان وغیرہ کا ثواب ہیں کہ انہیں عام مسلمانوں اور عام صاحبین کا ثواب جانتے ہیں، خیال رہے کہ مسلمانوں کی گواہی سے مومنین صاحبین کی گواہی مرد ہے نہ کہ مگر طور پر نہ سے نکلنے ہے جس کی لغو یا بعض اور کوئی کو دخل نہیں ہو تا وہ نہ روا نفس معارف کو خراج اہمیت کو بعض بیرون ملکہ و صاحبین کو کہہ گئے ہیں وہ گواہی اس میں داخل نہیں خیال رہے کہ یہاں انہیں عرس صحابہ سے خطاب نہیں بلکہ تائیمات سارے بیک مومنین سے جیسے **يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ** میں سے یہ

پہلے جلد کی شرح سے کہ وہاں آٹھ سو مراد میں صحابہ نہ تھے بلکہ سارے مومنین پہلے ہی حدیث بہت امیدافزا ہے کہ وہ مسلمانوں کا بھی کسی کو چھاپنا اس کے بغیر ہونے کی علامت ہے رحمت والے نبی کی رحمت و بخیر کہ اس حد میں شریک نہ کرنا جس حد میں قرآن ذکر ہے یعنی ذلیل آدمیوں کے بڑا کہنے سے بڑی نہ کیا جائے گا بل ان کے اچھا کہنے سے خلیفہ کیا جائے گا مرقات سے فرمایا کہ رحمت میں کوئی ایک نصاب دو ہیں ارب تعالیٰ فرماتا ہے و اذین عدل حکم کو علیہ دو گواہوں سے مقتدر ثابت ہو جاتا ہے وہ ایک دوی گواہی سے خلیفہ ہوتا ہے کہ وہاں شیخ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلتا ہے وہی رب کے ہاں ہوتا ہے صحابہ کی عرض پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ انہوں کی تسلط میں کی کہ کرتے تھے تو وہاں بھی کی جوتی تھے یعنی نہ نہ کہو کہ اب وہ بھی یا بڑے ہیں اس سے علماء فرماتے ہیں کہ فقہاء کو بھی ان کے منہ کے بعد اب کافر نہیں کہہ سکتے، علی ہے کہ وہ موت کے وقت مومن ہو گئے ہوں اس لئے ابو جہل اور ابوسہیل ان کا فساد کے من کا نفس میں کیا لی ان پر نہیں کہ وہ کافر ہیں خلیفہ کے مکر و فرس کے وقت بیکار واجب ہے چھ مہینے مارا یا حدیث کے محبوب ان کے سب بعد ان کہتے ہیں حدیث کی آیت کے لیے، خیال اس کے کسی کو ماننا کہ اور کسی کے متعلق ہے اچھا ہونے سے بڑا کی شکل میں اور زمانہ حدیث آٹھ سو تک محدود کی حدیث کے خلاف میں کس اس پر کہ وہ شریک ہو گیاں چھاپنے سے ان کے اپنے کلمے ان ہی پر تھے لہذا اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کی جہوں اور اس لیے کہ کیا تھا کہ اس وقت کلمے کی بہت سنگی تھی تھہ نبی ان کی حدیث خواتم سے بہا و کہاں ایمانی کا قصوبی ان جہوں اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے قصوبی گواہوں الذی حدیث اس آیت سے خلاف میں نہ ہوئی کہ اس سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن و دنیا اور آخرت کی عزت کا وہ عرصہ ہے۔



يَدِيَّاهُمَا وَمَا يَصِلُ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَغْسُوا رِجْلَيْهِمَا وَكَانَ الْبَغَارِيُّ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مَعْرُوفٍ رُكِبَهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَزَاةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَفَعَنْ  
 قَتَنِ حَوْلَهُ رِجْلَاهُ الْمُسْلِمَةُ الْفَصْلُ الثَّانِي وَعَنْ الْمُغِيلَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لاحکم دیا اور نہ ان پر نماز پڑھی نہ ان کو غسل دیا گیا نہ (نماز کی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمور سے فرماتے ہیں  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ گھوڑا لایا گیا، جس وقت آپ ابن دحداح کے جناب سے واپس لائے  
 اور ہم کے ارد گرد بیدل تھے نہ (مسلم) : : دوسری تسلسل : : روایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے  
 کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر تمام ملکہ متفق ہیں کہ شہید کو نہ غسل دیا جائے نہ غسل دیا جائے مگر اس میں اختلاف ہے کہ اس پر نماز پڑھ کر یا نہیں ہمارے ہاں شہید پر  
 نماز ہے جس کی بے شمار روایات ہیں بلکہ خاص شہداء کے متعلق علماء و فقیہین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر یا نہیں ہمارے ہاں شہید پر  
 نماز پڑھتے تھے مگر حضرت عمر کی میت اس طرح سہرا نہ تھا میں نے اس پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور شہداء کے لئے ہاتھ تھے وہیں نماز پڑھتے تھے یہ  
 حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس ، عبداللہ ابن عمر ، ابوالحکام عماری وغیرہم صحابہ سے مروی ہے (نمازی) بعض روایات میں ہے کہ حضور  
 انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ پر نماز جنازہ پڑھی، مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آئے گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے لئے  
 پران کی شہادت کے آٹھ سال بعد اپنی وفات سے قریب ہی نماز جنازہ پڑھی نیز نماز جنازہ ان کے معاف کرانے کے لیے نہیں ہوئی وہی ہے  
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ پڑھ کر جانائی بلکہ شرافت انسانی کے اظہار کے لیے ہے جس کا شہید بھی ہوتا ہے اس لئے ہے امام شافعی  
 کے ہاں شہید پر نماز نہیں لان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ان کا یا اس لئے دلالت امت کو دوسرے چند وجوہ سے ایسا ہے کہ یہ حدیث فنی کی ہے اور جاری  
 پیش کردہ اس روایت میں ثبوت نماز ہے لہذا نماز ثبوت کو ہوگی اور دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء  
 کے لئے نماز پڑھا لہذا انھوں نے وجہ سے یہ حدیث ظاہر مل نہیں، ہمیں ہر سے یہ کہ یہاں اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 خاص امت کے دن ان شہداء کی نماز پڑھی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دن خود بھی تھے و انت مبارک شہید ہو چکا تھا سہرا مبارک میں خود  
 ٹوٹ کر گڑھ کی مثال کا ہو چکا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دن خود بھی تھے و انت مبارک شہید ہو چکا تھا سہرا مبارک میں خود  
 مشکل کے مدینہ پاک سے گئے تھے اس پریشان فانی و شوقیت کی وجہ سے آپ خود صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے سے منع ہو سکے، یا ہو سکے کہ مام نے ہر وقت  
 یہ حضرت جابر سے شہداء کے لئے نماز جنازہ اور ہر بار میں حضرت عمرؓ کا رکھنا تھا نقل کیا ان روایات کے باوجود اس حدیث سے استدلال  
 کمزور ہے اس کی بنا پر یہ تحقیق اس مقام پر لوغات و تشوہ و معانی میں دیکھو کہ اس حدیث میں بعض لوگوں نے ابوالدرداء نقل کیا ہے کہ غلط ہے  
 کیونکہ ابوالدرداء کا انتقال امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوا ہاں ثابت ابن وادع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وفات پائی، بعض  
 بعض شافعیین نے کہا کہ ان کی کیفیت میں ابوالدرداء صحیح انبیاء رہے کہ میت کے ساتھ جلتے وقت گھوڑے پر سوار ہونے میں  
 اختلاف ہے کہ اگر آپ میں بالاتفاق سوار ہوتا تھا اگرچہ آپ فیر بنی لقیف سے ہیں فنزہ کے مال ایمان لائے، امیر معاویہ کی

قریباً سواریاں اس کے پیچھے ہی چلے نہ اوپر میں اس کے آگے دیکھیے، دایکین، بائیں اس کے لرب چلے نہ اوپر گرے  
 پیچھے ہر تار پڑھی جائے گی کہ جن میں اس کے ماں باپ کے لیے عیش و عشرت کی دماک جائے کہ لڑاؤ لڑاؤ  
 اور احمد خرمی، نسائی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ سواریاں اس کے پیچھے چلے اوپر میں جہر چاہے اوپر پیچھے ہر تار پڑھی  
 جائے اور صاحب بیج میں یضیوں نے زیادے سے ہے کہ روایت ہے حضرت زہری سے وہ سالم سے ڈانپے والد سے راوی سے  
 فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو جنازے سے آگے چلتے دیکھا کہ (احمد  
 ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، خرمی نے کہا کہ کلمہ دین ان سے مرسل سمجھیں)

[illegible]

روایات میں عبد اللہ بن عمرؓ، ابن مالکؓ نے فرمایا کہ اس کی اساتذہ کی ہمیں جہلہ پر حضرت امام اعظمؒ کی دلیل سے کہ بنانا سے سے کچھ نہیں اہتر ہے  
گنہگار حضرت عدیث بیان کرتا ہے کہ یہ قتیقہ قرۃ عروسی ملن تھا اور یہ عمری مکہ سے لے کر ابجد کا جہول ہوتا امام ابو یوسفؒ کو  
عمر نہیں دیکھ کر امام اعظمؒ کے بعد اس اساتذہ میں شامل ہوئے امام اعظمؒ کی حدیث میں عمری کو بھی امام قرظی کی کو بھی لکھ کر گنہگار سے پہنچے کی  
بہت اساتذہ ہیں چنانچہ ابی شیبہؒ نے فی الدار لکن ابن ابی شیبہؒ سے روایت کی کہ میں ایک بنانا سے میں تھا وہ لکھ کر حضرت ابو یوسفؒ کو بنانا سے  
لے کر مل رہے تھے اور حضرت علیؓ بھی میں سے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کیجیے کہ میں مل رہے ہیں فرمایا کہ وہ دونوں بزرگ بھی جانتے ہیں کہ میں نے ان کو  
ہے جیسے باعث کی غافرتھا خانہ سے افضل، لیکن بیان جو راویوں کو مل گئے ہے ان سے یہاں سے کیے وہ حضرت علیؓ سے ہیں مگر پہنچے کی بہت  
کی اساتذہ ہیں ابو یوسفؒ کی مل سے پہلے بیٹے میت کے ساتھ جانا تھا اس کی ہے پر ابو یوسفؒ کا دوا کرنا ہوتا ہے کہ حاجی وہ اس طرح لکھا کہ اب ہار لیا  
کنندہ پھر کہ آرام سے کمر تزیین پاروں کنندہ سے پھر کہ آرام سے پھر پاروں کنندہ سے اس سے زائد وہ تو اس کی خوشی آئین سے نہ کر سکے ہیں یہ حدیث  
سے کنندہ پر میت کو یہ تو اس طرح کہ بنانا سے کی آگے والی ہے یہ لکھ کر میت کو تھا اور علیؓ کی دلی پروا امام شافعیؒ کے ہاں اٹھانے وقت لکھ کر اہتر ہے  
ہمارے ہاں اٹھانے وقت بھی ہمارا افضل اور ہے جانتے وقت سب کے اہل چار ہی افضل، اس کی بہت  
کی روایات موجود ہیں وہاں میں گئے ہیں اس کی لیے ایسا کیا گیا، اب بھی دوا دنا سنگ  
ہوئے پروا دلی بنانا نہ ملکتے ہیں ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ

فروش  
کادو

اور بدھوں، امروہوں اور دیگر لوگوں کو بخش دے۔ اے اہی توہم ہیں سے جسے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھو اور میں سے جسے موت دے  
تو اسے ایمان پر موت دے، اہی میں اس کے ثواب کے عظیم تر کارواں ہے جسے فتنہ میں ڈال دے (احمد اور ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور  
نسائی نے ابراہیم اشہلی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی اور اس کا پتہ ہم کو مل گیا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں لکھا ہے  
ایمان پر زندہ رکھو اور اسلام پر موت دے مٹے اور اس کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد ہمیں گمراہ کر دے، اور روایت ہے  
حضرت داؤد ابن اسحق سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان آدمی پر غنا زنی چلائی، میں اس کو پکارتے رہا  
کہ اے فلاں کا بیٹا فلاں تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اسے قبر کے قتلہ خدا الگ کے مذاب سے پچانے تو خواہ  
ادھر دیکھ والا ہے۔ اے اہی بخش دے اور اس میں رد کر دے شک تو بخشنے والا مہربان سے ہے

[illegible]

ماہریت کے لیے دعا ہے یہی جائز ہے کہ ضرورتاً نوری الشریعہ سلم نے گذشتہ ماہ وادی بزرگ اور اس کے بعد یہی قریب مد سے اروا  
قوان شریف سے اروا ایمان یعنی زندہ یحیون ہے قرآن کا مسئلہ والہ رب تعالیٰ فرما ہے : **وَأَقْبَحُ مَا يُؤْتَى الْمُتَقَرِّبِينَ** قرآن کے امتحان  
کی ناکامی ہے اور الگ کا غلاب و درخ کا غلاب ہے خواہ قرین ہو اور درخ میں کچھ کرے وہاں ہستی جاتا ہے نہ جلتے ہیں سلمان کی بعد  
موت اچھائیاں کبھی بھی بیان کی کہ کروٹوں کے دوسرے رحمت اترتی ہے ان کی بڑائیاں بیان کرنے سے باز نہ کر کہ نیکو کی جنت بوقت  
سے سخت تر ہے کہ زندہ سے معافی مانگی جا سکتی ہے مرنے سے نہیں، اسی لیے مدافرتے ہیں کہ گرفتار مرنے پر کوئی نیک علامت  
دیکھے خوشبو یا میرے کا نور تو لوگوں میں چرچا کرے، اور دائرہ کی علامت دیکھے بدبو یا میرے کا بگڑ جانا تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے، کیونکہ  
ہمک میں مرنا ہے، نہ معلوم جہاں حال ہو جو بدن کی بڑائی ضرور ہے، نہ کہ لوگ جیسے دینی سے نہیں، اس کی شرع پچھلے اندر کی ہے نہ وہ جہاں ہو  
کوئی ان کی بڑائی کا جائزہ نہ کرے کہ بڑی فتنہ ہیں، ان کا فتنہ ظاہر کرنا کہ ان جیسے کموں سے جس سے عیب کا یہ ہیں میں سے ہر نام مانگے، کثرت الزیالی، یہ وہ  
مشہور ناخ ہیں جیسے جلال الشاہ کے غلام کے یہ دوست نہ جلال الشاہ نے عرصے ہی کی عمر اسے زائل کرنے پر چاہی تھی اور خاتمہ مکہ احمد بنیت پر  
امام شافعی کا عمل ہے، ان کے ہاں نام مرنے کے سر کے مقابل اور عدت کی کر کے مقابل کھڑا ہوا اور نام الگ کے بدل میں کر کے مقابل کھڑا ہوا اور  
فوریت کے کندھے کے مقابل، اسی سے نام مرد ہو یا عدت سب کے سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نہ کیا بلکہ یہی کہ جس کے نہایت نکلیں  
تفتیش اور مذہب عقلی کی تفتیش اعلیٰ اسباب میں گذر کر یہی کہ یہ حدیث اہم الہام کی روایت کے خلاف ہے، الزیالی فراتے ہیں کہ کہیں سے



عَجَزَةَ لَمْرَأَةٍ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ لَيْلٍ قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ  
حَنِيفٍ وَفَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لِمَا أَتَاهَا مِنْ  
أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ اللَّيْمَةِ فَقَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَا  
فَقِيلَ لَهُ أَتَاهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٌّ فَقَالَ لَيْسَتْ نَفْسًا مَنُفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تَوْضَعَ فِي الْحَدِّ مَعْرُوضَ  
لَهُ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ لَهُ إِنَّا هُكْنَا أَنْصَنَعَا يَا مُحَمَّدٌ قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمُ هَؤُلَاءِ الْيَهُودِيُّ وَالْيَهُودُ وَذَوَابْنِ نَكْجَةٍ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ هَذَا

سہل کا پوتہ کے سرین کے مقابل کھڑے ہوئے تیسری فصل، روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیل سے کہ وہ نے میرے  
حضرت سہل ابن حنیف اور فیس ابن سعد قادیسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ ان پر جنازہ گذرے وہ دونوں منہ کھڑے ہو گئے ان کے کہا  
ایک گریہ جنازہ رینا رہنے دی کہ فرمایا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جنازہ گذرے آپ کھڑے ہو گئے عرض  
کیا کیا گریہ تو یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا جان نہیں ہے وہ (مسلم ہیاری) در روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت  
سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ سے گزرتے تو نہ بیٹھتے تھے کہ ریت قبر میں رکھ دی جاتی آپ  
کے سامنے ایک پیوڑی پادری آیا عرض کیا کہ نہ محمد ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم بیٹھتے تھے اور فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو نہ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) ترمذی نے کہا کہ

حضرت انس کے پیچھے نماز پڑھی آپ بیٹھ کے سینہ کے مقابل کھڑے ہوئے بلکہ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت اور مجھے والے وقت لیں کے  
دوہاں اکثر ان جاہل دوریت کا پروہ سب کی کو بیٹھتے، دُوبلی میں رہتی تھی لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑھ کر اٹھنا مخصوص واقعہ ہے وہ  
ایک ایسی فکر کو جس سے کہ آپ حضور تابی رہے عالم و ظاہر میں غلامت فاروقی میں شہادت پائی فاروقی الظلم سے حال پہلے پہل دور سے کو نہ  
میں قیام برادر ایک سو بیس انصار ہمارے ملاقات ہے کہ قادیسیہ کو فہ سے پھر وہ میل فاصل پر مشہور مقام ہے جو نہ فاروقی میں تھا ہوا بیست  
سورہ انکار فرمودہ کتاب ہے کہ جتنے کفر کروں گا کوئی احرام نہیں اس کے لیے تو آسمان کے دو دروازے نہیں کھلتے، تو آپ کا کفر کے ہم کی تہلیل کوں کر سکتے  
میں اور اس کے لیے کیوں کھڑے ہوئے ہیں خیال ہے کہ اس زمانہ میں لفظ اہل ارضوت کا مفہاد تھا یعنی زمین پر نہ ہونے والا یا باہر کی زمین  
میں کام نہ لانا اس وقت بہترین پیشہ جراثیم تھا یہ کہ رب تعالیٰ فرما ہے وَكَذَلِكَ أَخْذُ الرِّجَالِ إِلَى الْأَرْضِ هَلْ يَعْنِيهِ انسانی جان ہے جس کی مریت  
سے عزت بڑھتا جا رہے ہمارا قیام اس کی تعلیم کے لیے نہیں بلکہ اظہار بیعت کے لیے ہے۔ خیال ہے کہ ریت کے لیے کوہا میں خاموشی ہے ان  
بزرگوں کو قادیسیہ کی غیر مذکورگی بیان ہلا کے یہ کھڑے تھے اس تصور ہر کہ کفار کی بیعت میں جا رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھڑے ہونے اس  
چہرہ کار کو دیکھا تھا، خیال ہے کہ شہادت اور پیڑ میں شہادت کے اندر پیڑ وہ جو حدیث شریف میں آج بھی علی الشہر علیہ وسلم اہل کتاب کی مخالفت

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ رَافِعٍ وَبِشْرِ بْنُ رَافِعٍ الرَّائِي لَيْسَ بِالْقَوِيَّ، وَعَنْ عِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرَبًا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ مِمَّنْ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَهْرَبًا بِالْجُلُوسِ زَوْلاً أَحَدَهُ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ جَنَازَةَ هُرْتٍ بِأَحْسَنَ بْنِ عِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ لَمْ يَقُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَنَازَةِ يَهُودِيٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ زَوْلاً النَّسَائِيُّ، وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عِيٍّ كَانَ جَالِسًا قَدَّمَ عَلَيْهِ جَنَازَةً فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةَ فَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرَفِهَا كَمَا لَيْسَ وَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَأْسُهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَامَ زَوْلاً النَّسَائِيُّ، وَعَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هُرْتُ

یہ حدیث غریب ہے، اور بشر بن رافع راوی قوی نہیں ہے، روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا اس کے بعد پھر آپ بیٹھے گئے اور میں بھی پیٹھ سے اٹھ کر چلا گیا (محدثین) ہے حضرت محمد بن سرین سے فرماتے ہیں کہ ایک بنو ہاشم حضرت حسن ابن علی اور ابن عباس پر گزر کر جن کو کھڑے ہوئے ان میں سے نہ کھڑے ہوئے امام حسن نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے جنازہ کے لیے نہ کھڑے ہوئے فرمایا میں پھر بیٹھے گئے (نسائی) یہ روایت ہے حضرت جعفر ابن محمد سے کہ وہ اپنے والد سے راوی کہ حضرت حسن ابن علی بیٹھے تھے کہ آپ پر جنازہ نہ لانا تو لوگ کھڑے ہو گئے کہ جنازہ آگے بڑھ گیا کہ تب حضرت حسن نے فرمایا کہ ایک یہودی کا جنازہ نہ لانا تھا جسے راستہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے آپ نے یہ ناپسند کیا کہ یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے اونچا ہوا اس لیے کھڑے ہو گئے وہ (نسائی) یہ روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

پسند فرماتے تھے وہ شرکین کو کھڑے مقابلے میں تقاریر و موافقت کے طور پر قناعت نہ مشابہت کے، جیسے مشرکین باؤں میں لکھی ہو کر تھے قابل کتاب کرتے تھے، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی کہ آپ سے فرمایا لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں حکم اسلامی کے مقابلے میں یہود و مسلمان کی کشت بہت کرنا برا جرم ہے اس سے وہ لوگ بہت چکریں بجا پاتی دست قمرت بہت جیسا بیڑوں کی کشتیوں میں ہلے بیٹے جنازہ کے احترام یا بیعت کے لیے بعض کھڑے ہوئے یا اسلام میں واجب تھا اب یہ موجب مسوئہ ہو گیا، اور اب بھی باقی ہے یہ بلا ہر دو بولے، دوسرا باعث کہ بعض وقت اس قیام کو نہ فرماتے ہیں یعنی توڑنے کہ بیٹھے کھڑے ہونا یا نہ ہونا دونوں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں یہ گزرتا ہے یا نہ کہے لہذا اسے ہے حضرت ابن عباس نے امام حسن پر اعتراض کر کے معلوم کیا تو انہیں گناہ کرنا ہے کہ آپ کا نام حضرت لقب امام صادق ہے والد کا نام محمد بن عبد اللہ کا نام لقب امام زین العابدین ہے والدہ کمرہ سے حضرت امام زین العابدین کی پیکر کرتے تھے سینہ سادات آپ کی آپ کو رسول پاک ہے میں امام حسین کے لئے نہ تھا ہوا سے ہوئے کھڑے آپ نے کھڑے ہوئے کھڑے آپ اس قیام کے نسخ سے واقف ہو چکے تھے لہذا یہ روایت کو شہرہ کے خلاف نہیں

[illegible]

إِذَا صَلَّيَ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهِمْ جَزَاءُ ثَلَاثَةِ أَجْزَاءٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّيَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ وَجَبَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جَنَّا شَفَاعَةً فَأَغْفِرْ لَهُ زَوَاةَ الْوُدِّ وَأَوْدَ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى ابْنُ هُرَيْرَةَ عَلَى صَبْتِي لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ فَصَحَّحْتُهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَهْ مَالَهُ وَعَنْ أَبِي خَالِدٍ تَعْلِيْقًا قَالَ يَقْرَأُ الْحَسَنُ عَلَى الْوُطْلِ فَأُتِيَ الْكِتَابُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفِرًّا وَذَخْرًا

جب جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں تو لوگوں کو کہہ دیجئے تو ان کے تین حصے کر دیتے پھر فرماتے تو ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس پر تین حصے جنازہ پڑھیں وہ واجب ہو گا لہذا وہ ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت نہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے بارے میں راوی۔ ابی تو اس کا رب ہے تو نے ہی سے یہ سیکھا کہ تو نے ہی سے اسے اسلام کی ہدایت دی تو نے ہی اس کی روح قبض کی۔ تو ہی اس کے کھٹے چھپے کو جاناسے ہم شفیع بن علی اسے بخش دے تھے راوی اور ہمارا صاحب ہے حضرت سعید بن جبیب سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ کی اختلاف میں اس بچے پر نماز پڑھی جس نے بھی کوئی خطارت نہ کی تھی لیکن میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ الہی لعن عذاب قبر سے جو نے تھے (لکھنا روایت ہے) بخاری صحیح بخاری تعلیق فرماتے ہیں کہ حضرت ابن کثیر پر ہونا ناجائز پڑھتے تھے تھے اور کہتے تھے الہی تو نے ہمارے لیے کرشمہ نگین ہیں آدمی میں روا اور ذخیرہ

ہے مگر نماز جنازہ میں صحت بخاری پر یہاں مرثیات نے فرما کر بعد نماز جنازہ دعا مانگے کہ جو کسی اس میں نماز پڑھنے یا دل کا اشتباہ ہے اس کا ملحد بن جائے یہ سب کچھ ہیں کہ اس طرح مشین بنائے ہوئے کلمہ کے کلمے دمانا نہیں تاکر آنے والے کو شہید نہ ہو کر نہ ہو رہی ہے جیسے قرآن سے بعد میں ذکر و تفسیر پڑھتے کہ علم ہے تاکر ہدایت کا دھوکہ دے مگر دعا میں کیے ہوئے کلمے سے وہ نوشتہ ہے پہلے بیٹے کا پے جنازہ کی نماز پڑھنا لوگوں کی حدیث سناتے تھے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ سے پہلے بعد نماز کے شوق تو ہوا اور نہ کہ دنیا میں نہیں جب کہ اس سے دین میں دیر دیر تک ہر روز تفسیر کر لیا کرتے تاکہ ہم جو بچہ وہ سب کچھ آپ کے علم سے کرتے ہیں اس لیے منی کو آپ کی طرف نہایت کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام اور ایمان کے قوسل سے دعا کرنا ہمارے لیے یہاں عذاب قبر سے مراد تو قرآن مجید اور وہاں کی رحمت ہے کہ گریبے کو بھی ہر ماہی ہے یہاں عذاب قبر کی کیا ہوجا، حساب قبر پر تو سب کچھ کہ نہیں ہو تاکر ہر تہائی کہیں کو ہے گناہ سزا نہیں دیتا کہ اسلام ہماری رحمت ہے باب میں بھی نہیں ہوتا کوئی حدیث بیان کر مانتے ہیں وہ تعلیق کہلا ہے امام بخاری کی تعلیق است بالاتفاق قبول ہیں کہ ان کا سنا دھوکہ دینا صحیح حدیث کی دلیل ہے دوسرے فقہین کا یہ درجہ نہیں ہے جن سے مراد صاحب رحمہم بھری ہیں آپ نماز سے پہلے یا نماز کے بعد ایصال ثواب کی نیت سے الحمد شریف پڑھتے تھے یا نماز کے بعد یہی نیکو کر کے برکت شامیائے سیر کے بعد برکت دعا اور اگر برکت

باب في الدين الميتة

الفصل الأول عن أمير بن سعد بن أبي وقاص أن سعد بن أبي وقاص

انقلاب بنا لے گا اور ولایت ہے حضرت ہمارے کرمی مہاشاہ علیہ السلام نے فرمایا جو پڑھتا رہے یہی گناہ وارث ہوا اور نہ موروث بھی کہہ سیکے (ترمذی، ابن ماجہ) مگر کن جانے موروث نہ ہونے کا ذکر نہیں کیا کہ یہ ولایت ہے حضرت ابوہریرہؓ اور انصاری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا کہ اگر کسی چیز پر کھڑا ہوا تو لوگ اس کے پیچھے یعنی اس کے نیچے چوں کہ (دارالافتاء) مکہ معظمہ کے مفتی ہیں)

میرت کے فن کا باب ہے

پہلے فعل: روایت ہے حضرت عامر ابن ابی سعد ابن ابی وقاص سے کہ سعد ابن ابی وقاص نے

خلافت کی پرستش میں تو یہ ان کا اپنا اجتہادی عمل ہے ہر حال یہ روایت غرضیوں کے خلاف ہے اور غرضیوں کے مقابلے میں وہ قبل ازہلہ مقدم ہیں اور کلمہ کبھی نہیں  
 اور مفسرین کو خلاف غرض و ماعت کہتے ہیں جو غرض سے کلمہ بڑا دوسرے پہنچ کر لفظ کے کہاتے ہیں کہ اختتام کریں یہ روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے کہ جنت و  
 نرگس کی مسخرت کی دعا کا یہ کلمات کی طرح ہوا ہے بلکہ اس کو سامنے رکھ کر اپنے لیے دعا کی جائے کہ دعا کا یہ کلمات ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ و رسول اللہ  
 علیہ السلام کی دعا میں ہے بلکہ یہ دعا میں کلمہ خداوندی نہیں ہمارا شیخ بنا اور ان کی نقل میں غرض اس سے معلوم ہو کہ نماز جہانہ میت کے لئے دعا کا یہ کلمات ہے  
 نہیں ہوئی تھی بلکہ اسلام سے قبل ان شیخ پر نماز تھا کہ اپنے لئے دعا کی کہ وہ اس کی زندگی میں اس کی دعا میں معلوم ہو کہ میت کے لئے دعا کا یہ کلمات ہے  
 جیسا کہ اس کام میں دعا کا یہ کلمات کا کلمہ خداوندی ہوگا اس پر میراث کے حکم میں ہمارے ہوں گے، اگر وہ کلمہ ہے بعد خود مگر اگر اصل ہے جس میں کوئی تکمیل کی نہیں  
 صورت کیا کہ میرے لیے کلمہ میں دل و دماغ کا یہ حدیث گذشتہ کا تفسیر ہے جس میں دعا کی کہ نماز جہانہ کے لئے دعا کا یہ کلمات اس حدیث کو ایمان سے  
 مستحکم اور حاکم کے لئے فرمایا کہ میرے شرک و شیعوں سے کہ ہر امام کو یہ علم ہے خواہ نماز پر کلمہ کا امام ہو یا نماز جہانہ کا، اختتام معلوم ہو کہ حدیث باب ہدایت میں آئی  
 ہے جسے قویٰ مقصدت یہ ملاحظہ کرنے کے معلوم ہوا کہ نماز جہانہ ساری پر کیا لوگوں کے بقول میں جو تو نماز جہانہ دعا میں کیو کہ جو بیت شمس امام کے کہہ کر ہے  
 جیسا کہ اس کا ذکر چاہو یا اہلک بڑے ہیں نماز جہانہ کے ہے اسے اسلام ہوا کہ بعد نماز جہانہ میت پر دعا فرمادے کہ یعنی پائے تاکہ جو لوگ کہ دوسرے نماز میں مذکور  
 ہوئے ہیں دعا کی کہ میرے لئے دعا کے جسے میں چاہتا تھا کہ میت کو قبر تابوہا مال کو زمین کا دینے کا نام دعا ہے، اس کا یہ لفظ ہے  
 ہوئے مال کو زمین کہتے ہیں، سب سے پہلے ہایل کو دینا کیا گیا، قبر ہو کر کی ہوئی ہے ایک لکھنوی غلیبا پناہی میں سارا حسین دوسری شفق سے

قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْخُدْوَلُ لِحَدَّثٍ وَأَنْصَبُوا عَلَى اللَّيْنِ نَضْبًا كَمَا صَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَعَلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةً خَضْرَاءَ زَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ سَفْيَانَ الثَّوْرَانِيِّ زَاوَاهُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْنَمًا زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ ابْنِ الْهَيْكَمِ الرَّسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَعَثْتُ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَدْعُوَ مَثَلًا إِلَّا

اپنے مرضِ وفات میں فرمایا میرے لیے نعلِ قبر کھودنا اور چھپرچی میںیں پر پٹی کھڑکی کرنا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کی گئیں نہ مسلم؛ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں سرسبز کھلے والگیا تھے (مسلم)؛ روایت ہے حضرت سفیان ثورانی سے کہ انہوں نے بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ان نماز بھیجے تھے (بخاری)؛ روایت ہے حضرت ابی حبیحہ اسدی سے تھے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی نے فرمایا کیا میں نہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تم کوئی

صندوق یا چٹائی میں نہ پیر و دوڑوں تم کی قبر پر بائیں گین اگر زمین مضبوط ہو تو خود افضل ہے، دوسرے تفصیلی احکام فقہی کتابوں میں دیکھو۔  
 لے نعلِ قبر پر ہے کہ اولاً زمین سیدھی کھودی جائے پھر تہذیب کی جانب میت کے جسم کے مطابق کنگڑھا کیا جائے اور برہنہ روزہ سا ہونا چاہیے۔  
 اسے نعلون یا تبعدوں سے بند کر دیا جائے سال کی اینٹ یا کنگڑی لگا کر وہ ہے کہ ان میں لگ کر شیعہ کی سلسلہ علیہ السلام کی قبر انور میں تو کچھ اینٹیں لگا کر کھینچ کر دیکھو مدینہ منورہ کی اینٹ بہت بڑی ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور زمین سے لکڑی اینٹوں کی گھائی ہے اس طرح کہ حضرت شتران غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اب میں یہ کہیں گے اور تم سے کہو گے کہ تم نے اس طرح اسے زمین پر بچھا دیا شتران سے ملاوٹ نہ دھاڑ کا والا ہے وہ کہ خالی شتران کیا اسے کہیں شریعت تمام حوالہ کی موجودگی میں ہوا اور کسی نے اس پر لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ فعل شریعت بالکل جائز ہوا، علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ کسی اور کے لیے جس کو کچھ بچھا ہوا نہیں کہ کوئی زمین نہ دیکھ کر جسم کا کھنڈی ہے زبان کا کھنڈی دستہ لہذا اس میں مال کی براداری نہیں اور کھنڈی سلیس علیہ السلام بعد وفات ایک سال یا پھر میسر عمار کے مہمان کے گھر سے دیکھنے کے لیے لگاؤ لکھا ہی تم نہ لکھا یا اور آپ کا لباس وہ لکھا دیکھا ہوا ہے جیسے دھواں جیسے آواز کا کوئی ان پر نہیں اس حدیث کی بنا پر امام ابو حنیفہ مالک و احمد فرماتے ہیں کہ قبر چھلوان بنانا ہرگز ہے امام شافعی کے ان پر کھوئی بنانا ہرگز ہے حدیث ان میں اماموں کی دلیل ہے غالب یہ ہے کہ سفیان ثورانی سے شروع زمانہ میں قبر انور کی زیارت کی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریعت پہلے ہی سے ایسی تھی کوئی عہد صحابہ میں عہد خلیفہ مکتا تھا اور قبر انور کی زیارت عام ہوتی تھی بعض لوگوں نے کہا کہ پہلے قبر شریعت پر کھوئی تھی پھر چھلوان بنوائی گئی مگر اس کو کوئی ثبوت نہیں بنام کچھ دلوں نے ہی کہا کہ قبر چھلوان ہی تھی کہ آپ کا نام سفیان ابن حصین سے کہتے ہیں ابو ایوب اسحاق جہتہ تہذیبی اسد سے ہیں حضرت عمار ابن



[illegible]

وَعَنْ أَبِي مَرْثِدَةَ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَصَلُّوا إِلَيْهَا وَلَا تَسْمُوا، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

روایت ہے حضرت مرثد مغوی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبروں پر نہ بیٹھو۔ اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو گے (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسلمانوں کی قبولیت پر تم ایک ایک غیال سے کہ تو میں میں میری ہی ایک اس اندرونی حضرت حضرت کے سب سے پہلے جو تپا ہے اسے چننے کو یاد آو  
کوئی باکی نیست بلکہ اہل حق انمولہ کے خواہ دل کی تہ پر امام مسلمان کی محبت میں رہنا چاہیے شے اگر کسی وقت محمد اور امت کو اہل حق  
میں وہ نہ کرنا چاہتے تب بھی اس کے اندرونی حصے میں ملتی ہے لکھ کر دی جائے وہ دوسرا تفریق کا سبب نہ ہو جو لوگوں کو کھٹا ہے اس کا پتہ  
کرنا حرام کی قبولیت میں جس اور دو مشاغل کو خدا کی قبولیت کا ذکر کرنا حرام کے لیے یہ نگار ہے اور غرض قبولیت کی حرمت و تعظیم کا باعث  
اس پر بیشتر مسلمان کامل رہا اور یہ خود مسعودی علیہ السلام نے نشان ان ملعون کی تبرک کے سامنے بتا دیا تھا جس سے یہ کفر کے انہیں  
یہ بوقتہ بیشتر ہو کر ان کو تہذیب کے یہ اہل حق کے مراد قرار دے دی جو حضرت اسی نے اپنے انجیل فرمایا یا امام تبرک مراد ہیں  
جس سے مشائخ اور علماء کی ذہنی سختی میں ابھی اب میں ایک کفری صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح و خلد کی تبرک پر مدح و صلہ میں مشرعی و مجری کی پیمادی  
مکمل تھی بالکل خام نہ رہی کسی سے اس طرح کفر پر دلدار بنائی جائے قبولیت قرار دینا جائے یہ سلام سے کہ اس میں تہذیب کی تو جہ ہے اسی  
جسے سامنے علیہ السلام کی خود فرمایا یا اس طرح کفر کے اس پاس مارت یا قبولیت یا اسے یہ حرام کی قبولیت پر بنا کر ہے کہ یہ بے فائدہ ہے علم  
و شائخ کی قبولیت پر جہاں نہ لڑیں کہ ہم جہاں سے جاتے ہیں وہ لوگ اس کے سایہ میں آسانی سے تاحریر و تکلیف دینا چاہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی  
قبولیت پر عداوت ازل ہی سے تھی اور جب ولید ابن ملک کے زمانہ میں اس کی ولید لڑ گئی تو حواہ نے بنائی تہذیب حضرت فرستے تہذیب سخت تھی  
کی تہذیب حضرت عائشہ نے اپنے عہد انبیا علیہ السلام کی تبرک فرمائی خلیفہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس کی تبرک بنائے وہ دیکھو علامہ علامہ  
مستفیض شریعہ نما اوقات نے اس مقام پر اور شائخ نے دفعہ بہت کی بحث میں فرمایا اگر مشہور علماء و شائخ کی تہذیب جیسے بنانا  
یا نہیں اس کے لیے تہذیب جوڑ کر مشہور ہے یہ حرام ہے کہ کوئی اس میں تہذیب کرے لیکن اگر کسی کی طاقت نہ تھی کہ ایسے بیٹھنا اور اس  
کا انتظام کرنے کے لیے یا اور میں بیٹھنا بالکل بائیس ہے چنانچہ حضرت عائشہ مدظلہ عنہا کی تہذیب و کم کی تہذیب کی اور وہ میں دیکھ کر درود  
آپ سے جو حکم کو قرار کی زیارت کرتے تھے اس شکر کے اگلے میں اب بھی ہماری کہ روایت سے کہ آپ نے کہ حضرت عائشہ کی تہذیب کی تہذیب  
تہذیب بنایا اور وہ ایک سال تک مجاہدہ میں کر تھے پھر ابھی مسعودی علیہ السلام کے رد سے یہ بہت مجاہدہ رہتے  
ہیں ہمیں ان اوقات کہتے ہیں جس کا ایک سرور ہوتا ہے جسے شیخ الافواٹ کہا جاتا ہے فقیر نے دوسرے  
کی میں شیخ الافواٹ قبل عبداللہ صاحب کی تہذیب کی اور تیسرے صح میں شیخ الافواٹ خواجہ ابیاس کی ماہ مجاہدوں  
کو نجد کی حکومت میں نہ رہا سکی امر قاتل نے فرمایا کہ میں نے اسے اسٹینجے کے لیے بیٹھنا مراد ہے لیکن تہذیب  
پاخانہ کو مدد لے اس طرح کی تہذیب نہ لے کے سامنے تہذیب پر حرام ہے اور اگر تہذیب یا میں میں یہ ہے ہر مگر حجازی اور

کو تم میں سے کسی کا چنگا رہی پریشانی کو جو کہنے کو بوجھ کر اس کی کھال تک پہنچ جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے نہ (مسلم) اور دوسری فصل، در روایت ہے حضرت عمرو بن زبیر سے فرماتے ہیں کہ نہ زمینوں کو مدغش تھے ایک کھجور کا پتہ تھا دوسرا پھینکے تھے صلیب کے کہاں میں جو بیٹھنے کے لئے ڈالنا کہ گرنے کو یعنی کھودتے ڈالا یا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نفی کر رکھو دی تھی (مشترک سے) در روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر مار کے لیے سے اور صندوق پر مار کے فیروں کے لیے تھے (ترمذی، ابوداؤد، والنسائی، ابن ماجہ) احمد حریز بن عبد اللہ سے روایت کی در روایت ہے حضرت ہشام بن ابی عامر سے کہ جو کئی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

نے احمد کے دن فلپاک چوڑی گہری اور اچھی فکر کو دور علماء اور ایک قبر میں دو، دو بہن، تین دفن کرو۔ جن میں زیادہ قرآن والوں کو آگے رکھو تلوہ (احمد، ترندی، ابو داؤد، نسائی) اور ابن ماجہ نے آخری قواہمک سے روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں جب احمد کا دن ہوا تو میری بیوی بھی میرے باپ کو لائیں تاکہ انہیں اپنے قبرستان میں دفن کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اچھی نے اعلان کیا کہ شہدار کو ان کے قتل کا کسی طرف واپس نہ کرو تلوہ (احمد، ترندی، ابو داؤد، نسائی، دارمی) اور لفظ ترندی کے ہیں

یہ مطلب ہے کہ کم دینہ والوں کی قربی کہ جوتی جاہیں کیونکہ یہاں کی مٹی بختہ ہے دوسرے لوگوں کے لیے جہاں کی مٹی خرم ہو عسقری  
 نہ موقع مناسب ہے: پہلے اس سے معلوم ہو کہ مرے کے لیے فی غلبہ چڑھی جو مٹی میں خرم جیسے نہیں اور گری ہو۔ مگر اگر کسی  
 کے قدم کے برابر پا کرے جوئے میں بیٹہ کے برابر ہو اور ذرا گندہ سے خوب صاف کر دیا جائے اس کی کوئی گندہ نہ ہو تو جسے اس جانب اشارہ  
 ہے بعین عشاق فرماتے ہیں کہ ترستی گری ہوئی چاہئے کہ مرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حکم اس لیے تھا کہ اگر اسیت  
 کہ تھا ایک ایک چادر میں کوئی شمشید نہ کیے گئے تھے اس سے معلوم ہو کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا منع ہے  
 نقل میت کا مسئلہ بڑے معرکہ کا ہے بعین علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت صرف شہدائے اللہ کے لیے تھی  
 تاکہ تمام شہدائے ایک جگہ میں یا عربی کو ان کی زیارت میں آسانی ہو اور وہ شہداء بھی اس میدان پاک کی برکت سے فائدہ  
 حاصل کریں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب پیارا ہے اور محبوب کے پاس و دفن ہونا بھی اچھا خیال رہے  
 کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پھر عید کے بعد اپنے والد کی نعش مبارک وہاں سے منتقل کی اور حنیت الیقین میں و دفن کی  
 یہ کام کسی ضرورت کی وجہ سے ہوا کسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت منع نہ فرمایا، نقل میت کے متعلق تحقیق  
 یہ ہے کہ وہ دفن فرما کر نعش منتقل کرنا یا دفن اور میت کو سے جانا کہ جہاں تک پہنچے ہوئے میت کے بڑے جانے کا غلغلہ ہو غور ہے لیکن اگر یہ وجہ ہو  
 تو کسی نماز جو مسجد کے لیے میت کو منتقل کرنا ہے چاہے حضرت سعید بن وقاص کا زمانہ ان کے لیے صحیح رہے یا نہ تھا بدلائل اہل اہل و دفن میت کو ان وقت سے  
 اسی لیے صحیح علماء کہ تمام کی میں ہیں، دفن ہوئے تو ان میں بھی کہا گیا کہ اگر کوئی میت یا مسلمان دوسری جگہ پہنچا کر اسے دفن کر دے تو اس کی ہونہر ہو  
 کہ میت منتقل کرنا اگر بطل ہو تو اسے ہمارے اہل معرفت کو اس وقت کے مرے کو دفن کرنے میں سخت ناجائز ہے، ان کے لیے کہ دفن ایک ہی جگہ سے

[illegible]

[illegible]



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَيْثَابٍ يَبْدُو بِجَمِيعِ عَاقِلَاتِهِ رَشًا عَلَى قَبْرِ  
 ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَضْبَاءَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ مِنْ قَوْلِهِ رَشًا وَ  
 سَكَنَ جَابِرٌ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْصَصَ الْقَبُورُ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا  
 وَأَنْ يُطَبَّطَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْهُ قَالَ رَشٌ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي  
 رَشَ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رِبَاعٍ بِقَرْبَةِ بَدَا مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْقَلَبَ إِلَى جَلِيلٍ رَوَاهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ ڈالے لے اور اپنے فرزند  
 ابراہیم کی قبر پر چھڑا ڈالیا۔ اور اس پر کتبہ بچھائے تھے (شرح سنن) اور شافعی نے رشتی  
 سے روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ کرنے  
 لے ان پر کھنکھ لے امدان پر چلنے سے منع کیا ہے (ترمذی) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں  
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا، چھڑکتے والے حضرت بلال ابن رباح تھے جنہوں  
 نے مشکفہ سے آپ کی قبر پر چھڑکا سسرانے سے شروع کیا تھے کہ پانچویں تک پہنچ گئے تھے

مرکبہ نے تین نفیس جہزہ پہنے کہیں قبر میں آسنا ہے مگر کلمات دفن کے وقت جہیز فرماتے ہیں لکنہ اذ دخل کے معنی ہیں بالاسطہ بالاسطہ  
 قبر میں آسنا ہے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد باقر ہے، چونکہ انہوں نے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکساں نہیں، اور یہاں صحابہ کا نام  
 یا نہیں۔ اس لیے یہ حدیث مرسل ہے غالباً وہ صحابی حضرت جابر ہیں گے، کیونکہ امام باقر کثر ان سے  
 روایتیں لیتے ہیں: سلمہ مئی کے، امام احمد کا روایت میں ہے کہ آپ پہلے ایک پر پڑتے تھے حَتَّى تَخْلُفَ لَكَ مَقْعَدًا اور دوسرے پر پڑتے  
 وَفِيهَا تَقْبَلُ لَكَ مَقْعَدًا اور دوسرے پر پڑتے وَفِيهَا تَخْلُفَ لَكَ مَقْعَدًا اَنْتَ دسے پتا پچھتہ میت کو زمین کی مٹی پر دیا بھی سنت ہے اور یہ  
 پر مشابہ بھی سلمہ علامت ہے ہیں کہ بعد دفن قبر پر شمشاد اور پاک پانی چھڑکے، بیک خال بیکھے کہ اللہ ربیب کو پاک اور قبر کو شمشاد کے، اس  
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو بالکل گیارہ کھنڈی نہیں، اس پر مگر لکڑی ڈال سکتے ہیں، ماں میں قبروں کو چوناچے سے پختہ نہ  
 کیا جاتے۔ سلمہ اس کی تفصیل بحث پہلے ہو چکی کہ قبر کا مٹی کی تختہ نہ کیا جاسے، اور جہیز کی حقیر پر حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی  
 لگا باجے جیسا کہ گے کہ اسے اور بھری بچا ہے جسے لکڑی لگا دیا سلمہ عام قبروں پر جہیز اختیار نہ ہو سکے اللہ کا نام یا ذکر ان کی کثرت  
 کھنڈی سے کہ اس میں بے ادبی کوئی ضمان ہے لوگ بھی گور جاتے ہیں وہاں جاتو بھی گور سے ہیں وہاں کے حالات جہاں ان میں  
 ادب کا احتمال نہ ہو وہاں جائز ہے، مرقاۃ میں ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں قبر پر میت کا نام اور تدریج وفات کھنڈی سے ہے اور کھنڈی  
 مانتی کہ حدیث منوع ہے جس کا حکم نے فرمایا، یہ تمام کھنڈی قبر کے قریب رکھنے میں ہے، اگر قبر کے سرانے پتھر لگا دیا جائے اس پر کچھ کھنڈی  
 جاتے تو بارگزار میت جائز ہے سلمہ اس لیے فقہاء نے فرمایا کہ قبرستان میں جو قبر سے نئے راستے بنائے جاتے ہیں ان میں نہ پتھے  
 نہ نیلے پاؤں نہ جوئے پس کر اس میں مسلمان کی قبر کو تو جسے سلمہ معلوم ہوا کہ بعد دفن قبر پر چھڑکا دکر مانتی سے کہ مٹی پر بارش کہ جسے

جیسی ہی کیوں نہ ہو، بعض نے دیا احتشاک مٹی پر پھونکے، دوسرے آپ قرشی ہیں، تیسرے کہنے لگے دین اسلام کے لئے اللہ اور میں مطلب ابن عبد اللہ  
ہوتی ہے، وہ خود ہی ہیں، تاہم یہی ہیں کہ کوئی بہت آؤ یا دربار عمار کی حقانہ اور حکام و دوسروں سے دیکھ سکتا تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم  
کہتے تھے کہ یہ اللہ اور تو میرے پیلو اور میرے گھر کے سر کاں نظر کر دیا یا خود تیرے سر کاں نظر کر دیا، دوسرے احتمال کی تائید بنار کی شریف  
کی روایت سے بتاتی ہے کہ حضرت فاروق نے بھی ہمیں بلا ہمارا وہ خانہ جو تیرا تانی کوہا لنگ ہوتا تھا یعنی قبر بہت آؤ تھی، اس سے معلوم  
ہوگا کہ قبر کو قبر سے بڑھ کر کیسے ہیں، اسی کی آیت پر جو نے حج و فہرہ سے بچے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابنہ مطعون کو اپنا  
بھائی بنا لیا، اس نے دیا کہ وہ قرشی ہیں اور تو بھی جانی ہیں کوئی کہ آپ ابن مطعون ابن معتب ابن وہب ہیں قرشی ہیں میں ابن اسد بنے  
کہ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں) حضور انور نے ان کے بعد اپنے فرزند ابی اسد بنیم کو وہاں بھی دفن کیا کہ  
بھلا یہ صاحب زادی نہیں کہ وہ آپ صدیق اکبر کے پوتے ہیں یعنی محمد ابن ابوبکر صدیق کے بیٹے کہ حجرہ شریف بند رہتا تھا  
جس میں قبر نبوت کے سینوں میں دو دروازے سو رہے ہیں اس کی چابی حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس رہتی تھی جسے زیارت  
گوئی اور توئی وہ آپ سے حجرہ کھلو کر زیارت کرتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ قبر بنو کنانہ کا رہنا وہاں قبر کا انتظام  
کرنا چاہا، اپنے پاس رکھنا صاحب ملکیت صحابہ سے یہ حدیث بہت سے مسلمان کا اخذ ہے :-

[illegible]

فِي قَبْرِهَا زَاوَاةَ الْبَنَارِي، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَالَ لِأَبِيهِ وَهُوَ فِي سَبَاقِ الْمَوْتِ إِذَا أَنَا  
مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَاحِيَةً وَلَا نَارًا فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَبُّونَا عَلَى التُّرَابِ شَتَاكُمْ أَتَقِيمُوا حَوْلَ  
قَبْرِي قَدْرَ مَا يَحْرُجُ زُرَّارُ وَيَقْسَمُ لَكُمْ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ بِكُمْ وَأَعْلَمُ مَاذَا أَرَادَ بِهِ رُسُلُ  
رَبِّي زَاوَاةَ مُسْلِمِهِ، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِ عَوْبَاهُ إِلَى قَبْرِهِ وَابْقُوا عِنْدَ رَأْسِهِ فَإِنَّهُ الْبَقَرَةُ وَ

لے (بخاری) روایت ہے حضرت عمرو بن عاص سے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت فرمایا جب میں  
مراؤں تو میرے ساتھ ذکوئی نوہوالی جائے ڈاگ ملے جب تم مجھے دفن کرو تو مجھ پر مٹی ڈالنا  
مجھ میری قبر کے ارد گرد اس قدر کھڑے بنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹ رہا ملے  
تا کہ تم سے مجھے انس ہو اور جان لو کہ میں رب کے فرستہوں کو کیا جواب دوں گا (ترمذی) روایت حضرت  
عبداللہ بن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب کوئی مر جائے تو اسے دوک  
ڈال دیکھو۔ اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ گے اس کے سر کے پاس سورہ الفجر کا شہدہ صبح اورد

سندھ بیان کرتا ہے کہ میں بعض شامین نے اس کے پیٹے کئے ہیں کہ آج رات گناہ نہ کیا ہو مگر یہ غلط ہے کیا سارے صحابہ راتیں  
گناہوں میں گزارتے تھے یہاں بیٹھے جم ہے، واقعہ یہ ہوا تھا کہ ام کلثوم بہت عرصہ سے بیمار تھیں حضرت عثمان کو یہ خبر نہ تھی کہ  
آج انکی آخری رات ہے اتفاقاً اس راستہ پہلی روٹنی سے صعبیت کر میٹھے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذری اشارۃً اس طرح تنبیہ  
فرمائی کہ گویا یہ مجھ پرانہ شکوہ کیا کہ میری بیٹی اتنی بیمار اور تم نے میری دیکھا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے یہ غیہ اور ظاہری شکوے  
خیر و ایش و دیکھنا نہیں کاہر وہ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن تھا پہلے یا تو یہ کو اندر سے صاف کرنے کیے تھے تب تو میری بات اچانک ظاہر ہوئی  
یہ کوئی اعتراض نہیں یا بہت کو قہر میں رکھتے کیلئے تب اس سے یہ معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت ان کی ہر ایک شخصیت صحت کو کن کے اوپر سے  
ہاتھ لگا سکتے تھے شائد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی عذر ہو گا جس کی وجہ سے آپ خود قریب نہ تھے ورنہ صحت میت کو دنیا، والد، بھائی  
خاوند قریب اتارے، عثمان غنی سے یہ خدمت نہ لینا اظہارِ رتاب کے لیے تھا یا انہیں بھی کوئی عذر ہو گا لعانت ملے زمانہ جاہلیت میں  
دستور تھا کہ جنازہ کے ساتھ بیٹھے والی عورتیں بھی جاتی تھیں اور آگ بھی بیکر نہ وہ آگ کا احترام کرتے تھے اس لیے آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو  
یہ وصیت کی اور یہ وصیت دوروں کو سنانے کے لیے تھی ورنہ ان کے بیٹے عبد اللہ خود صحابی ہیں وہ کیسے یہ کام کر سکتے تھے جو ان اللہ کیسے پاکیزہ  
لوگ ہیں کہ وفات کے وقت بھی تبلیغ کر دے ہیں اس وصیت سے تین بیٹے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دفن کے وقت قبر پر مٹی اور پتھر سے ڈال جائے  
کیونکہ شریعت میں گستاخی کرنے کو گناہ ہے اور دوسرے یہ کہ بعد دفن قبر کے آس پاس جگہ نہ باندھ کر کھڑے ہو یا نہایت ہے تیسرے یہ میت حاضرین  
کو جانا پہنچانا ہے اور ان کی سرور دہانی ہے اس کی وحشت قبر توڑ دینا ہے جس کو اس میں جہاں ہے جو قبر کا زمانہ بیکار ہو کر بعد دفن کرنا چاہیے اور ان کے اسرار سے  
سوالات بخیر کے جوابات نہ جانا سنت سے ثابت ہے یہ ایک وصیت کا فساد ہے کہ بعد دفن قبر کا کھینچاؤ اور کرنا یا ناگوار تھاری ہو جیوگی سے بچے

عَنْدَ رَجُلَيْهِ بِخَاتَمَةِ الْبَقَرَةِ وَأَمَّ الْبَيْتَ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ وَالصَّحْبُ إِنَّهُ مَوْفُودٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالْجَنَّةِ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحِيلَ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ وَكَأَنَّكَ دَمَانِي جَذِبْتُهُ حَقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَصْهَدَ عَلَيْنَا أَنْفَرُونَ

پروں کے پاس بغیر انہی کی مدد کو نہ چڑھو گے (یہ بھی شعب ایمان) اور دیکھا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ان پر موقوف ہے و دعوت ہے حضرت (ابن ابی ملکہ سے فرماتے ہیں جب عبدالرحمان ابن ابی بکر نے مٹا) جسٹے میں وفات پائی تو وہ کھوکھلا کر دیں گئے کیونکہ جب حضرت عائشہ آئیں تو عبدالرحمان ابن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں اور یہ شعر پڑھے کہ ہم تم جلاز و مانک جزیہ کے درپردہ کی طرح ہے، مٹے کہ کب کا گیا کہ یہ دو دونوں کبھی جلاز و مانک ہو گئے، مگر جب پھرتے تو یہیں ابد

اس ماحول ہمارے دُور سے نیکوین کو بلاوات دیتے ہیں آسانی ہو رہی ہے پیٹھے بلاغ و رست اس کے دن میں دیر نہ لگاؤ گا اس سے تمہیں بھی تکلیف ہے اور رست کے پھرنے سے بھی کئی عبادتیں مل سکتی ہیں اور سلامیں اسلام علیہ السلام کا دینی فیض کے مترادف ہے بعد ہو گا کہ ایسے حضور سے اللہ علیہ السلام کا دینی وفات سے تیسرے روز بولایہ رو کی عمر و قے، جیسے سلمان علیہ السلام کا دینی وفات سے سال یا دو مہینے کے بعد آگیا بلکہ بعد کے لیے پہلے یعنی بعد دین قمر کے رہانے اللہ سے مقرر ہو گا اور دین کی اپنی امنی استخول سے آگے بڑھو کہ جسے قرآن کے وقت سورہ یٰسین پڑھنے سے بھائی آسان ہوئی پھر ایسے کہ بعد دین یہ کو با پڑھنے سے توبہ کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور توبہ سے کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں جب بھی قبرستان جاؤ تو قول حوالہ ملے اور اس اور سورہ فاتحہ پڑھو کہ توبہ والوں کو تاب بخیر اور جب انصار میں کوئی فوت ہوتا تو وہ حضرات و مرثیہ کہ پڑھتے رہتے، فائدہ نہ تھا کہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان جائے اور وہاں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْخَيْرَ، فَاَوْفَاکَ الْخَيْرَ اور الحمد پڑھے پھر یہ کہ کہانی میں نے جو کچھ فرمایا اس کا ثواب ان کو دے اور ان کو خوش آوہ تمام مومن قیامت میں اس کی شفاعت کریں گے، نوکی نے شراب منہب میں فرمایا باریت خود کر سنے دے کہ کچھ پڑھنے کے لیے وہاں کے لیے دعا کرے اور میری جگہ فرمایا کہ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا بہت افضل ہے اس جگہ مرقا نے ایصال ثواب کے بہت دلائل دیے ہیں اور بہت گریس و لافستان و افاسات بھی کہ نسو فرمایا اور علم ہونے کی صورت میں اس کی بہت توفیق فرمائی، خدا شوق دے تو اس جگہ مرقا اور کتاب جارا حق حضرت اول اور قریبی ہمارے موم کا ذکر و مطالعہ کر دے اور ابن ابی ملیکہ تاہی ہیں، سیدنا ابراہیم ابن ربیع کے زمانہ میں قاضی کہتے تھے اور حضرت عبدالرحمن مائتہ ہجرت کے بعد بھی میں کہ استعمال مقام شہد میں ہوا ہو کہ مرقا سے ایک منزل و دور ہے مگر بہت کے لیے کہ معطر لاکو دین کئے گئے مگر خیال رہے کہ عبدالرحمن حضرت مائتہ کے متعلق بتائی ہیں کہ ان کا نام وہاں ہیں کہ یہ جگہ مرقا کے مرقا میں تو راستہ میں ان کی قبر نظر میں آتی ہے اور ر زیادت قبر کی اور قریب ان کو یہ کہ مرقا سے یہ دور پڑھے ہوا اس نے اپنے بھائی ایک ابن نویر کے قتل ہونے کے بعد کئے مالک مہر صدیقی میں حضرت خالد کے بقول، ابراہیم کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق کی تھی و

مرثیہ  
کا



[illegible]

۱۔ جزیرہ مالک کا بادشاہ تھا اس کے دو وزیروں کی ایک کی محنت اور دوسرے نے ایک بیوی کا ہوتے ہی اپنی محنت اور وزیروں کے کام ملک و مصلحت کے لیے جو کچھ حاصل تک جزیرہ کے ساتھ ہے انہیں نمان نے قتل کیا جن کے قتل کا مجیب خود مقامات عمر کی شرم میں مذکور ہے۔ یہ واقعہ دراز مدت کو لگنے جیسا کہ صدر عمر اب نہایت فرما ہے لہذا یہ بیٹن چھٹا آستانہ ہے یعنی اگر کئی ہزار کی وفات کے وقت جہاد ہے مآخذ ہوتی تو قدرتی ہریت کو یہاں آگے دیکھ کر بلوچیزیت کو قتل کرنا ٹھیک نہیں اس کی بحث پہلے ہو چکی اور مرزا اب میں ہر ہر ہر کی قبر کی زیارت کے لیے اترتی ہو کر حضور ازل سے اشد علیہ وسلم نے فرمود کو زیارت قبر سے منع فرمایا اہم اہم عرض کر چکے کہ آپ زیارت قبر کے لیے گئی نہ تھیں بلکہ قبر واسطہ میں شریعتی تو اکثر شریعتیں زیارت قبر کی پوری بحث افتاء ائمہ زیارت قبر کے باب میں آئے گی کہ یہ یعنی ان کی ہریت ترقی پاتی تھی اور دوسرے قبر میں اتنا اور فزادہ تھا اب بیان ہوا ہے اور دوسرے ہے کہ قبر سے قبل نہ ہو کر ہریت کو کھلا جائے اس کی تحقیق پہلے پوری کی جا چکی ہے کہ چنانچہ ہریت ہے کہ دفن کے وقت قبر پر مسلمان میں لپٹی ہوئی ہے اس کا ذکر بھی پہلے گذرایا ہے اب آپ قبر سے نکلتے دیکھتے ہیں جس سے رکھنے منع فرمایا اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ مسلمان کی قبر میں لاکھن تعلیم ہے جب اس سے شیک لگا نا پائز نہیں تو دامن اور بدترقی کیسے جائز ہوگی، بلکہ بزرگوں کی قبر پر ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر کھڑے ہونا چاہیے حضور سے اشد علیہ وسلم کے روضہ پر نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر کتب فقہ دوسرے رکعت کو یا ہر کی قبر پر ہے ان کی بلے ابرہوں سے نالوں اور احترام سے خوش ہو رہا ہے نہ بیت بجا کانتا ہے یا صرف انگوٹوں سے رونا بنا رہا ہے بلکہ مجھے ہے بعض نفع حاصل بیان کرنا بھی درست ہے جیسے فافزہ ہوئے حضور سے اشد علیہ وسلم سے ہوئے فرمایا تھا اباما جب بیت میں ہے آپ



أَن سَيِّفَ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِمْرُ الْإِبْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ  
فَقَبَلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمَ يَحُجُّ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ  
يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا حَصَّةٌ ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَذْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا  
يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَحَزُونٌ مُنْفِقٌ عَلَيْهِ وَعِصْنُ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ  
أَرْسَلْتُ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنْ إِنَّا لَنَالِي قُبُصٌ فَأَتَانَا فَاسْأَلْ يَقْرَأُ السَّلَامَ  
وَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّكَيَّنٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ  
إِلَيْهِ نَقِصْمَ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنَا ففَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

ہاں گئے۔ لہ جو حضرت ابراہیم کا رضاعی والد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو انہیں چڑا اور منگھا لے  
پھر عمر بن عبدالمطلب نے ان کو حضرت ابراہیم کے دے رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بند ہو گئیں حضرت  
عبد الرحمن بن عوف نے خدمتِ علیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہی کہ تو فرمایا ہے ابن عوف یہ تو رحمت ہے میری  
دوبارہ آنسو بہانے فرمایا آنکھیں بہتی ہیں۔ دل تلکین ہے مگر ہم وہ ہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہوئے ابراہیم  
تہماری مدافعتی ہے ہم تلکین ہیں (مسلم تہماری) بد روایت ہے حضرت اسامہ بن زید نے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی دختر زینب نے حضور کو نبی کا میرا چھوٹا بھائی لائے شہ حضور نے سلام کیا اچھا کہ اللہ ہی کا ہے جو ہے  
یہ اس کے ہاں میری رحمت مقرر ہے میری ولیدہ اجڑیں لے انہوں نے میرا چھوٹا چھوٹا بھائی لائے ہم وہی ہمیں کہہ رہے  
آئیں شہ آپ آگئے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ :-

وَمَا أَجِدُ جُودَ اللَّهِ وَرَحْمَةً إِلَّا مِنْ رَبِّهِمْ فَتَقَرَّرَ لَكَ مَا بَالُ فَوْضَانَا اس کے چھوٹے اور صاف بیان کرنا کہ اے میرے باپ! اس کے ہاں  
کے کواریاں سب تمام ہے کہ یہ تو میں داخل ہے صلہ آپ نام بڑا اور آپ کی نبی کی آمدیت کا نام تولدیت میں خدا انصاری ہے  
جو حضرت ابراہیم کی دودھ کا والدہ بن گئی اس کے ہاں حضرت ابراہیم رکھے گئے تھے حضور انہیں بھی دیکھنے جایا کرتے تھے حضرت ابراہیم  
نے سورہ ہمزین کی عربی وفات ہائی تھے معلوم ہوا کہ پھر کو گڑیں لیا اسے پوچھا سو گھنا ملت ہے رحمت کی علامت ہے کہ اپنے  
آپ بھی بچوں کے فوت ہونے پر روتے دیکھے یہ وہ نالے صبر کی کامیابی ہے جس سے نبی اکرام پاک میں تہ تبرک ہوا کہ اس سے  
معلوم ہوا کہ رحمت پر رحمت انہوں سے روانہ ہاں اللہ کے اور رحمت کے ان کی اور رحمت کی کو اللہ کے کہ کم نامی باوجود کہ رحمت کی اللہ کے  
کچھ دیکھتا اور رحمت وفات کہنے لگو کہ لگتا ہے ابی اس کے کہ کیا پوچھا رحمت میں ماں باپ کی خدمات بھی کرتے گا اور ان سے کام بھی لے  
یعنی قبض رحمت کی رحمت میں ہے گراؤ فتنی کی ہو گیا ہے اور پھر آئی ابی العاص سے جو تہ رحمت ہوا رحمت کہ جسے میں ابی العاص رحمت ابی العاص  
ابی قوی ہے جس کا مسند امام احمد میں ہے اخیال رہے کہ حضرت زینب ابی العاص ابی ربیع کی بیوی تھیں لے یہ

میرے ساتھ کونیں حقیقت پر پہنچے اور غافل کر کے میری ضروری کام میں مشغول تھے اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کی وضاحت میں بھی یہ لوگ ناکام رہتے ہیں۔  
تغزیت کرنا یا نہ کرنا یہ نہ ہے جیسے ایک ایسی ضروری کام جو ہر فرد میں لازم و ملزوم ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ایک شخصیت کو کسی سے تشکیلی  
ہو کر ملے۔ لہذا کہتے ہیں کہ حقیقت پر پہنچ کر درود نہ سے سخت بیماری پیدا ہو جاتی ہے اس لیے کہ دل کی گہری شکل ہالک ہے۔ اس لیے اس شخص  
سردی سے ہرگز متحفظ نہ ہو کہ کیا ہے اور یہ یہ خود توجہ و ترازو کا اتھوڑا کی علامت ہے۔ یہ سب بدوں پر چڑھ کر ان کا خلاصا ہے جو ہم نہیں کرتے۔ نہ شاہد دہری  
کو بیماری کا پتہ نہ لگا کہ ان میں کیا بیماری ہے۔ خیال ہے کہ حضرت سعد اس بیماری میں فریادیں ہوئے مگر غلط طور پر عود غازی میں تمام مہموران  
ملاقات میں رہنا پڑا۔ ہر بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو کچھ تنہا کیے نہ تھے کی سب خیال رہے کہ ان کی یاد اور یاد کے حالات مختلف ہوتے  
ہیں۔ مگر اپنے سے بھی بڑے جو رہا ہے۔ میں اس کو کچھ صحیحی ضرورت ہے۔ یہ پیشہ  
است ۔ گئے برہان علیہ السلام ۔ گئے پریشان پائے خود پریشان ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کی موت کے وقت اور  
جگہ سے خبردار ہیں کہ ہر میں ایک دن پہنچے ہی ہر کافر کے قتل کی بجائے اور وقت بتا دیا کہ کل یہاں نماز کرنے کا اور آج عید فارسی ہے  
ہیں، ہر حالت نے فرمایا کہ یہ کام بتا دیا تھا لوگ ان میں کچھ سے ہوئے تھے یا یاد اور بھائی کی ہوئی تھی تو فرمایا کہ یہ کیوں تو ہو گئے  
ہیں جو تم نے یاد اور بھائی کی رہا تو مطلب یہاں ناظر ہے ۔

و کھکھ کے آنسوؤں دل کے غم سے مذاب نہیں دینا چنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اگر اس سے مذاب دیتا، یا دم کرتا ہے ملہ اور میت کو گھر والوں کے رونے پر مذاب ہوتا ہے (مسلم بخاری) ۱۰ روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ م میں سے نہیں جو مز پیشہ، گریبان چاڑھے اور جہات کی باتیں کہے (مسلم بخاری) ۱۱ حضرت ابوبکرؓ سے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے پیشکش ہونے کو اپنی بیوی ام عبداللہؓ پر کیا کہ روئی آئیں چلو نہیں آرام ہوا تو فرمایا کیا تم جانتی نہیں آپ انہیں حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس سے سزا ہوں جو سر نہ ملے چھینے والے کپڑے پہنا کرے (مسلم بخاری) ۱۲ لفظ سلم کے ہیں: روایت ہے حضرت ابوباکرؓ انھوں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں رحمت کی عبادہا میں ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑے گئے، قرنی فخر، نسب میں

اس شخص سے اللہ جل و علا کا رونا ان کی موت کے خوف سے ذوق لگا ان کی تکلیف دیکھ کر قسمت کی زبان پر اور یہ کام کیا زمین بخار تھا کہ کسی کو  
یہ کام کی موت پر ہے مگر کیا تو کر کے ناچا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ کیفیت پر عمل کرنا ہے کتاب الشیخ پر درج کتاب اور جو کس اس بکلی بد  
سزا پایا ہے کہ اس کی بد کو شرع آگے آگے کی گہرا آستانہ کو کر قسمت سے مراد وہ ہے جس کو آج کل کے مولود غالب سے ان تکلیف  
ہے یعنی اگر جان بچھنے وقت رونے والوں کا شور مچ جائے تو اس شور سے مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ یہ کہ اس کی شور مچنا کچھ  
کو اس سے ہمارا کوئی تعلق ہے لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کر سکتے اگر کتاب حدیث پر کوئی غلط ہے تو جیسے حدیث و روایت پر مبنی ہے کہ یہاں نے  
کتاب تہذیب کی شکایت ہے مگر کیا اس کو کہہ دالا جہاں کی ہدایت یا ہمارے طریقہ مولود نہیں ہے یہ کام حرام ہے ان کا کہنے والا حدیث صحیح  
اس سے رخصت ہو کر میں کہ ان میں کوئی نادر و عام مشہور غلطی نہ ہو ہے اس حدیث کی تائید قرآن کریم فرماتا ہے وَتَقْبِرُ  
الْمُصَابِرُونَ الْيَوْمَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَصَبَةٌ وَالْاَوَّلٰى اَنْ تَاْتِيَ رَا حِبْ جَعَلْنَا لِيْ سَهْلًا لِّكَ الْاَمْرَ الْعَسِيْرَ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ  
تَاْوِيْلًا رَّحِيْمًا نہ کہ آپ کا نام عالم ابن عبد اللہ ابن عباس ہے یہاں اور عبد اللہ ابن عباس بیٹے ابو موسیٰ اشعری کے نزدیک ہیں  
حضرت عائشہ کی طرف سے قاضی شریح کے بعد کوثر کے نام پر یہ حجاج نے آپ کو معزول کیا کیونکہ یہ روایت کے کاپیٹا دار کہہ سکتے  
ہوئے ہیں بیٹے ہیں نہیں پیشہ یہ حدیث اساتذہ تم میرے بیٹے کی، مجھ کو نہیں اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عرب میں بھی کسی

الطَّعْنُ فِي الرِّسَالَةِ الْمُسْتَقَامَةِ وَالْبَيِّنَاتِ قَالُوا لَنَجِدَنَّكَ إِذَا لَمْ تَنْتَبِ قَبْلَ مَوْتِكَ أَتَقَامُ  
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَعَلَيْهِ سَبِيلُ مَنْ قَطُرَانِ وَدَرُّ مِنْ جَرِبٍ رَدَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ أَتَفِي لِدُنَى اللَّهِ وَأَصْرِي قَالَتِ الْيَتِيمُ عَنِّي  
فَأَنكَ لَمْ تُنْصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تُعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ

لحنے اور تاروں سے بارش مانگی اور نور مل فرمایا اگر نور والی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت  
میں اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر دل کا لباس اور حرب کی قمیص ہوگی (مسلم) اورایت ہے حضرت  
انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر گزرتے ہوئے کہ پاس دو رہی تھی فرمایا اللہ سے  
ڈر اور صبر کرو۔ وہ بول میرے پاس سے ہٹ جائے آپ کو میری ہی معیبت نہیں پہنچی اس نے حضور کو  
پہچانا جنہیں ملے تو اسے چایا گیا یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ حضور کے آستانہ پر آئی۔ نبی صلی

کی موت پر سر منڈانے کا رواج تھا جیسے ہمارے ہاں ہندو سر ڈھڑھی اور مچھلی سب منڈا دیتے ہیں جیسے خدا کہتے ہیں  
مگر وہ منڈا اتارنے پر غور نہیں، یہ بھی ہے عیانی کی علامت ہے عیال دے کر کسی پر کام ایسی حالت میں بیٹھنا اور اپنے بال بچوں  
کا اصلاح سے غافل نہیں رہتے تھے۔ بلکہ اس میں بھی سب سے بڑا کھل بھی ہوئی، مسلمانوں میں اب تک بڑی چاروں عیوب جو یوں  
کبھی حسب اور نسب ایک ہی جہتی ہیں کہتے ہیں مگر کچھ بول فرقی کر دیتے ہیں کہ مال کی طرف سے رشوتوں کا نام ہے اور  
باب کی طرف کا نام نسب، ابھی اس طرح کہ باب وادوں کے اوصاف شمار کرنا حسب کہ الای۔ تو میت ذلالت بنانے کے بعد  
نسب، کفار کے تقابیر میں حسب اور نسب پر فرق کرنا بھی عیال سے ہے، حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ جہنم میں کفار سے فرمایا۔  
اَسَآؤُكُمْ خَلْدُ الْمَلَائِكَةِ دانتے ہوئے عیال طلب کرنا چاہوں، مگر مسلمان کے کسی نسب کو ذلیل جاننا یا انہیں کہیں کہا حرام سے مسلمان  
شریف ہیں اگرچہ سب حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی جہ سے اشرف ہیں مگر انہیں بھی کسی مسلمان کو کہیں کہنے کا کوئی حق  
نہیں، ہاں مسلمانوں کو ان کا ہنر نام کرنا چاہیے، نسب انبیاء اللہ کا رحمت ہے اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب الکلام المقبول سے  
اشراف نسب الرسول میں ملاحظہ کیجئے، تاروں سے اذیت معلوم کرنا اور راستوں و پستوں کا پتہ لگانا جازر ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے  
وَالنَّجْمُ هُجْرَةٌ يَتَذَكَّرُ لَهَا كَوْنُ الْوَحْيِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ  
توفیق متین، ہر مے کے پیچھے اوصاف بیان کرنا مذہب کفار سے اور اس کے جوہر اوصاف بیان کر کے دنیا کو مہرے بدبو کا مہر  
نور ہزارم حضرت فاطمہ زہراؑ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مذہب کیا تھا تو یہ نہیں ملے وال میں آگ بہت جلد لگی ہے اور جو کچھ  
ابھی جڑتی ہے، ہر بدبو کہ اسے جو کچھ تماش میں پہنا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ناکھ پر اس دن عارش کا ضرب لگا دیا گیا کہ وہ کون  
سے کھل کے دل محروم کر کر حق قیامت کے دل سے عارش سے بھی کیا جائے گا اس سے صوم ہرگز خود غواہی ہو یا تو اسے حرام ہے جو  
کفر و کفر ہی آدمی کہ ہے اسے بے گونا گونا مذہب کا عینت کا عینت فرمایا۔ مسئلہ یہ چیلنا بھی سنت سے ہوگا زندہ قرآن ہر سنت سے آپ کو  
باب کے ابھی لوگ بھی جان لیتے تھے اسے کہ گزرتے ہوئے کھڑا دل سے بے شوگر ملک سے چلا جاتے۔ آپ کو کو کھڑے تھے جن حاضر چاند کھڑے چھانے ہیں  
چنانچہ ہے کہ کسی کی اس سے کہہ نظر کھسکتا کہ اس

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِبَ فَقَالَتْ أَمْ عَرَفْتُكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ  
الْمُسْلِمَةِ الْأُولَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَكَانَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَمُوتُ الْمُسْلِمُ ثَلَاثَةَ مِنْ الْوَلَدِ فَيُجِزُ النَّارَ الْأَفْجَلَةَ الْقَسَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعِنْدَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسْوَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يَمُوتُ أَحَدُكُنَّ ثَلَاثَةَ مِنْ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ  
الرَّحْمَةُ خَلَّتِ الْجَنَّةُ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ أَوْ اثْنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَوْ اثْنَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي  
رَوَايَةٍ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنْ بَنِي عَالِ الْجَنَّةِ، وَعِنْدَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

اللہ علیہ وسلم دیاں کوئی دیوان نہ دیا بلکہ عرض کیا حضور میں نے آپ کو یہاں نہیں دیا مگر شروع سے پہلے ہوتا ہے  
تھ (میں بخاری اور روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں) دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی مسلمان  
نہیں جس کے تین بچے جو جائیں پھر وہ آگ میں جائے مگر قسم پودے کی کہنے کو تھ (میں بخاری اور روایت ہے) انہی سے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری عورتوں سے فرمایا کہ جس ماں کے تین بچے جو جائیں وہ مہر کہے وہ جنت  
میں ضرور جاوے گی تھ ان میں سے ایک بی بی بول یا رسول اللہ اور فرمایا وہ تھ (میں اور مسلم بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ تین و  
بچے جو ہر ماں کو دینے ہوں تھ و روایت ہے انہی سے) فرماتے فسوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے مگر جو کچھ کہہ کر جو شی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تہیجہا نے کہا ہے اس سے وہ اسلام  
سے خارج نہ ہوئی، اختصار فرماتے ہیں کہ اگر چاہیے کہ شہادت میں مرنے والے سے کوئی کلمہ کی بات کہی جائے تو اسے کافر نہ کہتا  
گا اس کی تہیجہا نہ اور دین ہو گا کچھ کلمہ کی کلمہ مہتر ہیں اس کا تہیجہا نہ ہے نہ اسے آئی معافی مانگئے، اس خیال میں  
عینی کہ شہادت کہہ کر کہیں کا گستاخ ہے دروازہ عالیہ پر بہت دریاں بولی گئے نہ معلوم میں وہاں بیچ کولی یا نہیں اور حضرت رسول کی بیٹیں، یا تو  
کہیں باہر کی تھی یا یہ خیال بھی اس کی کہ وہ شی میں تھا در نہ بدینہ کی تہیجہا نہ آستانہ پاک پر حاضر ہوئی نہ تھی تھ (میں شروع حد مریدوں میں جوئی  
ہو تاکہ اس وقت اس پوش کو روکنا شروع ہوا در دل کا کام ہے، مگر سے مراد کامل ہے جس پر بہت ثواب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس کی بی بی کو اپنی بی بی سے اولی سے تو بکرانی اور نہ کہ شہادت نہ دینے سے کیونکہ وہ معذور کلمہ آیتہ کہنے کے لیے بیعت فرمادی، تاہم  
جا کر دنا میں نہیں وہاں بیٹیاں مع ہے سب سے قسم سے مراد وہ کا وہ فرماں ہے و ان فیکم الا قد دھسا ہر ایک کو دو درجہ جس وارد  
ہو نا ہے کو تہیجہا نہ سے ہاتھ جو سے جنت کے راستہ میں دوزخ چرتی ہے یعنی اب صاحب دوزخ سے گزرے گا تو خود مگر عرف اس قسم کو  
پورا کرنے کے کہ خدایا پانے کے لیے ملک ایسے موقوف پر اگر عورتوں سے خطاب ہوتا ہے کہ کوئی ماں کو بچے سے محبت نہ پادہ ہوئی ہے  
اور مگر کہ، نیز ان میں دے بیٹے اور خود کی حالت نہ زیادہ ہے تھ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں  
کے اختیار تقسیم فرماتے والے ہیں اگر آپ فرمادینے کہ میں تہیجہا نہ ہی پر ہر جو کرنا بیٹے باب لرحم میں حدیث کہنے کے کہ اگر مگر فرما  
دینے کہ ہر سال مع فرم ہے تو ہر سال ہی فرم ہو جانا تھ جنت کے معنی ہیں گناہ اسی لیے قسم توڑنے کو سخت کہتے ہیں کہ وہ گناہ

[illegible]



ثَامِنٌ مُّؤْمِنٍ الْاَوَّلَةُ يَا بَايَا بَايَ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلٌ وَبَايَ يَنْزِلُ مِنْهُ رُزْقٌ فَلَا اَمَاتَ  
 بَكِيَا عَلَيْهِ فَاِنَّكَ قَوْلُهُ نَحْنَا فَاَبَكْتَ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَاهُ التَّوَمِدِي : وَعَنْ اِبْنِ  
 عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرْطَانِ مِنْ اَمَةٍ اَدْخَلَهُ اللَّهُ  
 بِهَمَا الْجَنَّةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَمَنْ كَانَ لَهُ فَرْطَانِ مِنْ اَمَةٍ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرْطَانِ اَمْوَقَقَةٌ فَقَالَتْ  
 لَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرْطَانِ اَمَةٍ قَالَ فَاَنَا فَرْطَانِ اَمَةٍ لَنْ يَصْلُوَا اَيْمَانِي وَاهُ التَّوَمِدِي وَقَالَ  
 هَذَا اَحَدِيْثٌ غَرِيبٌ : وَعَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نے ہر عرصے کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ وہ جس سے اس کے عمل چڑھتے ہیں، اور دوسرے جس سے اس کی روزی اترتی ہے جسے  
 مومن سمجھا ہے تو یہ دو دروازے اس پر ہوتے ہیں یہ عبادت کا ذوق ہے کہ ظاہر پر آسمان و زمین نہیں ہوتے بلکہ (تو ہی پر ونا ہے)  
 حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں جس کے دھنچے فرط ہو گئے، اللہ ان کے گھر  
 سے جنت میں داخل کرے گا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہی فرط (یعنی دو دروازے) تو نہیں دیکھا وہ بھی میری ایک ہی  
 فرط ہو۔ وہ دو ہیں اس کی ایک فرط ہے وہاں سے وہاں کی اس کی فرطیں پڑھتے ہیں کہ انہیں میری سی ہیئت نہ پہنچے گی کہ (تو ہی)  
 اور فرمایا حضرت غریب : کہ دو دروازے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میں ہے اس سے اس کا بل روئیں ماسی سے دیکھا گیا ہے کہ مسلم بخاری کی بعض اسانوں میں کہیں کہیں، انھیں اور خارجی بھی آگے میں دروازہ ہلے  
 اندازہ لگاؤ کہ آسمان میں کتنے دروازے ہوں گے کہ سارے انسانوں میں سے ہر ایک کے لیے دو دروازے ہیں روزی آئے گا اور نیک مال ہانے کا  
 گناہ کا احوال ملا وہ دروازہ جس سے ہٹا ہے کہ اس کی کوئی نیک قول نہیں اور کسی کی نیکیاں اس دروازے سے جاتی ہیں اور عقیقہ میں بھی ہاتھ ہیں مومن کے سر سے  
 پر دروازے روزی ہیں اور کافروں کے سر سے پر غش ہوتے ہیں حدیث بالکل اپنے ظاہر کی منہ ہے کہ تاویل کا ضرورت نہیں اس سے کہ  
 قوت و شہ جیسے بچا، گوڑا اس سے فرما کہ وہ اپنے صابروں باپ کو سنت پر پناہ لگائے وہ اپنے گھر کو اس کے ہر کامت بنائے فرط کے شہ پہلے  
 ہر ایک کے پیش رو باجہ کو سزا پر قائم ہے آگے پہنچے اور تمام سزاؤں کا اسلام کرے اس حدیث کے معنی نہیں ہیں ہر ایک کے صابراں کا مل نہیں  
 صحت ہے کہ میں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے صابراں کا فرط ہے بھی ہیں اور دوسروں کا فرط نہیں ہے ہر ایک آسمان اللہ کی تہذیب و احیاء ہے کہ  
 لیکن میری اہمیت کے لیے بھی شہیدیت اور تکلیف کا کام میری وفات ہے ایسی اہمیت کی شہیدیت نہیں اور یہ حقیقت بھی ہے جس  
 لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دیکھی اور جو شہیدیت پر گام توڑ بھی مان سکتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 یاد آتے ہیں تو عاشقوں کے گلیے جھٹ جاتے ہیں مرید مرید سے جھٹے وقت و تاریکی کا جو اثر ہوتا ہے وہ درجہ و درجہ کے درویشوں کا  
 حدیث ہے کہ یہ مسجد نبوی شریف کی جو گھٹ سے پہلے لوگوں کو روٹے دیکھا ہے شعر بدن سے ہاں نکلتی ہے کہ آہ میرے :  
 تیرے دعا کی جھٹتے ہیں جب مدبر سے : فقیر نے جسے جہ پر نصرت کے وقت دیکھا وہ دروازے سے عرض کیا تھا : شہر یا رہا ہے  
 اب ہاں آقا قرین اسے دو دروازے شہر سے ملے : یا دینری جس گھر کی بھی آگے کی بد سے نقیص دل کو بہت تڑپا ہے کی :

وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ وَلَدَ الْعَبْدُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيَلْزَمَهُ قَبْضُهُ وَلَدَ عَبْدٍ يَقُولُونَ نَعَمْ يَقُولُ قَبْضُهُمْ  
 كَبْرًا قَوْلُهُ يَقُولُونَ نَعَمْ يَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي يَقُولُونَ حَمْدُكَ وَأَسْتَخِرُكَ يَقُولُ اللَّهُ  
 ابْنُ الْعَبْدِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ أَحْمَدَ وَابْنُ أَحْمَدَ وَالْزُهْدِيُّ وَكَفَى عَبْدُ اللَّهِ  
 بَنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى مُضَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ  
 زَاكَاةِ الْفَرِيدِيِّ وَابْنُ نَاجَةَ وَقَالَ الزُّهْدِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا  
 مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ الزَّوَاوِيُّ وَقَالَ زَاهِدٌ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوْفَةَ هَذَا السَّنَادُ  
 مَوْثُوقٌ وَكَفَى ابْنُ بَرْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى لِكُلِّ كِسْفٍ  
 بَرْدًا فِي الْجَنَّةِ زَاكَاةُ الْفَرِيدِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَكَفَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا

کرچیل کسی بندے کا پھر مر جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرما ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کو روکنا دیکھا وہ  
 کہتے ہیں ہاں تو کہتا ہے کہ اس کے دل کا پھل تو دنیا تو میں کرتے ہیں ان کو ناپ کے پیر بندے کے کیا کام میں کرتے ہیں تیری حمد  
 کی اور زاکاۃ پڑھی رہے ہیں تو فرما ہے پیر بندے کے یہ جنت میں لکھ دیا اور اگر کام نہ آئے تو لکھ دیا (امام حنفی) اور روایت ہے  
 حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اس میں ثواب  
 ملے گا (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے جسے ہم صرف علی ابن ابی حاتم راوی کی حدیث ہی سے  
 مرفوعہ پہنچا ہے جسے ابوہریرہ بنی حدیث ہے یہ حدیث اسی اسناد سے محمد ابن سوقة سے مرفوعہ روایت کی ذرا روایت ہے  
 حضرت ابی ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی دے اسے جنت میں گاہ  
 اور صاف بنائے گا (ترمذی) (امام زکریا) اور فرمایا یہ حدیث مسلم رب ہے ذرا حدیث حضرت عبداللہ بن جعفر سے

فرمائی حدیث ابی ہریرہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ساری امت کے لیے یہ تصدیق غلط ہے یہ تصدیق وہاں فقیر لکھا  
 وہاں مالک میں دیکھئے یہ سلف یہ سال و حجاب ان فرشتوں سے ہے جو بیت کی روبرو بارگاہ الہی میں لے جاتے ہیں اس سے مقصد ہے  
 انہیں گواہ بنا اور رب تعالیٰ علیہم خیر ہے و خیال ہے کہ بیت میں بعض اہل رب کی فرشتہ سے پہلے ہی ہیں بچہ پڑا اور بعض انسان  
 کے اعمال لکھتے ہیں یہاں اس درجہ سے محل کا ذکر ہے جسے یہاں مکانوں کے نام کا من سے ہوتے ہیں ویسے کار ہاں انہی  
 محلات کے نام انال سے ہیں یہ کہیں کہیں بھلائی کی بھری کرتے ہوتے کو بھی بھلائی کا ثواب ہے تقریب کے ایسے پیارے  
 الفاظ ہوتے ہیں چاہے میں سے اس فقرہ کی تسلی ہو جائے یا نہ الفاظ بھی کتب فقہ میں منقول ہیں فقیر کا تجربہ ہے کہ اگر اس موقع پر غرضوں کو  
 واقعات کر بلا یاد دلائے جائیں اور کہا جائے کہ ہم لوگ تو کھانسی کر رہے ہیں وہ شام اندازے تو ہیں دن کے روتہ دار نہیں ہوئے  
 تو بیت تسلی ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ بیت ہرگز نہ ہوگا کہ میں میں ہو جائے کی فتنہ کی پران کو تسلی دینا بیت ثواب ہے پکار  
 سے مراد جنت کا زیارت اٹلے اور وسیع ہو جائے جو اس بچہ کو تعزیت کے عوض دیا جائے جو تمہارے ہر روز سے ملتا ہوگا۔

حَاءَ لَيْحِي جَعَفَرَةَ قَالَ لَيْتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَعَى الْأَلَّ جَعَفَرًا مَا فَقَدْنَا أَهْمًا  
يُسْخِرُكُمْ رَاةَ الزَّمَانِي وَأَوْدَادُ ابْنِ مَاجَةَ: **الفصل الثالث** عَنْ الْمُخْتَرَةِ بْنِ  
شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُنْجِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ مَا يُنْجِ  
عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ  
ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِسَبْكِ الْأَجْنِي عَلَيْهِ يَقُولُ يُغْفَرُ لَهُ لِأَجْلِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا أَنَّهُ يُكْتَلَبُ وَلَكِنَّهُ ذُنُوبُ أَوْ أَخْطَاءُ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفر کی موت کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کیسے کھانا پکھاؤ گے کہ ان کے  
پاس وہ چیز آئی ہے جو کھانے سے باز رکھے گی مثلاً (قرمزی، ابو حلازہ، ابن مسعود، جسر بنی نسل، بروایت سے حضرت عیسیٰ  
ابن شعیبہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس پر وہ کھانا پکھائے جسے قیامت میں نور کی وجہ  
سے عذاب ہو گا مثلاً (مسلم بخاری، بروایت سے حضرت عمر بن عبد الرحمن وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو سنا کہ انہوں نے ذکر  
کیا کہ ایک کعبہ بنی اسرائیل بن عمرو فرماتے ہیں کہ کھانوں کے روئے کی چھت کو عذاب ہونا ہے تو انہوں نے بھی اللہ اور جبرائیل کو جتنے اہل  
نے جھوٹا مذہب دیکھا وہ جھوٹا دیکھا یا خطا کر گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے حضرت جعفر ابوطالب کے فرزند علم فرماتے کہ کھانا پکھانے کی ضرورت میں آپ کی ضرورت مشرق و مغرب میں ہوئی مورت ہو کہ کیا آپ ایک  
بیکہ ہے سنا آپ نے کھانا پکھانے کا حکم اپنے اہل بیت کو دیا اس کھانے کو برائے میت کے لئے پکھا جائے جسے عرب میں میگو کہتے  
ہیں اس وقت غلام میں کوڑا اور پیر کھانا پکھانا سنت ہے بلکہ چاہئے کہ خود کھانا پکھانے والا میت کے گھر کھانا لے جائے اور خود بھی  
ان کے ہمارے کھانے انہیں ساق کھانے پر مجبور کر کے موت پہنچا دی کھانا پکھانا ہے جسے مردوں قوت ہو یا قوت کی خبر اسے میر  
میں دیکھ رہی ہیں دن کا جو رواج ہے یہ خط ہے سنا یعنی جعفر کے گھر والے کو تم کو دہو ہے کھانا پکھا دیکھیں گے اگر کوئی کھانا لے  
لے گیا تو وہ جھوٹے دھوکے کے واسطے معلوم ہوا کہ کھانا پکھانا دھوکہ کھانا ہو گا جسے پکھانے یا باہر کے مہمان جو شرکست  
دفعہ کے لئے آئے ہیں، ہام برادری والوں کی دعوت اس وقت منور ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم لوگ کھانا پکھانے  
کے اہل دعوت کو تو ضرور شرا کر کے تھے اسی کو فقہاء شریعت فرماتے ہیں یعنی تینوں دھوکہ تمام محلہ برادری والوں اور میت والوں  
کے لئے کھانا پکھانا اور پھر تیسرے دن خود میت کے ہاں برادری کی روٹی جو انہوں نے دھام سے آئے کھانا دے دو تو کام تمت  
مت میں حضور واجب کر میت کے پیچھے بھی ہوں اور میت کے متروک کھانے پر روٹی لگائی جائے تو اس کا کھانا اور کھانا نہایت حرام  
ہے کہ میت کا مال کھانا حرام ہے ہر فضائل میت کی رسمی دعوت منسوخ ہے اور کھانا پکھانا ہے اس کی تحقیق ہمارے کتاب اسلامی زندگی  
میں ملاحظہ فرمائیے یعنی میت پر نور کرنا میت کی وجہ سے قیامت میں میت کو بھی عذاب ہو گا جیسے نور کو کرنے والوں کو ہر گز اس سے بچیں  
کویت نور اور پکھانے کی میت نہ کر گیا ہو یا اس کا بھی ہو جیسے نادعا میت میں نہ لے لے میت نہ کر گئے کہ کھانا پکھانا اور کھانا پکھانا اس کا نہیں

يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهِ فَقَالَ اِنَّهُ وَلَيْتَ كُنَّ عَلَيْهِ تَاكِفُهَا التَّعَذُّبُ فِي قَبْرِهَا مُشْفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُلَيْكَةَ قَالَ تَوَقَّيْتُ بَنِي لَعْنَتَانِ بَيْنَ عَقَانِ بَعْلَةٍ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَصَرَهَا  
ابْنُ عَتْرِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَيُّ لَجَالِسٍ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتْرِ لِعَتْرِ بْنِ عَتْمَانَ وَهُوَ  
مَوَاجِهُهُ اَلَا تَنْفَعُ عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ الْمَيِّتَ لَيَعَذَّبُ بِبُكَاءِ  
أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عَتْرِ يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرَتْ مَعَهُ  
عَتْرِ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِكَ نَحْتِ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَإِنَّا نَنْظُرُ

ایک یہودی پر بکریاں تھیں پروردگار یا جہاں فرمایا اس پر دروہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے (مسلم بخاری)۔  
روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی بکر سے کہنے میں کہ عثمان ابن عفان کی بیٹی کو میں فوت ہوئیں تو میں جنازہ میں شرکت کیے  
گئے وہاں ابن عمار ابن عباس بھی تھے میں ان دونوں بزرگوں کے درمیان بیٹھا تھا کہ تو عبد اللہ ابن عمر نے ان عقان جو ان کے  
ساتھ تھے فرمایا کہ بے دینی سے ہمیں منع کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر  
رونے کو دوسرے عذاب ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس روئے کہ جناب عمر بھی کہہ لیا یہ کہتے تھے یہاں تک کہ تم نہ سنا لیا کہ میں حضرت  
عمر کو یہ کہتے ہوئے تھے کہ جب ہم تھا کہ مراد میں تھے تو ایک قلعہ دار حضرت کے ساتھ گئے ایک قلعہ دار نظر پڑا آپ نے فرمایا اے دیکھو

فروری برحق ہوتا تھا اللہ اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ امام حسین اور دیگر شہداء کو کراؤ کی عذاب ہو کہ ان پر واقعی بہت نواسہ کو پایا کرتے  
ہیں کہ وہ کہ ان سرگروں نے ناس کی دیرت کی ناس سے واقعی ہوتے تھے یعنی اتودہ حدیث کے خاص موقع کو قبول گئے اپنا صبر و  
کو عام سمجھ کر غصا گئے کسی چیز کو بالکل قبول یا انسیان ہے اداس کے رعب کو قبول کرنا میں فرق کر دینا غلط ہے۔ یہ سنا یعنی  
اس موقع پروردگار کو اس کے کفر کی وجہ سے باز نہ کرنے کے رونے کی وجہ سے عذاب قبر ہو رہا ہے حضرت ام المومنین کے فرما کہ انشد  
ہے کہ تو میرے مسلمان میت کو عذاب نہیں ہوتا بلکہ ظار کو عذاب ہے حضرت ان فرمے کہ کو نام کو یاد کیا یہ مطلب ہے وہاں مذاب کو کفر  
کی وجہ سے ہو رہا تھا حضرت ان فرمے کہ وہ سے کہہ گئے فدا ان سے قبول ہوئی اپنا غریب رہے کہ حضرت ام المومنین کا بیٹا دار  
ہے در در تو نے کہ عذاب کے متعلق عام حدیث میں جو آئی ہیں ہو کہ ایک چیز میں اس مسئلہ کے متعلق تحقیق تو یہاں ہے جو ہم میں کر کے کہ میت  
اس رونے کی میت کو کراؤ ہو کہ عذاب پائے گا یہ مطلب ہے کہ رونے والے کو مرتے وقت یا مرنے کے بعد اس شہید پر ہمارے  
تکلیف ہوئی تھی جیسے اُسے تلاوت قرآن و فروع سے راحت حاصل ہوتی ہے کہ جو کہ میت کی تلاوت قرآن و فروع اور تلاوت و تلاوت  
راحت ہوئی ہے ان اپنے قبر میں آئے گا کہ لگاتار سے میت کو زندہ ہوتی ہے اس کے لیے راحت یہ مقام ہے کہ ہم میں مرض کر چکے ہیں  
کہ حضرت عقیل بنی نے اپنا ایک کمرہ کتب میں رکھا تھا جہاں ایک بیوی کا مہاجر تھی تھیں نا ایدار ان کی عین میں تھے جیسے ان کے  
سے بہت قرب تھا انہیں نے جو کچھ ان سے مشاہدہ کیا کہ ان کی موت کے بعد ان سے دور تھا کہ انہیں تلاوت رونے سے تھری و شہید کی  
روح کو عذاب ہو گا خیال اس ہے کہ حضرت ابن عمر نے رونے اور ان میں فرق کیا یہ مومن کا ذریعہ فرق کر دیکھ حضرت عمر کے لیے کہ

[illegible]

[illegible]

یہ ہے کہ ایت میں عذاب اخروی کی نفی ہے اور حدیث میں پریشانی دل کا ذکر ہے لہذا حدیث قرآن کریم کے خلاف نہیں کہ حضرت ابن عباس نے اس آیت سے حضرت عائشہ صدیقہ کی تائید کی ہے ایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمسا اور عذاب کا ہے ان کے اسنادوں کا کاسد مرہ بنے کے قبضے میں نہیں تو اس پر عذاب کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی تو اختیار کیا گناہ پر ہو تا اس آئند گناہ میں داخل گیری میں نہیں رہتا ہے بعض مسودوں میں ہر دوسنی کی اسناد دی ہے تو ہر دنا گناہ کیسے ہو گا ہر حال آیت سے مسئلہ عائشہ صدیقہ کی تائید مقصود ہے نہ حضرت عائشہ سے حضرت ابن عباس کی تائید کی نہ ترویج کا طریقہ بد کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس اپنا اجتہاد پر قائم رہے نہ حضرت ابن عباس کی مخالفت نہ کی اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد دوسرے محمد کا خلاف کیا سکتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد پر دوسرے مجتہد کی ہر دلیل مان لینا بھی ضرور کہیں کہ اور یہاں دینا بھی لازم ہے اس سے اجتہاد و تقلید کے بہت مسائل ہو سکتے ہیں

لے آپ اس موقع پر مسجد نبوی میں بیٹھے تھے جس پر بلا لائق کے انکار نمایاں تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کے لیے مٹن سستہ ہے اور مسجد میں بیٹھنا بھی جائز ہے، تخریب کی حد میں دن ہے کسی کثرت ہو جائے پر ہیبت والے میں دن تک پڑنا بھی جائز ہے، لوگ حضرت اور فاتحہ پڑھتے جاتے ہیں اس کی اصل یہ ہے کہ سیدہ خدیجہؓ کے ساتھ حج کرنے سے منع کر کے زکرا کو سہارے سے نکل کر مسجد میں آجائے اور وہاں سے مسجد میں آجائے گا، اور پھر اس سے اس سے انہیں روکے گی، یہاں فوراً کھڑی ہو کر انہیں لڑائی کی اجازت نہیں دے دیتے، اگر تو اس کے ساتھ تھے تو ان کے مرتبہ میں حاکم ال مال اگر وہ دوسری بیوی یا بیٹے کے کھا کھال، غلام وغیرہ ہو جائے یا کام میں دوسرے سے زیادہ مال ہو، یہ مطلب ہے کہ اگر وہ سے دوا لیا کہ جو تو ہے نہیں صرف وہ گناہ معفو ہے اور وعدہ مرثیہ ہے جسے کھانے کو انہوں نے نہ مانا، دے دیا اور انہوں نے دے دیا۔



عَرَبِيَّةً لَّهِيَ لَهَا رَحْمَةٌ عَنْهُ فَكَذَبَتْ فَذَهَبَتْ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذَا أَقْبَلَتْ إِفْرًا كَرِيْبًا  
 أَنْ تَسْعِدَنِي فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَدْخُلِي  
 الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَكَفَفَتْ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ يَأْكُ رِزْقًا مُسْلِمًا وَوَعَنَ  
 النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ أَشْجَعُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُوْلَةَ فِي عِلَّتْ أَخْتَهُ عُمَرُو كَتَبَنِي وَأَجْبَلَهُ وَأَكْدَا  
 وَأَكْدَا أَعْدَدْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ جَبْنٌ أَفَأَنْقَى مَا قُلْتُ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ لَأَدَّ فِي رِوَايَةٍ فَلَمَّا  
 مَاتَ لَمْ تَبْلُغْ عَلَيْهِ وَأَهْلُ الْبُخَارَى وَوَعَنَ إِيَّيْ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

میں فوت ہوئے تو ان پر ایسا دردوں کی کراس کا چرا ہوا جسے میں نے ان پر رونے کی تیار کر دی کہ وہ بھی کہ ایک عورت میری  
 احوال کے اندازے سے آئی تھی اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ تم جاہلوں کو کہ شیطان کو اس گھر  
 میں داخل کر دو وہ جس سے اللہ نے دوسرے نکال دئے ہیں وہ جس سے باور میں پھر رونے کی تھی (مسلم) : روایت ہے حضرت  
 نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کوئی بیوی نہ رہنے لگی کہ اسے سیر کیا دے دے سیر کیے دے  
 سیر کیے نہ کی کوئی بیوی نہ رہنے لگی کہ جب انہیں اتفاقاً وہ تو فرمایا کہ تم نے کچھ کہا جو مجھے ہلکیا کی تم ایسے ہی ہوئے ایک عورت ہیں  
 زیادہ کیا تو جب وہ فوت ہو تو ان کی بہن ان پر درویش (بخاری) روایت ہے حضرت ابو بکر صی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

عاک ڈال گئے یعنی اسے شخص تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمان کے ظاہر میں عمل نہ کر سکے گا درویش جا کر ان کے من میں خاک ڈھال  
 سکے گا مگر تو نے ان کی سیولوں کی بارش کیا کہ کہہ کے حضور ان کو صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد پر مدد پہنچا یا معلوم ہوا کہ ایسے مدد پر مدد کے  
 کے وقت ہر گزوں کی پریشانی بڑھا دیا جائے، معمولی باتوں کا یہ تو خودی انتظام کر دے یا نامور ہو جائے ہر شکایت خاہوں کوڑ پہنچائے  
 لے اسلام سے پہلے عرب میں میت پر درونے بیٹھے کا عام رواج تھا اور اس پر فوجی تھا کہ ہمارے قلاں میت پر بہرہ دیا جائے یا  
 اسی عادت کے مطابق کہ یہ اللہ کی اولاد کے لئے نہ ہر میتوں میں آپ کا کوئی عزیز و دشمن دار نہ تھا سفر کی موت بہت حسرت کی ہوتی  
 سے جمعا جاتا ہے کہ سفر کی قبر کو کوئی قلم قرعہ نہ لے گا اس لئے آپ کو بہت مدد پر لائے اس زمانہ میں لوگوں پر بیٹھے کا فرض ہوتا تھا کہ  
 ایک عورت دوسرے کے ہاں موت پر بیٹھ آتی تھی تو یہ اس کے ہاں موت کے وقت پیشتر فرماتی تھی جیسے آج یا ہر شادی میں بیوی  
 قرض مانا جاتا ہے ایسے ہی وہاں لوگوں اور درویشوں کا قرض ہوتا تھا وہ بیوی شاہد تھا بہت حسرت ام سلمہ کی مقرر تھی، تہا تو  
 دوسرے سے مراد ہے بار بار جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے فَادْعُوهُ بِصَوْتٍ تَتَذَكَّرُونَ یا دوسری مرتبہ کہ مراد ہے ایک یا کثرت اللہ کے  
 اسلام لائے وقت اور دوسری آپ کے ہجرت کرنے وقت یا ایک بار سے مراد ہے جنت کی طرف ہجرت کرنا اور دوسری سے مراد ہے  
 پاک کی موت ہجرت کی دوسری حضرت ابو سلمہ صاحب ہجرت ہیں، شیطان کے نکالنے سے اس کے شر کا شور کرنا اور یہ وردہ غم و شغل کا ہونے کی  
 طرح ہر گز پہنچا ہی نہ ہوتا ہے جیسے اس گھر سے بارہا شیطان کی آواز کی کوئی بار اب اس میں شیطان کا کام کے اس کے لئے کوئی ہلکا تو اس سے  
 مسرور ہوا کہ گھر پر ہی گناہ سے گریز کر کے مکان اور قفس جگہوں میں زیادہ بڑا گناہ جیسے یہ فرمان صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ

[illegible]

وَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ نَمَّ قَالَ إِيَّاكَ وَتَبِعَ الشَّيْطَانُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَعَهُمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ فَمِنْ الْقَلْبِ فَمِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَكْرِ وَمِنْ الْإِسَارِ فَمِنْ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ لَمَّا قَاتَلَ الْحَسَنُ ابْنَ الْحُسَيْنِ عَلَى ضَرْبَتِ امْرَأَتِهِ الْقُبَّةَ عَلَى قَابِ رَاسِهِ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَمِصَعَتْ صَاحِبًا يَقُولُ الْإِهْلُ فَجَدًا وَنَافَقًا أَجَابَهُ أَخِيْرُ بَلْ يَكُونُوا قَالُوا فَبُيِّنُوا وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ بَرَزَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَجَاءَةٍ فَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوا الرِّدْيَةَ هُمْ يَمْشُونَ فِي مَخْصٍ خَالَ رَسُولُ اللَّهِ

پشاور وافر مال سے جو چھوڑ دیا، پھر فرمایا شیطان ادا نہ سے پر میرا چہرہ زبا پر کچھ آ نکلا اور دل سے بولے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور روحت سے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے (احمد) : روایت ہے بھائی سے تعلیقاً فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسن ابن حسن علی علیہ السلام فوت ہوئے تو ان کی پوری نے ان کی قبر پر ایک سال تک تہذیب الے رکھا تاکہ پھر اٹھا لیا تو کسی پکڑنے والے کو سن ہو کہ سن تھا یا جنوں نے جو کچھ دیکھا وہاں یاد دہ کرنے پر یاد ہو کہ ایسے پر کمر کر دیے گئے : روایت ہے حضرت عمران ابن حصین و ابی برزہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو آپ نے ایک قوم کو دیکھا جو اپنی یادیں جھینک گئے تھے اور انہیں میں چلے گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ

نے جسے بلکہ بارنا پاتے تھے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اس ارادہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی عرض کر چکے کہ آپ مطلقاً رہنے کو بھی نوحہ سمجھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امارت ہو تو میرائی کو ہاتھ سے روکے ورنہ زبان سے اور اگر میری نہ ہو سکے تو دل سے چلے گا۔ یہی دلیل ہے کہ اگر آواز نکھکے کہ اسو بندے کے اعتبار میں میں یہ تندرستی ہے دل میں رقت اور رحمت کا نتیجہ ہیں اور زبان سے جو کلام ہاتھ سے سام شیطانی عمل ہے بندہ اپنے اختیار اور شیطان کے بہکانے سے کہتا ہے خیال ہے کہ یہاں پر ہے کہ کام کا مکتوب کی طرف سے ہے نہ کہ نسبت میں ادب چاہیے اچھے کام کو رب کی طرف منسوب کر دے کہ شیطان کی جانب یا اپنی طرف نسبت دے اس حدیث میں اس کا عا بن اشارہ ہے کہ آپ کا لقب میں شیعہ ہے امام حسن کے نزدیک مکر تعلق کے جیسے کہ میر کہہ دیا کہ نہ فاما اگر قبر اسباب کے جمع ہونے اور ان کی قبر پر تلاوت قرآن و فاتحہ پڑھنے کے لیے تھا تو نسبت یا نامہ نہ تھا کہ اہل بیت اطہار ایسا کام کچھ نہیں کرتے خصوصاً اصحاب کی قبر پر تلاوت قرآن و فاتحہ پڑھنے کے لیے اگر خود آپ کی سیر کی ایک سال تک اس قبر میں حضرت حسن کی قبر پر تلاوت قرآن و فاتحہ پڑھنے کے واسطے ہوں ایک میں ایک پاپ رہتی ہوں اور دوسرے حضرت میں اصحاب میں ہو کہ فاتحہ پڑھتے ہوں اس حدیث سے دوسرے معلوم ہوئے کہ ایک یہ کہ ہر گول کے عزالت پر زائرین کی آسانی کے لیے گنبد عمارت بنا لیا تو اسے دوسرے کو رہاں مجاہد و دعا اعتقاد درست ہے کہ ہر گول کا اہل بیت نبوت نے صابر کرام کی موجودگی میں کیے کہ ان کے لیے شیعہ کیا ہوا ہر گول کی نسبت صابر و نسبت اہل بیت ہے اس کی بحث ہمیں ہو چکی ہے یہاں تا انتہی میں کہ جن میں میں بتایا گیا کہ کسی کی موت پر بہت غم نہ کرنا چھوڑ کر شکل میں بیٹھ جانا مرد سے کو دایس نہیں ہے آگ نہال رہے کہ مردانہ لوگوں کو مٹانے کے لیے ہے کہ اہل بیت نبوت پر خطاب کے لیے انہوں نے کوئی یا باقی نام نہ کیا تھا اس لیے اس قدر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْعَلِ الْجَاهِلِيَّةَ تَاخُدُوْنَ اَوْ يَصْنَعِ الْجَاهِلِيَّةَ شَبَهَمُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ  
 اَنْ اَدْعُوْا عَلَيْكُمْ دَعْوَةَ تَرَجِعُوْنَ فِيْ غَيْرِ صُوْرِكُمْ قَالَ فَاخَذَ الرَّبِّيُّ يَمَّ وَلَمْ يَتَوَدَّ وَكَذَلِكَ  
 رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَبُخَارٍ ابْنُ عُمَرَ قَالَ اَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَّبِعَ جَنَازَةً  
 مَعَهَا اَزَّ اَنْ رَوَاهُ اَحْمَدُ ابْنُ مَاجَةَ وَبُخَارٍ اَبُو هُرَيْرَةَ اَنْ رَوَاهُ قَالَ لَهٗ مَاتَ ابْنُ لُؤْلُؤٍ فَوُجِدَتْ  
 عَلَيْهِ هَلْ سَمِعْتُمْ مِنْ خَلِيْلِكَ صَلَوَاتٍ عَلَيْهِ شَيْئًا طَيِّبًا اَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ  
 سَمِعْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَعَلَا هُمُ دَعَا لِيْصُ الْجَنَّةِ يَلْقَى اَحَدَهُمْ اَبَاةً فَمَا حَدِثْنَا

دوسرے فرمایا کہ تم جاہلیت کا اکابر اختیار کرتے ہو یا جاہلیت کے عمل سے مشابہت کرتے ہو بدل چاہتا ہے کہ نہیں ایسی دعا  
 دوں کہ تم اپنی غیر صورتوں میں لوٹ جاؤ یہ فرمایا کہ انہوں نے فوراً اپنی چادریں اٹھائیں اور پیچھے کھینچ لیا (ابن ماجہ):  
 روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بن نضیر سے کہا کہ تم دعا سے منع فرمائیے  
 کے ساتھ جو دعائی ہو (احمد ابن حنبل): روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرا بچہ  
 فوت ہو گیا جس پر میں بہت رنجیدہ ہوں کیا اپنے بچے کو عرب میں اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات کہتی ہے جو اپنے شہر و ملک متعلق ہو  
 دل خوش کر دے تو فرمایا کہ جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے، تاکہ مسلمانوں کے جنت کے پھولوں میں سے ان میں سے کوئی اپنے باپ سے

میں ٹکٹ ڈھپٹ یا ان کے اس فعل پر حرام ہو نہ کہ فوت لے نہیں دے زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب میت کو دفن کرنے کے لئے جاتے تو  
 پیچھا نہ دے اپنی چادریں راستے میں پھینک جاتے اور راستے میں واپس اٹھاتے تو اس میں اظہار غم سمجھے جتے، چلیے آج بعض جاہل  
 مسلمان اظہار غم کے لئے کالے کھتے پیستے پیچھا اپنے بازوؤں پر کالے کپڑے کی پٹیاں باندھ لیتے ہیں کہ ان کی موت پر غم و ماتم ہو جائے  
 اسے اظہار غم سمجھتے ہیں حرام ہے اور جاہلیت کے زمانہ کا فعل ہے اگر وہ دم دل سے جوتا ہے تو کالے پیلے کپڑوں سے :-

لے لیتے تیار ہی موت پر غم ہر جائز معلوم ہو کہ کوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کو بھی تو حرام قرار دیا اور سخت بد دعا کا ارادہ کیا یا اپنے مسلمان  
 ایسا کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی طرح کہتا ہے کیونکہ یہ غم نہیں ہے نہ کہ تحقیق رنج ہے لیتے  
 اگر میت کے ساتھ رنج لیتے دلی ہر وہاں دجائے جیسا کہ بعض جگہ روایت ہے کہ میت کے ساتھ قبرستان تک روٹی پختی جو زمین مانی ہیں  
 اور اگر قبر پر میت میت سے دور ہو تو عام شیخ اور بزرگان دین تو اس میں شرکت دیکر اس عوام کو کہتے ہیں جیسے کہ دعوت دین میں، اگر وہ مرنے  
 پر ناپاکاں گاہے تو وہاں کوئی نہ جاسے اور اگر وہاں سے دُور ہے تو نہایت کراہ کر وہاں کے عظماء و بزرگان دین جیسا کہ صاحب خانہ اس سے توہر کہے  
 عوام جاسکتے ہیں، لہذا یہ حدیث اس فقہی مسئلہ کے خلاف نہیں کہ جو عمر کی وجہ سے میت کے کہیں دفن میں شرکت کو گنہگار  
 کیونکہ وہ حکم عوام کے لیتے اور یہ حدیث تو اس کے جیسے یا وہ حکم ہاں ہے جب توہر کہہ دے اور یہاں تک ہے جہاں کھڑا بالکل  
 میت سے کھل کر ہو وہ مسئلہ فقہی بھی درست ہے اور یہ حدیث بھی سہہ یعنی تم کو اپنے مرنے والوں کے متعلق کوئی ایسی حدیث  
 سنا کیے جس سے چارے سے چلیے وہ دل کو میں غیب ہو اس سے معلوم ہوا کہ ممبر کرام قرآن و حدیث سے اللہ کے ذکر کو دلی

مے گھاس کے دامن کا پڑ چکے گا۔ مے چھوٹے گائے کے لیے جنت میں داخل کر کے گا۔ (مسلم) (اصح) لفظ احمد کے ہیں : روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بری یا رسول اللہ مرد آپ کی امادیت لے گئے ہمیں بھی اپنی ذات شریف سے ایک دن عطا کریں جس سے ہم آپ کے پاس آجایا کریں کہ آپ ہمیں ان میں سے کچھ مکھیا کریں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے تو یا فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جو وہاں کریں یہ سچا خبر وہ جہج جو کہیں ان کے پاس رسول اللہ صلی

[illegible]

اس لیے جسے بچہ چاہے آپ کو بچہ بخشو اسے مجھ کو اسے لگا تو ان کی پوری چھان کا سن تو آپ سے زیادہ ہے۔ خیال رہے کہ اقامت میں مرنے سے  
تنگ آئیں گے مرنے میں بھی کچھ نہیں ہائی باقی ہندو بائیس کا لڑکا بعد رحلت باکل قابل مرہ ہے کہ بچہ اپنے باپ کے دامن کا بچہ گوشہ بکڑ کر  
بجھائے گا۔ اس پر برا اعتراض نہیں کرنا تو سب ملے نہیں کہ پھر دامن کا گود بچہ نہ کے کیا سہ کرے کہ بچہ کو نہ کا وقت ہمارا۔ ہاں یہ  
دوسرا وقت ہے یہ مقرر نہیں ہے آپ کا فیض صحبت بہت جلد ہوا۔ کیا یہ وقت آپ کی احادیث سے رہے ہیں کہ گھر کو خدمت میں حاضر کیا جاتا  
موجود نہیں تھا ہندو میں ہر وقت میں ایک دن ہم کو کچھ عارفان میں کہ اس میں خدمت کو شرط نہ کرنا کہ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ حق کے لیے  
دن مقرر کرنا باطل ہے اگر تکلیف شست ہے آج مدرسوں میں تعلیم، تعطیل ہفتان کے لیے دن مقرر ہے تو میں اس سب کا غرض یہ ہے کہ اس  
طرز سے یاد دہانی کی جائے کہ میں نے مقرر کرنا باطل ہے اگر سب میں کوئی فیض ہر وقت ہے شیش کے لیے تعلیم اور دوسرے بھی  
معلوم ہوا کہ رحلت کو دور نہ کرنا خدا کا عہد ہے اگر طوطا غم کو میں پروردہ میں رہی، مسموم الشیطان ہم سے کہی تو بہت پروردہ عرض دہا کہ غرض رحلت  
کے لیے مثل والد کے جس پھر میں حضور سب خدا کا فرات ہے۔ تھے جو ہم سے مراد وہ ہے اور نہ کوئی غلام مسجد میں کوئی اس کا رنگ نہیں اس سے  
معلوم ہوا کہ ہمیشہ استاد ہی کا کردار کو اپنے گھر بلائے کہ کچھ شاگردوں کے گھر کا کہنا تعلیم دینا۔ یا سن تیسری جب کہ گوشت کر کے جو نہ  
آتا کہ اگر نہ نہ شاگرد کا لڑکا بعد رحلت مرید و دیندار مدرسہ کی اصل ہے جو شاگرد استاذ جمع ہو کر غم سلجھیں مسکھائی، اگر پروردہ یہی  
ہے کہ شاگرد استاد کہیں باس کا کہیں گھر ہوتا جلد اسلام غرض غلام کہ کہاں علم پہنچنے کے لیے غرض اسلام آپ کے پاس نہ ہے۔

اللہ علیہ وسلم فعلہ من مآء علمہ اللہ ثم قال ما منک من افرأۃ تقدم بین یدیهما وولدہا  
ثلثۃ الاکان لہما حجابا من النار فقال لہما لایا رسول اللہ اوانتین فاعادتا  
مکتبتین ثم قال وانتین وانتین واولۃ البخاری وکن مکتبتین جبل قال قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلمین یبونی لہما ثلاثۃ الا ان حکمہما اللہ الجنۃ  
بفضیل رحمۃہما یا کما فقال لایا رسول اللہ اوانتین قال اولثان قالوا واحد قال واحد  
ثم قال والدی نفسی بیدہ ان السقط ليجزأ مہ بسریرہ الی الجنۃ اذا احسبتہ رواہ احمد  
وروی ابن ماجہ من قولہ والدی نفسی بیدہ وعن عبد اللہ بن مسعود قال

الشریفہ وسلم تشریف لائے اور دیکھے کہ کس سے انہیں سکھایا ہے پھر فرمایا تم میں ایسی کوئی عورت نہیں جو اپنے میں بچا گئے  
بیچ دیتے کہ وہ اس کے لیے اٹک سے اتر ہوں گے تو ان میں سے ایک عورت ملی یا رسول اللہ یا دوس نے دوبارہ  
یہ سوال دوبارہ تو آپ نے فرمایا اور دو اور دو اور دو (بخاری) تھ: روایت حضرت حماد بن جبر سے فرماتے ہیں فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو مسلمان جن میں سے تین بچے ہو جائیں مگر اللہ اپنے فضل سے انہیں جنت میں داخل فرما  
دے کہ لوگ بولے یا رسول اللہ یا دو فرمایا دو۔ لوگ بولے یا ایک فرمایا ایک ہے پھر فرمایا ایک تم میں سے کونسی عورت میری  
جان ہے کہ کچا کچا مل کر کوئی نہ دے جسے جنت کی طرف بھیجے گا جبکہ وہ طالب ثواب ہو (احمد) ابن ماجہ نے والدی  
نفسی بیدہ سے روایت کی: روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں

لے شاید یہ واقعہ ایک ہی بار ہوا اور کو سکتا ہے کہ ہر اس مرد و عورت پر یہ اجتماع ہوتا رہا کیونکہ تمام باب تغیب سے جو اس کی تفسیر کی  
جاتا ہے اے آگے جھینے سے مراد یہ ہے کہ ان کی زندگی میں بچے فوت ہوں اور وہ ان پر صبر کر کے اور طلب نہیں کی نہیں ہوا کہ دے  
سکے وہاں واؤ سننے آئے وہ اپنے ادرائش کے کلکار تائید کے پیش سے اپنے یاد و فہم کی یاد دہانی و معلوم ہوا کہ انھوں نے اللہ علیہ وسلم کی رحمت الہی کے  
با اعتبار اس مقام میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی کہ کچا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تمہاری قربت تعالیٰ نے  
میں بچے فوت ہوئے کے متعلق فرمایا تھا اچھا اب جب میرا لائیں گے تو ان کے ذریعہ رب سے پوچھنا میں نے بلکہ خود ہی میرا جواب  
دے دیکھ دو مسلمانوں سے مراد ماں باپ ہیں جن کے چھوٹے بچے فوت ہوئے اور وہ صبر کریں جسے اس ترقیب سے کمال و نقصان  
کی طرف اشارہ ہے اپنے اول فرار و کمال کی متعلق رحمت اللہ ہیں انہیں پچھلے پر صبر کریں پھر وہ بھی خود یا ایک پر صبر کریں کہ وہ خود ہی اپنے کے  
ساتھ ملحق ہیں (مرقاۃ) اسے سرخوئی میں نادر کو کہتے ہیں جو بچے کے نات میں ماسا ہوتا ہے جسے دانی کا ہے اگر وہ کھائے کھوٹا  
و یا ماسا ہے کھوٹا ہے اس بچے کے ساتھ ہوگا کیونکہ رب تعالیٰ اپنے بند کو دل سے فراموش گئے کہ تفریق سے غفلت کمال بعد  
موجود ہوگی پس اس حدیث کا نتیجہ ہے کہ یہ مجتہدان باپ و دونوں کی کو جنت میں لے جائے گا مگر ان کا ذکر نعمت سے اس لیے فرمایا  
ان کو صبر و صبر زیادہ ہوتا ہے اور صبر مگر :



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَدْعُوا الْحَدَّثَ كَأَنَّهُ لَمْ يَحْضُرْ  
 حَضِيَّتًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ قَالَ ابْنُ كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ  
 سَيِّدُ الْقُرَاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا زَوْجَةُ الْقَيْمِي وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا  
 حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَسُئِلَ قُرَّةُ الْمَرْفُوعِي عَنْ رَجُلٍ كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ ابْنٍ  
 لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحَبُّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَبُّكَ اللَّهُ كَمَا أَحَبَّهُ فَقَدْ كَدَّ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فَلَانٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ أَبَاكَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ يَسْتَظِلُّكَ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنے تین یا باغیچے کے پیچھے تھوڑا اس کے لیے ایک سے معبود ملے ہوئے ہو حضرت  
 ابو ذر نے عرض کیا دو تو میں نے بھی پیچھے فرمایا دو بھی، ان دونوں کے سردار ابوالفضل علی ابن کعب بولے کہ میں نے ایک  
 پیچھا رہا ہے فرمایا ایک بھی (ترمذی، ابن ماجہ) ابو ذر نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے کہ روایت ہے حضرت قزوینی سے کہ  
 ایک شخص اپنے بچہ کو ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو تھا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا  
 تو اس سے محبت کرتا ہے وہ بولا یا رسول اللہ جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں اس سے بھی جتنی محبت کرے گا ایک دفعہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گپا لگائی تو دیکھا ہاتھ لگا کر آیا ہوا، انگوٹوں نے کہا یا رسول اللہ وہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم جنت کے کسی دروازے پر جاؤ، مگر وہاں سے اپنا انتظار کرنا پڑے

لے کہ یہ مضبوط و محفوظ قلعہ میں چھوڑا اگر باہر کی آفتیں سیلاب کا پانی نہیں پہنچ سکتے ماسی طرح اس شخص تک دوزخ کا آگ وہاں کے  
 صاحب کو پہنچو بڑے عذاب ان بچوں کے سبب سے خوشی ملیں گے لے حضرت ابراہیم کی کسب کا کیفیت ابراہیم سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بھی خطاب دیا اور سیدنا انصار کا لے حضرت عمر فاروق نے سیدنا مسلمین کا خطاب دیا ہر خطاب آپ کے لیے موزوں  
 ہے اور آپ پر رہتا ہے وہاں سے تمام خطاب صحیح ہے جس سے کہ انہیں جواب دینا دیا یا کہ خود ان کی محبت کو اس طرح ظاہر کیا کہ وہ بھی محبت  
 رب تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہے اتنی کوئی رکھ سکتے نہیں کہ سنا زبان باپ اکوڑے تیش سے نہیالہ کہنے جھاتی سے حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم جواب کر میں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کا یہ وہم بھی رب کے محبوب ہر جگہ ہے، فرمایا کہ جو حق پیچھے نہ ہو، خدا  
 اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ وہ محبت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا محبوب کہہ دے جانتے تھے، خیال ہے کہ یہاں عقلی محبت رحمت و کرم کی کہ وہ محبت  
 محبت کر کے ان باپ کو ادا دے فطرت کے باعث خود بخود محبت ہے رب تعالیٰ اس محبت سے ہر ایک اس کا محبت و کرم کے لیے ذکر و شکر داتا اور فطرت  
 کی لہ لہ اس پر کہ اگر آپ کے ساتھ نہ ہو سچا ایسا شخص کو کہ آیا کہ وہ اس کی دیر سے حاضر ہوا کہ مذکور کے غالبیہ صاحب مدینہ شریف کے علاقہ  
 میں اس اور میرے چھوٹے بھائی ابراہیم سے بڑے زمان کے بچے کی ذات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاں ہوں گے دربار میں لے کر حاضر ہوئے کہ آپ  
 کے بہانے وہ دفعہ میں شرکت فرماتے تھے یہاں سے اس خبر کے بعد جب شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یا جب حضور

[illegible]

[illegible]

اَحْسَبُوا وَصَبُّوْا وَلَا حِلْمٌ وَلَا عَقْلٌ فَقَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ يَكُوْنُ هَذَا وَلَا حِلْمٌ وَلَا عَقْلٌ قَالَ اَعْطَيْتُمْ مِنْ حِلْمِي وَعَلَيْكُمْ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ  
**بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ**

طلباء احمدیہ کے لئے دعا کہ ان میں علم و حلم نہ ہو گا کہ میں کیا ایسا ان میں یہ غوی علم و عقل کے بغیر کچھ ہوگی۔ فرمائیں انہیں اپنے علم و حلم سے دو سنگاٹ

قبروں کی زیارت کا باب

اے اس آفت۔ اے سرور آفت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو کچھ امتوں کے بچھڑے مدار سے حالات نہانے مگر کچھ امتوں کو ہمارے اچھڑے کے اچھے حالات نہانے گئے تھے لیکن ہم لوں کے بڑے حالات نہ جانے گئے یہاں آفت مرحوم پر عامی کرم خداوند کی دیکھو اگرچہ اس آفت میں ناکور سے اور بے مہرے بھی ہیں مگر رب نے ہمیں علیہ السلام کو موت عابدین کے اعمال نہانے کہ یقین وہ لوگ اچھے ہوں گے ناکور کے ذریعہ بڑی بڑی اور صل حاصل نہ کر سکے ہوں گے مگر عدنی طور پر انہیں مہر و مگر نصیب ہوگا مراقبہ سے یہاں فرمایا کہ اس جگہ کسی علم و عقل کی کمی ہے نہ کہ دہی کی کہ یہی انہیں علم لدنی کی طرح علم و عقل بھی لدنی عطا فرما دیا جائے گا۔ اللہ و اللہ اس آفت میں اولیاء و عطا تاقیات اس صفت کے موجود ہیں گے۔ علم و حلم کتاب پر موقوف نہیں، عیوفاہ فرماتے ہیں کہ کسی علم و عقل قافی ہے، دینی علم و عقل باقیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو اپنے صفات عطا فرماتا ہے کہ اس جگہ چند مسائل یاد رکھو (۱) تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ زیارت قبور صفت ہے کیونکہ اس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں راز پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ اور دنیا سے بے توجہی حاصل ہوتی ہے (۲) زیارت قبور میں زائر کو بھی ناکور سے ہی اور میت کو بھی زائر کو نواب آخرت کی یاد دینا ہے۔ رشتہ میں حاصل ہوتی ہے اور میت کو زائر سے انس ادا اس کے عیال اور اسے نفع جبر کو تاج ہے ہم یہ کہنا کہ زائر پر مہر صاحب قبر کو سلام کرے پھر چرخ طرف متاد کہ کعبہ پشت کے کہ کھو ہوا اور کچھ ہوتی پڑھ کر اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچائے اور یہ کہ رادی است اس پر شفق ہے کہ ایسا کو سلام خصوصاً حضرت سیدنا ابی اللہ علیہ السلام کی قبر سے مدد لینا جائز ہے غیر انبار کی قبروں کے متعلق بعض اہل اہل علم نے اختلاف کیا مگر تحقیق فقہاء اور ائمہ دین نے فرماتے ہیں کہ ایسا اور سلام کی قبور سے مدد لینا جائز ہے، مجبور اور ایسا دے سابق امت دینی و دنیا پر زمین ماری ہوئی گئے اسلام شافی حرات ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر کویت دعا کے لیے عجب بڑی ترقی ہے اسلام غزالی فرماتے ہیں کہ جس بزرگوں سے زمین کی مدد مانگی جائے اس سے مدد ملے گی مدد مانگی جائے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس نے پانچوں کو دیکھا جو زندگی دنیا و دینی قبروں سے دنیا میں تھکتے رہے ہیں ان میں سے معرف کرئی اور حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں سید احمد مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ نہ کے کی مدد سے مرد سے بزرگ کی مدد دنیا و دینی ہے یہ تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ میت اپنے دائرہ کو دیکھتی ہے اور ان کا کام اس کی مدد ہے تاہم جس نے کتب اللوح میں لکھا ہے کہ بعد وفات روح کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اہل اہل درج ایسے ایسے کا کردار ہے جو انھوں کو مدد دے گا جس کی چاہیے ایک بار حضرت ابو جعفر کی روح نے مدد کا فرسوں کو ایک آن میں تیرے شیخ کو یا رسول اللہ جنت میں رہتے ہوئے شرف و معرفت کو دیکھو یہ ہے (۱) کہ جس کے سامنے بلا اثر نماز پڑھا حرام ہاں بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانا یا وہاں نماز پڑھنا کہ جس کے لیے جائز مانگا تو بے شک ہے کہ حضرت ابو جعفر کو سرور نے خدایاں کباب پیشانی خاک پر گر گئے کہ عیالوں

یہی فصل جاودایت ہے حضرت بریدہ سے لے کر خاتم النبیین فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کی کاروٹہ اور میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سے منع کیا تھا اب جب تک جاؤ کہہ گئے اور میں نے تمہیں

کہ طریقہ ہے ان آستانہ عالیہ کی چیز ہے (۷) پھر گے ان کی دیواروں میں زیارت قبور بہت بہت ہے یہاں تک کہ اس کی سیاحت کا نام وہاں  
آگاہ اور تو جہاں دنیا زیادہ محکم ہے (۸) دیواروں کے بعد سات روز کی بار بار عہدہ دیوار کیا جاتا ہے جس پر تمام علماء مشہور ہیں اور اس  
بارے میں مدح و عار ہے۔ پھر وہاں (۹) بعض رہائشوں میں ہے کہ ہر مہو کی خدمت کی زندگی گزارا اپنے عہدوں میں آتا ہے اور دیکھنے کے لیے  
دھڑے میرے واسطے کی ضرورت کرتے ہیں یا نہیں (۱۰) از دعوات (ماشتہ العادات) ۱۱

[illegible]

النَّبِيِّ الْأَوَّلِيِّ سَقَاءَ فَاسَقٍ رُبُوَانِي الْأَسْقِيَةِ كُنْهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا وَادُهُ مُسِيمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ كَرَاهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أَبِيهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مِنْ حَوْلِهِ فَقَالَ اسْتَذِنْتُ رَبِّي أَنْ  
أَسْتَعْظِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَأَسْتَذِنْتُكَ أَنْ أُرْوِقَ بِهَا فَادْرَبْ خُذُوا الْقُبُورَ فَانْهَئُوا

مکھڑوں کے سوار ہیں جیڑے پینے سے نہ کیا تھا اب تمام برتنوں میں پیا کرو یا انشکا چیز نہ پینا لہذا ہم (یہ روایت حضرت ابو ہریرہ  
سے فسر مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تھے تو روکے اور اپنے ارد گرد والوں کو روک دیا  
تہ چھڑ دیا کہ میں نے اپنے رب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کہنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی  
اور ان کی قبر پر نہ لک کر دیکھت کی اجازت مانگی اس کی مجھے اجازت دیدی گئی تھی

کھا سکودہ کھا لو باقی نور یا میری زیارت کرو وہ چھڑ سکاٹوں کو رب نے مال عام دیا اور عام مسلمان قربانی کرنے کے لیے تو یہ حکم منوط ہو گیا  
اب چاہے سال بھر تک قربانی کا گوشت کھاؤ :

سہ مہینے جب شراب حرام ہوئی تو اب بیشہ تھا کہ مسلمان شراب کے برتن دیکھ کر پھر شراب نوشی شروع نہ کر دیں گے اسی لیے اس کے  
برتنوں میں پانی، دودھ یا شراب نہ ملائیے تھیں کہتے ہیں دنیا حرام کر دیا گیا پھر یہ مسلمان شراب بھول گئے تہ اس کے برتنوں  
کی اجازت دے دی کہ یہ سکاٹا بھی صحت مند کیا گیا، اس حدیث میں آئین پیڑوں کی حرمت منوط کی گئی تو کلاس پر ہے کہ یقینی نشہ والی چیز  
حرام ہے نشہ دہ سے باندھے نشہ بخور اور کھور دینے کی شرابی ایک قطرہ بھی حرام ہے، لام انکم کما ہی آخری ذیل ہے جی ہوئی کہ نشہ پیڑیں  
اگر نشہ دہی حرام یا نہیں طرب کے لیے کھانا حرام ہے ورنہ حلال، چنانچہ ایمن، صلیک اور پیرک وغیرہ وادہ استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ نشہ  
نہ دیں اس کی مکمل بحث ان شا را اللہ کتاب الا شرع میں ہرگز سہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ فطیمہ طاہرہ آخر خاتون رضی اللہ عنہا کا ہر  
پڑاؤ اور مقام ابوالادریس ہے جو کہ منظر و مدینہ منورہ کے درمیان پرانے کشتہ میں واقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بیتہ ماجدہ اللہ  
رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے پہلے اسی وفات پانچے تھے پھر سال ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ  
ماجدہ کی آخری پیدائش میں رہے حضرت آخر خاتون رضی اللہ عنہا ایک نہ لیسے تھیں بلکہ مدینہ منورہ کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم لائے

وایک پڑھام ابوالادریس یا مدینہ منورہ ان ہی بدلتا نہیں وادی مدینہ میں اس کی پیدائش ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ربانیت تھے اور مدینہ منورہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے انوکھے پہرہ پر گیسٹ تو انکھ کھولی اور اپنے دوپٹے سے آپ کے آستر پر کر لیں دینا سرگم گم نہیں ہوں گی کہ اگر تھیں تو فتنہ پیڑیں بھڑوڑیں جو ان کی کہ  
حضرت مدینہ منورہ میں اور چاہے گاس ویر وقت کا یہ قول نہایت درست تھا سہ یہ زیارت قبر انور کا وہ اقد صلح مدینہ میں ہوا حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پڑھام تھے درمقاہ، آپ اپنی والدہ ماجدہ کے رواق میں رہے کہ آج وہ زندہ ہو جی ہر  
یہ شان دیکھ کر بنا دلی حشر اکثر میں صحابی آپ کے گریہ اور آپ کی والدہ کو یاد کر کے رہے گئے، خدا مجھ کو گنہگار حضرت آخر  
کے مزار شریف کی زیارت مقبب کرے تو ان کی قبر کی گنج کو آنکھوں کا سر ہر بناؤں کیونکہ وہ میرے پیارے بنی مسطی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مال ہیں ان کے احسانات تمام جہاں پر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے  
سمجھا کہ حضرت آخر خاتون کا فرہ نہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا، اس دیکھ

یہی حشر  
عشر  
جکا  
وہاں



[illegible]

(ترجمہ) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ پھر یسریٰ نے فصل و روايت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کان کے بل شکیں باری ہوئی تو آپ آخر بات میں یقین کیلئے کل مانتے نہ فرماتے دے مومن قوم کے گھروالوں پر سلام تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ نہیں ملے گی کل کی نہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ ادا واثاء اللہ میں بھیجی تم سے سننے والے ہیں کہ خلیفہ ابوبکر غزوہ الودک کو بخش دے گا (اسلم) : (۲) روایت ہے انہی سے عرض کیا: یا رسول اللہ میں زیارت تجور میں کیا کروں گا؟ فرمایا کہ اگر تیرے مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تمہیں پورے فرشتے کے ادا واثاء اللہ میں بھیجتا ہے

[illegible]

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
 زَارَ قَبْرَ نَبِيِّهِ أَوْ أَحَدِ هُمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بِزَارِئِهِ زَادَ اللَّهُ يَهْتَمُّ فِي شُعْبِ الزِّيَارَةِ  
 مُرْسَلًا وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ  
 الْقُبُورِ فَذُرُّوها فَإِنَّمَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتَذْكُرُ الْآخِرَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَارَةَ الْقُبُورِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاللَّيْمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
 وَقَالَ اللَّيْمِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ هَذَا كَانَ  
 قَبْلَ أَنْ يُرْتَحَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَلَمَّا رُخِّصَ دَخَلَ فِي رُخْصَتِهِ

سے ملے ہیں (مسلم) اور روایت ہے حضرت محمد ابن نعمان سے وہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے ہی ملے  
 فرمایا جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں نہ زیارت کیا کرتے تو اس کی بخشش کا پانچ ماں باپ اور وہ بھلائی کرنے  
 میں نکال دیا جائے گا (ابن حقی شمس الجہان) اور روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں  
 قبروں کی زیارت سے منع کی تھا اب ان کی قبروں کو نہ کیو کہ یہ دنیا میں ہے دینی اور اخروی کی بات یہ سنا کرتی ہے کہ (ابن ماجہ)  
 روایت ہے حضرت البربرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنے والوں کو لعنت کی ہے (احمد و ترمذی)  
 ابن ماجہ اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حسن صحیح ہے اور فرمایا کہ بعض اہل علم نے سمجھا کہ یہ محکم اس سے پہلے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 زیارت قبور کی اجازت دیں پھر حرجب اجازت دے ہی دی تو

احکام مسنون ہوں زیارت قبور کریں وَالْمُحَمَّدُ وَشَوْكَةُ أَفْعَمُ اس کی تحقیق بھی کچھ سے ہوگی

سے یعنی محمد ابن نعمان اگرچہ تابعی ہیں مہتمم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت دیکھا انہوں نے حمال کے ذریعہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک مرفوع کی لہذا حدیث مرسل ہے یہ یہاں مجموعہ سے مراد یا تو مجموعہ کارن ہے یا پورا مجموعہ ہر جمعہ کے دن والدین کی قبروں کی زیارت  
 کیا کرے اگر وہاں ماضی کی قبروں پر بھی گریہ و زاری کیا جائے اور اسے والدین کی قبریں ہمدستان میں تو ہر جمعہ کو ان کے بیٹے یا والدین  
 ثاب کیا کرے یہ ہے اس باب کی قبروں کی زیارت کرنے والا کو اب بھی ان کی خدمت کر رہا ہے جو ثاب ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنے کا  
 کی خدمت کرنے کا ہے وہ بھی ثاب ان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی زیارت کرے، عمار فرماتے ہیں کہ والدین کی وفات  
 کے بعد ان کا کام کر دیا گیا کہ ہر جمعہ کو ان کی قبروں کی زیارت کرو ان کے بیٹے دعا و خیر و خیر و خیر دوسرے سے کہ ان کے قریب ادا  
 کرو ان کے دوسرے پورے پورے کہ والد کے دوستوں اور والد کی سہیلیوں کو اپنا ثاب وہاں سمجھو اور ان کی خدمت کرو  
 اس کا ماضی حدیث میں ہے کہ جسے ماضی حدیث زیارت قبور منسوخ ہے اس کی اجازت ہے جس سے کہ اس زیارت میں مرد و عورت  
 سب ہیں داخل ہیں عیساکر اگر پیر عمر کی کیا اب تو قرآن کو اس سے روکا دوسری وجہ سے زیارت قبور سے دل بیدار ہوتا ہے نفس مرتل ہے  
 اور اسرار و دل میں کی طاقتوں سے دل فانی ہوتا ہے نفس مرتل ہوتا ہے یہ حدیث منسوخ ہے جس کا نام ماضی ہے گذشتہ میں اور

نہجوں کی زیارت  
 نہجوں کی زیارت  
 نہجوں کی زیارت

الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا رِزْقُ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ وَلِقَائُهُنَّ مَبْرُورٌ وَكَثَرَتْ بَعْضُهُنَّ  
 عَنْ كَلَامِهِ، وَكَانَتْ قَالَتْ كُنْتُ أَذْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَإِنِّي وَاضِعٌ لُؤْيِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ رُوحِي وَإِنِّي كَلِمَاتُ دِينِ عَمْرٍو مَعَهُمْ قَوْلَهُ مَا  
 دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مُشَدَّدَةٌ عَلَى نَيْبِي حِيَاءٌ مِنْ عَمْرِو رَأَاهُ أَحْمَدُ

تو اس اجازت میں مرد عورتیں سب ہی آگئے بعض نے فرمایا عورتوں کے لیے زیارت قبور ان کے ممبر کی اور  
 سب صبری کی لڑائی کی وجہ سے مکروہ کہ (مخمس) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ میں اپنے  
 گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں یوں ہی چادر اٹھا رہے چلی جاتی تھی تھ اود کہتی  
 تھی ایک میرے نزدیک ہیں اود ایک میرے والد پھر جب حضرت عمرو بن ہوش کے قریب کی قسم  
 حضرت عمر سے شرم کے باعث بغیر کپڑا پہنے اس گھر میں نہ گئی تھ اسلئے

اگر اس کے بیٹے ہوں کہ ان مردوں پر لعنت ہے جو ہمیشہ رقت سے پرہیز نہ کیا تھ سے قبرتوں کی زیارت کرتی پھر یہاں تک مشعل  
 ہو تو حدیث حکم ہے بیباک نہ کرنا جسے مالک نے میفر سے معلوم ہو رہا ہے کہ نہ فخر و فخر کی زیارت قبور کے متعلق مالک کے میں قول  
 ہوئے ایک کہ مطلقاً منع ہے، دوسرے کہ مطلقاً جائز ہے، تیسرے کہ عام عورتوں کو منور ہے بغیر مذکر کیلئے خاص عورتوں کو کچھ اور  
 احکام شریف سے واقف اور ان پر عمل کیوں کر یا شکوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے علاوہ دیگر قبور میں ہے حضور  
 اللہ صلیہ وسلم کے روضہ کا حاضر ہر مسلمان مرد و عورت حاجی پر واجب ہے رب فرماتا ہے وَكَذَلِكَ نَقُفُّ عَلَى قُلُوبِهِمْ أَنْ يَفْقَهُوا قَوْلَهُ ۖ وَتُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ  
 کہ یعنی جیسا کہ میرے حجرے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق مدفون رہے تب تک تو میں سرگرم نہ یا ٹھکے ہوئے  
 حجرے شریف میں چلی جاتی تھی کہ جو کہ روضہ سے حاجب ہوتا ہے نہ والد تھ تھ چھ حاجب سے حضرت عمر سے جوے میں دین ہو گئے تھ  
 سے میں بغیر چادر اوڑھے اود پردہ کا اہتمام کئے بغیر حجرے شریف میں نہ چلی حضرت عمر سے شرم دیا کرتی ہوں اسلئے حدیث سے  
 بہت مسائل معلوم ہو سکتے ہیں ایک کہ کھینٹ کا بعد وفات بھی احترام چاہیے اقتضا و فرطت میں کہ میت کا ایسا ہی احترام کرے جیسا کہ اس  
 کی زندگی میں کرتا تھا، دوسرے یہ کہ بزرگوں کی قبور کا بھی احترام اور ان سے بھی شرم و دیا جائے جیسے بزرگیت کے اہل سے  
 باہر والوں کو رکھنا، اور انہیں کا تاج پہنا تھ دیکھو حضرت عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شرم دیا قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی  
 چیز نہ ہو جسے قرآن میں صاف فرمانے کے کیا جیسے پورے قبر کے کھنڈے دفن تو میت کی انھوں کے پیچھے چاہیں ہی سکتے کہ ان کے جسم  
 کا لباس اتار کے لیے آئے تھ لہذا میت کو زائرت نہ کہیں لکھا گیا دینا در حضرت عائشہ صلیہ علیہا وسلم کو کہ ان کو دیا جانے کے کیا  
 جیسے قرآن میں قدرت ہے لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ جب حضرت عمر کے اہل سے زائرت کو دیکھ رہے ہیں تو ان کے کپڑوں کے اندر  
 کا جسم بھی نہیں نظر آ رہا ہے یہ کہ بزرگوں کی قبروں پر چادر اور کاپڑا دروست ہے حضرت عائشہ صلیہ علیہا وسلم کو کہ ان کو دیا جانے کے کیا  
 کر عورت بھی نہ چھو سکتی ہے کہ باوجود اود کے کہ اس وقت تک کہ یہ مرد و عورت کو قبر کی زیارت کی اجازت ہے کہ وہیں رہا ہی نہیں رہتا ہے

کتبت، ارون الرشید بن محمد ادریس قم الترمذی الاول

# فہرست مضامین و فرائض و مشکوٰۃ جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	مسجد کا اجتماع غوس نہیں	۱۸	حالات حضرت داخل الہام	۲	سنت و کابیان
۵۷	اگر باغی کی توہین ہو تو یہ باغی کا نفس قبیح	۱۹	نات کے نیچے اچھا بھڑا	۳	مساجد کے فضائل و نیک کے لیے استعمال کرنا
۵۸	قرآن حفظ الہام کی تقریر	۲۰	حالات رسول الہی صعد	۴	حضرت ابو طلحہؓ حضور کی خدمت کا خون پی لیا
۶۰	اگر باغی کا کتاب کی توہین کی وجہ سے	۲۱	لیما قیام افضل ہے یا نہ	۵	ہمارے فضائل اور حضور کے فضائل میں فرق
۶۱	غنا میں شریعت کو	۲۲	شیعیہ کی کلمہ طیبہ کی فضیلت و نیک نیت	۶	شرح کلام و کتب ہے
۶۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۳	باب نماز کے حالات	۷	سنت کی قسمیں اور مقدار
۶۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۴	پس نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۸	اگر نماز کی آگے گزرتے والے کو نکل کر دے
۶۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۵	حالات امام زین العابدین	۹	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۶۵	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۶	رہنما میں ذکر کرنے کی حدیث	۱۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۶۶	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۷	حضور رب سے پہلے ماہر و موسیقی	۱۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۶۷	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۸	ہمارے نماز میں فرق	۱۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۶۸	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۹	اگر نماز میں ایک تو کدیل	۱۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۶۹	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۵	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۶	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۷	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۸	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۵	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۱۹	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۵	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۶	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۶	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۷	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۷	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۸	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۸	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۳۹	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۷۹	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۴۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۸۰	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۴۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۵	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۸۱	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۴۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۶	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۸۲	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۴۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۷	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے
۸۳	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۴۴	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے	۲۸	نفل نماز کا ثواب میں رحمت یا عذاب ہے

۱۳۴	کر سکتے ہیں جلاوتی ہیں	۱۰۶	یہ حضور و درکار و درویشی ہیں	۸۳	رمیو ای کعب کے حالات
۱۳۶	حضور کی سلطنت ملک و حکومت جو وراثی	۱۰۷	عقلم محمود اور وسیلہ میں فرق	۸۴	مفسر احکام شریعہ کے مالک ہیں
۱۳۷	فرشتوں پر ہے	۱۰۸	باب اقیات میں دعا	۸۵	سلطرت رمیو کو جویت بخشی
۱۳۸	نماز میں لگاتار کے مقامات اور کعبہ میں	۱۰۹	سیح اور خیال کے حلقے	۸۶	سلاطین کا مسجد میں اپنے لیے بگڑا مقرر کر لینا
۱۳۹	نماز پڑھنے والا کعبہ کو دیکھے	۱۱۰	کعبہ کا کعبہ ہوتا ہے اور حبشہ میں ایسا	۸۷	احکامات کا باب
۱۴۰	کو کعبہ پر پاؤں نہ رکھنا منع ہے	۱۱۱	مستحب کام پیش کرنا چاہیے اسے طیب بنانا	۸۸	اسلام علیک میں حضور کو سلام کی نیت کہے
۱۴۱	سانپ مارنے کے احکام	۱۱۲	باب نماز کے بعد ذکر و روایت	۸۹	احکامات کے احکامات رب مجید و جبریل کے
۱۴۲	حضور کا جلالت جہالت نماز شروع فرماتا ہے	۱۱۳	نماز کے بعد دعا فرما کر بہترین شریعت	۹۰	کلمات کا مجموعہ ہیں
۱۴۳	حرام اور حرام کی کتب میں فرق ہے	۱۱۴	نماز کے بعد چند آواز سے ذکر کرتے ہیں	۹۱	اسلام علیک میں نماز کی حضور کو سلام کہے
۱۴۴	اولیاء اللہ اور درویش کی رعایت فرماتے ہیں	۱۱۵	بگل و شمع معافیت و درود میں فرق	۹۲	نماز میں حضور کو سلام و کلام بلا حضور کا کام کرنا
۱۴۵	بول کا باب بھول بھی سنت ہے	۱۱۶	سماز و سحر مبارک سے افضل ہیں	۹۳	نماز فاسد نہیں کرنا
۱۴۶	حضور کا نماز میں پوشیدہ لفظی شریعت ہے	۱۱۷	سورۃ نعلین کے تحت تلاوت و ذکر بہترین ہے	۹۴	القیات میں انکھ سے اشارہ
۱۴۷	توبہ الی اللہ کی وجہ ہوتا ہے	۱۱۸	تکبیر والی پانے کی صورت	۹۵	دور و شریعت پڑھنے کا باب
۱۴۸	ابن سیرین کے حالات	۱۱۹	نفس کے غفلت و غور کی کشف و معترف نہیں	۹۶	اگر رسول اللہ کو گنہ ہیں و درویشی
۱۴۹	تکبیر کے اقسام اور کعبہ بول سے راز کی	۱۲۰	باب نماز میں گنہ سے کام ہاں میں گنہ نہیں	۹۷	نماز کے علاوہ ناقص ہے
۱۵۰	تحقیق ہوتا ہے	۱۲۱	قانون کی شریعت سے پہلے ہے ہرگز عذر ہے	۹۸	حضور و درویش کی ہر طرف سے دور و شریعت
۱۵۱	عزائی و سحر و کباب	۱۲۲	عام و درویش کی شریعتوں سے علاوہ اور کباب	۹۹	شہادت ہیں
۱۵۲	ابن عمر بن مسعود کا بیان بہترین کی ترویج ملک	۱۲۳	شاہ حبشہ احمد بن حنبل کے حالات	۱۰۰	دور و درویشی میں ہر گز سے بچنے
۱۵۳	عزائی و اقصیٰ کے کہہ کی کس نماز بنا کر	۱۲۴	کو کعبہ پر پاؤں نہ رکھنا کی نیت ہے	۱۰۱	کعبہ و درویشی میں حضور کی تشریف میں ہے
۱۵۴	نفیس نقیون	۱۲۵	عزیز و قلم کی ایک ہر نماز درست ہے	۱۰۲	میر کا کعبہ و درویشی میں ہر گز سے بچنے
۱۵۵	نام مالک کی کتاب میں ہر گز سے بچنے ہیں	۱۲۶	امام جنت ابو اسامہ سے حضرت علی نے نکلا	۱۰۳	ارواح حسیہ جویت عام کا کعبہ کر تے ہیں
۱۵۶	ابن عمر بن مسعود کی حدیث میں ہر گز سے بچنے ہیں	۱۲۷	کیا ناظر ہر نماز کے بعد	۱۰۴	ان کے پیش کوئی چیز محاسب نہیں
۱۵۷	ابن عمر بن مسعود کے ہاتھ سے مالک	۱۲۸	سفر میں ہر نماز کے بعد	۱۰۵	ہر سوائے دور و شریعت کوئی دعا مانگے اگر
۱۵۸	نماز کی حفاظت کی روایات کا باب	۱۲۹	کو تیر کر یا قتا ہر نماز کا تیر ہے	۱۰۶	ایک کی ضرورت ہے ہر نماز کی
		۱۳۰	جہان کو حضور کے سلام ہی دیکھتے اور فیر	۱۰۷	نہ دور و شریعت میں فرق آتی کے حوائی



۱۵۹	مکات کا باب	۱۵۹	مکات کا باب
۱۶۳	ایک نام مستور اور صدق الیہ السلام	۱۶۳	ایک نام مستور اور صدق الیہ السلام
۱۶۴	فرقہ حضرت کی کام کیوں نہ بنا ابراہیم	۱۶۴	فرقہ حضرت کی کام کیوں نہ بنا ابراہیم
۱۶۵	ابہد کے چھ نماز پڑھ لو اس نفیس مطلب	۱۶۵	ابہد کے چھ نماز پڑھ لو اس نفیس مطلب
۱۶۶	کئے شخصوں کو بتانے پر دعا ہے	۱۶۶	کئے شخصوں کو بتانے پر دعا ہے
۱۶۷	بچے کی اہمیت مطلقاً بتا دے	۱۶۷	بچے کی اہمیت مطلقاً بتا دے
۱۶۸	امام کا ذکر دینی کا باب	۱۶۸	امام کا ذکر دینی کا باب
۱۶۹	کس کی خاطر کرنا دوا کرنا	۱۶۹	کس کی خاطر کرنا دوا کرنا
۱۷۰	امام کی نماز ناسد ہونے سے مقتدی کا ناز	۱۷۰	امام کی نماز ناسد ہونے سے مقتدی کا ناز
۱۷۱	میں ناسد ہے ایک عجیب مسئلہ	۱۷۱	میں ناسد ہے ایک عجیب مسئلہ
۱۷۲	مختصر کا باقی بے تدبیروں کا زور ہے	۱۷۲	مختصر کا باقی بے تدبیروں کا زور ہے
۱۷۳	مختصر کی آواز میں صواب کی کیفیت	۱۷۳	مختصر کی آواز میں صواب کی کیفیت
۱۷۴	باب مقتدی و مسنونہ حکم	۱۷۴	باب مقتدی و مسنونہ حکم
۱۷۵	مختصر میں بشریت جماعت طبیعت میں	۱۷۵	مختصر میں بشریت جماعت طبیعت میں
۱۷۶	یہ کچھ کرنا پڑھ کرنا ضرور رکھو یہی	۱۷۶	یہ کچھ کرنا پڑھ کرنا ضرور رکھو یہی
۱۷۷	مختصر کا کوئی نفع ناسد ہو سکتا ہے اور	۱۷۷	مختصر کا کوئی نفع ناسد ہو سکتا ہے اور
۱۷۸	گونا گویاں، عجیب تاہم	۱۷۸	گونا گویاں، عجیب تاہم
۱۷۹	مختصر حضرت صدیق کو ملے پر پڑنا	۱۷۹	مختصر حضرت صدیق کو ملے پر پڑنا
۱۸۰	خلیفہ بنار یا	۱۸۰	خلیفہ بنار یا
۱۸۱	عبارت کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۱۸۱	عبارت کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۱۸۲	دل مختصر کی طوط	۱۸۲	دل مختصر کی طوط
۱۸۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۱۸۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۱۸۴	سے ثابت ہے تجربا کر	۱۸۴	سے ثابت ہے تجربا کر
۱۸۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۱۸۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۱۸۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۱۸۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۱۸۷	دل مختصر کی طوط	۱۸۷	دل مختصر کی طوط
۱۸۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۱۸۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۱۸۹	سے ثابت ہے تجربا کر	۱۸۹	سے ثابت ہے تجربا کر
۱۹۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۱۹۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۱۹۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۱۹۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۱۹۲	دل مختصر کی طوط	۱۹۲	دل مختصر کی طوط
۱۹۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۱۹۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۱۹۴	سے ثابت ہے تجربا کر	۱۹۴	سے ثابت ہے تجربا کر
۱۹۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۱۹۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۱۹۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۱۹۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۱۹۷	دل مختصر کی طوط	۱۹۷	دل مختصر کی طوط
۱۹۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۱۹۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۱۹۹	سے ثابت ہے تجربا کر	۱۹۹	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۰۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۰۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۰۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۰۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۰۲	دل مختصر کی طوط	۲۰۲	دل مختصر کی طوط
۲۰۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۰۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۰۴	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۰۴	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۰۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۰۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۰۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۰۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۰۷	دل مختصر کی طوط	۲۰۷	دل مختصر کی طوط
۲۰۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۰۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۰۹	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۰۹	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۱۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۱۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۱۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۱۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۱۲	دل مختصر کی طوط	۲۱۲	دل مختصر کی طوط
۲۱۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۱۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۱۴	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۱۴	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۱۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۱۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۱۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۱۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۱۷	دل مختصر کی طوط	۲۱۷	دل مختصر کی طوط
۲۱۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۱۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۱۹	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۱۹	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۲۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۲۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۲۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۲۱	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۲۲	دل مختصر کی طوط	۲۲۲	دل مختصر کی طوط
۲۲۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۲۳	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۲۴	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۲۴	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۲۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۲۵	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں
۲۲۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و	۲۲۶	مختصر کا مقررہ نام کیونکر ہوتا تھا کہ بیان و
۲۲۷	دل مختصر کی طوط	۲۲۷	دل مختصر کی طوط
۲۲۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف	۲۲۸	سرسبز رنگ سے خوشنہ محنت حدیث کثیف
۲۲۹	سے ثابت ہے تجربا کر	۲۲۹	سے ثابت ہے تجربا کر
۲۳۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں	۲۳۰	کچھ شے سے بھی نہ غلط ہیں

۲۳۵	کوشب قدر کیوں کہتے ہیں	۲۹۰	ہجرت میں حضور پر منورہ کس دن پائے
۲۵۳	اصل تراویح سنت رسول ہے یا قاعدہ	۲۹۱	اور بلا جمعہ کہاں پڑھا
۲۵۶	جماعت میں رکعت سنت فاروق	۲۹۲	عجب اہل علم کے حالات
۲۶۲	اکھڑ رکعت تراویح پر گفتگو	۲۹۳	جمعہ کے غلط ادا کیا کریں تاہم کرنا
۲۶۳	بیس تراویح کا نفیس ثبوت	۲۹۴	اولاد کے اعمال میں باپ پر پیش ہوتے ہیں
۲۶۴	پندرہویں شعبان کے فضائل	۲۹۵	ادامت کے احوال حضور پر بیان میں فرق
۲۶۵	چاشت کی نماز کا باب	۲۹۶	ایک حضرت صاحب کے عزم میں جو اٹھ گئے
۲۶۶	نماز چاشت کا وقت مستحب	۲۹۷	حیات انبیاء کی تحقیق
۲۶۷	نفل پر پیشگی ایجنسی ہے بری نہیں	۲۹۸	جموہ کو کیوں کہتے ہیں
۲۶۸	نوافل کا باب	۲۹۹	ورد پر پیش کرنے والے فرشتے کی رفتار
۲۶۹	سین کام میں جو سگ اسی میں اٹھو گے	۳۰۰	اولیاء علیہ السلام میں جگہ مستقل ہوتے ہیں
۲۷۰	سنت میں نفرت لڑائی کی کہ جسے حضور سے گئے	۳۰۱	حیات انبیاء کی نفیس تحقیق اور احادیث کے
۲۷۱	باب سفر کی نماز سفر کے منہ	۳۰۲	حجرات
۲۷۲	سفر میں قصر واجب ہے	۳۰۳	جموہ کے دن سرسکے فضائل و فوائد
۲۷۳	کتنے قیام پر اتمام کرے	۳۰۴	باب جمعہ واجب جمعہ
۲۷۴	سفر میں نفل کی بخت	۳۰۵	باب جمعہ کے دن مسافران اور میلہ جانا
۲۷۵	سفر میں جمعہ صحت میں	۳۰۶	اب محمد رسول کو مسجد ولد سے روکو
۲۷۶	جمعہ صحت میں کی بہت قوی دلیل اور اس کے	۳۰۷	خطبہ کے حکام اور صحابہ کے نام ایک ایک
۲۷۷	نفیس تجزیات	۳۰۸	باب سے شروع ہوا
۲۷۸	عرفان سے مدد ملا میں نماز وقت سے نہ ہٹی	۳۰۹	باب تجلیہ نماز جمعہ کے مسوا دہ زبانی
۲۷۹	حضرت عائشہ نے نماز میں اتمام کیوں کیا	۳۱۰	میں پڑھو
۲۸۰	جموہ کا باب	۳۱۱	نماز جمعہ بعد از نماز کی پڑھو
۲۸۱	اسلام سے پہلے ہتر کے دونوں کے نام کیا	۳۱۲	جموہ کی پہلی نماز سنت عثمانی ہے
۲۸۲	جموہ کے شرائط	۳۱۳	خطبہ کی انان غار میں مسجد پر
۲۸۳		۳۱۴	عمار کے مقدار اور رنگ
۲۸۴	تقریر لکھنے کا بہترین تجربہ	۲۹۰	ہجرت میں حضور پر منورہ کس دن پائے
۲۸۵	رب کے قرض اٹکنے کے معنی	۲۹۱	اور بلا جمعہ کہاں پڑھا
۲۸۶	عصر کی دھمائی ہے تو جمعہ پڑھو	۲۹۲	عجب اہل علم کے حالات
۲۸۷	سابقہ قرآن کا تفسیر کن کون ہیں	۲۹۳	جمعہ کے غلط ادا کیا کریں تاہم کرنا
۲۸۸	نماز جمعہ سے روزہ میں برکت	۲۹۴	ادامت کے احوال حضور پر بیان میں فرق
۲۸۹	باب غل میں میاں وردی	۲۹۵	ایک حضرت صاحب کے عزم میں جو اٹھ گئے
۲۹۰	رات کے مل دن میں اور اگر سکتا ہے	۲۹۶	حیات انبیاء کی تحقیق
۲۹۱	لیٹ کر نماز کیسے پڑھے	۲۹۷	جموہ کو کیوں کہتے ہیں
۲۹۲	باب روزہ کی ان اور تین مہینہ کے پانچ	۲۹۸	ورد پر پیش کرنے والے فرشتے کی رفتار
۲۹۳	اشتہات میں	۲۹۹	اولیاء علیہ السلام میں جگہ مستقل ہوتے ہیں
۲۹۴	قرآن حضور کے لیے ہدایت نہیں	۳۰۰	حیات انبیاء کی نفیس تحقیق اور احادیث کے
۲۹۵	طیبات کے لیے تہذیب سے رات کا مطالعہ	۳۰۱	حجرات
۲۹۶	کتب اور سبق یاد کرنا افضل ہے	۳۰۲	جموہ کے دن سرسکے فضائل و فوائد
۲۹۷	دو تین رکعت ایک سلام سے	۳۰۳	باب جمعہ واجب جمعہ
۲۹۸	بیسہ دہائے قدرت نماز پڑھو کیا پڑھے	۳۰۴	باب جمعہ کے دن مسافران اور میلہ جانا
۲۹۹	احوال کو واجب فرض سنت اور مستحب	۳۰۵	اب محمد رسول کو مسجد ولد سے روکو
۳۰۰	کیسے قرار دیا گیا	۳۰۶	خطبہ کے حکام اور صحابہ کے نام ایک ایک
۳۰۱	قدرت کا باب، قدرت کے معنی	۳۰۷	باب سے شروع ہوا
۳۰۲	بیر مومنہ جمع کے واقعات	۳۰۸	باب تجلیہ نماز جمعہ کے مسوا دہ زبانی
۳۰۳	دوسری حقوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے	۳۰۹	میں پڑھو
۳۰۴	نماز کا باب	۳۱۰	نماز جمعہ بعد از نماز کی پڑھو
۳۰۵	صحابہ کو حضور کو نماز کے لیے بلاتے تھے	۳۱۱	جموہ کی پہلی نماز سنت عثمانی ہے
۳۰۶	اور زرا کیلئے نماز پڑھتے تھے	۳۱۲	خطبہ کی انان غار میں مسجد پر
۳۰۷	حضور پر لڑائی کا کیا اثر عرض کرتی	۳۱۳	عمار کے مقدار اور رنگ
۳۰۸	پندرہویں شعبان اور تین مہینہ رمضان	۳۱۴	

۳۸۲	۳۸۱	۳۸۰	۳۷۹	۳۷۸	۳۷۷	۳۷۶	۳۷۵	۳۷۴	۳۷۳	۳۷۲	۳۷۱	۳۷۰	۳۶۹	۳۶۸	۳۶۷	۳۶۶	۳۶۵	۳۶۴	۳۶۳	۳۶۲	۳۶۱	۳۶۰	۳۵۹	۳۵۸	۳۵۷	۳۵۶	۳۵۵	۳۵۴	۳۵۳	۳۵۲	۳۵۱	۳۵۰	۳۴۹	۳۴۸	۳۴۷	۳۴۶	۳۴۵	۳۴۴	۳۴۳	۳۴۲	۳۴۱	۳۴۰	۳۳۹	۳۳۸	۳۳۷	۳۳۶	۳۳۵	۳۳۴	۳۳۳	۳۳۲	۳۳۱	۳۳۰	۳۲۹	۳۲۸	۳۲۷	۳۲۶	۳۲۵	۳۲۴	۳۲۳	۳۲۲	۳۲۱	۳۲۰	۳۱۹	۳۱۸	۳۱۷	۳۱۶	۳۱۵	۳۱۴	۳۱۳	۳۱۲	۳۱۱	۳۱۰	۳۰۹	۳۰۸	۳۰۷	۳۰۶	۳۰۵	۳۰۴	۳۰۳	۳۰۲	۳۰۱	۳۰۰	۲۹۹	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶	۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰	۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴	۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸	۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲	۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶	۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰	۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴	۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸	۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸	۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲	۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰	۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴	۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸	۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶	۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸	۹۷	۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	۸۰	۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷	۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰	۴۹	۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱
-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----

۳۹۵	شہید کی معافی اور شہادت کی قسمیں	۳۹۵	دستاروں کی شہادت
۳۹۶	فاطمہؑ کی فکر کی تجارت، طالب علم، ہوشیاری	۳۹۶	قلم کی شہادت حضورؐ کی ہاتھ میں
۳۹۷	موت شہادت ہے	۳۹۷	حضرت عباسؓ کے دستار و عمارت
۳۹۸	کس پراری میں کس طرح ہدایت کے دستہ	۳۹۸	اور حضرت عباسؓ کے الفاظ
۳۹۹	ناستور کا کھانا اور پکھنے دکھانے کی اصل	۳۹۹	کی حضورؐ کے بعد آپؐ کا دیکھنا
۴۰۰	نیک بندوں اور نیک اعمال کی برکت	۴۰۰	درست نہیں
۴۰۱	سے دعا مصیبتیں لانا ہر قسم سے آئی ہیں	۴۰۱	اپنے معارف پر زبان اس کے قوس سے دعا
۴۰۲	کا مطلب بزرگوں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں اس	۴۰۲	ہو تو کیا بیان
۴۰۳	کی وجہ کو ان کے اسلاف کے حضور پر	۴۰۳	جو ان کے آٹھ ہیں، چار رحمت کی اور چار
۴۰۴	آپ سلطنت الہیہ کے منتہی ہیں	۴۰۴	عذاب کی
۴۰۵	پتھر جب کو یاد کرتا ہے پھر بندہ کو	۴۰۵	گرچہ چمک کوڑا کی حقیقت اور اس وقت
۴۰۶	ہوت کا عذاب کے نفل سے درجہات اپنے	۴۰۶	کی دعا میں
۴۰۷	یا دوسرے کے اعمال سے ہے	۴۰۷	چنداروں کی بیان مہمان کا خواب
۴۰۸	موت کے وقت دوسروں کو اس سے جانچیں	۴۰۸	رحمت قبول کرنا کتب سنت ہے کتب
۴۰۹	آسان ہو جاتی ہے	۴۰۹	دستار و عذاب کے احکام
۴۱۰	یہودی کی پھر حضورؐ کی نہ رسول کی برکت سے خاتم	۴۱۰	یہاں پر ہاتھ نہیں لازم کرنا ہر سنت ہے
۴۱۱	بالغیر نیب ہر حضورؐ کو خواب میں اپنے خاص	۴۱۱	حضورؐ کا عذاب میں کی خاک شفا ہے دل کی
۴۱۲	ظالم نرا میں بد کرتے ہیں	۴۱۲	مٹی کی تانچے اور حضورؐ کے سے دکھ درد کرنا
۴۱۳	مرد و عورت سے سزا خود کشی ہے	۴۱۳	ظلموں دعاؤں میں عبادت شیعہ کی اصل حدیث
۴۱۴	ایسا میں دلی کے بعد یہ پرسی کرتے	۴۱۴	سے ثابت ہے
۴۱۵	حضورؐ کے مرض و فاقہ میں ہم دوا دے سکتا	۴۱۵	انبیاء کرام کی برکت تیرے ہمارے ہوتے
۴۱۶	اور صابر کا انتقام اس کی وجہ	۴۱۶	حضورؐ کی شہادت نرا کیوں ہوتی اور حضرت
۴۱۷	حضورؐ کی بارگاہ میں اونچی آواز ہر وقت جاتو ہے	۴۱۷	عالمش کا سب سے حضورؐ کی رسول بنا
۴۱۸	آپؐ کی آواز پر اونچی آواز کا ہر دم	۴۱۸	دنیا میں کیل اور کار کی جیت ہے ہر ہمت
۴۱۹	کہہ کی موت سے دین کی موت افضل ہے	۴۱۹	بہار کے فضا ل اور وفادار
۴۲۰	موت شہادت ہے	۴۲۰	موت شہادت ہے
۴۲۱	موت شہادت ہے	۴۲۱	موت شہادت ہے
۴۲۲	موت شہادت ہے	۴۲۲	موت شہادت ہے
۴۲۳	موت شہادت ہے	۴۲۳	موت شہادت ہے
۴۲۴	موت شہادت ہے	۴۲۴	موت شہادت ہے
۴۲۵	موت شہادت ہے	۴۲۵	موت شہادت ہے
۴۲۶	موت شہادت ہے	۴۲۶	موت شہادت ہے
۴۲۷	موت شہادت ہے	۴۲۷	موت شہادت ہے
۴۲۸	موت شہادت ہے	۴۲۸	موت شہادت ہے
۴۲۹	موت شہادت ہے	۴۲۹	موت شہادت ہے
۴۳۰	موت شہادت ہے	۴۳۰	موت شہادت ہے
۴۳۱	موت شہادت ہے	۴۳۱	موت شہادت ہے
۴۳۲	موت شہادت ہے	۴۳۲	موت شہادت ہے
۴۳۳	موت شہادت ہے	۴۳۳	موت شہادت ہے
۴۳۴	موت شہادت ہے	۴۳۴	موت شہادت ہے
۴۳۵	موت شہادت ہے	۴۳۵	موت شہادت ہے
۴۳۶	موت شہادت ہے	۴۳۶	موت شہادت ہے
۴۳۷	موت شہادت ہے	۴۳۷	موت شہادت ہے
۴۳۸	موت شہادت ہے	۴۳۸	موت شہادت ہے
۴۳۹	موت شہادت ہے	۴۳۹	موت شہادت ہے
۴۴۰	موت شہادت ہے	۴۴۰	موت شہادت ہے
۴۴۱	موت شہادت ہے	۴۴۱	موت شہادت ہے
۴۴۲	موت شہادت ہے	۴۴۲	موت شہادت ہے
۴۴۳	موت شہادت ہے	۴۴۳	موت شہادت ہے
۴۴۴	موت شہادت ہے	۴۴۴	موت شہادت ہے
۴۴۵	موت شہادت ہے	۴۴۵	موت شہادت ہے
۴۴۶	موت شہادت ہے	۴۴۶	موت شہادت ہے
۴۴۷	موت شہادت ہے	۴۴۷	موت شہادت ہے
۴۴۸	موت شہادت ہے	۴۴۸	موت شہادت ہے
۴۴۹	موت شہادت ہے	۴۴۹	موت شہادت ہے
۴۵۰	موت شہادت ہے	۴۵۰	موت شہادت ہے

۴۸۸	۴۵۸	۴۵۹	۴۸۹
ہر قسم کی خود کشی اور دھارمک ہے	۴۵۹	۴۶۰	۴۹۰
اور ان کے عالم کی سرپرستی میں اور	۴۶۰	۴۶۱	۴۹۱
سیک دقت سے بچ کر رہی ہیں	۴۶۱	۴۶۲	۴۹۲
مفسر کو قریب مہم کرنا اور سلام کرنا	۴۶۲	۴۶۳	۴۹۳
یتیم کے عمل کو کھانا	۴۶۳	۴۶۴	۴۹۴
بھی کی حد خود کشی کا موت مثل	۴۶۴	۴۶۵	۴۹۵
ہیں تو قریبی	۴۶۵	۴۶۶	۴۹۶
بھول کے تیرکات واضح ہیں	۴۶۶	۴۶۷	۴۹۷
تیرکات بھولنا	۴۶۷	۴۶۸	۴۹۸
بزرگوں کو گفتگو میں مامورنا	۴۶۸	۴۶۹	۴۹۹
قریب سے کیسے نہیں گے	۴۶۹	۴۷۰	۵۰۰
یتیم کو بھولنے کے تیرکات کا ثبوت	۴۷۰	۴۷۱	۵۰۱
چند مثالیں ان کو حضور نے تیرے	۴۷۱	۴۷۲	۵۰۲
بھول کر نہیں کرے پرانی	۴۷۲	۴۷۳	۵۰۳
جہان سے کے ساتھ جاننا اور نماز خانہ	۴۷۳	۴۷۴	۵۰۴
مرد اپنے خصال کفین دینے والے	۴۷۴	۴۷۵	۵۰۵
تیرم ہمارے دماغ کو بچانا ہے	۴۷۵	۴۷۶	۵۰۶
نہاشی کے حالات، حضور کا ان کی موت	۴۷۶	۴۷۷	۵۰۷
کی خبر دینا	۴۷۷	۴۷۸	۵۰۸
خاندانہ خاندانہ کی نفیس تحقیق طائر	۴۷۸	۴۷۹	۵۰۹
ہندانہ میں سپارکیروں کا نفیس	۴۷۹	۴۸۰	۵۱۰
ثبوت	۴۸۰	۴۸۱	۵۱۱
خاندانہ میں سوئے فائز پر ہنا ہے	۴۸۱	۴۸۲	۵۱۲
اس کی نفیس تحقیق	۴۸۲	۴۸۳	۵۱۳
خاندانہ مسجد میں مکہ ہے	۴۸۳	۴۸۴	۵۱۴
۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱
۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵
۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹
۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳
۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷
۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱
۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵
۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹
۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳
۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷
۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲
۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶
۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱
۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵
۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹
۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳
۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷
۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲
۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷
۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲
۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷
۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲
۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷
۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲
۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷
۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲
۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷
۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲
۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷
۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲
۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷
۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲
۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷
۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲
۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷
۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲
۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷
۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲
۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷
۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲
۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷
۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲
۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷
۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲
۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷
۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲
۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷
۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲
۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷
۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲
۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷
۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲
۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷
۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲
۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷
۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲
۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷
۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲
۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷
۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲
۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷
۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲
۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷
۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲
۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷
۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲
۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷
۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲
۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷
۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲
۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷
۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲
۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷
۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲
۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷
۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲
۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷
۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲
۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷
۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲
۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷
۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲
۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷
۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲
۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷
۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲
۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷
۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲
۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷
۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲
۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷
۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲
۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷
۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲
۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷
۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲
۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷
۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲
۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷
۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲
۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷
۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲
۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷
۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲
۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷
۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲
۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷
۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲
۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷
۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲
۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷
۹۹۹	۱۰۰۰	۱۰۰۱	۱۰۰۲

مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

نعمانی کتب خانہ، ہزاروں درشپہ، مطبوعات کیا خواندہ گروہ